منظوری گورنمنٹ آف انڈیا

ضمیمہ

نمبر (۱) جلد (۵)

انڈین لا رپورٹ

سلسلہ مدراس جلد ۲۰ بابت ۱۸۹۷ء

از صفحہ ۱ لغایت ۳۴

متضمن

مقدمات منفصلہ احکام عالی مقام پریوی کونسل و ہائیکورٹ

بابت ماہ جنوری ۱۸۹۷ء

زیر نگرانی

شیخ غلام رسول انچارج ایجنسی

تالیف ہوکر

مطبع راست گفتار امرتسر
جنرل لا بکس ایجنسی

میں

کارپردازان مطبع کی اہتمام سے طبع ہوکر شائع ہوا

انڈین لا رپورٹ

سلسلہ مدراس

جلد ۲۰ بابت ۱۸۹۷ء

صیغۂ اپیل فوجداری

باجلاس سبرامنیا ایا صاحب جسٹس و ڈیوس صاحب جسٹس

ملکۂ معظمہ قیصر ہند - **بنام** سبرامنیان وغیرہ *

مجموعۂ تعزیرات دفعہ ۱۸۸ - ایکٹ لوکل بورڈس - ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۴ء (مدراس) دفعات ۹۰ و ۱۰۰ - عدم متابعت نوٹس -

ایک پریزیڈنٹ لوکل بورڈ نے زیر ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۴ء عمل کرکے ایک نوٹس ایک شخص کے نام بدین منشاء

جاری کیا کہ وہ بعض مداخلتہائے شارع عام کو عرصہ دس یوم کے اندر رفع کر دے -

تجویز ہوئی کہ نوٹس مذکور حسب منشاء دفعہ ۱۸۸ مجموعۂ تعزیرات ہند ایک حکم نہ تھا اور کہ اُس شخص نے جو

اُسکی متابعت کرنے مین غفلت کی ہے بجرم زیر دفعہ مذکور نہین کیجا سکتی *

مقدمات ارسال کردہ بغرض احکام ہائیکورٹ زیر دفعہ ۴۳۸ مجموعۂ ضابطہ فوجداری منجانب ہیوٹسن صاحب

ایکٹنگ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ملابار *

واقعات مقدمہ ہذا اچھی مستصوابی سے کافی طور پر معلوم ہوتے ہین جو حسب ذیل ہے :-

ہر ایک مقدمہ کے ملزم پر مبلغ عہ جرمانہ یا بصورت عدم ادائگی ایک ہفتہ کی قید محض برداشت کرنیکا حکم

اسوجہ سے دیا گیا ہے کہ انہون نے تعلق بورڈ پالی پورم کے پریزیڈنٹ کے اس حکم کی متابعت نہین کی ہے کہ وہ

ان مداخلتہائے شارع عام کو رفع کر دین جو کہ ایک جرم قابل سزا زیر دفعہ ۱۸۸ مجموعۂ تعزیرات ہند ہے -

"میری یہہ رائے ہے کہ ایک مزاحمت کا بہ متابعت ایک نوٹس زیر ایکٹ لوکل بورڈ کے رفع نکرنا زیر دفعہ ۱۸۸ مجموعۂ

---

* مقدمات نگرانی دیوانی نمبر ۲۸۸ لغایت نمبر ۲۹۰ سنہ ۱۸۹۶ء -

تعزیرات ہند قابل سزا نہیں ہے۔ وہ ضابطہ جو ملحوظ رکھا جانا چاہیے بسبب دفعہ ۱۰۰ ایکٹ لوکل بورڈ کے مقرر کیا گیا ہے جسمین یہ بیان کیا ہے کہ پریذیڈنٹ کو چاہیے کہ مزاحمت کو رفع کرائے اور قصوروار سے خرچ وصول کرے۔

"مقدمہ نگرانی فوجداری نمبر ۵۶۷ سنہ ۱۸۸۵ء (۱) مین یہ قرار دیا گیا تھا کہ جائز حکم نسبت رفع کرنے ایک مزاحمت کے شارع عام سے صرف اوسی طریق پر جاری کیا جا سکتا ہے او منجانب ایسے عہدہ دار کے جسکا ذکر باب ۱۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین کیا گیا ہے۔ پریذیڈنٹ تعلق بورڈ ایک ایسا عہدہ دار نہیں ہے جسکا ذکر دفعہ ۱۳۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین کیا گیا ہو۔

"اسلئے میں نہایت ادب سے اس امر کا ملتجی ہوں کہ تجویز ثبوت جرم ان مقدمات مین منسوخ کیجائے اور جرمانہ کے واپس دئے جانیکا حکم صادر فرمایا جاوے"

اہم اجزا دفعات ۹۰ و ۱۰۰ ایکٹ لوکل بورڈ جو اغراض رپورٹ ہذا کے لئے ضروری ہیں حسب ذیل ہیں :-

"دفعہ ۹۰ (۱) کوئی دیوار یا کٹہرہ یا کوئی اور مزاحمت یا مداخلت کسی شارع عام پر بلا تحریری اجازت پریذیڈنٹ تعلق بورڈ یا کسی ایسے شخص کے تعمیر کیجائیگی یا بنائی نہ جائیگی جسکو پریذیڈنٹ مذکور نے اس امر کے متعلق حسب ضابطہ اختیار عطا کیا ہو اور نہ کوئی عمارت بلا ایسی اجازت کے کسی موری یا نالہ یا انکے کسی جزو پر یا کسی ایسی زمین پر بنائی جائیگی جسپر کلا یا جزا سڑک کا کوڑا یا اور کہا لس پھونس ڈالے گئی ہوں یا اس سے اونچی کیگئی یا سطح کیگئی ہو۔

"(۲) اگر کوئی شخص ایسی مزاحمت یا تعمیر بلا ایسی اجازت کے بنائے یا جہانکہ ایسی اجازت ایسے طریق پر عطا کیگئی ہو جو خلاف شرائط اجازت مذکور کے ہو یا اسکے نامطابق ہو تو پریذیڈنٹ تعلق بورڈ یا کوئی اور شخص جسے حسب متذکرہ صدر اختیار عطا کیا گیا ہو مجاز ہے کہ بذریعہ نوٹس تحریری کے اس شخص سے جسنے مزاحمت مذکور یا عمارت کو تعمیر کیا ہو اس امر کا مطالبہ کرے کہ وہ اسے میعاد مندرجہ نوٹس مذکور کے اندر رفع کر دے"

"دفعہ ۱۰۰ (۱) اگر کوئی شخص جسے حسب احکام ایکٹ ہذا بمضمون نوٹس دیا گیا ہو کہ وہ فلان کام کو کرے نوٹس مذکور کی تعمیل سے قاصر رہے تو پریذیڈنٹ تعلق بورڈ یا کوئی اور شخص جسے امر مذکور کے متعلق اختیار دیا گیا ہو مجاز ہے کہ اس کام کو کرائے۔

"(۲) وہ خرچ جو ایسے کام کے کرنے مین عاید ہو اس شخص سے ادا کیا جائیگا جسکو نوٹس دیا گیا ہو۔

(۱) دائر ڈولی جسٹ طبع سوم صفحہ ۰۰۔

نمبر ٦٢ سنہ ۱۸۹۶ء
کلاں فیصلہ شدہ
بنام
سُبرامنیا وغیرہ

[illegible] ایسے [illegible] واجب الوصول ہوگا جو ذیل میں واسطے وصولی بقایا ٹیکس کا نام کے مقرر کیا گیا ہے"۔

ایکٹنگ [illegible] ایڈووکیٹ جنرل [illegible] سبرامنیام منجانب سرکار۔

[illegible] کوئی حاضر نہیں تھا۔

[illegible] دفعات [illegible] ایکٹ لوکل بورڈ بابت سنہ ۱۸۸۴ء کے ملاکر پڑھنے سے ہمارے صحیح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ نوٹس جو بموجب دفعہ اول الذکر کے حکم کیا گیا ہے محض ایک شرط ماتقدم اُس فعل کی ہے جو خود پریزیڈنٹ سے کیا جانا چاہیئے بذات خود بتعلق مذکور کے زیر دفعہ موخر الذکر۔ اسلئے نوٹس زیر بحث محض ایک نوٹس ہی ہے نہ کہ ایک ایسا حکم [illegible] مذکورہ دفعہ [illegible] مجموعہ تعزیرات ہند میں کیا گیا ہو۔

نتیجہ ہم [illegible] اس امر میں اتفاق کرتے ہیں کہ تجاویز ثبوت جرم غلط تھیں اور ہم انکو منسوخ کر کے ہدایت کرتے ہیں کہ جرمانہ اگر ادا کیا گیا ہو تو واپس دیا جائے۔

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس سُبرامنیا ایار صاحب جسٹس و ڈیولیر صاحب جسٹس

۱۷ و ۲۱ ستمبر ۱۸۹۶ء

الاپچائی راؤتھر بنام محی دین بیبی٭

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۴۸۸۔ گذارہ۔ حکم سزائے قید بصورت عدم ادائیگی کے۔

وہ قید جو زیر دفعہ ۴۸۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے بصورت عدم ادائیگی گذارہ عطا کردہ کے دی گئی ہو ایک تک محدود نہیں ہے زیادہ سے زیادہ قید جو عائد کیجاسکتی ہے ایک ماہ ہر ایک معینہ کے بقایا کی نسبت ہے اور اگر کوئی بقایا کسی جزو ماہ کی نسبت موجود ہو تو مزید عرصہ ایک ماہ کی قید ایسے بقایا کی بنسبت کیجاسکتی ہے۔

مقدمہ ارسال کردہ منجانب آر ڈی براڈفوٹ صاحب ایکٹنگ سشن جج ترچناپلی بغرض صدور احکام ہائیکورٹ زیر دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری۔

مقدمہ مذکور حسب ذیل بیان کیا گیا تھا:-

"محی دین بیبی نے اپنی نابالغ دختران کی طرف سے ایک درخواست ہیڈ اسسٹنٹ مجسٹریٹ کے روبرو بخلاف اپنے شوہر

٭ نگرانی فوجداری نمبر ۱۷۱ سنہ ۱۸۹۶ء۔

۱۸۹۶ [illegible]
الاسچائی راوتہر
بنام
محی الدین

الاسچائی راوتہر کے واسطے دلا پانے مبلغ ۱۴ روپیہ ۵ آنہ ۲ پائی کے دائر کی جو جمع شدہ بقایا گذارہ پچپن ماہ اور ۲۸ یوم کا تہا۔

"بعد کامل تحقیقات کے ہیڈ اسسٹنٹ مجسٹریٹ کو اس امر کا یقین ہوا کہ الاسچائی مذکور بقایا مذکور کے ادا کرنیکے ناقابل ہے اور اسنے حکم دیا کہ یا تو وہ مبلغ ۱۴ روپیہ ۵ آنہ ۲ پائی ادا کرے یا چہہ ماہ کی قید محض برداشت کرے۔

"میری یہ رائے ہے کہ حکم قید مذکور چہہ ماہ کے واسطے اغلباً خلاف قانون ہے (ملاحظہ ہو ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام رنزاول(۱) کو مقدمہ بیاچابنام محی الدین کٹی(۲) میں عرصہ قید بغرض عدم ادائگی جمع شدہ بقایا کے ساڑہے چار ماہ تہا۔ اور ہائیکورٹ نے اسپر کوئی تشریح نکی تہی تاہم مقدمہ مذکور میں اس امر پر بحث نکیگئی تہی اور مجہے اس امر میں شک ہے کہ آیا حکام ہائیکورٹ کا منشا ایک ماہ سے زیادہ عرصہ کی قید کو پسند کرنیکا تہا۔

"بہرحال میں ملتجی ہوں کہ میری رائے میں چہہ ماہ کی قید کا حکم بہت زیادہ ہے شخص مذکور اتبک دو ماہ اور تین یوم قید رہچکا ہے۔

"ان واقعات کی موجودگی میں میں اس امر کا ملتجی ہوں کہ معزز ججان ہائیکورٹ ہیڈ اسسٹنٹ مجسٹریٹ کے حکم مذکور کی ترمیم کریں۔ قیدی آج ضمانت پر رہا کیا گیا ہے"۔

فریقین کی طرف سے کوئی وکیل نہ تہا۔

حکم:- سوال ہمارے روبرو یہ ہے کہ آیا زیادہ سے زیادہ حکم سزا جو کسی ایک وقت پر زیر دفعہ ۴۸۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری دیا جاسکتا ہے ایک ماہ کی قید کا ہے یا کہ زیادہ عرصہ کی قید کا حکم بحساب ایک ماہ واسطے بقایا غیر معدولے ہر ماہ کے دیا جاسکتا ہے۔ کارروائیات ہائیکورٹ مورخہ ۱۹ اپریل ۱۸۷۱ء(۳) میں عدالت ہذا نے یہ ظاہر کی ہے کہ صرف ایک ماہ کی قید کا حکم دیا جاسکتا ہے لیکن اظہار رائے مذکور بحوالہ احکام دفعہ ۳۱۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے جو اسوقت رائج تہا (ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۱ء) کیا گیا تہا جو حسب ذیل تہی:-

"مجسٹریٹ مجاز ہے کہ ہر ایک خلاف ورزی حکم کی نسبت بذریعہ وارنٹ کے یہہ ہدایت کرے کہ زر واجب الادا ایسے طریق پر وصول کیا جاے جو جرمانہ کی وصولی کے واسطے مقرر کیا گیا ہے یا وہ مجاز ہے کہ شخص مذکور کے قید کئے جانیکا حکم معہ یا بلا مشقت کے کسی عرصہ کے واسطے صادر کرے جو ایک ماہ سے زیادہ ہو"۔

الفاظ دفعہ ۴۸۸ مجموعہ حال بالکل مختلف ہیں وہ حسب ذیل ہیں:- "مجسٹریٹ کو اختیار ہوگا کہ ہر ایک عدم تعمیل حکم پر ایک وارنٹ اس ہدایت کے ساتھ جاری کرے کہ زر واجب الادا

(۱) انڈین لا رپورٹس [illegible] جلد ۹ صفحہ ۴۰۴
(۲) [illegible] جلد [illegible] صفحہ [illegible]
(۳) مدراس ہائیکورٹ [illegible] صفحہ [illegible]

۱۸۹۶ء
الاپچالی راوتھر
بنام
محی الدین ...

اسیطرح وصول کیا گیا ہے اسطرح سب متذکرہ صدر جرمانہ وصول ہو گیا ہے اور یہ حکم صادر کرے کہ شخص مذکور ہر مہینے کے کفاف کل یا جزو کی بابت [illegible] وارنٹ کی تعمیل کے بعد غیر معینہ یا ہو کسی میعاد تک قید رہے جو ایک مہینہ سے زیادہ نہو" تبدیلی مذکور اہم تبدیلی ہے اور الفاظ "ہر مہینے کے کفاف کے کل یا جزو کی بابت" بے معنے ہوجاتے ہین اگر کسی صورت مین زیادہ سے زیادہ حکم سزا صرف ایک ماہ کی قید کا ہو اسلئے ہم اس تعبیر کے ساتھ جو الٰہ آباد ہائیکورٹ نے دفعہ مذکور کی کی ہے (ملاحظہ ہو مقدمہ قیصر ہند بنام سراُن (۱)) اتفاق نہین کرسکتے - وہ وقت جو ایج صاحب [illegible] معلوم کرتے ہین کہ چند مہینون مین سے کس مہینہ کے ساتھ رقم وصول کردہ [illegible] معلوم نہین ہوتی - وہ ضابطہ جو جرمانہ [illegible] مین درج ہے یہ معلوم ہوتا ہے [illegible] سے منہا کیا گیا ہے اور ازان بعد معلوم کیا جاتا کہ کسقدر مہینون کا کفاف باقی رہتا ہے - پس وہ زیادہ سے زیادہ سزا جو دیجا سکتی ہے ایک ماہ کی قید ہر ایک مہینہ کے بقایا کے واسطے ہے اور اگر ایسا بقایا موجود ہے [illegible] کسی مہینے کے ایک جزو کے بقایا کفاف کے برابر ہو تو مزید قید ایک ماہ کی انقضا یا کی نسبت دیجا سکتی ہے - ہماری رائے اس تعبیر کے مطابق ہے جو ضمنی طور پر دفعہ مذکور کی نسبت عدالت ہذا نے مقدمہ سیاد با بنام محی الدین کٹی (۲) مین کی ہے -

خاص واقعات مقدمہ ہذا کے متعلق ہم یہ کہنے کے مجاز ہونگے کہ حکم سزا بہت زیادہ تھا لیکن چونکہ سشن جج نے قبل ازین ملزم کو قبل اختتام میعاد سزا کے ضمانت پر رہا کیا ہے اسلئے ہم نامناسب سمجھتے ہین کہ وہ پھر جیل مین بھیجا جائے - اسلئے اب اسکی ضمانت فسخ کیجانی چاہئے ●

---

(۱) انڈین لا رپورٹس الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۲۴

(۲) " مدراس جلد ۲ صفحہ ۷۰ -

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر آرتھر جے ایچ کالنس صاحب چیف جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

۱۸۹۶ء ۶ اکتوبر

سرینواسا راگھاوا ایانگر و یک کس دیگر (مدعیان) بنام ستوسامی پدایاچی و یک کس دیگر (مدعا علیہم) رسپانڈنٹان*

میعاد۔ قبضہ مخالفانہ۔ ایکٹ ایصال لگان (مدراس) ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۶۵ء۔ انعامدار کا زیر ریگولیشن ۲۶ سنہ ۱۸۰۲ء استحقاق کا رجسٹری نکرانا۔ اسکا اثر ∴

ایک انعامدار نے اپنے استحقاق یا بحق رجسٹری شدہ مالک اراضی کی رجسٹری نکرائی تہی اسلئے وہ قبولیت پٹہ جات کی نالش نہ کرسکتا تہا اور اُسنے مزارعان سے زائد از عرصہ بارہ سال تک لگان وصول کیا تہا۔

تجویز ہوئی کہ مزارعان نے بباعث امور مذکور کے بذریعہ قبضہ مخالفانہ کے انعامدار کے برخلاف حقوق حاصل کئے ہیں۔

اپیل دوم بناراضی ڈگری ای جے سیول صاحب ایکٹنگ ڈسٹرکٹ جج تجویز مقدمہ اپیل نمبر ۳۳۲ سنہ ۱۸۹۴ء مشعر ترمیم فیصلہ آر نی کلیگ صاحب ایکٹنگ سب کلکٹر تجویز مقدمہ نالش سرسری نمبر ۱۳۲ سنہ ۱۸۹۳ء۔

واقعات مقدمہ ہذا جو فیصلہ سب کلکٹر مین درج ہین حسب ذیل ہین :-

نالش ہذا زیر ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۶۵ء بغرض موثر کرانے قبولیت پٹہ فصلی سنہ ۱۳۰۲ کے دائر کیگئی تہی۔ پٹہ مذکور مدعا علیہم کے پاس ۲۲ جون سنہ ۱۸۹۳ء کو پیش کیا گیا تہا لیکن اُنہون نے اُس سے انکار کیا۔ پٹہ کے پیش کرنیکے متعلق کوئی سوال نہین ہے

"تنقیحات مقدمہ ہذا حسب ذیل ہین :- (۱) آیا مدعا علیہم مدعیان کے مزارعان ہین اور اُنپر قبولیت پٹہ لازم ہے (۲) آیا شرائط پٹہ پیش کردہ درست ہین۔

"تنقیح اول کے متعلق مدعیان نے بیان کیا کہ وہ رجسٹری شدہ انعامداران "ندستوم" تردپتورائی کے ہین اُنہون نے دستاویز الف جو ایک بیعنامہ مورخہ ۱۹ جنوری سنہ ۱۸۳۰ء ہے پیش کی ہے جسکی رو سے اُنہون نے اپنا استحقاق بطور انعامداران اس "ستوم" کے پہلے انعامدار سنکار اپیشوائی سے اخذ کیا ہے دستاویز د ایک جسٹر مال کی نقل ہے جسکی رو سے یہہ حکم دیا گیا ہے کہ یہ اراضیات خرید کردہ از سنکارا اپیشوائی ماہ فروری سنہ ۱۸۴۰ء کو اُنکے نام پر درج کیا جائے۔

* اپیل دوم نمبر ۱۰۰ سنہ ۱۸۹۵ء

سرنیو اسار اگاؤ
ایاگر نبام
ستوسامی پیچی

"مدعا علیہم کا عذر اس تنقیح کے متعلق یہہ ہے کہ انہون نے کبہی کوئی لگان مدعیان کو زائد از عرصہ بارہ سال سے ادا نہین کیا اور کہ وہ اپنی ارضیات پر معہ جملہ حقوق مالکیت کے زائد از عرصہ بارہ سال سے قابض ہین اور اسلئے مدعیان کا دعوے زائد المیعاد ہے۔"

مدعا علیہم نے ایک فیصلہ اپیل دوم ۲۱۹ سنہ ۱۸۹۱ء مصدرہ عدالت ضلع تنجور پر انحصار کیا ہے۔ وہ اپیل بنا برضی ڈگری ہیڈ اسسٹنٹ کلکٹر بمقدمہ نالش سرسری ۱۸۲ سنہ ۱۸۸۹ء دائر کیا گیا تہا جسمین سنکارا راؤ بیشوائی مدعی نمبر ۱ تہا اور مدعیان حال مدعیان نمبر ۲ و ۳ تہے۔ ڈسٹرکٹ جج نے یہہ قرار دیا تہا کہ چونکہ مدعیان حال اسوقت بطور انعامداران کے کلکٹر کے رجسٹر مین درج نتہے اسلئے وہ پٹہ کے پیش کرنیکے مستحق نتہے گو اُسنے سنکارا راؤ بیشوائی کے پٹہ کے قبول کرنیکا حکم مدعا علیہم کو دیا تہا۔ رجسٹری حال کا نقص رفع نہین کیا گیا اور سوال یہہ ہے کہ آیا مدعا علیہم نے حقوق ملورام اُس ارضی پر بذریعہ قبضہ مخالفانہ زائد از عرصہ دوازدہ سال کے حاصل کئے ہین"۔

سب کلکٹر نے یہہ قرار دیا کہ مدعا علیہم پر اُس پٹہ کا قبول کرنا جو پیش کیا گیا ہے تلو بع ایک ایسی ترمیم کے لازم ہے جواب چندان ضروری نہین ہے۔

ڈسٹرکٹ جج نے اس ڈگری کو منسوخ کرکے نالش کو باظہار رائے ذیل معہ خرچہ خارج کیا:۔

"مدعیان کے حق بطور مالکان ارضی مدعا علیہم سے صریح طور پر سنہ ۱۸۶۸ء مین انکار کیا گیا تہا اور معاملہ کا فیصلہ بخلاف مدعیان کے کیا گیا تہا۔ اگر رشتہ مالک و مزارعہ کبہی انکے ما بین موجود بہی تہا تاہم مزارعت اسوقت ختم ہوگئی تہی مدعا علیہم اُسوقت سے برابر قابض ہین گو امتناع مندرجہ فیصلہ بخلاف دعوے مدعیان (یعنے عدم رجسٹری انعام بحق مدعیان) سنہ ۱۸۸۸ء مین رفع کیا گیا تہد نالش حال سنہ ۱۸۹۳ء تک دائر نکیگئی تہی۔ میری یہہ رائے ہے کہ مدعیان کی نالش بحیثیت مالکان ارضی کے زائد المیعاد ہے اور کہ مدعا علیہم انکے مزارعان نہین ہین"۔

مدعیان نے اپیل دوم حال رجوع کیا۔

مسٹر کرشنن منجانب اپیلانٹان۔

رسپانڈنٹان کیطرف سے کوئی حاضر نہوا۔

تجویز۔ اپیل ہذا کی تردید کے واسطے کوئی حاضر نہین ہوا ہم اپنے آپ کو ڈگری ڈسٹرکٹ جج کی بحال رکہنے کے ناقابل سمجہتے ہین۔

ڈگری مقدمہ اپیل ۲۱۹ سنہ ۱۸۹۱ء (دستاویز ا) مین یہہ فیصلہ کیا گیا تہا کہ اُسوقت سے مدعا علیہم کا قبضہ بخلاف

سنہ ۱۸۹۶ء
سری نواسا راگاوا بنام متوسامی مدلیار

مالکاری اراضی کے مخالفانہ تہا جسمین صرف یہہ فیصلہ کیا گیا تہا کہ معیان حال نے (جو اسوقت معیان علاوہ ۳ تہے) اسوقت اپنے حقوق تابع رجسٹری شدہ مالکاری اراضی کو رجسٹری کرا لیا تہا اور کہ وہ ایک نالش بغرض موثر کرانے قبولیت پٹہ کے اسوقت تک دائر نکر سکتے تہے جبتک کہ رجسٹری مذکور نکیجائے۔ رجسٹری مذکور سنہ ۱۸۸۴ء مین ہوگئی تہی اور بعد رجسٹری مذکور کے معیان نے اولاً ایک کامل حق حاصل کیا تہا جسپر وہ پٹہ کی قبولیت کو موثر کرا سکتے تہے ... امر کے متعلق کوئی شہادت موجود نہین ہے کہ قبضہ مزارعان کسیوقت معیان یا انکے بائعان کے مقابلہ مین مخالفانہ تہا محض لگان کے وصول کرنے سے مزارعت مخالفانہ نہین ہوجاتی *

ہمین ڈسٹرکٹ جج کی ڈگری کو منسوخ کر کے سب کلکٹر کی ڈگری کو بحال کرنا چاہیے معیان اپنا کل خرچہ وصول کرینگے

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس سبرامنیا ایار صاحب جسٹس ڈیوس صاحب جسٹس

۱۴ ستمبر سنہ ۱۸۹۶ء

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند **بنام** عبدالقادر شریف صاحب*

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۱۹۵ و ۴۳۳ - ایک جرم کی اعانت - دفعہ ۱۰۹ مجموعہ تعزیرات ہند - اجازت استغاثہ کا حاصل کرنا غیر ضروری ہے۔

گو منظوری استغاثہ کا ان مقدمات مین حاصل کرنا ضروری ہے جہان دفعات تعزیرات ہند کی ذیل مین آتے ہون جنکا ذکر دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین کیا گیا ہے تاہم کسی ایسی منظوری کی ضرورت اس شخص پر استغاثہ کرنے کے پہلے ضروری نہین ہے جسپر ایسے جرائم کی اعانت کا الزام لگایا گیا ہو۔

مقدمہ بیان کردہ بغرض اظہار رائے ہائیکورٹ منجانب ڈبلیو ای کلارک صاحب اکٹنگ چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ بمقدمہ قلندرہ ۱۰۳۵۱ -

مقدمہ مذکور حسب ذیل بیان کیا گیا تہا:-

"ایک عورت یحیٰن بی نے ایک عورت حیات بی پر خیانت مجرمانہ کا الزام مقدمہ قلندرہ ۳۶۳۲ سنہ ۱۸۹۶ء مندرجہ کاغذات عدالت ہذا مین لگایا ملزم زیر دفعہ ۲۵۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری بری ہوگئی تہی۔ ازان بعد حیات بی نے مقدمہ قلندرہ ۹۸۸ سنہ ۱۸۹۶ء مین ایک درخواست واسطے اجازت استغاثہ بخلاف یحیٰن بی اور ایک شخص عبدالقادر شریف کے گذرانی جسکی نسبت یہہ بیان کیا گیا تہا کہ اسنے یحیٰن بی کی اعانت حیات بی کے برخلاف جہوٹے استغاثہ کو دائر کرنے مین

* مقدمہ مستصوبہ فوجداری ۱۰ سنہ ۱۸۹۶ء

سنہ ۱۸۹۶ء
ملکہ قیصر ہند
بنام
عبدالقادر

کی ہے ۔ عدالت ہذا نے بعد تحقیقات کے بیجن بی پر جھوٹے الزام کی نسبت استغاثہ دائر کرنیکی اجازت دی اور اُسنے یہ خیال کیا کہ ایک استغاثہ اعانت جرم زیر دفعہ ۲۱۱ مجموعہ تعزیرات ہند کی نسبت منظوری کی ضرورت نہین اسلیئے اُسنے مبینہ مُعین کی نسبت منظوری استغاثہ کے عطا کرنے سے انکار کیا ۔ بعدمین بیجن بی نے یہ شکایت کی کہ عبدالقادر شریف نے جرم زیر دفعہ ۲۱۱ مجموعہ تعزیرات ہند مین اعانت کی ہی اور عدالت ہذا نے عبدالقادر شریف مذکور کے برخلاف سمن جاری کیا ۔ اب یہہ بحث کیگئی ہے کہ عبدالقادر شریف کے برخلاف کوئی کارروائی بنسبت اعانت جرم زیر دفعہ ۲۱۱ مجموعہ تعزیرات ہند کے بلا منظوری دائر نہین کیجاسکتی ۔ اب مین نہائت ادب سے اس امر کا ملتجی ہون کہ بغرض ایک رائے ظاہر کیجائے کہ آیا چونکہ اعانت ایک اہم جرم قابل سزا زیر دفعات مجموعہ تعزیرات ہند علاوہ دفعات متذکرہ دفعہ ۱۹۵ ضمن (ب) مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ہی اسلیئے منظوری کا موجود ہونا ضروری ہے قبل اسکے کہ عدالت جرم اعانتِ جرم زیر دفعہ ۲۱۱ مجموعہ تعزیرات ہند کی سماعت کریگی مینے استصواب ہذا اسوجہ سے کیا ہے کہ مجھسے ایسا کرنیکو کہا گیا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک اہم امر ہے جسکے متعلق ایک مثبت فیصلہ عوام الناس کیلئے مفید ہوگا "

کراؤن پراسیکیوٹر (مسٹر آر ایف گرانٹ) منجانب سرکار ۔

مسٹر اسار گاداچیر منجانب مستغیث ۔

مسٹر راماسامی راجو منجانب ملزم ۔

رائے :- ایک جرم کی اعانت بذاتہ ایک جرم ہے جو جداگانہ دفعات کے رو سے قابل سزا ہے مگر دفعات مذکور مین سے کوئی دفعہ ضمن (ب) دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین مذکور نہین اسلیئے اُنکے متعلق منظوری کا عطا کرنا ضروری نہین ہے ۔

یہہ امر واقعہ کہ واضعان قانون نے دفعہ ۱۹۵ مین اُن دفعات مجموعہ تعزیرات ہند کو شامل نہین کیا جو اعانت کے متعلق ہین بظاہر اسوجہ سے کہ مقدمات کی عمومیت مین واقعات متعلق بہ اعانت اغلباً عدالت کے روبرو پیش نہین کئے جاتے ۔

خرچہ استصواب ہذا ملزم سے ادا کیا جانا چاہئے جسکی کہ تحریک سے کیا گیا ہے ۔

اسپیشل دیوانی

باجلاس شفرڈ صاحب جسٹس و سبرامنیا آیار صاحب جسٹس

۱۷ اکتوبر ۱۸۹۶ء

البر کا صاحب (خریدار نیلام) اپیلانٹ **بنام** محی الدین صاحب (ڈگریدار) رسپانڈنٹ*

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۲۴ و ۳۱۱ - درخواست منسوخی نیلام فریب کا اثر خریدار نیلام کا کوئی فریق فریب نہونا - عدم موجودگی سرٹیفکٹ زیر دفعہ ۲۲۴ محض بضابطگی -

ایک ڈگری نیلام عدالت کو فریب دیکر جو بصورت عدم موجودگی ثبوت اس امر کے منسوخ نہیں کرسکتا کہ خریدار نیلام فریب مذکور میں فریق تھا اور کہ فریب مذکور کا علم ڈگریدار کو بعد بحالی نیلام کے ہوا تھا -

عدالت اجرا کنندہ ڈگری میں اُس سرٹیفکٹ کا ارسال نکیا جانا جو بروئے دفعہ ۲۲۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ضروری ہے محض ایک ایسی بیضابطگی ہے جس کے باعث نیلام ناجائز نہیں ہوتا -

درخواست زیر دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی جسکے رو سے ہائیکورٹ میں یہہ استدعا کیگئی تہی کہ ڈسٹرکٹ جج ملابار جنوبی کے حکم مصدرہ بنالش اپیل متفرق ۲۶ سنہ ۱۸۹۵ء مشعر بحالی حکم ڈپٹی کلکٹر تن نیار سپیشل ڈسٹرکٹ منصف کلکٹ معتقدہ درخواست متفرق ۲۲۹۸ سنہ ۱۸۹۴ء کی نگرانی کیجائے -

درخواست بنام ڈگریدار نے واسطے منسوخی نیلام جائداد غیر منقولہ بعلت اجرا ڈگری ۲۰۸ سنہ ۱۸۸۷ء مندرجہ کاغذ ب عدالت منصف کنانور کے گذرانی تہی ڈگری مذکور سپیشل ڈسٹرکٹ منصف کلیکٹ کے پاس اجرا کے واسطے ارسال کیگئی تہی نیلام ۶ جون سنہ ۱۸۹۱ء کو عمل میں آیا تہا اور ۲۱ اگست سنہ ۱۸۹۱ء کو بحال کیا گیا تہا -

وہ وجوہات جو منسوخی نیلام کے واسطے بیان کیگئی ہیں یہہ ہیں اوّلاً یہہ کہ کسی نوٹس اجرا کی تعمیل سائل پر نہیں کیگئی تہی ثانیاً یہہ کہ ڈگریدار نے نوٹس کی تعمیل کو روکنے کے واسطے کسی اور شخص کا نام لیکر فریب کیا ہے اور ثالثاً یہہ کہ منتقلی اجرا بعدالت بذا کے ساتھ وہ سرٹیفکٹ موجود نتہا جو بروئے دفعہ ۲۲۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ضروری ہے -

منصف ضلع نے یہہ قرار دیا کہ نوٹس کی تعمیل ڈگریدار کی تحریک پر نہیں کیگئی تہی اور ثانیاً یہہ کہ تعمیل نوٹس مدعا علیہ پر

---

* درخواست نگرانی دیوانی ۲۷۴ سنہ ۱۸۹۵ء

سنہ ۱۸۹۰ع
ابوبکر صاحب
بنام
محی الدین صاحب

ڈگریدار کے فریب سے باز رکھی گئی تھی اور ثابت یہہ کہ عدم موجودگی سرٹفکیٹ سب منشاء دفعہ ۲۴۴ نیلام کو ناجائز نہین بناتی اور اسنے نیلام کو سبب مذکور منسوخ کیا۔ بر طبق اپیل کے ڈسٹرکٹ جج نے منصف ضلع کے حکم کو بحال رکھا اُسکا حکم حسب ذیل ہے۔

"مین منصف مذکور کے ساتھہ اس امر مین اتفاق کرنیکے ناقابل ہون کہ نوٹس بنام مدیونڈگری صورت حال مین ضروری تھا کیونکہ میری یہہ رائے ہے کہ حکم صادر زیر دفعہ ۳۱۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی متعلق بحالی نیلام صریح طور پر ایک حکم بخلاف اُس شخص کے تھا جسکے برخلاف اجراء کی درخواست کی گئی تھی۔ اسمین شک نہین کہ ایسے حکم کا حوالہ صریح طور پر آخری فقرہ دفعہ مذکور مین بطور ایک ایسے حکم کے دیا گیا ہے جو ایک فریق کے برخلاف صادر کیا گیا ہو۔ لیکن مین منصف کے حکم کو ایک اور وجہ پر بحال رکھہ سکتا ہون جسکو اُسنے منظور کیا تھا یعنے تیسرا عذر جو مدیونڈگری نے کیا ہے جو یہ ہے کہ ڈگری مذکور کا اجرا منصف کو بصورت عدم موجودگی سرٹفکیٹ زیر دفعہ ۲۲۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نکرسکتا تھا۔ خیال یہ کیا جانا چاہیئے کہ کوئی ایسا سرٹفکیٹ کبھی موجود تھا کیونکہ (۱) وہ مسل مین شامل نہین ہے اور (۲) اگر وہ موجود ہوتا تو عدالت نے ہرگز کل زر ڈگری کا اجرا نکیا ہوتا جبکہ اُسکا اہم جزو مبلغ الف سے زیادہ یعنی قریباً اُسکے ایک ثلث کے برابر تھا پہلے سے وصول کیا جاچکا تھا جبتک کہ وہ سرٹفکیٹ اور نقول جو بروئے دفعہ ۲۲۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ضروری ہین داخل نکیا تھین (ملاحظہ ہو دفعات ۲۲۵ و ۲۲۶) تب تک کوئی اسباب ایسا موجود نہین ہوتا جسپر عدالت کارروائی کرسکے۔ بالفاظ دیگر ایسے کوئی اختیار اجراء کا حاصل نہین ہوتا۔ اسلیئے کل روائیات اجراء صورت حال مین کلیتاً ناجائز تھین اور اس وجہ پر مین منصف کے حکم متعلق تنسیخ نیلام کو بحال رکھتا ہون اور اپیل ہذا کو معہ خرچہ خارج کرتا ہون"

خریدار نیلام نے اپیل کیا +

نرائن راؤ منجانب اپیلانٹ –

سنکرن نیار منجانب رسپانڈنٹ –

حکم :۔ سائل نے جو عدالت ضلع مین اپیلانٹ تھا حکم عدالت ضلع کے اس وجہ پر منسوخ کرانیکی استدعا کی ہے کہ صاحب جج نے ایسے اختیار سماعت کا استعمال کیا ہے جو اُسے حاصل نتھا حکم مذکور کے رو سے منصف ضلع کا حکم بحال رکھا گیا تھا جو اس وجہ پر مبنی تھا کہ مدیونڈگری کے ساتھہ فریب کیا گیا ہے –

معلوم ہوتا ہے کہ نیلام قبل درخواست اُسکی تنسیخ کے بحال کیا جاچکا تھا اس صورت مین ہماری یہہ رائے ہے کہ

سنہ ۱۸۹۶ء
ابوبکر صاحب
بنام
محی الدین صاحب

وہ وجہ جو صاحبان جج نے واسطے بحالی حکم منصف ضلع کے بیان کی ہے بجا نہیں ہے کیونکہ سرٹیفکیٹ زیر دفعہ ۳۴۴ کا ارسال کرنا عدالت کے اختیار سماعت متعلق بہ نیلام میں خلل نہیں ڈال سکتا۔ وہ محض ایک ایسی بےضابطگی ہے جسکے سبب سے کوئی فریق نیلام کے منسوخ کرانیکا مستحق بعد اسکے منظور کئے جانیکے نہیں ہو سکتا۔ صرف ایک ہی وجہ ہماری رائے میں منصف ضلع کے حکم کی تائید ہو سکتی تھی یہ ہو سکتی تھی کہ نیلام ایسے فریب سے عمل میں آیا ہے جسمیں خریدار ایک فریق تھا اس فریب سے جو مابین ڈگریدار اور مدیون ڈگری کے کیا گیا ہو خریدار کی حیثیت میں خلل نہیں آ سکتا۔
منصف ضلع نے صریح طور پر یہ قرار نہیں دیا کہ خریدار فریب میں ایک فریق تھا اور کہ مدیون ڈگری نے اُسے بعد بحالی نیلام کے معلوم کیا تھا منصف ضلع کو کوئی اختیار نسبت منسوخی نیلام کے حاصل نہ ہو سکتا۔ ایسی شہادت کی عدم موجودگی میں مقدمہ ہذا ایک مناسب مقدمہ واسطے دست اندازی زیر دفعہ ۶۲۲ کے ہو سکتا ہے ہمیں پرنسپل ڈسٹرکٹ منصف کلیکٹ سے ایک قرارداد تاریخ وصولی حکم ہذا سے ایک ماہ کے اندر طلب کی جاتی ہے سات یوم کی میعاد اذخال عذرات کے واسطے بعد ترسیل قرارداد بعدالت ہذا کے عطا کیجائیگی۔

صیغہ اسپیشل فوجداری

باجلاس سُبرامنیا ایار صاحب جسٹس و ڈیوس صاحب جسٹس

سنہ ۱۸۹۶ء
۲۳ ستمبر

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام پال وغیرہ *

ایکٹ ازدواج اہالیان دین مسیحی ہند - ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۲ء دفعہ ۶۸ - انعقاد -

ایکٹ ازدواج اہالیان دین مسیحی ہند کی دفعہ ۶۸ میں لفظ "انعقاد" سے مراد "کرنا یا ادا کرنا یا عمل میں لانا" ہے اسلئے کوئی غیر اختیار دادہ شخص جو کہ از اشخاص ازدواج میں سے نہ ہو جو شادی کے عمل میں لانے میں حصہ لے یعنی کسی ایسے فعل کے کرنیمیں جو ازدواج کے عمل میں لانے میں اہم ہو زیر دفعہ مذکور مجرم قرار دئے جانیکا مستوجب ہے اور کہ استغاثہ اعانت بخلاف اشخاص ازدواج کنندہ کے ہو سکتا ہے -

---

* اپیل فوجداری نمبر ۵۵۰ سنہ ۱۸۹۶ء

1896ء
ملکہ قیصرہ ہند
بنام
پال وغیرہ

اپیل زیر دفعہ ۴۱۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری تنا اجنی فیصلہ مسٹر سمدر ناڈ ای سی سیول صاحب سشن جج ارکاٹ شمالی مقدمہ سشن ۵ سنہ ۱۸۹۵ء

واقعات مقدمہ بفیصلہ سشن جج حسب ذیل بیان کئے گئے ہین :-

مدعا علیہ نمبر ۱ پال ایک دیسی عیسائی ہے مدعا علیہ نمبر ۲ کہیان کا مذہب ہندو ہے مدعا علیہ نمبر ۳ سمین مستغاثہ مین ایک دیسی عیسائی بیان کیا گیا ہے پال اور کہیان پر زیر دفعہ ۶۸ ایکٹ ازدواج اہالیان دین مسیحی یہہ الزام لگایا گیا ہے کہ انہون نے ایک ازدواج کا انعقاد مابین مدعا علیہ نمبر ۳ جو ایک عیسائی ہے اور ایک ہندو عورت کے شاہد از دواج کی عدم موجودگی مین کیا ہے یا کرانیکا اقرار کرلیا ہے حالانکہ انکو بروے ایکٹ ازدواج اہالیان دین مسیحی کے انعقاد ازدواجات کا اختیار عطا نہیں کیا گیا تہا۔ مدعا علیہ نمبر ۳ شخص شادی شدہ پر اسی دفعہ کے رو سے جرم مذکور کی اعانت کا الزام لگایا گیا ہے۔

مدعا علیہ نمبر ۱ کا جواب یہہ ہے کہ وہ مدعا علیہ نمبر ۳ کی شادی کے وقت موجود نہ تہا اور اسنے اسکا انعقاد نہین کیا مدعا علیہا کا جواب یہ ہے کہ اسنے رسم مذکور کی ادایگی مین کوئی حصہ نہین لیا بلکہ اسنے صرف باورچی کا کام دیا تہا۔

مدعا علیہ نمبر ۳ کا جواب یہہ ہے کہ اسنے قبل تاریخ ازدواج ۳ ستمبر سنہ ۱۸۹۵ء کے مذہب عیسائی کو ترک کر دیا تہا اسنے بہی اس امر سے انکار کیا کہ ازدواج کا انعقاد مدعا علیہم نمبر ۱ و ۲ نے کیا تہا چنانچہ دراصل وہ انکی اعانت کرنے سے انکار کرتا ہے۔

شہادت مستغاثہ سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ریورنڈ ایل آر سکڈر پادری امریکن ریفورمڈ چرچ واقعہ ارکاٹ شمالی نے یہ معلوم کیا کہ بعض دیسی عیسائیان جو اسکی حفاظت کے تابع ہین موضع ہرمین مطابق غیر مذہب عیسائی رسوم کے شادی کرتے ہیں اور وہ احکام ایکٹ ازدواج اہالیان دین مسیحی ہند کی تعمیل نہین کرتے۔ اور وہ یکم ستمبر کو بسو رہلا گیا اور اسنے چرچ کے پادریوں سے شکایت کی جنمین سے مدعا علیہ نمبر ۱ بہی ہے اور اسنے انپر ظاہر کیا کہ اگر انہون نے اپنے ارادہ کی تعمیل کی تو وہ قانونی تعزیر کے ذمہ دار ہونگے۔ ڈاکٹر سکڈر اور دیگر گواہان طلب کردہ بیان کرتے ہین مدعا علیہ نمبر ۳ سمین المعروف دلوا تا تہن گرجا مین آتا تہا اور کارروائیات کو سنتا تہا اور ان شکایتون کا کچہہ جواب نہ دیتا تہا۔

دیسی پادری چرچ نے جسپر پہلے الزام لگایا گیا ہے اور دیگر عہدہ داران اور ارکین گرجا نے بیان کیا ہے کہ

ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند بنام پال وغیرہ

سمین یکم ستمبر تک ہفتہ وار نماز مین شامل ہوتا تھا اور لارڈس سپر مین حصہ لیتا تھا اور وہ یکم ستمبر کے بعد بھی ۱۵- ستمبر تک ایسا ہی کرتا رہا۔ رجسٹر گرجا اور رجسٹر حاضری بروقت خدمات پیش کئے گئے ہین اور وہ بیانات مذکور کی تائید کرتے ہین ۔

سشن جج نے یہہ قرار دیا کہ مدعاعلیہ اپنے ازدواج کی تاریخ تک مذہب عیسوی کا پیرو تھا لیکن اُسنے اُسے جرم اعانت سے بری کیا نیز اُسنے مدعاعلیہم ۱ و ۲ کو بھی بری کیا۔ اُسنے تعبیر ایکٹ کے متعلق حسب ذیل فیصلہ صادر کیا۔

"مجھے معلوم ہوتا ہے کہ لفظ انعقاد مندرجہ ایکٹ ہذا کو محض ازدواج کے عمل مین لانے سے مختلف ہے اور کہ اُسمین یہ امر شامل ہے کہ کوئی شخص جسے ایسا کرنیکا اختیار حاصل ہو یا جو اسکا دعویدار ہو وہ رسوم مذہبی مناسب حال موقعہ کو استعمال مین لائے۔ دو صورتین ایسی ہین جنمین ازدواج بلا رسوم مذہبی کی اجازت دیگئی ہے - یعنے اُسصورت مین جب ازدواج جسٹرار ازدواج کے روبرو عمل مین آئے اور جب ازدواج دیسی عیسائیون کے مابین ہو جسکی تصدیق ایک ایسے شخص نے کی ہو جسکو بموجب ایکٹ مذکور دیسی عیسائیون کے ازدواج کی تصدیق کرنے کا لائسنس دیا گیا ہو۔ صورت دوم مشکل سے ایک استثنا ہے کیونکہ بروئے دفعہ ۶۰ ضمن (۳) کے ایک سنجیدہ التجا بحق خداوند ایک ضروری جزو رسم کا بنائی گئی ہے۔ لیکن صورت حال مین ازدواج کے منعقد ہونیکا بیان ایسے شخص سے نہین کیا گیا جسے سرٹیفکٹ دینے کا لائسنس دیا گیا ہو بلکہ بطور ایسے ازدواج کے ذکر کیا گیا ہے جو فریقین نے اسکے روبرو منعقد کیا ہے (ملاحظہ ہو دفعہ ۶۱ و ۶۲)

ایسا ہی ازدواجات روبروئے رجسٹرار ازدواج کی صورت مین فریقین ازدواج کو ازدواج کے منعقد کرنیکی اجازت دیگئی ہے مطابق ایسے طریقہ یا رسم کے جسے وہ فریق مناسب سمجھین ازدواج عمل مین آئے" اور ایسا ازدواج دفعہ ۵۱ مین بطور منعقد شدہ "روبرو" کسی رجسٹرار ازدواج کے" مذکور ہے اور دفعہ ۵۳ مین بطور منعقد شدہ روبروئے رجسٹرار ازدواج کے۔ جملہ دیگر صورتون مین نائب مذہب کا ذکر بطور منعقد کنندہ ازدواج کے کیا گیا ہے -

"یہہ سچ ہے کہ دفعہ ۵ مین اور حصہ پنجم کے عنوان مین یہہ فقرہ استعمال کیا گیا ہے "ازدواجات منعقد کردہ منجانب یا روبروئے رجسٹرار ازدواج کے"

"لیکن یہہ امر مشتبہ ہے کہ آیا اس سے مراد یہہ ہے کہ دو مختلف اقسام ازدواج موجود ہین ایک جو منجانب رجسٹرار ازدواج کے منعقد ہون اور دوسری جو اسکے روبرو منعقد ہون۔ حصہ ۵ مین صرف ایک ہی ضابطہ درج ہے

۱۸۹۶ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
پال وغیرہ

اور اُسکا ذکر خود حصہ پنجم ہی مین بطور ایسے ازدواجات کے کیا گیا ہے جو فریقین کیطرف سے رجسٹرار کے روبرو منعقد ہون -

"اسلئے میری یہہ رائے ہے کہ یہہ امر کل منشاء ایکٹ مذکور کے بہت مطابق ہے کہ اُس شخص کی تعریف کو جو ازدواج کو منعقد کرے ایسے شخص تک محدود کیا جاے جسے ایسا اختیار حاصل ہو یا جو اُسکا دعوے کرتا ہو جو فریقین نے مذہبی رسوم کی ادائگی کے واسطے تسلیم کیا ہو جو رسوم کہ عیسائی عہدہ داران نے مقرر کی ہون (دفعہ ۵ ضمنہائے ۱ و ۲) یا جو خود اُسنے منتخب کی ہون - (حصہ ۳ دفعہ ۱۱) -

اُن صورتہا مین جہان کوئی ایسا شخص موجود نہو تو ازدواج فریقین کے مابین منعقد ہوتا ہے لیکن کسی شخص سے منعقد نہین کیا جاتا اگر اسکی کوئی استثنا موجود ہو تو یہ ایک رجسٹرار ازدواج کی صورت ہے اور وہ اسوجہ سے موجود ہی کہ اُسکو اختیار دیا گیا ہے کہ فریقین سے دل سے اقرار کرائے (دفعہ ۵۱) -

اگر صورت زیر غور حال مین مسلمہ پادری پیاٹن (جو ایک ولندیزی دن ہے) نے اُن رسومات کو ادا کیا ہوتا جو ایسی صورتون مین عمل مین آتی ہین تو وہ بلا شبہ طور پر اس شخص کی تعریف کی ذیل مین آتا جو بر طبق دفعہ ۶۸ کے ازدواج کو منعقد کرین یا منعقد کرنیکا اقرار کرائین -

لیکن کسی ایسے شخص کی عدم موجودگی مین میری یہہ رائے نہین ہے کہ کوئی شخص جسنے کوئی حصہ گو وہ اہم حصہ ہو رسوم اختیار کردہ مین لیا ہو لیکن جو نہ تو ایسے اختیار کا دعویدار ہو اور نہ اُسے ایسا اختیار حاصل ہو جو فریقین نے تسلیم کیا ہو اُسکی نسبت یہ نہین کہا جا سکتا کہ اُسنے ازدواج کا انعقاد کیا ہے -

ایسی صورت مین مین قرار دیتا ہون کہ ازدواج (بہ عبارت استعمال کردہ ایکٹ مذکور کے) فریقین کے مابین منعقد ہوا ہے لیکن وہ کسی شخص نے منعقد نہین کیا -

صرف ایک صریح رپورٹ شدہ مقدمہ مین شخص فوجدار ایکٹ ہندو پوجاری تھا ملاحظہ ہو انڈین رپورٹ جلد ۶ ضمیمہ صفحہ ۲۰ (۱)" اسلئے مین قرار دیتا ہون کہ وہ افعال جو مدعا علیہم نمبر ۱ و ۲ کیطرف منسوب کیے گئے ہین انعقاد ازدواج منجانب اشخاص مذکور کی حد تک نہین پہنچے اسلئے وہ زیر دفعہ ۶۸ ذمہ وار نہین ہین -

"اسلئے اس شہادت پر مفصل غور کرنا غیر ضروری ہو گیا یا وہ موجود تھی یا نہین - میری رائے مین شک کرنے کی وجہ موجود ہے کہ آیا مدعا علیہ نمبر ۱ حاضر تھا"

ایکٹنگ پبلک پراسیکیوٹر (مسٹر ای - جی - ابراہیم) منجانب سرکار -

سندرا آیار منجانب ملزم -

---

(۱) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۶ ضمیمہ صفحہ ۲۰ [نوٹ رپورٹر - مقابلہ کیجیے ہمراہ مقدمہ ملکہ معظمہ بنام یوسف وغیرہ انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲ صفحہ ۹۶] -

۱۸۹۶ء
ملکہ قیصرۂ ہند
بنام
کشی علی

درخواست زیر دفعات ۴۳۵ و ۴۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری جسکے بموجب ہائیکورٹ سے یہہ استدعا کیگئی تھی کہ
قرارداد ایم سوامی اتہایار سب ڈویژنل مجسٹریٹ درجہ اول ڈویژن کلکیٹ بمقدمہ متفرقہ نمبر ۱۱ سنہ ۱۸۹۶ء کی نگرانی
لیجائے جسکے بموجب ملزم زیر دفعہ ۲۵۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری جرائم زیر دفعہ ۱۷۱ مجموعہ تعزیرات ہند و دفعہ ۱۲۹
ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۴ء (مدراس) سے بری کیا گیا تھا -

واقعات مقدمہ حسب ذیل ہیں:-

شیخ محی الدین وارڈر سنٹرل جیل کنا نور نے ایک تھانہ مجسٹریٹ درجہ دوم کنا نور کے یہان دعویٰ دائر کیا
جسمین مدعا علیہ کشی علی کے برخلاف جو اداکنڈ ٹال کیپر تھا یہ الزام لگایا گیا کہ وہ ناجائز طور پر زیر دفعہ ۱۵۰ ایکٹ
۵ سنہ ۱۸۸۴ء اُس سے محصول وصول کرتا رہا ہے -

"شہادت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اشیاء جو جیل میں بنائی جاتی ہیں بذریعہ بیلون کی گاڑیون کے پبلک
ڈیپارٹمنٹ میں اور نیز دیگر اشخاص کے نام ارسال کیجاتی ہیں اور سپرنٹنڈنٹ سنٹرل جیل کیطرف سے ایک
پاس دیا جاتا ہے جسکا منشا محصول سے مستثنیٰ کرنا ہوتا ہے - مدعا علیہ نے پاس مذکور کے قبول کرنے سے
لوکل فنڈ ٹال گیٹ اداکنڈ پر انکار کیا اور اُسنے بیان کیا کہ اُنکو علم نہیں ہے جو اُسنے لوکل بورڈ کے پریذیڈنٹ
نے دیا ہے کوئی ایسا فقرہ درج نہیں جسکی رو سے بربنائے مستثنیٰ ہونے کے عمل کیا جا سکے"

دفعہ ۵۰ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۴ء حسب ذیل ہے:-

"اگر ڈسٹرکٹ بورڈ زیر دفعہ ۴۶ یہہ مشتہر کرے کہ محصول گاڑیون اور حیوانات کا جو کسی سڑک سے ضلع کے اندر
گذرین اُن شرح کے مطابق وصول کیا جانا چاہیئے جو اشتہار مذکور میں خاص کیگئی ہیں تو محصول مذکور
حسب منشاء دفعات ۵۰ لغایت ۵۹ وصول کیا جائیگا -

"ڈسٹرکٹ بورڈ مجاز ہے کہ کسی شخص کیساتھ کسی رقم سالانہ یا ششماہی پر بعوض اُس اجارہ محصول کے ٹھیکہ
کرے جو خواہ عام طور پر کل سڑکہائے واقعہ ضلع کے متعلق ہو یا خصوصاً کسی خاص سڑک کے متعلق اور مجاز ہے
کہ لائسنس ایسے شخص مذکور کے نام بابت اُسکی گاڑیون اور حیوانون وغیرہ کے جاری کرے -

"لیکن ہمیشہ شرط یہہ ہے کہ ہر ایک ایسے معاہدہ میں وہ جملہ گاڑیان اور چارپائے شامل ہونگے جو ٹھیکدار کے
قبضہ میں ہون -

"لیکن کوئی محصول فوج کے گذرنے پر یا فوجی یا سرکاری اسباب و رسد و سامان سے یا فوجی یا پولیس کے
عہدہ داران سے جو ڈیوٹی پر ہون یا کسی ایسے شخص یا جائداد سے نہ لیا جائیگا -

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر آرتھر جے ایچ کالنز صاحب نائٹ چیف جسٹس و بینسن صاحب جسٹس

چناگرسنتا ریڈی (مدعی) اپیلانٹ بنام ڈوراسامی ریڈی (مدعاعلیہ) رسپانڈنٹ

معاہدہ کی تعمیل ۔ بیعنامہ جو زبانی طور پر مدعاعلیہ کی طرف سے قبل رجسٹری کے واپس رکھا ۔ بنائے دعوے ۔

جبکہ مدعاعلیہ نے بعض اراضی کے مدعی کے پاس فروخت کرنے کا اقرار کرکے ایک بیعنامہ بحق مدعی بابت اسکے تحریر کیا لیکن بعد میں اسکا قبضہ قبل رجسٹری کرانے کے حاصل کر لیا اور بیعنامہ بطور پرائیوٹ واپس رکھا ۔

تجویز ہوئی کہ مدعی معاہدہ کی تعمیل مخصوص کرانے کا مستحق بذریعہ تحریر اور رجسٹری کرانے ایک جدید دستاویز بیعنامہ کے تھا ۔

اپیل دوم منجانب ڈگری ایس رسل صاحب ڈسٹرکٹ جج چنگل پٹ مقدمہ اپیل نمبر ۱۳۳ سنہ ۱۸۹۳ء منسوخ کنندہ ڈگری کے راماچندر راؤ منصف ضلع چنگل پٹ مقدمہ ابتدائی نمبر ۱۲۱ سنہ ۱۸۹۱ء ۔

واقعات مقدمہ حسب ذیل ہیں :-

نالش ابرائے تعمیل مخصوص ایک معاہدہ بیع کے ہے ۔

مدعی نے یہ بیان کیا کہ ماہ فروری سنہ ۱۸۸۹ء میں مدعاعلیہم نے یہ اقرار کیا تھا کہ انکے پاس بعض اراضیات بیچیں گے اور ایک دستاویز بیع ... مدعاعلیہم نے تحریر کر دی تھی ۔ مدعی بیان کرتا ہے کہ بعد ازاں حسب ضابطہ طور پر انکی طرف سے منتقل ہوگئی تھی ۔ دستاویز مذکور میں ایسا ہی بیان کیا گیا تھا ۔

مدعاعلیہ نے ایک دستاویز بیع کے تحریر کرنیکو تسلیم کیا لیکن وہ بیان کرتا ہے کہ معاملہ بوجہ تکمیل کو نہیں پہنچا تھا کہ مدعاعلیہ زربدل لینے اور ادا کرنیسے قاصر رہا تھا ۔

ایک بیع مابعد منجانب مدعاعلیہ نمبر ۱ کے بحق مدعاعلیہ ۳ عمل میں آئی تھی لیکن وہ ایک فرضی نام معاملہ قرار دیا گیا ۔ منصف ضلع نے نالش کو ڈگری کیا اور اسکی ڈگری برخلاف اپیل کے ڈسٹرکٹ جج نے بحال رکھی تھی مگر انہوں نے یہ قرار دیا تھا کہ مدعی نے کل زربدل ادا کر دیا ہے اور کہ مدعاعلیہ نے درحقیقت ایک دستاویز تحریر کی تھی جو رجسٹری کے حوالہ کی گئی تھی لیکن وہ بعد میں پھر مدعی کے حوالہ کی گئی تھی جسنے قبضہ اپنے ہاتھ میں رکھا تھا لیکن انہوں نے نالش کو مقدمہ وینکٹا سامی بنام کرسٹیا (۱) کی سند پر خارج کیا ۔

---

* اپیل دوم نمبر ۶۸۷ سنہ ۱۸۹۵ء ۔

(۱) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۱۶ صفحہ ۳۴۱ ۔

۱۸۹۶ء
چناکرشنساسامی
بنام
ڈورا سامی

مدعی نے اپیل کیا۔

تیابہرا اما آیار و مسٹر مریگا چیپر منجانب اپیلانٹ۔

مسیلامنی بلالی منجانب سپانڈنٹ۔

تجویز - وہ مقدمہ جسپر ڈسٹرکٹ جج نے انحصار کیا ہے (ونکٹا سامی بنام کرستیا (۱)) متعلق نہیں ہے مقدمہ مذکور مین مدعی دستاویز پر قابض تہا اور محض اوسی کی غفلت کے باعث وہ دستاویز کو رجسٹری کرانیکے ناقابل ہوا تہا۔ اور اسی وجہ سے ہائیکورٹ نے مقدمہ مذکور مین یہ فیصلہ کیا تہا کہ کوئی نالش نہین ہو سکتی جسکے رو سے مدعا علیہ ایک جدید دستاویز کے تحریر کرنے پر مجبور کیا جا۔

مقدمہ حال بالکل مختلف بنا پر مبنی ہے۔ اسمین مدعا علیہ نمبر ا نے فریبانہ طور پر دستاویز مذکور کو بعد اسکے تحریر کرنے کے لیکن قبل رجسٹری کرانیکے گم کر دیا۔ ایسی صورت مین مدعی ویسے ہی طور پر مستحق ہے کہ ایک جدید دستاویز تحریر اور رجسٹری کرائے بالکل اسیطرح جسطرح وہ اوسصورت مین مستحق ہوتا جبکہ بعد تحریر کیجانیکے دستاویز اتفاق سے گم ہو جاتی۔

فیصلہ مقدمہ نینکا رو تہن بنام دوانا تہیر نینا رو تہن (۲) مین متعلق ہے۔ مقدمہ مذکور مین ایک دستاویز بعد تحریر کئے جانیکے لیکن قبل رجسٹری کے اتفاق سے بذریعہ آتشزدگی ضائع ہو گئی تہی اور ہائیکورٹ نے یہ قرار دیا تہا کہ مدعی مستحق ہے کہ ایک جدید دستاویز مطابق شرائط دستاویز ضائع شدہ کے تحریر کرائے۔

زان بعد ہائیکورٹ نے یہ رائے ظاہر کی تہی "ایک جدید دستاویز بیع کا تحریر کرنا ایک ایسا فعل ہے جو استحقاق مبیعہ بحق مدعی کی تکمیل کے واسطے ضروری ہے جیسا کہ اقرارنامہ مابین مدعی اور مدعا علیہ نمبر ا کے رو سے اسکی تکمیل کا منشا ظاہر کیا گیا تہا۔ اور کہ بنائے دعوے جسپر استدعا بہ تکمیل فعل مذکور مبنی ہے کسی طرح پر فسخ معاہدہ یا غفلت منجانب مدعی کی طرف منسوب نہین کیا جا سکتا اور نہ اسمین کسی ایسے فعل کا کیا جانا شامل ہے جو مدعا علیہ نمبر ا کے حق مین نقصان دہ ہو۔ اسلئے ہر ایک انصافانہ اصول کے رو سے مدعا علیہ نمبر ا کا فرض ہے کہ بیعنامہ کو مجددا تحریر کرے اور اسطرح پر مدعی کو بیع مذکور کی رجسٹری کرانیکے قابل بنائے"۔

ڈسٹرکٹ جج نے یہ قرار دیا ہے کہ مدعی نے دستاویز مذکور کا زربدل ادا کیا ہے اور اوسنے اپنی طرف سے کامل کوشش اسکی تکمیل کے متعلق کی ہے لیکن مدعا علیہ نمبر ا نے فریب سے دستاویز مذکور قبل ہونے اسکی رجسٹری ہونیکے گم کر دی ہے۔ قرارداد ہائے مذکور پر اور بلحاظ اون درست اصول ہائے کے

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۶ صفحہ ۳۴۱

(۲) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۱۲۳

سنہ ۱۸۹۶
پنا کرشنا سامی
بنام
ڈوراسامی

جو ایسے مقدمات سے متعلق ہین جیسے کہ وہ اوپر بیان کئے گئے ہین ہمین ڈگری عدالتہائے ماتحت مشتہرو سمی نالش کو منسوخ کرنا چاہیئے اور ایک فیصلہ بحق مدعی معہ کل خرچہ کے صادر کرنا چاہیئے۔
مدعا علیہ کو چاہیئے کہ ایک دستاویز مطابق شرائط دستاویز الف کے آج سے چھ ہفتہ کے اندر تحریر کرکے اسکی رجسٹری کرادے۔

صیغۂ اپیل دیوانی

سنہ ۱۸۹۶
۱۶ و ۲۲ اکتوبر

باجلاس شفرڈ صاحب جسٹس و سبرامنیا آیر صاحب جسٹس

نرائیناما سائل بنام کمکناما فریق مخالف (۱)

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۶۲۱ و ۶۴۴ - ایکٹ عدالتہائے دیہہ (مدراس) ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۸۹ء دفعہ ۱۳ شرط ۳ - زمین مین مکان بھی شامل ہے -

ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۸۹ء دفعہ ۱۳ شرط ۳ مین جو لفظ زمین کا استعمال کیا گیا ہے اُسمین وہ زمین بھی شامل ہے جسپر ایک مکان تعمیر ہوا ہو اسلئے ایک نالش کرایہ مکان عدالت منصف دیہہ کی سماعت کے قابل نہین ہے الا جبکہ وہ کرایہ ایک تحریری معاہدہ کے واجب الادا ہو جسپر کہ مدعا علیہ نے دستخط کئے ہون -

مقدمہ بیان کردہ بغرض اظہار رائے ہائیکورٹ زیر دفعات ۶۲۱ و ۶۴۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی منجانب رائی جنا کرامیا منصف ضلع ترویتی بمقدمہ نمبر ۳۲ سنہ ۱۸۹۵ء مندرجہ کاغذات منصف دیہہ تپہور -

واقعات مقدمہ کافی طور پر چٹھی استصوابی سے ظاہر ہوتے ہین جو حسب ذیل ہے :-

(۱) فریق مخالف کماسلا کمکناما نے ۱۴ ستمبر سنہ ۱۸۹۵ء کو ایک نالش (نمبر ۳۲ سنہ ۱۸۹۵ء) بخلاف سائل کہندادوی نرائناما کے عدالت دیہہ تپہور مین واسطے دلاپانے مبلغ ... روپے بقایا کرایہ مکان واجب الادا بربنائے معاہدہ زبانی کے دائر کی منصف دیہہ نے ایک ڈگری بحق مدعی ۷ نومبر سنہ ۱۸۹۵ء کو صادر کی اور مدعا علیہ نے ایک درخواست عدالت ہذا مین زیر دفعہ ۳ ایکٹ عدالتہائے دیہہ (مدراس ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۸۹ء) منجملہ دیگر وجوہات کے اسوجہ پر گذرانی کہ عدالت دیہہ کو کوئی اختیار نسبت سماعت کرنے نالش کے حاصل نہ تہا۔ سائل کا وکیل یہہ عذر کرتا ہے کہ نالشات کرایہ واجب الادا بربنائے معاہدہ زبانی عدالتہائے دیہہ کے اختیار سماعت سے بروئے دفعہ ۱۳ شرط (۳) کے مستثنے کیگئی ہین مگر وکیل فریق مخالف یہہ عذر کرتا ہے کہ لفظ "زمین" مندرجہ شرط مذکور مین مکان شامل نہین ہے اور اُسکا منشا صرف اراضیات زراعتی تک محدود ہی ہونیکا ہے مگر نہ تو مکانات اور نہ حیثیت رہائشی اسمین شامل ہین

(۱) مقدمہ متفرقہ نمبر ۶ سنہ ۱۸۹۶ء -

۱۸۹۶ء
نرائینا اما
بنام
کمک شااما

اسلیئے مقدمہ ہذا شرط نمبر ۳ دفعہ ۱۳ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۶۵ء کی ذیل مین آتا ہے جسمین یہ قرار دیا گیا ہے کہ مقدمہ یہہ ایک نالش لگان اراضی کی سماعت نہین کرسکتا الا جبکہ لگان مذکور ریتے ایک ایسی معاہدہ تحریری کے واجب الادا ہو جسپر مدعا علیہ نے دستخط کیئے ہون مقدمہ نگرانی دیوانی نمبر ۴۹ سنہ ۱۸۹۴ء مین بسٹ صاحب جسٹس نے یہہ قرار دیا تہا کہ شرط مذکور ایک نالش کرا مکان سے متعلق نہین ہے لیکن ہم فاضل جج مذکور سے اتفاق نہین کرسکتے کیونکہ ہم عبارت شرط مذکور یا اسکے وضع کیئے جانے کی وجہ مین کوئی ایسا امر نہین دیکہتے جسکے باعث ہم قیاس کرسکین کہ لفظ "زمین" ایک محدود معنون مین استعمال کیا گیا ہے جسکے باعث وہ زمین جسپر کوئی تعمیر کیگئی ہو اطلاق شرط مذکور سے مستثنے کیجا سکے بصورت عدم موجودگی کسی ایسی وجہ کے جسکی باعث ہم لفظ زیر بحث کی ایسی محدود تعبیر کرسکین ہماری رائے مین یہ سمجہا جانا چاہیئے کہ اسکے معنی عام ہین جسمین بلاشبہ بطور زیر بلاغا زمین اور نیز عمارت وار زمین بہی شامل ہے - پس نتیجہ یہہ ہے کہ مقدمہ ویہہ کو کوئی اختیار نسبت سماعت نالش کے حاصل نتہا اور ڈسٹرکٹ جج کا نتیجہ درست ہے -

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر آرتہر جی ایچ کالنس صاحب چیف جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

۱۸۹۶ء
۱۶ستمبر

تیابہ راما یندو وغیرہ (مدعا علیہم ۱ و ۲ و ۶ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۷ و ۳۱ و ۳۳) اپیلانتان بنام

راما نیدو وغیرہ (مدعیان) رسپانڈنٹان -

ایکٹ میعاد ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء ضمیمہ ۲ دفعات ۱۱۱ و ۹۹ و ۱۲۰ - ڈگری لگان بخلاف مزارعان کے مشترک طور پر - اجرا بخلاف ایک مدعا علیہ کے - نالش منجانب مدعا علیہ مذکور بغرض حصول حصہ رسدی -

ایک موضع زمینداری کے قابض نے ایک ڈگری مشترک طور پر بخلاف ۸۶ اشخاص کے حاصل کی جنمین مدعی حال اور مدعا علیہم شامل تہے ڈگری مذکور بمبلغ [illegible] لگان واجب الادا بابت اراضیات دیہہ کے تہی اسکے اجرا مین اسنے مدعی کی جائداد کو نیلام کرایا اور ۵ اکتوبر سنہ ۱۸۹۲ء کو اسنے زر ثمن مین سے مبلغ [illegible] وصول کیئے حقیت واجب الادا منجانب مدعی صرف مبلغ [illegible] تہا اسنے نالش حال بخلاف مدعا علیہم کے ۲۴ اکتوبر سنہ ۱۸۹۳ء کو اس غرض کے لیئے دائر کی جنکے ادا کرنے کے مدعا علیہم حسب رسد ذمہ دار تہے -

تجویز ہوئی کہ ایکٹ میعاد ضمیمہ ۲ دفعہ ۹۹ مقدمہ پر حاوی نہین ہے اور کہ خواہ دفعہ ۱۱۱ یا دفعہ ۱۲۰ متعلق ہو نالش اندر میعاد دائر ہوئی تہی -

اپیل دوم بنارضی ڈگری جے بی مدین صاحب ڈسٹرکٹ جج گنجام بمقدمہ اپیل نمبر ۴۸ سنہ ۱۸۹۴ء بتغیر بحالی ڈگری

حقہ ۲ اپیل دوم ۱۴۳۶ سنہ ۱۸۹۵ء

سنہ ۱۸۹۶ع
پناہیر امیا نیدو
بنام
رامیا نیدو

سی باپیا پنٹولو سنہ صنعت ضلع سوبیت مقدمہ ابتدائی سنہ ۱۸۹۵ء۔

نالش ہذا واسطے دلاپانے بطور حصہ رسد مبلغ الہ ۱۱۱۲ روپیہ کے مدعا علیہم الغایت ۵ ۱۴ سے مطابق اُن حصص کے دائر کیگئی تہی جو فہرست منسلکہ عرضیدعوے مین خاص ہکئے گئی تہی۔

عرضیدعوے مین جو ۲۰ اکتوبر سنہ ۱۸۹۳ء کو پیش کیا گیا تہا یہ بیان کیا گیا تہا کہ ۴ ستمبر سنہ ۱۸۷۹ء کو متوفی جانی ایسن پنٹولو سنہ موضع تگام کو گیا پنتی راو ہتی کا پٹہ مہادلی زمینداری انکا لی سے تین سال کے واسطے فصلی سنہ ۱۲۸۸ سے سنہ ۱۲۹۰ تک پٹہ پر لیا اور اُسنے اسکا انتقال ایک شخص اتادا کرمی نیدو کے پاس بعوض مبلغ معہ سے کر دیا اور کسی شخص موخرالذکر نے ایک نالش بعدالت ضلع گنجام مین نالش ابتدائی ۲ سنہ ۱۸۸۳ء پنجان مہر اشخاص کے جنمین مدعی بہی شامل تہا واسطے دلاپانے مبلغ سنہ کی لگان واجب الادا فصلی سنہ ۱۲۸۹ کے دائر کر کے ان سبکے برخلاف ایک مشترک ڈگری حاصل کی اور ڈگری مذکور کے اجراء مین کرمی نیدو مذکور نے مدعی کی اراضی کو نیلام کرایا اور مبلغ الہ ستہ سال صد ۴ ر اکتوبر سنہ ۱۸۹۲ء کو اراضیات مذکور کے زرثمن مین سے وصول کر لئے اور زر تم مذکور مین سے مدعی کا حصہ لگان علاوہ ضابطہ دیوانی فہرست لگانات) موضع مذکور مبلغ الہ ۱۱۱۲ روپیہ ہوتا ہے اور کہ مدعا علیہم اور دیگر اشخاص پر جو نالش ہذا مین شامل نہین ہین لازم تہا کہ مدعی کو باقی رقم مبلغ الہ ۶۲۵ روپیہ کی نسبت حصہ رسدی دیتے جسمین سے مدعا علیہم کو نالش کا خرچہ ادا کرنا چاہئے۔

ہر دو عدالتہائے ماتحت نے یہہ قرار دیا کہ رقم متدعویہ ہر ایک مدعا علیہ کیطرف سے واجب الادا ہوئی اور اُنہون نے ایک ڈگری بحق مدعی بتدرمیعاد کو نامنظور کر کے حسب تمنا صادر کی ہے۔

مدعا علیہم نمبر ۱ و ۳ و ۵ و ۶ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۷ و ۲۱ و ۲۷ و ۳۱ و ۳۳ نے اپیل کیا۔

بہشیام اینگر منجانب اپیلانٹان۔

سداگوپا چیر منجانب ریسپانڈنٹ۔

تجویز۔ صرف ایک ہی عذر جسکی استدعا ہمارے روبرو کیگئی ہے یہہ ہے کہ نالش بر دفعات ۶۱ و ۹۹ ضمیمہ ایکٹ میعاد ہند کے اسوجہ پر نا قابل میعاد ہے کہ وہ وصولی زر منجانب مدعیان بذریعہ نیلام انکی جائداد سے تین سال کے اندر دائر نہین کیگئی۔

ہماری یہہ رائے ہے کہ الفاظ مد ۹۹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ حال جیسی صورت سے متعلق نہین ہو سکتی جہان کل زر واجب الادا زیر ڈگری مشترکہ مدعیان سے وصول نکیا گیا تہا بلکہ صرف ایک جز و وصول کیا گیا تہا۔

ہماری یہہ بہی رائے ہے کہ اس امر کی نسبت شک ہو سکتا ہے کہ آیا مد ۶۱ صورت حال سے متعلق ہو جہاں کہ کوئی ادائگی منجانب مدعیان نہین کیگئی کیونکہ جہان انکی جائداد عدالت کیطرف سے قرق اور نیلام کیگئی تہی اور زرثمن عدالت نے ڈگریدار کو ادا کیا تہا

سنہ ١٨٩٦ء
کنا کمل
بنام
رنگا چیر

اُنکا شوہر سیر نیواسا چیر بہ دو پسران سر نیواسا گہاداچیر نمبر ۱ اور وینکٹا چیر نمبر ۲ چھوڑ گیا پسر اول الذکر نالش ہذا مین مدعی نمبر ۱ ہے اور مؤخر الذکر فوت ہوچکا ہے۔ اُسکا پسر مدعی نمبر ۲ ہے کنا کمل مذکور مدعا علیہا نمبر ۱ ہے ۔ وینکٹا چیر مدعا علیہ نمبر ۳ ہے اور مدعا علیہم نمبر ۴ لغایت نمبر ۵ مدعا علیہ نمبر ۳ کے منتقل الیہم ہین۔ مدعیان کا دعویٰ بہ نسبت جائداد متنازعہ کا ہبہ التزاماً کرشنا اچیر نمبر ۲ نے ۱۸۵۵ء مین سر نیواسا گہاداچیر نمبر ۱ کے حق مین کیا تہا جو اُسکی دختر کی وساطت سے اُسکا نواسہ تہا اور ہبہ کا انتقال اُسکے حق مین کیا گیا تہا اور کہ وہ جائداد مذکور کو ۱۴ فروری ۱۸۸۵ء تک استعمال کرتا رہا جبکہ اُسنے ایک وصیت تحریر کی جسکی رو سے اُسنے جائداد کو بحق اپنی ماں کے اسکے گذارہ کے لئے منتقل کیا جو مدعا علیہا نمبر ۱ ہے اور کہ وہ جائداد مذکور کو ۱ اگست ۱۸۹۱ء تک استعمال مین لاتی رہی جبکہ اُسنے ایک دستاویز انتظام تحریر کی جسکے رو سے جائداد مذکور کا ہبہ بحق مدعا علیہ نمبر ۳ کے کیا گیا جسنے ازان بعد جائداد کا انتقال بحق مدعا علیہم نمبر ۴ لغایت نمبر ۵ کے کر دیا ہے۔

"مدعا علیہم ہبہ مذکور مورخہ ۱۸۵۵ء سے انکاری ہین اور بیان کرتے کہ جائداد مدعا علیہا نمبر ۱ کے نام بروئے استحقاق وراثت کے بلکہ اُسکے باپ کیطرف سے منتقل ہوئی تہی اور کہ مدعیان کو کوئی حق جائداد مذکور مین حاصل نہین ہے اور کہ مدعا علیہ نمبر ۳ مدعا علیہا نمبر ۱ کا وارث بازگشت ہے۔

"منصف ضلع نے نالش کو اس ابتدائی امر پر خارج کیا کہ مدعیان کو کوئی بنائے دعوے نسبت رجوع نالش ہذا کے حاصل نہین ہے۔ اُنہون نے اپیل کیا ہے"۔

بر طبق اپیل کے سبارڈنیٹ جج نے منصف کی ڈگری کو منسوخ کر کے نالش کو واقعات پر منفصل کئے جانیکے واسطے واپس بہیجا۔

دستاویز حسب ذیل ہے:-

دستاویز انتظام مورخہ ۱ اگست ۱۸۹۱ء مین مقر کنا کمل زوجہ چکر ادرتی سیر نیواسا چیر قوم برہمن مذہب شناوانت ساکن سرپارتہر ضلع کبا کونم نے اپنے پسر مکرا در تہی وینکٹا چیر قوم برہمن مذہب شناوانت کا سبل میراث کے حق مین تحریر کی ہے۔

"چونکہ تم تنہا میرے بعد اُن اراضیات کے مستحق ہو جنکی تفصیل ذیل مین درج ہے جو میرے باپ کرشنا اچیر کی ملکیت تہین اور جو اسکی وفات بلا اولاد نرینہ کے بعد میرے قبضہ مین آئی تہین اور جو اب تک میرے استعمال مین ہین اور بوجہ اس محبت کے جو مجھے تم سے ہے اور اس خدمت کے عوض جو تم نے میرے لئے کی ہے مینے آج تمہارے حق مین اراضیات نمبر ۱ پنجا وغیرہ مصرحہ ذیل جنکی مالیت مبلغ ۱ ہے واقعہ موضع سو ذام پور ریونیو وغیرہ حق اور اراضیات ہذا کو بطور ہبہ کے منتقل کر دی ہین۔ اسلئے تمکو چاہئے کہ تم خود اراضیات مذکور کا استعمال مع جملہ حقوق اور

انگلینڈ کمشنر کسٹمز نے مقدمہ ہذا کا استصواب بورڈ مال سے حسب ذیل کیا۔

"مسمی شخص ... نے ایک انتقال نامہ ۳ جولائی ۱۹۳۰ء کو تیس روپیہ کے اسٹامپ پر تحریر کیا جسکی رو سے انہوں نے اپنے حق حقوق واقعہ بعض جائداد بحق ایک شخص مسمی ... کو واسطے ... پیاد کے منتقل کر دئے۔ دستاویز مذکور میں معاملہ مذکور کا زر بدل مبلغ عـــہ بیان کیا گیا تھا۔

"جبکہ دستاویز مذکور سب رجسٹرار اسالانی کے روبرو رجسٹری کے واسطے پیش کیگئی تو ایک درخواست دفتر مذا میں ایک شخص ... ساکن اسالانی کیطرف سے بدین بیان پیش کیگئی کہ دستاویز مذکور کی بابت رسوم اسٹامپ کے ہضم کرنیکی غرض سے کم بیان کیگئی ہے۔

"درخواست مذکور رجسٹرار ضلع کے پاس پیش کیگئی تہی اسکے جواب میں اُنہوں نے اپنی چٹھی ۱۴۱ مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۳۰ء میں مجہسے یہہ استدعا کی ہے کہ تحصیلدار بندر سے جائداد مذکور کی مالیت قرار دلائی جائے یہہ بہی معلوم ہوا کہ رجسٹرار ضلع نے سب رجسٹرار کو یہہ ہدایت کی کہ دوران تحقیقات میں دستاویز واپس نہ کیجائے۔

ایک انسپکٹر مال تعلقہ بندر نے جو اس غرض کے واسطے مقرر کیا گیا تہا دونالثان کی معاونت سے جائداد مذکور کی قیمت لگائی اور اسنے اُسکی مالیت مبلغ ۵/۱۹۶ تشخیص کی۔

"جبکہ تعیین مالیت کی کارروائی جاری تہی رجسٹرار اور سب رجسٹرار نے ایسی ہی اور شکایات مالیت کے کم لگائے جانے کی نسبت وصول کیں رجسٹرار نے اپنی چٹھی ۲۳۹ مورخہ ۶ اگست ۱۹۳۰ء میں مجھے یہہ اطلاع دی کہ اسنے سب رجسٹرار کو دستاویز کے ضبط کرنے اور اُسکے میرے پاس واسطے تصفیہ رسوم اسٹامپ کے ارسال کرنیکی استدعا کی تہی چنانچہ سب رجسٹرار نے اُسے میرے پاس معہ چٹھی ۲۱۶ مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۳۰ء کے ارسال کر دیا۔

"اسپر یہہ حکم دیاگیا تہا کہ کمی رسوم اسٹامپ مبلغ عـہ معہ تاوان مبلغ عـہ ادا کیا جانا چاہئے اور یہہ رائے ظاہر کیگئی تہی کہ اس مقدمہ میں استغاثہ کی ضرورت نہیں ہے تحصیلدار بندر کو یہہ ہدایت کیگئی تہی کہ اس امر کی اطلاع فریقین کو دے اور مہینے کے اخیر پر رپورٹ کرے کہ آیا رقم مذکور وصول کیگئی ہے۔

"تحصیلدار نے اپنی عرضی ۲۰۳ مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۳۰ء میں یہہ رپورٹ کی کہ رسوم اسٹامپ اور تاوان وصول کیا گیا ہے"۔

بورڈ مال نے اس امر کا استصواب ہائیکورٹ سے کرتے وقت یہہ رائے ظاہر کی:۔

"بورڈ نے یہہ فیصلہ کیا ہے کہ بروئے دفعہ ۲۱ ضمیمہ ایکٹ اسٹامپ کے رسوم اسٹامپ مقدار زر بدل کے مطابق ایک دستاویز انتقال پر لگایا جانا چاہئے جیسا کہ زر مذکور دستاویز میں درج ہے یعنی مبلغ عـــہ بہادر اگر کلکٹر کے پاس اس امر کی نسبت باور کرنے کی وجہ موجود تہی کہ زر بدل غیر صحیح طور پر دستاویز میں بیان کیا گیا ہو

تو اُسے چاہئے تہا کہ مجرمان پر استغاثہ کرنیکی غرض سے زیر دفعہ ۶۳ عمل کرتا۔

" وہ تاوان جسکی ادائیگی کا مقدمہ ہذا مین حکم ہوا گیا تہا واپس دلایا گیا تہا۔

" کلکٹر نے اب یہہ رپورٹ کی ہے کہ فریق مقدمے متعلقہ مقدمہ مذکور پر استغاثہ کیا گیا تہا لیکن وہ بری کئے گئے تہے کیونکہ یہہ امر نہایت مشتبہ تہا کہ تعین مالیت فریبانہ طور پر اس غرض سے کم کیا گیا تہا کہ گورنمنٹ رسوم اسٹامپ سے محروم کیجائے اور کہ گو جائداد فی الواقع مبلغ عــــــہ کی مالیت کے تہی تاہم بائع کو اسکا قبضہ حاصل نہ تہا اور وہ مشتری کے پاس تہوڑی سی رقم یعنے مبلغ ســـــہ کے عوض مین فروخت کیگئی تہی کیونکہ یہہ اغلب تہا کہ اس شخص کے ساتہ منازعہ کرنا جو جائداد مذکور پر قابض تہا ضروری ہوگا قبل اسکے کہ مشتری کو قبضہ حاصل کرسکے۔

" ان واقعات کی موجودگی مین بورڈ کی یہہ رائے ہے کہ سلطان اپنی کی رسوم اسٹامپ کے مستحق ہین جو غلطی سے اُنسے وصول کیا گیا ہے اسلئے بورڈ مذکور معزز ججان ہائیکورٹ کے احکام متعلق بہ این امر کی مستدعی ہے کیونکہ بورڈ کو کوئی اختیار اُسکی منظوری کی نسبت حاصل نہین ہے "

وینکٹارا ما سرما منجانب گورنمنٹ۔

رائے۔ ہماری یہہ رائے ہے کہ مناسب رسوم اسٹامپ جو انتقال مذکور پر واجب الادا تہا مبلغ ســـہ تہا کیونکہ اس زر بدل کے مطابق رسوم تہا جو انتقال مذکور مین درج تہا۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر آرتہر جے ایچ کالنس جناب چیف جسٹس وبینسن جناب جسٹس

۲۸ ستمبر ۱۸۹۶ء

سامی ناتہا ایان (مدعاعلیہ) اپیلانٹ بنام منگا اتہمل (مدعیہ) رسپانڈنٹ۔

ایکٹ عدالتہائے مطالبہ خفیفہ مفصل۔ ایکٹ ۹ مجریہ ۱۸۸۷ء دفعہ ۳۔ نالش واسطے نفقہ یا گذارہ کے۔

ایک نالش بقایا گذارہ واجب الادا بذریعہ تحریری اقرارنامہ ایک عدالت مطالبہ خفیفہ مفصل مین دائر نہین ہوسکتی۔

*اپیل دوم ۱۶۹ سنہ ۱۸۹۵ء

شمارہ ۹۶ ۱۸۹۶ء
سامی ناتھا ایان
بنام
منگا تھمل

اپیل دوم بنا راضی ڈگری دی مسٹر تیواساچر لو سبارڈینیٹ جج کمباکونم بمقدمہ اپیل نمبر ۵۴۰ سنہ ۱۸۹۴ء بعلم مشتر تنسیخ ڈگری جے سی فسر میدیر منصف ضلع شیالی بمقدمہ ابتدائی ۹۹ سنہ ۱۸۹۴ء۔

واقعات مقدمہ ہذا جیسے کہ وہ فیصلہ منصف ضلع مین بیان کئے گئی ہین حسب ذیل ہین ۔

" مدعیہ مبلغ ما ۔۔۔ بابت گذارہ مع اُسکے سود کے مدعا علیہ سے دلاپانیکے لئی یہین بیان نالش کرتی ہے کہ وہ بڑے ایک اقرار نامہ تحریر کردہ بحق مدعیہ منجانب متوفی پدر مدعا علیہ اور تین دیگر اشخاص کے جو ۱۹ ارچ سنہ ۱۸۸۲ء کا مرقومہ ہی واجب الادا ہے اقرار نامہ مذکور کے رو سے اُسکو بشرح مبلغ ۔۔۔ فی ماہ گذارہ دینے کا اقرار کیا گیا ہے گذارہ متدعویہ کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ وہ مدعا علیہ کے باپ کے چہارم حصہ کی نسبت ۲۰ رمی سنہ ۱۸۸۹ء سے تاریخ ارجاع نالش تک واجب الادا ہے ۔

مدعا علیہ نے یہہ عذر کیا ہے کہ مدعیہ کو کوئی حق بر وے اُس اقرار نامہ جسکی بنا پر نالش کیگئی ہے جداگانہ طور پر مدعا علیہ کے باپ کے حصہ گذارہ کا دعوے کرنیکی نسبت حاصل نہین ہے اور کہ مدعیہ کو کوئی بنا ئے دعوے اُسکے برخلاف حاصل نہین کیونکہ اُسنے اپنے باپ سے کوئی ترکہ حاصل نہین کیا "

منصف ضلع نے نالش کو مع خرچہ خارج کیا ۔

بر طبق اپیل کے سبارڈینٹ جج نے ایک ڈگری بحق مدعیہ بخلاف مدعا علیہ بحیثیت قائم مقام قانونی اپنے متوفی باپ کے صادر کی ۔

مدعا علیہ نے اپیل کیا ۔

کرشنا سامی آیار منجانب اپیلانٹ

سندرا آیار منجانب رسپنڈنٹ ۔

تجویز ۔ ایک ابتدائی عذر یہہ کیا گیا ہے کہ کوئی اپیل دوم مقدمہ ہذا میں[1] نہین ہو سکتا کیونکہ نالش بغرض دلاپانے مبلغ ما ۔۔۔ کے ہے اور عدالت مطالبہ خفیفہ کی سماعت کے قابل ہے ۔ نالش مذکور بسبب دلاپانے رقم مذکور کے بر وے ایک اقرار نامہ دستاویز الف کے ہے جسکے رو سے مدعا علیہ کے باپ اور دیگر اشخاص نے بشرح مبلغ ۔۔۔ فی ماہ کے بحق مدعیہ گذارہ ادا کرنیکا اقرار کیا ہے بالفاظ دیگر یہ کہ ایک نالش واسطے دلاپانے بقایا گذارہ مقرر کردہ بر وے معاہدہ بشرح مقررہ ماہانہ کے ہے ۔

ہماری یہہ رائے ہے کہ یہہ ایک نالش متعلق گذارہ ہے اور اسلئے عدالت مطالبہ خفیفہ کے اختیار سماعت سے مستثنی ہے (ملاحظہ ہو دفعہ ۳۰ ضمیمہ ۲ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء) بحث کیگئی ہے کہ فیصلہ مقدمہ کو نہام کرشنا[1] ایک سند اس رائے کے مخالف ہے لیکن ہم یہہ رائے ظاہر کرتے ہین کہ یہہ ایسا نہین ہے کیونکہ مقدمہ مذکور بر بنائے اُس قانون

(۱) نمبر ۱۰ انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۱۰ صفحہ ۱۴۲

سنہ ۱۸۹۶ء

سامی ناتہن بنام منگلا تہمل

(ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۶۵ء) کے جو ایکٹ سنہ ۱۸۸۷ء کے نافذ ہونے سے پہلے رائج تہا فیصل کیا گیا تہا اور الفاظ ایکٹ مذکور الفاظ ایکٹ حال سے بالکل مختلف تہے۔

بموجب سابق ایکٹ بعض نالشات متعلق گذارہ یعنی نالشات گذارہ مدعویہ بربنائے خاص تمسک یا معاہدہ کے عدالتہائے سے فیصل کئے گئے تہے جو عدالتہائے مطالبات خفیفہ کی سماعت کے قابل تہے۔ مگر نالشات بنیت معلوم کرنے مقدار گذارہ کے فیصل کیگئی تہین جو اسطرح پر عدالت مذکور کے قابل سماعت نتہین (ملاحظہ ہو سد سنگاپا بنام سلاوا کو سد لنگا پا (۱) و لوز بیبی بنام حسن لال (۲)) عبارت ایکٹ حال بظاہر اسوجہ سے اختیار کیگئی تہی کہ عدالت مطالبہ خفیفہ کی سماعت سے نالشات گذارہ متدعویہ بربنائے خاص تمسک یا معاہدہ کو مستثنے کیا جائے جو بموجب قانون ماقبل کے قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ قرار دیگئی تہین (ملاحظہ ہو سہکوت راؤ بنام گنپت راؤ (۳))۔

اسلئے ہم ابتدائی عذر کو نا منظور کرتے ہین۔ بجز دو اتفاقات کے صرف ایکہی وجہ اپیل جسپر ہمارے روبرو بحث کیگئی ہی یہ ہے کہ چونکہ اس امر کے متعلق کوئی ثبوت موجود نہین ہے کہ مدعا علیہ نے اپنے باپ سے ترکہ حاصل کیا تہا اسلئے وہ نالش جو اُسکے برخلاف ذاتی طور پر رجوع کیگئی ہے خارج کیجانی چاہیئے۔ ہم دیکہتے ہین کہ ڈگری صرف مدعا علیہ کے برخلاف بطور قائمقام اُسکے متوفی باپ کے ہے اور ڈگری مذکور کا اجرا صرف باپ کے اُس ترکہ کے برخلاف کیا جاسکتا ہی جو مدعا علیہ کے قبضہ مین ہو۔ اپیل دوم ناکامیاب ہتلہے اور مع خرچہ کے خارج کیا جاتا ہے۔

صیغہ اپیل فوجداری

سنہ ۱۸۹۶ء ۱۲ اکتوبر

باجلاس سبز منیا آیار صاحب جج و باڈم صاحب جج

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام کرشنیا و قسمہ

مجموعہ تعزیرات دفعہ ۱۷۴ - عدم حاضری بتعمیل حکم ایک ملازم سرکاری کے۔ عدم حاضری ایک ملازم سرکار کی وہ جرم جسکا ذکر دفعہ ۱۷۴ مجموعہ تعزیرات ہند مین کیا گیا ہی عدم حاضری کسی خاص وقت پر اور خاص مقام پر ایک عہدہ دار سرکاری کے روبرو ہی اسلئے جب ایک ملازم سرکار تاریخ مقررہ پر روبرو سمن پر غیر حاضر تہا۔

* نگرانی فوجداری نمبر ۳۱۵ سنہ ۱۸۹۶ء۔

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۶۲۴

(۲) " " " جلد ۷ صفحہ ۵۳۷

(۳) " " " جلد ۱۶ صفحہ ۲۶۰

سنہ ۱۸۹۶ع

ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند

بنام

کرشنیا

تنقیح ہوئی کہ وہ شخص جسکے نام سمن جاری کیا گیا تھا زیر دفعہ ۱۷۴ مجرم قرار نہیں دیا جا سکتا گو وہ حاضر نہوا تھا بدینوجہ کہ اسکی نیت سمن کی تعمیل نکرنے کی تھی۔

مقدمہ ارسال کردہ بغرض صدور احکام ہائیکورٹ زیر دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری منجانب کے سی بنارجی ایکٹنگ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اننتاپور۔

واقعات مقدمہ ہذا کافی طور پر تجویز ہائیکورٹ سے ظاہر ہوتے ہیں۔

فریقین کیطرف سے کوئی وکیل نتھا۔

تجویز:۔ ملزم نام موضع مراوالی کے نام تحصیلدار گوتی نے یہ سمن جاری کیا تھا کہ وہ گوتی مین ایک خاص تاریخ پر انکے روبرو حاضر ہو لیکن وہ حاضر ہونے سے قاصر رہا۔ عدم حاضری کیوجہ سے اُسپر زیر دفعہ ۱۷۴ مجموعہ تعزیرات ہند تجویز جرم لگگئی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ مقررہ پر تحصیلدار اس سٹیشن سے کسی سرکاری کام پر غیر حاضر تھا۔

پس یہاں امر صریح ہے کہ وہ جرم جسکا ذکر دفعہ مذکور میں کیا گیا ہے ایک ترک فعل منجانب شخص طلب کردہ کے ایک خاص وقت اور ایک خاص مقام پر نہیں ہی بلکہ وقت اور مقام مذکور پر ایک خاص عہدہ دار سرکار کے روبرو حاضر ہونا ہے۔ مزید برآن سمن کی غرض مہ اپنے شخص مذکور کے طلب کی تھی۔ یہ غرض کسطرح پر حاصل ہو سکتی تھی جبتک کہ شخص طلب کنندہ شخص طلب کردہ کے لئے کو وہان حاضر ہوتا۔ آیا یہ امر بے فائدہ نہوتا اگر شخص مذکور وہان آکر واپس ہو جاتا۔ لیکن قانون کسی شخص کو ایسے امر کے کرنے پر مجبور نہیں کرتا جو کہ بیفائدہ اور بے سود ہی ہے۔ شک نہیں کہ صورت حال میں ملزم نے یہ بیان نہیں کیا کہ وہ گوتی جانے سے بباعث عدم موجودگی تحصیلدار کے قاصر رہا تھا۔ اگر یہ فرض کیا جائے کہ اسکی نیت سمن کی عدم تعمیل کی تھی تاہم صرف یہ نیت ہی زیر دفعہ ۱۷۴ یا کسی اور حکم قانونی کے بموجب قابل سزا نہیں ہے اسلئے ہم تجویز ثبوت جرم اور حکم جرمانہ کو منسوخ کرتے ہیں اگر وہ وصول کیا گیا ہو تو واپس دیا جائے۔

اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر اُمنیا آیار صاحب جسٹس و بینسن صاحب جسٹس

۱۲ اگست ۱۸۹۶ء
۱۵ ستمبر ۱۸۹۷ء

رنگا وندرا ایار (مدعی) اپیلانٹ بنام کردپا گوندن وغیرہ (مدعا علیہم) رسپانڈنٹان*

ایکٹ ایصال لگان ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۶۵ء (مدراس) دفعات ۳۸ و ۳۹ و ۴۰ – ایکٹ میعاد ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء – ۱۲–

جہانتک ایک شخص نے اس ارضی کے لا پانے کی نالش جسکی نسبت یہہ بیان کیا گیا تہا کہ وہ برخلاف شرائط ایکٹ ایصال لگان کے نیلام کیگئی ہے یعنی بیان ما کرکی کہ احکام دفعہ ۔ ایکٹ مذکور کی تعمیل نہیں کیگئی اور اسلئے نیلام ناجائز ہے :- تجویز ہوا کہ نالش بدون تنسیخ نیلام کے چل نہ سکتی تہی اور چونکہ نیلام مذکور زیادہ از ایکسال قبل از رجوع نالش کے عمل مین آیا ہے اسلئے نالش زائد المیعاد ہے +

اپیل دوم ۴۲ ... جنمی ڈگری ایم ٹی سندر راو صاحب سب آرڈینیٹ جج سیلم بمقدمہ اپیل ۲۵ سنہ ۱۸۹۳ء و منسوخ ڈگری سید تاج الدین صاحب منصف ضلع ناکل بمقدمہ ابتدائی ۱۴۱۲ سنہ ۱۸۹۱ء –

نالش ہذا واسطے دلایانے اس ارضی کے دائر کیگئی تہی جو بروے احکام ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۶۵ء کے نیلام کیجا کر مدعا علیہ نمبر ۱ نے خرید کی تہی جسنے اسے مدعا علیہ نمبر ۲ کے ہاتہہ ایسے واقعات کی موجودگی مین فروخت کر دیا تہا جو مسٹر امنیا آیار صاحب کے فیصلہ مین بیان کئے گئے ہین –

منصف ضلع نے ایک ڈگری بحق مدعی صادر کی جو بر طبق اپیل کے سب آرڈینیٹ جج سے منسوخ کیگئی –

مدعی نے اپیل کیا –

سداگوپا چیریر و کرشنا سامی آیار منجانب اپیلانٹ –

سریرنگا چیریر منجانب رسپانڈنٹان –

سبرامنیا آیار صاحب جسٹس :- واقعات مقدمہ ہذا جو اغراض حال کے لئے ضروری ہین حسب ذیل ہین – وہ ارضی جسکی قبضہ کے واسطے اپیلانٹ نے نالش کی ہے اُسکے قبضہ مین بوساطت ایک شمادار کے تہی جو حسب منشا ایکٹ ایصال لگان (۸ سنہ ۱۸۶۵ء) مالک اراضی ہے اور وہ حق جو اپیلانٹ کو ارضی مذکور مین حاصل تہا ایک استحقاق قابل بیع تہا ۔ مالک ارضی نے یہہ بیان کر کے کہ لگان واجب الادا منجانب اپیلانٹ بابت فصلی سنہ ۱۲۹۸ء کے حسب ضابطہ ادا نہ کیا گیا تہا –

* اپیل دوم ۱۳۱۲ سنہ ۱۸۹۵ء

۱۸۹۶ء
نگار مندرا اپارہ
بنام
سری واکو ندن

رقم مذکور کے وصول کرنیکی کارروائی بذریعہ نیلام حقوق شخص مؤخر الذکر دا قعہ اراضی مذکور کے بموجب احکام ایکٹ مذکورۂ بالا کے کی۔ نوٹس زیر دفعہ ۳۹ ایکٹ مذکور کی تعمیل منجانب مالک اراضی اپیلانٹ پر کئی جانیکے بعد اسنے ایک سرسری نالش زیر دفعہ ۴۰ دائر کی جسمین اسنے مالک اراضی کی کارروائیات کے جواز کی نسبت عذر کیا زیادہ تر اس وجہ سے کہ تبدیلی پٹہ دیجانیکا نہیں کیگئی اور نہ کوئی تبادلہ ایسے اقرارنامجات کا مابین اسکے اور مالک اراضی کے کیا گیا تہا اور نہ ایک تناسب پٹہ منجانب شخص اول الذکر کے حسب منشاء دفعہ ۷ پیش کیا گیا تہا۔ لیکن نالش خارج کیگئی تہی کیونکہ اپیلانٹ اسکی پیروی سے قاصر رہا تہا۔ اسپر کلکٹر نے یہ ہدایت کی کہ اپیلانٹ کا استحقاق نیلام کیا جاوے اور وہ ۳۱ ماہ اگست ۱۸۹۰ء کو نیلام کیا جاکر رسپانڈنٹ نمبر ۱ نے خرید کیا تہا جسنے بعد میں اپنے استحقاق کا انتقال بحق رسپانڈنٹ نمبر ۲ کے کردیا۔ نالش حال ۱۱ ستمبر ۱۸۹۱ء مین دائر کیگئی تہی۔

سوال اول فیصلہ طلب یہ ہے کہ آیا نالش زائد المیعاد ہے۔ اگرچہ عرضیدعویٰ مین تنسیخ نیلام کی استدعا نہین کیگئی تاہم ہمین کچھہ شک نہین کہ دادرسی مستدعیہ بلا تنسیخ نیلام کے عطا نہین کیجاسکتی الا جبکہ وہ ابتدا ہی سے کالعدم اور ناجائز ہو اسلئے اسکا منسوخ کرانا ضروری نہین ہے جیسا کہ اپیلانٹ کیطرف سے عذر کیا گیا ہے۔ اس عذر کی تائید مین اسکے وکیل نے مبینہ ترک فعل محولہ بالا منجانب مالک اراضی دربارہ تعمیل حکم دفعہ ۷ ایکٹ مذکور پر انحصار کیا ہے لیکن وجہ مذکور نادرست ہے۔

خاص اختیارات کا استعمال جیسے کہ کلکٹر کو بروئے ایکٹ مذکور کے عطا کئے گئے ہین بلنسبت امور ذیل کے کیا جاسکتا ہے (الف) مقام کے متعلق (ب) اشخاص کے متعلق (ج) بلنسبت امر مدعابہا اختیارات مذکور کے ملاحظہ ہو نرو ہری بنام اپنوڑنا بائی (۱) بلنسبت امر اول کے یہان کوئی سوال پیدا نہین ہوتا بلنسبت امر دوم کے اپیلانٹ اور متاداریلا سشیدلور پر ایسے اشخاص تہے جو جماعت مزارعان اور مالکان اراضی کی ذیل مین آتے ہین جیسے کہ ایکٹ مذکور متعلق ہے بلنسبت امر سوم کے استحقاق نیلام کردہ ایسے قسم کا تہا جو قرق اور منتقل ہوسکے بیلانے کے قابل مالک اراضی کی تحریک سے تہا۔

اسلئے در تعمیل دفعہ ۷ جیپر اپیلانٹ کیطرف سے انحصار کیا گیا ہے گو وہ ایک فریق کے استحقاق دربارہ موثر کرنیکے شرائط مزارعت سے ایسا علاقہ رکہتی ہے تاہم وہ کوئی علاقہ کسی امر منجملہ ہر سہ امور مذکور کے ساتھ نہین رکہتی جسکی نسبت یہ ظاہر کیا جاسکے کہ اختیار سماعت زائل ہوگیا ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۱۹۰

۱۸۹۶ء
رگونڈرا آیار
بنام
کروپا گونڈن

میں وہ حکم جسکے رو سے نیلام صورت حالیہ میں ہوا تھا اختیار سماعت کے ساتھ صادر کیا گیا تھا اور اگر نیلام قابل تنسیخ ہو تو اسکی تنسیخ صرف اس نالش سے ہو سکتی ہے جو اُس تاریخ سے ایک سال کے اندر رجوع کی گئی ہو جسکا ذکر دفعہ ۱۲ ایکٹ میعاد میں کیا گیا ہے نالش ہذا بہت عرصہ بعد انقضائے میعاد مذکور کے رجوع کی گئی تھی اسلئے وہ صحیح طور پر زائد المیعاد ہے اسلئے دوسرے سوال پر جسکی نسبت استدلال کیا گیا ہے غور کرنا غیر ضروری ہے -

اپیل ہذا ناکامیاب رہتا ہے اور معہ خرچہ کے خارج کیا جاتا ہے -

منن صاحب جسٹس :- میری صحیح طور پر یہ رائے ہے کہ اپیلانٹ بلا منسوخی نیلام مالگذاری کے کامیاب نہیں ہو سکتا اور یہ امر صرف بروئے اسی نالش کے کیا جا سکتا ہے جو عرصہ ایک سال کے اندر رجوع کی گئی ہے

چونکہ کوئی ایسی نالش رجوع نہیں کی گئی اسلئے نیلام جائز ہے -

میں اس امر میں متفق ہوں کہ اپیل ناکامیاب رہتا ہے اور وہ معہ خرچہ کے خارج کیا جانا چاہیئے -

صیغہ اپیل دیوانی

اجلاس سبرامنیا آیار صاحب جسٹس و ڈیوس صاحب جسٹس

۱۸۹۶ء
۲۴ اگست و ۲۸ و ۲۹ ستمبر

ستہو وجیارگھوناتہا رام چندر رچام ہالی تہورائی الیر وقائم مقام قانونی متوفی مدعا علیہ نمبر ۳ کا اپیلانٹ

بنام

وینکٹا چلم چیٹی وغیرہ مدعی و مدعا علیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ و نمبر ۴ لغایت نمبر ۱۰ رسپانڈنٹان بند

ایکٹ انتقال جائداد ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۸۶ - نالش منجانب مرتہن شکمی کے ڈگری نیلام -

ایک مرتہن شکمی ایک ڈگری نیلام حقوق راہن اول کا تحت ان مقدمات میں اور ان واقعات کی موجودگی میں اپنے معہ سے ابتدائی مرتہن تاریخ رہن شکمی پیداواری مذکور کے دعوی کرنیکا مستحق ہوتا -

اپیل ہذا منجانب ڈگری پی بشر شناسامی آیار سب آرڈینیٹ جج مدورا مشرقی مقدمہ ابتدائی نمبر ۱۳ سنہ ۱۸۹۳ء -

مدعی ایک مسند کا امین تھا اور اسنے اپنے استحقاق رہن کے موثر کرنیکا دعوی ایک خاص جائداد کی نسبت جو ابتداً مدعا علیہم نمبر ۲ و ۳ کی ملکیت مشترک طور پر تھی - ۹ اگست سنہ ۱۸۸۱ء کو مدعا علیہم مذکور نے علی الترتیب مبلغ [illegible] مدعا علیہ نمبر ۱ ایک راہن کی کفالت پر سے وایک رجسٹری شدہ رہن نامہ کے لیا تھا

* اپیل نمبر ۱۳ سنہ ۱۸۹۵ء -

۱۹۰۶ء
شہو دجیلاکبو تاتہا بنام دنیکٹا چلم چیٹی

دوسرے دن مدعا علیہ نمبر ا نے اس رہن کی کفالت پر مبلغ معہ عہ؎ … ایک شخص مسمی اوچی چیٹی سے بمد ایک رجسٹری شدہ رہن نامہ کے قرض لیا۔ ۲۳ نومبر ۱۸۹۵ء کو اوچی چیٹی نے مدعی کے نام اپنے حقوق زیر رہن مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۹۶ء کو بعوض مبلغ عہ ؎ … کے منتقل کردیا۔

سب آرڈینیٹ جج نے ایک ڈگری حسب ذیل صادر کی :-

"حکم یہ دیا جاتا ہے کہ مدعا علیہ نمبر ا مدعی کو مبلغ … آج کی تاریخ سے عرصہ ۶ ماہ کے اندر معہ سود با بعد بشرح ۶ فیصدی فی سال کے ادا کرے اور بصورت عدم ادائگی کے مدعا علیہ نمبر ۳ کا حق رقوم نمبر الغائتہ ۶ میں بعوض مبلغ … کے معہ سود با بعد بشرح ۶ فیصدی فی سال بر رقم مبلغ … تاریخ رجوع نالش سے تاریخ ادائگی تک نیلام کیا جاوے چونکہ مدعی صرف اس رقم کے لاپانیکا مستحق تہا جو اسنے انتقال کیواسطے معہ سود کے تاریخ ادائگی سے تاریخ ڈگری تک ادا کیا ہے اور نیز معہ اخراجات متعلق نیلام ہے (ملاحظہ ہو نیلکنٹ بنام کرشنا سامی (۱) اور محمد بنام وینکٹا راما (۲)) رقم مذکور مدعا علیہ نمبر ۳ کا مناسب حصہ رقم منہا تی ہے جو اسکو بموجب دستاویز الف کے ادا کرنا چاہیئے۔ رقم نمبر ۳ تابع استحقاق رہن مدعا علیہ نمبر ۲ واقع ۵ حصہ کے نیلام کی جانی چاہیئے جو کہ خود مدعی نے تسلیم کیا ہے اور رقوم نمبر ۱ اور ۴ و ۶ و ۷ تابع استحقاق رہن مدعا علیہ نمبر ا کے نیلام کی جانی چاہیئں جیسا کہ عرضی دعویٰ میں بیان کیا گیا ہے فریقین کو اپنا اپنا خرچہ خود برداشت کرنیکا حکم دیا جاتا ہے۔"

قائم مقام مدعا علیہ نمبر ۳ نے اپیل ہذا رجوع کیا۔

کرشنا سامی آیار منجانب اپیلانٹ -

بہشیام ایانگر و رنگارا مانوجا چیریر منجانب رسپانڈنٹان نمبر ا و نمبر ۲۔

رنگا چیریر منجانب رسپانڈنٹ نمبر ۳ -

سبرامنیا آیار صاحب جسٹس :- متوفی مدعا علیہ نمبر ۳ والد اپیلانٹ نے ۹ اگست ۱۸۸۶ء کو بحق مدعا علیہ نمبر ۳ کے ایک سادہ رہن مدعا علیہ نمبر ۲ کے نصف حصہ اشتہواضعات ملحق بہ زمینداری الیاتہکودی واقعہ ضلع مدورا کی کفالت پر تحریر کیا۔ مدعا علیہ نمبر ا نے ۱۰ تاریخ ماہ مذکور کو اپنے حقوق رہن کا شکمی رہن ایک شخص اوچی چیٹی کے حق میں کردیا۔ شخص مذکور نے اپنے حقوق کا انتقال بحق مدعی کے کردیا جسنے نالش حال بربنا اس رہن شکمی کے کی ہے جسکا انتقال اسکے حق میں کیا گیا تہا۔

عدالت ماتحت میں سب آرڈینیٹ جج نے اس رقم کا حساب کتاب کیا جو مدعا علیہ نمبر ۳ کیطرف سے بحق مدعا علیہ نمبر ا اور منجانب مدعا علیہ نمبر ا کے بحق مدعی واجب الادا تہی اور منجملہ دیگر دادرسی ہائے کے اسنے ایک عام حکم

(۱) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۲۲۵ (۲) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۵۱۶

ستھو دجیا رگھو ناتھا بنام وینکٹ چلم چیٹی

واسطے نیلام حقوق مدعاعلیہ نمبر ۲ واقعہ اُس جائداد کے صادر کیا جو ابتدا اً رہن کیگئی تہی اگر اُس رقم کی ادائگی جو اُسکی طرف سے واجب الادا ہے مدت معینہ کے اندر نہ کی جائے ۔

سوال اول فیصلہ طلب یہ ہے کہ آیا ایک مرتہن شکمی ایک حکم نیلام حقوق راہن اول کا مستحق ہے اگر دیگر واقعات مشعر جواز ڈگری مذکور موجود ہوں ۔

اس امر کا عذر کرتے ہیں کہ مرتہن شکمی اس امر کا مستحق نہ تہا وکیل اپیلانٹ نے یہ استدعا کی ہے کہ کوئی حکم ایکٹ انتقال جائداد میں ایسے حکم کے صدور کی نسبت موجود نہیں ہے جیسا کہ حکم زیر بحث حال ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حجت صریح احکام دفعہ ۸۶ ایکٹ مذکور کے خلاف ہے کیونکہ الفاظ جہانتک رہن بذریعہ اخذ کردہ استحقاق کے دعویدار ہو" جو اُنمیں پائے جاتے ہیں صریح طور پر حال جیسے مقدمہ پر حاوی ہیں ۔ مگر بیان یہ کیا گیا تہا کہ فقرہ محولہ بالا صرف بحوالہ منتقل الیہ یا اور شخص کے استعمال کیا گیا ہے جسکی تفویض میں کل استحقاق مرتہن آگیا ہو ۔ نہ کہ بحوالہ ایک ایسے مرتہن شکمی کے جسے اُنمیں صرف ایک محدود حق حاصل ہو لیکن میں یہ نہیں سمجہہ سکتا کہ کسطرح ممکن طور سے اس امر کا انکار کیا جاسکتا ہے کہ ایک مرتہن شکمی بذریعہ اُس استحقاق کے دعویدار ہے جو ابتدائی مرتہن سے اخذ کیا جاسکتا ہے اور یہ ظاہر کرنا مشکل سے ضروری ہے کہ " اخذ کردہ رہن " ایک ایسا لفظ ہے جو کتب مقررہ میں اور فیصل کردہ مقدمات میں " رہن شکمی " کے مرادف استعمال کیا گیا ہے ۔ اسلئے میں کوئی مناسب وجہ نسبت محدود تعبیر کرنیکے نہیں دیکہہ سکتا جو اپیلانٹ کیطرف سے کیگئی ہے اور واسطے خارج کرنے اطلاق دفعہ محولہ سے مرتہن شکمی کی صورت کو جو الفاظ زیر بحث سے طبعی اور نحوی طور پر شامل ہوتی ہے ۔

اگر ہم قانون انگلستان کیطرف عود کریں تو ہم اُنمیں بھی دیکہتے ہیں کہ دفعہ ۲ باب ۴ کتاب سیشلن صاحب مسمی بہ ڈگری ہائے ومقدمہ ہو بارٹ بنام ہیبٹ (۱) محولہ منجانب سپانڈنٹان میں امر مذکور کا فیصلہ بہت عرصے سے بحق مرتہن شکمی کے کیا گیا ہے ۔

اور متذکرہ صدر رائے بروئے اصول کے بھی غیر موئید نہیں ہے ۔ یہ سچ ہے کہ سادہ رہن کی صورت میں رہن کی ملکیت جائداد مرہونہ سے منوتا ہی مرتہن کے نام منتقل نہیں ہوتی تاہم اس امر کی نسبت شک کرنا ناممکن ہے کہ مرتہن جہانتک کہ اُس قرضہ کا تعلق ہے جو اُسکے حق میں واجب الادا رہے قانوناً بطور منتقل الیہ رہن کے متصور کیا گیا ہے ۔ یہ امر رہن ثانی کی صورت میں زیادہ تر صریح ہو جاتا ہے بحوالہ رہن اکبر ایک امریکہ کے فاضل اور مشہور مولف نے تحریر کیا ہے کہ " اسطرح جب رہن دوم مرتہن دوم کیواسطے صرف ایک انتقال

(۱) ویری ڈیکسیس رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۲۴۲ ۔

۱۸۹۲ء

ستھو وجیا بنام وینکٹ چلم چٹی

استحقاق رہن ہے..... بطور منتقل الیہ رہن کے مرتہن دوم ایک راہن کے جملہ حقوق برخلاف مرتہن اول کے صرف اسے
کرسکتا ہے مثلاً اُس سے حساب کتاب طلب کرسکتا ہے اور اُس سے انفکاک کرا سکتا ہے وغیرہ " (کتاب ویشرن صاحب دربارہ
جائداد غیر منقول طبع پنجم جلد ۲ صفحات ۱۱۰۷ و ۱۱۰۸) یہ طریق معاملہ کو دیکھنے کا کسی خاص طریق قانون کیواسطے غیر عام نہیں ہے
لیکن وہ اصول قانون میں ایک مسلمہ امر ہے جیسا کہ رسالجات قانون دیوانی سے ظاہر ہوتا ہے سیلکوسکی صاحب کی کتاب
رومن پرائیویٹ لا میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ فریق جو کفالت نامجات کا قابض ہو جائداد مکفولہ کے نیلام کرنے
میں " قایم مقام مالک ہے گو بباعث خود اپنے استحقاق کے یا خود اپنے حق کے تھے ہوے" (ترجمہ وائیٹ فیلڈ
صاحب صفحہ ۴۰۹) - مزید برآن یہ ایک مسلمہ قاعدہ زیر قانون انگریزی ہے کہ ایسا شخص جو مکفول ہے ایک دعوے اُس
شخص مکفول لہ کا اُسے منتقل کرسکتا ہے یا اُسے اُس نالش میں موثر کرسکتا ہے جو خود اُسکے نام سے دائر کیگئی ہو
ریکلڈیز رومن لا اسپیشل پارٹ جلد ۱ دفعہ ۳۳۶ فقرہ ۲)

ایک اور حجت بھی بحق اُس رائے کے ہے کہ ایک مرتہن شکمی کو استحقاق زیر بحث حاصل ہے - ابتدائی راہن
اور مرتہن شکمی بطور قایم مقامان حقوق مختلف واقعہ ایک ہی جائداد کے ایک دوسرے کے مقابلہ میں ایک نسبت رکھتے
ہیں جو بعض حقوق اور فرائض کو اُنکے مابین پیدا کرتا ہے - یہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ ایک راہن جسکا استحقاق انفکاک
ابتداءً صرف مرتہن کے برخلاف موجود تھا بوجہ دے رہن شکمی کے استحقاق مذکور کے بخلاف مرتہن شکمی کے
بھی استعمال کرنیکا مستحق ہوجاتا ہے اسلئے وہ بھی کارروائیات انفکاک میں فریق بنایا جانا چاہیئے - اب چونکہ مرتہن
شکمی کا انفکاک بجانب ابتدائی راہن کے کیا جا سکتا ہے اسلئے یہ قرار دیا جانا چاہیئے کہ شخص اول الذکر شخص
موخر الذکر کے مقابلہ میں بیعیات کرسکتا ہے جہانتک داد رسی مذکور کا دعوے کیا جا سکے یا جہان ایسی داد رسی عطا
نہ کی جا سکے تو وہ ایک حکم نیلام حاصل کرسکتا ہے اور اسطرح پر دوسرے فریق کے استحقاق انفکاک کو زائل
کرسکتا ہے - کیونکہ یہ امر صرف قرین انصاف و معقول ہے کہ درصورتیکہ بردئے قانون کے ایک جانب
مرتہن اول کا استحقاق انفکاک رہن مرتہن دوم تسلیم کیا گیا ہے تو ضرور ہے کہ اُسکے عوض شخص موخر الذکر کو
شخص اول الذکر کے بخلاف عام طور پر بالمقابل حق عطا کیا جاے یعنے واسطے بیعیات یا نیلام کے
(کتاب دینیل صاحب دربارہ عملدرآمد چانسری طبع ششم صفحہ ۱۴۱) -

میں اقرار کرتا ہون کہ مجھے اُس اظہار سے اطمینان حاصل نہیں ہوا جو اپیلانٹ کی طرف سے بدین
مضمون کیا گیا ہے کہ مرتہن شکمی کو ابتدائی راہن پر نالش کرنیکی اجازت دینا جیسا کہ صورت حال
میں کیا گیا ہے عام تکلیف متنازعین کا باعث ہے جن کی حیثیت فریقین حال کیسی ہو

سنہ ۱۰۶۹۲۰ع

متھو دجیا بنام وینکٹا چیلم چیٹی

بخلاف ازین میری یہ رائے ہے کہ ایسے طریق کے اختیار کیئے جانیکی اجازت دینا تعدد نالشات کو رفع کردیگا اور اس سے یہ امر ممکن نہ ہوگا کہ مخالف فیصلجات ایک ہی معاملہ کی نسبت صادر ہون کیونکہ بہرحال حساب کتاب مابین ابتدائی راہن وابتدائی مرتہن کے ایک طرف اور ابتدائی مرتہن اور مرتہن شکمی کے دوسری طرف ایک ہی مرتبہ لیا جانا چاہیئے اور ہر سہ فریق ہائے کے دعاوی کا فیصلہ ایک ہی وقت کیا جانا چاہیئے (ملاحظہ ہو نرائن وشنو ماول بنام گنگا بوجی (۱))

مقدمات الٰہ آباد ماتادین کسودہن بنام کاظم حسین (۲) وگنگا پرشاد بنام چنی لال (۳) کی جسپر اپیلانٹ کیطرف سے انحصار کیا گیا ہے پیروی نہیں کی جاسکتی کیونکہ وہ اِس قیاس پر مبنی تھے کہ لفظ "جائداد" مندرجہ باب ۴ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ع سے مراد ایک واقعی جسمانی غرض ہے اور نہیں محض وہ حقوق شامل ہیں جو اغراض جسمانی سے علاقہ رکھتے ہون کیونکہ وہ رائے جہانتک مجھے معلوم ہے اتبک بطور رائے ثبت رائے کے عدالت ہذا مین تسلیم نہیں کیگئی اور میں خود اُسکے ساتھ اتفاق نہیں کرسکتا۔ مقدمہ سیدگیا بنام باجی (۴) کی نسبت یہ یقین کرنا مشکل ہے کہ اُن فاضل ججان نے جنہوں نے اُسے فیصل کیا تھا یہ قرار دیا تھا کہ کسی قسم کا رشتہ قانونی مابین ابتدائی راہن اور مرتہن شکمی کے موجود نہیں ہے۔ واقعی فیصلہ مقدمہ مذکور بذاتہ اس صحیح وجہ پر قایم ہے کہ قایم مقام ابتدائی راہن متوفی جو ایک شخص حقدار انفکاک مدعویہ تھا اُس تنازعہ مین ایک ضروری فریق تھا جو اسوجہ پر بباعث اس ترک فعل کے چل نہ سکتا تھا کہ ابتدائی مرتہن نے ابتدائی راہن کے قایم مقام قانونی کو شامل مسل نہ کیا تھا۔ جو بروقت ادخال نالش کے مدعاعلیہ بنایا گیا تھا۔ وہ بیان جو دوران فیصلہ پارکنس صاحب جسٹس میں کیا گیا تھا کہ کوئی علاقہ مابین ابتدائی راہن اور مرتہن شکمی کے موجود نہیں ہے اگر اُسکا منشاء یہ قرار دینے کا تھا کہ بالکل کوئی علاقہ مابین فریقین مذکورہ کے موجود نہ تھا تو وہ اس امر واقعہ کے بالکل نامطابق ہے جیسا کہ قبل ازین حوالہ دیا گیا ہے یعنے یہ کہ رشتہ مذکور اُنکے مابین موجود ہے جسمیں سے ابتدائی مرتہن کا استحقاق انفکاک مرتہن شکمی سے بھی پیدا ہوتا ہے۔

اسلیئے میری یہ رائے ہے کہ اپیلانٹ کا عذر دربیحث نادرست ہے اور کہ مرتہن شکمی ابتدائی راہن کے حقوق کے نیلام کرانیکی استدعا اُن مقدمات میں اور اُن واقعات کی موجودگی میں کرسکتا ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۳۹۳ (۲) انڈین لا رپورٹ الٰہ آباد جلد ۳ صفحہ ۲۶۶ -
(۳) " " الٰہ آباد جلد ۱ صفحہ ۱۱۳ (۴) " " بمبئی جلد ۴ صفحہ ۵۴۹ -

سہو دھیا بنام دیپ کشن

چونکہ وہ سب سے ابتدائی مرتہن تاریخ رہن کی اپنی دادرسی کا دعوی کرنیکا مستحق ہوتا۔

دوسرا سوال فیصلہ طلب یہ ہے کہ آیا وہ الفاظ جنکا ذکر مدعاعلیہ نمبر ۳ کیطرف سے کیا گیا ہے درست ہے میں عدالت ماتحت کے ساتھ اس امر میں متفق ہوں کہ وہ شہادت جو اس عذر کی تائید میں طلب کیگئی ہے ناکافی اور ناقابل اعتبار ہے اور مجھ میں کوئی وجہ نسبت غیر معتبر سمجھنے اس بیان مدعاعلیہ نمبر ۱ کے دیکھتا ہوں کہ کوئی جزو قرضہ واجب الادا اسکی مدعاعلیہ مذکور نے جمع ہائے سے ادا نہیں ہوا جو اسنے آٹھ مواضعات مرہونہ میں سے دو مواضعات کے مزارعان سے بروئے مختارنامہ (دستاویز نمبر ۳) مورخہ ۹ اگست سنہ ۱۸۶۲ء کے وصول کی ہیں اور کہ جب اختیار مذکور منسوخ کیا گیا تھا تو چند ماہ بعد بروئے دستاویز مذکور کے اسنے مدعاعلیہ نمبر ۳ کے خسر کو حساب وکتاب دیا تھا جسکا علم مدعاعلیہ مذکور کو تھا بلنسبت اس خفیف رقم کے جو اسنے بروئے مختارنامہ مذکور کے جمع کی تھی میری رائے میں عدالت ماتحت کی ڈگری درست ہے میں اسے بحال کرتا ہوں اور اپیل ہذا کو معہ خرچہ خارج کرتا ہوں نیز اپیلانٹ خرچہ مدعاعلیہ نمبر ۲ و ۱ ادا کریگا جو غیر ضروری طور پر شامل کیا گیا تھا۔

ڈیوڈس صاحب جج: میں متفق ہوں۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس اسٹریٹ صاحب جج و ڈیوڈس صاحب جج

سنہ ۱۸۹۶ء ۴ و ۵ و ۲۴ دسمبر

پرواہتی اہل (مدعیہ) اپیلانٹ **بنام** سامی ناتھ اگروال وغیرہ (مدعاعلیہم) ریسپانڈنٹان

ایکٹ میعاد - ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء ضمیمہ ۲ دفعہ ۱۱ - نالش واسطے قبضہ کے منجانب بیوہ اہل ہنود وسکی حیثیت وارثہ - مدعاعلیہ قابض بروئے ایک سبب متبنیت کے - میعاد -

ایک ہندو سنہ ۱۸۶۴ء میں مدعیہ اپنی بیوہ چھوڑکر فوت ہوا اور بعض جائداد اراضی و دیگر جائداد چھوڑگیا مدعاعلیہ نے دعوی کیا کہ مدعیہ کے علم سے وہ سنہ ۱۸۶۶ء میں متوفی سے متبنیت میں لیا گیا تھا اور کہ اس تاریخ سے اسنے بطور پسر متبنی کے اس ترکہ کا مستحق ہونیکا دعوی کیا تھا جس کا قبضہ کبھی مدعیہ کو حاصل نہوا تھا

پیرو ہتی آنل
بنام
سامی ناتھا

مدعیہ نے اپریل ۱۹۰۲ء میں قبضہ مع زر وصلات کا دعویٰ مبنی بیان کیا کہ تبنیت غلط طور پر قایم کیگئی ہے لیکن اُسنے اُسکی نسبت کسی استقرار کی استدعا نہ کی ۔

تجویز ہوئی کہ نالش زائد المیعاد ہے ۔

اپیل بنارا ہی ڈگری اے سی ہیو اسا چر یو سمار ڈسٹرکٹ جج کمبا کونم متعلقہ ابتدائی نمبر ۲ سنہ ۱۹۰۳ء ۔

مدعیہ ایک شخص مسمی سوماگر و کل کی بیوہ تہی جو ماہ جنوری سنہ ۱۸۹۰ء میں فوت ہوا تہا ۔ اُسنے یہ بیان کیا کہ متوفی کا سوائے اسکے اور کوئی وارث نتہا اور کہ بعد وفات متوفی کے اُسنے قبضہ جائداد متوفی حاصل کیا تہا اور وہ اُسپر چند سال تک قابض رہی تہی عرضیدعویٰ میں یہ بھی بیان کیا گیا تہا کہ مدعاعلیہ نمبر ۱ نے جہوٹ طور پر متوفی کے لیپر متبنٰے ہونیکا دعویٰ کر کے اُسکے استعمال جائداد میں خلل اندازی کی تہی جسکے بابت اُسنے ایک نالش استقرار یہ سنہ ۱۸۹۶ء میں دائر کی تہی جو اسوجہ پر خارج کیگئی تہی کہ وہ اسوجہ سے چل نہیں سکتی کہ یہ ثابت نہیں کیا گیا تہا کہ اراضیات کا قبضہ اُسکو اُس وقت حاصل تہا ۔

عرضیدعویٰ کا فقرہ پنجم حسب ذیل تہا : " دوران نالش مذکور میں اور اُسکے بعد مدعاعلیہ نمبر ۱ - اور دیگر مدعاعلیہم نے جو اُسکی وساطت سے حق کے دعویدار ہیں دخل و بکر سنہ ۱۸۹۱ء سے اراضیات پر ناجائز قبضہ کرلیا ہے "

بیان یہ کیا گیا تہا کہ بناء دعویٰ ماہ فروری سنہ ۱۸۹۱ء میں پیدا ہوا تہا اور عرضیدعویٰ کی استدعا واسطے قبضہ جائداد ہاء خاص کردہ مع زر واصلات اور ایسی دیگر دادرسی کے تہی جو عدالت کو مناسب معلوم ہو ۔ مدعاعلیہ نمبر ۱ نے یہ عذر کیا کہ وہ متوفی سے ۱۵ اگست سنہ ۱۸۷۶ء کو تبنیت میں لیا گیا تہا جس تاریخ سے وہ اُسکے ساتہ اُسکی وفات تک رہا اور کہ اُس وقت سے وہ جائداد مذکور کو استعمال کر رہا ہے ۔

سبارڈینیٹ جج نے یہ قرار دیا تہا کہ تبنیت مبینہ بروئے شہادت کے ثابت ہوتی ہے تنقیحات دوم وسوم پر جنمیں اس امر کی نسبت سوالات اٹہائے گئے تہے کہ آیا نالش جسطرح پر کہ وہ مرتب کیگئی ہے چل سکتی ہے بلحاظ اس امر کے کہ اس امر کی کوئی استدعا نہیں کیگئی کہ تبنیت منسوخ کی جائے اور کہ آیا وہ زائد المیعاد ہے ۔ سبارڈینیٹ جج نے ایک رائے تنقیح اول الذکر پر حق مدعی اور موخر الذکر پر حق مدعاعلیہ صادر کی ۔ اُسکا فیصلہ اس جزو مقدمہ کی نسبت حسب ذیل تہا : —

" میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ نالش ناقابل ترویج ہے کیونکہ مدعیہ نے صریح طور پر اس امر کی استدعا نہیں کی کہ مدعاعلیہ نمبر ۱ کی تبنیت نادرست قرار دیجائے ۔ ایسی دادرسی کی استدعا نہ کرنا بلاشبہ طور پر اتفاقیہ نہیں ہے بلکہ بالارادہ ہے ۔ ایک نالش بغرض استقرار اس امر کے کہ ایک مبینہ تبنیت کبہی وقوع میں نہیں آئی اُس وقت سے

سنہ ۱۸۹۶ء
پہداثہی امل بنام سامی ناتہا گرو کل

عرصہ چھ سال کے اندر رجوع کی جانی چاہیئے جبکہ فریق دعویدار کو حق ارجاع نالش کو بسبب تبنیت کا علم زیر دفعہ ۱۱ ضمیمہ ۲ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء ہو۔ چونکہ مدعیہ نالش حال کو یہ معلوم تہا کہ مدعا علیہ نمبر ا نے پسر متبنی ہونیکا دعوی اُسکے شوہر کے فوت ہوتے ہی ماہ جنوری سنہ ۱۸۸۲ء میں کیا تہا اسلئے اُسکے مشیران کو یہ معلوم ہونا چاہیئے تہا کہ ایک صریح دعوے ایسے استقرار کا جو کیا جائیگا اُسکی تردید خود اُ کامیابی سے بروئے عذر میعاد کے کیجائیگی چنانچہ انہوں نے اُسے ترک کیا ہے لیکن مجھے جدید تر سندات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خواہ اُسمے اُسکی استدعا کی تہی یا نہیں عذر میعاد کے مرتب کرنیسے اُسے کچھہ فائدہ نہیں ہوسکتا مقدمہ جگا دمبا چودہرانی بنام دکھینہ موہن رائے چودہری (۱) منفصلہ پریوی کونسل میں یہ قرار دیا گیا تہا کہ ایک نالش تنسیخ تبنیت حسب منشاء الفاظ مذکور مندرجہ ایکٹ میعاد ایک ایسی نالش بالضرور نہیں ہے جسکی نوعیت استقراریہ ہو۔ بلکہ کوئی ایسی نالش جسمیں ڈگری مستدعیہ پہلے اس سوال کا فیصل کرنا شامل ہو کہ آیا وہ تبنیت جائز ہے جو ایک نالش تنسیخ تبنیت میں بطور جوابدعوی کے پیش کیگئی ہے۔ آرائے مذکور پر پہر حکام ممدوح نے ایک جدیدتر مقدمہ موہن منائن منتی بنام ترکنا تہہ موہتا (۲) میں زور دیا ہے۔ اُس مقدمہ میں جو اُس وقت زیر بحث تہا صورت حال کیطرح کوئی استدعا اس امر کے استقرار کی نکلیگئی تہی کہ مدعا علیہ کی تبنیت ناجائز تہی یا کہ وہ کبھی عمل میں نہ آئی تہی۔ اور حکام ممدوح نے یہ قرار دیا تہا کہ نالش مذکور دراصل ایک نالش تنسیخ تبنیت حسب منشاء دفعہ ۱۲۹ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء تہی یعنے اُس ایکٹ میعاد کے جو ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء سے پہلے نافذ تہا جو واقعات مقدمہ مذکور سے متعلق تہا۔ حکام ممدوح نے مقدمہ اول الذکر محولہ بالا میں یہ رائے ظاہر کی تہی کہ واضعان قانون نے صرف ایک مناسب میعاد کا عطا کرنا مناسب سمجہا ہے جسکے کہ اندر ایسے خفیف اور نازک سوالات متنازعہ ہوں جیسے کہ تبنیت میں شامل ہوتے ہیں۔ یہ رائے اُن تمام مقدمات سے یکساں متعلق ہوتی ہے جنمیں عملی ممکن طور سے بلا تردید ایک ظاہری تبنیت کے کامیاب نہیں ہوسکتا جسکے کہ باعث مدعا علیہ قابض ہو۔

مدعیہ کے وکیل نے صورت حالمیں وکیل مدعیان کی عذر مقدمہ جگا دمبا چودہرانی بنام دکھینہ موہن رائے چودہری (۱) کو اختیار کیا ہے جو یہ ہے کہ وہ کسی تبنیت کی تنسیخ کا دعوی نہیں کرتی بلکہ واسطے حصول قبضہ کے اپنے بادی النظری استحقاق بحیثیت وارثہ متوفی کے روسے دعویدار ہے اور کہ مدعا علیہ نے اپنی تبنیت کا ذکر کیا ہے اور جبکہ وہ اُسے ثابت نہیں کرسکا تو اُسکی منسوخ کرانے کی ضرورت نہیں

(۱) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۳۰۸۔

(۲) " " " جلد ۴ صفحہ ۳۲۷۔

سنہ ۱۸۹۶ء

پرواتی امل
بنام
سامی ناتہا
گورو کل

بلکہ اسکی نسبت یہہ متصور کیا جانا چاہیئے کہ وہ کبھی عمل مین نہ آئی تہی اوسنے منجملہ دیگر سندات کے مقدمات بلدیو بنام گوپال (۱) و گنگا سہائے بنام لیکھراج سنگھہ (۲) و سندرام بنام سیتا بال (۳) پر انحصار کیا ہے - وہ جواب جو حکام ممدوح نے بحث مذکور کا دیا ہے جسکو انہوں نے بطور "ہم اسم" جواب کے خاص کیا ہے یہہ تہا کہ مدعا علیہم بحیثیت متبنے پسران کے قابض ہین بادی النظر مین استحقاق انکو حاصل ہے اور جب تک وہ مسترد نکیا جائے وہ اپنا قبضہ قائم رکھنے کی مستحق ہین لالا جگا دمبا چودہرائن بنام دکھینہ موہن رائے چودہری (۴) یہی جواب مدعیہ کے عذر کا بہی دیا جانا چاہیئے - اگر مدعیہ بباعث اپنی ترک فعل کے اس امر سے قاصر رہی ہے کہ مدعا علیہ کے استحقاق تبنیت کو نادرست یا ناجائز قرار دلائے اُس عرصہ کے اندر جو قانوناً اُسے حاصل تہا جو صورت حال مین اُس تاریخ سے چھہ سال کا عرصہ ہے جبکہ اُسے امر مذکور کا علم ہوا تہا تو وہ بعد میں مدعا علیہ کو اُس قبضہ سے محروم کرنیکی نالش نہین کر سکتی جو اُسی حاصل ہے +

آخری مقدمہ الہ آباد گو مقدمہ زیر بحث حال کے عین مطابق ہے تاہم کوئی قابل پابندی سند بمقابلہ دو فیصلجات پریوی کونسل کے نہیں ہے جنکا حوالہ قبل ازین دیا جاچکا ہے اور مین اُنکی پیروی کر کے یہہ قرار دیتا ہوں کہ تنقیح دوم کا فیصلہ بحق مدعیہ کیا جانا چاہیئے اور تنقیح سوم کی نسبت یہہ کہ نالش بروئے چھہ سالہ قاعدہ میعاد مندرجہ مد ۱۱۸ کے زائد المیعاد ہے" +

نتیجہ یہہ ہوا کہ سب آرڈینیٹ جج نے نالش کو خارج کیا +

مدعیہ نے اپیل ہذا رجوع کیا +

مزا مُتَّل رؤ و سندرایا منجانب اپیلانٹ +

بھشیام اینگر و دیسکا چیر و جاجر راؤ و کپو سامی ایار منجانب رسپانڈنٹ

شفرڈ صاحب جسٹس :- اسمین کچھہ شک نہین کہ مدعیہ کو مدعا علیہ نمبر ۱ کی تبنیت کا علم سنہ ۱۸۸۸ء سی تہا یعنے زائد از عرصہ چھہ سال قبل ارجاع نالش حال سے سب آرڈینیٹ جج نے یہہ قرار دیا ہے کہ سوزنا گورو کل کی وفات کے بعد جو تبنیت گیرندہ باپ تہا مدعا علیہ ہمیشہ قابض رہا ہے گو کہ کے باپ کی وفات کے بعد کسیقدر عرصہ تک اُسکے قبضہ مین خلل ڈالا گیا تہا سنہ ۱۸۹۰ء مین ایک نالش مدعیہ نے بدین بیان دائر کی تہی کہ وہ اپنے شوہر کی وفات کے بعد سے ہمیشہ اُسکی جایداد پر قابض رہی ہے - نالش مذکور مین یہہ قرار دیا گیا تہا کہ مدعیہ کبھی جایداد مذکور پر قابض نہین ہوئی اور نہ تہی صاحب جج کے واسطے یہہ قرار دینا ضروری تہا کہ آیا مدعیہ تاریخ ارجاع نالش مذکور پر قابض تہی کیونکہ اُسنے اپنے حق کے استقرار کا دعویٰ کیا تہا -

(۱) انڈین لاء رپورٹ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۶۴۴ (۳) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۹ صفحہ ۱۳۱
(۲) " " " جلد ۹ صفحہ ۳۵۲ (۲۶ آئی اے ۲) " " کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۳۱۰

پروانتی بال بنام حامی ناتہا گوندوکل

قرار دیا گیا تہا کہ وہ قابض نہتی نالش مذکورہ ۲۸ فروری سنہ ۱۸۹۱ء کو خارج کیگئی تہی اپنے عرضیدعوی حال مین اُسنے یہہ بیان کیا ہی کہ وہ اُسی مہینہ مین بیدخل کیگئی تہی - کوئی کوشش واسطے ثابت کرنے اس بیان کے نہین کیگئی جو بناءً علیہ نہایت غیر اغلب ہے - لیکن ظاہر یہہ کیا گیا ہے کہ شہادت سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ مدعیہ قبل سنہ ۱۸۹۰ء کے قابض تہی اور کہ وہ مجاز ہے کہ باوجود ڈگری نالش سنہ ۱۸۹۰ء کی قبضہ مذکور کو ثابت کرے بحث پیش کیگئی ہے کہ اگر وہ مابین سنہ ۱۸۸۴ء اور سنہ ۱۸۹۰ء کے قابض تہی تو اُسی کوئی موقعہ واسطے تردید تبنیت مدعاعلیہا کے حاصل نہتا اور اسلئے مدہ ۱۱۸ مناسب طور سے متعلق نہیں کیجا سکتی - خواہ کسی موازنہ کی مستحق بحث مذکور اُس نالش مین ہو جسمین مدعی ایک مسلسل قبضہ بمقابلہ دعوائے تبنیت مبینہ کے ثابت کرسکے تاہم امر مذکور دعوائے مقدمہ حال مین پیدا نہین ہوتا - کیونکہ یہہ امر صریح ہی کہ مدعیہ کا قبضہ زیادہ سے زیادہ ایک غیر مسلسل اور نامکمل قبضہ تہا - شہادت سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو شئے قبضہ کا جیکو آمدعیہ کیطرف سے کیا گیا تہا نہ یہ کہ وہ واقعی طور پر جائیداد کو استعمال کرتی تہی +

پس یہہ قرار دیکر کہ مدعیہ اُس جائیداد کے دلایانیکی استدعا کرتی ہے جبکہ وہ بعد وفات اپنی شوہر کے قابض نہیں ہوئی - اور جسکی نسبت بحیثیت مدعاعلیہا باعث مبینہ تبنیت کی دعویدار ہے ہمارے لئے اس امر پر غور کرنا ضروری ہے کہ آیا نالش زائد المیعاد ہے - واقعات بیان کردہ کے روسے وہ بلاشبہ طور پر زائد المیعاد ہوتی اگر ایکٹ سنہ ۱۸۷۱ء ابتک نافذ ہوتا کیونکہ جوڈیشل کمیٹی نے بحوالہ مدہ ۱۲۹ مندرجہ ضمیمہ ایکٹ مذکور یہہ قرار دیا ہے کہ وہ مدعی جسکے دعوے کی تردید تبنیت کو بیان کرکے کیگئی ہو اور جو دعوے بلا تردید تبنیت کے کامیاب نہو سکتا ہو اُسے چاہئے کہ نالش اُس عرصہ کے اندر رجوع کرے جسکا ذکر مدہ مذکور مین کیا گیا ہے - عذر یہہ کیا گیا ہے کہ فیصلہ جوڈیشل کمیٹی اُن مقدمات سے متعلق نہیں ہے جو موجودہ ایکٹ کے تابع ہین یا بالفاظ دیگر قانون زیر ایکٹ اوّل بعد نفاذ ایکٹ سنہ ۱۸۷۷ء کے تبدیل کیا گیا ہے +

مدہ ۱۲۹ مندرجہ ضمیمہ ایکٹ منسوخ شدہ و مدہ ۱۱۸ مندرجہ ایکٹ سنہ ۱۸۷۷ء کا مقابلہ کرنیسے ظاہر ہوتا ہی کہ تبدیلی الفاظ ہر دو قانون مین کیگئی ہے - عرصۂ میعاد بارہ سے چہہ سال تک کم کیا گیا ہی - وہ تاریخ جبسے میعاد گذرنی شروع ہو اسطرح پر تبدیل کیگئی ہے کہ بجائے اُس تاریخ کے جب تبنیت عملمین آئے وہ تاریخ تبدیل کیگئی ہے جبکہ مدعی کو تبنیت کا علم ہو - نالش کی نوعیت بہی تبدیل کیگئی ہے - یہہ آخری تبدیلی صرف ایک ہی تبدیلی ہے جو سوال حال کے متعلق ضروری ہے کیونکہ یہہ نہیں کہا جا سکتا

۱۸۹۶ء
پرواتی اَمّل بنام سامی ناتہا گوسوامی

کہ دیگر تبدیلیہائے مذکور کے متعلق ہونے پر موثر ہین - تاہم عذر مدعیہ کے یہہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ نوعیت
نالش کی تبدیلی سے ظاہر ہوتا ہے کہ واضعان قانون کے منشاء مین تبدیلی واقع ہوئی ہے اور اُنکی یہہ
نیت ہے کہ اطلاق مد مذکور کو اُن نالشات تک محدود کیا جائے جنمین محض استقرار کی استدعا کیگئی ہو - اس
عذر کی نسبت یہہ افسوس کی بات ہے کہ ہمین تبدیلی الفاظ مذکور کی وجہ معلوم ہے اور اسلیئے ہم اُسکی تشریح کامل
طور پر بلا منسوب کرنے کسی تبدیلی منشاء واضعان قانون کے کر سکتے ہین - یہہ امر صریح ہے جیسا کہ جوڈیشل کمیٹی
نے مقدمہ جگادمبا چودہرانی بنام دکہینہ موہن رائے چودہری (۱) مین ظاہر کیا ہے اور نیز معلوم ہوتا ہے کہ امر
مذکور ۱۸۷۱ء سے پہلے بہی ذکر کیا جا چکا ہے کہ فقرہ "ایک نالش تنسیخ تبنیت" ایک نادرست فقرہ ہے اسلیئے
مد ۱۱۸ مین اسکی تبدیلی فقرہ "نالش بغرض استقرار اس امر کے تبنیت ناجائز ہے یا وہ کبہی عملمین نہیں آئی"
کے ساتہہ کیگئی ہے - مین یہہ نہین سمجہہ سکتا کہ کسطرح اس تبدیلی کی نسبت جو رائے جوڈیشل کمیٹی کے مطابق
گو وہ اسپر مبنی نہیں یہہ متصور کیا جا سکتا ہے کہ اُسکے رو سے تبدیلی قانون بحق مدعیہ عملمین آئی ہے - آرائے
جوڈیشل کمیٹی اُس شخص کی نالش سے متعلق ہین جسکی حیثیت مدعیہ حال کیسی ہو خواہ وہ نادرست طور پر
ایک نالش تنسیخ تبنیت کہلائے یا درست طور پر ایک نالش بغرض ناجائز قرار دلانے ایک تبنیت کے مقدمہ ہیش نراین
منتی بنام ترک ناتہہ ہواتر (۲) مین ایک قوی رائے بدین مضمون موجود ہے کہ مدعی کی حیثیت بہتر طور پر بوجہ
تبدیلی الفاظ کے تبدیل نہین کیگئی اور ایک مقدمہ مابعد مین یہہ قیاس کیا گیا معلوم ہوتا ہے کہ باوجود تبدیلی
مذکور کے مدعی کو جو قبضہ کا دعویدار ہو اپنی نالش اُس تاریخ سے چہہ سال کے اندر دائر کرنی چاہیئے جبکہ اُسے مدعا علیہ
کی تبنیت کا علم ہو (لچہمی لال چودہری بنام کنہی لال سوار (۳)) ایک سلسلہ مقدمات کا حوالہ دیا گیا تہا جنمین
ایک مختلف رائے قانونی دیگر ہائیکورٹان نے اختیار کی ہے - مین فیصلہ مقدمات مذکور مین کوئی کافی وجہ اس
امر کی نہیں معلوم کرتا کہ واضعان قانون کیطرف ایسی نیت منسوب کیجائے جو بنابر زیادہ تر غیر اغلب ہے،
جبکہ یہہ امر یاد رکہنے کے قابل ہے کہ قبل ایکٹ ۱۸۷۱ء کے منسوخ کئے جانیکے وہ تعبیر جو جوڈیشل کمیٹی نے
مد ۱۲۹ کی ہے ظاہر نہیں کیگئی تہی ؛

ایک بحث اِس امر واقعہ پر مبنی ہے کہ عبارت مشعر تشریح نالش کی مد اوّل مین تبدیل نہیں کیگئی جو ایکٹ ۱۸۷۱ء کی مد ۹۲ کے مطابق ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۳۱۸
(۲) " " " ۲۰ " ۴۹۴
(۳) " " " ۲۲ " ۶۰۹

۱۸۹۶ع
پرواتی امل
بنام
ساامی ناتہا
گوروکل

دفعہ متنگہ تمام ملک انسٹگٹہ (۱) اُسکی وجہ صحیح ہی - فقرہ "بہ نالش تردید یا تنسیخ دستاویز" ایک درست فقرہ نہین ہے اور اسلئے کوئی ضرورت واسطے تبدیلی عبارت کے ایکٹ جدید مین نہتی - اگر واضعان قانون کی غرض یہہ ہوتی کہ اُن فریقہائے کو جو ایک تبنیت کی تردید یا تائید کرتے ہوں ایک ایسی حیثیت مین کہا جائے جو اُس سے زیادہ تر مفید ہو جو اُنکو بروئے ایکٹ ۱۸۷۱ع کے حاصل تہی جیسی کہ اُسکی تعبیر جوڈیشل کمیٹی نے کی ہے تو سب سے آسان طریق یہہ ہوتا کہ دفعہ ۱۲۹ کو منسوخ کیا جاتا اور نالشات استقراریہ کو جو تبنیت کے متعلق ہوتیں عام دفعہ کے تابع رکہا جاتا - خاص حکم کا اُن نالشات کے واسطے محفوظ کرنا جنمین ایسے سوالات پیدا ہوتے ہوں یہہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ منشا جو واضعان قانون کا ۱۸۷۱ع مین تہا وہی ۱۸۷۷ع مین بہی رہا تہا - عرصہ میعاد کا بارہ سے چہہ سال تک کم کرنا اُن مقدمات مین جنمین مدعی بسبب تبنیت کے علم سے یا اس امر واقعہ کے علم سے کہ تبنیت انکار کیا گیا ہے نالش کر سکتا ہے اس نیت کو ظاہر کرتا ہے کہ حتے الامکان اُس عرصہ کو محدود کیا جائے جسکے اندر ایسے سوالات پیدا ہو سکین - اُس عرصہ میعاد کے کم کرنیکی کوئی ضرورت نہتی اور نہ کسی خاص دفعہ کے محدود کرنیکی ضرورت تہی اگر اسکے صرف اُن نالشات سے متعلق کرنیکا منشا ہوتا جنمین مدعی صرف استقرار کا دعوے کرتا نہ کہ کسی اور شی کا +

ان وجوہات کے سبب سے میری یہہ رائے ہے کہ قانون کی تبدیلی ایسی نہیں کیگئی جس سے دفعہ ۱۱۸ نالش حال سے متعلق ہو سکے اور اسلئے واقعات متذکرہ صدر کی موجودگی مین نالش زائد المیعاد ہے +

ڈیوس صاحب جسٹس - مین اپنے فاضل ہم جلیس کے نتیجہ سے متفق ہوں کیونکہ اُن وجوہات سے جو اُنہونے بیان کی ہین یہہ امر صریح معلوم ہوتا ہے کہ صریح فیصلہ حکام پریوی کونسل مین کسی طرح محض تبدیلی الفاظ دربارہ نوعیت نالش بمد جدید سے کچہہ فرق نہیں آیا - مگر استدعا یہہ کیگئی ہے کہ فیصلہ مذکور کے اثر پر پہلے سے غور نکیا گیا ہوگا اور کہ اُسکے باعث غیر ضروری تنازعہ ایک طرف یا انکار انصاف دوسری طرف وقوع مین آسکتا ہے +

بطور تمثیل کے یہہ بیان کیا گیا ہے کہ بالفرض اگر بیوہ صورت حال مین واقعی طور پر قابض ہوتی تو اُسے کوئی موقعہ ارجاع نالش کا اسوقت تک حاصل نہوتا جب تک کہ وہ بید خل نکیجاتی اور بید خلی مذکور کے عمل مین آنیکے بعد بہی زائد از عرصہ چہہ سال بعد علم تبنیت کے وہ بروئے فیصلہ حال کے اُسکی مخالفت نکر سکتی تہی - عذر یہہ کیا گیا ہے کہ اس نتیجہ مین یہہ امر شامل ہے کہ یا تو وہ اُسوقت نالش کریگی جب اُسکی کچہہ ضرورت نہیں یا اُسکو

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۷، صفحہ ۱۹۷-

سنہ ۱۸۹۶ع

پیرواتہی ل
بنام
سامی ناہتا
گوردوکل

یہہ وقت پیش آئیگی کہ جب نالش کی ضرورت ہوگی تو وہ سماعت نکیجائیگی +

لیکن صحیح جواب حجت مذکور کی جزو اول کا یہہ ہی کہ اُسکے واسطے نالش کرنا غیر ضروری تہا کیونکہ اُسکا دلیر کرنا اُسکے استحقاق کی تکمیل کے واسطے ضروری تہا جو اُس وقت تک ناقص تہا جبتک کہ تبنیت سے برا رہتی اور دوسری جزو حجت مذکور کا جواب یہہ ہی کہ بیوہ کی حیثیت لیسر متبنے سے کم نہو گی کیونکہ اگر اُسکا ششش سالہ قبضہ معہ انکار تبنیت مدعا علیہ کے ہوتا تو مدعا علیہ مذکور کا دعوے انقضائے عرصہ مذکور کے ویسا ہی بر دفعہ ۹۱ اُسکے زائد المیعاد ہوتا +

دوسری تمثیل جو دیگئی ہے وہ ایک رٹ بازگشت مثلاً بہائی کی تمثیل ہے جو اپنے منتقیاد کی ترکہ کا وارث ہونیکا مستحق ہوتا اگر شخص موخر الذکر نے تبنیت نکی ہوتی سبالفرض اگر تبنیت مذکور اُسکی وفات سے عرصہ چہہ سال بعد کیگئی ہوتی تو استدعا یہہ کیگئی ہے کہ آیا وارث پس امر کا پابند تہا کہ تبنیت کے ناجائز قرار دلانے کی نالش قبل اپنے حقوق وراثت کے پیدا ہونیکے کرتا اور بالفرض اگر وہ اپنے بہائی سے پہلے فوت ہوجاتا تو وہ کبھی پیدا نہوتا اسکا جواب اس بات مین ہونا چاہیئے جو نامناسب نہین ہے کیونکہ گو تنازعہ ایک مقدمہ مین مقابلۃً ثابت ہوتا ہم وہ فائدہ بمقابلہ اُس فائدہ کے خفیف ہے جو عوام الناس کو محفوظیت حقوق مین پہونچیگا اگر اُنکی نسبت ایک مناسب عرصے کے اندر عذر نکیا جائے - اصول ہمیشہ ایک ہی ہے اب فرق صرف یہہ ہے کہ میعاد واسطے تردید تبنیت کے عرصہ بارہ سال جو اُس تاریخ سے شمار کیجاتی تہی جب وہ وقوع مین آئے اُس تاریخ سے چہہ سال تک محدود کیگئی ہے جبکہ اُس فریق کو اُسکا علم ہو جو اُسکی تردید کرنا چاہتا ہے بیشک یہہ ایک زیادہ تر مناسب تاریخ واسطے شروع ہونے میعاد کے بہ نسبت پہلی تاریخ کے ہے +

صرف ایک ہی صورت جو مفروضہ انکار انصاف کی نسبت پیدا ہوسکتی ہے ایک دور تر وارث بازگشت کی صورت ہوسکتی ہے جو اتفاقاً اپنے آپ کو ایک نزدیک تر وارث کی حالت مین پائے لیکن جب اُسکا دعوے بعد از وقت ہو - اُسے یہہ جواب دیا جاسکتا ہے کہ بباعث اُسکی غفلت کے جو اُسنے حقوق کے محفوظ کرنے مین کی ہے یہہ بات وقوع مین آئی ہے +

یہہ ظاہر کیا گیا ہے کہ کسی اور حیثیت سے سوائے تبنیت کے چہہ سال کی میعاد متعلق نہیں ہوتی یہہ امر ایسا ہی معلوم ہوتا ہے لیکن مین قیاس کرتا ہون کہ واضعان قانون کو اختیار ہے کہ احکام مذکور کو مقدمات شادی اور صحیح النسبی تک وسیع کرین +

اسلئے اپیل بذا معہ خرچہ کے خارج کیا جاتا ہے +

سنہ ۱۸۹۶ء
۲ و ۲۰ اکتوبر

صیغۂ اپیل دیوانی - اجلاس کامل

باجلاس سر آرتھر جے ایچ کالنس صاحب چیف جسٹس و مسٹر جسٹس شپرڈ صاحب و سبرامنیا ایار صاحب جسٹس و مسٹر جسٹس ڈیویز صاحب

وینکٹی ناک وغیرہ مدعا علیہم اپیلانٹان **بنام** موروگپا چیٹی (مدعی) رسپانڈنٹ

ایکٹ میعاد - ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء دفعہ ۱۴ - اُسی قسم کا اور سبب - بنا ملنے دعوی کا اشتمال بیجا - عدم موجودگی اجازت زیر مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۴۴ +

ماہ مارچ سنہ ۱۸۹۱ء مین مدعی نے مدعا علیہ کے برخلاف ایک نالش واسطے دلاپانے اُس رقم کے جو بعد لینے حساب کتاب مابین مدعی و مدعا علیہ کے اُسکے ذمہ باقی نکلی جو کہ اُسکا ایجنٹ تہا اور واسطے دلاپانے قبضہ بعض اراضیات کے - دائر کی مدعی نے زیر دفعہ ۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی ارجاع نالش ہذا کی اجازت حاصل نکی چنانچہ نالش مذکور بباعث اشتمال بیجا بنا ہائے دعوی کے خارج کیگئی تہی - اب مدعی نے ۵ اپریل سنہ ۱۸۹۳ء کو دو نالشات دائر کین ایک واسطے رقم واجب الادا اور دوسری واسطے دلاپانے اراضی کے +

تجویز ہوئی کہ مدعی بروئے ایکٹ میعاد دفعہ ۱۴ کے مستحق تہا کہ اُس مدت کو جو پہلی کارروائیات مین صرف ہوا تہا اُس عرصہ میعاد کے محسوب کرے نہیں تہا کیونکہ جو اسکی نالش زر نقد سے متعلق ہوتی تہی اور اسلئے وہ زائد المیعاد نہتی +

اپیل بنا راضی حکم ڈبلیو ڈوما رگو صاحب ڈسٹرکٹ جج مدورا بمقدمہ اپیل نمبر ۲۴ سنہ ۱۸۹۴ء ہشر تنسیخ ڈگری و واپسی بغرض تجویز نالش ابتدائی نمبر ۱۵۲ سنہ ۱۸۹۳ء مندرجۂ کاغذات منصف ضلع ترومنگلم +

نالش واسطے دلاپانے مبلغ [illegible] روپیہ واجب الادا بربنائے حساب کتاب کے - مدعی روئی کا کاروبار کرتا تہا اور روپیہ قرض دیا کرتا تہا - اور اُسکی ایک دوکان سنگاپدی مین تہی جسکا اہتمام مدعا علیہ بطور اُسکے ایجنٹ کے ۵ جولائی سنہ ۱۸۸۱ء سے ۱۱ جنوری سنہ ۱۸۸۹ء تک کرتا رہا تہا جبکہ اسکی ایجنسی بند ہوگئی تہی - چونکہ اُسکے اور مدعی کے مابین حساب کتاب کا فیصلہ نہوا تہا - ۱۹ مارچ سنہ ۱۸۹۱ء کو مدعی نے اس رقم کے دلاپانیکی نالش کی جو حساب کتاب لینے پر واجب الادا معلوم ہو - اور نیز بغرض دلاپانے معہ ہرجہ دو قطعات اراضی کے جنکی نسبت یہہ بیان کیا گیا تہا کہ وہ بینامی طور پر مدعا علیہ کے نام بطور اُسکے ایجنٹ کے منتقل کئے گئے تہے - بلا حاصل کرنے اجازت عدالت زیر دفعہ ۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے منصف ضلع نے جنکی کہ عدالت مین نالش دائر کیگئی تہی ایک حکم ۱۷ جون کو صادر کیا جسمین بعد حوالہ دینے دفعہ ۴۴ کے اُسنے بیان کیا کہ نالش خارج کیجائیگی جب تک بباعث اشتمال بیجا بنا ہائے دعوی کے تہی لیکن اُسنے بیان کیا کہ وہ مدعی کو [illegible] واسطے ترمیم عرضی دعوی اور اس کی مہلت عطا کریگا

* اپیل بنا راضی حکم نمبر ۲۴ سنہ ۱۸۹۴ء

۱۸۹۶ء
دمنیکٹی نایک
بنام
مورد گپا چیٹی

تاکہ وہ جداگانہ نالشات بنسبت مختلف بناہائے دعوی مذکورہ کے داخل کرے اور اُسنے سات یوم کی میعاد اس غرض کے واسطے عطا کی - کوئی ترمیم نکیگئی تھی ۲۵ جون کو منصف ضلع نے ایک حکم مشعر دسمسی نالش صادر کیا جو برطبق اپیل بحکم ۱۷ اکتوبر ۱۸۹۰ء کو بحال رکہا گیا تہا - عرضیدعوی نالش حال ۵ اپریل ۱۸۹۱ء کو پیش کیا گیا تہا +

منصف ضلع نے یہہ قرار دیا کہ دعوے بباعث پہلے حکم کے امر فیصل شدہ تہا جسکی بنسبت اُسنے بیان کیا کہ وہ زیر دفعہ ۱۰۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی صادر ہوا تہا اُسنے یہہ بہی قرار دیا کہ نالش زائد المیعاد ہے جسکی مطابق اُسکی رائے کی اُس عرصہ کو منہا کرنیکا مستحق زیر دفعہ ۱۴ ایکٹ میعاد نہ تہا جو پہلی کارروائیات مین صرف ہوا تہا چنانچہ اُسنے نالش کو خارج کیا - برطبق اپیل کے صاحب جج ضلع نے یہہ قرار دیا کہ کوئی امتناع امر فیصل شدہ موجود نہین ہے اور نیز یہہ کہ نالش زائد المیعاد نہین ہے جسکی بنسبت اُسنے مقدمہ نراسمّا بنام ستایان (۱) کا حوالہ دیا چنانچہ اُسنے ڈگری کو منسوخ کرکے مقدمہ کو واقعات پر فیصل کرنیکے واسطے واپس بہیجا +

مدعاعلیہم نے اپیل حال رجوع کیا +

بہشیام ایانگر منجانب اپیلانٹان +

کرشنا سامی ایار منجانب ریسپانڈنٹان +

اپیل ہذا بغرض سماعت بنسبت صاحب چیف جسٹس و سبرامنیا ایار صاحب جسٹس کے روبرو پیش ہوا اور اُنہون نے ذیل کا حکم استصوابی اجلاس کامل مین ارسال کیا +

حکم استصوابی باجلاس کامل : ہم فیصلہ مقدمہ ہذا کو اجلاس کامل کے اس سوال کے فیصلہ تک ملتوی رکہتے ہین کہ آیا استمال بیجا بناہائے دعوی کا ایک ایسی وجہ ہے جسکی نسبت عرصہ زیر دفعہ ۱۴ ایکٹ میعاد منہا کیا جانا چاہئے

مقدمہ اجلاس کامل کے سپرد ۲۸ اکتوبر ۱۸۹۶ء کو پیش ہوا +

بہشیام ایانگر منجانب اپیلانٹ +

سوال مستصوبہ کے متعلق مختلف فیصلجات موجود ہین - وہ فیصلہ جسکی ناراضی سے اپیل کیا گیا ہے فیصلہ مقدمہ نرسمّا بنام سیشاگری رائو (۲) کے مطابق ہے جہان یہہ قرار دیا گیا تہا کہ استمال بیجا اُسی قسم کا سبب حسب منشاء دفعہ ۱۴ ایکٹ میعاد نہین ہے اور اُس مقدمہ سے اختلاف کیا گیا تہا جیسی پیروی مقدمہ نراسمّا بنام ستایان (۳) مین کیگئی تہی مقدمہ مذکور مین دیو پرشاد سنگہ بنام پرتاب کیسری (۴) کی پیروی کیگئی تہی جو مقدمہ ملک کفایت حسین بنام شیو پرشاد سنگہ (۵) مین پسندیدگی سے دیکہا گیا تہا اور جس مقدمہ جیا بنام احمد علی خان (۶) مین اختلاف کیا گیا تہا

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۵۱ (۴) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۸۶
(۲) " " " جلد ۱۷ صفحہ ۲۹۹ (۵) " " " جلد ۲۳ صفحہ ۹۲۱
(۳) " " " جلد ۱۳ صفحہ ۴۵۱ (۶) " " " جلد ۱۲ صفحہ ۲۰۶

۱۸۹۶ء ڈیکلی نایک بنام مدرو گیاچٹی

اہم عدالت بمبئی یہہ ہین بابی جاتا بنام بابی اچیا (۱) وکرشناجی بنام وٹہل راجی ریجی (۲) فقرہ اُسی قسم کا ادر سبب کی نسبت مطابق اُسکی درست تعبیر کے یہہ قرار نہیں دیا جاسکتا کہ اُسمین وہ سبب شامل ہین جو نالش کنندہ کے فعل کے باعث ہون یہہ امر مقدمات محولۂ بالا سے اخذ ہوسکتا ہے ۔ نیز ملاحظہ ہو چندر ماد ہب بنام بسیسر دیبیا (۳) راجندر و کشور سنگہ بنام بلاقی مہتن (۴) ولو بین چندر کر بنام ردجو موئی داسی (۵) +

کرشنا سامی ایار منجانب رسپانڈنٹ +

وہ بہت سے مقدمات جنکا حوالہ بحق اپیلانٹ کو دیا گیا ہی دراصل ناقص اختیار سماعت کے مقدمات ہین لفظ اختیار سماعت کا استعمال عام طور پر کیا گیا ہے اور وہ مالی یا ملکی حدود اختیار تک محدود نہیں ۔ دفعہ ۳۴ مین فقرہ دیگر اُسی قسم کا اور سبب مین وہ ضابطہ کے نقائص بہی شامل ہونی چاہئیں جنکے باعث عدالت نالش کی سماعت کرنے نا قابل ہوجاتی ہے مزید برآن نالش مابعد دراصل وہی ہونی چاہئے جو پہلے تہی اور دیگر مقدمات بہی جنکا حوالہ اپیلانٹ کیطرف سے دیا گیا ہے اسی وجہ پر مبنی ہین ۔ نیز ملاحظہ ہو موہن چندر کو تدو بنام عظیم غازی چوکیدار (۶) و ان شنگہ بنام بسنت سنگہ (۷) وسیا راؤ نایو دو بنام لنگا نا ینٹولو (۸) +

عدالت (کالنس صاحب چیف جسٹس وشفرڈ صاحب و سبرامنیا ایار صاحب و ڈیویس صاحب جسٹسان) نے فیصلہ ذیل صادر کیا:-

تجویز:- اس مقدمہ مین جسکے باعث استصواب پیدا ہوا ہی یہہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلی نالش خارج کیگئی تہی کیونکہ بلا اجازت عدالت کے دعاوی نسبت جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے ایک ہی عرضیدعوے مین خلاف منشای احکام دفعہ ۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی شامل کئے گئے تہے ۔ اصلی سوال فیصلہ طلب یہہ ہے کہ آیا وہ وجہ جسکے باعث نالش پہلی ناکامیاب ہی تہی ایسی نوعیت کی تہی جسکے روسے مدعی نالش مذا مین دفعہ ۳۴ ایکٹ میعاد کا فائدہ اُٹہا سکتا ہے مدعا علیہم کیطرف سے یہہ حجت کیگئی تہی کوئی احتمال بیجا نباہنے مدعی کا جسکے باعث عدالت نالش کی سماعت کرنیکے نا قابل ہوجائے ایک دیگر اُسی قسم کا ادر سبب نسبت نقص اختیار سماعت حسب منشاء دفعہ ۳۴ متصور کیا جانا چاہئے ۔ اسمین شک نہیں کہ حجت مذکور اس حد تک درست کیگئی تہی کہ کوئی مدعی جسکا عرضیدعوے بوجہ دفعہ ۵۳ یا ۴۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی نامنظور کیا گیا ہو بشرطیکہ دیگر شرائط کی تعمیل کیگئی ہو یہہ دعوی کرسکتا ہے کہ اُس عرصہ کو جو ناکامیاب کارروائی مین صرف ہوا ہو اُس عرصہ میعاد سے منہا کرے

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۶۰۴ (۵) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۲۹۴
(۲) " " " " ۱۲ " ۶۲۵ (۶) ویکلی رپورٹر جلد ۱۲ صفحہ ۴۵
(۳) ویکلی رپورٹر جلد ۶ صفحہ ۱۸۴ (۷) انڈین لا رپورٹ الہ آباد " " ۹ " [illegible]
(۴) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۳۶۷ (۸) " " مدراس جلد ۱۹ صفحہ [illegible]

سنہ ۱۸۹۶ء
دینکیٹی بنایک
بنام
نوروگیا چیٹی

اگر منشاء یہ ہوتا کہ اس قدر کثیر جماعت مقدمات کو منشاء دفعہ ۱۴ میں شامل کیا جائے تو امید ہو سکتی تھی کہ ویسے ہی عام الفاظ کا استعمال اسمیں کیا جاتا۔ فقرہ "بنقص اختیار سماعت یا اسی قسم کا اور سبب" ہرگز یہ ظاہر نہیں کرتا کہ اسمیں وہ متفرق مقدمات بنقص اختیار سماعت شامل نہیں جنکا ذکر دفعات ۳۰۴ و ۳۰۵ میں کیا گیا ہے۔ مگر مقدمہ حال کی غرض کیلئے مدعی کے دلیل کی بحث کی نسبت کارروائی کرنا غیر ضروری ہے۔

مقدمہ ایک ایسا مقدمہ نہ تہا جسمیں صرف بنائے دعوی کا انتقال بیجا نالش اول کی ناکامیابی کا باعث تہا۔ بلکہ وہ بباعث عدم موجودگی اجازت زیر دفعہ ۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ناکامیاب ہوا تہا جسکے باعث عدالت اسکی سماعت کرنیکے ناقابل ہو گئی تہی۔ عدم موجودگی اجازت بیانقص ایک ہبہ بیت مقدمہ میں جسکا فیصلہ عدالت ہذا نے کیا تہا ایک ایسا نقص قرار دیا گیا تہا جسکے باعث مقدمہ احکام دفعہ ۱۴ کی ذیل میں آتا ہے اور ہماری رائے میں مقدمہ مذکور درست طور پر فیصل کیا گیا تہا ملاحظہ ہو ستبارا ؤ نایوڈو بنام ییگانا مینشونیوڈو (۱)۔

بہ پیروی مقدمہ مذکور کے ہم یہ قرار دیتے ہیں کہ اس سوال کا جواب کہ آیا ایسا انتقال بیجا جیسا کہ صورت حال میں جو دیا تہا ایک ایسا سبب تہا جسکی وجہ سے عرصہ میعاد زیر دفعہ ۱۴ ایکٹ میعاد منہا کیا جاتا تہا۔ اثبات میں دیا جانا چاہیئے۔

اپیل ہذا آج بغرض سماعت عدالت (سبرامنیا آیار صاحب و باڈم صاحب جسٹیان) کے روبرو پیش ہوا جنہوں نے اپیل کو خارج کیا۔

صیغہ اپیل دیوانی

سنہ ۱۸۹۶ء
۵ ماہ اگست و ۲۸ ستمبر

باجلاس سبرامنیا آیار صاحب جسٹس و ڈیویس صاحب جسٹس

پیاتہہ نالو مینن (قائم مقام مدعی) اپیلانٹ بنام تہروتیلی پاس مینن وغیرہ (رسپانڈنٹس)*

قانون ملابار۔ تبنیت بجانب کرناون تاروہ بروکیتیام کے۔ عدم موجودگی رضامندی بجانب باقی تاروہ کے۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۶۵ قائم مقام قانونی۔

ایک تاروہ ملابار بتاریخ وفات بروکیتیام تعداد میں دو اشخاص تک کم ہو گیا تہا یعنے ایک کرناون اور اسکا چھوٹا بھائی مدعی اسکی جانشین متنازعہ ہو گیا اور شخص اول الذکر نے بلا رضامندی شخص موخر الذکر کے بطور کرنیان تاروہ کے اپنے بیلہ در جرموں کی کو بحکم تبنیت میں لیا۔ اسکی وفات کے بعد مدعی نے جائداد تاروہ کے قبضہ دلاپانے اور اس امر کے استقرار کا دعوی کیا کہ تبنیت ہائے مذکورہ ناجائز ہیں۔

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۹ صفحہ ۹۰۔

* اپیل نمبر ۳ سنہ ۱۸۹۵ء۔

۱۸۹۶ء
پیاتہہ نانو سینن بنام تہرو ہاتیلی رہمن سینن

تجویز میں ہوئی کہ مدعی داد رسی مستدعیہ کا مستحق تہا۔
بعد اپیل کرنیکے مدعی جسنے صرف ڈگری قبضہ حاصل کی ہتی لیکن اور کوئی داد رسی اُسے عطا نہ ہوئی ہتی ایک وصیت کرکے فوت ہوا جسکے رو سے اُسنے بعض جائداد کو منتقل کیا جسکا وہ اس قیاس پر کامل طور سے مستحق تہا کہ تبنیت ہا زیر بحث ناجائز ہیں اور اُسکا وصی بطور اُسکے قائم مقام قانونی کے اپیل کی پیروی کرنیکے واسطے مقرر کیا گیا تہا۔

اپیل بنارضی ڈگری اے وینکٹا راماپوئی سب آرڈینیٹ جج کلیکٹ مقدمہ ابتدائی نمبر ۹ ۳ سنہ ۱۸۹۲ء۔
واقعات مقدمہ ہذا و ڈگری عدالت ماتحت اغراض رپورٹ ہذا کیلئے کافی طور پر سبرامنیا آیار صاحب جسٹس کے فیصلہ میں بیان کیئے گئے ہین ۔
مدعی نے اپیل ہذا رجوع کیا۔
کرشنا سامی آیار و سندرا آیار منجانب اپیلانٹ نمبر ۲۔
بہشیام آیانگر و سنکرن نیار و سنکرامیئن منجانب رسپانڈنٹان نمبر ۱ و نمبر ۲ و نمبر ۶ و نمبر ۷۔
سبرامنیا مستری منجانب رسپانڈنٹان نمبر ۳ و نمبر ۴ و نمبر ۵۔

سبرامنیا آیار صاحب جسٹس :- ایک شخص مسمی گودندن نیر اور اُسکا چہوٹا بہائی نانو مینن ۱۸۹۲ء میں پس ماندگان میں ایک تاروڈ تابع قانون مرومکاتیم کے تہے شخص اول الذکر نے جو کرناون تہا سال مذکور کے ۲۱۔ اپریل کو چار اشخاص کو تبنیت میں لیا یعنے اپنے پسر رامن مدعا علیہ نمبر ۱ اور اپنی دختر لکشمی مدعا علیہا نمبر ۲ اور اُسکے بچون نیرو مادو کرشنن مدعا علیہم نمبر ۶ و نمبر ۷ کو۔ اُسنے تبنیت ہائے مذکور بلا صریح یا مفہوم رضامندی نانو مینن کے کیں جو قبل تاریخ ہائے تبنیت کے بہت سالون سے اپنے بہائی سے ناراض تہا۔ ماہ جون ۱۸۹۲ء میں گودندن نیر فوت ہو گیا اسکے بعد نانو مینن نے وہ نالش جسمیں سے اپیل ہذا پیدا ہوا ہے واسطے استقرار اس امر کے دائر کی کہ تبنیت ہائے مذکور ناجائز ہیں اور واسطے دلاپانے قبضہ اُس جائداد کے جو گودندن نیر کے قبضہ او اہتمام میں بطور کرناون کے تہی اور نیز واسطے اور چہوٹی چہوٹی داد رسی ہائے کے۔ عدالت ماتحت میں اُسنے جائداد مذکور کی ایک ڈگری حاصل کی لیکن اُسکی استدعا نسبت تبنیت ہائے مذکور کے منظور نہ ہوئی تہی۔ اُسنے اپیل ہذا زیادہ تر اس وجہ سے دائر کی کہ تبنیت ہائے مذکور ناجائز قرار دیجائیں ۔ بعد دائر کرنے اپیل کے وہ ایک وصیت کر کے فوت ہو گیا جسکے رو سے اُسنے اُس جائداد کو منتقل کیا جسکا وہ کامل طور پر مستحق تہا اگر تبنیت ہائے زیر بحث ناجائز قرار دیجائیں

اُسکا وصی بطور اُسکے قایم مقام قانونی کے واسطے پیروی اپیل کے داخل کیا گیا تہا۔

ایکطرف سے بتنیت ہائے کی تردید منجملہ دیگر وجوہات کے اس وجہ سے کی جاتی تہی کہ ایک ضروری امر واسطے جائز تبنیت کے یعنے رضامندی مجلہ ارکین تارود موجود نہ تہی کیونکہ نالونیین نے رضامندی نہیں دی بخلاف اسکے یہ بحث کی جاتی تہی کہ ایسی رضامندی غیر ضروری ہے کیونکہ گوونڈین بیر کو بحیثیت کرناون کے اس معاملہ میں کامل اختیار حاصل تہا بلا اس سوال پر غور کرنیکے کہ آیا کل یا کثیر التعداد ارکین تارود کی رضامندی ضروری ہے اغراض مقدمہ ہذا کے واسطے اس امر کا فیصل کرنا ضروری ہے کہ آیا عذر موخر الذکر درست ہے۔

کسی فیصلۂ عدالت ہذا یا مقامی عدالت ہاے کا حوالہ نہیں دیا گیا جو بلا واسطہ طور پر اس عذر کے متعلق ہو۔ اور نہ کوئی کافی شہادت بغرض اظہار اس رسم کے پیش کیگئی ہے کہ واقعی مدلج اشخاص اُس رائے کی تائید میں ہے جسکی استدعا مدعا علیہم کیطرف سے کیگئی ہے۔ وہ شہادت متعلق بہ رواج جو اُنہوں نے پیش کی ہے انکے گواہان نمبر ۹ و نمبر ۱۰ و نمبر ۱۱ کی شہادت ہے۔ اُنمیں سے پہلے یعنے رمودن کلیکٹ کی شہادت یکسان نہ تہی اُسنے پہلے یہ بیان کیا تہا کہ کرناون بلا رضامندی اپنے انندراون کے تبنیت لے سکتا ہے لیکن بعد میں اُسنے اپنے بیان کو بدین ایزادی محدود کیا کہ اگر انندراون ذات سے خارج کیے ہوا اور نہ فاتر العقل ہو تو اُسکی رضامندی بہی ضروری ہے۔ لیکن اُسنے پہر اپنے بیان کو تبدیل کرکے پہلے بیان پر اصرار کیا تہا۔ گواہ نمبر ۱۰ نے بہی مثبت طور پر یہ بیان کیا ہے کہ انندراون کی رضامندی غیر ضروری ہے۔ گواہ نمبر ۱۱۔ ایک اور برہمن نے بہی یہ رائے ظاہر کی تہی کہ کرناون تبنیت لینے کا حق ہے خواہ انندراون کی مرضی نہ بہی ہو لیکن اُسنے اپنی تردید اُس امر کے متعلق کی جو امر زیر بحث کے ساتہ قریب تر علاقہ رکہتا ہے یعنے اس سوال کی نسبت کہ آیا اگر کرناون کسی تبنیت کے کرنے میں مخالفت کرے لیکن انندراون ہائے تبنیت کے کرنے پر اصرار کریں تو کسکی رائے غالب آنی چاہیئے؟۔ اسکے متعلق اپنے امتحان میں گواہ مذکور نے یہ رائے ظاہر کی کہ تبنیت باوجود انکار کرناون کے عمل میں آنی چاہیئے لیکن اپنے سوالات جرح میں اُسنے بیان کیا کہ تبنیت نہیں ہو سکتی جس بیان سے بعد میں انکار کیا گیا تہا۔ ہر سہ گواہان مذکور میں سے کوئی اس قابل نہ تہا کہ ایک تمثیل بہی ایسی بیان کرتا جسمیں کرناون نے در اصل بلا رضامندی اپنے انندراون یا انندراون ہائے کے تبنیت لی ہو۔ بلا ایسی تائید کے محض آرائے گواہان مذکور مشکل سے کچہہ وقعت رکہہ سکتی ہیں +

۱۸۹۶ء

پیاتھہ تانو بنام تھرو مستیلی

اور نہ شہادت فریق مخالف سے اس امر کی چنداں تشریح ہوتی ہے - دستاویزی شہادت جسمیں دستاویزات ث و خ و ذ شامل ہیں صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہر ایک مقدمہ میں جنسے وہ علاقہ رکھتی ہیں اُن جملہ اشخاص سے جو کسی خاص تبنیت سے علاقہ رکھتے تھے انہیں رضامندی ظاہر کی تھی لیکن اس غیر قطعی طریق عمل کو جو بشہادت سے مقدمات مذکور میں اختیار کیا گیا ہے بطور شہادت عام رائے اشخاص کے تسلیم کرنا دشوار ہوگا کہ بلا رضامندی استمداد ان کے کرنا ون تبنیت نہیں لے سکتا - نسبت زبانی شہادت کے جسپر انحصار کیا گیا ہے نہ تو گواہ نمبر اور نہ گواہ نمبر ۱ کو کوئی ایسی خاص قابلیت حاصل ہے جس کی رُو سے اُنکی اس رائے کو موازنہ دیا جائے کہ صرف کرناون اس معاملہ میں عمل نہیں کر سکتا -

پس بصورت عدم موجودگی جوڈیشل فیصلجات یا کافی ثبوت دراں حق یا برخلاف مدعا علیہم کے اس سوال کا فیصلہ اصول پر کیا جانا چاہیئے -

لیکن قبل ایسا کرنیکے اُس سند کے متعلق چند الفاظ کا بیان کرنا ضروری ہوگا جسکا حوالہ بطور ایسی سند کے دیا گیا ہے جو صحیح طور پر بحق مدعا علیہم کے ہے یعنے فقرہ ۳ مینول آف ہندو لا مولفہ مسٹر مئین صاحب جس طبع دوم مطبوعہ سنہ ۱۸۶۳ء ہے جسمیں یہ بیان درج ہے کہ "دعویدار کی نسبت ذکور وارثان کے زائل ہونے پر ایک خاندان کا رکن اعلےٰ تبنیت کر سکتا ہے " اگر یہ امر صحیح ہو کہ الفاظ محولہ بالا کے تحریر کرنے میں فاضل مولف کے خیال میں حال جیسی صورت موجود تھی - تو اُنکی رائے گو اُنکی تائید سوائے خود اُنکی سند کے اور کسی سند سے نہیں ہوتی بلحاظ اُنکے زیادہ تر تجربہ اشخاص ملابار کے بہت موازنہ کی مستحق ہے - لیکن فقرہ زیر بحث میں مولف مذکور نے عام مضمون تبنیت خاندانہائے مرو مکتیام کی طرف صرف ایک نظر ڈالی ہے اور اس سے سوائے اسکے اور کچھ دریافت معلوم نہیں ہوتا کہ جب ایک تارود تبنیت کا کرنا ضروری سمجھے تو وہ اپنے رکن اعلےٰ کی وساطت سے عمل کرتا ہے جو کرناون ہے یہ امر کہ حال جیسا سوال مولف مذکور کے پیش موجود تھا ہرگز کسی امر سند بجز فقرۂ مذکور سے ظاہر نہیں ہوتا - اسلئے وہ فقرہ جسپر انحصار کیا گیا ہے بطور ایک سند بحق اُس رائے کے متصور نہیں کیا جا سکتا جسکے واسطے اُسکا حوالہ دیا گیا ہے -

پس کسطرح پر یہ امر اصول پر قائم ہے ؟ - اسمیں شک نہیں کہ کرناون کو بروئے قانون کے وسیع اختیارات نسبت معاملات اپنے تارود کے حاصل ہوتے ہیں - وہ پیدا ہوتے ہی خاندان کا رکن اعلےٰ ہوتا ہے اور اسکی جائداد پر قابض ہو کر آمدنی وصول کرتا ہے اور اُسے مطابق اپنی مرضی کے اُن اشخاص میں تقسیم کرتا ہے جو اُسکے تابع حفاظت ہوں

سنہ ۱۸۹۶ع
پنیا تھہ نانو
بنام
تھرو سیلی

اور اسمیں کچھ شک نہیں کہ اُن معاملات میں جو اشخاص اجنبی کے ساتھ کئے جائیں اور نیز اُس تنازعہ میں جو اشخاص مذکور کے ساتھ ہو وہ عموماً خاندان کی طرف سے قائم مقام ہوتا ہے لیکن اسکا یہ نتیجہ نہیں ہے کہ اسے ایسا ہی خود مختار اختیار نسبت تبنیت اسی خاندان کے حاصل ہے کیونکہ وہ اختیارات جنکا حوالہ ابھی دیا گیا ہے بظاہر سب کم و بیش صرف اہتمام سے علاقہ رکھتے ہیں مگر تبنیت بخلاف اسکے ایک ایسا فعل ہے جو صریح طور پر صرف اہتمام کی وسعت سے باہر ہے - ایسی تبنیت میں اشخاص اجنبی کا تا دم وجود دخل کرنا شامل ہے اور اختیار مذکور کا استعمال کرنا جس سے خاندان کی بناوٹ میں دخل واقع ہو بادی النظر میں ایک ایسا معاملہ نہیں ہے جو کسی ایک رکن کی تفویض میں ہو خواہ اسکی حیثیت خاندان مذکور میں کیسی ہی اعلے ہو - صورت حالمیں یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ آیا ایسا ہی اختیار ایک خاندان اہل ہنود کے باپ کو حاصل نہیں ہے جس سے کہ کرناون کا مقابلہ کیا گیا ہے ؟ - (ملاحظہ ہو معاملہ ایراولی ریویومن بنام آتاپو ریویومن (۱)) یہ سچ ہے کہ ایسے باپ کو کامل اختیار واسطے منظور کرنے ایزادی ایک شخص اجنبی کے خاندان میں اسطرح پر حاصل ہے کہ اپنے پسران میں سے کسی ایک کی بیوہ کو یا اختیار دے کہ اپنے شوہر کیواسطے کسی کو تبنیت میں لے لیکن باپ کا یہ مستثنےٰ اختیار دھرم شاستر کے خاص حکم پر مبنی ہے پس جہانتک سوال حال کا تعلق ہے کوئی مشابہت مابین باپ اور کرناون کے معلوم نہیں ہوتی - مزید برآن اگر یہ بروئے دھرم شاستر غیر مشابہ متصور کرکے عملی طور پر غیر محدود تعداد اشخاص مذکورہ ذات کی بروئے قانون مروکتیام کے تبنیت میں لیجا سکتی ہے یہ ظاہر کرنا مشکل ہے ضروری ہے کہ اختیار زیر بحث اگر وہ صرف کرناون ہی استعمال کر سکتا ہو اگر وہ ایک بحیثیت شخص ثابت ہو) اُس سے بلا کسی قید کے استعمال کیا جا سکتا ہے جس سے دیگر اشخاص تا دم وجود کو بہت نقصان پہونچ سکتا ہے -

ان واقعات کی موجودگی میں گو ہماری خواہش یہ ہے کہ ایک کرناون کی مستقلہ سند کو کمزور کیا جاوے ایک شخص خصوصاً اُس صورت میں جبکہ اُس سے یہ کہا جاوے کہ اولاً ایک خاص قاعدہ ہی مذہبی کے متعلق صادر کرے - ہم امر کو تسلیم کرنیکی مشکل کو نظر انداز نہیں کر سکتے کہ ایک کرناون بذات خود تبنیت لینے کا مستحق ہے کیونکہ اسکے لئے سے صرف ایک جدید وجہ واسطے تنازعہ و فساد مابین کرناون اور اُن اشخاص کے ایزاد ہوتی ہے جو حقیقت میں تابع اختیار ہیں جبکہ اسکا تنازعہ حقوق شخص قبل الذکر سے اسکے فرض کے جسکا حوالہ مقدمہ ایراولی ریویومن بنام آتاپو ریویومن (۱) میں دیا گیا ہے ایک مخرج ہو اور بوجہ اسکے خاندانہائے مذکورہ میں بہت مرتج ہے -

قبل ختم کرنے اس بحث کے اس حیثیت پر غور کرنا باقی ہے جو مدعا علیہم کیطرف سے بذریعہ ... پیش کی گئی ہے کہ اگر یہ معلوم

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۱۵۲ و ۱۵ صفحہ ۱۸۷ -

پیاپتہ نانو بنام تھیرو تھیپلی

ہو کہ وہ تبنیت جو کرنادن نے کی ہے بلحوظی جملہ واقعات مقدمہ کے دیگر اراکین نارود کے حقوق کیواسطے نقصان دہ نہی تو عدالت مجاز ہے کہ اُسے منسوخ کرے جیسی کہ وہ اُس جائداد کے نیلام کو منسوخ کریگی جو خاندان کی ملکیت ہو لیکن ناجائز طور پر کرنادن نے بلا رضامندی دیگر اراکین کے منتقل کر دی ہو - یہ کہنا مشکل ہے ضروری ہے کہ ایک زیادہ صریح تمیز مابین ہر دو جماعت مقدمات کے موجود ہے - اوّلاً اس امر سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ بعض واقعات کی موجودگی میں اختیار انتقال خواہ بطور بیع کے ہو یا ایک جزو اراضیات متہم بچون کرنادن ہے (مقابلہ کیجیے ہمرا اقارائے مندرجہ مقدمہ کلیانی بنام نرائن (۱) کے) حالانکہ جیسا کہ قبل ازیں ظاہر کیا جا چکا ہے اختیار نسبت ایزاد کرنے اشخاص اجنبی کے خاندان میں بذریعہ تبنیت بالخصوص طور پر مختلف اور اعلیٰ نوعیت رکھتا ہے -

ثانیاً درصورتیکہ عدالت نے ایک ناجائز انتقال جائداد منجانب کرنادن میں دست اندازی کر کے ایک اختیار سماعت کا استعمال کرتی ہیں جو بہرحال خاندان کیواسطے مفید ہوتا ہے تاہم وہ ایسی عدالت ہائے ہونگی جو نقصان رسان نہ ہونگی اگر اُنسے یہ استدعا ہی کیجائے کہ تبنیت ہائے کو منسوخ کیا جائے نہ اس وجہ پر کہ اُنہیں کسی خاص قاعدہ قانون کی خلاف ورزی کیگئی ہے بلکہ اس وجہ پر کہ تبنیت کی ضرورت نہ تہی اور کہ وہ شخص یا اشخاص ناقابل ہیں جو منتخب کئے گئے ہیں یا کسی اور ایسی ہی وجہ پر - بلا شبہ طور پر یہ ایسے امور ہیں جنکا قطعی فیصلہ اُس فریق سے کیا جانا چاہیئے جو تبنیت کرے - ایسے امور کا فیصلہ عدالت پر چھوڑنا گویا ایک ضرر رسان امر غیر محقق و مشکوک کا دربارہ حیثیت اشخاص متبنے کے ایزاد کرنا ہے اور وہ بطور ایک مضر تنازعہ کے باعث کے عامل ہوگا - اور سب سے زیادہ اُسکے دبیے عدالتہائے پر یہ فرض عائد ہوگا کہ اُنکی نوعیت کے باعث وہ اُسکا کافی فیصلہ نہیں کر سکتیں -

اسلئے معلوم ہوتا ہے کہ اس رائے کی کہ کرنادن اپنے تنہا اختیار سے تبنیت لے سکتا ہے اصولاً بھی ہرگز تائید نہیں ہوتی اور چونکہ اس وجہ پر ہی تبنیت ہائے زیر بحث ناکامیاب ہتی ہیں اسلئے اُن دیگر وجوہات پر غور کرنا غیر ضروری ہے جنکی استدعا اُنکے جواز کے برخلاف کیگئی ہے -

صرف ایک ہی اور امر جو غور طلب ہے وہ عذر ہے جو اپیلانٹ نے مقدار ہرجانہ عطا کردہ کی نسبت دربارہ ملبۂ مکان منہدم کے جو مدعا علیہم نے استعمال کر لیا تھا اٹھایا ہے کوئی بہتر وجہ اس خیال کے کرنیکی موجود نہیں ہے کہ ملبۂ مذکور اُس رقم سے زیادہ قیمت کا تھا جو سب آرڈینیٹ جج نے عطا کی ہے -

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۹ صفحہ ۲۲ بالخصوص ۲۶۷ -

۱۸۹۶
پیدا تمپہ نالو
بنام
تھر وتیرسلی

ڈگری عدالت ماتحت بدیں قرار داد ترمیم کیجاتی ہے کہ تبنیت لڑکے کو ناجائز ہیں اور دیگر امور میں وہ بحال کیجانی چاہیئے رسپانڈنٹ کو چاہیئے کہ اپیلانٹ کا خرچہ عدالت ہذا ادا کرے۔

ڈیویس صاحب جسٹس: میں اپنے فاضل ہم جلیس کے نتائج کے ساتھ بالکل متفق ہوں۔ مگر میں دو مزید وجوہات بتائید اس رائے کے ایزاد کرتا ہوں جو ہم نے عام اصول رائے کے متعلق اختیار کی ہے یعنے یہ کہ کرنادن کو حیثیت کرنادن تبنیت کرنے کا اختیار حاصل نہیں ہے۔

اولاً کوئی کوشش نسبت ثابت کرنے اس امر کے نہیں کیگئی کہ قانونی یا اخلاقی فرض رکن یا ارکین موسیند تارود پر واسطے لینے تبنیت کے عائد کیا گیا ہے بخلاف ازین گواہان مقدمہ نے اس سے زیادہ اور کچھہ بیان نہیں کیا کہ تبنیت مناسب ہے نہ کہ وہ ضروری ہے۔ اس امر کی تائید اس امر واقعہ سے ہوتی ہے کہ طریق عمل کسی طرح ہر ایک جگہہ یکساں نہیں ہے اور کہ بباعث عدم موجودگی جانشین کے عموماً جائداد تارود میں خریب نہ کیا جائیگا پس تبنیت کا لینا اختیاری امر ہے کسطرح ہر کرنادن بلا رضامندی اپنے انندراد بہائے کے انکو اس اختیار سے محروم کرسکتا ہے جو مطابق نوعیت واقعات موجودہ کے آخری پس ماندہ رکن یا ارکین تارود کو حاصل ہونا چاہیئے؟۔ اگر انکے مابین اس امر پر اتفاق ہوجائے تو معاملہ ختم ہوجاتا ہے لیکن اگر وہ متفق نہ ہوں تو کرنادن اپنے تنہا اختیار سے عمل کرکے گویا اپنے اوپر ایک ایسا اختیار لیتا ہے کہ وہ قطعی انتقال جائداد خاندانی کرسکتا ہے۔ کرنادن کے اختیارات بہت ہیں لیکن ان اختیارات میں سے کوئی اختیار جواب تک اسکے حق میں تسلیم کئے گئے ہیں ایسا وسیع نہیں جیسا کہ اب اسکی طرف سے دعویٰ کیا جاتا ہے۔ یہہ گویا اسے اس امر کی اجازت دینا ہے کہ وہ جائداد تارود کا ہبہ کرے جو وہ بالعموم طور پر نہیں کرسکتا۔

اور ثانیاً۔ اگر وہ ضروری بھی ہوتا ہم کوئی واقعی ضرورت تبنیت کے کرنیکی اس وقت تک نہیں ہے جبتک کہ تارود کا صرف ایک ہی رکن باقی رہ جائے۔ چونکہ موقعہ استعمال اختیار صرف اسیوقت پیدا ہوتا ہے اسلیئے نتیجہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ استحقاق مذکور جیسے متنازعہ ہو بالضرور آخری پس ماندہ رکن کے حق میں مفوض قرار دیا جانا چاہیئے ضرورت اسوقت مکمل ہوجاتی ہے۔

صیغہ اپیل دیوانی اجلاس کامل

باجلاس سر آرتھر جے ایچ کالنس صاحب چیف جسٹس و مسٹر امینیا آیار صاحب جسٹس و ڈیوس صاحب جسٹس

سنہ ۱۸۹۲ع
۲۵ ستمبر و ۲ دسمبر

سینی چپتیار (مدعاعلیہ نمبر ۱) اپیلانٹ **بنام** سنتھانا تھن چپتیار وغیرہ (مدعی مدعا علیہم نمبر ۲ و نمبر ۳) ریسپانڈنٹان

ایکٹ رجسٹری سا ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۷ع دفعات ۳ و ۱۷ (د) - استحقاق واقعہ اراضی - لکڑی - پٹہ - ایکٹ دادرسی خاص - ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۷ع دفعہ ۲۶ - حکم امتناعی -

مدعی نے اپنے پٹہ پر ایک حصہ موضع اور درختان واقعہ بالا جسکا حصہ مذکور کو لیا تھا) بعوض مبلغ ۱۰۰ روپیہ اور ایک پرامیسری نوٹ مبلغ ..... روپیہ کے بحق مدعا علیہ ایک دستاویز تحریر کی جسکے ذریعہ سے اُسنے اُسکے نام استحقاق بہ نسبت کاٹنے درختان وغیرہ اور اُنکے استعمال کرنیکے ۔ اُسکی تحریر کی تاریخ سے چار سال کیواسطے منتقل کیا - دستاویز مذکور رجسٹری شدہ نہ تھی مدعا علیہ نے اُن درختان کو کاٹ لیا جو تاریخ تحریر دستاویز مذکور پر پختہ ہو چکے تھے اور ان بعد اُسنے اُن درختان کو کاٹا جو بعد میں پختہ ہوئے تھے - اب مدعی نے اس امر کے استقرار کا دعویٰ کیا کہ اُسکا استحقاق باقی درختان کی نسبت قایم کیا جاے اور ایک حکم امتناعی صادر کیا جاے جسکے رو سے مدعا علیہ اُسمیں خلل اندازی کرنیسے باز رکھا جاے اور اُسنے بیان کیا کہ اُسنے بحق مدعا علیہ کے زبانی طور پر صرف اُن درختان کے کاٹنے کا استحقاق بیع کیا ہے جو اُس وقت پختہ ہو چکے تھے -

تجویز ہوئی کہ غیر رجسٹری شدہ دستاویز کا منشا یہ تھا کہ ایک استحقاق واقعہ جائداد غیر منقولہ منتقل کرے اور وہ ایک پٹہ نہ تھا اور نہ وہ قابل پذیرائی شہادت تھی اور کہ مدعی بطریق حکم امتناعی کے یا بصورت دیگر دادرسی کا مستحق نہ تھا -

اپیل زیر فرمان شاہی دفعہ ۱۵ بنام مدعی فیصلہ اپیلیہ دوم نمبر ۹۱۳ سنہ ۱۸۹۲ع جو بنام مدعی ڈگری ایلیٹ ایچ ہامیٹ صاحب ایکٹنگ ڈسٹرکٹ جج تنی ولی بمقدمہ اپیل نمبر ۲۱۴ سنہ ۱۸۹۲ع اشتر سمالی رسوا سے خرچہ ڈگری پلیس گوپالا چیریر پانڈینیٹ جج تنی ولی بمقدمہ ابتدائی نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۹۲ع کے دایر کیا گیا تھا -

مدعی نے یہ بیان کیا کہ وہ اور مدعا علیہ نمبر ۲ مشترک پٹہ داران نمبر دو پٹہ موضع ..... کے اور اُن درختان کے تھے جو تالاب موضع مذکور میں واقعہ ہیں اور کہ ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۹۰ع میں جبکہ ۳۰۰ درختان قابل کاٹنے کے موجود تھے مدعا علیہ نمبر ۲ نے اپنا نصف حصہ کو مدعی کے پاس بیع کر دیا جسنے اُنکا زبانی انتقال بحق مدعا علیہ نمبر ۱ کے ماہ جنوری سنہ ۱۸۹۱ع میں بعوض مبلغ ..... نقد اور بعوض ..... مصنوعہ کردہ مدعا علیہ پرامیسری نوٹ کے منتقل کر دیا اور کہ مدعا علیہ نمبر ۱ نے صدر درختان کو کاٹ لیا اور ان بعد اُسنے دیگر درختان بھی کاٹ لئے جو بعد میں پختہ ہوئے تھے

* اپیل زیر فرمان شاہی نمبر ۲ سنہ ۱۸۹۵ع -

۱۸۹۶ع

سینی جیٹیار
بنام
سنتہاناہن
پیسیار

اور بیان کیا کہ اُسکے حقوق دوران پٹہ کے جو مدعی و مدعا علیہ علا کے بہی موثر ہے تہے - مدعی نے اس امر کے استقرار کا دعوی کیا کہ اُسکا استحقاق نسبت اُن درختان کے قائم کیا جائے جو تالاب مین موجود ہین اور ایک حکم امتناعی صادر کیا جائے جس سے مدعا علیہ اُنکے گرانیسے باز رکہا جائے ۔

مدعا علیہ نے قابض ہونیکا دعوی کیا اور اس امر کا کہ وہ درختان مذکور کا مستحق ہے جو ایک دستاویز تحریر کردہ بحق مدعا علیہ مذکور بجانب مدعی مورخہ یکم جنوری ۱۸۹۱ع سے کہی - دستاویز مذکور رجسٹری شدہ نہتی بالفاظ ذیل تہی :-

"بابت اُس معاملہ کاروبار کے جو آجتک تمنے مدور پتا پلے اور ایل این منیکشی سندرم ستیار اور گل سے ۱۲۹۶ فصلی مین کیا تہا تمنے ۱۶ دسمبر ۱۸۹۰ع کو سال فصلی حال ۱۳۰۰ مین اُسکے نصف حصہ کی قیمت ادا کردی ہے یعنی تمنے خود اپنے حصہ کردہ پلاوہ اور الا وار گوسا درختان منجانب کے جو تالاب پتیمو درمین واقعہ ہین جو موضع مذکور مین شمال کیطرف واقعہ ہے اور نسبت گوند کردہ ملا کے اخروٹ اور گہاس کوڑا وغیرہ کے جو اسمین ہیں [illegible] اسکو آجتک استعمال کرتا رہا ہوں چونکہ مینے مبلغ [illegible] حصص مذکور کی قیمت متعلقہ تالاب اور اُسکی تہ کے مقرر کی ہے چنانچہ تم درختان وغیرہ کو کام استعمال کر سکتے ہو اور نیز گہاس کوڑا و گوند اخروٹ کردہ ملا وغیرہ کا آج کی تاریخ سے ۱۳۰۴ فصلی کے اخیر تک [illegible] یاد داشت تمہارے نام بعد حاصل کرنے ایک پیرا میسری نوٹ میعادی چہہ ماہ کے تحریر کردی ہے تم تالاب مذکور مین سے اشیاء متذکرہ صدر کا استعمال کر دیگے اگر کوئی دقت یا کوئی اور شے تالاب مذکور مین یکم تاریخ ۱۳۰۵ فصلی کو ہو تو شخص مذکور اسمین دست اندازی نکریگا ۔"

سبارڈینیٹ جج نے یہہ قرار دیا کہ وہ دستاویز جسپر مدعا علیہ نے انحصار کیا ہے باعث رجسٹری شدہ نہونیکے بطور ثبوت کے پیش نہین ہو سکتی تہی کہ اسمین جائداد غیر منقولہ کے متعلق معاملہ کیا گیا تہا اور اُسنے ایک ڈگری بحق مدعی بسبب عاصمہ نتیجہ صادر کی - بر طبق اپیل کے ڈسٹرکٹ جج کی یہہ رائے ہوئی کہ دستاویز غیر رجسٹری شدہ صرف اُن درختان کی نسبت موثر ہو سکتی تہی جو اُس تاریخ پر کاٹے جانے تہے جبکہ وہ تحریر کیگئی تہی - اُسنے ڈگری زیر بحث کی ترمیم بدین ہدایت کی کہ ہر ایک فریق کو اپنا اپنا خرچہ خود برداشت کرنا چاہئے ۔

مدعا علیہ نے اپیل دوم مذکورہ بالا پیش کیا جو شفرد صاحب جسٹس اور بسٹ صاحب جسٹس کے روبرو پیش ہوا ۔

[illegible] سجیندر راؤ صاحب بجانب ایپلانٹ ۔

سینی چیتار
بنام
منشہاناتہن چیتار

بہشیام ایانگر و رام کرشن ایار و تیرو دینکٹا چیریر منجانب رسپانڈنٹ علہ +

کرشنا سامی ایار منجانب رسپانڈنٹ علہ

شفرڈ صاحب جسٹس :- سوال اوّل یہہ ہے کہ آیا وہ یادداشت جو مدعاعلیہ نے شہادت مین پیش کی ہے ایک پٹہ ہے اور اس حیثیت سے اُسکا رجسٹری شدہ ہونا ضروری ہے - وہ حق جو مدعاعلیہ نے بروئے دستاویز مذکور کے حاصل کیا ہے یہہ تہا کہ اُسے جملہ درختان واقعہ تالاب کے استعمال کرنے اور نیز گہاس اور لکڑی وغیرہ کے استعمال کرنیکا حق حاصل تہا اور عرصہ ۵ سال تک درختان کو کاٹ لیجاتیگا - صرف وہ درختان اور گہاس تہی جو اُسوقت کاٹنے کیلئے تیار تہے مدعاعلیہ سے حاصل نکئے گئے تہے - بلکہ اُسے اجازت تہی کہ عرصہ مذکور کے اندر جو درختان تیار ہوں کاٹ لے میری رائے مین نیت ایک استحقاق واقعہ جائداد غیر منقولہ کے پیدا کرنیکی تہی اور بلاشبہ طور پر نیت یہہ تہی کہ مدعاعلیہ کو چاہیے کہ قطعی طور پر اُن پیداواروں کو استعمال کرے جنکا ذکر یادداشت مذکور مین کیا گیا تہا + اسلئے ایک پٹہ جائداد غیر منقولہ موجود تہا نہ کہ محض ایک لائسنس (ملاحظہ ہو سکری کرد بنام گوند اکل گیریدی (۱)) اور چونکہ استعمال کرنیکا حق زائد از عرصہ ایک سال کے واسطے عطا کیا گیا تہا جو دستاویز مذکور سے حاصل ہوا تہا اسلئے مدعاعلیہ کا یہہ دعوی قائم نہین رہسکتا کہ عرصہ مذکور تک درختان کو کاٹتا رہیگا - مگر سوال یہہ باقی رہجاتا ہے کہ آیا مدعی دادرسی کا بطور حکم امتناعی کے مستحق ہے +

فیصلہ عدالت ماتحت مین درصورتیکہ مفصل طور پر سوال قانونی پر بحث کیگئی ہے واقعات درست اور کامل طور پر بیان نہین کیگئی - مگر معلوم ہوتا ہے کہ مدعی نے مدعاعلیہ سے مبلغ ما نقد اور مبلغ عہ کا بصورت ایک پرامیسری نوٹ کے حاصل کئے تہے اور کہ ادائگی مذکور بعوض اس امر کے کیگئی تہی کہ مدعی مدعاعلیہ کو درختان کے کاٹنے اور ایک عرصہ تک دیگر پیداوار کے حاصل کرنیکی اجازت دی - یہہ امر بہی قرار داد معلوم ہوتا ہے کہ مدعاعلیہ تاریخ ارجاع نالش پر زمین مذکور پر واقعی قابض تہا - ڈسٹرکٹ جج نے مدعی کے برخلاف اُسکے اس عذر پر فیصلہ کیا ہے کہ ایک خاص تعداد درختان کی مدعاعلیہ کے پاس بیع کیگئی تہی - نیز اُنکی یہہ رائے معلوم ہوتی ہے کہ کل لکڑی اور گہاس جو تاریخ یادداشت پر قائم تہے کاٹے گئے تہے - یہہ امر درست طور پر بیان نہین کیا گیا لیکن میری رائے مین یہہ مفہوم ہو سکتا ہے کہ مبلغ عہ کے نوٹ کا جو مدعی نے پیش کیا ہے ہرگز مدعاعلیہ کیطرف سے ایفا نہین کیا گیا ان واقعات کی موجودگی مین وہ سوال جسکا اظہار مینے

(۱) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۱۷۰ -

سنہ ۱۸۹۶ء
نینی چتیا
بنام
سنشہا تاتن
چتیاہ

بعد وقت سماعت کے کیا ہے پیدا نہین ہوتا میری مراد یہہ سوال ہے کہ آیا عدالت کو چاہئے کہ بذریعہ حکم امتناعی کے مدعی کی مدد کرے جسنے خود بہت ساحصہ زر بدل کا حاصل کرلیا ہے اور جو مدعا علیہ کو اُس شئے کے استعمال کرنیسے باز رکہنے کی کوشش کرتا ہے جسکے واسطے اُسنے قیمت حاصل کی ہے - یہہ دیکہکر کہ مدعا علیہ نے واقعی طور پر مبلغ مار ہا ادا کیا ہے او جبسے لکڑی اور دیگر اشیاء کی صورت مین کافی بدل جانبی حاصل ہوسکتا ہے میری رائے مین اُسے کوئی وجہ نسبت حکم امتناعی کے عذر کرنیکی حاصل نہین ہے - مین اپیل ہذا کو معہ خرچہ خارج کرتا ہون ٭

بسٹ صاحب جسٹس:- وہ یادداشت جسپر اسپلانٹ نے انحصار کیا ہے بلاشبہ طور پر ایک ایسی دستاویز ہی جس سے ایک استحقاق واقعہ جائداد غیر منقولہ بعرصہ ساڑہے چار سال کیواسطے پیدا ہوتا ہے جو اُسکی تاریخ تحریر دیکم جنوری سنہ ۱۸۹۱ء سے اخیر سال فصلی سنہ ۱۳۰۴ (۳۰ جون سنہ ۱۸۹۵ء) تک حاوی ہے - وہ محض ایک لائیسنس واسطے کاٹنے اُن درختان اور گہاس کے نہین ہے جو تاریخ تحریر دستاویز مذکور پر تالاب کی تہہ مین موجود تہے بلکہ واسطے "کاٹنے درختان وغیرہ اور گہاس اور کوڑا گونڈو اور خروٹ وغیرہ کے اُسکی تاریخ تحریر سے سنہ ۱۳۰۴ فصلی کے اخیر تک" اسلئے وہ ایک ایسی دستاویز ہی جو رجسٹری شدہ ہونی چاہئے تہی اور بصورت غیر رجسٹری شدہ ہونیکے وہ بطور شہادت کسی معاملہ متعلق بہ جائداد غیر منقولہ کے ناقابل پذیرائی شہادت ہے اسلئے مدعا علیہ کا اسمین کچہہ فائدہ نہیں ہے اگر وہ اُسے اُس نالش کی تائید مین پیش کرے جو واسطے قبضہ تالاب کے ہے یا واسطے موثر کرانے اپنے استحقاق کاٹنے درختان گہاس وغیرہ کے (ملاحظہ ہو سکری کرینیا بنام گونڈا کل نگیریدی (۱)) اور نہ وہ بطور شہادت تردید اُس دعوے کے قابل پذیرائی ہے جو مدعی واسطے قبضہ تالاب کے کرے - مگر نالش حال واسطے قبضہ تالاب کے نہیں ہے بلکہ صرف واسطے استقرار حق مدعی کے واسطے بعض استادہ درختان اور واسطے اُس حکم امتناعی کے ہے جسکے رو سے مدعا علیہ اُنکے گرانے سے باز رکہا جائے - ایک غیر رجسٹری شدہ دستاویز جو دربارہ جائداد غیر منقولہ کے ناقابل پذیرائی شہادت ہو اُسصورت مین بہی ناقابل پذیرائی ہے جبکہ سوال کا علاقہ جائداد ہائے منقولہ سے ہو (ملاحظہ ہو تہانداون تبام ولیامادر (۲))

استادہ درختان مطابق تعریف مندرجہ دفعہ ۳ ایکٹ رجسٹری کے جائداد منقولہ ہین - اسلئے دستاویز زیر بحث کے غیر رجسٹری شدہ ہونیکے باعث وہ نالش حال کے اغراض کے واسطے قابل پذیرائی ہے - وہی یادداشت مذکور بطور امر واقعہ کے قرار دیگئی ہے اور اس امر سے انکار نہین کیا گیا کہ مدعا علیہ نے مبلغ سمت اسا ؟ بطور زر بدل کے ادا کیا ہے ٭

(۱) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۶ صفحہ ۱۰۱

(۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۵ صفحہ ۳۳۶

سنہ ۱۸۹۶ء
سینی چیتیا
بنام
سنتہانا ہتر
چیتیار

اسمین شک نہین کہ ڈسٹرکٹ جج نے مدعی کی نالش کو خارج کیا ہوتا اگر اُسنے یہہ قرار دیا ہوتا کہ غیر رجسٹری شدہ یادداشت پر غور نہین کیا جا سکتا +

چونکہ میری رائے مین یادداشت مذکور اغراض نالش ہذا کے واسطے بطور شہادت کے قابل پذیرائی ہے جسمین کسی جایداد غیر منقولہ کی نسبت استعفا نہین کیگئی اسلئے مین اپیل ہذا کو منظور کرتا ہون اور عدالت ماتحت کی ڈگری ہاے کو منسوخ کرکے مدعی کی نالش کو خارج کرتا ہوں اور اُسے ہدایت کرتا ہوں کہ مدعا علیہ کا کل خرچہ ادا کرے + بباعث اختلاف رائے مابین حکام کے حکم ذیل لیٹ صاحب جسٹس نے زیر دفعہ ۵۷۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی صادر کیا

حکم۔ زیر دفعہ ۵۷۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی سنفرڈ صاحب جسٹس کا حکم بحال رکہا جاتا ہے اور اپیل خارج کیا جاتا ہے +

مدعا علیہ علا نے حکم متذکرہ صدر زیر فرمان شاہی اپیل کیا +

راجیندر راؤ صاحب منجانب اپیلانٹ +

بھشیام ایانگر و رام کرشنا ایا منجانب رسپانڈنٹ علا

سلیش چیر منجانب رسپانڈنٹ علا ۳ +

راجیندر راؤ صاحب منجانب اپیلانٹ نے اس سوال کی نسبت کہ یادداشت مذکور ایک [illegible] دنیکٹا چلم چٹی بنام اودین (۱) کا حوالہ دیکر مقدمات [illegible] مظہر حسین (۳) و بنسی دہر بنام سنت لال (۴) کی [illegible] کیا کہ وہ جایداد جسکی [illegible] کیگئی تہی جایداد منقولہ تہی۔ اُسنے یہہ عذر کیا کہ معاملہ کی نوعیت ایک معاہدہ بیع جایداد کی تہی (۵) راجہ صاحب پرہلد سین بنام بابو بدہو سنگہ (۶) ملاحظہ طلب +

اُسنے یہہ بہی بحث کی کہ سوالات مذکور کی کسی تعبیر کے رو سے نالش بروے دفعہ ۱۲ ایکٹ [illegible] خاص کے مدعا علیہ کے برخلاف نہیں چل سکتی جو مطابق قانون طور پر ہندستان کا قابض تہا اور یا اقرار یہ کہ مدعی کا طریق عمل ایسا تہا جس سے وہ دادرسی بصورت حکم امتناعی کے حاصل نکر سکتا بہت [illegible] کرنے کی ذمہ دار عدالت زیر دفعہ ۵۶ ایکٹ دادرسی خاص سوائے استعمال درست اختیار تمیزی کے نہتی +

بہشیام ایانگر منجانب رسپانڈنٹ نے یہہ عذر کیا کہ مدعی قابض تہا اور کہ بہ طبق اپیل (۲) ہائیکورٹ کو اُس اختیار تمیزی مین خلل اندازی نکرنی چاہئے جسکا استعمال عدالت ماتحت نے مدعی کو [illegible] عطا نہیں کیا

---

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۳ صفحہ ۳۵۸
(۲) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۶ صفحہ ۷۱
(۳) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۲۶۲
(۴) انڈین لا رپورٹ الٰہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۱۳۳
(۵) مدراس لا رپورٹ جرنل سنہ ۱۸۹۵ء صفحہ ۲۵۴
(۶) بنگال لا رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۱۱۱

سنہ ۱۸۹۶ء
سینی چیتیا
بنام
سنتھانا تہن
چینیار

دستاویز مذکور کی تعبیر سے یہہ امر صحیح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اُسمین استحقاق واقعہ جائیداد غیر منقولہ کی کارروائی کیگئی ہے اور اسلئے وہ بباعث غیر رجسٹری شدہ ہونیکے ناقابل پذیرائی شہادت ہو الاجبکہ وہ ایک پٹہ مستثنے کردہ زیر اشتہار مورخہ ۳ مئی ۱۸۸۶ء ہو۔ لیکن وہ بروئے تعریف مندرجہ ایکٹ ہندوستان کے ایک پٹہ نہین ہے جو فیصلجات انگلستان پر مبنی ہے جنپر ملاحظہ ہو مارشل بنام گرین (۱) مزید بران اشتہار مذکور صرف اُن پٹہ جات سے متعلق ہے جنمین لگان محفوظ کیا گیا ہو اور دستاویز زیر بحث حال مین کوئی سالانہ لگان محفوظ نہین کیا گیا ۔

کالنس صاحب چیف جسٹس:۔ اپیل دوم ہذا ۱۹ مارچ ۱۸۹۶ء کی سماعت ابتداءً شفرڈ صاحب و سبرامنیا ایر صاحب جسٹسان کے روبرو کیگئی تھی اور ہر دو فاضل ججان مذکور کے نتیجے مین اختلاف واقعہ ہوا اور بباعث شفرڈ صاحب جسٹس کے عدالت کو چھوڑ دینے کے اپیل زیر فرمان شاہی کی سماعت تین دیگر ججان کے روبرو ہوئی ہے ۔

اہم امر زیر بحث یہہ تھا کہ آیا یادداشت مورخہ یکم جنوری ۱۸۹۱ء کی رو سے ایک استحقاق واقعہ جائداد غیر منقولہ پیدا ہوتا تھا اور اگر ایسا ہے تو آیا وہ بطور شہادت کے بباعث غیر رجسٹری شدہ ہونیکے استعمال ہو سکتی تھی یادداشت مذکور حسب ذیل ہے: ۔ بہ نسبت اُس معاملہ کاروبار کے جو ایتک ٹھیکہ پہ مدورا تیا مرس سے سن فصلی ۱۲۹۹ مین چینیا ورایے این مینکشی سندرام سیتارادرگس سے لیا گیا تھا مینے ۱۶ دسمبر ۱۸۹۰ء کو حال سنہ ۱۳۰۰ فصلی مین شخص مذکور کے نصف حصہ کی قیمت ادا کر دی ہے بابت اپنے حصہ کے ولاد مرگو سا دمنجانتی درختان وغیرہ کے تالاب ہتمیود رمین جو موضع مذکور کے شمال کیطرف واقع ہے۔ اور گوندا ورکرد ویلا اخروٹ گہاس اور کوڑا وغیرہ جو اُسپر واقعہ ہین اور مین اُسے آجتک استعمال کرتا رہا ہوں اور مینے مبلغ ۷ روپیہ کی مالیت ہر دو حصص مذکور کی مقرر کی ہے چنانچہ تم درختان وغیرہ کو اور گہاس کوڑا گوندا کرد ویلا اخروٹ وغیرہ جو تالاب مذکور کے کناروں اور تہہ پر واقعہ ہین آج کی تاریخ سے سنہ ۱۳۰۰ فصلی کی اخیر تک کاٹ سکتے ہو اور مینے ایک یادداشت تمہارے حق مین ایک پرامیسری نوٹ میعادی چھہ ماہ کے حاصل کرنے پر تحریر کر دی ہے تم تالاب مذکور مین حسب تذکرہ صدر درختان وغیرہ کو استعمال کرتے رہوگے۔ اگر کوئی شئے ۔ درختان وغیرہ مین سے ۱۳۰۵ فصلی کے پہلے دن پر تالاب مذکور مین موجود ہوگی تو شخص مذکور اُسمین دست اندازی نکریگا ۔

مجھے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اسمین کچھہ شک نہین ہو سکتا کہ یادداشت مذکور مین استحقاق واقعہ جائداد غیر منقولہ قائم کیا گیا ہے

(۱) لا رپورٹ کامن بلینز جلد ۱ صفحہ ۳۵

اُسکے خلاف رائے پر بحث نہیں کیجاسکتی - یہ امر بہت عرصہ سے قرار پا چکا ہے کہ ایک اقرارنامہ بیع و خرید گہاس یا لکڑی یا پیدا ہونیوالے پہل کے جو اس غرض سے کیا گیا ہو کہ وہ فوراً زمین سے اٹہا لیا جاے یا کاٹا جاے اور حوالہ خریدار کیا جاے ایک معاہدہ بیع استحقاق مندرجہ اراضی ہے اسلئے مین یہہ قرار دیتا ہون کہ یادداشت مذکور مین ایک استحقاق مندرجہ جایداد غیر منقولہ شامل ہے اور وہ بباعث غیر رجسٹری شدہ ہونیکے قابل پذیرائی شہادت نہین ہے دوسرا سوال یہہ ہے کہ کونسی داد رسی کا اگر کوئی ہو مدعی مستحق ہے بباعث اُن وجوہات کے جو سبرامنیا ایار صاحب جسٹس نے اپنے فیصلہ مین بیان کی ہین میری یہہ رائے ہے کہ مدعی کسی داد رسی کا مستحق نہین اسلئے مین ڈگری معدرہ بحق مدعی کو منسوخ کرکے نالش کو خارج کرتا ہون دیگر حجان نے یہہ فیصلہ کیا ہے کہ ہر ایک فریق کو اپنا اپنا کل خرچہ برداشت کرنا چاہئیے مین اُنسے اس امر کے متعلق اختلاف کرنیکا مجاز نہیں +

سبرامنیا ایار صاحب جسٹس :- پہلا سوال جسپر اس مقدمہ مین بحث کیگئی ہے یہہ تہا کہ آیا دستاویز مورخہ یکم جنوری سنہ ۱۸۹۱ء جو مدعی نے بحق مدعاعلیہا کے تحریر کی تہی بباعث غیر رجسٹری شدہ ہونیکے درست طور پر ناقابل پذیرائی شہادت قرار دیگئی ہے +

اس سوال کا فیصلہ درستی یا نادرستی اُن عذرات پر مبنی ہے جنکی حجت مدعی کیطرف سے کیگئی ہے یعنے اولاً یہہ کہ وہ معاملہ جنکی شہادت دستاویز مذکور سے ملتی ہے ایک پٹہ استحقاق مدعی مندرجہ تالاب موضع پتمبودر کی حد تک پہونچتا ہے جسکا کہ ذکر اُسمین کیا گیا ہے جسکی میعاد عرصہ چار سال کی کسیقدر زیادہ ہے اور ثانیاً اگر عذر مذکور ناکامیاب ہے یہہ کہ دستاویز مذکور کیرو سے بحق مدعاعلیہ مذکور ایک استحقاق مندرجہ جایداد غیر منقولہ پیدا ہوتا تہا جسکی مالیت ایکسو روپیہ سے زیادہ تہی +

اولاً اس عذر کی نسبت کہ ایک پٹہ موجود تہا یہہ امر قابل لحاظ ہے کہ ایسے انتقال کے بنانیکے واسطے یہہ ضروری ہے کہ قطعی قبضہ جایداد جو تابع انتقال مذکور ہے بحق منتقل الیہ کے مفوض کیا گیا ہو (کتاب ڈفال صاحب دربارہ مالک و مزارعہ طبع ۱۴ صفحہ ۱۲۹) لیکن اگر قبضہ اُس نوعیت کا نہین تو معاملہ مذکور پٹہ نہین ہے خواہ وہ اور کچہہ ہی ہو پس جب یہہ امر صریح ہے تو ہمنے یہہ دیکہنا ہے کہ آیا دستاویز زیر بحث کیرو سے بحق مدعاعلیہ کے کوئی قبضہ محفوظ کیا گیا تہا اور اگر تہا تو آیا وہ قطعی قبضہ تہا +

نہ تو عبارت دستاویز مذکور اور نہ نوعیت مقدمہ میری رائے مین اِس رائے کی تائید مین ہے کہ مدعی نے

سنہ ۱۸۹۶ء
سینی چیسیار
بنام
منشیہانا ہتن
چیسیار

بطور پٹہ دار منجانب حصہ دار ہو حصہ مذکور کے ایک مشترک قبضہ تالاب کا حاصل تہا اپنے آپ کو قبضہ مذکور سے محروم کیا تہا اور وہ بحق مدعا علیہ نمبر ۱ کے بذریعہ دستاویز مذکور منتقل کر دیا تہا ٭

لفظ "پٹہ" دستاویز مذکور مین بالکل موجود نہین اور نہ اُسمین کسی ایسی شَے کا ذکر کیا گیا ہے جو خفیف طور پر بھی یہہ ظاہر کرتی ہو کہ مدعی کے استحقاق قبضہ تالاب مین کسی طرح بذریعہ دستاویز مذکور کے فرق آیا تہا۔ نیز چونکہ تالاب ایک تعمیر آبپاشی ملحق بہ موضع ہے اسلئے یہہ قیاس نہیں کیا جا سکتا کہ مدعی نے اُن درختان وغیرہ کے متعلق معاہدہ کرنے مین جو تالاب کے کنارہ پر اُگے ہوئے ہین یا غالبًا اُگنے والے ہین یہہ قرار کیا تہا کہ اُس عرصہ مین جسکا ذکر دستاویز مذکور مین کیا گیا تہا تالاب مذکور کا استعمال نکیا جانا چاہیئے تو خود اُس سے اور نہ دیگر اشخاص حصہ داران سے بطور منبع اُس پانی کے جسکی ضرورت اُنکو اپنی اراضیات کے آبپاشی کیواسطے ہوا اور کہ فریقہائے مذکور مجاز ہونگے کہ تالاب کو کسی اور طرح پر استعمال کرین جسمین وہ اُسے استعمال کرنیکے مستحق تہے بشرطیکہ اُنکا فعل اُن خاص حقوق کیلئے مضر ہو جو مدعا علیہ نمبر ۱ کو درختان وغیرہ کی نسبت عطا کئے گئے ہین۔ اسلئے نتیجہ یہہ ہے کہ مدعی نے ایسا قبضہ جائداد زائل نکیا تہا جیسا کہ اُسے حاصل تہا اور کہ مدعا علیہ نے صرف استحقاق آمد و رفت اُس مقام پر واسطے مناسب استعمال اُس شَے کے حاصل کیا تہا جسکا وہ بروئے معاہدہ کے مستحق تہا۔ نیز اگر عبارت کو کہینچ کر بھی مدعا علیہ نمبر ۱ کی نسبت یہہ فرض کیا جائے کہ اُسنے کسی قسم کے قبضہ تالاب کا حق حاصل کیا تہا تاہم یہہ امر صریح ہے کہ استحقاق مذکور قطعی نہ تہا یا لارڈ ہیتہرلی کے الفاظ کے مطابق اُسکی ساتہ ایک مساوی استحقاق کسی اور شخص کا اُسی امر مدعا بہا کی نسبت شامل تہا ملاحظہ ہو کوری بنام برسٹو (۱) ٭

اسلئے میرا نتیجہ یہہ ہے کہ معاملہ مذکور پٹہ نہ تہا ٭

نسبت عذر دوم کے یہہ امر شکل سے قابل غور ہے کہ گو اسقدر درختان زیر بحث رجسٹری ۱۸۸۲ء صرف جائداد غیر منقولہ ہین تاہم فریقین معاہدہ کنندہ دربارہ درختان مذکور مجاز ہین کہ بیع یا مفہوم طور پر یہہ اقرار کرین کہ منتقل الیہ درختان مذکور عرصہ دراز یا قلیل تک کسی خاص غرض کو استعمال کریگا جو اُس اراضی مین سے پیدا ہو جسپر درختان مذکور روئیدہ ہیں۔ مقدمہ مذکور جیسے مقدمہ مین معاہدہ بلاشبہ طور پر محض جائداد منقولہ کی نسبت نہیں ہو سکتا بلکہ بطور انتقال استحقاق واقعہ جائداد غیر منقولہ کے عامل ہوگا اس لئے امر زیر بحث یہہ ہے کہ آیا معاہدہ زیر بحث بوجہ الذکر

(۱) لا رپورٹ مقدمات اپیل جلد ۲ صفحہ ۲۶۲ بصفحہ ۲۷۶

۱۸۹۶ء
سینی چیتا
بنام
منتشہا ناتہن
چیٹیار

قسم کی ذیل مین آتا ہی کل شرائط دستاویز پر یکجا لحاظ کرکے میری یہہ رائے ہے کہ صورت حال مین محض استفادہ درختان سے
کچھہ زیادہ بیع کیا گیا تہا اور کہ مطابق الفاظ سر ایڈورڈ واگہن ولیمس کے جو پسندیدگی کے ساتھہ مقدمہ مارشل بنام گرین (۱)
محولہ منجانب مدعی مین مقتبس کئے گئے ہین ”نیت یہہ کیگئی تہی کہ خریدار کو چاہئے کہ ایک فایدہ شئے مبیعہ کی مزید روئیدگی
سے اور مزید تر بار آوری اور اُن اشیا سے حاصل کرے جو زمین سے حاصل ہوں“ یہہ امر واقعہ کہ چار سال یا کسیقدر
زیادہ عرصہ مدعاعلیہ کو درختان کے کاٹنے اور لیجانیکے واسطے عطا کیا گیا تہا میری رائے مین رائے مذکور کی نہایت
تائید مین ہے +

اسلئے میری یہہ رائے ہے کہ دستاویز زیر بحث کے رو سے ایک استحقاق واقعہ جایداد غیر منقولہ پیدا ہوتا جیسا کہ مدعی کی طرف سے
بحث کیگئی ہے اور بباعث غیر رجسٹری شدہ ہونیکے وہ درست طور پر نامنظور کیگئی تہی +

دوسرا سوال یہہ ہے کہ آیا مدعی کسی دادرسی کا مستحق ہے بنسبت حکم امتناعی کے جو سب سے زیادہ اہم دادرسی استدعا کیگئی ہے
میری یہہ رائے ہے کہ وہ اسکا مستحق چند وجوہات کے باعث نہین ہے مطابق مقدمات کیسٹلی بنام کک (۲) کے
وہ فریق جو ایسی دادرسی کی استدعا کرے یا ابتدا سے لازم ہے کہ عدالت کو کہے کہ وہ کونسے مقدمہ پر انحصار کرتا ہے
اور جب وہ ایک خاص مقدمہ کو پیش اور اُسپر انحصار کرے تو عدالت اُسے دادرسی مذکور عطا کریگی اگر وہ مقدمہ
مذکور مین ایسا ندیکہے یا بالفاظ دیگر یہہ معلوم کرے کہ اُسنے ایک دعوے واسطے اظہار اپنے استحقاق حصول دادرسی
مذکور کے نبایا ہے“ صورت حال مین مدعی عدالت مین بدین بیان آیا ہے کہ معاہدہ مابین مدعی و مدعاعلیہ نمبر
جسکی شرائط کی خلاف ورزی کیا جانا منجانب شخص موخرالذکر کے بیان کیا گیا تہا واسطے بیع ایک خاص تعداد درختان
کے تہا۔ جو تاریخ معاہدہ سے عرصہ چہ ماہ کے اندر کاٹکر لیجائے جاتے چاہئیں تہے۔ یہہ بیان اُسکا غلط ثابت ہوا،
تاہم مدعی ابتک اپنی استدعائے حکم امتناعی کو اُس وجہ پر مبنی رکہتا ہے جو کہ کامل طور پر عرضیدعوے مین ظاہر
نہیں کی گئی یعنے عدم جواز ایک بالکل مختلف معاہدہ پیش کردہ مدعاعلیہ پر جس سے مدعی نے انکار کیا تہا لیکن جو درست
ثابت ہوا ہے مقدمہ محولہ آخر کے رو سے نہیں معلوم ہوتا ہے کہ ایسی تبدیلی وجوہات پر دادرسی کے عطا کرنے سے
ممانعت کیگئی ہے مزید برآن حالت اشتباہ جسکے رو سے مدعی نے عدالت سے اپنی آزادی حاصل کرنیکی استدعا کی ہے بلا واسطہ
طور پر اس امر واقعہ سے پیدا ہوئی ہے کہ دستاویز رجسٹری شدہ نہتی اور چونکہ خود مدعی یکساں ہمراہ مدعاعلیہم کی اسکا ذمہ دار ہے

(۱) لا رپورٹ کامن پلیز ڈویزن جلد ۱ صفحہ ۳۵
(۲) ہیر رپورٹ جلد ۷ صفحہ ۹۹۰۸۹

سنہ ۱۸۹۶ء
سینی چپیار
بنام
سنبہتا نامہن چپیار

شخص قول الذکر اس امر کی شکایت نہین کرسکتا اگر عدالت اسکی امداد کرنے سے جو اُس اصول کے انکار کرے جو مقدمہ ٹیدل بنام مرے (۱) مین لارڈ ایلڈن صاحب نے قرار دیا ہے جو یہہ ہے کہ ایک عدالت وقتاً فوقتاً حکم امتناعی کے عطا کرنے سے انکار کرتی ہے جبکہ وہ ایک استحقاق کو تسلیم کرے اور جبکہ فریق شکایت کنندہ کے طریق عمل سے ایسے واقعات ظہور مین آئے ہوں جنکے باعث درخواست کیگئی ہو۔ ایک اور وجہ کے باعث بھی مقدمہ ہذا ایک ایسا مقدمہ ہے جو ایک اہم قاعدہ مندرجہ ضمن ی دفعہ ۵۶ ایکٹ دادرسی خاص کی ذیل مین آتا ہے۔ قاعدہ مذکور اس اصول پر مبنی ہے کہ جو کوئی شخص انصاف کی استدعا کرے اُسے انصاف کرنا چاہئے اور اُس سے یہہ مفہوم ہوتا ہے کہ اُس مدعی کو جو ایک حکم امتناعی کا مستدعی ہو صاف دل ہونا چاہئے۔ اس امر کے متعلق کتاب کر صاحب دربارۂ احکام امتناعی مین اُس مقدمہ کی سند پر جسکا حوالہ اُسمین دیا گیا ہے یہہ بیان کیا گیا ہے کہ اُس مدعی کو جو حکم امتناعی کا خواستگار ہو اس قابل ہونا چاہئے کہ عدالت کو اطمینان دلائے کہ خود اُسکے افعال معاملہ مذکور مین مناسب طریر اور دیانت داری سے کئے گئے ہین اور وہ فریب اور بے ضابطگی سے بری ہین اور یہ کہ اگر اُسکے اُس کارروائی مین جو اُسنے اُس شخص کے ساتھ کیا ہے جسکے برخلاف اُسنے دادرسی کی استدعا کی ہے یا فریق ثالث کے ساتھ اُسنے نامناسب یا بے انصافانہ طور پر عمل کیا ہے تو وہ دادرسی حاصل نہین کرسکتا (طبع سوم صفحہ ۱۶) +

اب ہم واقعات مقدمہ حال کیطرح غور کرتے ہین مطابق معاہدہ کے مبلغ للعہ اما ... صرف اُن درختان کی نسبت واجب الادا نہتھا جو پہلے سے مدعا علیہ علہ کاٹ کر لیگیا تہا بلکہ اُس کثیر التعداد درختان کی نسبت بھی جو ابھی زمین پر کھڑے تہے نیز اور سب درختان کی نسبت جو دوران عرصہ معاہدہ مین پیدا ہوتے۔ چونکہ اب مدعا علیہ اقرارنامہ مذکور کا کامل فائدہ نہین اٹہا سکتا اسلئے یہہ مناسب نہین ہے کہ وہ کل زربدل ادا کرے مدعی نے مبلغ ... کے علاوہ جو نقد ادا کئے گئے تہے مبلغ ... کا پرامیسری نوٹ حاصل کیا تہا مشروط طور پر نوٹ مذکور کے بحق مدعا علیہ علہ واپس کرنیکا اقرار نہین کیا ہے۔ بخلاف ازین اُسنے ہمیشہ سے یہہ بیان کیا ہے کہ اُسے کل رقم مذکور کا حق حاصل ہے کوئی امر ایسا موجود نہین ہے جس سے وہ مدعا علیہ علہ پر نوٹ مذکور کے روپیہ کی نالش نکر سکے۔ یہہ کہنا ممکن نہیں ہے کہ مدعی نالش مذکور مین کسقدر رقم حاصل کرسکتا ہے خواہ اُس تنازعہ کا انجام کسیطرح پر ہو۔ یہہ امر بالکل صحیح ہے کہ مدعی کے اختیار مین ہے کہ مدعا علیہ علہ کو کل رقم کی نالش دایر کرکے تنگ کرے۔ ان واقعات کی موجودگی مین مدعی کا طریق عمل حسب منشاء اسنادات متعلق بیان امر کے نامناسب اور ناانصافانہ معلوم ہوتا ہے۔ گریہ ایک بہتر استعمال اختیار تمیزی نہوگا کہ وجہ مذکورۂ بالا پر حکم امتناعی سے انکار کیا جائے جو عدالت کو زیر دفعہ ۲۴۔ ایکٹ دادرسی خاص بعوض

---

(۱) جیکب رپورٹ صفحہ ۳۱۱ و ۳۱۶

سنہ ۱۸۹۶ء — سینی چیتیا بنام سنتہا نا تہن چتسیار

ہے کہ مدعی کو دیگر وادیسی مستدعویہ عطا کرے یعنے استقرار استحقاق دربارۂ درختان +

اسلئے مین اپیل کو منظور کرتا ہون اور ڈگری مصدرہ بحق مدعی کو منسوخ کرکے نالش کو خارج کرتا ہون۔

ہر ایک فریق اپنا اپنا کل خرچہ ادا کرے +

ٹی یولیس صاحب جسٹس:۔ مین بالکل متفق ہون +

صیغۂ اپیل دیوانی

بالحضور کالنس سُبہ منیا ایاّر صاحب جسٹس و ڈیویس صاحب جج کے اجلاس

سنہ ۱۸۹۶ء ۱۶ دسمبر

پنچپنا منجو نیار وغیرہ (مدعا علیہم ۱ لغایت ۱۰) سائلان بنام گدن ہر کیمار نچیتیہ پنا ہین نیار (مدعی) ریسپانڈنٹ٭

ایکٹ کمپنیہائی۔ ایکٹ ۶ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۴ غیر رجسٹری شدہ الیسوسی الیشن بغرض فایدہ۔ معاہدہ خلاف قانون

ایک لاٹری کے انعام جیتنے والو نے جسمین بیس اشخاص نے ٹکٹ لئے تھے معاونان لاٹری کے ساتھ یہہ شرط کی کہ دو

سالون تک کامیاب ٹکٹ کی بابت مطابق اُس انتظام کے جسکے رو سے لاٹری قایم کیگئی تھی چندہ دیتے رہینگے

چونکہ زر مذکور ادا کیا گیا تھا اسلئے معاونان لاٹری نے شرط مذکور کی بنا پر نالش کی:۔

تجویز ہوئی کہ کوئی الیسوسی الیشن بیس اشخاص کی بغرض فائدہ یا کسی اور غرض سے موجود نہتی اور اسلئے مدعیان

اس امر سے ممتنع نہتے کہ زیر ایکٹ کمپنیہائے دفعہ ۴ نقص رجسٹری کی بابت نالش کرین +

سائلان نے زیر ایکٹ عدالت ہائے مطالبہ خفیفہ دفعہ ۲۵۔ ایک درخواست بدین استدعا کی کہ ہائیکورٹ

کارروائیات اُس کے کرشنن صاحب سب آرڈینیٹ جج ملابار جنوبی بمقدمہ نالش مطالبہ خفیفہ ۱۴۲۲ سنہ ۱۸۹۵ء

کی نظر ثانی کرے +

سب آرڈینیٹ جج نے نالش کو حسب ذیل بیان کیا "یہ ایک نالش واسطے دلا پانے مبلغ ۵۰۰ روپیہ ۱۲ آنہ زر اصل

و سود واجب الادا بر بنائے تحریر کرمی کے جسمین مدعا علیہا اور اُسکے متوفی شوہر سنکرن نیار نے ایک

ٹکٹ کی تین چوتہائی لی تہی" جواب دعوے ایکٹ کمپنیہائے سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۴ پر مبنی تہا اور عذر یہہ کیا

گیا تہا کہ نالش چل نسکتی تہی کیونکہ دعوے ایک کثیر التعداد اشخاص کی الیسوسی الیشن مین سے پیدا

ہوا ہے جو فایدہ کیواسطے قایم کیگئی تہی اور جو رجسٹری شدہ نہتی تجویز موسوم کیجو دستاویز مدعا مین

٭ درخواست نگرانی دیوانی ۱۹۲ سنہ ۱۸۹۶ء

۱۸۹۶ء
پنچپنا منچینار
بنام
گدن ہیر

درج تھی جسکا ترجمہ حسب ذیل ہے :-

"یہ پروگرام لاٹری جو ۱۵ ادوام ۱۰۷۱ (۲۴ مئی ۱۸۹۵ء) کو نکالی جائیگی - ہم پلپاکٹ دیوائی اما کے لپرن نمبی کرشنن نیار اور چھوٹا بھائی پو کو نیار ساکن پرومبا امون ولیام واقعہ تعلقہ پالگہاٹ بذریعہ دستاویز ہذا کے ایک کرسی (لاٹری) بشرائط ذیل شروع کرتے ہیں :- لاٹری کی کل مالیت مبلغ سا ۔۔ ہوگی اور اسمیں تیرہ ٹکٹ ہونگے جنمیں سے ہر ایک ۔۔ کا ہوگا - ٹکٹ سال میں دو دفعہ نکالے جائینگے یعنی ۱۵ ادوام اور ۱۵ وریسچگام کو پہلے لاٹری نکالنے کی مقدار مالکان کیطرف سے ۱۵ ماہ ادوام حال کو جمع کیجائیگی - لاٹری ۱۵ وریسچگام ۱۰۷۷ کو ختم ہوگی جملہ اراکین جو لاٹری میں شامل ہوئے ہیں رقم واجب الادا کے ادا کرنیکے لئے ۱۲ بجے دوپہر ہر ایک لاٹری کے نکلنے کے دن مالکان کے مکان پر تیار ہونگے - وہ رقم جو اسطرح پر جمع ہوگی مالکان وصول کرینگے اور ایک رسید دستخطی نیکو نیار مقرہ و بدستخط کہنی کرشنن نیار مقرہ ہر ایک رکن کو دیجائیگی جو کہ روپیہ ادا کرے - اگر کوئی رکن ادائگی زر واجب الادا سے تاریخ لاٹری پر قاصر رہے تو وہ ایک تاوان مبلغ ۸ فی یوم کا اُن ایام کے واسطے ادا کریگا جب تک کہ زر مذکور غیر سودی رہے - اس رسید میں جو اولاً عطا کیگئی تھی وہ رقوم جو لاٹری کے مابعد میں وصول کیجائیں بطور ایسی رقوم کے جمع کیجائینگی جو علی الترتیب لاٹری کے لئے کیواسطے ادا کیگئی ہوں - ٹکٹ ۱ بجے شام سے پہلی تاریخ مقررہ پر نکالے جائینگے - اس رقم میں سے جو انعام جیتنے والے کے نام واجب الادا ہو مبلغ ۔۔ نکالیجائینگے اور باقی روپیہ جیتنے والے کو دیا جائیگا - مبلغ ۔۔ کی رقم مذکور اُن اشخاص کے مابین تقسیم کیجائیگی جنہوں نے انعام نہیں جیتا بطور سود اُس رقم کے جو اُنہوں نے ادا کی تھی یہ طریق نسبت محفوظ اور تقسیم کرنے مبلغ ۔۔ کے اُسوقت تک جاری رہیگا جب تک کہ آخری سے پہلی لاٹری نکالیجائے - انعام جیتنے والے مالکان کو ایسی رقوم ضمانت ادا کرینگے جیسی کہ مالکان اُس روپیہ کے واسطے طلب کریں جو ابھی اُنکی طرف سے ادا کیا جانا ہو اگر جیتنے والے بعد کی لاٹری کے واسطے رقم واجب الادا میعاد کے اندر ادا کریں تو وہ بلا کسی زر بدل کے وہ تمام رقم ادا کرینگے جو اُنکی طرف سے غیر سودی ہو معہ سود بشرح ۱۲ فیصدی فی سال کے - اگر انعام جیتنے سے پہلے کوئی رکن بعض لاٹری کے لئے کے وقت باضابطہ طور پر رقوم ادا کریں لیکن بعض لاٹریوں کے لئے میں ایسا نکریں تو مالکان

۱۸۹۱ء
پچیناپنچوپیا
بنام
کمسن ہیر

یا تو خود یا دیگر اراکین کو شامل کر کے لاٹری نکالینگے اور کل رقم کو جیتنے والے کے حوالہ کر دینگے اور عدم ادائگی کے قصوروار کو صرف وہ رقم جو اُسنے پہلے سے ادا کی ہے اور وہ رقم بھی بلا سود کے اور بعد ختم ہونے لاٹری کے اگر جیتنے والون سے ضمانت لینے کے بعد مالکان اُنکو رقم واجب الادا کے ادا کرنیسے قاصر رہین تو وہ اُسے معہ سود بشرح مذکورہ بالا ادا کرینگے مالکان اس پروگرام مین اُس روپیہ کا حساب کتاب ابتدا کرینگے جو اُنہون نے پہلی لاٹری کی تاریخ سے جمع کیا ہے اور نیز وہ ایک تجویز منسلکہ دستاویز ہذا مین اُن اراکین کے اسما درج کرینگے جو لاٹری کیواسطے شامل ہوئے ہون معہ تعداد و مقدار ٹکٹ ہائے خرید کردہ اراکین مذکور کے - اور وہ اپنی رضامندی ان شرائط کی نسبت ظاہر کرتے ہین ہر ایک رکن نے چندہ دیدیا ہے اور اسمین اتفاق کر کے دستخط کر دیئے ہین"۔

اس دستاویز کی فہرست اوّل مین ۷۴ - اشخاص کے نام درج تہے جو بطور اراکین کے شامل تہے اور اسمین بیان کیا گیا تہا کہ ہر ایک نے یا تو ایک ٹکٹ یا حصہ ٹکٹ جو اسمین خاص کیا گیا ہے خرید کیا ہے۔ کل مقدار تیرہ ٹکٹ ہائے کی تہی جنمین سے ہر ایک عہ کا تہا - دیگر ضمیمہ جات اُن رقوم کی فہرست ہائے تہیں جو سود کیواسطے وصول اور جمع بطور نتیجہ جات لاٹری ہائے کے کئیگئی تہین جنمین سے آخری ۱۵ اردوام عہ۱۰۶ کی تہی۔

۱۸۹۱ء
مدعلیہا عدا اور اُسکے پسر نے ایک دستاویز تحریر کی تہی جو بطور دستاویز الف کے داخل کیگئی تہی جو ۲۶ ر ی کی مرقومہ تہی اور اُسکا ترجمہ حسب ذیل ہے: -

"یہ دستاویز تحریر کردہ بطور مشترک منجانب پنچاناچی واما کی دختر نرائنی اما اور پسر سنکران نیار ساکن پروومیاٹن وولیسام تعلقہ پالگہاٹ کے بحق چیر پالمیا ایک دتوگہنی کرشن نیار اور چہوٹے بہائی پنکو نیار کے مشترک طور پر ساکن اسی وولیسام مذکور۔ ورصورتیکہ اُس لاٹری مین جسمین سود اُن ناکامیاب اراکین کو تقسیم کیا جاتا ہے جسکی کل مالیت مایعہ ہے جو تمنے بطور مالکان کے ۵ اردوام عہ۱۰۶۴ (۱۴م رمی ۱۸۸۹ء) کو ۳ ۱ ٹکٹ ہائے کے ساتہ شروع کی ہے جسمین مالکان کے حصص شامل ہین اور ہر ایک ٹکٹ عہ کا ہے اور لاٹری دو دفعہ سال مین نکالی جاتی ہے ہنے تین چوتہائی لاٹری لی ہے اور چوتہی لاٹری مین بشمولیت حصہ مالکان کے انعام پایا ہے جو ۲ اردوسچکام عہ۱۰۶۶ (نومبر ۱۸۹۰ء) کو نکالی گئی تہی - ہم بذریعہ تحریر ہذا کے مبلغ مایعہ دو سو پچیس روپیہ واجب الادا بحق خود کی رسید سوائے سود کے تحریر کرتے ہین مطابق شرائط لاٹری کے اور اقرار کرتے ہین کہ ہمیشہ آئندہ کیلئے لاٹری کا روپیہ ادا کرتے رہینگے مطابق شرائط مذکور کے مبلغ مایعہ

۱۸۹۶ء
چنیناپتونیار
بنام
گملاہیر

(اکیسو اٹھہتر روپیہ بارہ آنہ) جسکی رسیدیں دستاویز ہذا کی پشت پر لیجائیگی اگر ہم کسی لاٹری کے وقت اُسکا روپیہ میعاد کے اندر ادا کرنیسے قاصر رہین توہم بذریعہ تحریر ہذا کے اقرار کرتے ہین کہ یکمشت وہ تمام رقم ادا کردینگے جو ہماری طرف سے غیر سودی ہیگی مع سود کے بشرح ⅛ ۱ فیصدی فی ماہ اُس تاریخ سے جبکہ ہماری طرف سے قصور واقعہ ہو۔ تحریر بتاریخ ۲۴ اراودام مطابق ۲۶ مئی ۱۸۹۱ء بقلم چکین جیتہ سکارن نیار ساکن پرودمبا امسن ودلیسم بہ موجودگی گواہان ذیل کے" +

سبارڈینیٹ جج نے اُس عذر کو نامنظور کیا جو عدم رجسٹری زیر ایکٹ کمپنیہائے ۱۸۸۲ء دفعہ ۴ پر مبنی تھا اور اُسنے قرار دیا کہ رقم متدعویہ منجانب مدعا علیہا ۱ کے بربنائے انتظام مذکور کے واجب الادا رہتی اور کہ یہ ایک قرضہ خاندان تھا جسکے واسطے دیگر مدعا علیہم بحیثیت ارکین تاروہ کے ذمہ وار رہتے اور اُسنے ایک ڈگری حسب استدعا صادر کی +

بعض مدعا علیہم نے درخواست حال دائر کی +

نراثینا ینمیر منجانب سائلان +

بہندے ایّا منجانب رسپانڈنٹ +

تجویز۔ اُن تمثیلات سے جو عدالت ہذا کے روبرو بعد فیصل ہونے مقدمہ راماسامی بہگاوتہر بنام نگندریان (۱) کے آئی ہین یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک خیال پیدا ہوتا جاتا ہی کہ ہر ایک چیٹ یا کری جسمین بیس سے زیادہ اشخاص شامل ہون دفعہ ۴ ایکٹ کمپنیہائے ہند کی ذیل مین آتا ہی اور اسلئے اگر وہ غیر رجسٹری شدہ ہو تو ناجائز ہے۔ یہہ ظاہر کرنا مشکل ہے ضروری ہی کہ آیا ایک انتظام جو عام طور پر چیٹ یا کری کے نام سے ہو دفعہ مذکور کی ذیل مین آتا ہے بلاشبہ طور پر نہ صرف محض اُس نام پر مبنی ہے جو انتظام مذکور کو دیا گیا ہو بلکہ اُن ضروری علامات کی موجودگی پر جو حکم قانونی مذکور کے رو سے ضروری ہین۔ ہر ایک مقدمہ مین یہہ معلوم کیا جانا چاہئی کہ آیا علامات مذکور موجود ہین صورت حال مین سبارڈینیٹ جج نے اس معاملہ پر غور کیا ہے۔ اُسنے اُسکے متعلق شہادت لی ہے اور یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ مقدمہ دفعہ ۴ متذکرہ صدر کی ذیل مین نہیں آتا اور وہ مقدمہ راماسامی بہگواتہر بنام نگندریان (۱) سے ممیز ہے +

سوال یہہ ہے کہ آیا سبارڈینیٹ جج کی رائے اُن واقعات کے رو سے درست ہے جو بذریعہ شہادت کے قائم ہوئے ہین حال جیسی صورتون مین واسطے جواز الطلاق دفعہ زیر بحث کے امر اول جو ظاہر کیا جاتا ہی

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۴۰۱

وہ یہہ ہے کہ ایک کمپنی یا شراکت یا ایسوسی ایشن بیس سے زیادہ اشخاص کی موجود ہو - یہہ عذر نہیں کیا جا سکتا کہ صورت حال مین ایک کمپنی یا شراکت موجود ہو پس آیا وہ ایک ایسوسی ایشن بیس سے زیادہ اشخاص کی حسب منشا ایکٹ مذکور ہو؟ - اس سوال کا جواب اُن معنون پر مبنی ہے جو لفظ "ایسوسی ایشن" مندرجہ دفعہ مذکور کو دیئے جانے چاہئیں - اسواقعہ پر اور چند دیگر امور متعلق بہ تعبیر ہم مضمون دفعہ سٹیٹیوٹ انگلستان پر (جسکے کہ الفاظ مشابہ الفاظ دفعہ ایکٹ ہندوستانی کے ہین) مقدمہ سمتہ بنام اینڈرسن (۱) مین کامل غور کیا گیا تھا - مقدمہ مذکور مین جیمس صاحب و بریٹ صاحب و کاٹن صاحب لارڈ جسٹسان نے اُس تعبیر سے اختلاف کیا تھا جو دفعہ مذکور کی جیمس صاحب ماسٹر آف رولز نے کی تہی - غرض حال کے واسطے یہہ ضروری ہے کہ بریٹ صاحب و کاٹن صاحب لارڈ جسٹسان کے فیصلہ سے دو ایک فقرات مقتبس کیئے جائیں جنمین کہ لفظ "ایسوسی ایشن" کی تعبیر کیگئی ہے - صاحب اوّل الذکر نے یہہ ظاہر کی ہے کہ "اس فقرہ کی ذیل مین آنیکے لیئے ایک مشترک رشتہ بیس سے زیادہ اشخاص کا ایک عام غرض کیواسطے موجود ہونا چاہئے . . . . مین اقرار کرتا ہون کہ مجھے اس امر کے معلوم کرنے مین کسیقدر دقت پیش آتی ہے کہ کسطرح ایک ایسوسی ایشن ایک کاروبار کرنیکے واسطے ہو سکتی ہے جو نہ تو کمپنی اور نہ شراکت ہو لیکن مجھے یہہ کہنے مین تامل کرنا چاہئے کہ اشخاص کاروبار کی عقلمندی سے ممکن ہے کہ کسی دن ایک ایسا رشتہ مابین بیس سے زیادہ اشخاص کے پیدا کیا جاوے جو نہ تو درست طور پر کمپنی اور نہ شراکت ہو لیکن تاہم وہ ایک ایسوسی ایشن ہو لیکن مطابق ہمارے عام قواعد تعبیر کے اگر ایسوسی ایشن متذکرہ دفعہ ہم دراصل ایک کمپنی یا شراکت نہیں ہے تاہم وہ کوئی شئے اُسی قسم کی ہونی چاہئے وہ ایک رشتہ قائم کردہ مابین بیس یا زیادہ اشخاص کے ہونا چاہئے جو واسطے کرنے کاروبار کے ہو یعنے اس غرض کے لیئے کہ کمپنی یا شراکت یا ایسوسی ایشن مذکور کاروبار کرے واسطے کاروبار مذکور (خواہ اُس سے کوئی کاروبار مراد ہو) بیس یا زیادہ اشخاص مذکور سے کیا جانا چاہئے" کاٹن صاحب لارڈ جسٹس نے عبارت ذیل استعمال کی تہی :-

"مین اس امر پر غور کرنا ضروری نہیں سمجھتا کہ کس حد تک لفظ "ایسوسی ایشن" الفاظ کمپنی یا شراکت سے مختلف ہے لیکن میری رائے مین ہم یہہ کہہ سکتے ہین کہ اگر ایسوسی ایشن سے مراد کوئی شئے مختلف از کمپنی یا شراکت ہے تو وہ بذریعہ اُن دو الفاظ مشمولہ کے معلوم کیجانی چاہئے جن کے کہ مابین وہ واقع ہے اور اُس سے ایسی شئے مراد ہونی چاہئے جسکے کہ ارکان کی نوعیت شرکا کی ہو" +

(۱) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۱۵ صفحہ ۲۴۷

سنہ ۱۸۹۶ع پچھیمیا بنام گدر

سنجیا میجو نیاد بنام گورنی ہیر

پس صحیح طور پر ایک ایسوسی ایشن حسب منشاء دفعہ مذکور نہیں ہے کیونکہ واسطے ایک رشتہ قانونی کا مابین ممبروں کے زیادہ اشخاص کے موجود ہونا جنکے سوسے مشترکہ حقوق یا فرائض یا باہمدگر حقوق و فرائض پیدا ہوتے ہوں کامل طور پر ضروری ہے بصورت دیگر صرف اجتماع اشخاص ہوگا جیسا کہ کاٹن صاحب لارڈ جسٹس نے بیان کیا ہے نہ ایک ایسوسی ایشن" +

اب ہم واقعات مقدمہ ہذا کی طرف غور کرتے ہین ۔ دستاویز نمبر ا سے صحیح طور پر ظاہر ہوتا ہے جسمین وہ شرائط درج ہین جنکے مطابق کُرّی چلائی جاتی ہے ۔ کہ کوئی ایسا رشتہ مابین اُن اشخاص کے موجود نہتا جنہون نے دستاویز مذکور تحریر کی ہے او ارکنندہ فریقہا ایک طرف سے کہنی کرشنا عیسو بنکو تیار ہین جنہون نے کُرّی کی بنیاد قایم کی تہی اور جنکا ذکر دستاویز نمبر ا مین بطور مالکان کے کیا گیا ہے اور دوسری طرف سے ۔ ایک باقی ممبر ٹکٹ لینے والا ذاتی طور پر ہے استحقاق وصولی چندہ جو ایک مدت معین پر ہر ایک ٹکٹ لینے والے کی طرف سے واجب الادا ہے صرف وہ قایم کنندگان کو حاصل ہے اُس شخص کو ۔ وہ پیدا کرنیکا فرض جو اُسکا حق ہو اُنپر عائد کیا گیا ہے نا مطابق مقدمہ راماسامی بنگو اتہر بنام نگمندریان (۱) کے اُس خاص ٹکٹ لینے والے پر جسنے بطور انعام جیتنے والے کے اُس وقت کی جمع کو حاصل کیا ہے ۔ لازم ہے کہ کافی ضمانت واسطے ادائگی آئیندہ چندہ کے جو اُسکی طرف سے واجب الادا ہووے ۔

نیز اگر کوئی ٹکٹ لینے والا اپنے چندہ کی ادائگی مین مطابق اقساط کے قصور کرے تو صرف مالکان ہی اُس کمی کے پورا کرنیکے ذمہ دار ہین جو ایسے قصور کے باعث واقعہ ہوئی ہو اور اس وجہ سے وہ مجاز ہین کہ اپنے انتخاب رائے کے مطابق ایسے اشخاص کو جنکا ذکر دستاویز نمبر ا مین بطور ٹکٹ والون کے نہین کیا گیا بجائے اشخاص قصوروار کے شامل کرین ۔ وہ فرض جو ہر ایک ٹکٹ لینے والے پر عائد ہے یہ ہے کہ اپنا چندہ وقتاً فوقتاً مالکان کو ادا کرے اور اُسے صرف یہ حق حاصل ہے کہ اُنسے اپنا جداگانہ حصہ علیحدہ کا ہر ایک لاٹری کے وقت اُس کل جمع مین سے منہا کرائے اور اُسے اُن ٹکٹ لینے والون مین تقسیم کرائے جو علاوہ اُن اشخاص کے ہون جنہون نے انعام حاصل کئے ہین اور نیز اُنہی فریقہائے سے رقم انعام وصول کرے جبکہ وہ انعام جیتنے والا ہو ۔ پس یہ ظاہر ہے کہ وہ اشخاص جنکا علاقہ ایک دوسرے کے ساتھ ہے اور جن کو مشترک حقوق حاصل ہین یا جنپر مشترک ذمہ واریہا عائد ہین یا جن کو باہمدگر حقوق اور فرائض حاصل ہین صرف وہ مالکان ہین مگر دیگر ٹکٹ لینے والے جیمس صاحب لارڈ جسٹس کے بیان کے مطابق یہ پہلے ہی سے بالکل اجنبی ہین جنہون نے ایکدوسرے کے ساتھ

(۱) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۳۱

پنچپا تیمپیار بنام گدن پیرکمار

کوئی معاہدہ نہین کیا گیا۔

اسلئے نتیجہ یہہ ہے کہ پہلی ہی شرط جو اُس دفعہ مین قائم کیگئی ہی جیپر کہ انحصار کیا گیا ہے صورت حال مین موجود نہین ٭ نتیجہ مذکور کے اخذ کرنے مین ہمنے اُس پہلو کو نظر انداز نہین کیا جو ایک مقدمہ محولہ بالا مین بہ مضمون ظاہر کیگئی ہتی کہ کوئی قابل اعتراض کوشش دربارہ اِس امر کے نکیجانی چاہیئے کہ حکم قانونی کے اطلاق سے کسی ایسی صورت کو مستثنے کیا جائے جو مناسب طور پر اُسکی ذیل مین آتی ہو۔ یہہ امر بلا شبہ طور پر درست ہے بلاوہ ازین یہہ امر قابل لحاظ ہے کہ قانون کا منشا جیسا کہ جسٹس صاحب لارڈ جسٹس نے بیان کیا ہے یہہ ہے کہ اُس نقصان کو باز رکھا جائے جو بڑے تجارتی کاروبار مین عاید ہو سکے جسمین بہت سے اشخاص شامل ہون تاکہ اُن اشخاص کو جو اُنسے کاروبار کرین یہہ معلوم ہو کہ کسکے ساتہہ وہ معاہدہ کر رہے ہین اور اسطرح پر اُنکو بہت سے خرچہ اور مشکل کا زیربار ہونا پڑے جو ایک عام نقصان قابل رفع کئے جانیکے ہے ٭ جبکہ ایک ایسے منشا والے ایکٹ کے ذریعہ اس امر کی کوشش کیجا رہی ہو کہ اُن فرائض سے سبکدوشی حاصل کیجائے جو ایک خفیف کاروبار از قسم حال کی نسبت عاید کئے گئے ہون جو نہایت کم تعداد معلومہ اشخاص کی ذمہ واری پر چلایا گیا ہو اور جو ٹکٹ لینے والونے بطور محفوظ کرنے کسیقدر روپیکے اپنی آمدنی مین سے قایم رکہا ہو تو عدالت کا فرض ہے کہ قانون مذکور کے وسیع کرنیکی مخالفت کرے جسکی کوشش ناجائز طور پر واسطے متعلق کرنے غرض قانون کے ایسے مقدمات سے کیگئی ہو جو اُس کے معنونکی ذیل مین نآئے ہون ٭

جیسا کہ صریح طور پر اوپر بیان کیا گیا ہے ہم اس امر سے مطمئن ہین کہ صورت حال مین پہلی ہی شرط زیر دفعہ مذکور ناکامیاب رہی ہے اسلئے یہہ غیر ضروری ہے کہ اُس دوسرے سوال پر غور کیا جائے جسپر نہایت طویل بحث کیگئی ہے جو یہہ ہے کہ یہہ فرض کرکے کہ ٹکٹ لینے والے اور مالکان ایک ایسی ایسوسی ایشن نبلاتے ہین جسکا ذکر دفعہ مذکور مین کیا گیا ہے آیا ایسوسی ایشن مذکور کی نسبت یہہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ بغرض بیوپار کرنے کے واسطے قائم کیگئی تہی اور جسکی غرض فایدہ اُٹھانے کی تہی ٭

اسلئے ہم سیارڈ منیٹ جج کے متوجب سے اتفاق کرتے ہین اور درخواست ہذا کو معہ خرچہ خارج کرتے ہین ٭

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر سبرمنیا ایار صاحب جسٹس و مسٹر بنسن صاحب جسٹس

۱۸۹۶ء
۱۳ و ۱۴ نومبر

جنگا نیادو (مدعی) اپیلانٹ **بنام** متی سامی نیادو وغیرہ مدعا علیہم ریسپانڈنٹس*

دہرم شاستر۔ تقسیم حصول ہائے مابعد۔ لڑکا جو بعد میں پیدا ہوا ہو اُسکا استحقاق تقسیم۔

ایک ہندو نے جسکے دو پسران تھے اپنی جائداد کو اُنکے مابین تقسیم کر دیا اور اپنے واسطے کوئی حصہ محفوظ نہ کیا۔ ایک تیسرا پسر بعد میں اُسکے یہاں پیدا ہوا جسنے اب اُس جائداد کی تقسیم کی نالش کی جو تقسیم ہو چکی تھی اور اُس جائداد کی جو اُسکے برادران نے سرمایہ مذکور سے حاصل کی تھی:۔

تجویز ہوئی کہ مدعی دادرسی مستدعویہ کا مستحق تھا۔

اپیل دوم بنا راضی ڈگری ایم بی سندر راؤ سب آرڈینیٹ جج ارکاٹ شمالی بمقدمہ اپیل نمبر ۱۳ سنہ ۱۸۹۳ء مشعر تنسیخ بحالی ڈگری ٹی سوامی ایار منصف ضلع چتور بمقدمہ ابتدائی نمبر ۲۳۳ سنہ ۱۸۹۲ء۔

مدعی نے بعض جائداد کی تقسیم کا دعوے بطور جائداد جدی اور ایسی جائداد کے کیا جو جدی جائداد خاندانی کے منافع سے حاصل کیگئی تھی جسکے کہ اراکین مدعی اور اُسکے برادران مدعا علیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ تھے۔ مدعا علیہ نمبر ۳ کی نسبت بیان کیا گیا تھا کہ وہ ایک شخص اجنبی تھا جسکے قبضہ میں ایک جزو اُس جائداد کا تھا جسکی تقسیم کا دعوے کیا گیا تھا۔

مدعا علیہ نمبر ۱ نے یہہ عذر کیا کہ اسکا حصہ جائداد جدی منقسمہ تھا اور وہ اُسے ارجاع نالش سے بہت سال پہلے حوالہ کیا گیا تھا۔ اور کہ جزو جائداد زیر بحث حال اُسنے تاریخ مذکور سے حاصل کیا تھا۔ مدعا علیہ نمبر ۳ نے ایک الاتم رکن خاندان ہونیکا دعوے کیا اور اُسنے دیگر عذرات مشابہ عذرات مدعا علیہ نمبر ۱ کے اُٹھائے۔

سب آرڈینیٹ جج نے یہہ قرار دیا کہ مدعا علیہ نمبر ۳ ایک رکن خاندان تھا جیسا کہ وہ دعوے کرتا تھا اور کہ جائداد خاندانی قبل مدعی کے پیدا ہونیکے تقسیم ہو چکی تھی اور کہ سنہ ۱۸۹۰ء میں جبکہ مدعی نابالغ تھا۔ بروئے ایک ایسی دستاویز کے تقسیم عمل میں آئی تھی جو بالغ اراکین خاندان نے تحریر کی تھی۔ اُسنے یہہ بھی قرار دیا کہ ابتدائی تقسیم کے وقت باپنے کوئی حصہ اپنے واسطے محفوظ نہ کیا تھا۔ سب آرڈینیٹ جج نے قرار داد ہائے مذکورہ

---

* اپیل دوم نمبر ۸۸ سنہ ۱۸۹۵ء

جگاماننا ودو
بنام
منی سامی نیادو

منصف ضلع کی اُس ڈگری کو بحال رکہا جسکے رو سے مدعی نے ایک ثلث حصہ اُن اراضیات کا حاصل کیا تہا جو ابتدا از مدعا علیہم ملہ و ملہ کے مابین تقسیم کیگئی تہیں لیکن جائداد محصلہ مابعد کا حصہ نہ دیا گیا تہا اُسنے بیان کیا ہے کہ "جائداد حاصل کردہ لبطور جائداد محصلہ خود کے متصور نہیں ہوسکتی اگر کوئی تقسیم مابین قبل موجود نہو چونکہ پہلے سے ایک تقسیم مابین آچکی ہے اسلئے اُن حصولہائے مابعد کی نسبت جو اُنکے فایدہ سے حاصل ہوئے ہین یہہ قرار دیا جانا چاہئے کہ وہ حاصل کنندگان کی جداگانہ جائداد عام واقعات کی موجودگی مین ہے - صورت حال مین ایک بعد مین پیدا شدہ لڑکے کی صورت موجود ہے باپنے کوئی حصہ اپنے واسطے محفوظ نہین کیا تہا اور تمام جائداد موجودہ پسران کے مابین تقسیم کیگئی تہی - ایسی صورت مین سمجہا گیا ہے کہ بعد مین پیدا شدہ پسر کو جسکی ماں کا حاملہ ہونا بروقت تقسیم کے معلوم نہہ اپنے برادران کے حصہ مین سے ایک حصہ اُنکے حصہ کے مساوی بعد محسوب کرنے اُس آمدنی کے حاصل کرنا چاہئے جو حاصل ہوئی ہو - لیکن قرضجات برکت متاکشرا باب ۱ دفعہ ۶ فقرہ ۸ مین یہہ بیان کیا گیا ہے کہ ایسی صورت مین معلومہ جائداد مین سے حصص کئے جانی چاہیے اور فقرہ ۹ مین معلومہ جائداد کے معنے اسطرح ظاہر کئے گئے ہین "جو برادران سے حاصل کی ہوئی" اس سے یہہ امر صریح ہے کہ متاکشرا مین اُس حصہ کے تقسیم کئے جانیکا ذکر ہے جو اُن حصص مین سے ہو جو پہلے تقسیم کئے گئے تہے - لیکن اُس جائداد محصلہ مین سے نہین جو برادران نے حاصل کی ہو +

اسلئے میری یہہ رائے ہے کہ قرارداد عدالت ماتحت دربارہ حصہ مدعی منجملہ حصص عطا کردہ بحق مدعا علیہم ملہ و ملہ کی نسبت عذر نہین کیا جا سکتا" +

مدعی اپیل دوم حال رجوع کیا +

مسٹر اینگا چیریر منجانب اپیلانٹ +

جمبو لنگا مدلیار منجانب رسپانڈنٹان +

تجویز - اپیلانٹ کے برادران رسپانڈنٹان ملہ و ملہ اور اُنکے باپ کے مابین قبل پیدا ہونے اپیلانٹ کے تقسیم عملمین آئی تہی تقسیم مذکور مین باپنے کوئی جائداد اپنے واسطے محفوظ نکی تہی - عدالت ہائے ماتحت نے یہہ قرار دیا ہے کہ اپیلانٹ اُس جائداد مین سے حصہ کا مستحق ہے جو رسپانڈنٹان مذکور نے بروقت تقسیم حاصل کی تہی - مگر اپیلانٹ کو بعض دیگر جائداد ہائے مین سے حصہ نہ دلایا گیا تہا جو جو برادران کے قبضہ مین تہیں - جائداد ہائے مذکور اُس تقسیم مین مستثنے کیگئی تہیں جنکی ڈگری بحق اپیلانٹ عطا کیگئی تہی - اسوجہ سے نہین کہ وہ فریقین کے قابض کی جداگانہ جائداد تہی جو بلا امداد جائداد جدی کے

سنہ ۱۸۹۶ع
جنگا ماناڈو
بنام
منی سامی نیڈو

حاصل کیگئی تہی۔ لیکن جیسا کہ ہم سمجھتے ہین سب آرڈینیٹ ججنے محض اس وجہ سے کہ جائیداد حاصل کردہ بعداز تقسیم گو وہ اُس جائیداد کی امداد سے حاصل کیگئی تہی جو بوقت تقسیم کے حاصل کیگئی تہی بالکل حاصل کنندگان کی ملکیت ہے۔ اس رائے کی تائید صریح طور پر ہندو شاستر کے سندات سے نہیں ہوتی جنمین سے بعض کا خود سب آرڈینیٹ جج نے حوالہ دیا ہے لفظ "آمدنی" "منافعہ" مندرجہ متاکشرا مین "معلومہ جائیداد جو آمدنی یا نفع کے واسطے درست کیگئی ہو" (جیسا کہ اُسکا ترجمہ کولبروک صاحب نے کیا ہے) (۱) یا "جائیداد معلومہ جو بذریعہ فائدہ یا نقصان کے درست کیگئی ہو" (جیسا کہ مینڈ لیکس نے بیان کیا ہے) (۲) جیسے متاکشرا کے باب دفعہ ۶ فقرہ ۱۰ مین اُسکا نتیجہ اس امر سے بھی نکلتا ہے جو اس بات سے ظاہر ہے کہ اضافہ کی مثالین شامل ہین جو اُن حصص مین کیگئی ہون جو پہلے تقسیم کے حاصل ہوگئے ہون اور اُنکی نسبت بعد مین پیدا شدہ لڑکے کو ایک استحقاق نسبت حاصل کرنے حصے کے اضافہ شدہ مال مین سے بھی عطا کیا گیا ہے۔ البتہ شرط یہ ہے کہ اُنکی نسبت یہ ثابت کیا گیا ہو کہ وہ بامداد جائیداد جدی کے حاصل نہیں کیگئین۔ قاعدہ مذکور کا اصول جیسا کہ سبودھنی نے متاکشرا باب دفعہ ۶ فقرہ ۹ محولہ بالا کی شرح کرتے وقت بیان کیا ہے یہ ہے کہ جہانتک بعد مین پیدا شدہ شریک حصہ دار کا تعلق ہے وہ حصص جو اُن فریقین نے حاصل کئے ہون جنہوں نے قبل اُسکی پیدائش کے جائیداد تقسیم کرلی ہو اُسیقدر ذمہ وار تقسیم مین جیسا کہ پہلی تہی اور اسلئے وہ یعنے پسر پیدا شدہ مابعد اُس فائدہ کے تقسیم کرانے کا مستحق ہے جو تقسیم کردہ جائیداد مذکور مین سے پیدا ہوا ہو+ (۱)

اسلئے اپیلانٹ اپنے حصہ کا مستحق اُن جائیدادوں مین سے بھی ہے جو مدعا علیہم ۱ و ۲ کے قبضہ مین ہین جنکی نسبت عدالت ماتحت مین اُسکا دعوے خارج کیا گیا تہا۔ اسلئے وہ ڈگری جو اُنہون نے صادر کی ہے اسطرح پر ترمیم کیجانی چاہئے۔ رسپانڈنٹان مذکور اپیلانٹ کا خرچہ ادا کرینگے جو عدالت ماتحت نے نہیں دلایا اور نیز خرچہ اپیل دوم ہذا بھی۔ لیکن رسپانڈنٹ ۔۔ کے بخلاف اپیل ہذا معہ خرچہ خارج کیا جاتا ہے +

(۱) سٹوکس ہندو لا بکس صفحہ ۳۹۵۔

(۲) مینڈ لیکس ہندو لا رپورٹ صفحہ ۲۱۶

ڈگری دار نے یہہ عذر کیا کہ اراضی متنازعہ کی حدود نہ تو ڈگری مین اور نہ رہن نامہ مین کافی طور پر خاص کیگئی ہیں اور چونکہ ڈگری مطابق ایکٹ انتقال جائیداد کے صادر نہین کیگئی اسلئے اُسکے رو سے ڈگریدار کو کوئی استحقاق نسبت نیلام کرانے جائیداد کے عطا نکیا گیا تہا اور اُسکا اجرا نہین کیا جا سکتا +

سب آرڈینیٹ جج نے درخواست مذکور کو خارج کیا اور اجرا کے جاری رکہے جانیکی اجازت دی +

سایل نے اپیل حال رجوع کیا +

یادداشت اپیل مین منجملہ دیگر فقرات کے فقرات ذیل درج تہے + —

١ــ چونکہ نالش ایکٹ انتقال جائیداد کے نافذ ہونیکے بعد دایر کیگئی تہی اسلئے ڈگری حال کا اجرا جس نمونہ مین کہ وہ صادر کیگئی ہے بذریعہ قرقی و نیلام جائیداد ہائے مرہونہ کے نہیں کیا جا سکتا +

٢ــ بروئے دفعہ ٩٩ ایکٹ انتقال جائیداد کے جائیداد نیلام نہین کیجا سکتی اِلّا جبکہ نالش زیر دفعہ ٦٧ رجوع کیگئی ہو اور ڈگری زیر دفعہ ٨٨ ایکٹ مذکور صادر ہوئی ہو +"

پتاگراجا ایار منجانب اپیلانٹ

ریسپانڈنٹ کیطرف سے کوئی حاضر نہتا +

تجویز — ڈگری ایسی باضابطہ نہتی جیسی کہ وہ بروئے ایکٹ انتقال جائیداد کے ہونی چاہئے تہی اسمین شک نہین کہ اسکا باعث یہہ ہے کہ بوقت صدور ڈگری کے ابہی تہوڑے عرصہ سے ایکٹ مذکور نافذ ہوا تہا۔ ڈگری مذکور دراصل ایک ڈگری نیلام ہے۔ کوئی بغرض اظہار اس امر کے موجود نہیں کہ وہ جائیداد جو نیلام کیجانی ہے قرضہ کی ضمانت ہے +

اپیل ہذا زیر دفعہ ٥٥١ مجموعہ ضابطہ دیوانی خارج کیا جاتا ہے +

صیغۂ اپیل فوجداری

باجلاس سر آرتہر جان ایچ کالنس صاحب نائٹ چیف جسٹس و مسٹر جسٹس بنسن صاحب جج

ملکہ معظمہ قیصر ہند **بنام** تمبرا ادو ہیڈ

تعزیرات ہند دفعہ ٢١١ ــ جہوٹا الزام ڈاکہ کا ایک افسر پولیس سٹیشن کے روبرو لگانا

ایک جہوٹا الزام ڈاکہ کا ایک افسر پولیس سٹیشن کے روبرو لگایا گیا تہا جسنے بعد کسیقدر تحقیقات کے اُسکو بطور جہوٹے الزام کے مجسٹریٹ کے سپرد کیا اور مجسٹریٹ نے استغاثہ کے خارج کئے جانے کا حکم بلا کسی قسم کی کارروائی

---

* اپیل فوجداری نمبر ٣٢٣ سنہ ١٨٩٦ع

١٠ ستمبر سنہ ١٨٩٦ع
اپیل ابتدائی
بنام
[illegible]

٢٩ اکتوبر سنہ ١٨٩٦ع

۱۸۹۶ء
ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند
بنام
ننجنداراد

خلاف فریقین تعلقدار کرنے کے دیا۔ ایک شخص پر جسنے الزام لگایا تھا زیر دفعہ ۲۱۱ تعزیرات ہند تجویز کیگئی تھی اور اُسکی نسبت یہ قرار دیا گیا تھا کہ اُسے اِس امر کا علم تھا جو اُسمیں مذکور تھا۔ اور اُسکی نیت یہی تھی اور اُسپر تجویز جرم کیجائے اُسے چار سال کی قید سخت کا حکم دیا گیا تھا۔

تجویز ہوئی کہ ملزم نے کارروائی فوجداری حسب منشاء دفعہ مذکور دائر کی تھی اور حکم سزا مطابق قانون کے تھا۔

اپیل بنا راضی تجویز ثبوت جرم و حکم سزا صادرہ ۱۲ ماہ مارچ سال حال حسب ہما لیکنگ سشن جج بلاری بمقدمہ سشن ۵۵ سنہ ۱۸۹۶ء۔

ملزم پر یہ تجویز کیگئی تھی کہ اُسنے ایک جھوٹا الزام بہ نیت ضرر رسانی کے مستغیث پر لگایا ہے اور اُسے زیر دفعہ ۲۱۱ مجموعہ تعزیرات ہند چار سال کی قید سخت کا حکم دیا گیا۔ الزام زیر بحث ڈاکہ کا الزام تھا اور وہ پولیس سٹیشن آنیپلا ہبی کے روبرو لگایا گیا تھا۔ افسر مذکور کی بعد تحقیقات کے یہ رائے تھی کہ استغاثہ کی تائید نہیں ہوتی۔ اسلئے اُسنے مجسٹریٹ کو بطور جھوٹے استغاثہ کے سپرد کیا اور مقدمہ کاغذات پولیس سے خارج کیا گیا تھا۔ سشن جج اور اسیسرز کی یہ رائے تھی کہ الزام بنایا گیا تھا اور ملزم کو حسب متذکرہ صدر سزا دیگئی تھی۔

ملزم نے اپیل حال رجوع کیا۔

مسٹر سمقہری وینکٹا راما سرما منجانب اپیلانٹ

پبلک پراسیکیوٹر (مسٹر پاول) منجانب سرکار۔

تجویز - ملزم پر یہ تجویز کیگئی تھی کہ اُسنے پولیس کے پاس ایک جھوٹا استغاثہ ڈاکہ کا بعض اشخاص کے برخلاف دائر کیا ہے اور اُسے زیر دفعہ ۲۱۱ مجموعہ تعزیرات ہند چار سال کی قید سخت کا حکم دیا گیا تھا۔

اپیل میں یہ بحث کیگئی ہے کہ استغاثہ جو پولیس کے پاس کیا گیا تھا جھوٹا ہو سکتا ہے تاہم چونکہ پولیس نے مقدمہ کو بطور جھوٹے استغاثہ کے مجسٹریٹ کے سپرد کیا تھا اور چونکہ مجسٹریٹ نے استغاثہ کو بطور جھوٹے استغاثہ کے خارج کر دینے کا حکم بلا کسی کارروائی خلاف ملزم کرنے کے دیا تھا اسلئے جرم مذکور میں زیادہ سے زیادہ دو سال کی سزا بروئے جزو اوّل دفعہ مذکور کے ہو سکتی تھی بجائے سات سال کی قید بروئے جزو دوم دفعہ مذکور کے۔

اس رائے کی تائید میں فیصلجات الہ آباد ہائیکورٹ بمقدمات قیصرۂ ہند بنام جیتم سنگھ (۱) و ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند بنام بشیشر (۲) و ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند بنام کریم بخش (۳) پر انحصار کیا گیا تھا۔ اسمیں شک نہیں کہ مقدمات مذکورہ

(۱) انڈین لا رپورٹس الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۲۱۵

(۲) 〃 〃 〃 〃 ۱۲ 〃 ۱۲۴

(۳) 〃 〃 〃 〃 ۱۰ 〃 ۴۵

۱۸۹۶ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
نخبند راراو

اُس تعبیر دفعہ مذکور کی تائید ہوتی ہے جسکی نسبت اپیلانٹ نے عذر کیا ہے۔ لیکن تعبیر مذکور پر کلکتہ ہائیکورٹ کے پانچ ججان کے اجلاس کامل نے مقدمہ کریم بخش بنام ملکہ معظمہ قیصر ہند (۱) مین غور کر کے اُس سے اختلاف کیا تہا جبکہ انہون نے ایک دراز سلسلہ فیصلجات ما قبل منفصلہ عدالت مذکور کی پیروی کی تہی۔ ہماری یہہ رائے ہے کہ وہ رائے جو مقدمہ موخر الذکر مین اختیار کی گئی تہی درست ہے۔ ہم اس امر کے قرار دینے کی کوئی وجہ نہین دیکہہ سکتے کہ الفاظ "ارجاع کارروائیات فوجداری" ایک مجسٹریٹ کے روبرو استغاثہ کے دایر کئے جانے تک محدود ہونی چاہئیں یا اُس استغاثہ تک جو مجسٹریٹ یا پولیس کے پاس ملزم کے برخلاف کیا ہو۔ ہمین یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جب صورت حال کیطرح ایک قابل سماعت جرم کا الزام پولیس کے روبرو ایک خاص شخص کے برخلاف لگایا گیا ہو تو کارروائیات فوجداری حسب منشاء دفعہ مذکور بالکل اُسطرح پر دایر کیگئی ہین جسطرح کے استغاثہ مجسٹریٹ کے روبرو کیا گیا ہو۔ بحث یہہ کیگئی ہے کہ جب استغاثہ پولیس کے روبرو کیا گیا ہو تو وہ اُسکو محض تحقیقات کیواسطے آمادہ کرتا ہے [illegible] کہ استغاثہ کو جہوٹا قرار دے اور استغاثہ کی نسبت کارروائی خواہ ملزم کو اسکا علم بہی ہو کہ کوئی استغاثہ اُسکے برخلاف دایر کیا گیا ہے کرے۔ لیکن صورت بالکل وہی ہوگی جبکہ استغاثہ مجسٹریٹ کے روبرو کیا گیا ہو۔ اُس پر لازم نہین ہے کہ کوئی کارروائی بخلاف شخص ملزم کے کرے۔ وہ مجاز ہے کہ مقدمہ کو پولیس کے پاس تحقیقات کے واسطے ارسال کرے اور رپورٹ پولیس کے پہونچنے پر مجاز ہے کہ کسی کارروائی کے علاوہ ملزم کرنے سے انکار کرے۔ ایسی صورت مین ممکن ہے کہ ملزم اس امر سے بیخبر ہو کہ کوئی استغاثہ کبہی کیا گیا تہا۔ تاہم یہہ مشکل سے عذر کیا جا سکتا ہے کہ استغاثہ بحضور مجسٹریٹ [illegible] "کارروائی فوجداری کے داخل کئے جانے" کی حد تک حسب منشاء دفعہ مذکور نہین پہونچتا +

جیسا کہ قبل ازین بیان کیا گیا ہے ہماری یہہ رائے ہے کہ درست تعبیر دفعہ مذکور کی وہ ہے جو کلکتہ ہائیکورٹ نے مقدمہ محولہ مین کی ہے تعبیر مذکور کو اختیار کر کے ہم یہہ قرار دیتے ہین کہ اپیلانٹ کا جرم صورت حال مین آخری جزو دفعہ ۲۱۱ مجموعہ تعزیرات ہند کی ذیل مین آتا ہے اور حکم سزا خلاف قانون نہین ہے +

بلحاظ اُس جرم کی سنگینی کے جسکا الزام لگایا گیا ہے اور مستغیث کی عداوت کے ہم بلا شبہ طور پر حکم سزا کو زیادہ نہین سمجہتے اور ہم اُسے بحال رکہکر اپیل ہذا کو خارج کرتے ہین +

---

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۵۷۴

۲۹ ستمبر ۱۸۹۶ء

ضمیمہ اپیل دیوانی

باجلاس سر آرتھر جے ایچ کالنس صاحب چیف جسٹس و مسٹر جسٹس بنسن صاحب

کپونیادو (مدعا علیہ) اپیلانٹ **بنام** وینکٹا کرشنا ریڈی (مدعی) ریسپانڈنٹ *

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۴۳ ۔ ایکٹ انتقال جائداد دفعہ ۸۵ ۔ نالش بیدخلی متعاقب ایک رہن کے مشتری کے خلاف خریدار بذریعہ ڈگری رہن کے ۔ نالش مابعد بغرض انفکاک کے +

بعض اراضی جو کہ رہن الف کے پاس کیا گیا تھا د کے پاس بیع کیگئی تھی ۔ الف نے ایک نالش بربنا اپنے رہن کے بلا شامل کرنے د کو بطور فریق نالش کے دائر کر کے ایک ڈگری نیلام حاصل کی اور وہ خود بذریعہ ڈگری کے خریدار ہوا ۔ بعد ازاں اسکی بیدخلی کی نالش بدین استقرار دائر کی کہ نیلام مذکور د پر حاوی نہیں ہے ۔ چونکہ نالش مذکور خارج کیگئی تھی اسلئے اب د نے انفکاک کی نالش کی ہے +

تجویز ہوا کہ نالش بروئے دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع السماعت نہیں ہے اور د انفکاک کا مستحق تھا ۔

اپیل دوم بناراضی ڈگری ایس سیسل صاحب ڈسٹرکٹ جج چنگل پٹ مقدمہ اپیل نمبر ۲۴۵ سنہ ۱۸۹۴ء مشعر بحالی ڈگری ٹی اے کرشنا سامی ایار منصف ضلع چنگل پٹ مقدمہ ابتدائی نمبر ۱۱۳ سنہ ۱۸۹۳ء

مدعی نے بعض اراضی کے انفکاک کی نالش دائر کی جو اسکے حق میں ۴ اگست سنہ ۱۸۸۴ء کو منتقل کیگئی تھی اور اسکو قبضہ ادا کیا گیا تھا نالش ابتدائی نمبر ۵۹ سنہ ۱۸۸۸ء میں مدعا علیہ حال نے جو ایک مرتہن بروئے دستاویز تحریر کردہ پدر بالغ مدعی تھا اپنے رہن کے موثر کرانے کا دعوے کیا تھا اور اس نے ایک ڈگری نیلام بلا شامل کرنے مدعی حال کے بطور فریق نالش کے حاصل کی تھی اور اس نے اراضی مذکور کو ایک نیلام عدالت میں خرید کیا تھا ۔ نالش ابتدائی نمبر ۲۵۹ سنہ ۱۸۸۸ء میں مدعی نے مدعا علیہ کے بیدخل کئے جانے کا دعوے کیا تھا ۔ لیکن وہ نالش اس وجہ پر خارج کیگئی تھی کہ اسکی چارہ جوئی اگر کوئی ہے تو بذریعہ نالش انفکاک کے ہے اب منجملہ دیگر عذرات کے یہ عذر کیا گیا تھا کہ مدعی نالش حال کے داخل کرنے سے بروئے دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع تھا ۔ منصف ضلع نے اس عذر کو نامنظور کیا تھا جس نے ایک ڈگری حسب استدعا صادر کی تھی ۔ جو بر طبق اپیل کے ڈسٹرکٹ جج نے بحال رکھی تھی +

مدعا علیہ نے اپیل دوم حال رجوع کیا +

پتابھی رام ایار و منڈانٹ اینگر منجانب اپیلانٹ +

مسٹر کرشنن منجانب ریسپانڈنٹ +

کپو نیا دو
بنام
دینکم کرشنا
ییری

تجویز:- وجہ اوّل جسکی استدعا اپیل ہذا میں کیگئی ہے یہہ ہے کہ نالش بلحوظی دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی
کے چل نہیں سکتی اور ہماری پیروی فیصلہ عدالت ہذا مقدمہ متھو ترانیا ریدی بنام ریالو ریدی (الف) کا حوالہ دیا
گیا ہے۔ مقدمہ محولہ متعلق نہیں ہے کیونکہ اُس مقدمہ میں مدعی نے اپنی نالش اوّل میں مدعا علیہ کے رہن
کی موجودگی سے انکار کیا تہا اور جھوٹے طور پر یہہ بیان کیا تہا کہ مدعا علیہ ایک مداخلت بیجا کنندہ ہے اور اُسنے
اُسکی بیدخلی کا دعوےٰ اسی وجہ پر کیا تہا۔ صورت حال میں مدعی نے اپنی نالش اوّل (نمبر ۴۵۹ سنہ ۱۸۹۴ء) میں مدعا علیہ
کے رہن واقعہ سے انکار نکیا تہا بخلاف ازین اُسنے اُسکا ذکر کیا تہا اور نیز اُس نیلام کا جو اُسکی رو سے عمل میں آیا تہا۔
لیکن اُسنے یہہ شکایت کی تہی کہ مدعا علیہ نے وزیادہ طور پر اُسے نالش (نالش ابتدائی نمبر ۴۵۹ سنہ ۱۸۹۴ء) میں بحیثیت
... ان میں فریق نہیں بنایا اور اسلئے اُسنے اس امر کے استقرار کی استدعا کی ہے کہ نیلام مذکور اُسپر قابل پابندی نہیں تہا
ہے اور کہ اراضی مذکور اُسکے (مدعی کے) حوالہ کیجانی چاہئیے۔ آخری ڈگری نالش مذکور میں یہہ تہی کہ مدعی بلا انفکاک
رہن مدعا علیہ کے قبضہ حاصل نہیں کرسکتا۔ اور عدالت نے صریح طور پر بدیگر تنقیحات کے فیصلہ کرنے سے انکار کیا
تہا۔ مدعی اُسوقت انفکاک کا دعویدار نہ تہا اور نہ اُسپر ایسا کرنا لازم تہا۔ وہ محض اُس اثر سے بچنا
چاہتا تہا جو اُسکے حقوق پر مدعا علیہ کے خریدار بروقت نیلام ہونے سے عائد ہوا تہا وہ صریح طور پر
ایسا کرنیکا مستحق تہا اور ساتھ ہی انفکاک کا دعوےٰ کرسکتا تہا کیونکہ مدعا علیہ نے اُسی فریق مقدمہ
رہن نہ بنایا تہا جیسا کہ اُسپر بروئے دفعہ ۸۵ ایکٹ انتقال جائداد کے لازم تہا۔ پس اس عذر کی کوئی
بنا موجود نہیں ہے کہ مدعی کی نالش امر فیصل شدہ ہے یا وہ بروئے دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی
کے ممنوع السماعت ہے +

مدعی نالش ابتدائی نمبر ۴۵۹ سنہ ۱۸۹۴ء میں فریق نہ بنایا گیا تہا اسلئے وہ نیلام بروئے ڈگری نالش مذکورہ
کا پابند نہیں مدعا علیہ کا فرض تہا کہ اُسے فریق بناتا تاکہ اُسے ایک موقعہ اپنے حقوق (بحیثیت خریدار استحقاق
انفکاک) کے استعمال کرنیکا ملتا اور وہ مدعا علیہ کے رہن کا انفکاک کراتا۔ چونکہ مدعا علیہ فرض
مذکور کی تعمیل سے قاصر رہا ہے اسلئے وہ خود اپنے ترک فعل کا فائدہ نہیں اُٹھا سکتا تاکہ مدعی کے
استحقاق انفکاک کو زائل کرے۔ اگر مدعا علیہ کو مدعی کی خرید کا علم بہی تہا جسکی نسبت بہتر طور پر یہہ
صورت حال میں علم ہوسکتا ہے تاہم اُسکے رو سے مدعی کے استحقاق انفکاک میں خلل نہیں
آتا اور نہ اس امر واقعہ سے کہ مدعی کو مدعا علیہ کی نالش (نالش ابتدائی نالش نمبر ۴۵۹ سنہ ۱۸۹۴ء) کا علم
قبل اسمیں فیصلہ صادر کئے جانے کے ہوا تہا اسلئے عدالت اپیل ماتحت کی ڈگری درست تہی۔ ہم

(الف) نمبر اپیل دوم نمبر ۱۰۱ سنہ ۱۸۹۵ء غیر رپورٹ شدہ

۱۸۹۶ء

اسلئے فیصلہ مدعاعلیہ ... بحال رکھتے ہین اور اپیل دوم ہذا کو معہ خرچہ خارج کرتے ہین *

کپوسیادو
بنام
وینکٹا کرشنا
ایدمی

صیغۂ اپیل دیوانی

بلحلاس مسٹر جسٹس شفرڈ صاحب و مسٹر جسٹس سبرامنیا ایار صاحب

کرشنا پاچی (مدعی) **بنام** عبد اللہ دالی (مدعاعلیہ)

۱۸۹۶ء
۱۰ مارچ

ایکٹ معاہدہ - ایکٹ ۹ ۱۸۷۲ء دفعہ ۲۳ - خلاف قانون اقرارنامہ - پرامیسری نوٹ جو قانون دیوالہ کے خرف فریب کرکے دیاگیا ہو *

ایک نالش برنبائے پرامیسری نوٹ مین یہ معلوم ہوتا تہا کہ وہ مدعاعلیہ نے مدعی کو بعوض رفع کرنے اپنی مخالفت بر دیوالیے کے اور اس امر کے تحریر کردیا تہا کہ وہ عام دائنان کے ساتہہ انتظام کئے جانے مین رضامندی ظاہر کریگا جنکو اس معاملہ کا علم نہا گو دیوالیہ کو علم تہا جسکے رو سے مدعی کو خاص فائدہ پہونچتا تہا *

تجویز ہوئی کہ معاہدہ خلاف قانون تہا اور نالش چل نہ سکتی تہی *

مقدمہ مستصوبہ از ہائیکورٹ زیر دفعہ ۱۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی و دفعہ ۶۹ - ایکٹ عدالتہائے مطالبات خفیفہ پریذیڈنسی *

مقدمہ مذکور حسب ذیل بیان کیاگیا تہا:—

" مدعی نے مدعاعلیہ سے مبلغ ... واجب الادا برنبائے پرامیسری نوٹ کے دلاپانیکا دعویٰ کیا ہے جو عند الطلب واجب الادا تہا جو شخص موخر الذکر نے ۴ نومبر ۱۸۹۳ء کو تحریر کیا تہا *

" مدعاعلیہ کے عذرات یہ ہیں (۱) کہ کوئی معاوضہ موجود نہا - (۲) زر بدل اگر کوئی ہے تو خلاف قانون ہے (۳) وہ سود کا ذمہ وار نہین *

" واقعات مقدمہ ہذا متنازعہ نہیں ہین - انکا ذکر مدعی نے کیا ہے جسکا بیان بطور گواہ مدعاعلیہ کی طرف سے لیاگیا تہا اور وہ حسب ذیل ہین:

(۱) ایک شخص مسمی گوندل سوامی نیادو نے جسکا کاروبار خراب ہوگیا تہا اور وہ چند دائنان کا قرضدار ہوگیا تہا عدالت دیوالہ مین ایک درخواست واسطے استفادہ ایکٹ مذکور کے گذرانی - اور ساتہہ ہی دائنان کے ساتہہ اس انتظام کے کرنیکی کوشش کیگئی تہی کہ انہیں چار آنہ فی روپیہ اداکیاجائے اور مدعاعلیہ معہ دیگر اشخاص کے انتظام مذکور کے کرنے کے واسطے امناء مقرر کئے گئے تہے - بہت سے دائنان نے اس انتظام مین رضامندی ظاہر کی

* مقدمہ مستصوبہ ۱۸۹۶ء

سنہ ۱۸۹۶ء
کرشنایا چیٹی
بنام
عظیم اللہ ملّی

لیکن مدعی نے جسکے حق میں مبلغ الف سا ۔ واجب الادا تھا رضامندی ظاہر کی اور اُسنے دھمکی دی کہ وہ کوندل
سوامی کے عدالت دیوالہ سے بریت حاصل کرنے میں مخالفت کریگا ۔ مگر اُسنے کوندل سوامی سے یہ اقرار کیا کہ اگر وہ اُسی
مبلغ معاہدہ یعنی ۹ آنہ فی روپیہ کے حساب سے جداگانہ طور پر ادا کردیگا تو وہ اقرارنامہ مذکور پر بعد دیگر دائنان کے چار آنہ
فی روپیہ لینے کے واسطے دستخط کردیگا ۔ اور یہ کہ کوندل سوامی کے عدالت دیوالہ سے بریت حاصل کئے جانے میں
مخالفت نہ کریگا ۔ چنانچہ کوندل سوامی نے مدعا علیہ سے ایک پرامیسری نوٹ الف لکھوایا جسکی بنا پر نالش
حال اب رجوع کیگئی ہے ۔ اُسی وقت مدعی نے بھی ایک بالمقابل اقرارنامہ تحریر کیا (دستاویز ب) اور اسکے بعد ہی
اُسنے اقرارنامہ (دستاویز ت) تحریر کیا جسکی رو سے جملہ دائنان نے چار آنہ فی روپیہ حاصل کرنے پر اتفاق
کیا ۔ یہ انتظام مابین مدعی کوندل سوامی اور مدعا علیہ کے واسطے ادائگی مبلغ معاہدہ بجانب کوندل سوامی
بوساطت مدعا علیہ بحق مدعی ایک خفیہ انتظام تھا اور وہ بلا علم دیگر دائنان کے کیا گیا تھا ۔ اور اُن کو
بخوبی طور پر معلوم تھا کہ اگر دائنان کو اسکا علم ہوگا تو وہ دستاویز انتظام میں شامل نہونگے ۔ جملہ دائنان
کو سوائے مدعی کے چار آنہ فی روپیہ کے حساب سے ادا کیا گیا تھا اور مدعی کو بھی ایک ایسی ہی رقم چار آنہ
فی روپیہ کے حساب سے پیش کیگئی تھی اگر وہ پرامیسری نوٹ واپس کرے لیکن چونکہ اُسنے وہ واپس
نہیں دیا اسلئے اُسے اقرارنامہ ت کے مطابق روپیہ نہیں دیا گیا ۔

امر تنقیح طلب یہ ہے کہ آیا ان واقعات کے رو سے مدعی نالش ہذا میں ڈگری کا مستحق ہے ۔ میری رائے میں وہ مستحق نہیں
ہے بدل پرامیسری نوٹ کا حسب منشا دفعہ ۲۳ ایکٹ معاہدہ شدہ باعث خلاف مصلحت عامہ و فریب بخلاف
دائنان ہونیکے خلاف قانون ہے اسلئے پرامیسری نوٹ مذکور کالعدم ہے ۔ میری اس رائے کی تائید میں صرف
مقدمہ اگرچند بنام وراگھوالو چیٹی (۱) کا حوالہ دینا کافی ہے نیز ملاحظہ ہو میک کیون بنام ساندرسن (۲)
لیکن میری توجہ ایک جدید فیصلہ مدراس ہائیکورٹ بمقدمہ امت اللطیف سید النساء بیگم صاحبہ بنام جوالا
ساہوکار (۳) کی طرف منعطف کیگئی ہے اور بحث یہ کیگئی ہے کہ چونکہ پرامیسری نوٹ ایک فریق ثالث نے تحریر
کیا ہے نہ کہ مدیون نے اسلئے وہ ناجائز نہیں ۔ اس سوال کا فیصل کرنا مقدمہ مذکور میں ضروری نہ تھا کیونکہ
دوسری قرار داد پر کہ پرامیسری نوٹ مسماۃ مذکورہ اور اسکے شوہر کے حساب و کتاب کے تصفیہ میں تحریر کیا گیا تھا

(۱) مدراس ہائیکورٹ رپورٹس جلد ۳ صفحہ ۱۷۲
(۲) لاء رپورٹ ایکوٹی جلد ۲۰ صفحہ ۶۵
(۳) اپیل دوم ۶۰ سنہ ۱۸۹۵ء غیر رپورٹ شدہ

سنہ ۱۸۹۶ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
کرویا اودایان

اسلئے ہمین ہدایت کرنی چاہئے کہ ابتدائی اپیل پہر شامل کاغذات کیا جاکر اسکی سماعت اور فیصلہ مطابق قانون کے کیا جاوے۔ بحکم بطبق اپیل موسوم داخل کردہ سائلان منسوخ کیا جاتا ہے +

صیغہ اپیل فوجداری

بلاحجلاس مسٹر سفرڈ صاحب جسٹس اور مسٹر بودیلیم صاحب جسٹس کے

سنہ ۱۸۹۶ء
۵ نومبر

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند **بنام** گندایا گوندن وغیرہ

مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۸۸ - قرقی جائیداد بطور جائیداد شخص فرار شدہ کے - دعوے نسبت جائیداد مقروقہ کے - ضابطہ +

جبکہ ایک دعوی جائیداد مقروقہ پر زیر دفعہ ۸۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کیا گیا ہو تو مجسٹریٹ کو چاہئے کہ نیلام کو ملتوی رکہے اور دعویدار کو اپنے استحقاق کے قایم کرنیکے لئے مہلت دیوے - اگر مجسٹریٹ غلطی کرے تو شخص ضرر رسیدہ کی چارہ جوئی بذریعہ نالش دیوانی کے ہے نہ کہ بذریعہ درخواست نگرانی فوجداری کے +

مقدمہ مستغوبہ بغرض احکام ہائیکورٹ منجانب ڈبلیو جے ٹیٹ صاحب سشن جج سیلم متعلقہ مقدمہ نگرانی فوجداری نمبر ۳۵ سنہ ۱۸۹۶ء مندرجہ کاغذات عدالت مذکور +

واقعات مقدمہ ہذا حسب ذیل ہین :-

سائل کا بہائی عدالت ضلع میں ایک جرم کا مجرم تہا اور اسکی نسبت شک کیا گیا تہا کہ وہ ایک وارنٹ کی بتعمیل سے گریز کرتا ہے اور مجسٹریٹ نے اسکی جائیداد کی قرقی کا حکم زیر دفعہ ۸۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری دیا - دیگر اشیاء اور دیگر جائیداد قرق کیگئی تہی - سائل نے ایک درخواست مجسٹریٹ کے روبرو دیدین بیان کی کہ وہ اسکی ملکیت مین ہین مجسٹریٹ نے درخواست مذکور کو بلا بیان لینے گواہان طلب کردہ تائید بیان سائل کے خارج کر دیا اور اس حکم کی ناراضی سے درخواست حال کیگئی ہے - صاحب جج ضلع کی یہہ رائے ہے کہ مجسٹریٹ نے سائل کو اپنے دعوے کے ثابت کرنیکا موقعہ نہ دینے مین غلطی کی ہے چنانچہ اُنہے مقدمہ کا استغوابہ ہائیکورٹ کیا - اپنی چٹہی استصوابی مین انہے مقدمات ذیل کا حوالہ دیا ہے ملکہ معظمہ بنام چیرو ٹی (۱) عالم چند بنام ہنگر (۲) ملکہ معظمہ بنام شیو دیال لعل (۳) ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام ادیاپن (۴) +

نمبر ۵۰ مقدمہ نگرانی فوجداری نمبر ۳۵ سنہ ۱۸۹۶ء

(۱) ویکلی رپورٹر فوجداری جلد ۷ صفحہ ۳۵ (۳) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۸۰

(۲) " " " " " " " ۱ (۴) مقدمہ نگرانی فوجداری نمبر ۲۵ سنہ ۱۸۹۳ء غیر رپورٹ شدہ

۱۸۹۶ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
گنداپا گوندن

فریقین کیطرف سے کوئی وکیل نہتا ؎

تجویز:- ہماری رائے مین مقدمہ ہذا دست اندازی کے قابل نہیں ؎

اولاً اُس مجسٹریٹ نے جسکے فعل کی شکایت کیگئی ہے اپنے حکم کی نسبت ہماری رائے مین بہتر وجوہات بیان کی ہین لیکن ثانیاً ہم اُس رائے کے ساتھ اتفاق کرتے ہین جو دیگر عدالتون نے دفعہ ۵۲۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری سے متعلق اختیار کیگئی ہے جو کچھ بحوالہ دفعہ مذکور کے کہا جاسکے وہ دفعہ ۵۲۳ سے بھی ویساہی متعلق ہوگا - ہر دو صورتون مین ہماری یہ رائے ہے کہ اگر مجسٹریٹ غلطی کرے تو شخص نقصان رسیدہ کی چارہ جوئی بذریعہ نالش دیوانی کے ہے - ہم صرف اسقدر کہہ سکتے ہین کہ تنازعہ کی صورتونمین مجسٹریٹ کو چاہیے کہ جایداد مسروقہ کے نیلام کو ملتوی کرے اور دعویدار کو اپنے استحقاق کے قائم کرنیکی مہلت دے ؎

صیغہ اپیل دیوانی

پاجگلاس مسٹر سبرامنیہ ایار صاحب جسٹس و مسٹر ڈیوس صاحب جسٹس

۲ دسمبر ۱۸۹۶ء

چینن ملایا (مدعی) اپیلانٹ
بنام
ستہادی گنتی ریڈی (مدعا علیہ) رسپانڈنٹ

مجموعہ ضابطہ دیوانی - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعات ۵۲۱ و ۵۲۲ و ۵۲۶ - درخواست ادخال فیصلہ ثالثی - یہ عذر کیا جاناکہ سپردگی قبل صدور فیصلہ ثالثی کے منسوخ ہوگئی تہی - عدالت کا اختیار سماعت واسطے فیصل کرنے عذر کے - نالش بعد واسطے کالعدم قرار دلانے فیصلہ ثالثی کے ؎

مدعی کا یہ دعوی تہا کہ ثالثان نے جنکے روبرو تنازعات مابین مدعی و مدعا علیہ سپرد کئے گئے تہے باعث دشمنی کے اور مدعا علیہ کی تحریک سے ایک فیصلہ ثالثی بمد فروری کو صادر کیا ہے بعد اسکے کہ مُسنے اپنی سپردگی کو منسوخ کردیا تہا اور انہوں نے اسپر یکم فروری کی تاریخ لکہدی ہے - اور کہ مدعا علیہ نے کارروائیات زیر مجموعہ ضابطہ دیوانی باب ۳۷ دایر کی تہیں اور اسکے عذرات بمنشاء مذکور نامنظور کئے گئے تہے ایک ڈگری مطابق شرائط فیصلہ ثالثی کے صادر کیگئی تہی اُسنے اب اس امر کے استقرار کا دعوی کیا ہے کہ نہ تو ڈگری مذکور اور نہ فیصلہ ثالثی اسپر قابل پابندی ہے ؎

تجویز ہوئی کہ عدالت کو درستی یا جواز فیصلہ ثالثی کے منفصل کرنیکا اختیار کارروائیات زیر باب ۳۷ مین تہا اور کہ نالش حال چل نہیں سکتی ؎

اپیل متنازعہ ڈگری کے کرشنا راؤ سباڈنیٹ جج کوکانیڈا بمقدمہ ابتدائی نمبر ۳۷ سنہ ۱۸۹۴ء ؎

مدعی نے بیان کیا تہا کہ اُسنے اور مدعا علیہ نے کاروبار شراکت ۲۹ جولائی سنہ ۱۸۹۲ء کو کیا ہے جبکہ شراکت ختم کیگئی تہی

٭ اپیل نمبر ۱۹۹ سنہ ۱۸۹۵ء

۱۸۹۶ء
چینا سلایا
بنام
تہادیکال پیدی

اور کہ بعض تنازعات جنکے بابت پیشتر ثالثان کی گئی تہی۔ اور کہ ایک ثالثان نے جنہوں مبلغ الکٹہ کا استعمال بیجا کیا جو اسکے پاس مدعی نے بطور امانت وترکہ دوکان شرکت کے جمع رکہا تہا اور کسی دشمنی کے خیالات لیکر دوسرے ثالث کو مدعا علیہ کی امداد کیواسطے شامل ہونیکی تحریک کی تہی تاکہ ایک نادرست درمیانہ فیصلہ ثالثی بحلاف مدعی کے بعد ۱۰ فروری ۱۸۹۳ء کے عمل کیا جائے جس تاریخ پہلے مدعی نے ثالثان کو ایک نوٹس منسوخی بہیجا تہا لیکن انہوں نے فیصلہ ثالثی پر کوئی پہلی تاریخ لکہدی تاکہ یہہ معلوم ہو کہ وہ یکم فروری ۱۸۹۳ء کو صادر کیا گیا تہا۔ مدعی نے زیر باب ۵۲۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی فیصلہ ثالثی مذکور کے داخل کئے جانیکی درخواست کی۔ عذرات مذکور مدعی حال نے کئے تہے اور وہ نامنظور کئے گئے تہے اور ایک ڈگری مطابق شرائط فیصلہ ثالثی کے صادر کیگئی تہی۔ اب مدعی نے اس امر کے استقرار کی نالش کی ہے کہ ”ڈگری مذکور منسوخ کیجائے اور فیصلہ ثالثی منسوخ کیا جائے اور ایسی دیگر دادرسی عطا کیجائے جسکا کہ وہ مستحق معلوم ہو“ +

سبارڈینیٹ جج نے قرار دیا کہ عدالت کو اختیار تہا کہ مدعی حال کے عذرات کو کارروائیات زیر باب ۵۲۳ میں نامنظور کرتی اور کہ نالش حال چل نہیں سکتی اسنے مقدمات ذیل کا حوالہ دیا:- مچاریا اگرو بنام سداسیو پاگرو (۱) ہرو ناتہ چودہری بنام لنستار نی چودہرانی (۲) سرجن رائوٹ بنام بہکاری لنڈٹ (۳) وندیکا رنیام دندیکاران (۴) سامل نہتو بنام جے شنکر دلسکہرام (۵) ولمرت رام بنام دسرت رام (۶) +

مدعی نے اپیل حال رجوع کیا +

کرشنا سامی ایار منجانب اپیلانٹ

رامچند راؤ صاحب وسبا راؤ منجانب ریسپانڈنٹ +

تجویز:- حجت یہہ ہے کہ سبارڈینیٹ جج کو کوئی اختیار نسبت تحقیق کرنے درستی یا جواز فیصلہ ثالثی کے علاوہ اُن وجوہات کے نہ تہا جو دفعات ۵۲۰ و ۵۲۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی ذیل میں آئین۔ اُسکا اختیار زیر دفعہ ۵۲۶ اُن امور تک محدود تہا جنکا کہ ذکر ہر دو دفعات مذکور میں کیا گیا ہے +

یہہ سچ ہے کہ مختلف آرائے اس معاملہ کی نسبت مختلف ہائیکورٹوں میں اختیار کیگئی ہیں۔ ہماری رائے میں درست تعبیر وہ ہے جو الہ آباد ہائیکورٹ کے اجلاس کامل نے مقدمہ امرت رام بنام دسرت رام (۶) میں کی ہے اور وہ مطابق اُس رائے کے ہے جو عدالت ہذا نے ۱۸۸۱ء میں مقدمہ مچاریا اگرو بنام سداسیو گرو (۱) میں اختیار کی ہے جسپر ہماری رائے میں ہمیشہ عمل کیا گیا ہے

(۱) انڈین لارپورٹ مدراس جلد ۴ صفحہ ۳۱۹ (۴) انڈین لارپورٹ بمبئی جلد ۶ صفحہ ۶۶۳
(۲) " " کلکتہ " ۱۰ " ۴۴ (۵) " " " " ۹ " ۲۵۴
(۳) " " " " ۲۱ " ۲۱۳ (۶) " " الہ آباد " ۱۷ " ۲۱

۱۸۹۶ء
چنا پلایا
بنام
تہاندی لنگی
(مدعی)

وہ موازنہ جبکی کہ مستحق راکنڈ کو ہے اور نظیر لیڈر ایس مرداما سے کم نہیں ہوتا کہ فیصلہ مقدمہ مذکور جبتک کہ وہ استحقاق اپیل سے متعلق رکھتا ہے بعد انات تصدیق نامہ بنام لنگا (۱) مین منسوخ کیا گیا ہے۔ اسمین شک نہیں کہ پارکر صاحب جسٹس نے اپنی رائے مقدمہ مذکور مین مختلف ظاہر کی تہی۔ لیکن ہم اسکے خیال سے ناقابل ہین ✦ اسلئے یہہ عذر کہ سبارڈینیٹ جج کو کوئی اختیار سماعت تہا نا کامیاب رہتا ہے اور اُسکا فیصلہ مقدمہ اوّل صورت حال مین قابل پابندی قرار دیا جانا چاہئے ✦

اپیل ہذا ناکامیاب رہتا ہے اور معہ خرچہ کے خارج کیا جاتا ہے ✦

ضمیمہ اپیل دیوانی

بلجہ لارس سوائم ججی اپیلی کالنس صاحب چیف جسٹس و بنسن صاحب جسٹس کی

۱۸۹۶ء
۹ و ۱۰ ستمبر

سبارایا پلائی (مدعی) اپیلانٹ **بنام** سیتی لنگم (مدعا علیہ) رسپانڈنٹ

ایمن صلحنامہ - مہتمم رکن ایک کوٹہی کا بطور امین کے مقرر کیا گیا - استحقاق رجوع نالش بعد انفساخ کوٹہی کے ✦ بعض تجاران عدالت نے مارشس مین دیوالیہ قرار دیئے گئے تہے - دائنان نے ایک صلحنامہ پر رضامندی ظاہر کی جسکو عدالت منظور کیا تہا جسکے بموجب مدعی حال جسکا ذکر اسمین بطور مہتمم رکن کوٹہی ایس اینڈ کمپنی کے کیا گیا تہا امین مقرر کیا گیا تہا اور اُسکی کوٹہی نے - دفیصدی کے ڈیویڈنڈ کی ادائگی کی منظوری سی دی تہی - کوٹہی مذکور بعد مین فسخ کیگئی تہی اور اُسکا ترکہ ایک شخص ثالث کے نام منتقل کیا گیا تہا - اب مدعی نے اُس خرچہ کے دلا پانیکی نالش کی جسکی ڈگری اُسکے حق مین بحیثیت امین کے بہت سی نالشات بعدالت مارشس مین صادر کیگئی تہی اور عذر یہہ کیا گیا تہا کہ وہ بباعث انفساخ اُسکی کوٹہی اور انتقال اُسکے ترکہ کے رجوع نالش سے ممتنع تہا ✦

تجویز ہوئی کہ مدعی نالش قایم رکہنے کا مستحق تہا ✦

اپیل دوم نباراضی ڈگری ای جے سیول صاحب ایکٹنگ ڈسٹرکٹ جج تجویز مقدمہ اپیل نمبر ۳۰ سنہ ۱۸۹۴ء مشعر بحالی ڈگری دی سرینواسا چرلو سبارڈینیٹ جج کمباکونم مقدمہ ابتدائی نمبر ۲۱ سنہ ۱۸۹۳ء ✦ مدعی نے اُس خرچہ کے دلاپانیکی نالش کی جو اُن نالشات مین عائد ہوا تہا جو مدعا علیہ نے اُسکے برخلاف

---

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۳

* اپیل دوم نمبر ۵۰۳ سنہ ۱۸۹۵ء

۱۸۹۶ء
سبارایالا پاتی
بنام
ٹہیتی لنگم

عدالت نے مارشس مین دایر کی ہتیں اور خرچہ مذکور اُسکو بر تُنے آخری ڈگر یبائی عدالت مذکور کے عطا کیا گیا تہا۔
معلوم ہوتا تہا کہ مدعی ایک کوٹہی کا مہتمم تہا جواب فسخ کیگئی ہی جو دی سبا رایان اینڈ کمپنی کے نام سے کاروبار کرتی تہی
اور معہ کو ویتی لنگم اور اُسکی کوٹہی کو ویتی لنگم اینڈ کمپنی کے دائنان تہے جو مارشس مین کاروبار کرتی ہتی ۱۸۸۶ء
مین مدیون اور اُسکے شرکا دیوالیہ قرار دیئے گئے تہے اور مسٹر جی نیوٹن محاسب دیوالہ اُنکی جائیداد کا ریسور
اور مہتمم مقرر کیا گیا تہا۔ دستاویز ج جو نالش ہذا مین داخل کیگئی ہی اون کارروائیات کی رپورٹ ہی جو عدالت
دیوالہ مارشس مین اس معاملہ کے متعلق کیگئی تہی اور معلوم ہوتا تہا کہ ایک مجلس دائنان مین جو عدالت مذکور
مین کیگئی تہی اور جس کا میر مجلس جج دیوالہ تہا ریزولیوشن ذیل پاس ہوا تہا:۔
"**اولاً** یہ کہ پچاس فیصدی کل قرضہ راصل خرچہ کے ایفاء مین قبول کیا جائے جو بحق دائنان دیوالیہ کے
واجب الادا ہی باستثنائے جملہ محفوظ شدہ خرچہ اور مرجح دعاوی کے جنکا ایفاء کامل طور پر اور اس شرط پر کیا جانا
چاہئیے کہ وہ احکام تصفیہ معاملہ ہذا مورخہ ۲۵ اپریل و ۲۳ مئی گذشتہ عدالت سے کالعدم قرار دئیے جائیں۔
ثانیاً یہ کہ رقم واجب الاداء مذکور آٹہ مساوی ماہانہ اقساط مین ادا کیجائے اور بعد ایک ماہ کے اُس تاریخ
سے جبکہ عدالت متذکرہ صدر احکام تصفیہ کو کالعدم قرار دے محفوظ شدہ خرچہ جو مطابق قانون طور پر
عائد ہوا ہو بروقت کالعدم قرار دئیے جانے احکام مذکور کے نقد ادا کیا جائے۔ **ثالثاً** یہ کہ دی سبارایان
اینڈ کمپنی واقعہ پورٹ لوئیس تجاران کی ضمانت واسطے ادائگی رقوم مذکور کے لیجائے۔ اور کہ بعوض
ضمانت مذکور کے جملہ جائیداد مشترکہ و منقسمہ منقولہ و غیر منقولہ کوٹہی کو ویتی لنگم اینڈ کمپنی اور اُسکے فرداً
فرداً ارکین کی جو مارشس مین واقعہ ہے مذکورہ بالا کوٹہی سبارایان اینڈ کمپنی کے نام منتقل کیجائے
اور **رابعاً** یہ کہ ٹیکاپلائی سبارایان مہتمم کوٹہی دی سبارایان اینڈ کمپنی واسطے وصول کرنے جملہ جائیداد
منتقل کردہ حسب متذکرہ صدر کے اور تکمیل انتظام مذکور کے واسطے امین مقرر کیا جائے"۔
ایک دستاویز ریزولیوشن ملئے مذکور کے موثر کرنیکے واسطے تحریر کیگئی تہی اور وہ کل فریقہائے
سے پسند کیجاکر حسب ضابطہ طور پر ریسور اور مہتمم نے تحریک کی تہی نیز اشخاص دیوالیہ اور سبارایان
اینڈ کمپنی اور نیز جج دیوالہ نے جسنے اوسکو منظور کیا تہا ایک حکم ۲ جولائی کو صادر کیا تہا جسکے
رو سے منجملہ دیگر امور کے حسب ذیل حکم دیا گیا تہا:۔

سنہ ۱۸۹۶
سبارایلپلائی
بنام
ویتھی لنگم

۔۔نیز یہہ حکم دیا جاتا ہے کہ تصفیہ دیوالہ کے احکام اس معاملہ کے متعلق جو علی الترتیب ۲۵ اپریل اور
۲۳ مئی گذشتہ کے صادر ہوئے ہین کالعدم قرار دیئے جائین اور یہہ بھی حکم دیا جاتا ہے کہ کل جائداد و ترکہ
اشخاص دیوالیہ واقعہ مارشس و ہندوستان اور جملہ بہی جات و کاغذات و دستاویزات دیوالیہ
نیگاپلائی سبارایان تاجر ساکن پورٹ لوئس کی تفویض مین دیئے جائین جو کوٹھی وی سبارایان اینڈ کمپنی
کا مہتمم رکن ہے جو بذریعہ حکم ہذا کے انتظام مذکور کے کرنیکے واسطے امین مقرر کیا گیا ہے اور اُسے
کامل اختیار واسطے وصول کرنے جملہ جائدادہائے مذکورہ کے دیا گیا ہے"

بروئے دستاویز انتظام مذکور کے وی سبارایان اینڈ کمپنی نے جسکے ضمن آفیشل ریسور اور مہتمم اور
اشخاص دیوالیہ نے جملہ جائدادہائے مشترکہ و منقسمہ منقولہ و غیر منقولہ اشخاص دیوالیہ مذکور کی جو مارشس اور
ہندوستان مین واقعہ تہی منتقل کی تہی اپنے آپ کو مشترک طور پر اور اشخاص دیوالیہ کے ساتھہ پچاس فیصدی
کے ادا کرنے کا پابند کیا تہا اور نیز محفوظ کردہ خرچہ اور مرجح دعاوی کے ادا کرنیکا جن کا ذکر دستاویز
مذکور مین کیا گیا تہا +

کوٹھی وی سبارایان اینڈ کمپنی نے اپنے عرصہ شراکت کے ختم ہونے پر رایاپن این کے ساتھہ ایک اقرارنامہ
تحریر کیا جو قلمبند کیا گیا تہا اور نالش ہذا مین بطور دستاویز ب کے ماہ جولائی سنہ ۱۸۹۱ء مین داخل کیا
گیا تہا جسکی رو سے کوٹھی مذکور نے رایاپن این کے حق مین وہ جملہ جائدادہائے منتقل کر دی تہین جو
وی سبارایان اینڈ کمپنی کو ویتھی لنگم اینڈ کمپنی یا کو ویتھی لنگم کی ذات سے بروئے کسی استحقاق کے وصول
کر سکے ۔ اور بالخصوص وہ جملہ رقوم کوٹھی مذکور کے حق مین بتعلق اُن نالشات کے واجب الادا ہوں
جو واقعی طور پر عدالتہائے ہندوستان مین دائر ہین اور جو کہ ویتھی لنگم اینڈ کمپنی اور اُسکی ذات کے
برخلاف وی سبارایان نے از طرف وی سبارایان اینڈ کمپنی دائر کی ہین کیونکہ وی سبارایان نے
دپی کندالامی نے اپنی حیثیت سے اُس کا نام صرف بطور کو ویتھی لنگم اینڈ کمپنی کے ظاہر کیا ہے اور
اسوجہ سے کہ جملہ رقوم ادا کردہ شخص مذکور بحیثیت مذکور اُن سرمایہ جات مین سے نکلی ہین کو کوٹھی
وی سبارایان اینڈ کمپنی کی ملکیت سے ہین" +

اُسی سال کے ماہ دسمبر مین اور ۲۹ مارچ سنہ ۱۸۹۲ء کو دو دیگر دستاویزات مابین نیگاپلائی سبارایان بحیثیت
امین دستاویز انتظام مذکور اور رایاپن این کے تحریر کیگئی تہیں جنمین سے دستاویز دوم جسمین دستاویز
التوا کا ذکر درج ہے بطور دستاویز الف کے داخل کیگئی تہی +

۱۸۹۶ء
سبا آریا پلائی
بنام
ویتی لنگم

دستاویز مذکور حسب ذیل الفاظ مین تہی :-

مسٹر جین ہیسٹ رایاپن این مرف منظور شدہ دست برداری کنندہ حقوق سوسائٹی دی سبا رایان اینڈ کمپنی بنام مسٹر کودیتی لنگم اینڈ کمپنی وکودیتی لنگم بذات خود کا ہتا اور واسطے آسان کرنے وصولی حقوق مذکور کے منجانب امین انتظام مذکور کودیتی لنگم اینڈ کمپنی وکودیتی لنگم بذات خاص کے متذکرہ صدر جین اپنے مسٹر نیگا پلائی سبارایان کے امین انتظام مذکور کے حق مین وہ جملہ حقوق منتقل کر دیئے ہین جو اُسی خود حاصل تہے بذریعہ اُس خانگی دستاویز کے جسکی رجسٹری گذشتہ ماہ دسمبر کی، تاریخ کو کیگئی تہی +

"اور اب مقر اقرار کرتا ہے کہ کلیتاً اور صریح طور پر متذکرہ صدر اُس خانگی دستاویز کو کالعدم قرار دے جسکی رجسٹری ، ر دسمبر گذشتہ کو کیگئی تہی +

"فریقین کی یہہ مراد اور منشا ہے کہ کل امور کی حیثیت پہر وہی ہو جائے جو قبل دستخط کرنے خانگی دستاویز مذکور کے تہی گویا کہ وہ دستاویز تحریر ہی نہین کیگئی +

"مسٹر نگا پلائی سبارایان اپنے حیثیت امین کے رو سے اقرار کرتا ہے اور اپنے آپ کو اس بات پر آمادہ کرتا ہے کہ وہ ہندوستان مین اُن جملہ حقوق کی وصولی مین بہت کوشش کریگا جو دی سبارایان اینڈ کمپنی کو کودیتی لنگم اینڈ کمپنی اور کودیتی لنگم نے بذات خود عطا کئی ہین اور وہ اس بات پہ آمادہ ہے کہ وہ متذکرہ صدر جین کے ساتھ ہر ایک انتظام واسطے اُسکے پابند کرنے اور دیگر ضمانتون کے دی سبارایان اینڈ کمپنی کے معہ اُن جملہ بقایا کے کریگا جو اُسکے حق مین اُن جملہ رقوم کی نسبت واجب الادا ہوں جو اُسنے دی سبارایان اینڈ کمپنی کے دائنان کو عطا کئے ہین "

بہت سی نالشات عدالت ماتحت مین مدعاعلیہ اول نے مدعی حال کے برخلاف اُس کی حیثیت امین کے رو سے دائر کی تہیں اور ڈگریات خرچہ شخص اول الذکر کے برخلاف صادر ہوئی تہیں ڈگریات مذکور کا اجرا کیا گیا تہا اور نالش حال واسطے دلاپانے رقوم واجب الادا بر ڈگریات مذکور کے دائر کیگئی تہی - مدعاعلیہ نے یہہ عذر کیا تہا کہ مدعی کو کوئی استحقاق ارجاع نالش بباعث انفساخ دوکان سبارایان اینڈ کمپنی کے حاصل نہیں ہے اور نیز بباعث انتقال مندرجہ دستاویز ب کے - یہہ عذر سبار ڈنیٹ جج نے منظور کیا جسنے ایک ڈگری مشعر ڈسمس نالش صادر کی اور اُسکی ڈگری عدالت ضلع سے بحال رکہی گئی تہی +

سنہ ۱۸۹۶ء
سبارایا پلائی
بنام
ویتی لنگم

مدعی نے اپیل دوم حال رجوع کیا ✦

کرشناسامی ایار و سرینواسا ایانگر منجانب اپیلانٹ ✦

سیشگری ایار و سبرامنیا ایار منجانب رسپانڈنٹ ✦

تجویز۔ واقعات مقدمہ ہذا کافی درستی کے ساتھ عدالت اپیل ماتحت نے بیان کئے ہیں لیکن ہماری یہہ رائے ہی کہ بعض دستاویزات کی غلط تعبیر کیگئی ہی اور مدعی کے حقوق غلط طور پر سمجھے گئے ہیں ۔ ہماری صریح طور پر یہہ رائے ہی کہ مدعی نالش ہذا کے رجوع کرنیکا بحیثیت امین مقرر کردہ عدالت بارش بروئے حکم مورخہ ۲۲ جولائی ۱۸۸۰ء کے صحیح طور پر مستحق ہے ۔ ڈسٹرکٹ جج نے دستاویز انتظام (ج) کو غلط طور پر سمجھا ہی اور اُسنے حسب ضابطہ موازنہ عبارت و نیت حکم عدالت مذکور کو عطا نہیں کیا جو اس غرض سے صادر کیا گیا تہا کہ موثر طور پر دستاویز انتظام کی غرض کی تعمیل کیجائے ۔ ہمین اس امر مین کچھ شبہ نہیں کہ نیگاپلائی سبارایان (مدعی) کا ذکر دستاویز ج مین بطور امین کے باعث اُسکے مہتمم رکن دوکان وی سبارایان اینڈ کمپنی ہونیکے کیا گیا تہا جنہوں نے دُمان دیوالیہ کو ویتی لنگم اینڈ کمپنی کے ایفا کا ذمہ اُٹہایا تہا جسکے کہ فایدہ کیواسطے اشخاص دیوالیہ کی جایداد جمع کیجانی تہی ۔ لیکن ہم یہہ سمجہنا مشکل جانتے ہین کہ عدالت ماتحت کا منشا اس امر کے قرار دینے سے کیا تہا کہ مدعی بلحاظ مہتمم دوکان مذکور کے امین مقرر کیا گیا تہا ✦

اگر منیت یہہ تہی کہ موجود الوقت مہتمم دوکان مذکور علاوہ اپنے عہدہ کے امین ہونا چاہیے تو الیسا کہدینا آسان تہا تاہم اگر یہہ معنے نہیں ہین توہم کوئی خاص معنے فقرہ مذکور پر عاید نہیں کر سکتے ۔ دستاویز ہ مین یہہ بیان نہیں کیا گیا کہ امین سبارایان اپنی حیثیت رکن مہتمم کے رہنے سے امین مقرر کیا جانا چاہیے ۔ اسمین اُسکا ذکر صرف حیثیت مذکور کے حوالہ سے کیا گیا ہے الفاظ مذکور یہہ ہین " کہ نیگاپلائی سبارایان مہتمم رکن دوکان وی سبارایان اینڈ کمپنی امین مقرر کیا جائے " الخ ✦

یہہ امر کہ الفاظ مذکور محض صفت کے طور پر استعمال کئے گئے ہین اُس حکم کی تفویضی سے زیادہ تر صریح طور پر معلوم ہوتا ہے جو عدالت دیوالہ نے ۲۲ جولائی ۱۸۸۰ء کو صادر کیا ہے وہ حسب ذیل ہی :۔ یہہ بہی حکم دیا جاتا ہی کہ جملہ جایداد اشخاص دیوالیہ واقعہ مایشس ہندوستان . . . . نیگاپلائی سبارایان تاجر پورٹ لوئس کی تفویض مین دیجاتی ہے جو دوکان وی سبارایان اینڈ کمپنی کا مہتمم رکن ہی جو بذریعہ حکم ہذا کے امین مقرر کیا جاتا ہی تاکہ انتظام مذکور کی تعمیل مہتمم کامل اختیار وصولی جملہ جایداد دلانے کے کرے کہ مدعی رکمہ پتہ کا

۱۸۹۲ع
سبدایا پلائی
بنام
دیتی لنگم

داخل کرنا اور اسکی صفت بطور تاجر کے مابین انکے نام اور الفاظ "مہتمم دکان" کے ایزاد کرنا ہماری رائے مین صریح طور پر ظاہر کرتا ہی الفاظ موخر الذکر محض صفت کے طور پر واقع ہوئی ہین جیسا کہ لفظ "تاجر" بلاشبہ طور پر ہی ہماری رائے مین اس اہم غلطی کے باعث عدالت ماتحت نے مدعی کی حیثیت کو غلط طور پر سمجہا ہے ٭

دفعات انتظام جنکی شہادت دو دستاویزات مذکور بالا سی ملتی ہی یہہ ہی کہ دی سبارایان اینڈ کمپنی کو چاہئی کہ دائنان دلوالیہ کو پچاس فیصدی انکے قرضجات مین سے ادا کرین اور کہ انکے عوض مین اشخاص دلوالیہ نے اپنی جائداد دی سبارایان اینڈ کمپنی کے فایدہ کے واسطے منتقل کردی ہی اور مدعی کو عدالت نے بطور امین کے واسطے کل اشخاص دلوالیہ کی جائداد کے بعوض استفادہ دوکان دی سبارایان اینڈ کمپنی کے مقرر کیا ہی اور کہ جائداد مذکور اسکی تفویض مین بحیثیت امین کے دیگئی ہی -
سباڈنیٹ جج نے یہہ خیال کیا تہا کہ چونکہ مدعی اس خرچہ کے دلاپانیکا دعویٰ ہے جو مدعاعلیہ کے برخلاف بعد تاریخ دستاویز انتظام کے عطا کیا گیا تہا اسلئے مدعی بحیثیت امین کے خرچہ مذکور کی نالش نہین کرسکتا لیکن ڈسٹرکٹ جج نے ظاہر کیا ہی کہ نالشات مذکور مدعاعلیہ نے مدعی کے برخلاف ان افعال کی نسبت کی تہین جو اسنے بحیثیت امین کیئے اور خرچہ مدعی کو بطور امین کے عطا کیا گیا تہا - کوئی امر ایسا موجود نہین ہی جو امین کے واسطے اس خرچہ کا دعویٰ کرنیکا مانع ہو جو اسکی اس نالشات مین عطا کیا گیا ہی جو اسنے بحیثیت امین کے دائر کی تہیں کو نالشات مذکور واسطے استفادہ دی سبارایان اینڈ کمپنی کے دائر کیگئی تہین اور اسکا حساب کتاب دکان مذکور کے حقیقی تہا لیکن اسمین شک نہین کہ مدعی پر لازم ہوگا کہ خرچہ مذکور کا حساب کتاب دوکان مذکور کو دے لیکن اس امر سے کہ مدعی اس استحقاق مین خلل نہین آسکتا کہ وہ خرچہ مذکور مدعاعلیہ سے مطابق ڈگریات مذکور کے وصول کرے - اگر کوئی خرچہ عطا کیا گیا تہا جیسے کہ سباڈنیٹ جج نے خیال کیا ہے تو وہ مستحق دوکان کے تہا نہ مدعی اسکا دعوے نہیں کرسکتا لیکن ہماری رائے مین یہہ صورت نہین ہوسکتی ٭

نیز ہماری رائے مین ڈسٹرکٹ جج نے دستاویز ب کے اثر کو غلط طور پر سمجہا ہے اسنے درست طور پر بیان کیا ہے کہ جو کچھ کہ قانونی جائداد اشخاص دیوالیہ کی جا سکتی ہی وہ مدعی کو مفوض ہتی - گو انکی اصلی جائداد دی سبارایان اینڈ کمپنی کو مفوض ہتی لیکن جب اسنے یہہ بیان کیا ہے کہ دستاویز ب کے رو سے کل جائداد قانونی و اصلی ایا امین کو مفوض کیگئی ہے اور وہ اسلئے صرف ایک ہی شخص مستحق اجراء نالش ہی تو ہماری رائے مین اسنے دستاویز ب کی غلط تعبیر کی ہے - دستاویز ب سے امین کے حق مین جملہ حقوق منتقل کئی گئی ہین جو دوکان دی سبارایان اینڈ کمپنی نے اشخاص دیوالیہ کی جائداد مین حاصل کئے تہے - اسکے رو سے کوئی مزید شی منتقل نہوسکتی تہی اور نہ کیگئی ہتی

۱۸۹۶ء
سبرایا پلائی
بنام
ویتھی لنگم

مدعی نے بطور ایک سکن دوکان کے اس امر کو تسلیم کیا کہ بموجب دستاویز مذکور قابل پابندی سب ہے لیکن اُسنے حقوق یا فرایض مدعی بحیثیت امین کو منتقل نہیں کیا اور نہ وہ کرسکتا تھا۔

اگر مدعی کا منشا دیا کرنیکا تہا ہی تاہم وہ اپنے حقوق یا فرایض بحیثیت امین کو ضمناً یا تعطانہ کرسکتا تھا لیکن کسی امر سے یہ پایا نہیں ہوتا کہ اُسنے ایسا کرنیکی کوشش کی تھی۔

دستاویز مذکور (دستاویز ب) کا اثر صرف یہ ہے سیاہن اپنی بجائے دوکان دی سپلائیان اینڈ کمپنی کے بردئے دستاویز مذکور مدتن لہ ہوگیا تہا جسکے واسطے مدعیکو یا ایک کا ترکہ وصول کرنا چاہیئے تھا اور جس کو اُس کا حساب دیناچاہیئے تہا یا دیگر رقوم کا جو اُسنے بطور امین کے وصول کی ہون۔ دستاویز الف سے ظاہر ہوتا ہے کہ امین اور مدعی دونوں اپنے اپنے حقوق کو درست طور پر سمجھتے تھے اور نیز مدعی کے فرض بحیثیت امین کو۔

پس نتیجہ یہ ہے کہ مدعی بحیثیت امین کے نالش ہذا کو قایم رکھ سکتا ہے ہم یہ ظاہر کرسکتے ہین کہ وہ حیثیت جو ہم نے مدعی کو عطا کی ہے مطابق اس حیثیت کے ہے جو مدعیکو مقدمہ درج رپورٹ شدہ سبارایا بنام وتہی لنگا(۱) میں حاصل تہی جو ایک مقدمہ بھی معاملہ سے اور انہیں فریقین کے مابین پیدا ہوا تہا۔

ہم عدالت ہاے ماتحت کی ڈگریات کو منسوخ کرکے یہ ہدایت کرتے ہین کہ نالش کا تعدات سبارڈینٹ جج میں بحال کیجائے اور اسکا فیصلہ مطابق قانون کے کیا جائے۔

مدعیکو اپنا خرچہ عدالت اپیل ماتحت اور عدالت ہذا حاصل کرنا چاہیئے خرچہ عدالت سبارڈینٹ جج نتیجہ مقدمہ پر عائد ہوگا۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر آرتہر جے ایچ کالنس صاحب چیف جسٹس و بسن صاحب جسٹس

کوندایا چٹی (مدعی) اپیلانٹ **بنام** نرسمہلو چٹی (مدعاعلیہ) رسپانڈنٹ*۔

۱۸۹۶ء
۲۱ و ۲۲ ستمبر
و
۱۲ نومبر

ایکٹ معاہدہ - ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۲ء دفعہ ۱۲۲ ایجنسی واسطے فروخت کے معہ حق کے - اقتضائے رائے نسبت قیمت کے ایجنٹ کے اختیار میں دیا جانا - اختیار مالک کا نسبت قیمت کی حد قایم کرنیکے۔

مدعاعلیہ نے اپنا اسباب ایک دکان لنڈن کے نام فروخت کیواسطے ارسال کیا اور ہر ایک حوالگی کی نسبت اُسنے کچھہ روپیہ مدعی سے حاصل کیا جو دوکان لنڈن کا ایجنٹ تہا اور اُسنے ایک نوٹ انتقال پر

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۶ صفحہ ۸۵۔

* اپیل نمبر ۶ سنہ ۱۸۹۶ء۔

گوتمہ ایا چیٹی
بنام
مراسیمبو چیٹی

دستخط کئے جسمیں فقرہ ذیل درج تہا:-

"میں بذریعہ دستاویز ہذا کے تمہیں اختیار دیتا ہون کہ اسباب کو حتی الامکان اچھی قیمت پر بلا مجھے اطلاع دیئے فروخت کردو اور میں تمکو کامل اختیار اپنی طرف سے عمل کرنیکے لئے نسبت فروخت اسباب کے اور جملہ معاملات متعلق بہ اسباب کو دیئے عطا کرتا ہون۔ اگر کوئی کمی بعد وصولی اسباب کے وقوع میں آئے تو میں بذریعہ تحریر ہذا کے اختیار دیتا ہون کہ مجھسے روپیہ طلب کرو اور میں اس تحریر کا روپیہ ادا کردونگا اور اس کا روپیہ پیشگی جو تم نے ادا کیا ہے ادا کردونگا۔"

مدعی نے تمسکات کی روپیہ کی ادائگی دوکان لنڈن کے نام محفوظ کی جسکے حساب میں اسنے مدعا علیہ کو روپیہ ادا کیا۔ بعض رقوم کو متعلق کمی واقع ہوئی اور لنڈن کی کاغذات کا روپیہ ادا نہ کیا گیا۔ مدعی نے انکا روپیہ ادا کر دیا اور اب مذکورہ کمی کے دلا پانیکی نالش مدعا علیہ کے برخلاف دائر کی۔ معلوم یہ ہوتا تہا کہ اسباب کو ایسی قیمت پر فروخت کیا گیا تہا جو ان حدود سے کم تہی جو مدعا علیہ نے بعد وصولی رقوم پیشگی اور دستخط کرنے نوٹ انتقال کے عائد کی تہیں۔

تجویز ہوئی کہ مدعا علیہ کو کوئی حق حاصل تہا بلحاظ شرائط نوٹ انتقال و طریق کاروبار مابین فریقین کے کہ اسطرح قیمت کی نسبت حدود عائد کرتا اور کہ مدعی دلا پانیکا مستحق تہا۔

اپیل بنا رضی فیصلہ سر امنیا آیا صاحب جسٹس بمقدمہ دیوانی نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۹۴ء بصیغہ ابتدائی ہائیکورٹ۔

مدعی نے مبلغ [illegible] کے دلا پانیکی نالش ایسے تحقات کی موجودگی میں کی جو سر امنیا آیا صاحب جسٹس کے فیصلہ میں مذکور ہیں۔

مسٹر کے براؤن منجانب مدعی۔

مسٹر آر ایف گرانٹ منجانب مدعا علیہ۔

سبرامنیا آیار صاحب جسٹس:- مدعی نے مبلغ [illegible] کو دلا پانیکی نالش کی جو ایک ایسی رقم تہی جو اسنے ۳ جولائی سنہ ۱۸۹۴ء کو میشرز رابرٹ وان گلہن اینڈ کمپنی لنڈن کو بعوض دو بلہائے ایکسچینج کے ادا کی تہی جو انہوں نے مدعا علیہ کے نام واسطے فرق مابین رقم ادا کردہ مدعیان دربارہ بعض اسباب مال یعنی گلو کے جو مدعا علیہ بوساطت وان گلہن اینڈ کمپنی کے نیلام کیواسطے لنڈن میں بہیجا تہا) اور اس رقم کے تحریر کئے تہے جو نیلام اسباب مذکور سے وصول ہوئی تہی جو رقم ادا کردہ سے کم تہی۔ مدعی کو بباعث مدعا علیہ کے بلہائے کی رقوم کے ادا کرنے سے انکار کرنیکے رقم مذکور بطور سود المیعاد الحاجت کے مطابق اس معاہدہ کے ادا کرنی پڑی تہی جو اسنے وان گلہن اینڈ کمپنی کے ساتہہ اس کمی کے پورا کر دینے کیلئے کیا تہا جو حال جیسے نتو کی موجودگی میں واقع ہو۔

ہم جوابدعوی یہ ہے کہ وان گلہن اینڈ کمپنی نے اسباب کو ان حدود سے کم پر فروخت ہونے دیا تہا جو مدعا علیہ نے قائم کی تہیں

سنہ ۱۸۹۲ء
کونڈیا چٹی
بنام
نراسمہلو چٹی

اور یہ کہ اگر بحوالہ شرح مقرر کردہ مدعا علیہ کے حساب کتاب لیا جائے تو وان گلہن اینڈ کمپنی کے ذمہ بہت سا روپیہ نکلیگا اور کیونکہ وان گلہن اینڈ کمپنی اس کمی کا دعوی کرنیکے مستحق نہیں ہیں جو فعل ناجائز کے باعث وقوع میں آئی ہے اور اسلئے مدعی رقم متدعویہ کا مستحق نہیں ہے ۔

وہ اہم سوالات جو اٹھائے گئے تہے اور جنکی تجویز کیگئی ہے یہ تہے (۱) کہ آیا یہ فرض کر کے کہ مدعا علیہ نے مبینہ حدود قائم کی تہیں وان گلہن اینڈ کمپنی قانوناً مستحق تہے کہ بیر حدود مذکور بلا رضامندی مدعا علیہ کے فروخت کرتے (۲) کہ آیا مدعا علیہ نے درحقیقت حدود قائم کی تہیں اور وان گلہن اینڈ کمپنی نے حدود مذکور کو ملحوظ نہکر اسباب کو فروخت کیا تہا ۔

بحوالہ سوال قانونی متذکرہ صدر کے ایک عذر جسکی حجت مدعی کیطرف سے کیگئی ہے یہ تہا کہ بباعث رقوم پیشگی ادا کردہ کے جو سلسلہ وار مدعا علیہ نے وان گلہن اینڈ کمپنی سے وصول کی تہیں انتقالات مذکور ایک کفالت کے طور پر انکے قبضہ میں تہے جسکے رو سے وہ اسباب کے فروخت کرنیکے مستحق ہو گئے تہے تاکہ وہ اپنی رقوم پیشگی ادا کردہ کو بلا لحاظ مرضی مدعا علیہ کے وصول کریں ۔ یہ مسئلہ بالکل نادرست ہے کیونکہ رشتہ مالک گماشتہ جہانتک روپیہ پیشگی اس اسباب کی نسبت دیا گیا ہو جو بیع کیواسطے منتقل کیا گیا ہو ایک رشتہ راہن و مرتہن نہیں ہے (ملاحظہ ہو سمارٹ بنام سانڈرس (۱)) گماشتہ صرف ایک مواخذہ حاصل کرتا ہے جسکے رو سے کوئی استحقاق فروخت اسباب حاصل نہیں ہوتا (ڈانلڈ بنام سکلنگ (۲) ملاحظہ طلب ۔

ایک اور عذر جسکی حجت مدعی کیطرف سے کیگئی تہی یہ تہا کہ رشتہ مابین وان گلہن اینڈ کمپنی اور مدعا علیہ کے اون رقوم پیشگی کے باعث تہا جو ایک نیابت بشمولیت حق کے ہے جو ناقابل تنسیخ ہے ۔ مقدمہ سمارٹ بنام سانڈرس (۱) محولہ بالا میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ گماشتہ جسکی طرف اسباب بیع کیواسطے منتقل کیا گیا ہو اور جسنے بعد میں اپنے مالک کو پیشگی رقوم اسباب کے اعتبار پر ادا کی ہوں کوئی استحقاق دربارہ اس امر کے نہیں رکہتا کہ اسباب کو اپنے مالک کے احکام کے خلاف فروخت کرے جبکہ مالک نے اسکی رقوم مذکور کی استدعا کئے جانے پر غفلت کرے گو ایسی فروخت ایک بہتر استعمال اختیار تمیزی ہوگا ۔ اسکا اختیار بیع بباعث غیر موجودگی رقوم پیشگی کے بطور ایک سند بشمولیت حق کے ناممکن التنسیخ نہیں ہوجاتا ۔ اور مقدمہ ڈی کومس بنام پروسٹ (۳) میں جوڈیشل کمیٹی پریوی کونسل نے مقدمہ سمارٹ بنام سانڈرس (۱) کی پیروی کر کے تجویز کی تہی کہ محض رقوم پیشگی ادا کردہ گماشتہ خواہ بروقت تقرر یا بعد از تقرر ادا کیگئی ہوں ایک سند فروخت کی قابل تنسیخ نوعیت کو

(۱) کامن بنچ رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۳۸۰ ۔ (۲) لا رپورٹ کوئینز بنچ جلد ۱ صفحہ ۵۸۵ ۔
(۳) مورز پریوی کونسل کیسز (سلسلہ جدید) جلد ۳ صفحہ ۱۵۸ ۔

۱۸۹۲ء

گوکل داس چیٹی بنام مرزا سیہودی چیٹی

پیشگی ادا کردہ کی وصولی کے قابل بنایا جائے۔ ملاحظہ ہو آراء سار جنٹ صاحب چیف جسٹس بمقدمہ جعفر بہائی
لدہا بہائی چیتو بنام چارلس صاحب (۱) تشریحات مذکورہ کا نتیجہ (باستعمال الفاظ چیف جسٹس صاحب بمقدمہ محولہ
بالا) یہ ہے کہ جبکہ گماشتہ بیع جسنے پیشگی رقوم ادا کی ہوں اسباب کو کم قیمت بازاری پر فروخت کرنے
کا دعویدار ہو تو سوال یہ ہے کہ آیا کوئی اقرار مابین فریقین کے صریح یا مفہوم عام طریق کاروبار سے
ظاہر ہوتا تھا یا اُن واقعات سے جو کسی خاص انتقال سے متعلق ہوں بمضمون کہ گماشتہ کو چاہیئے کہ کسی خاص
واقعات کی موجودگی میں بخلاف مرضی مالک کے اسباب کو فروخت کرے جبکہ کہ ثابت کرنیکا بار ثبوت اُس
گماشتہ پر ہے جسنے رقوم پیشگی ادا کی ہوں۔

اسلئے ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے کہ آیا کوئی اقرار صریح یا مفہوم واقعات مقدمہ ہذا سے ظاہر ہوتا ہے۔
مدعی نے دلیل کیلئے نسبتاً انتقال کے فقرہ دوم دستاویزات (اے و بی) پر انحصار کیا ہے اور اُسنے
یہ عذر کیا ہے کہ اگر ذمہ داری رقوم پیشگی کا لحاظ کیا جائے تو قرار دیا جانا چاہیئے کہ مدعا علیہ نے
صریح طور پر ایک مالک کی ذمہ داری استحقاق کے پیدا کی تھی یہ عذر نادرست ہے کیونکہ گو فقرہ زیر بحث کے
رو سے والن کلہن اینڈ کمپنی کو اختیار دیا گیا ہے کہ اسباب کو بہتر قیمت پر بلا اطلاع مدعا علیہ کے فروخت
کردیا جائے لیکن اُنکو کامل اختیار تمیزی اُنکی طرف سے عمل کرنیکے لیئے بیع مذکورہ کے متعلق عطا کیا گیا ہے اور نیز اُن
حبالہ دہندگان کا اتفاق ہتمام اسباب کو درست ہے۔ اُسمیں یہ بیان نہیں کیا گیا کہ مدعا علیہ نے یہ اقرار
کیا تھا کہ وہ اختیار جو بطریق مذکور عطا کیا گیا ہے تبدیل یا ترمیم نہ کیا جائیگا۔ دراصل عذر مذکور صرف ایک دوسرا
طریق اس امر کے ذہن دلانے کی استدعا کرنیکا ہے کہ محض وہ رقوم پیشگی جو گماشتہ نے بروقت اپنے
تقرر کے ادا کی ہوں قابل تنسیخ اختیار بیع کی نوعیت کو تبدیل کرنیکا اثر رکھتی ہیں جنکی نسبت پریوی کونسل
نے فیصلہ کیا ہے کہ اُنکا ایسا اثر نہیں۔ پس یہ امر صریح ہے کہ صورت حالیہ میں کوئی صریح معاہدہ دربارہ
عدم تنسیخ کے موجود نہ تھا۔ اور نہ کوئی ایسے واقعات موجود ہیں جنسے ایسا معاہدہ مفہوم ہو سکے۔
اسلیئے مجھے یہ قرار دینا چاہیئے کہ مدعی اس امر کے ثابت کرنے سے قاصر رہا ہے کہ والن کلہن اینڈ کمپنی بلا لحاظ
حدود قائم کردہ مدعا علیہ کے اسباب کو فروخت کرنیکے مستحق تھے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ آیا مدعا علیہ نے حسب بیان خود حد مقرر کی تھی یا نہ کہ آیا اسباب بلا لحاظ حد مقررہ
مذکور کے فروخت کیا گیا تھا مدعا علیہ کی شہادت متعلق بایں امر کی تائید صرف اُن قیاسات سے ہوتی ہے؟

(۱) انڈین لا رپورٹس بمبئی جلد ۷ صفحہ ۵۴۵۔

۱۸۹۶

گوندا با چیٹی
بنام
نرسمہلو چیٹی

۳۰۲

چاہیئے کہ رقم مذکور کو اسباب کے زرثمن مین سے وصول کر لوے" تو فاضل جج مذکور کا یہ خیال ہوا کہ دفعہ
متعلق ہوتی ہی اور اختیار بیع ناممکن التنسیخ ہے اور اُنہنے بحق مدعی فیصلہ کیا ہوتا جیسا کہ قبل ازین بیان
کیا گیا ہے دفعہ مذکور مین کسی امر سے یہ ظاہر نہین ہوتا کہ اختیار دربارہ استعمال کرنے زرثمن کے ایفائے
قرضہ مین صریح طور پر دیا جانا چاہیئے اور نہ ہم کوئی وجہ ایسی حد کے قائم کئے جانیکی معلوم کر سکتے ہیں یہ
شرط مندرجہ نوٹ روانگی کہ منتقل الیہ ہی اقتضائے سائے کے مطابق فروخت کر سکتا ہے اور بصورت
کمی کے واقع ہونیکے اُسے چاہیئے کہ مدعاعلیہ کے نام ہنڈوی تحریر کرے جو دوران کاروبار مابین فریقین
کے تحریر کیجائیگی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دان گلبن اینڈ کمپنی کا یہ منشا تھا کہ اپنا قرضہ اسباب کے زرثمن
میں سے وصول کرین چونکہ منشا مذکور صریح طور پر ظاہر کیا گیا تھا اسلئے وہ ایسا جائز اور موثر واسطے
پیدا کرنے ایک حق کے بحق منتقل الیہم ہے گویا کہ وہ صریح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اگر منتقل الیہم کو ایسا
حق حاصل ہوتا تو اختیار بیع ایسے استحقاق کو زائل کرنیکے لیئے مسترد نہیں ہو سکتا۔ الا مطابق ایک صریح معاہدہ
کے جسکے بموجب ایسا اختیار بحق مدعاعلیہم محفوظ کیا گیا ہو لیکن ایسے صریح معاہدہ کا ثبوت مقدمہ ہذا مین کچھ نہیں ہے

اختیار بیع مطابق اقتضائے سائے منتقل الیہ و بلا اطلاع فرستندہ کے نوٹ روانگی مین جن الفاظ مین
عطا کیا گیا ہے اور حد صرف یہ عائد کیگئی ہے کہ قیمت حتے الامکان بہتر ہونی چاہیئے۔ الفاظ مذکور کے صاف
معنے یہ ہین کہ منتقل الیہ کو چاہیئے کہ وقت اور طریق بیع کو بلا اطلاع فرستندہ کے تجویز کرے اور بہتر قیمت بازاری
فروخت سے حاصل کرے فرستندہ مجاز تھا کہ اس امر کو ایک جزو معاہدہ بناتا کہ وہ وقتاً فوقتاً حدود قائم کریگا اور
اگر اُسنے ایسا کیا ہوتا تو منتقل الیہ جسنے رقوم پیشگی ادا کی تہین اپنے آپ کو اس نقصان سے محفوظ کر سکتا
تھا جو اُس کو اسطرح پر پہونچتا لیکن فرستندہ نے صریح طور پر منتقل الیہ کو اختیار تمیزی دربارہ بیع کے عطا کیا
تھا اور اس امر میں مشکل سے شبہ ہو سکتا ہے کہ اُسکے فعل سے وہ بہتر شرائط دربارہ رقوم پیشگی کے حاصل
کرنیکا مستحق ہوگیا تھا۔ ہماری رائے میں یہ قرار دینا نامناسب ہے کہ ایسے واقعات کی موجودگی میں منتقل کنندہ
دوسرے دن اختیار بیع کو مسترد کر سکتا تھا یا کہ منتقل الیہ اُسکو بلا زربدل کے ملیا کرنیکی اجازت دیکھتا
تھا یا منتقل کنندہ بذریعہ قائم کرنے نہایت سخت حدود کے منتقل الیہ کو اُس رقم سے محروم کر سکتا تھا جو
اُسنے پیشگی ادا کیا تھا اور اسطرح پر بہت سا عرصہ گذر جانیکے بعد وہ بلا کسی چارہ جوئی کے رہ سکتا تھا
سوائے ایک نالش دربارہ وصولیابی رقوم ادا کردہ کے اسمیں شک نہیں کہ حیثیات مابین مدعاعلیہ

۱۸۹۶ء
مونداباچہٹی
بنام
ترہ بہوموچی

وان گلہن اینڈ کمپنی سے ظاہر ہوتا ہے کہ شخص اول الذکر نے بعد معانگی نائب کے گئے جانیکے حدود قایم کی ہتیں لیکن توعی اور نہ وان گلہن اینڈ کمپنی نے اُنکے اِس استحقاق سے انکار یا اُسکی نسبت تنازعہ کیا تہا۔ وان گلہن اینڈ کمپنی نے اُسکے استحقاق دربارہ وصولی اسباب پر قیمت نامناسب کی نسبت عذر کیا تہا اور بیع کو اُنکی مرضی پر منحصر رکہا تہا لیکن ہماری رائے مین یہ فعل وان گلہن اینڈ کمپنی کیطرف سے ایک اقبال کی حد تک نہین پہونچتا۔ نیز لازم تہا کہ جملہ واقعات مین اُنکی ہدایات پر عمل کرتے وہ قدرتی طور پر اس امر کے خواہان تہے کہ موکل کو خوش کرتے اور اُنکی مرضی کے مطابق بیع کو ملتوی کرتے لیکن جب بازار ہر مہینے میں گرتا جاتا تہا (ارزان ہوتا تہا) اور وہ کفالت جو اُنکے قبضہ میں تہی کم ہوتی جاتی تہی اسلیئے اُنہون نے اُس اختیار بیع کا استعمال کیا جو اُنکو عطا کیا گیا تہا اور اُنہون نے اسباب کو بلا لحاظ حدود قایم کردہ مدعاعلیہ کے فروخت کیا۔ اسمین شک نہیں کہ اُنہون نے بیع کو اور کچہہ عرصہ کیواسطے ملتوی رکہا تہا اگر مدعاعلیہ نے اُنکی اس استدعا کی تعمیل کی ہوتی کہ وہ اُسقدر روپیہ ارسال کردے جسقدر کہ بازاری قیمت میں کمی واقعہ ہوئی ہے۔ تاکہ وہ کفالت جو اُنکے قبضہ مین ہے کافی رہے لیکن مدعاعلیہ نے ایسا نہین کیا۔ ان واقعات کی موجودگی مین ہمین یہ معلوم ہوتا ہے کہ منقل الیہم مجاز تہے کہ اپنے قانونی اختیار بیع کو استعمال کرتے بجائے اسکے کہ اُس کفالت کو جو اُنکے قبضہ مین تہی اور زیادہ کم ہونے دیتے۔ اسلیئے ہمین ڈگری کو منسوخ کرکے فیصلہ بحق مدعی جیسا کہ اُسنے دعوے کیا ہے معہ خرچہ صادر کرنا چاہیئے۔

ولسن اینڈ کننگ اٹرنیان اپیلانٹ۔
برمین وبریتن اٹرنیان ریسپانڈنٹ۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر آرتہر جے ایچ کالنس صاحب چیف جسٹس و مسٹر شپرڈ صاحب جسٹس

کوپاچی کاتہر (مدعی) اپیلانٹ بنام یگر وغیرہ (مدعاعلیہم) ریسپانڈنٹان

۱۸۹۶ء
۷ اکتوبر

مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۲۹۵ تقسیم معہ رسدی ڈگری زرنقد۔ ڈگری ہائے مدعی و مدعاعلیہ نے علی الترتیب ایک ہی اراضی کے رہن ہائے حاصل کیئے تہے مدعاعلیہ نے ایک ڈگری بربنائے اپنے رہن کے بخلاف راہن مرہونہ حاصل کی اور نسبت کسی بقایائے زر مودی کے بخلاف ذات راہن کے

۱۸۹۲ء
کوباچی کاتھر
بنام
پکرو وغیرہ

صرف اُس جائداد سے علاقہ رکھتی ہے جو بعلت اجرا ایک ڈگری کے نیلام کیگئی ہوچکے ہیں اُسکے نیلام کئے جانیکی ہدایت واسطے سبکدوش کرنے مواخذجات جائداد مذکور کے کیگئی ہو صورت حالیہ جائداد نیلام کردہ مدعاعلیہ نمبر ا ایک جائداد زیر مواخذہ نہ تھی بلکہ مدیونڈگری کی دیگر جائداد تھی۔

مدعی اور مدعاعلیہ کے حق مین علی الترتیب رہن اوّل و دوم ایک ہی راہن کیطرف سے دیگر جائداد کے متعلق تحریر کیا گیا تھا لیکن انمین سے کسی کا مواخذہ جائداد نیلام کردہ مدعاعلیہ نمبر ا پر نہ تھا ہمین یہ معلوم ہوتا ہے کہ مدعی اور مدعاعلیہ کی حیثیت اِس جائداد کے متعلق بالکل ایک ہی تھی۔ اور ہر ایک زرثمن میں سے حصہ رسدی کا مستحق تھا۔

ہماری رائے مین صاحب جج ضلع اِس امر کے قرار دینے مین غلطی یہ ہے کہ ڈگری حال "ایک ڈگری زرنقد" حسب منشاء دفعہ ۲۹۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی نہیں ہے۔ اسمین شک نہین کہ اُسکی اس رائے کی تائید عبارت استعمال کردہ بمقدمہ رام چرن بھگت بنام شیوبرت رائے (۱) سے ہوتی ہے۔ لیکن ہائیکورٹ کلکتہ نے مقدمہ ہارث بنام تارا پرسنا مکرجی (۲) مین مختلف رائے اختیار کی تھی۔ صورت الفاظ ڈگری بمقدمہ الہ آباد درج رپورٹ نہیں ہیں اور نہ اسمین مقدمہ کلکتہ کا حوالہ دیا گیا ہے لیکن ہماری رائے مین قانون مقدمہ موخر الذکر میں درست طور پر بیان کیا گیا ہے۔

ڈگری مقدمہ حال حسب ذیل الفاظ مین ہے: "مدعاعلیہم کو چاہیئے کہ آج سے عرصہ دو ماہ کے اندر مدعیکو مبلغ اعمار ... معہ سود اور خرچہ کے ادا کرین اور بصورت عدم ادائگی کے مدعیکو چاہیئے کہ زر مذکور بذریعہ نیلام جائداد مندرجہ عرضیدعوے کے وصول کرے اور اگر کچھہ بقایا رہے تو وہ مدعاعلیہ نمبر ا لغایت ۳ سے وصول کرے" ہماری رائے مین وہ ایک ڈگری زرنقد ہے اور اُسکی وہ حیثیت اسوجہ سے زائل نہیں ہوتی کہ ڈگری مین وہ طریق اور ضابطہ درج ہے جسکے مطابق وہ وصول کیا جانا چاہیئے۔

فقرہ اوّل دفعہ ۲۹۵ حسب ذیل ہے: "جب بصیغہ اجرا ڈگری سے کچھ روپیہ بذریعہ نیلام جائداد یا بطور دیگر عدالت کو وصول ہوا اور ایک سے زیادہ اشخاص نے اُسکے وصول ہونے سے پہلے درخواستیں واسطے اجرا اپنی اپنی ڈگریات زرنقد کے اوپر ایک ہی مدیونڈگری کے اُس عدالت میں داخل کی ہون جنمین وہ زرنقد واجب ہو مگر ڈگریات کا روپیہ نہ پایا ہو تو روپیہ وصول شدہ بعد منہائی خرچہ وصول کرنیکے اُن جملہ اشخاص کے درمیان بحساب رسدی تقسیم کیا جائیگا۔

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۱۴۸۔

(۲) " " " کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۱۸۷۔

۱۰۶ ۹۹

کوماچی کاتھر
بنام
بکرا وغیرہ

فقرۂ مذکور کے روسے مدعی نے استحقاق حصہ رسدی بجائداد مذکور کا دعوے کیا ہے۔ ابتداءمیں اُس مدیون کو جو پہلے جائداد کو قرق کرائے اپنی ڈگری کے ایفاء کا حق فوقیت کے ساتھ زرثمن میں سے بہ نسبت دیگر دائنان کے حاصل ہوتا تھا لیکن اب جملہ ڈگریداران جو عدالت مین قبل وصولی زرثمن کے درخواست کریں بحصہ رسدی زر مذکور کے مستحق ہیں اور بروئے آخری فقرہ دفعہ مذکور کے اگر کوئی ایسا روپیہ غلطی سے کسی شخص کو ادا کیا جائے تو ایک ڈگریدار مستحق حصہ رسدی زر مذکور کے دلا پانیکی نالش اُس شخص پر کرسکتا ہے جسے غلطی سے وہ روپیہ ادا کیا گیا ہو۔ زیر فقرۂ مذکور مدعی نے نالش حال رجوع کی ہے۔ بالفاظ استعمال کردۂ سفرنہ کلکتہ محولۂ بالا دفعہ مذکور کی غرض ہمیں یہ معلوم ہوتی ہے کہ تقسیم بحصہ رسدی دربارۂ ترکہ مدیون ڈگری مابین جملہ ڈگریداران کے متعلق حکم دیا جائے جبکہ ڈگریات مذکور مین یہ حکم دیا گیا ہو کہ انکا روپیہ مدیون ڈگری سے ادا کیا جائے اور یہ امر واقعہ کہ وہ شخص جسنے ایسی ڈگری حاصل کی ہو وہ بھی کفالت پر قابض ہے اور نیز یہ ڈگری مذکور کسی اور دادرسی کا مستحق ہے غیر ضروری ہے اسلئے ہماری رائے میں کوئی امر دفعہ مذکور مین ایسا موجود نہیں جسکے روسے ایک مرتہن کا وہ حق زائل کیا گیا ہو جسے ایک ڈگری بربنائے اپنے رہن کے حاصل کی ہو۔ جو اُسے دربارہ اس امر کے حاصل ہے کہ اپنی نالش میں اُس جائداد رہن کے برخلاف کارروائی کرے جو کہ تابع رہن نہیں ہے درصورتیکہ دیگر دائنان بھی موجود ہین۔ اور نہ کوئی امر باظہار اس بات کے موجود ہے کہ جائداد مرہونہ کے زرثمن کے بحصہ رسدی مستحق اشخاص وہ ہیں جنہوں نے صرف ڈگریات زرنقد حاصل کی ہون اسلئے ہماری یہ رائے ہے کہ وہ ہر ایک ڈگری جسکے روسے زرنقد واجب الادا ہو اُس حد تک ایک ڈگری زرنقد حسب منشاء دفعہ مذکور ہے۔ خواہ دیگر دادرسی بھی بروئے ڈگری مذکور کے عطا کیگئی ہو اور کہ ایسی ڈگری کا قابض صرف ڈگریات زرنقد کے قابضان کے ساتھ بحصہ رسدی تقسیم کا مستحق ہے۔

اگر اسکے خلاف قرار دیا جاتا تو اسکا نتیجہ عموماً یہ ہوگا کہ ناکافی طور پر محفوظ شدہ دائن اپنے آپ کو بالکل غیر محفوظ شدہ دائن سے بہت بُری حیثیت مین دیکھ سکتا ہے۔ غیر محفوظ شدہ دائن ایک نامناسب نقصان کا ذمہ وار قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ اُسنے اپنا روپیہ مدیون کے عام اعتبار پر بلالحاظ جائداد مرہونہ کے دیا ہے اور ایسا دائن ہمیشہ جانتا ہے کہ جائداد مرہونہ کے نیلام پر اصرار کرے اگر فعلاً اسکا زرثمن شدہ رہن سے زیادہ معلوم ہوتا ہو+

۱۸۹۵ء
مدراس
نلا کرپا
بنام
محمد ابراہیم

اپیل دوم بناراضی ڈگری اے ٹی سے بیول صاحب ڈسٹرکٹ جج تنجور مقدمہ اپیل نمبر ۱۷۴ سنہ ۱۸۹۳ء
منسوخ کنندہ ڈگری سی ویکو باجیر سب آرڈینیٹ جج تنجور مقدمہ ابتدائی نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۳ء۔

مدعی نے مدعا علیہ پر بعض رقوم کے دلا پانے کی نالش کی جو بر بنائے ان ڈگریات کے واجب الادا تھیں جو مدعا علیہ کے برخلاف عدالت ضلع کینڈی واقع سیلون نے صادر کی تھیں۔

مدعا علیہ نے منجملہ دیگر امور کے یہ عذر کیا کہ عدالت ضلع کینڈی کو کوئی اختیار سماعت حاصل نہ تھا کیونکہ وہ بروقت ارجاع نالشات اور صدور ڈگریات کے مستقل طور پر برٹش انڈیا میں رہتا تھا اور کہ اُسے کوئی اطلاع نالشات کی نسبت نہ تھی اور اُسے اُنکے رجوع کئے جانیکا علم نہ تھا اور کہ ڈگریات مناسب طور پر اُسکے برخلاف صادر نہ کیگئی تھیں۔

سب آرڈینیٹ جج نے یہ قرار دیا کہ نوٹس نالشات کی کافی تعمیل مدعا علیہ کو ذمہ وار بنانے کے واسطے کیگئی تھی اور کہ عدالت کینڈی کو اختیار سماعت حاصل تھا اور اُسنے ایک ڈگری حسب استدعا صادر کی۔

مدعا علیہ نے اُسکے فیصلہ کی ناراضی سے اپیل کیا اور صاحب جج ضلع نے ڈگری کو اُن وجوہات پر منسوخ کیا جو تجویز ذیل میں بیان کیگئی ہیں۔

مدعی نے اپیل دوم حال رجوع کیا۔
بھشیام ایانگر منجانب اپیلانٹ۔
پتا بھرام آیار منجانب ریسپانڈنٹ۔

تجویز:- مدعی نے عدالت سب آرڈینیٹ جج تنجور واقع برٹش انڈیا میں اُن رقوم کے دلا پانے کی نالش کی جو بر بنائے بعض ڈگریات صادرہ عدالت ضلع کینڈی واقع سیلون کے واجب الادا تھیں۔ مدعا علیہ نے بہت سے عذرات اُٹھائے لیکن سب آرڈینیٹ جج نے جملہ تنقیحات پر اُسکے برخلاف فیصلہ کر کے دعوی کی ڈگری دی۔

بر طبق اپیل کے ڈسٹرکٹ جج نے تین اہم سوالات کی تجویز کی یعنی:-

(۱) آیا نوٹس نالش بعدالت کینڈی کی تعمیل اسطرح پر مدعا علیہ پر کیگئی تھی جسکے رو سے عدالت برٹش انڈیا ایک ڈگری بر بنائے فیصلہ عدالت مملکت غیر (کینڈی) صادر کر سکے۔
(۲) آیا عدالت مملکت غیر کو اُس مدعا علیہ کی ذات پر اختیار سماعت حاصل تھا جو برٹش انڈیا میں مستقل سکونت رکھتا تھا۔
(۳) آیا مدعا علیہ بروقت صدور فیصلہ کے نابالغ تھا اور کہ آیا بباعث امر مذکور کے فیصلہ مذکور ایک ایسا

فیصلہ تہا جو برٹش انڈیا میں ایک نالش کی بناء ہوسکتا تہا ۔

ان جملہ تنقیحات پر صاحب جج ضلع نے بحق مدعی فیصلہ کرکے نالش کو خارج کیا ۔

مدعی نے اب اُن جملہ تنقیحات پر اپیل کیا ہے جنکا فیصلہ اُسکے برخلاف کیا گیا ہے ۔

مگر ہم تنقیحات متذکرہ صدر میں سے تنقیح اول و سوم پر بحث کرنا ضروری نہیں سمجہتے کیونکہ ہماری یہ رائے ہے کہ فیصلہ ڈسٹرکٹ جج نسبت تنقیح دوم کے درست ہے اور کہ مدعی کی نالش دعیہ مذکور پر ناکامیاب رہنی چاہئیے خواہ دیگر تنقیحات کا فیصلہ کچہہ ہی ہو ۔

مدعا علیہ دوکان الورم صاحب اینڈ کمپنی میں ایک خاص شریک تہا جو کینڈی میں بہ شرائط دستاویز شراکت (دستاویز الف) کے کاروبار کرتا تہا ۔ مدعی برٹش انڈیا میں مستقل سکونت رکہتا تہا اور وہ کینڈی میں ایک یا دو دفعہ گیا تہا اور اُسکے خاندان کی مملوکہ بعض جائداد غیر منقولہ کینڈی میں تہی جسمیں وہ ایک استحقاق رکہنے کا دعویدار تہا ۔

مدعی سیلون میں عارضی طور پر بہی سکونت نہ رکہتا تہا جبکہ نالش عدالت کینڈی میں رجوع کیگئی تہی ۔ کاروبار مذکور کا اہتمام بہ شرائط دستاویز الف کے کیا اور شریک کرتا تہا جو کینڈی میں رہتا جبکہ نالشات رجوع کیگئی تہیں تو سمن بنام شرکا بشمول مدعا علیہ کے ساکن شرکا کے نام ارسال کئے گئے تہے یہ ثابت نہیں کیا گیا کہ اُنہوں نے مدعا علیہ کو اطلاع دی تہی ۔ وہ نالشات کی جوابدہی کرنیکے لئے حاضر نہوا تہا اور اُسکے برخلاف یکطرفہ ڈگریات صادر ہوئی تہیں ۔

وہ سوال جسکا ہم نے فیصلہ کرنا ہے یہ ہے :-

اگر فرض کیا جائے کہ نالش کے نوٹس کی تعمیل جو مدعا علیہ کے شرکا پر کیگئی تہی کافی تعمیل مدعا علیہ ہے اور بالفرض اگر مدعا علیہ کسی محفوظیت بربنائے نابالغیت کا مستحق نہیں تو آیا واقعات متذکرہ صدر کی موجودگی میں عدالت کینڈی کو مدعا علیہ کی ذات پر اختیار سماعت حاصل تہا ؟

یہ امر تسلیم کیا ہے کہ غرض حال کیواسطے عدالت کینڈی ایک عدالت غیر متصور کیجانی چاہئیے عدالتہائے برٹش انڈیا اس معاملہ میں اُن اصولوں کی پابند ہونگی جو عدالتہائے انگلستان نے اختیار کئے ہیں ۔ وہ دستور اصول جسپر فیصلجات عدالتہائے ممالک غیر انگلستان میں موثر کئے جاتے ہیں یہ ہے کہ فیصلہ عدالت مجاز سماعت مدعا علیہ پر ایک فرض عاید کرتا ہے کہ وہ رقم ڈگری کو ادا کرے جسکو موثر کرنے کی عدالت انگلستان پابند ہے جبتک کوئی شئے جو فرض مذکور کو زائل کرے یا کوئی قانونی عذر اُسکے موثر نہ کرنے کے لئے نہ ہو اُس وقت نالش کا

جوابدعوےٰ ہی۔ ملاحظہ ہو سیبی بنام ویسٹھنوز (۱) مقدمہ روزالن بنام روزالن (۲) میں فرائی صاحب لارڈ جسٹس نے بحوالہ مقدمہ سیبی بنام ویسٹھنوز (۱) وکوپین بنام ایڈمسن (۳) یہ ظاہر کیا ہے کہ وہ واقعات جنکی نسبت یہ قرار دیاگیا ہے کہ انکی رو سے مدعاعلیہ پر یہ فرض عاید کیا گیا ہے کہ عدالت مملکت غیر کے فیصلہ کی پیروی کرے اُنسے بیان کیا ہے کہ عدالت ہائے ملک ہذا مدعاعلیہ کو پابند سمجھتی ہیں جہانکہ وہ ایک مملکت غیر کا رعیت ہو جسمیں فیصلہ حاصل کیا گیا ہو اور جہانکہ وہ ایک مملکت غیر کا رہنے والا ہو جبکہ نالش شروع کیگئی ہو اور جہانکہ مدعاعلیہ نے بحیثیت مدعی اُسی عدالت ملک کو پسند کیا ہو جسکے کہ مطابق بعدمیں اُسپر نالش کیگئی ہے اور جہانکہ وہ بالارادہ حاضر ہوا ہو اور جہاں اُسنے اپنے آپکو اُس ملک کے قانون کے تابع ہونیکا معاہدہ کیا ہو جسمیں فیصلہ حاصل کیاگیا ہے اور غالباً اگر فیصلہ مقدمہ بکیٹ بنام سیک کلارہتی (۴) درست ہو جہانکہ مدعاعلیہ کو صلی جایداد مملکت غیر کے اندر حاصل ہو جسکی کہ نسبت بنادعوےٰ پیدا ہوا ہے حالانکہ وہ حدود واختیار مذکورہ کے اندر رہتا ہے۔

اگر معیار مذکور مقدمہ حال میں استعمال کیجائیں تو یہ معلوم ہوگا کہ اُنمیں سے کوئی بھی متعلق نہیں ہوتی ہے مگر بحث یہ کیگئی ہے کہ قانون نسبت اُس اختیار کے جو فیصلہ ممالک غیر سے منسوب کیا گیا ہے بہ وجود طریق تنازعہ کے دوران نشوونما میں ہے اور مقدمہ بکیٹ بنام سیک کلارہتی (۴) کی مشابہت پر ہم سے یہ قرار دینے کی استدعا کیگئی ہے کہ چونکہ مدعاعلیہ بواسطہ اپنے شرکاء کے کینڈی میں کاروبار کرتا تھا لہٰذا وہ تعبیری طور پر اُسی شہر کا ساکن متصور کیا جانا چاہئے اور کہ اُسنے مفہوم طور پر اپنے آپکو اُس عدالت کے اختیار سماعت کے تابع بنایا تھا جسکی کہ حفاظت میں اُسکا کاروبار چل رہا تھا۔ ہماری رائے میں فیصلہ جات مذکورہ کے سلسلہ سے ہم اس حد تک قرار دینے کے قابل نہیں ہوتے۔ مقدمہ بکیٹ بنام سیک کلارہتی (۴) میں مدعاعلیہ تاریخ ارجاع نالش تک اُسی بستی میں ایک سرکاری عہدہ دار تھا جسمیں کہ اُسپر نالش کیگئی تھی اور بنادعوےٰ اُسی عہدہ میں پیدا ہوا تھا یا اُسکے ساتھ علاقہ رکھتا تھا کہ اُسکا فرض تھا کہ بستی مذکور میں حاضر ہو گو دراصل وہ عارضی طور پر غیر حاضر تھا۔ مقدمہ مذکور کا ذکر مقدمہ ڈاؤن بنام لیپین (۵) میں بطور ایک ایسے مقدمہ کے کیاگیا تھا جو قانون کے انتہا تک پہنچتا ہے۔ اور حکام پریوی کونسل نے ایک جدید مقدمہ سردار گوردیال سنگھ بنام راجہ فریدکوٹ (۶) میں یہی رائے اختیار کی تھی اور یہ بیان کیا تھا کہ اگر مقدمہ مذکور کے خاص واقعات مذکورہ کے ممیز کیا جاتا اس غیر حاضر باشندہ مملکت غیر کی صورت سے جسکے کیفیت

---

(۱) لارپورٹ کوئنز بنچ جلد ۶ صفحہ ۱۵۵ صفحہ ۱۵۹۔ (۲) چانسری ڈویژن جلد ۴۴ صفحات ۲۵۱ و ۲۷۰ و ۳۷۱۔
(۳) لارپورٹ ایکسچیکر جلد ۹ صفحہ ۳۴۵۔ (۴) رپورٹ بلد فال و ایلنس صاحبان جلد ۲ صفحہ ۹۵۱
(۵) رپورٹ کلارک و فنلی صاحبان جلد ۵ صفحہ ۱۔ (۶) رپورٹ انڈین اپیل جلد ۲۱ صفحہ ۱۷۱ و ۱۸۶۔

قبل ازیں کولونیل گورنمنٹ کی ملازمت کی ہو۔ اُنہوں نے مقدمہ کو غلط طور پر فیصلہ شدہ تصور کیا تھا۔ صورت حال میں مدعا علیہ پر کوئی فرض کینڈی میں رہنے کیلئے عائد نہ تھا اور نہ اُسے اُس جگہ رہنے کی امید کسی تھوڑے عرصہ کے واسطے ہی تھی۔ کاروبار ایک ساکن شریک کرتا تھا جو باعث اپنی رہائش کے ذمہ دار اختیار سماعت کولونیل کا تھا۔ لیکن ہم اس امر کو قرار دینے کی کوئی وجہ معلوم نہیں کر سکتے کہ مدعا علیہ تغیری طور پر کینڈی میں سکونت رکھتا تھا یا بروقت ارجاع نالش کے حدود اختیارات عدالت کینڈی کے اندر حاضر تھا۔ اور نہ اس وجہ سے کہ مدعا علیہ کی ملکیت میں بعض جائداد غیر منقولہ واقع کینڈی تھی۔ عدالت مذکور کو اُسپر اختیار سماعت حال جیسی صورت معاملہ میں حاصل ہوتا ہے کیونکہ مقدمہ سبسی بنام دستھچنوز (۱) میں یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ ہمیں اس امر کے متعلق بہت شبہ ہے کہ آیا قبضہ جائداد جو ملک مذکور میں واقع ہو اور ملک کے قوانین سے محفوظ ہو ایک ایسی ذمہ داری پیدا کرتا ہے۔ نیز معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک عدالت نہایت مناسب طور سے اُس جائداد کی برخلاف حکمنامہ جاری کر سکتی ہے جو اُسکے قوانین کے تابع ہو تاہم ایسی جائداد کی موجودگی جو نہایت قلیل ہو سکتی ہے کوئی کافی وجہ نسبت اس امر کے مہیا نہیں کرتی کہ باشندہ ملک غیر مالک جائداد مذکور پر ایک فرض واسطے تعمیل فیصلہ مذکور کے عائد کرے" عام قانون نہایت صحیح طور پر حکام پریوی کونسل نے مقدمہ سردار گوردیال سنگھ بنام راجہ فریدکوٹ میں بالفاظ ذیل بیان کیا ہے۔ "وہ کل اختیار سماعت مناسب طور پر بلحاظ حدود مقامی کے ہوتا ہے اور کسی عدالت علاقہ غیر کے فیصلہ کی کوئی عدالت پابند نہیں ہوتی۔ اختیار سماعت بلحاظ حدود مقامی کا تعلق (معہ خاص مستثنیات کے) اُن کل اشخاص سے ہوتا ہے جو حدود علاقہ کے اندر خواہ مستقل خواہ عارضی طور پر سکونت رکھتے ہوں۔ حالانکہ وہ اسکے اندر ہوں لیکن اس اختیار سماعت کا تعلق اُن سے اُسوقت نہیں رہتا جبکہ وہ اُس علاقہ سے چلے جاویں اور کسی اور خود مختار ملک میں سکونت پذیر ہوں۔ اختیار سماعت ہمیشہ اُس اراضی کی بابت موجود رہتا ہے جو اُس علاقہ کے اندر ہو اور جائداد منقولہ کی بابت بھی جو اُس علاقہ کے اندر ہو استعمال ہو سکتا ہے اور سوالات حیثیت یا وراثت میں جو متعلق مستقل سکونت کے ہوں وہ اُن اشخاص کی نسبت بھی موجود ہو سکتا ہے جو اُس علاقہ کے اندر مستقل سکونت رکھتے ہوں یا جو زمانہ حیات میں مستقل سکونت رکھتے تھے جیسا کہ ایک سلطنت کے مختلف صوبجات کے درمیان (مثلاً ریاستہائے امریکہ کے ماتحت) واضعان قانون شاہی اختیار سماعت کو تقسیم کر سکتے ہیں لیکن کسی قانون مقامی کو اختیار سماعت حاصل نہیں ہو سکتا جو عدالت علاقہ غیر کو اشخاص اجنبی کے برخلاف ملحوظ رکھنا چاہیئے جبتک اُس سلطنت کی فرمانبرداری یا اطاعت جو قانون وضع کرتی ہے کسی طرح سے فرض نہیں ہے۔"

۱۸۹۵ء
نلاکر یا ستیار
بنام
محمد ابراہیم

اُنکے ذاتی نالش ہیں جس میں ان اسباب اختیار سماعت میں سے کوئی ایک سبب متعلق نہیں تھا وہ ڈگری جو کسی عدالت علاقہ غیر نے غیر حاضری میں صادر کی ہو جسکی حد اختیار سماعت کا مدعا علیہ نے اپنی تئیں کبھی پابند نہیں کیا ہو قانون بین الاقوام کے رو سے محض کالعدم ہوتی ہے مدعا علیہ کسیطرح اُس ڈگری کا پابند نہیں ہے اور اُس ڈگری کو ضرور ہے کہ ہر ایک قوم کی عدالتوں میں محض کالعدم خیال کیا جاوے سوا اُس صورت کے کہ (جب کسی خاص قانون مقامی کے رو سے اُس عدالت کو اختیار حاصل ہو) مدعا علیہ اُس ملک میں نہو جہاں عدالت صادر کنندہ ڈگری موجود ہے۔

یہ وہ اصول ہیں جو کل بڑے بڑے حکام نے قانون بین الاقوام کے متعلق قائم کئے ہیں اور منجملہ دیگر حکام سٹوری صاحب نے کتاب کونفلکٹ آف لاز طبع دوم دفعات ۴۶ و ۴۹ و ۵۰ و ۵۳ و ۵۴ و ۵۵ و ۵۶ و ۵۸ و کنٹ صاحب چانسلر نے کتاب دکمنٹری جلد اول صفحہ ۲۰۴ نوٹ سی (طبع دہم) میں قائم کئے ہیں اور انہیں کو کئی صورت استثنائیہ کی تائید استعمال اختیار سماعت برخلاف اُس مدعا علیہ کے جو کسی اور طرح سے اُسکا پابند نہو اس ملک کی عدالتوں کیطرف سے قائم نہیں کی جہاں بنائے دعویٰ پیدا ہوئی ہو یا (بصورت معاہدہ) اُن عدالتوں کیطرف سے جو مقام ادائیگی میں واقع ہوں اُن مقدمات میں اور نیز کل دیگر مقدمات میں جبکہ نالش ذاتی ہو اُس ملک کی عدالتیں جہاں مدعا علیہ سکونت پذیر ہو دادگستری کا اختیار رکھتی ہیں اور اُنکی طرف رجوع کرنا چاہئے"

ہماری رائے میں مقدمہ ہذا میں کوئی ایسے خاص واقعات موجود نہیں ہیں جن کے باعث وہ عام قاعدہ مستثنےٰ ہو جاوے کہ مدعی کو اُس عدالت میں نالش کرنی چاہئے جسکے کہ تابع مدعا علیہ بروقت رجوع نالش کے ہے جو ایک ایسا قاعدہ ہے جسکا ذکر سر رابرٹ فلیمور صاحب نے انٹرنیشنل لا جلد ۴ صفحہ ۷۰۹ میں اور حکام پریوی کونسل نے مقدمہ محولہ بالا میں بدیں الفاظ کیا ہے کہ وہ جملہ بین الاقوام و خانگی قوانین متعلق بایں امر کی بنا ہے"۔ مدعی مقدمہ ہذا کو چاہئے تھا کہ طریق مذکور کی پیروی کرتا اگر وہ مدعا علیہ کی ذات کے برخلاف چارہ جوئی حاصل کرنا چاہتا تھا۔

اسوجہ سے کہ عدالت کینڈی کو کوئی اختیار مدعا علیہ پر حاصل نہ تھا۔ عدالت اپیل ماتحت نے درست طور پر نالش کو خارج کیا ہے۔ اسلئے ہم عدالت مذکور کی ڈگری کو بحال رکھتے ہیں اور اپیل دوم ہذا کو معہ خرچہ خارج کرتے ہیں۔

صیغۂ اپیل دیوانی اجلاس کامل

باجلاس سر آرتھر جے ایچ کالنس صاحب چیف جسٹس و شفرڈ صاحب جسٹس و سبرامنیا ایار صاحب جسٹس و ڈیوس صاحب جسٹس

۱۸ نومبر و ۴ دسمبر ۱۸۹۵ء
۲۰ اکتوبر ۱۸۹۶ء

قادر حسین (مدعی) اپیلانٹ **بنام** حسین صاحب ویکس و دیگر (مدعا علیہم) ریسپانڈنٹان*

ایکٹ میعاد ۱۸۷۷ء ضمیمہ ۲ مد ۱۲ (الف) - بیدخلی -

ایکٹ میعاد ضمیمہ دوم مد ۱۲ (الف) اُس مقدمہ سے متعلق نہیں ہے جسمیں بیدخلی بنا دعوی ہو اور جسمیں مدعی ایک فریق یا پابند نیلام نہو -

تجویز ہوا کہ وہ نالش جو ۱۸۹۲ء میں واسطے دلاپانے قبضہ اُس جز و اراضی کے دائر کیگئی تھی جو مدعی کا حصہ اُس اراضی میں تہا جو غلطی سے بعلت اجراء اُس ڈگری کے نیلام کیگئی تھی جو اُسکے چچا کے برخلاف ۱۸۸۰ء میں حاصل کیگئی تھی زائد المیعاد نہیں ہے -

اپیل دوم بتدارکی ڈگری ای سی لاوسن صاحب ایکٹنگ ڈسٹرکٹ جج وزیگاپٹم بمقدمہ اپیل نمبر ۱۹۹ ۱۸۹۴ء تنسیخ ڈگری جی گلندہ راؤ منصف ضلع ارنم بمقدمہ ابتدائی نمبر ۳۴ ۱۸۹۳ء -

مدعی نے اُس اراضی کے ایک حصہ کے دلاپانے کی نالش کی جو ماہ نومبر ۱۸۸۱ء میں بعلت اجراء ڈگری بمقدمہ ابتدائی نمبر ۹۰ ۱۸۸۰ء مندرجہ عدالت منصف ضلع وزیگاپٹم کے نیلام کیگئی تھی -

منصف ضلع نے ایک ڈگری بحق مدعی صادر کی لیکن اُسکی ڈگری بر طبق اپیل کے ڈسٹرکٹ جج نے منسوخ کی تھی جس نے یہ قرار دیا تھا کہ نالش زائد المیعاد ہے -

مدعی نے اپیل دوم حال دائر کیا جو بغرض سماعت کالنس صاحب چیف جسٹس اور پارکر صاحب جسٹس کے روبرو پیش ہوا جنہوں نے ذیل کا استصواب اجلاس کامل سے کیا :-

حکم استصواب از اجلاس کامل :- استصواب ہذا واقعات ذیل کے رو سے پیدا ہوا کہ :-

مدعی کے چچا - دادا میا کے قبضہ میں نصف اراضی انعام تھی اور دوسرا نصف مدعی کے باپ کی ملکیت تہا - دادا میا نے اپنا نصف حصہ مدعا علیہ کے باپ کے پاس ۱۸۷۸ء میں رہن کر دیا تہا - مدعا علیہ کے باپ نے ایک ڈگری بر بنائے رہن مذکور نالش نمبر ۹۰ ۱۸۸۰ء میں حاصل کی تھی جسکے رو سے جائداد مرہونہ کے نیلام کئے جانیکا حکم دیا گیا تہا - نیلام ماہ نومبر ۱۸۸۱ء میں عمل میں آیا تہا لیکن کسی غلطی کے باعث بجائے نصف حصہ دادا میا کی کل اراضی نیلام کیگئی تھی - مدعا علیہ کے باپ نے اراضی مذکور کو خرید کیا تہا

* اپیل دوم نمبر ۱۲ ۱۸۹۵ء -

۱۸۹۶ و ۹۵

قادر حسین
بنام
حسین صاحب

اور وہ قابض کیا گیا تہا۔ مدعی نے نالش حال ۲۵ نومبر ۱۸۹۳ء کو واسطے دلاپانے قبضہ اپنے نصف حصہ
اراضی کے دائر کی تہی۔

صاحب جج ضلع نے فیصلہ مقدمہ سریانا بنام درگی (۱) کی سند پر یہ قرار دیا تہا کہ نالش تابع
مد ۱۲ (الف) ایکٹ میعاد کے ہے اور کہ وہ زائد المیعاد ہے۔

مگر بہت سے فیصلجات ایسے موجود ہیں جن میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ مد ۱۲۔ ایکٹ میعاد اُن
نالشات سے متعلق نہیں ہوتی جن میں مدعی اُس نیلام میں فریق اور اُسکا پابند نہو جسکے کہ منسوخ کئے
جانیکی استدعا ہو۔ ملاحظہ ہو سدا گوپا بنام جمنا بہائی (۲) حاجی بنام تہارامن (۳) (جو اُسی بنچ کا ایک
فیصلہ ہے) نیلکنڈن بنام تہندرا ما (۴) تہو بنام بدریداس (۵) پارکہہ رنچود بنام بائی و کہت (۶) و
وشنو کیشو بنام رامچندر بہاسکر (۷)۔

فیصلہ کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ مد ۱۲۔ اُن نالشات سے متعلق نہیں ہوتی جن میں بدعملی
بنائے دعوی ہو کیونکہ بدعملی کسیقدر عرصہ بعد بحالی نیلام کے بہی عمل میں نہیں آسکتی۔

فیصلہ مقدمہ سریانا بنام درگی (۱) کی نسبت عدالت ہذا کے ایک بنچ نے مقدمہ نرسمہا نید و
بنام راماسامی (۸) میں شک ظاہر کیا ہے۔

وہ سوال جسکا استصواب ہائیکورٹ سے کیا گیا ہے کہ آیا مد ۱۲ (الف) ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد اُس مقدمہ
سے متعلق ہے جسمیں بدعملی بنا دعوی ہوا ور جسمیں مدعی ایک فریق یا پابند نیلام نہو۔

استصواب مذکور بغرض سماعت اجلاس کامل کے روبرو پیش ہوا۔

آر سبرامنیا ایار صاحب بیلانٹ نے یہ بحث کی کہ مقدمہ سریانا بنام درگی (۱) غلط طور پر فیصل کیا
گیا تہا اور اُسنے مقدمہ نرسمہا نیدو بنام راماسامی (۸) کا حوالہ دیا۔

رامچندر راؤ صاحب رسپانڈنٹ نے یہ عذر کیا کہ جب ایک شخص کو معلوم ہو کہ اسکی جائداد بعلت
اجراء ایک ڈگری عدالت کی گئی ہے تو اُسے چاہئے کہ قبل منظوری نیلام کے عذر کرے اور چنانچہ بصورت
عدم موجودگی ثبوت فریب کے جسکی رو سے منظوری نیلام مدعی سے مخفی رکہی گئی ہو جیسی کہ صورت

(۱) انڈین لاریپورٹ مدراس جلد ۷ صفحہ ۲۵۰ - (۵) انڈین لاریپورٹ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۶۱۴ -
(۲) ″ ″ ″ جلد ۵ صفحہ ۵۴ (۶) ″ ″ بمبئی جلد ۱۸ صفحہ ۶۱۹ -
(۳) ″ ″ ″ جلد ۸ صفحہ ۵۱۲ - (۷) ″ ″ ″ ″ صفحہ ۱۳۰ -
(۴) ″ ″ ″ جلد ۹ صفحہ ۴۶۰ - (۸) ″ ″ مدراس جلد ۱۰ صفحہ ۳۱۴ -

مقدمہ بالکہہ رنچور بنام بائی وکہت (۱) میں موجود تہی مدعی ایک سال قاعدہ کا پابند ہے -

اجلاس کامل (عالی جناب سر آرتہر کالنس صاحب چیف جسٹس و شفرڈ صاحب و سبرامنیا ایار صاحب و ڈیوس صاحب جسٹسان) نے تجویز ذیل صادر کی :-

تجویز :- واقعات مبینہ کے رو سے ہماری یہ رائے ہے کہ اسمیں کچہہ شک نہیں ہو سکتا کہ مد ۱۲ (الف) ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد اُس نالش سے مناسب طور پر متعلق نہیں کیجا سکتی جو مدعی نے دائر کی ہو خواہ اُن فریقین کی نیت کچہہ ہی ہو جنہوں نے نیلام بعلت اجرا میں حصہ لیا تہا بہر حال معاملہ مذکور مدعی کے حق میں خلل انداز نہیں کر سکتا اسلئے اُسکے واسطے یہ ضرور نہ تہا کہ نیلام منسوخ کرا تا ہم فیصلہ مقدمہ سریاٹا بنام ورگی (۲) سے اتفاق نہیں کر سکتے جو نظیر ایک مقدمہ نیلام بعلت اجرا ڈگری تہی -

[بعد صدور فیصلہ مذکور کے ڈگری عدالت ضلع منسوخ کیگئی تہی اور اپیل واقعات پر فیصل کئے جانے کے واسطے واپس بہیجا گیا تہا]

اپیل ضمنی دیوانی

باجلاس شفرڈ صاحب جسٹس و سبرامنیا ایار صاحب جسٹس

زنگیا چیتیار (مدعی) اپیلانٹ بنام پریتہا سراتہی نائیکار وغیرہ (مدعا علیہم نمبر ۱ لغایت ۳) رسپانڈنٹان *

رہن - ڈگری بر بنای رہن اول بلصورتیکہ شامل نہ کئے جانے مرتہن مابعد کے - خرید کیا جانا جائداد مرہونہ کا ڈگریدار کیطرف سے مناسب قیمت پر - استحقاق مرتہن مابعد - ترقیات - سود -

(الف) نے بعض اراضیات ب کے پاس رہن کیں اور ثانیاً بعدہٗ ج کے پاس ب نے بر بنای اپنے رہن کے نالش کرکے ایک ڈگری نیلام بلا شامل کرنے ج کے حاصل کی جسکو رہن ج کا علم تہا - د جو ڈگریدار کا پسر تہا خریدار نیلام ہوا اور اُسنے بہت سا روپیہ خرچ کرکے اراضی کی ترقی کی - اب ج نے الف اور ب کے پسران اور قائمقامان کے برخلاف (کیونکہ وہ دونو فوت ہو چکے ہیں) ایک نالش بربنائے اپنے رہن کے دائر کی اور ایک ڈگری نیلام کی استدعا کی - **تجویز** ہوئی (۱) کہ مدعی ایک ڈگری نیلام کا مستحق تابع استحقاق قائمقامان ب کے تہا اگر خریدار انفکاک نہ کرانا چاہے -

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۹ -

(۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۹ صفحہ ۲۵۶

* اپیل دوم نمبر ۱۲۱ سنہ ۱۸۹۵ء -

سنہ ۱۸۹۶ء
رنگیا چیتیار
بنام
پوتہا سراتی نایکار

(۲) اور کہ خریدار ترقیات کی مجرائی کا مستحق نہ تہا۔

(۳) کہ مدعی شرح مقرر کردہ کے مطابق تاریخ ڈگری تک سود کا مستحق تہا۔

اپیل بنا راضی ڈگری ٹی راما سامی ایانگر سب آرڈینیٹ جج تنجاور بمقدمہ نالش ابتدائی ۳۵ سنہ ۱۸۹۴ء۔

نالش واسطے دلاپانے مبلغ [illegible] بابت اصل و سود واجب الادا بہ بنا رہن نامہ مورخہ دسمبر سنہ ۱۸۸۱ء

تحریر کردہ متوفی پدر مدعا علیہم نمبر ۱ و ۲ بحق مدعی کے۔ رہن سے قبل اُسی اراضی متنازعہ کو ایک شخص سبارایا متوفی

پدر مدعا علیہم نمبر ۳ لغایت ۵ نے اسکے پاس واسطے محفوظ کرنے مبلغ [illegible] کے بذریعہ رہن نامہ ۹ اگست سنہ ۱۸۸۰ء کو رہن کیا تہا

ابتدائی نالش نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۶ء بہ بنائے رہن نامہ سنہ ۱۸۸۰ء کے دائر کیگئی تہی اور ایک ڈگری مبلغ [illegible]

کی حاصل کیگئی تہی جسکے اجرا میں اراضی مذکور نیلام کیگئی تہی اور وہ مدعا علیہ نمبر ۳ نے بعوض مبلغ [illegible] کے

خرید کی تہی۔ خریدار کو اراضی مذکور کا قبضہ ۲۳ جنوری سنہ ۱۸۸۶ء کو دلایا گیا تہا۔

مدعی کا دعوے یہ تہا کہ سبارایا نے جسکو اُسکے رہن کا علم اُسکے تحریر کئے جانیکی تاریخ سے تہا اُسکو نالش ابتدائی

نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۶ء میں فریق نہیں بنایا اسلئے وہ اب مستحق ہے کہ اپنے مواخذہ کو جائداد خرید کردہ مدعا علیہ نمبر ۳ کے

برخلاف علت اجرا ڈگری موثر کرے۔ اُسنے بیان کیا کہ جائداد مذکور ہر دو قرضجات کے ایفا کیواسطے کافی تہی

اور اُسنے اب ایک ڈگری کی استدعا کی جس میں حکم دیا جائے کہ مدعا علیہم قرضہ واجب الادا بحق مدعی کو ادا کریں یا اُسکے

ایفا میں جائداد مرہونہ نیلام کیجائے۔ سب آرڈینیٹ جج نے بیان کیا کہ ”موضع نمبر ۲ میں مدعی ۱۳ ماہ

۳/۴ ۴ کلی کی ذمہ واری کا دعویدار ہے کیونکہ باقی حصہ بایفاء ایک رہن قابل بحق الاسبق کے نیلام

کیا گیا تہا۔ کل اراضی موضع نمبر ۳ وا راضی ۱ ماہ ۱/۲ ۴ ۸ کلی واقعہ موضع نمبر ۵ بقایائے مالگذاری کی علت

میں نیلام کیگئی تہی۔ کل اراضی موضع نمبر ۴ راہن نے مبلغ [illegible] پر فروخت کردی تہی جو مدعی نے بطور

جزوی ایفائے قرضہ کے وصول کیا تہا۔ اسلئے بہ نسبت قطعات اراضی مذکور کی نسبت مدعی کے اور دعوے

میں ذمہ وار بنائے جانیکا دعوے نہیں کیا گیا“

مدعا علیہ نمبر ۳ نے یہ عذر کیا تہا کہ نہ تو اُسے اور نہ اُسکے باپ کو مدعی کے رہن کا علم تہا اور کہ سوائے

اُس جائداد کے جو اُسنے خرید کی تہی دیگر جائداد مدعی کے دعوے کے ایفا کیلئے کافی ہے۔ اور کہ نیلام بعلت

اجرا ڈگری نالش نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۶ء میں کسی شخص نے [illegible] سے زیادہ بولی نہ دی تہی جس قیمت پر کہ اُسنے اراضی کو

خرید کیا تہا اور کہ مبلغ [illegible] اُسنے اراضی مذکور کی ترقیات پر بعد خرید کے صرف کیا ہے

نمبر ۱۰۶۹۶
ڈنگیا چیتیار
بنام
پرتھا سرتھی نایکار

سب آرڈینیٹ جج نے بیان کیا کہ مدعا علیہ نمبر ۳ مزید براں یہ عذر کیا جاتا ہے کہ اراضی محولہ فہرست ملا منسلکہ بیان مدعا علیہ اُسنے ایک نیلام بابت مالگذاری میں خرید کی ہے اسلیئے وہ مدعی کے دعوی کی ذمہ وار نہیں ہوسکتی اور کہ اراضی واقعہ موضع نمبر ۵ کی مالیت مبلغ للعہ ہے اور مدعی معاوضہ تہا کہ اسکے مبلغ ہمہ روپیہ فروخت کیئے جانیکی نسبت رضامندی ظاہر کرتا — اور کہ اراضی ۱۰ ماہ کی واقعہ موضع نمبر ۵ مالیتی صہ مدعی نے قلیل قیمت پر فروخت کی ہے جو نہ تو عرضیدعوے میں شامل کیگئی تہی اور نہ اُسکا روپیہ زررہن میں سے منہا کیا گیا تہا اور نیز اُسنے اراضی واقعہ موضع نمبر ۳ کی نسبت بہی ایسا ہی عمل کیا ہے یہ بہی بیان کیا جاتا ہے کہ مدعا علیہ نمبر ۳ کو کوئی علم نسبت اراضی ۴ ویلی ۸ ماہ ۱۷ اکلی و ۸ سینٹ واقعہ موضع نمبر ۱ کے بغرض ایفائے زررہن مدعی فروخت کیئے جانیکے نہیں ہے "

منجملہ دیگر امور کے یہ قرار دیا گیا تہا کہ مدعی نالش ۱۸۸۴ء کو مدعی حال کے رہن کا علم تہا اور کہ جائداد خریدکردہ مدعا علیہ ۳ اُسکی خرید کی تاریخ پر مبلغ صہ کی مالیت کی تہی اور کہ خریدار نے اُسکی ترقی مبلغ للعہ روپیہ کے خرچ کرنے سے کی ہے - ایک ڈگری حسب ذیل صادر کیگئی تہی :-

عدالت ہذا حکم دیتی ہے کہ بنیکہ مدعا علیہم نمبر ۱ و ۲ - آج کی تاریخ سے عرصہ چہہ ماہ کے اندر مبلغ تعین مبلغ معہ سود اور خرچہ مبلغ صہ ادا نکرین تب تک اراضیات زیر رہن مدعی جنکی تفصیل ذیل میں درج ہے سوائے اراضی واقعہ موضع کوتہاننگلام و نانگدو دو رتہی کے جو مدعا علیہ نمبر ۳ کے باپ کے پاس رہن تہیں اور جو مدعا علیہ نمبر ۳ نے نیلام بابت مالگذاری میں خرید کی ہیں اولاً نیلام کیجائی چاہئین اور زرثمن زرڈگری کے ایفا میں استعمال کیا جانا چاہیئے اور اسکے بعد اگر کوئی بقایا زرڈگری کا بعد نیلام مذکورکے غیر سودی رہے تو وہ جائداد جو تابع رہن ہے مدعا علیہ کے ہے نیلام کیجائے الا جبکہ مدعا علیہم نمبر ۳ لغایت نمبر ۶ زربقایا کو عدالت میں عرصہ تین ماہ کے اندر تاریخ نیلام اوّل سے ادا کرین اور کہ زرثمن میں سے مدعا علیہم نمبر ۳ لغایت نمبر ۶ کو زرڈگری بنالش ابتدائی نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۴ء دخرچہ وسود مزید حسب الحکم ڈگری مذکور تا لغایت ماہ جنوری سنہ ۱۸۸۶ء ادا کیا جائے جب کہ انہوں نے اراضی خریدکردہ کا قبضہ حاصل کیا تہا معہ خرچہ اجرا کے - وہ کل روپیہ ڈگری ہذا کے اجرا میں معلوم کیا جائے اور مبلغ للعہ مابت خرچہ ترقیات اراضی منجانب مدعا علیہ نمبر ۳ بہی ادا کیا جائے اور اگر کوئی بقایا رہے تو وہ ڈگری ہذا کے

ننگیا چیتیار بنام پرتہاسرتہی نایکا

کیونکہ یہ ثابت نہیں کیا گیا کہ اُس حیثیت سے وہ قبضہ کا حق تہا۔ ڈگری مذکور کی ترمیم امر مذکور کے متعلق کیجانی چاہیئے ہم اس امر کی کوئی وجہ نہیں دیکھ سکتے کہ کیوں مدعی اُس سود کا مستحق ہونا چاہیئے جو بعد ادائے زر رہن کے واجب الادا ہے۔ سود بشرح معاہدہ تاریخ ڈگری سبارڈینیٹ جج تک اور اُس تاریخ سے بشرح چہہ فیصدی دلایا جانا چاہیئے نیز ڈگری مذکور کی ترمیم بدین ہدایت کیجانی چاہیئے کہ اگر کوئی بقایا بعد ایفائے زر رہن ہائے کے ہے تو وہ مدعاعلیہم نمبر ۵ لغایت نمبر ۷ کو ادا کیا جانا چاہیئے۔

یادداشت عذرات معہ خرچہ نامنظور کیجاتی ہے۔

رسپانڈنٹ کو چاہیئے کہ اپیلانٹ کا خرچہ اپیل ہذا ادا کریں۔

صیغہ اپیل دیوانی

حضور جج ہائیکورٹ اجلاس سر آرتہر جے ایچ کالنز صاحب چیف جسٹس و بشیام ایّنگار صاحب جسٹس

۳۰ اکتوبر و ۱۱ نومبر سنہ ۱۸۹۶ء

کرشنا ایّر (رسائل) اپیلانٹ

بنام

سرینواسا ایّر (فریق مخالف) رسپانڈنٹ

رہن۔ ملابار کانم۔ انفکاک۔ ترقیات۔ ترقیات کی قیمت مابین تاریخ ڈگری اور تاریخ انفکاک کے۔

ایک ڈگری انفکاک کانم اقطاع ملابار ۱۰ دسمبر سنہ ۱۸۹۲ء حاصل کیگئی تہی جبکہ اراضی مذکور پہ ترقیات مثل درختان وغیرہ بالیتی مبلغ ... روپیہ کے موجود تہیں۔ اس عرصہ چہہ ماہ کے اندر جو بعد ڈگری کے انفکاک کیواسطے مقرر کیا گیا تہا رہن اجرا کی درخواست کی اور معلوم یہ ہوتا تہا کہ ترقیات مذکور کی مالیت بوجہ زائل کیئے جانے درختان مالیتی ... روپیہ کے کم ہوگئی تہی نقصان مذکور کا باعث کسی آفت ہو۔ و مرتہن کی غفلت کیطرف منسوب ہوسکتا تہا۔

تجویز ہوئی کہ نقصان مذکور مرتہن کے ذمہ ڈالا جانا چاہیئے۔

اپیل بنا راضی حکم ڈسٹرکٹ جج ملابار جنوبی مقدمہ اپیل دیوانی متفرق نمبر ۹۴ سنہ ۱۸۹۵ء مشتر تنسیخ حکم اے ۔۔ ناسامی ایّار منصف ضلع ... مقدمہ درخواست اجرا نمبر ۱۱۲۱ سنہ ۱۸۹۵ء۔

درخواست حال واسطے اجرا ایک ڈگری انفکاک کے کیگئی تہی۔ تاریخ ڈگری پر یعنے ۱۰ دسمبر سنہ ۱۸۹۲ء کو ترقیات بالیتی ... روپیہ ... مرتہن واجب الادا قرار دیگئی تہیں جس کو چہہ ماہ کی میعاد واسطے

آیا یہ امر واقعہ کہ ترقیات مذکور کی قیمت معین کیجا کر ڈگری میں شامل کیگئی ہی اسصورت مین تبدیلی کرسکتا ہی؟ یہ دیکھنا مشکل ہی کہ وہ کسطرح ایسا کرسکتا ہی۔ مطابق سلسلۂ نظائر تسلیم شدۂ ملک ہذا کے یہ امر مسلمہ ہی کہ باوجود صدور ڈگری انفکاک کے رشتہ رہن وراہن کا بطور پر قایم رہتا ہی اگر ڈگری کا اجرا نہ کیا جائے اسلئے استحقاق انفکاک پھر بیان اور موثر کیا جاسکتا ہی مگر شرط یہ ہے کہ وہ بباعث انقضائے میعاد کے یا کسی اور وجہ سے زائل نہو گیا ہو فرض کرو کہ ایک راہن نے ایک ڈگری انفکاک حاصل کرکے اسکا اجرا نہیں کیا بلکہ اُسنے جائداد کو مرتہن کے قبضہ مین ایک مناسب عرصہ تک رہنے دیا ہے اور شخص موخرالذکر نے اُس عرصہ مین مزید ترقیات اراضی مذکور پر کی ہیں بلاشبہ طور پر اُسکے استحقاق وصولی قیمت ترقیات مذکور سے انکار نہیں کیا جاسکتا خواہ سوال مذکور کا بر وقت اجرا ہی پیدا ہو یا ایک نالش جداگانہ میں مطابق فیصلۂ مقدمہ راہنی بنام شنکور (۱) کے اُن ترقیات کی نسبت ہی جنکا حوالہ اُس ڈگری مین دیا گیا ہو جسکا کہ اجرا راہن کرتا ہے۔ مرتہن اپنی کاروائی اجرا میں رو با مقتین بالیت کیے جانیکا دعوے کرسکتا ہی۔ اگر وہ یہ ثابت کرسکے کہ بعد صدور ڈگری کے ترقیات مذکور کی قیمت بڑھگئی ہی پس کسطرح راہن کی نسبت انصافاً یہ قرار دیا جاسکتا ہی کہ وہ اُس رقم کی کمی کے حاصل کرنیکا مستحق نہیں ہے جسکا کہ ذکر ڈگری میں کیا گیا ہے اگر وہ یہ ثابت کرسکے کہ کوئی جزو ترقیات تشخیص کردہ بر اُسوقت کے کم ہو گیا ہے؟ یہ امر کہ آخری فیصلہ رقم معاوضہ بحوالہ اُس نوعیت اشیا کے کیا جانا چاہیئے جو وقت انفکاک کے وقت موجود ہو اُس طریق عمل سے ہی ظاہر ہوتا ہے جسکی پیروی عدالتہائے قبل ماہ جولائی سنہ ۱۸۹۲ع کے کرتی رہی ہین جسکے کہ مطابق سوال مذکور اجرا کیواسطے محفوظ کیا جاتا تھا۔ حال کا رواج درباب ایسے امر کے کہ اُسکے متعلق قبل صدور ڈگری کے تحقیقات کیجاتی ہی بلاشبہ طور پر اُسوقت پیدا ہوا تھا جبکہ عدالت ہذا کا سرکلر مورخہ ۴ جولائی سنہ ۱۸۹۲ع صادر ہوا تھا (دائرہ عدالت پریکٹس صفحہ ۱۹۷) لیکن سرکلر مذکور میں صرف یہ درج ہے کہ عدالتہائے کو چاہیئے قبل صدور ڈگری کے اس امر کا فیصلہ کرین کہ ترقیات کی نسبت فریق قابض تاریخ ڈگری تک معاوضہ کا مستحق ہے اسلئے سرکلر مذکور کے رو سے راہن کا یہ استحقاق زائل نہیں ہوتا کہ مقدار عطا کردہ بروئے ڈگری کی نگرانی کی استدعا کرے اگر ایسی نگرانی واقعات بعد صدور ڈگری کے رو سے ضروری ہوگئی ہو۔ چنانچہ اگر دوران اجرا میں ترقیات معلوم کردہ و عطا کردہ بروئے ڈگری اراضی مذکور پر موجود نہیں یا مزارعہ سے ضائع کی جائیں تو

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۵ صفحہ ۳۶۷۔

۱۰۲ ۹۲
سکرٹری آف سٹیٹ
بنام
سرینواسا

عدالت ہائے کی عادت زیر دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی عمل کرنے کی یہ رہی ہے کہ مقدار نقصان کو معلوم کرکے اسکو تعداد ابتداً مقرر کردہ میں سے منہا کرتی ہیں۔

ذان بعد وکیل رسپانڈنٹ نے یہ حجت کی ہے کہ ایک نقصان مطابق نقصان زیر بحث حال کے اگر باعث کسی فعل یا ترک فعل مرتہن کے نہ ہو وہ بذمہ راہن عائد ہونا چاہیئے کیونکہ مالکیت ترقیات مذکور بروقت نقصان پہونچنے کے اسکو حاصل تھی۔ اس قیاس درباب مالکیت راہن کو قبل ادائیگی معاوضہ کے ہی حاصل ہونیکے نہ صرف کسی سند کے رو سے تائید ہی نہیں ہوتی بلکہ اسکی تردید صریح طور پر رپورٹ پنجم میں کیگئی ہے جہاں یہ بیان کیا گیا ہے کہ تعمیرات اور درختان دراصل مزارعہ کی ملکیت ہیں اور وہ انکو رہن یا بیع کرسکتا ہے اسی طرح جسطرح کہ جنمکار رہن ہائے کو کرسکتا ہے یا خود اپنی ملکیت مندرجہ اراضی کو بیع کرتا ہے" (طبع ہیگین بوتہم جلد ۱ صفحہ ۲۲) مزید برآں اگر عذر مذکور بہتر بنا پر مبنی ہو تو وہ شخص جو بطور کانم کے رہن کے اس ہر ایک ترقی کا ذمہ دار ہوگا جو ایک خبر کیجائے گو وہ قبل ڈگری کے زائل ہوگئی ہو۔ لیکن کسی شخص نے آجتک ایسے نامناسب دعوی کے پیش کرنیکی مبادرت نہیں کی۔ بتائید عذر مذکور کے رسپانڈنٹ کیطرف سے یہ استدعا کیگئی تھی کہ قابض کانم بروئے رواج ضلع ہذا کے ان درختان کے بلا رضامندی راہن کاٹنے سے ممنوع ہے جو اراضی پر ہوں گو وہ خود اس نے لگائے ہوں اور مقدمہ جنکا رام بنام چیرو تہار (۱) پر انحصار کیا گیا تھا۔ بلا اس سوال کا فیصلہ کرنیکے کہ آیا واقعی فیصلہ مقدمہ مذکور درست ہے یا نہیں جیسا طور کرنا ہمارا فرض نہیں ہے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ امر بالکل صریح ہے کہ مقدمہ مذکور کی نسبت یہ تصور نہیں ہوسکتا کہ وہ ایک ایسا اصول قائم کرتا ہے جسکے واسطے اسکا حوالہ دیا گیا ہے۔ نہایت تعجب کی بات ہے کہ منصف ضلع نے اپنا فیصلہ حسب ذیل الفاظ سے شروع کیا تھا "یہ امر مسلمہ ہے کہ درختان مدعاعلیہا کی ملکیت تھی اور وہ انہنے بطور کانم مزارعہ ہونیکے لگائے تھے" اور بحوالہ اسکی آراء کے بشپ صاحب جسٹس نے یہ ظاہر کیا ہے کہ منصف ضلع کی یہ رائے کہ کانم مزارعہ مستحق نہ تھا کہ درختان کو بلا رضامندی مدعی کے کاٹ لے۔ قابل تردید ہے۔

صورت حال میں کوئی شہادت نسبت بیینہ رواج کے پیش نہیں کیگئی تھی جسکے رو سے مزارعہ کانم ان درختان کے کاٹنے سے ممنوع ہو جو اسنے لگائے تھے اسلیئے ہم کوئی رائے نسبت اس امر کے ظاہر نہیں کرسکتے کہ آیا ایسا رواج موجود ہے یا نہیں

(۱) درخواست نگرانی دیوانی نمبر ۱۴۵ سنہ ۱۸۹۵ء غیر رپورٹ شدہ۔

سنہ ۱۸۹۲ء

کرشنا ئیر بنام سرینواسا ئیر

لیکن حجت کے واسطے ہم یہ فرض کرتے ہین کہ ایک ایسا رواج موجود ہے تاہم اُس سے بالضرور یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مالکیت اُن ترقیات کی جنکا معاوضہ ادا نہیں دیا گیا راہن کو حاصل ہے کیونکہ رواج مبینہ اس اصول کے بالکل مطابق ہوگا کہ ایسی صورت مین مالکیت تا ادائے معاوضہ مرتہن کو حاصل ہے وہ حد جو اُسکے اختیار پر ایسی ترقیات کے نازل کرنیکے واسطے عائد کیگئی ہے مصلحت عامہ پر مبنی ہے مشابہ اُسکے جو تابع احکام دفعہ ۶۳ ایکٹ انتقال جائداد کے ہے جو مرتہن کے صرفہ کے واسطے محفوظیت جائداد وغیرہ کے کیگئی ہو لیکن جس ترقی کا استعمال مرتہن سے جداگانہ طور پر نہیں کیا جا سکتا۔ اگر یہ فرض کیا جائے کہ راہن حالت ایسی صورتون مین معاوضہ ترقیات ادا کرنیکا ذمہ دار ہے خواہ معاہدہ مابین فریقین اس امر کے متعلق خاموش ہو تاہم رواج مذکور نسبت اسکے گو حقوق فریقین کے محض ایک مناسب تعبیر مبینہ رواج کی معلوم ہوتی ہے بہ نسبت اُسکے جسکا اظہار ریسپانڈنٹ کیطرف سے کیا گیا ہے۔

اسلئے وہ نتیجہ جو اخذ کیا جانا چاہیئے صحیح طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اپیلانٹ صرف اُن ترقیات کے معاوضہ کے ادا کرنیکا ذمہ دار ہے جو بر وقت انفکاک کے اراضی مذکور پر بہتر حالت مین موجود ہون (مقابلہ کیجیئے ہمو ارکنس بنام کریڈ (۱)) اسلئے وہ رقم متنازعہ کا ذمہ دار نہیں ہے۔ اسکے خلاف قرار دینا اگر دیا جاوے غیر مناسب طور پر مرتہن کو اس امر کی ترغیب دیتا ہے کہ وہ مابین تاریخ ڈگری اور تاریخ اجراء کے اپنے فرض سے غفلت کرے کہ مناسب طور پر اُن ترقیات کا خیال رکھے جنکا کہ معاوضہ تشخیص کیا گیا ہے اور بعض صورتون مین اس امر کی تحریک ہوگی کہ وہ راہن کو نقصان پہنچانے کے واسطے اُنکو ضائع کردے۔

حکم عدالت اپیل ماتحت منسوخ کیا جانا چاہیئے اور منصف ضلع کا حکم بحال کیا جانا چاہیئے۔

ریسپانڈنٹ اپیلانٹ کا خرچہ اپیل ہذا و عدالت اپیل ماتحت ادا کریگا۔

(۱) سیمپل اینڈ میفورڈ رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۲۲۵۔

۱۸۹۷ء

واسودیون بنام سنکرن

بحق مدعیان نالش مذکور کیا گیا تھا۔ ملاحظہ ہو سنکرن بنام کیساون (۱)۔ مدعیان حال نے اب راضی نامہ کے ولاپانیکی نالش بدیں بیان کی ہے کہ وہ فریق نالش نہ تھے اور کہ ڈگری مذکور اُنپر قابل پابندی نہیں ہے منصف ضلع نے قرار دیا ہے کہ سوال مذکور امر منفصل شدہ ہے اور اُسنے نالش کو خارج کیا ۔ اور اسکی ڈگری بر طبق اپیل کے صاحب جج ضلع سے بحال رکھی گئی تھی۔

مدعیان نے اپیل دوم حال رجوع کیا۔

اپیل دوم ہذا بغرض سماعت شفرڈ صاحب جسٹس و سبرامنیا ایار صاحب جسٹس کے روبرو پیش ہوا تو بانہوں نے ذیل کا استصواب اجلاس کامل سے کیا :۔

حکم استصواب از اجلاس کامل :۔ وکلاء فریقین نے اس نمونہ سوال کے متعلق اتفاق کیا ہے ہم اسکا استصواب اجلاس کامل سے بلحاظ اس امر کے کرتے ہیں کہ یہ معاملہ اہم ہے اور اسپر مخالف فیصلجات صادر ہوئے ہیں۔ آیا وہ ڈگری جو اُس نالش میں صادر ہوئی ہے جسمیں نمبودری الم کا کرنادن یا مرونکتیام ردہ بحیثیت قائمقامی بطور مدعا علیہ شامل کیا گیا ہو اور جسکی جوابدہی اُسنے دیانتداری سے کی ہو اُن دیگر ارکین خاندان پر قابل پابندی ہے جو واقعی طور پر فریق نہ بنائے گئے ہوں ؟

مقدمہ بغرض سماعت اجلاس کامل کے روبرو پیش ہوا جسمیں کالنس صاحب چیف جسٹس سبرامنیا ایار صاحب جسٹس و ڈیوس صاحب جسٹس اجلاس فرما تھے۔

مسٹر جے ایڈم و سنکرن نایر منجانب اپیلانٹان۔

کرشنا سامی ایار منجانب رسپانڈنٹان۔

سنکرن نایر منجانب اپیلانٹان :۔ مقدمہ تیاجن بنام ویلایدن (۲) میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ ڈگری بخلاف صرف کرنادن کے تارود پر قابل پابندی نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو سری دیوی بنام کیلپا ارادی (۳)، دسبرامنیان بنام گوپالا (۴)، مقدمہ ورن کوٹ نرائن نمبودری بنام و ... کوٹ نرائن نمبودری (۵) میں کرنان صاحب جسٹس نے اس عذر کو تسلیم کیا ہے کہ ڈگری مذکور قابل پابندی تھی۔ فیصلجات مذکورہ ... ضابطہ دیوانی کی دفعہ ۳۰ قانون ضابطہ ... میں جو ایسے مقدمات سے متعلق ہے جہاں کہ ایک پرائیویٹ استحقاق کا دعویٰ مدعی نے بالاشتراک دیگر اشخاص کے کیا ہو ایک کرنادن کی حیثیت کی تعریف مقدمہ کرسی بنام ملکشمی (۶)

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۵ صفحہ ۶۔ (۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۸ صفحہ ۴۸۴۔
(۳) ر ر ر جلد ۱۰ صفحہ ۷۹۔ (۴) ر ر ر جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۳۔
(۵) ر ر ر جلد ۲ صفحہ ۳۲۔ (۶) ر ر ر جلد ۵ صفحہ ۲۰۱۔

سنہ ۱۸۹۶ع

واسودیون
بنام
سنکرن

مین کیگئی ہے۔ نیز ملاحظہ ہو کلیانی بنام نرائن (۱) ایک کرناون بلاواسطہ طور پر اراضی کو منتقل نہین کرسکتا اور نہ وہ بلاواسطہ طور پر بذریعہ صادر کیجانے ایک ڈگری کے بخلاف اُسکے ایسا کرسکتا ہے ہر ایک صورت مین اُسے واقعی اختیار عطا ہونا چاہیے۔ فرض کرو کہ ایک نالش ایک دائن نے بخلاف ایک کرناون کے اُس قرضہ کی نسبت دائر کی ہو جسکی نسبت بیان کیا گیا ہو کہ وہ تارود کیطرف سے واجب الادا ہے اور ایک ڈگری صادر کیجا کر تارود کی جائداد قرق کیگئی ہو تو صاحب جج مجاز ہے کہ ڈگری مذکور سے قطع نظر کرکے معلوم کرے کہ آیا وہ جائداد مذکور پر قابل پابندی ہے جہانتک قرضہ تارود کے فائدہ کے واسطے اُٹھایا گیا ہو تو اندراونان کی رضامندی مفہوماً معلوم ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہو واسودیو بنام نرائن (۲) اُس مقدمہ مین ڈگری اُس اراضی کی نسبت صادر کیگئی تھی جو کرناون کے قبضہ مین تھی جو یہ بیان کرتا تھا کہ وہ اُسکے تارود کی ملکیت ہے۔ جبکہ تارود کے دوران اجرائے ڈگری مین بیدخل کیا گیا تھا تو دیگر اراکین کو نالش کرنیکی اجازت دیگئی تھی۔ مقدمہ تھنجو بنام جمو (۳) مین کرناون نے اپنے آپ کو سوا اُس کی نسبت حلف کا پابند کیا تھا کہ آیا وہ ڈگری جو اسطرح حاصل کیگئی ہے تارود پر قابل پابندی ہے یا نہیں۔ مقدمہ کومبی بنام لکشمی (۴) ایک ایسا معاملہ کے متعلق تہا بذریعہ شہادت اُس قانون کے جو اراکین تارود کے متعلق ہے جملہ اراکین تارود پر نوٹس کی تعمیل کیجانی چاہئے اسلئے سوال مستصوبہ کا جواب اصول قایم کردہ حال کے رو سے نفی مین دیا جانا چاہئے۔

کرشنا سامی ایار منجانب رسپانڈنٹ۔

مدعیان مجاز نہیں ہیں کہ نالش کو از سر نو شروع کریں بہ فرض کرکے کہ کرناون نے کوئی فریب نہین کیا وہ ڈگری جو اُسکے برخلاف صادر ہوئی ہے منسوخ نہیں ہو سکتی۔ مقدمہ اُنیاچن بنام ویلاین (۵) مین نوعیت قرضہ کا سوال اُٹھایا گیا تھا اور مدعیان اس امر کے استقرار کا دعوی کرتے تھے کہ وہ اُنپر قابل پابندی نہیں ہے فیصلہ مقدمہ مذکور کی پیروی مقدمہ سبرامنیان بنام گوپالا (۶) مین کیگئی تھی اور نیز مقدمہ سری دیوی بنام کیلو ارادی (۷) مین جہانتک حدود قاعدہ مذکور کی تشریح کیگئی ہے نتیجہ مذکور کا نتیجہ یہ ہے کہ جہانتک صورت حال کیطرح ایک نالش بخلاف کرناون کے بحیثیت کرناون کیگئی ہو تو ڈگری نالش مذکور دیگر اراکین خاندان پر قابل پابندی ہے الا جبکہ فریب ثابت کیا گیا ہو ہر چہ دھرما شاستر کے ایک رکن خاندان ڈگری کی تردید صرف اپنے استحقاق کی حد تک کرسکتا ہے صورتحال مین ایک رکن کل ڈگری کو منسوخ کرانا چاہتا ہے نہ کہ اُسکی کسی جزو کو۔ نیز ما بین اُن مقدمات کے جہانتک کرناون مدعی تہا علیحدہ مقدمہ واسودیو بنام نرائن (۲) کے

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۴ صفحہ ۲۶۲۔ (۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۴ صفحہ ۱۲۱۔ (۳) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲ صفحہ ۲۰۳۔
(۴) ایضاً جلد ۵ صفحہ ۲۰۱ (۵) ایضاً جلد ۱۰ صفحہ ۱ (۶) ایضاً جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۳

جو ایک قطعہ اراضی کے انفکاک کیواسطے اُسکے برخلاف دائر کیگئی تھی۔ اور نیز نالش دوم میں جو کہ باقی ماندہ اُسی اراضی کے دلاپانے کیواسطے دائر کیگئی تھی اُس صاحب جسٹس نے یہ قرار دیا تھا کہ کوئی ذریعہ کا ذکر نہیں کیا گیا تاہم برادر مذکور پر ڈگری قابل قبل پابندی نہ تھی۔ کرنان صاحب جسٹس نے مقدمہ ونکوٹ نرائن بھوری بنام ونکوٹ نرائن بھوری (۱) میں حصہ لیا تھا۔ یہ خیال کیا تھا کہ اس سوال کا فیصلہ کرنا غیر ضروری ہے کہ آیا ایک ملابار تارود کی صورت میں ہاں نامزد ہے سکتے ہیں کہ جو ایسے اشخاص فریق مقدمہ بنائے جانے چاہئیں جنپر ایک نالش سے مؤثر ہونیکی استدعا کیگئی ہے۔ ڈاکٹر مقابلۃً اس امر پر اتفاق کیا تھا کہ مقدمہ مذکور مقدمہ ونکوٹ نرائن بھوری بنام ونکوٹ نرائن بھوری میں نہیں سکتے جانیکے قابل ہے مطابق اسکے مجھے یہ کہنا چاہئے کہ اگر یہ فرض کیا جاوے کہ مقدمہ اسود بنام [illegible] میں بڑے برادر پر بحیثیت قائم مقام نالش کیگئی تھی تو میں کوئی امر ایسا بیان نہیں کر سکتا۔ یہ امر واقع کہ جیسے مقدمہ میں مدعی نے فریب کا ذکر کیا تھا [illegible] ترک کیا تھا کہ بصورت دیگر وہ ڈگری مذکور کا پابند ہے اس امر کو ظاہر کرتا ہے جو اس نے [illegible] اعلیٰ رکن خاندان ملابار کے اختیار کی تھی۔ اور میں یہ نہیں سمجھ سکتا کہ [illegible] فریب ثابت کرسکنے قابل نہونگی اسکو اس سادہ وجہ پر ادریسی عطانہ نہیں چاہئے تھی کہ اُسکی طرف سے بطور کوئی شخص نالش اول میں قائم مقام نہ تھا اگر وجہ مذکور قابل پذیرائی خیال کیجاتی۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ فیصلہ مقدمہ ونکوٹ نرائن بھوری بنام ونکوٹ نرائن بھوری (۱) کا صریح طور پر یہ ظاہر کرنیکا منشا رتھا کہ وجہ مذکور قابل پذیرائی نہیں ہے۔ مقدمہ تہجو بنام جھو (۳) میں دو مخالف آرائے بیان کیگئی ہیں۔ اوّلاً یہ کہ ایک فیصلہ صرف مابین اُسکے فریقین کے قابل پابندی ہے اور فیصلہ بخلاف کرنا ون کسی صورت میں انندراون پر قابل پابندی نہیں ہے۔ ثانیاً یہ کہ ایک کرناون اعلیٰ رکن وقائمقام خاندان ہے اور وہ فیصلہ جو اُسکے برخلاف صادر ہوا ہو انندراون پر قابل پابندی ہے الا جبکہ وہ فریب یا سازش کا مجرم ہو۔ مقدمہ مذکور میں فیصلجات کی تطبیق کرنا ضروری نہ تھا۔

مقدمہ حاجی بنام اتھارامن (۴) میں معلوم ہوتا ہے کہ یہ خیال کیا گیا تھا کہ ڈگری بخلاف کرناون بابت اُس قرضہ کے جو قرضہ تارود بیان کیا گیا ہو تارود پر قابل پابندی ہے۔ اُسمیں کوئی واقعی فیصلہ نہ دیا گیا تھا۔ مقدمہ اٹیاچن بنام ویلاین (۵) میں ایک سوال بحوالہ ڈگریات قرضہ کے اجلاس کامل کے روبرو پیش ہوا

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲ صفحہ ۳۲۸۔
(۲) " " " جلد ۶ صفحہ ۱۲۱۔
(۳) " " " جلد ۷ صفحہ ۱۴۳۔
(۴) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۷ صفحہ ۵۱۲۔
(۵) " " " جلد ۸ صفحہ ۴۸۴

۱۸۹۶

داسو دیرن
بنام
سنکرن

عدالت نے اُس نالش کو خارج کیا تھا جو نابالغ ارکین تارود نے دائر کی تھی اور اُنہوں نے اپنے فیصلہ کو اِس امر واقعہ
پر مبنی رکھا تھا کہ منتظم نالش اول میں مدعی رہا ہے اور اسطرح پر اُنہوں نے مقدمہ مذکور کو مقدمہ [illegible] بنام
کیلو ایرادی (۱) سے ممیز کیا تھا۔

چند دیگر مقدمات کا بھی حوالہ دیا گیا تھا لیکن اُنکا کوئی تعلق امر زیر تجویز حال کے ساتھ نہیں ہے۔ یہ صحیح
اصول وسیع طور پر اُن مقدمات میں قایم کیا گیا ہے جنکا میں نے حوالہ دیا ہے جو یہ ہے کہ ایک ڈگری جو خلاف کرناون
کے صادر ہوئی ہو تارود پر قابل پابندی نہیں ہے الا جبکہ اُسنے بحیثیت تارود مقامی نالش کی ہو یا اُسپر نالش بحیثیت
مذکور کی گئی ہو اِس امر کو نظر انداز کرنا مشکل ہے کہ مقدمات مذکورہ سے مزید اصول بھی جائز ہوتا ہے کہ بعض صورتوں
میں ڈگری بخلاف کرناون تارود پر قابل پابندی ہو سکتی ہے اور سوا اسکے [illegible] وجہ سے اُسکی تردید
نہیں کیجا سکتی۔ یہ محدود اصول مقدمہ [illegible] بنام [illegible] میں [illegible]
جبکہ مقدمہ مذکور میں اقرار کیا گیا ہے۔ اگر ایک کرناون مناسب طور سے تارود کیطرف سے [illegible] میں قایم
مقام ہو جو اُسنے کیا ہو میں معلوم نہیں کر سکتا کہ کیوں وہ ویسا ہی قایم مقام اُنکا [illegible] نہیں ہو سکتا
جو خلاف تارود کے دائر کیگئی ہوں تمیز ما بین اُس صورت کے جبکہ کرناون پر [illegible] نالش کیگئی ہو اور اُس صورت
کے جبکہ اُسپر جائداد کی نالش کیگئی ہو میری رائے میں ایک ایسی تمیز ہے جو قایم نہیں رہ سکتی۔ مقدمہ کومبی
بنام لکشمی (۳) میں تمیز مذکور ظاہر کیگئی ہے لیکن اُسکے بعد اُسپر اصرار نہیں کیا گیا۔ میں اِس امر کو تسلیم کرتا ہوں
کہ تمیز ہائے مبنی بر نوعیت استحقاق یا اُس طریق کے جسپر کہ تنازعہ کیا گیا ہے اِس امر پر غور کرنیکے لیے اہم
ہیں کہ آیا کرناون درحقیقت تارود کیطرف سے قایم مقام تھا اور نیک نیتی سے عمل کرتا تھا لیکن بصورت دیگر میں
معلوم نہیں کر سکتا کہ وہ کیونکر اہم ہیں میری رائے میں صرف دو آراء علی سبیل البدیت موجود ہیں
یا تو ہمیں یہ قرار دینا چاہیئے کہ کرناون کی حیثیت ایسی نہیں ہے جسکے سبب ایک ڈگری جو اُسکے برخلاف
صادر ہوئی ہو تارود پر قابل پابندی ہو یا یہ کہ اُن جملہ مقدمات میں جنمیں وہ بطور قایم مقام کے
نالش کرے یا اُسپر نالش کیجائے تارود ڈگری کا پابند ہے صرف صورتہائے فریب یا سازش اِس سے
مستثنےٰ ہیں۔ بلحاظ سندات محولہ بالا کے میری یہ رائے ہے کہ ہم آخری اصول مذکور کو بحال کرنیسے ممنوع
نہیں ہیں۔ اصول اول الذکر کی فیصلہ اجلاس کامل سے تطبیق کرنا آسان نہیں ہے جو صرف ایک ہی
سند ہے قابل پابندی ہے۔

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۷۹ (۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۳ صفحہ ۲۲۴
(۳) " " " جلد ۵ صفحہ ۲۰۱

۱۸۹۷ء

داسودیون
بنام
ستارن

اسندراو تہائے تاروو کے حقوق پر وہ ڈگری موثر نہیں ہو سکتی جس میں کہ خواہ دانستہ یا نادانستہ طور پر نیز
احکام دفعہ ۳۰ ضابطہ نہ برتے گئے ہوں اس عام اصول سے کہ وہ جملہ اشخاص جن پر ڈگری کے قابل پابندی
بنائے جانے کا منشا ہو بطور فریق مقدمہ شامل کئے جانے چاہئیں - انکار نہیں ہو سکتا لیکن اس عام
کی مستثنیات موجود ہیں اور یہ سوال کہ آیا ایک شخص دوسرے شخص کیطرف سے قائم مقام ہے یا نہیں ایک امر
قانونی ہے بہ نسبت ایک سوال متنازعہ کے - کیا مستثنیات مذکورہ ان مقدمات کی نسبت ہیں جو ایک قبیل
مقدمہ لال سامی بنام بہار - آپیسوسنگہ راجہ ایک ادنی قبیل ان مقدمات کی ہے جن میں یہ اصول
تسلیم کیا گیا ہے کہ وارثان [illegible] ایک طریق پر جائداد کی قائم مقام ہوتی ہے ۔
ایک ڈگری جو اسکے برخلاف [illegible] نالش میں صادر ہوئی ہو [illegible] مناسب طور پر ترتیب دی گئی ہو وارث بازگشت
پر قابل پابندی ہے مستثنیات مذکورہ باوجود احکام مجموعہ ضابطہ دیوانی کے منظور و تسلیم کئے گئی ہیں - دو دفعات
مجموعہ مذکور جنکا کہ حوالہ ہمارے روبرو بالخصوص دیا گیا ہے دفعات ۳۰ و ۴۳۷ [illegible] ہیں دفعہ ۳۰ کی
تو نوعیت اجازتی قسم کی ہے جہانتک کہ اصول [illegible] کا تعلق ہے حکم مذکور میں کوئی نئی بات نہیں ہے
اسپر تعمیل مجموعہ [illegible] کے نافذ ہونے سے پہلے عمل کیا گیا ہے (ملاحظہ ہو سری [illegible] بنام [illegible]
(۲)) اگر یہ ثابت کیا جائے کہ وہ ایک کرنادن اور اسکے تاروو کی صورت میں منتج کیا گیا ہے
تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایک ڈگری بخلاف کرنادن بعد نفاذ مجموعہ مذکور کے تاروو پر قابل پابندی قرار
نہیں دی جا سکتی - الا جبکہ ضابطہ مندرجہ دفعہ مذکور کی پیروی کیجائے لیکن صورت اسطرح نہیں ہے
اور میری رائے یہ ہے کہ مناسب طور سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کرنادن اور اسکے اسندراو تہائے کو ایک ہی
استحقاق اس نالش میں حاصل ہے جو بجانب یا بخلاف تاروو کے رجوع کیگئی ہو شخص اول الذکر کا حق
سے استحقاق اہتمام و قبضہ و فرض کفالت نابالغ ارکین خاندان کے بلاشبہ طور پر ہے تاہم استحقاق نابالغ رکن
خاندان کے نہیں ہے جسکو صرف کفالت کا دعوے حاصل ہے - کل عذر متعلق بہ اس رائے کے کہ کرنادن
تاروو کا قائم مقام ہے اس امر واقعہ پر مبنی ہے کہ اسکی حیثیت ایک ایسی عہدہ دار کی ہے جسکے ذمہ حقوق
و فرائض کی تعمیل کرنا ہے جنکی کہ تعمیل کے واسطے اعلے حقوق متعلق بجائداد تاروو اسکو مفوض ہیں
نسبت دفعہ ۴۳۷ تشریح پنجم کے اگر اسکا کوئی تعلق ملابار تاروو کی صورت سے ہے تو وہ اس رائے کی تائید
میں ہے کہ تاروو ایک ڈگری بخلاف کرنادن کا پابند ہے جو نیک نیتی سے بجانب تاروو متنازعہ کرتا ہو

(۱) لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۹ صفحہ ۲۳۴ - (۲) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد [illegible] صفحہ ۲۲۶ -

سنہ ۱۸۹۷ع
واسودیون
بنام
سنکرن

مین اس امر کی نسبت خیال کرتے مین کرنان صاحب جسٹس کے ساتھ اتفاق کرتا ہون کہ تشریح مذکور مین یکسان
طور پر حاوی منجانب مدعاعلیہ و دعاوی منجانب مدعی کا حوالہ دیا گیا ہے - وہ نتیجہ جو مینے اخذ کیا ہے یہ ہے کہ مجموعہ ضابطہ
دیوانی اس امر کا مانع نہیں ہے کہ ہم کرناون کی حیثیت قایم مقامی کے اصول کو موثر کرین - مین یہ خیال کرتا
ہون فاضل ججان کو اصول مذکور کے نظرانداز کرنیکی تحریک اسوجہ سے ہوئی ہے کہ تارود کا فایدہ اس امر مین ہے کہ
جملہ ارکین تارود نالشات متعلق بہ جایداد یا فرایض مین شامل کئے جانے چاہئین - بعض مقدمات مین یہ
رائے ظاہر کیگئی تہی کہ کرناون کو نالشات مین تارود کا قایم مقام ہونیکی اجازت دینا گویا عملی طور پر اسکو اس امر
کی اجازت دینا ہے کہ وہ جایداد تارود کو بلا وجہ منتقل کرے - ہمین شک نہین ہے کہ چارہ جوئی بذریعہ اس
نالش کے جسمین ڈگری بخلاف کرناون کی تردید بربنائے فریب یا سازش کرناون کے کی جا سکے -
انسداد ہائے کو ایک کامل چارہ جوئی بخلاف بدعملی کرناون کے عطا نہین کرتی لیکن وقت مذکور
اُن بد نتایج کی نسبت بہت کم ہے جو پہلے طریق عمل سے انحراف کرنیکے باعث پیدا ہوئے ہین -
نتیجہ یہ ہوا ہے کہ گو ایک شخص نے ایک ڈگری قرضہ یا ڈگری جایداد بخلاف کرناون اور اسکے چند انسداد
ہائے کے حاصل کی ہو تاہم اسکے برخلاف پے در پے نالشات منجانب دیگر ارکین خاندان کے
دائر کیجا سکتی ہین - نابالغ ارکین ہمیشہ اس امر کے مجاز ہین کہ تنازعہ کو دوبارہ شروع کرین اور کل سوال
کی تجویز جدید پر اصرار کرین - قاعدہ دربارہ ناقابل تقسیم ہونے جایداد کے جو مطابق قانون ملابار کے
مروج ہے جملہ ارکین تارود کو شامل نہ کرنے کے نتایج کو زیادہ تر سخت بنا دیتا ہے (اگر وہ ضروری
فریق سمجھے جاوین) بہ نسبت اسکے جیسے کہ وہ بروئے عام دہرم شاستر کے ہین بروئے قانون ہنود
وارث یا خریدار کم از کم بروئے ڈگری بخلاف مہتمم کے اس مہتمم کے حصہ مندرجہ جایداد خاندانی پر قابض
ہو سکتا ہے مگر ملابار مین وہ اس حصہ سے بھی محروم کیا جاتا ہے جبکہ عدالت یہ قرار دے کہ نابالغ
رکن تارود مجاز ہے کہ اس تنازعہ کو از سر نو شروع کرے جسکی پیروی بہتر طور پر اسکے کرناون نے
کی ہے اور وہ ڈگری قبل کو منسوخ کرا سکتا ہے - ایسے رواج کی موجودگی مین یہ کوئی تعجب کی بات
نہین ہے کہ ایک ایسا قاعدہ رائج ہو جسکے رو سے کرناون کامل طور پر قایم مقام تارود ہو سکے -
ان وجوہات کے رو سے میری یہ رائے ہے کہ سوال مذکور کا جواب اثبات مین دیا جانا چاہیئے -

سبرامنیا آیار صاحب جسٹس:- مینے بھی یہی نتیجہ اخذ کیا ہے اور میری رائے مین
یہی نتیجہ ان [illegible] سے پیدا ہوتا ہے جو مقدمہ ہذا پر حاوی ہے - مجموعہ ضابطہ دیوانی مین کوئی امر

سنہ ۱۸۹۲

واسو دیون
بنام
سنکرن

ایسا موجود نہین ہے جو اصول مذکور کے موثر کئے جانیکا مانع ہو۔

سوال حال در اصل خاص نوعیت خاندان ملابار پر مبنی ہے اور اُس عجیب حیثیت پر جو اُسکے کرناون کو حاصل ہے جایداد خاندانی قابل تقسیم نہین ہے اِلّا برضامندی کل ارکین کے ۔ جملہ ارکین کے حقوق ماسوائے کرناون کے دعوی اکفاف تک محدود ہین اور کرناون کو اس امر سے باز رکہنے تک کہ وہ جایداد خاندانی کو ضایع یا ناجائز طور پر منتقل نہ کرے ۔ اور استحقاق قبضہ جایداد و وصولی و خرچ آمدنی جایداد مذکور کرناون کو مفوض ہے بذریعہ ایک ایسے استحقاق کے جو اُسوقت تک ناقابل تنسیخ ہے جبتک کہ وہ اپنے اختیارات کا استعمال بلا نقصان رسانی خاندان کے کرے پس مطابق اُس اہم قانون کے جسکا کہ وہ تابع ہے ایک کرناون بالفرو طبعی قایم مقام خاندان کا ہے اُن تمام امور کے متعلق جو اُسکے اور دیگر اشخاص کے مابین عمل مین آئین۔

سوال یہ ہے کہ آیا تنازعہ مین بہی جبکہ وہ خاندان کے مابین ہو ایک کرناون جملہ ارکین خاندان کا قایم مقام نہین ہے تاکہ ایک حال جیسا مقدمہ ہٰذا عام قاعدہ کی استثنے کی ذیل مین آئے جسکے سبب سے جملہ اُن اشخاص کا فریق نالش بنایا جانا ضروری ہے جو نالش کے امر مدعا بہا مین حق رکہتے ہون ۔ وجہ یہ ہے کہ وہ اشخاص بہی جو واقعی طور پر عدالت کے روبرو پیش نہون ایک نالش کے فیصلہ کے پابند ہین اگر اُنکے حقوق کیطرف سے کوئی شخص قایمقام ہوا ہو ۔ یہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ جب ایک کرناون خاندان کیطرف سے نالش کرے تو وہ کامل طور پر اُسکے جملہ ارکین کا قایم مقام ہوتا ہے اور کہ فیصلہ نالش مذکور بصورت عدم موجودگی کسی فریب یا سازش کے کل خاندان پر قابل پابندی ہے (ملاحظہ ہو سبرامنیان بنام گوپالا (۱)) یہ امر صریح ہے کہ ایسی صورتون مین کسی اور رائے کا اختیار کیا جانا ممکن نہین ہے کیونکہ کل اختیار ایکزکٹو کرناون کو مفوض ہوتا ہے اسلیئے وہ فریق جسپر کہ اُسنے نالش کی ہو کوئی عذر نالش کی نسبت اسوجہ پر نہین کر سکتا کہ دیگر ارکین شامل نہین کئے گئے ۔ ملاحظہ کیا تہا ما بنام اولا (۲) ایک مدعا علیہ پر اُس حیثیت مین عام طور پر یہ اجازت نہین دیجاسکتی کہ بار بار ہر ایک رکن خاندان کیطرف سے نالش کیجائے بعد اسکے کہ نالش رجوعہ کرناون کی تجویز مناسب طور سے کیگئی ہو اور فیصلہ صادر ہوا ہو پس نتیجہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ کرناون پر منجانب خاندان کے نالش کیجاسکتی ہے ۔ یہ معلوم کرنا مشکل ہے کہ کسطرح پر یہ نتیجہ نظر انداز کیا جا سکتا ہے اِلّا جبکہ مدعا علیہ کی وہ بحث جو مجموعہ ضابطہ دیوانی پر مبنی ہے درست ہو۔

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۲۲۳۔

(۲) ״ ״ ״ جلد ۱۵ صفحہ ۱۹۔

۱۸۹۷ء

داسو دیو
بنام
سہ ہکرن

حجت مذکور یہ معلوم ہوتی ہے کہ صرف اُس صورت مین جبکہ خاص ضابطہ مقرر کردہ مجریہ دفعہ ۳۰ اختیار کیا گیا ہو وہ ارکین خاندان جو واقعی طور پر فریق نالش ہون فیصلہ نالش کے پابند ہین لیکن کسی اور صورت مین نہین یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ دفعہ ۳۰ مین صرف اُس جماعت کے معتدبات کا ذکر ہے جس مین بباعث اس امر واقعہ کے کہ اشخاص حقدار تعداد مین اسقدر زیادہ ہین کہ وہ سب آسانی سے عدالت کے روبرو پیش نہیں ہوسکتے اور اسلیئے بسخت اطلاق عام قاعدہ دربارہ شمال فریق ہانے کے متعلق کرنیسے بے انصافی ہوگی جیسا کہ لارڈ چیمبلر نے مقدمہ موزلے بنام السٹن (۱) مین ظاہر کیا ہے قاعدہ مذکور نہایت بہت نرم کیا گیا ہے نیز ملاحظہ ہو رچرڈسن بنام ہنگر (۲) یہ امر بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ قایم مقام زیر دفعہ مذکور نالش مین عدالت کیطرف سے مقرر کیا جاتا ہے لیکن ایسی تمثیلات بھی موجود ہین جن کو عام قاعدہ کیے متعلق کیئے جانیکی وقت کا کوئی تعلق اس امر واقعہ کے ساتھ نہیں ہے کہ اشخاص حقدار تعداد مین بہت ہین تاہم قانوناً بعض اشخاص کو نالش کے رجوع یا اُنکی جوابدہی کرنیکا اختیار بحیثیت قایم مقامی عطا کیا گیا ہے مثلاً مہنت و بیوگان کو بحوالہ ورثائے بازگشت کے۔ اور اُن دیگر اشخاص کو جنہین جائداد مشابہ بہ بیوہ ایل ہنود حاصل ہو بحوالہ اُن اشخاص کے جو بعد زوال حدود استحقاق مذکور کے اُسکے حاصل کرنیکے مستحق ہون۔ مقدمات سوخر الذکر مین محدود مالکان استحقاق قایم مقامی دربارہ ارجاع یا جوابدہی نالش کے بباعث اپنی حیثیت کے حاصل ہے۔ یہ امر جیسا کہ قبل ازین ظاہر کیا گیا ہے ایک کرنادن کی صورت مین بالکل درست ہے اسلیئے اُسکو دفعہ ۳۰ کی امداد قائم مقام ہونیکے واسطے درکار نہین ہے بلکہ اُسے ذاتی استحقاق اس حیثیت سے عمل کرنیکے لیئے حاصل ہے البتہ شرط یہ ہے کہ کسیعہ ورثہ مین کوئی تنازعہ مابین اُسکے اور خاندان کے استحقاق کے موجود نہو۔

اور دفعہ ۱۳ کی رو سے جسپر کہ انحصار کیا گیا ہے نتیجہ اخذ کردہ کے جواز مین کچھہ فرق آتا ہے۔ اگر صورت حال تشریح پنجم کی ذیل مین آتی ہے تو تشریح مذکور مین کامل طور پر رائے اختیار کردہ کی تائید کیگئی ہے۔ معہ حملہ اعزاز بحق مسٹر جسٹس صاحب جسٹس بمقدمہ داسو دیو بنام نرائن (۳) کے میری رائے مین تشریح مذکور واقعی طور پر دعاوی منجانب مدعاعلیہ سے ویسی ہی متعلق ہے جیسی کہ دعاوی منجانب مدعی سے ہے لیکن اگر تشریح مذکور متعلق نہو تو مقدمہ ہذا ایسا ہے جو کہ [illegible] جزو دفعہ مذکور کی ذیل

(۱) [illegible] جلد ۱ صفحہ ۷۹۔
(۲) لا رپورٹس چانسری [illegible] صفحہ ۲۴۳۔
(۳) [illegible] صفحہ ۱۲۔

راسو دیون
بنام
سنکرن

مین نہین آتا اور چونکہ دفعہ مذکور امر منفصل شدہ کے متعلق قطعی نہیں ہے اسلئے میری رائے مین وہ اُن اُمور کی درستی مین خلل اندازی نہیں کرتی جو صورت حال مین اختیار کیگئی ہے پس جبتک کہ باستعمال الفاظ جسٹس صاحب پارٹ آف رولز (۱) فریب یا سازش یا کوئی اور شئے اسی قسم کی یا یہ امر ثابت نکیا گیا ہو کہ عدالت کو اسبات کا یقین دلانیکے لیئے دہوکا دیا گیا تھا کہ مقدمہ کی جوابدہی یا پیروی مناسب طور سے کیگئی ہے حالانکہ در اصل ایسا نکیا گیا ہو (کمشنران شہر لنڈن بنام گیلڈ ہل (۱)) اُس نالش کا فیصلہ جسکی پیروی کرنادن نے بحیثیت قایم مقامی کی سو اُن جملہ اشخاص پر قابل پابندی قرار دیا جانا چاہیئے جنکی کہ طرف سے وہ قایم مقام ہوا ہو۔

پس وہ قاعدہ جو مقدمہ ہذا پر جاری ہی ہے صحیح طور پر معلوم ہوگیا ہے۔ اُن دلائل کی کچھہ قدت نہین ہے جو بر بنا مصلحت عامہ اس قاعدہ کے بر خلاف پیش کیگئی ہین۔ اگر یہ کہا جائے کہ ایک کرنادن کے استحقاق قایم مقامی نابالغ ارکین خاندان کا تسلیم کرنا خاندانہائے ملابار کیلئے بہت مضر ثابت ہوگا تو یہ امر بھی تسلیم کیا جانا چاہیئے کہ وہ اُن صورتون مین یکسان مضر ہوگا جبکہ کرنادن نالش کو رجوع کرے یا اُسکی جوابدہی کرے۔ تاہم صورت اول الذکر مین عذر مذکور اس امر کے قرار دینے کیلئے کافی نہین سمجہا گیا کہ نابالغ ارکین اُس نالش کے فیصلہ کے پابند نہین ہین جو کرنادن نے رجوع کی ہو پس کسطرح حجت مذکور صورت موخر الذکر مین تسلیم کیجاسکتی ہے؟۔ اسمین شک نہین کہ خاص صورتون مین یہ ممکن ہے اور غیر اغلب نہین کہ نابالغ ارکین اپنے آپ کو فریب یا سازش کے ثابت کرنیکے ناقابل پاسکتے ہین لیکن مجہے اس امر مین کچھہ شبہ نہین ہے کہ وہ سختی جو اغلباً اسطرح پر وقوع مین آئیگی نہایت خفیف ہوگی اگر اُسکا مقابلہ سختی کے ساتھہ کیا جائے جو سوال حال کا نفی مین جواب دینے سے پیدا ہوگی تجربہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ بہت سے مقدمات مین وہ کوششین جو تنازعہ کو از سر نو شروع کرنیکے واسطے بعد اُسکے ایکدفعہ فیصل کئے جانے کے نہی فریقہائے کیطرف سے کیجاتی ہین اور اُن اشخاص کے نام (اغلباً ایسے اشخاص کے جنکو کامل طور پر علم ہوتا ہے اور جنہون نے اہتمام دربارہ تنازعہ اول مین رضامندی ظاہر کی ہوتی ہے) جو فریق کامیاب کی بدقسمتی سے واقعی طور پر فریق مقدمہ نہیں ہوتے نالشات مابعد کی کامیابی کیواسطے استعمال کیئے جاتے ہین اسمین شبہ نہیں کہ حال جیسے قسم کا تنازعہ بوساطت قایم مقام کسی قدر دقت آمیز ہے۔ مگر دقت مذکور کی تردید کسی حد تک بذریعہ جو [illegible] استعمال اختیار تمیزی مفوضہ عدالتہائے ہر جا ملہ ایزادی فریقین کے کیجاسکتی ہے لیکن دقت مذکور کے باعث اصول قابل اطلاق مقدمات مذکور کا نظر انداز کرنا جائز نہیں ہوسکتا

اُس سے انحراف کرنا بعض مقدمات عدالت ہذا مین جنپر کامل غور میرے فاضل ہمجلیس شفرڈ صاحب

(۱) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۲ صفحہ ۶۱۶

حجت مذکور یہ معلوم ہوتی ہے کہ صرف اُس صورت مین جبکہ خاص ضابطہ مقرر کردہ بذریعہ دفعہ ۳۰ اختیار کیا گیا ہو وہ اراکین خاندان جو واقعی طور پر فریق نالش ہوتے فیصلہ نالش کے پابند ہین لیکن کسی اور صورت مین نہین یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ دفعہ ۳۰ مین صرف اُس جماعت کے مقدمات کا ذکر ہے جن بباعث اس امر واقعہ کے کہ اشخاص حقدار تعداد مین اسقدر زیادہ ہین کہ وہ سب آسانی سے عدالت کے روبرو پیش نہین ہو سکتے اور اسلئے سخت اطلاق عام قاعدہ دربارہ شمال فریق ہا کے متعلق کرنیسے بے انصافی ہوگی جیساکہ لارڈ چیپسلر نے مقدمہ موزلے بنام السٹن (۱) مین ظاہر کیا ہے قاعدہ مذکور نہایت بہت نرم کیا گیا ہے نیز ملاحظہ ہو چرڈسن بنام ہاسکنز (۲) یہ امر بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ قایم مقام زیر دفعہ مذکور نالش مین عدالت کیطرف سے مقرر کیا جاتا ہے لیکن ایسی تمثیلات بھی موجود ہین جن مین کو عام قاعدہ متعلق کیئے جانیکی وقت کا کوئی تعلق اس امر واقعہ کے ساتھ نہین ہے کہ اشخاص حقدار تعداد مین بہت ہین تاہم قانوناً بعض اشخاص کو نالش کے رجوع یا اُسکی جوابدہی کرنیکا اختیار بحیثیت قایم مقامی عطا کیا گیا ہے مثلاً ہندو بیوگان کو بحوالہ ورثائے بازگشت کے ۔ اور اُن دیگر اشخاص کو جنہین جایداد مشابہ بہ بیوہ ابل ہنود حاصل ہو بحوالہ اُن اشخاص کے جو بعد زوال محدود استحقاق مذکور کے اُسکے حاصل کرنیکے مستحق ہون ۔ مقدمات موخر الذکر مین محدود مالکان استحقاق قایم مقامی دربارہ ارجاع یا جوابدہی نالش کے بباعث اپنی حیثیت کے حاصل ہے ۔ یہ امر جیساکہ قبل ازین ظاہر کیا گیا ہے ایک کرناون کی صورت مین بالکل درست ہے اسلئے اُسکو دفعہ ۳۰ کی امداد قایم مقام ہونیکے واسطے درکار نہین ہے بلکہ اُسے ذاتی استحقاق اس حیثیت سے عمل کرنیکے لیئے حاصل ہے البتہ شرط یہ ہے کہ کسی صورت مین کوئی تنازعہ مابین اُسکے اور خاندان کے استحقاق کے موجود نہ ہو ۔

اور دفعہ ۱۳ کے رو سے جسپر کہ انحصار کیا گیا ہے نتیجہ اخذ کردہ کے جواز مین کچھ فرق آتا ہے ۔ اگر صورت حال تشریح پنجم کی ذیل مین آتی ہے تو تشریح مذکور مین کامل طور پر رائے اختیار کردہ کی تائید کیگئی ہے ۔ معہ حیلہ اعزاز محتی منے ڈیس صاحب جسٹس بمقدمہ واسو دیو بنام نرائن (۳) کے میری رائے مین تشریح مذکور واقعی طور پر مدعی منجانب مدعا علیہ سے ویسی ہی متعلق ہے جیسی کہ مدعی منجانب مدعی ۔ ... لیکن اگر تشریح مذکور متعلق ہو تو مقدمہ ہذا ایسا ہے جو کسی اور جزو دفعہ مذکور کی ذیل

(۱) [illegible] صفحہ ۷۹۰ ۔
(۲) [illegible] صفحہ ۱۲۲ ۔
(۳) [illegible] صفحہ ۱۲۱ ۔

۱۸۹۷ء نمبر ۱۰۶

داسودیون
بنام
سنکرن

مین نہین آتا اور چونکہ دفعہ مذکور امر فیصل شدہ کے متعلق قطعی نہیں ہی اسلئے میری رائے مین وہ اُس اصول کی درستی مین خلل اندازی نہیں کرتی جو صورت حالین اختیار کیگئی ہے پس جبتک کہ بالفاظ جسٹس صاحب بالٹ آف ردلزٹ فریب یا سازش یا کوئی اور شئے اُسی قسم کی یا یہ امر ثابت نہ کیا گیا ہو کہ عدالت کو اسبات کا یقین دلانیکے لیئے دہوکا دیا گیا تھا کہ مقدمہ کی جوابدہی یا پیروی مناسب طور سے کیگئی ہے حالانکہ درحقیقت ایسا نہ کیا گیا ہو (۱) کمشنران شہر لنڈن بنام گیلڈ ہال (۱) اُس نالش کا فیصلہ جسکی پیروی کرنادن نے بحیثیت قائم مقامی کی ہو اُن جملہ اشخاص پر قابل پابندی قرار دیا جانا چاہیئے جنکی کہ طرف سے وہ قایم مقام ہوا ہو۔

پس وہ قاعدہ جو مقدمہ ہذا پر حادی ہی صحیح طور پر معلوم ہوگیا ہی۔ اُن دلائل کی کچھہ وقعت نہیں ہے جو بربنائے مصلحت عامہ اس قاعدہ کے برخلاف پیش کیگئی ہین۔ اگر یہ کہا جائے کہ ایک کرنادن کے استحقاق قائم مقامی نابالغ ارکین خاندان کا تسلیم کرنا خاندانہائے ملابار کیلیئے بہت مضر ثابت ہوگا تو یہ امر بہی تسلیم کیا جانا چاہیئے کہ وہ اُن صورتون مین یکسان مضر ہوگا جبکہ کرنادن نالش کو رجوع کرے یا اُسکی جوابدہی کرے۔ تاہم صورت اول الذکر مین عذر مذکور اس امر کے قرار دینے کیلیئے کافی نہین سمجہا گیا کہ نابالغ ارکین اُس نالش کے فیصلہ کے پابند نہین ہین جو کرنادن نے رجوع کی ہو پس کسطرح حجت مذکور صورت موخرالذکر مین تسلیم کیجاسکتی ہے؟۔ اسمین شک نہین کہ خاص صورتون مین یہ ممکن ہی اور غیر منصفانہ بہی کہ نابالغ ارکین اپنے آپکو فریب یا سازش کے ثابت کرنیکے ناقابل پاسکتے ہین لیکن مجھے اس امر مین کچھہ شبہ نہین ہی کہ وہ سختی جو اغلباً اسطرح پر وقوع مین آئیگی نہایت خفیف ہوگی اگر اُسکا مقابلہ سختی کے ساتھہ کیا جائے جو سوال حال کا نفی مین جواب دینے سے پیدا ہوگی تجربہ سے ظاہر ہوتا ہی کہ بہت سے مقدمات مین وہ کوششین جو تنازعہ کو از سر نو شروع کرنیکے واسطے بعد اُسکے ایکدفعہ فیصل کئے جانے کہ کسی فریق کیطرف سے کیجاتی ہین اور اُن اشخاص کے نام اغلباً ایسے اشخاص کے جنکو کامل طور پر علم ہوتا ہے اور جنہونے کہ اہتمام دربارہ تنازعہ اول مین رضامندی ظاہر کی ہوتی ہی جو فریق کامیاب کی بدقسمتی سے واقعی طور پر فریق مقدمہ نہیں ہوتے نالشات مابعد کی کامیابی کیواسطے استعمال کیئے جاتے ہین اسمین شبہ نہیں کہ حال جیسے قسم کا تنازعہ بوساطت قایم مقام کسی قدر دقت آمیز ہے۔ مگر دقت مذکور کی تردید کسی حد تک بذریعہ جودت استعمال اختیار تمیزی مفوضہ عدالتہائے بمعاملہ ایزادی فریقین کے کیجاسکتی ہے لیکن دقت مذکور کے باعث اصول قابل اطلاق بمقدمات مذکور کو نظر انداز کرنا جائز نہیں ہوسکتا اُس سے انحراف کرنا بعض مقدمات عدالت ہذا مین جنپر کامل غور میرے فاضل ہمجلیس مسٹر جسٹس صاحب نے

(۱) ... ڈوفرن جلد ۳ صفحہ ۶۱۶

داسو دیون
بنام
سنکرن

نے کیا ہے اور جسپر میں اسواسطے بحث نہیں کرتا۔ زیادہ تر بے انصافی اور دقت آمیز تنازعات کا باعث ہوا ہے جو میری رائے میں اُس اصول کو پھر موثر کرنیسے رفع ہو سکتے ہیں جسپر کہ سنہ ۱۸۹۵ء تک ہر ایک جگہ عمل کیا جاتا تھا۔

اسلئے میں سوال مستفسرہ کا جواب اثبات میں دئیے جانیسے اتفاق کرتا ہوں۔

ڈیولیس صاحب جسٹس :۔ اوّلاً میری رائے تھی کہ جملہ ارکین تارود ذاتی طور پر شامل کئے جانے چاہئیں جبکہ وہ تعداد میں کم ہوں یا بروئے احکام دفعہ ۳۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے جبکہ وہ زیادہ ہوں محض اسوجہ سے کہ اِس طریق سے ایک ہی امر مدعا بہا کے متعلق بہت سے تنازعات عمل میں نہ آئینگے۔

لیکن اب بلحاظ اُس حیثیت قائم مقامی کے جو کرنا دن کو بلا شبہ طور پر تمام دیگر امور میں حاصل ہے جو تارود کے متعلق ہوں میری یہ رائے ہے کہ اگر ہم حیثیت مذکور کو عدالتہائے قانون میں نظر انداز کریں تو ہم بے انصافانہ طور پر انکی حیثیت مذکور کو زائل کرینگے۔

مزید براں صرف ایک ہی تنازعہ جو اُس صورت میں پیدا ہو سکتا ہے جبکہ جو ڈیشل طور پر انکی حیثیت قائم مقامی تسلیم کیجائے نالشات بر بنائے فریب یا سازش منجانب کرنا دن تک محدود ہوگا۔ وہ دقت جو وجہ مذکور سے عائد ہوگی میری رائے میں اس سے بہت کم ہوگی جو اس قاعدہ سے پیدا ہوتی ہے کہ ہر ایک صورت میں جس میں تارود کا تعلق ہو جملہ ارکین فریق بنائے جانے چاہئیں جس صورت میں دس میں سے نو صورتوں میں بے فائدہ دقت پیش آئیگی۔

اسلئے میں بھی اِس سوال کا جواب اثبات میں دیتا ہوں۔

اپیل وم ہذا بغرض فیصلہ آخری پیش ہونے پر عدالت اشفرڈ صاحب و سبرامنیا ایار صاحب جسٹسان نے فیصلہ ذیل صادر کیا۔

تجویز :۔ اپیلانٹ کیطرف سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک فیصلہ قبل انکے حق میں موجود تھا جس سے وہ اپنے آپ کو مستفید کر سکتے تھے اگر انکو یہ معلوم ہوتا کہ وہ رائے درباره قانون کے اختیار کیجائیگی جو اسوقت کیگئی ہے لیکن اُس فیصلہ قبل کا عذر نہ کیا گیا تھا گو اپیلانٹان اُسکے پیش کرنیکے مجاز تھے۔

واقعات قرارداده صاحب جج ضلع کے رو سے ہمیں یہ قرار دینا چاہیئے کہ وہ نالش کے خارج کرنے میں درستی پر تھا اور اسلئے اپیل ہذا خارج کیا جاتا ہے مگر بلا خرچہ۔

صیغۂ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر امنیا آیار صاحب جسٹس و پارکر صاحب جسٹس

۳ نومبر ۱۸۹۶ء

کمارا سامی پلائی (مدعا علیہم) اپیلانٹ بنام آردینکسا گیر (مدعیان) ریسپانڈنٹ*

کرناموں کا ایک جاگیر دوامی بندوبست شدہ میں ریگولیشن ۲۵ سنہ ۱۸۰۲ء و دفعات ۱۳ و ۱۴ ریگولیشن ۲۹ سنہ ۱۸۰۲ء دفعہ ۵ — استحقاق معزولی کرنام — نیابت استمراری مذکورہ بحق پٹہ داران زمینداری — ہرجانہ جو باعث کرنام کی غفلت فرض قانونی کے وقوع میں آیا ہو

پٹہ داران زمینداری مستحق اس امر کے نہیں ہیں کہ کرنام کی معزولی کی نالش کریں گو انکے پٹہ میں ایسی شرط درج ہو جسکی رو سے انکو کبھی کرنام کے تقرر اور اسکی معزولی کا اختیار دیا گیا ہو لیکن اگر انکو کوئی نقصان بباعث کرنام کی غفلت فرض قانونی کے پہنچے تو وہ ایک نالش ہرجانہ کی بمقابلہ کرنام کر سکتے ہیں

اپیل بناراضی حکم ڈبلیو ڈبلیو وارگو صاحب ڈسٹرکٹ جج مدورا بمقدمہ اپیل نمبر ۱۲۳ سنہ ۱۸۹۵ء جس سے ڈگری سی گوپالن نیار سب آرڈینیٹ جج مدورا مشرقی بمقدمہ ابتدائی نمبر ۲۱ سنہ ۱۸۹۳ء مشتہرہ آیہ مقدمہ بغرض تجویز برپا ہو۔

واقعات

مدعیان حق بین زمیندار سواگنگ کی طرف سے ایک پٹہ بانداد تحریر کیا گیا تھا جس میں دیگر امر کے انکو اختیار دربارہ اس امر کے عطا کیا گیا تھا کہ وہ خود اپنے نام پر ان جملہ اختیارات کا استعمال کریں جنکو زمیندار استعمال کرتا تھا بشمولیت تقرر و معزولی کرنام اپنے ودیگر ملازمان کے دائرہ اختیار میں دیہات مذکور کے۔ مدعیان نے یہ بیان کیا کہ انکو باعث اس ترک فعل عاملانہ کے جو ایک موضع واقعہ زمینداری مذکور کا کرنام ہے نقصان پہنچا ہے جو اسنے حسابات کتابیں پیش کرنے اور چند دیگر فرائض کی انجام دہی کے متعلق کیا ہے اور انہوں نے اسکے عہدہ مذکور سے معزول کئے جانے اور ہرجانہ کا دعوی کیا ہے۔

منصف ضلع نے یہ قرار دیا کہ نالش اس وجہ سے چل نہیں سکتی کہ مدعیان زمینداری کے مالکان نہیں ہیں اور وہ بطور منتقل الیہم کے زیر ریگولیشن ۲۵ سنہ ۱۸۰۲ء دفعہ درج رجسٹر نہیں کئے گئے۔ اسنے نظائر ذیل کا حوالہ دیا۔ چیدمبرم بنام اسالالا (۱) راجہ ورما وییا بنام رادی ورمالکہنی کٹی (۲) ولامرلا

---

*اپیل بناراضی حکم نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۶ء۔

(۱) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۶ صفحہ ۱۴۵۔

(۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۲۳۵۔

سنہ ١٨٩٦ع

سبرانیا ایار بنام سیتہالکشمی

ہمارے رائے میں ہبہ مذکور مکمل ہے - دفعہ ٢ ایکٹ انتقال جائداد کے رو سے نابالغ کو صرف ایک استحقاق مشروط
بعد حصول سن بلوغ کے عطا کیا گیا تھا - صورت حال میں ایسا استحقاق مکمل ہو گیا تھا -

سب آرڈینیٹ جج کا فیصلہ درست ہے -

اپیل دوم ناکامیاب ہوتا ہے اور معہ خرچہ خارج کیا جاتا ہے -

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس شفرڈ صاحب جسٹس و ڈیوس صاحب جسٹس

سنہ ١٨٩٦ع ١٢ و ٢٤ نومبر

پیداستا راچیٹی وغیرہ (مدعیان) اپیلانٹان بنام شیاملم گنگاراز و لنگارو وغیرہ (مدعا علیہم) ریسپانڈنٹان *

رہن - شرط در بارہ ادائگی سود - سود بعد از تاریخ ادائگی -

ایک نالش پر یہ امر بہ تصریح معلوم ہوتا تھا کہ وہ دستاویز جسکی بنا پر نالش کیگئی تھی ایک ایسی رقم زر نقد کی
نسبت تحریر کیگئی تھی جو بعد منسوب کرنے سود و قرضہ سابقہ واجب الادا منجانب ہنود کے معلوم ہوتی تھی اور
انمیں ظاہر کیا گیا تھا کہ دستاویز مذکور واسطے محفوظ کرنے ادائگی زر اصل و سود بلا ناغہ کے ہے نیز اسمیں سود
مرکب کی شرط درج تھی - زر رہن مذکور ١٤ جولائی سنہ ١٨٩٢ع کو واجب الادا قرار دیا گیا تھا اور کوئی
صریح شرط در بارہ ادائگی سود بعد تاریخ مذکور کے درج نہ تھی -

تجویز ہوا کہ مرتہنان بحساب شرح سابق کے سود کے مستحق ہیں -

اپیل بالمقابل ڈگری ای جے سیول صاحب ڈسٹرکٹ جج ارکاٹ شمالی مقدمہ اپیل نمبر ٣٣ سنہ ١٨٩٢ع -

مدعیان نے بر بنائے ایک دستاویز رہن مورخہ ١٩ دسمبر سنہ ١٨٨٢ع کے واسطے دلاپانے زر اصل و سود تا بعد مبلغ
... زر کی نالش کی - اس رقم میں وہ سود بھی شامل تھا جو ١٤ جولائی سنہ ١٨٩٢ع کے بعد کے عرصہ کی نسبت
کیا گیا تھا بحث یہ کیگئی تھی کہ سود اُس تاریخ سے بند ہونا چاہئے -

دستاویز رہن بعد ترک کردینے معمولی اجزا کے حسب ذیل تھی :-

آج کی تاریخ تک حساب و کتاب کر کے روپیہ جو گذشتہ کمار ابجے زانیاہ کے زر اصل معہ سود
نسبت تمسک تحریر کردہ ١٣ نومبر سنہ ١٨٨١ع کو تمہارے اور تمہارے برادر جنگل روپا چیٹی کے حق میں

* اپیل نمبر ١١٤٣ سنہ ١٨٩٥ع -

۱۸۹۷ع
مسنکرن
بنام
رامن کسٹی

تجویز:- مدعی و مدعا علیہم نمبر ا و ۲ برادران ہیں ۔ مدعا علیہ نمبر ۳ انکا باپ ہے ۔ وہ چاروں ایک غیر منقسم خاندان تیان تابع قاعدہ وراثت مکیتام بناتے ہیں ۔ ایک کانم مالک اضی نے بحق مدعا علیہ نمبر ا کے عطا کیا تہا ۔ بعد انفکاک کانم مذکور کے مالک اراضی نے عدالت میں زرکانم داخل کیا معہ معاوضہ درختان و مکان تعمیر کردہ برائے انفکاک کردہ کے ڈگری نالش (ابتدائی نمبر ۹ ۲ سنہ ۱۸۹۲ع) میں یہ ہدایت کیگئی تہی کہ کل زر مذکور مدعا علیہ نمبر ا کو ادا کیا جانا چاہیئے کیونکہ کانم اسکے نام پر تہا الا جبکہ مدعا علیہم نمبر ۲ و ۳ وہ رجال کے مدعا علیہم نمبر ۲ و ۳ و مدعی) اپنے حقوق دربارۂ زر مذکور کے قایم کرنیکی نالش کریں ۔

مدعی نے یہ بیان کیا کہ کانم اور درختان جائداد خاندانی تہے لیکن مکان اسکی ذاتی ملکیت تہا جو اسنے صرف اپنی ہی سرمایہ سے تعمیر کیا ہے ۔ اسنے واسطے استقرار اپنے استحقاق دلاپانے چہارم حصہ زر داخل کردہ و معاوضہ درختان اور دربارۂ استقرار حق کل زر داخل کردہ بطور معاوضہ مکان تعمیر کردہ کی نالش کی ۔

مدعا علیہ نمبر ۳ نے مدعی کے دعوی کی تایید کی ۔ مدعا علیہ نمبر ا نے کل زر مذکور کا دعوی بطلب اپنے روپیہ کے اسوجہ پر کیا کہ کانم مشترکہ جائداد خاندانی نہ تہا بلکہ وہ خود اسکی حاصل کردہ جائداد تہی ۔ مدعا علیہ نمبر ۲ نے بیان کیا کہ کل جائداد مشترکہ خاندانی جائداد ہے ۔ منصف ضلع نے یہ قرار دیا کہ نالش واسطے محض استقرار کے بحوالہ دفعہ ۴۲ ۔ ایکٹ ۱ اوریل خاص کے چل نہیں سکتی اور کہ مدعی بلا دعوائے تقسیم کرنے کے اپنے استقرار حق دربارہ چہارم حصہ جائداد مشترکہ خاندان کی نالش نہیں کر سکتا اور نہ وہ اپنے کامل استحقاق معاوضہ مکان کے استقرار کا دعوی کر سکتا ہے کیونکہ وہ بہی جائداد خاندانی میں مخلوط ہوگیا ہے ۔ اسلیئے اسنے نالش کو خارج کیا ۔ سبارڈینٹ جج نے ڈگری مذکور کو منسوخ کر کے مقدمہ کو واقعات پر فیصل کرنیکے واسطے واپس بہیجا اور اسنے قرار دیا کہ مدعی نالش مذکور کر سکتا ہے ۔ اس حکم واپسی کی نارضی سے مدعا علیہ نمبر ا نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا اور اسکی سماعت صرف پارکر صاحب جٹس نے نکمرۂ واحد کی ۔ اسنے قرار دیا کہ نالش نمبر ۹ ۲ سنہ ۱۸۹۲ع میں ڈگری کے صادر ہونے سے مدعی کو کوئی بنائے دعوے واسطے نالش استقراری کے عطا نہ ہوا تہا ۔ گو مدعی مجاز تہا کہ مدعا علیہ نمبر ا پر مکان مذکور کی قیمت کی نالش کرتا اگر وہ مدعی کی ملکیت تہا اور کہ مدعی اپنے حصہ جائداد خاندانی کی نالش کر سکتا تہا نہ کہ ایک خاص جزو جائداد خاندانی کے حصہ کی اسلیئے اسنے سبارڈینٹ جج کے حکم کو منسوخ کر کے منصف ضلع کے حکم کو بحال کیا ۔

۱۸۹۲
سنگرن
بنام
رامن کنٹی

اِس حکم کی ناراضی سے مدعی نے اب زیر دفعہ ۱۵ فرمان شاہی اپیل کیا ہے۔

ایک ابتدائی عذر بدین مضمون اُٹھایا گیا ہے کہ چونکہ پارکر صاحب جسٹس کا حکم زیر دفعہ ۵۸۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی صادر کیا گیا تھا اسلیے حکم مذکور زیر آخری فقرۂ دفعہ مذکور قطعی ہے اور قابل اپیل نہیں۔

نہیں ہمارے ذہن میں کچھ شبہ نہیں ہے کہ عذر مذکور جائز ہے۔ دفعہ ۵۸۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی بروئے دفعہ ۶۳۲ مجموعہ مذکور کے ہائیکورٹ سے متعلق کیگئی ہے اور استحقاق اپیل عطا کردہ دفعہ ۱۵ فرمان شاہی بنا پر کسی حکم ایک تنہا جج ہائیکورٹ کے اُن احکام کا تابع ہے جو مجموعہ ضابطہ دیوانی مین درج ہیں ملاحظہ ہو چپایا بنام رتنا ویلو (۱) ۔

مگر عذر یہ کیا گیا ہے کہ دفعہ ۵۸۸ کے تحت پارکر صاحب جسٹس کو صرف اِس امر کے فیصلہ کرنیکا اختیار دیا گیا تھا کہ آیا حکم سب آرڈینیٹ جج صادر کردہ حکم واپسی مقدمہ درست تھا یا کہ غلط تھا لیکن اُسکے تحت اُنکو سوائے اسکے اور کوئی اختیار دربارہ صدور ڈگری بنالش مذکور کے عطا نہ کیا گیا تھا جیسا کہ اُنھنے کیا ہے جبکہ اُنھنے منصف ضلع کی ڈگری متعلقہ نالش کو بحال کیا ہے اور اِس عذر کی تائید میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اگر پارکر صاحب جسٹس نے صرف یہ فیصلہ کیا ہوتا کہ سب آرڈینیٹ جج کا حکم واپسی غلط ہے اور اُنھنے نالش مذکور کو اُسکے پاس مطابق قانون فیصلہ کرنیکے واسطے واپس کیا ہوتا بجائے اسکے کہ خود منصف ضلع کی ڈگری کو بحال کرتا تو مدعی ایک اپیل دوم کا مستحق دو ججان کے بنچ کے روبرو ہوتا اگر سب آرڈینیٹ جج اُسکے اپیل کو خارج کرتا مگر یہ طریقہ ضابطہ اختیار کردہ پارکر صاحب جسٹس کے مثل اِس امر کے ہو گیا ہے کہ عدالت ہذا کے ایک تنہا جج کی رائے متعلق بامر قانونی کو آخری سمجھ لیجائے اِس امر کا مستحق ہونیکے کہ امر مذکور کا فیصلہ کم از کم دو ججان کے بنچ سے کرایا جائے ایسا نتیجہ کسی حد تک بے ترتیب ہے لیکن بے ترتیبی مذکور کی موجودگی سے ہم احکام قانون کو منسوخ نہیں کر سکتے یہ امر کہ عدالت بروقت سماعت کرنے اپیل زیر دفعہ ۵۸۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی بنا پر حکم واپسی زیر دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے تعلیمات عدالت ماتحت مورد تجویز کی درستی کی نسبت کارروائی کر سکتی ہے اور اگر مناسب ہے تو ایک آخری ڈگری نالش مین صادر کر سکتی ہے بجائے صرف اس امر کے کہ مقدمہ کو عدالت اپیل مین واپس بھیجے ہائیکورٹ ہائے کلکتہ و الہ آباد نے علی الترتیب مقدمات ذیل مین فیصلہ کیا ہے

---

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۹ صفحہ ۲۵۳ ۔

۱۳ نومبر ۱۸۹۶ع

صیغۂ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر سبرامینا آیار صاحب جسٹس و باڈم صاحب جسٹس

پتھیا ندی محمد (مدعی) سائل **بنام** مرادال محی الدین (مدعا علیہ) فریق مخالف ۔*

انتقال ڈگری ۔ فرقی ما بعد بطبق اجرا بخلاف انتقال کنندہ ۔

الف نے ایک ڈگری کا انتقال بحق ب کے کیا جس نے ایک جزو رقم واجب الادا زیر ڈگری مذکور وصول کی

اور وہ باقی رقم کے وصول کرنے سے بوجہ فرقی ڈگری مذکور بعلت اجرائے ڈگری بخلاف الف باز رکھا گیا ۔

تجویز ہوئی کہ الف ۔۔۔ ب کو معاوضہ ادا کرے ۔

درخواست زیر ایکٹ معاملات خفیفہ دفعہ ۲۵ جس کے رو سے ہائیکورٹ سے یہ استدعا کی گئی کہ کارروائیات

ایڈیشنل سب آرڈینیٹ جج ۔۔۔ بمقدمہ معاملہ خفیفہ نمبر ۴ سنہ ۱۸۹۵ع کی نگرانی کیجائے ۔

نالش ۔۔۔ ڈگری نالش عدالت معاملات خفیفہ نمبر ۲۰۴ سنہ ۱۸۹۱ع جو بحق مدعا علیہ صادر ہوئی تھی اُسنے بحق مدعی منتقل کر دی تھی ۔ مدعی نے ایک جزو ڈگری وصول کیا لیکن باقی روپیہ کے وصول کرنے سے بوجہ یہ قاصر رہا کہ اُسکا انتقال بذریعہ منظوری عدالت کے مکمل نہوا تھا اور وہ بعلت اجرائے ڈگری بخلاف مدعا علیہ فرق ہوگئی تھی ۔ مدعی نے اُس رقم کے دلا پانیکی نالش کی جسکی وصولی سے وہ قاصر رہا تھا ۔

سب آرڈینیٹ جج کی یہ رائے تھی کہ مدعی کا باقی زر واجب الادا زیر ڈگری کے وصول کرنے سے قاصر رہنا خود اُسکے ترک فعل کا نتیجہ تھا کیونکہ اُسنے اُس ضابطہ کو اختیار نہ کیا تھا جو دفعہ ۲۳۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی میں درج ہے اسلئے مدعا علیہ ادائیگی ہرجانہ کا ذمہ دار نہ تھا اُس نے مقدمہ کرشنن بنام شنکر ورما (۱) کو منظور کر کے نالش کو خارج کیا ۔

مدعی نے درخواست حال رجوع کی ۔

مسٹر کرشنن منجانب سائل ۔

ریونیمبیر منجانب فریق مخالف ۔

تجویز :- وہ کل معاوضہ جو مدعی نے دلوتا اُس رقم کے عوض میں حاصل کیا تھا جو اُسنے انتقال مذکور کے بدلے مدعا علیہ کو ادا کی تھی ایک قرارنامہ انتقال ڈگری مذکور تھا جو اُسوقت تک ایک کامل انتقال نہ تھا جبتک کہ وہ عدالت سے تسلیم نہ کیا جاتا تکمیل انتقال صورت حال میں بباعث فرقی ڈگری کے عمل میں نہ آئی تھی جو بباعث

---

* درخواست نگرانی دیوانی نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۹۵ع ۔

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۹ صفحہ ۱۴۴ ۔

۱۸۹۶ء
وینکٹ اسپا
مابابا چیٹی
بنام
زمیندار کروتی نگر

جبکہ ایک نیلام زیر دفعہ ۲۹۱ ملتوی کیا گیا ہو تو احکام دفعہ مذکور کی کامل طور پر پیروی کیجانی چاہیئے۔

اپیل بنا راضی حکم مسٹر جے سیول صاحب ڈسٹرکٹ جج اکاٹ شمالی صادرہ متعلق درخواست اجراء نمبر ۸۴ ۱۸۹۵ء متعلقہ مقدمہ ابتدائی نمبر ۳۲ ۱۸۹۴ء۔

بعض اراضی ڈگری متذکرہ مقدمہ اجراء میں نیلام کیگئی تھی۔ سائل نے [illegible] درخواست مذکور زیر دفعہ ۳۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی بدیں مقصد دائر کی کہ نیلام اسوجہ سے منسوخ کیا جائے کہ اسکے کرنے میں اہم بیضابطگی عمل میں آئی ہے جسکے باعث اسکو اہم نقصان پہنچا ہے۔

صاحب جج ضلع نے قرار دیا کہ اراضی اسکی اصلی قیمت سے بہت کم قیمت پر [illegible] ہے اور [illegible] گیا۔
پس اگر کوئی اہم بیضابطگی نیلام مشتہر کرنے میں ثابت کیگئی ہے تو [illegible] سے اسکے پہنچنے کی نسبت تنازعہ نہیں کیا جا سکتا۔

یہ امر مسلمہ ہے کہ سائل نے اشتہار نیلام ماہ اگست ۱۸۹۱ء [illegible] جاری کرایا تھا [illegible] ستمبر ۱۸۹۱ء میں عمل میں آیا تھا لیکن سائل سے معاہدہ ایک قرار کرکے اُسنے نیلام کو ملتوی کرایا اور وہ بالآخر ۲۹ اکتوبر ۱۸۹۱ء کو بلا کسی اشتہار نیلام کے دیئے جانیکے عمل میں آیا تھا۔

وہ امین جسنے نیلام کیا تھا بیان کرتا ہے کہ سب نیلام ہا کو بذریعہ ضرب ڈہول مشتہر کیا جاتا ہے لیکن ۲۹ اکتوبر کو ایسا نہ کیا گیا تھا کیونکہ اُسے کوئی ڈھنڈوری والا اسطرح نیلام کو مشتہر کرنیکے واسطے نہ ملا تھا۔

نتیجہ یہ تھا کہ عملی طور پر کوئی اشتہار نیلام شایع نہ کیا گیا تھا۔ وہ نوٹس جو بذریعہ اشتہار نیلام کے دیا گیا تھا زائل ہو گیا تھا (اسمیں شک نہیں کہ سائل نے اسمیں رضامندی ظاہر کی تھی) لیکن ایسے نیلام کی عدم موجودگی میں اور عام نوٹس کے بذریعہ ڈہول نہ دیئے جانے سے در اصل کوئی نیلام کا اشتہار نہ دیا گیا تھا۔

میری رائے میں یہ اہم بیضابطگی تھی۔ ثانیاً فریق مخالف نے کسی قابل مواخذہ کی موجودگی سے انکار کیا تھا۔ فریق مخالف نے اپنے بیان میں تسلیم کیا ہے کہ اسکو گرشنا ماچولو کے رہن کا علم سب جسٹرار کے سرٹیفکیٹ سے ہوا ہے جسمیں اسکا ذکر کیا گیا ہے۔ اسکی تشریح صرف یہ ہے کہ چونکہ تاریخ رہن ۱۸۷۳ء کی تھی اسلئے اُسنے یہ نتیجہ اخذ کیا تھا کہ ۱۸۹۱ء میں وہ زائد المیعاد تھا اور ایسا ہی اُسنے اپنی درخواست اجراء میں بیان کیا تھا کہ جائداد بری از مواخذہ جات نیلام کیجانی چاہیئے۔

۹۶ ۱۹ء
وینکٹاسبا
راما چٹی
بنام
نیناکرتی نگہ

لیکن اُسنے تسلیم کیا ہے کہ اُسنے کوئی تحقیقات کرشنا ماچرلو کی نسبت نہ کی تھی کہ آیا کوئی ادائیگی ہوگئی ہے یا کوئی تحریری دستاویز تسلیم رہن مذکور کو زندہ رکھنے کیواسطے لکھی گئی ہے بطور امر واقع کے مرتہن نے در اصل ایک ڈگری کی بنا پر نالش کی تھی - رہن مذکور جیسا کہ سرٹیفکیٹ سے ظاہر ہوتا ہے ایک کثیر رقم کے عوض تھا چنانچہ فریق مخالف کو یہ خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ وہ زائل ہونے دیا گیا ہے - میں اُسکے اس بیان کو معتبر نہیں سمجھتا کہ اُسنے بیان کیا تھا کہ جائیداد بری از مواخذہ تھی کیونکہ اُسکو یہ یقین تھا کہ کرشنا ماچرلو کا رہن تمادی المیعاد تھا میرے خیال میں [illegible] کہ کرشنا ماچرلو کو اسکی ترقی اور نیلام علیہم سے محروم رکھا جائے -

"اس امر واقعہ کا [illegible] بری از جملہ مواخذہ جات کے بر بنائے ایک جھوٹے بیان بہ منشاء مذکور مندرجہ [illegible] کیا گیا ہے [illegible] بالکل سمجھتا ہوں"-

نتیجہ یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ جج نے نیلام کو بحال کرنے سے انکار کیا تھا اور ہدایت کی تھی کہ ایک جدید نیلام بعد حسب ضابطہ نوٹس کے عمل میں لایا جائے -

ڈگریدار نے اپیل حال رجوع کیا -

راماچندر راؤ صاحب کیوسامی ایار منجانب اپیلانٹان -

مسٹر سبرانیام منجانب رسپانڈنٹ -

تجویز :- گو وہ بے ضابطگی جو عمل میں آئی ہیں در اصل بباعث زمیندار کی مسلسل درخواستہائے التوا کے ہیں تاہم بلحوظی جملہ واقعات متعددہ کے ہم یہ قرار دینے کے قابل نہیں ہیں کہ ڈسٹرکٹ جج نے بے ضابطگی ہائے مذکور کو خصوصاً نیلام کے بذریعہ دہل مشتہر نکرنیکو ایک اہم بے ضابطگی قرار دینے میں غلطی کی ہے اور ہماری یہ رائے ہے کہ جہاں ایک اہم بے ضابطگی ثابت کیگئی ہو اور یہ بھی ثابت کیا گیا ہو کہ قیمت وصول کردہ اصلی قیمت سے بہت کم ہے تو عموماً یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ کمی قیمت کا باعث بے ضابطگی مذکور ہے گو وہ طریق جسکے مطابق بے ضابطگی مذکور سے کم قیمت وصول ہوئی تھی درست طور پر ثابت نہ کیا گیا ہو - اسلئے ہم اپیل ہذا کو خارج کرتے ہیں لیکن بلا خرچہ -

ہم دیکھتے ہیں کہ احکام ڈسٹرکٹ جج متعلق التوائے نیلام میں احکام دفعہ ۲۹۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی تعمیل نہ کیگئی تھی جسمیں یہ حکم ہے کہ التواء ایک خاص دن اور ساعت تک کیا جانا چاہئے - یہ نہایت اہم ہے کہ ایسے معاملات میں جو بابت احکام مجموعہ مذکور کی پیروی کیجانی چاہئے -

پریوی کونسل

باجلاس لارڈ واٹسن و ہابہوس و ڈیوی و سر آر کوچ صاحبان

سرمینت امبہ پلاگدا ملکا ارجونا پراسدا نایدو بہادر گرو دا اپیلانٹ بنام میکرلا سریدیوامّا وغیرہ ریسپانڈنٹان بنمبر

۱۸۹۶ء ۱۱ مارچ

[برطبق اپیل نباراضی فیصلہ ہائیکورٹ مدراس]

وصولی قرضہ بطبق وراثت سرٹیفکیٹ وراثت - ایکٹ ہائے ۲۷ سنہ ۱۸۶۰ء و ۷ سنہ ۱۸۸۹ء استحقاق

اپنی جانشین بنسبت وصولی کے -

ایک نالش میں جو ایک بیوہ نے جو اپنے شوہر کی جانشین بطور امین ایک وقف کے ہوئی تھی واسطے وصولی قرضہ

مذکورے کی تھی :-

تجویز یہ ہوئی کہ وہ بحیثیت مستحق ہونے ترکہ شوہر متوفی کے یا واسطے ادائیگی قرضہ واجب الادا بحق جائداد اسکے

شوہر کے دعویدار نہ تھی بلکہ وہ بطور قائمقام وقف کے بحیثیت امین وقف مذکور دعویدار تھی اسلئے نہ تو ایکٹ ۲۷

سنہ ۱۸۶۰ء (وصولی قرضہ جات وراثت) دفعہ ۱ - اور نہ ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۸۹ء (ایکٹ سرٹیفکیٹ جانشینی) دفعہ ۴ اسکے

دعوے سے متعلق ہوتی تھی اور اسوجہ کہ اسنے سرٹیفکیٹ وراثت بنسبت جائداد اپنے شوہر کے حاصل نہ کیا تھا وہ ڈگری سے

محروم نہ ہوسکتی تھی -

اپیل از ڈگری (۲۰ - اپریل سنہ ۱۸۹۱ء) صادرہ ہائیکورٹ بحالی ڈگری (۲۴ دسمبر سنہ ۱۸۸۸ء) صادرہ ڈسٹرکٹ جج کستنا -

وہ نالش جسمیں سے اپیل ہذا پیدا ہوا ہے ۲ مارچ سنہ ۱۸۸۸ء کو میکرلا سریدیوامّا ریسپانڈنٹ نمبر ۱ نے دائر کی تھی اسنے

اپنے آپ کو مہتمم دھرم کرت انا پرنا چولٹری کے بیان کیا تھا - وہ میکرلا رگھوناتھا نایدو ویسر وینکٹ سوامی

نایدو کی بیوہ تھی تا باپ بھی جو چولٹری کا وقف کنندہ تھا اور اسکا بیٹا بھی جو اسکا قائمقام ہوا تھا

اسکا اہتمام کرتے رہے تھے - بیسر مذکور سنہ ۱۸۷۹ء میں فوت ہوا تھا - اسکے شوہر کی وفات پر سریدیوامّا مہتمم

ہوئی -

مدعا علیہ نمبر ۱ اپیلانٹ حال زمیندار تھا جس نے بحیثیت قابض بعض جائداد ناقابل التقسیم اُس نالش کی تقسیم کی جواب دہی

کی تھی جو دیوا اناکوماکے متعلق تھی - ملاحظہ ہو ملی کراجونا بنام درگا (۱)

۳۰ جنوری سنہ ۱۸۷۶ء کو اُسنے ذیل کا پرامیسری نوٹ مورخہ ۳۰ جنوری سنہ ۱۸۷۶ء تحریر کردہ سرمینت امبہ

پلاگدا ملکا ارجونا پراسدا نایدو بہادر زمیندار گرو دا بحق میکرلا رگھوناتھا اور نایدو وگرہ دیا -

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۳۰۴ -

سنہ ۱۸۹۷ء

ملک ارجنا
بنام
سریدوا ما

چونکہ مینے آج تمسے مبلغ ــــ .. نقد قرض لئے ہین اُس سرمایہ مین سے جو تمنے اور تمہارے باپنے مقرر کیا ہے واسطے قیام انا پرنا چولٹری کے ہے جو تمہارے باپنے شہر مین بنایا ہے واسطے ادائگی پینشن اور دیگر رقوم واجب الادا بحق سرکار کے نسبت میری جائداد کے مین اقرار کرتا ہون کہ تمکو ہر سال صرف اُسکا سود بشرح ۶ آنہ فی صدی فیماہ کے ادا کرونگا لیکن مین اصلی رقم کو آج کی تاریخ سے بارہ سال تک اپنے پاس رکھونگا اور تمکو وہ روپیہ بعد انقضاے بارہ سال مذکور کے ادا کرونگا اور یہہ پرامیسری نوٹ واپس لونگا ❖

یہہ پرامیسری نوٹ میری رضامندی سے تحریر کرکے دیا گیا ہے ❖

۱۵ جنوری سنہ ۱۸۶۱ء کو وینکٹا سوامی نایودو نے ایک وصیت تحریر کی جسکے روسے اُسنے اپنے پسر رگھوناتہا کو وارث جائداد بنایا اور جائداد مذکور کو اُسنے حاصل کردہ خود قرار دیا۔ وصیت مذکور مین اُسنے بیان کیا کہ مبلغ ــــ .. راجہ کی تفویض مین بطور وقف چولٹری کے دیا ہے۔ ۴ مارچ سنہ ۱۸۶۷ء کو اُسنے اسکو بحال کیا اور فوت ہوگیا۔ رگھوناتہا نے جائداد کو حاصل کیا اور ۲۴ ستمبر سال مذکور مین وہ فوت ہوگیا اور اُسکا قبضہ سریدواما کو حاصل ہوا جو اوسکی دوسری زوجہ تہی جسکو اُسنے ایک پسر کے تبنیت مین لینے کی ہدایت کی۔ ایسا ہی کیا گیا تہا ❖

۱۱ دسمبر سنہ ۱۸۷۴ء کو نرلا وینکٹا سوامی نایودو نابالغ نے سریدواما پر ایک نالش واسطے استقرار اس امر کے دائر کی کہ اُسکو اُسنے اپنے شوہر کا متبنے ۱۲ ستمبر سنہ ۱۸۶۷ء کو کیا تہا اور اُسنے بعض جائداد کا قبضہ مانگا تہا جنمین سے ایک جائداد کا ذکر بطور وہ سرمایہ بصیغہ چلاپالی زمیندار منجانب انا پرنا چولٹری مبلغ ــــ .. رہکے کیا تہا۔ نسبت تبنیت اور قبضہ کے اُسنے ایک ڈگری ۱۵ مارچ سنہ ۱۸۷۶ء کو حاصل کی تہی۔ لیکن رقم مذکور مستثنٰے رکہی گئی تہی سریدواما نے نالش حال مین زر واجب الادا بربنائے پرامیسری نوٹ مورخہ ۳۰ جنوری سنہ ۱۸۷۶ء کا دعوے اپیلانٹ اور کلکٹر ضلع کے برخلاف کیا۔ اُس نے بیان کیا کہ بعد وفات اُسکے شوہر کے وہ چولٹری کا اہتمام کرتی رہی ہے اور مدعاعلیہ نے اُس نوٹ کا سود اُسکے شوہر کو اور خود اُسکو ادا کرتا رہا ہے۔ عرضیدعوے مین کوئی ذکر تبنیت کا نکیا گیا تہا ❖

مدعاعلیہ نے تسلیم کیا کہ اُسنے نوٹ مذکور تحریر کیا ہے لیکن اُسنے بیان کیا کہ رقم مذکور ایک مواخذہ جائداد پر ہے جو ریسیور کے قبضہ مین ہے۔ نیز یہہ کہ استحقاق وصولی پسر متبنے کو حاصل تہا کیونکہ بیوہ نے کوئی سرٹیفکیٹ وراثت حاصل نکیا تہا۔ دیگر مدعاعلیہم نے جو چہوٹے برادران مدعاعلیہ کے تہے

اور خود اپنی استدعا سے شامل کی گئی تہے اپنی ذمہ داری سے انکار کیا - رسپونڈنٹ نمبر ۱ کا خواہان تہا کہ فیصلہ عدالت کا پابند ہوا اوسنے کوئی مزید حصہ کارروائیات مین نلیا +

۴. وقت سماعت کے عدالت اول مین مقدمات ذیل کا حوالہ دیا گیا تہا: - معاملہ بہیرب بہرتی جہنت (۱) وکہرم بہرتی بنام لچہمن بہرتی (۲) فیصلہ یہہ تہا کہ چونکہ مدعیہ عہدہ مین جو لشری کی قابض ہے اسلئے وہ بحیثیت مذکور قرضجات واجب الادا بحق جولٹری کو وصول کرسکتی ہے اسکی رسید دیسکتی ہے - چنانچہ دعوی کی ڈگری دیگئی ہتی - مدعا علیہ نے ہائیکورٹ مین اسوجہ پر اپیل کیا کہ کوئی سرٹیفکیٹ مدعیہ کو واسطے وصولی قرضجات واجب الادا بحق اسکے شوہر متوفی کے عطا نکیا گیا تہا جبکے کہ اداکرنیکا اوسنے اقرار کیا تہا - نیز یہہ کہ پسر متبنے وارث اور قائم مقام تہا +

۵. دسمبر ۱۸۹۷ع کو ہائیکورٹ اکالنس صاحب چیف جسٹس و شفرڈ صاحب جسٹس نے حکم ذیل صادر کیا :-

"جہانتک ہم معلوم کرسکتے ہین مدعیہ مناسب وارث نوٹ مذکور کے موسوم الیہ کی نہیں ہے اور پسر متبنے جو بظاہر مناسب شخص ہے شامل مسل نہیں - ہمکو چاہئے کہ مقدمہ کو دو ماہ کی واسطے ملتوی کرین تاکہ پسر متبنے فریق بنایا جائے اور ایک ولی مقرر کیا جائے جب ایسا کیا جائیگا تو ہم اپیل ہذا کے فیصل کرنے کے قابل ہونگے"

پسر متبنے کے برطبق اپیل فریق بنائے جانے پر ہائیکورٹ نے فیصلہ ذیل صادر کیا :-

"معلوم ہوتا ہے کہ نابالغ پسر متبنے بطور فریق کے شامل کیا گیا ہے - جہانتک کہ مدعیہ کا تعلق ہے اپیل معہ خرچہ خارج کیا جاتا ہے +

بخلاف مدعا علیہم ۲ و ۳ کے یہہ عذر کیا گیا ہے کہ مدعا علیہ ۱ (اپیلانٹ) خرچہ کی ادائگی کا ذمہ دار نہیں ہے جیساکہ ڈسٹرکٹ جج نے ہدایت کی ہے - مسل کا معاینہ کرنیسے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ مدعا علیہم ۲ و ۳ خود اپنی تحریک سے فریق بنے تہے اسلئے ہماری یہہ رائے ہے کہ انکو اپنا خرچہ خود ادا کرنا چاہئے"

ڈگری صاحب جج ضلع اسطرحپر ترمیم کیجاتی چاہئے - اور مدعا علیہم ۲ و ۳ کو اپیل ہذا کا خرچہ اُس حد تک ادا کرنا چاہئے جہانتک کہ انکا تعلق ہے" +

اس ڈگری کی ناراضی سے راجہ نے اپیل حال کیا ہے +

مسٹر جی ڈی مین منجانب اپیلانٹ +

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ۲۱ صفحہ ۳۰۴

(۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۵۹۴

سنہ ۱۸۹۶ ع
ملک ارجونا
بنام
سربیدیو ارا

ذان بعد اُنکی موجودگی مین اُنہون نے اپیل کو خارج کیا اور صاحب جج ضلع کی ڈگری سے بعض ایسی ترمیمات دربارہ خرچہ کے خارج کیا جسکے متعلق اب کوئی سوال موجود نہین ہے -

حکام عالیمقام کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ امر مذکور بالکل درست ہے - ہائیکورٹ نے ہر ایک طرح پر مدعا علیہ کی محفوظیت دربارہ ادائگی زرنقد مین پیش بندی کی ہے اور یہ امر بالکل ناممکن ہے کہ بعد ڈگری مذکور کے کوئی شخص زرمذکور کا مطالبہ اُس سے پھر کرسکے -

اسلئے حکام عالیمقام پریوی کونسل نہایت عجز سے ملکہ معظمہ دام اقبالہا کو یہ مشورہ دیتے ہین کہ اپیل ہذا خارج کیا جانا چاہیئے ریسپانڈنٹ حاضر نہین ہوا اور خرچہ کے متعلق کوئی حکم نہ ہوگا -

اپیل خارج کیا گیا -

مسٹر آرنی لنکر سالسٹر منجانب اپیلانٹ -

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس شفرڈ صاحب جج و ڈیوس صاحب جج

سنہ ۱۸۹۶ ع
۲۲ اکتوبر و ۲۳ نومبر

کورٹ آف وارڈس دیگر مدعا علیہم نمبر (۲) اپیلانٹان **بنام** وینکٹا سرپایاہی پتی رم کرشنا دورمدعی ریسپانڈنٹ [*]

دہرم شاستر - جایداد ناقابل تقسیم - اختیار دربارہ وصیت اختیار سماعت کے - وصیت - تعبیر وصیت - موہوب لہ کا غلط طور پر بیان کیا جانا -

آیا شخص قابض جایداد ناقابل تقسیم اُسکو بذریعہ وصیت کے اُسی حد تک منتقل کرسکتا ہے جیسا کہ وہ اُسکو بذریعہ ہبہ کے منتقل کرسکتا ہے -

ایک موصی نے ایک ہبہ بحق الف ب کے بطور پسر اور اسکے کیا اور اُسے معلوم تہا کہ الف ب اُسکا پسر اور اسا نہین ہے -

تجویز ہوئی کہ غلط بیانی غیر ضروری تہی اور الف ب نے ہبہ کو حاصل کیا تہا -

اپیل بنا راضی ڈگری جی ٹی میکنزی صاحب ایکٹنگ ڈسٹرکٹ جج گوداوری بمقدمہ نالش ابتدائی سنہ ۱۸۹۱ ع - نالش متوفی راجہ پیتاپور کے پسر متبنٰے نے واسطے دلاپانے زمینداری پیتاپور اور دیگر جائداد مملوکہ متوفی راجہ کے بخلاف مدعا علیہ نمبر ۲ کے جو بطور ولد الحلال پسر اصلی متوفی راجہ کے دعویدار تہا اور بخلاف

* اپیل نمبر ۳۴ سنہ ۱۸۹۵ ع -

سنہ ۱۸۹۶ء

کورٹ آف وارڈس بنام وینکٹ سریاباہی پتی

کورٹ آف وارڈس (مدعاعلیہ نمبر ۱) کے دائر کی تھی جسنے متوفی راجہ کی وفات پر جائداد زیر بحث کا قبضہ مدعاعلیہ نمبر ۲ کیطرف سے حاصل کیا تھا۔

واقعات مقدمہ ہذا حسب ذیل ہین:۔

زمینداری پیتاپور متوفی راجہ کے آباؤاجداد کو سنہ ۱۶۴۷ء مین مسلمان بادشاہان گولکنڈہ کے عہد مین عطا کیگئی تھی۔ متوفی راجہ سنہ ۱۸۴۲ء مین پیدا ہوا تہا اور سنہ ۱۸۵۰ء مین اپنے بہائی کی جگہہ جائداد کا وارث ہوا تہا۔ اُسنے اپنی پہلی زوجہ سے سنہ ۱۸۶۱ء مین شادی کی تہی لیکن اُسکے بطن سے کوئی اولاد ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۶۵ء تک نہ ہوئی جیکہ حسب بیان مدعاعلیہم نمبر ۱ و ۲ کے اُسکے یہان مدعاعلیہ نمبر ۲ پیدا ہوا تہا۔ مختلف تواریخ پر متوفی راجہ نے پانچ دیگر زوجگان سے شادی کی لیکن اُنہین سے کسی کے بطن سے کوئی بچہ پیدا نہوا الّا بعد پیدا ہونے مدعاعلیہ نمبر ۲ کے اُنہین سے ایک کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ اُسکے بطن سے ایک لڑکی ہوئی تہی۔

۲۸ ستمبر سنہ ۱۸۷۳ء کو متوفی راجہ نے مدعی کو تبنیت مین لیا۔ یکم اکتوبر کو متوفی راجہ نے مدعی کے اصلی باپ کے حق مین ایک دستاویز (د ج) بالفاظ ذیل تحریر کی:۔

"چونکہ ہمارے یہان کوئی اولاد نہین ہے اور چونکہ ہم نے ۲۸ ماہ حال کو اتوار کے دن مطابق دہرم شاستر کے تمہارے دوسرے بیٹے سری راجہ رام کرشن داس اچندر لو دیرو کو تبنیت مین لیا ہے جو ہمارے خاندان کا ایک ناتی ہے اور جو ہفتہ کے دن ۲ ماہ کارتک ہوا سال کلایکنی کو پیدا ہوا ہے اور چونکہ ہم نے پسر متبنے مذکور کو سری راجہ وینکٹا سریاباہی پتی رام کرشن راؤ بہادر کے نام سے موسوم کیا ہے اور ہم نے اُسکو زمینداری پیتاپور وغیرہ اور جملہ جائداد ہائے منقولہ وغیر منقولہ کا وارث بنایا ہے اسلئے ہم مطابق تمہاری استدعا کے اقرار کرتے ہین کہ تم میرے پسر متبنے کے ساتہہ تین ملازم رکھو جو پہلے سے تمہارے پاس ہین اور اُنکو وقتاً فوقتاً تبدیل کرتے رہو اور تم کو یا تمہارے خاندان مین سے کسی کو اجازت نہین ہے کہ جب کبہی تمہاری مرضی ہو اُسکی ملاقات کرو اسلئے ہم نے اقرارنامہ ہذا تحریر کیا ہے"

سنہ ۱۸۸۱ء مین یا اُسکے قریب تنازعات مابین مدعی اور متوفی راجہ کے شروع ہوئے اسلئے مدعی نے پیتاپور کو چہوڑدیا اور وہ متوفی راجہ سے اُسکی وفات تک علیحدہ رہتا رہا۔ راجہ مذکور ۲۲ جولائی سنہ ۱۸۹۰ء کو فوت ہوگیا۔ قبل اپنی وفات کے اُسنے تین وصیتی دستاویزات تحریر کین (دستاویزات نمبر ۱۹۹ و ۲۰۱ و ۲۰۲) جو علی الترتیب ۱۲ فروری سنہ ۱۸۸۹ء و ۲۷ ماہ ستمبر سنہ ۱۸۸۹ء و ۱۷ مارچ سنہ ۱۸۹۰ء کی مرقومہ ہین۔

۱۸۹۲ء
کورٹ آف وارڈس
بنام
وینکٹا سرپا اپاہی پتی

دستاویز نمبر ۱۹۹ جہانتک کہ وہ رپورٹ ہذا کے واسطے ضروری ہے بالفاظ ذیل تھی:-

"مین وصیت ہذا کو آج ۱۶ فروری ۱۸۹۰ء کو تحریر کرتا ہون کیونکہ مین ایک مرض آتشک مین مبتلا ہون جسکا رفع ہونا مشکل معلوم ہوتا ہے۔

"گو ایک ہندو کے واسطے یہ ضروری نہین ہے کہ ایک وصیت واسطے ہبہ کرنے اپنی جائداد کے بحق اصلی اور اسا [illegible] پسر کے تحریر کرے جیسے کہ اُسکے حقوق دہرم شاستر مین درج ہین تاہم مزید تنازعہ کے رفع کرنیکے واسطے مین وصیت ہذا اسلیئے تحریر کرتا ہون تاکہ لوگونکو معلوم ہو کہ مینے اپنی جائداد کے ہبہ کرنیکا ارادہ بحق اپنے اور اسا پسر کے مطابق دہرم شاستر کے کرلیا ہے۔ میرا پسر اور اسا کمارا ماہی پتی وینکٹ سرپا راؤ میری جائداد کا وارث ہوگا۔ میرا پسر متبنے وینکٹا ماہی پتی سرپا رام کرشن راؤ جو راجہ وینکٹا گری کا دوسرا پسر ہے قبل ازین مجھسے سالانہ وظیفہ مبلغ للعہ سہ حاصل کرتا ہے اور نیز مینے اُسکو بہت سی جائداد منقولہ دی ہے اور اُسکی شادی مین بہت سا روپیہ صرف کیا ہے جسکے باعث مین راجہ وینکٹا گری کا مقروض ہوگیا ہون۔ یہ قرضہ مطابق اُن اقساط کے ادا کیا جانا چاہیئے جنکا ذکر اقرار نامہ مین کیا گیا ہے اور جائداد کی آمدنی مین سے نہ کہ اُس جائداد مین سے جو مینے اپنے پسر متبنے کو عطا کی ہے اور نہ اُسکے وظیفہ زرنقد مین سے۔ میرے پسر متبنے کو چاہیئے کہ حسب معمول اپنا ماہواری وظیفہ مبلغ اعہ سہ بشمول سالانہ ادائگی مبلغ سہ کے وصول کرتا رہے لیکن اگر میرا پسر اورسا کسیوجہ سے وظیفہ مذکور کو زرنقد مین ادا کرنا نہ چاہیئے تو وہ میری جائداد حاصل کردہ خود کا کوئی جزو اُسکے حق مین منتقل کرسکتا ہے جس سے سادی آمدنی مبلغ للعہ سہ سالانہ کی ہو لیکن اُنکو کسی صورت مین آپس مین تنازعہ نکرنا چاہیئے کہ ایک زیادہ رقم کا خواستگار ہو اور دوسرا اُسکو کم کردے"۔

دستاویز نمبر ۱۰۲ بالفاظ ذیل تھی:-

"مینے قبل ازین ایک وصیت ۱۶ فروری ۱۸۹۰ء کو تحریر کی ہے اور اُسکو ایک سربمہر لفافہ مین بند کرکے رجسٹرار کے دفتر مین رکھا ہے۔ چونکہ میری یہ نیت ہے کہ اپنی کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ اپنے پسر اورسا کمارا ماہی پتی وینکٹا سرپا راؤ کو حسب متذکرہ صدر ادا کردون اسلیئے وصیت مذکور مطابق طریق مذکورہ بالا کے تحریر کیگئی تھی چونکہ میرے دل مین یہ خیال آیا تھا کہ الفاظ وصیت مذکور سے یہ تعبیر کیجا سکتی ہے کہ مینے وصیت کو الفاظ مذکورہ مین اسوجہ سے تحریر کیا ہے کہ میرا یہ خیال تھا کہ میری کل جائداد میرے پسر اورسا سے مطابق دہرم شاستر کے حاصل کیجائے اور اپنے اغراض کے صحیح ترینانیکے واسطے اور کل شبہات کو رفع کرنیکے واسطے مینے وصیت ہذا بطور ایک جزو وصیت قبل کے تحریر کی ہے"۔

سنہ ۱۸۹۶
کورٹ آف وارڈس
بنام
وینکٹا سرایاہی تیپی

میری یہ نیت ہے کہ صرف میرا لپسر اوراسا ہی نہ صرف ناقابل تقسیم جائداد زمینداری پیتاپور کو حاصل کرے بلکہ جائداد ہائے ذیل بھی جو میری جائداد حاصل کردہ خود کے اجزاء بناتی ہین :- ...... مواضعات واقعہ جائداد تہوتاپلی سے جائداد دیوادرام واقعہ وندور گی ستاہ و موضع اننتہاورام و دیگر جائداد ہائے غیر منقولہ و نیز جائداد پالی ملا جو بیٹے کے بذریعہ وصیت اپنی نانا راجہ دلنگی لکشمی وینکیا مار اؤ گرو کے حاصل کی ہے چنانچہ جائداد ہائے مذکور اُسکے قبضہ مین رہنی چاہئین - میری کل جائداد غیر منقولہ بشمول جواہرات وغیرہ کے صرف میرے لپسر اوراسا سے حاصل کیجائینگی "

دستاویز ۱۲ جہانتک کہ وہ اغراض رپورٹ ہذا کیلئے ضروری ہے بالفاظ ذیل ہے :-

" میرے دہرم شاستر کے یہ جائز ہے کہ لپسر اوراسا جملہ جائداد ہائے کا وارث ہونا چاہئیے - میری بھی یہی نیت ہے کہ وہی وارث ہونا چاہئیے - لیکن جائداد ہائے غیر منقولہ مثلاً مالکانہ ریاست ہائے اور بہت سا حصہ جائداد منقولہ کا میری حاصل کردہ خود جائداد ہین گو انکی نوعیت زمینداری پیتاپور کیطرح ناقابل تقسیم نہین ہے جائداد ہائے مذکور معہ میری دیگر منقولہ وغیر منقولہ جائداد ہائے جملہ اقسام کے میرے لپسر اوراسا چرنجیوی راجہ کمارا وینکٹا ماہی پتی سرایاراؤ سے حاصل کیجانی چاہئین -

" میری یہ بھی نیت ہے کہ چرنجیوی راجہ وینکٹا سرایاہی پتی رام کرشنا راؤ جو راجہ وینکٹا گری کا دوسرا لپسر ہے جسکو مینے قبل ازین تبنیت مین لیا تہا وہ وظیفہ زرنقد حاصل کرتا ہے جو وہ اسوقت تک مطابق اُس انتظام کے حاصل کرتا رہا ہے جو قبل ازین انکی استدعا سے عمل مین آیا تہا چونکہ وہ انتظام جو قبل ازین کیا گیا ہے بدین مضمون ہے کہ وہ ادائگی مذکور کو آئندہ بھی حاصل کرتا رہیگا اسلئے ایسا ہی عملدرآمد ہونا چاہئیے - بہت سی جائداد منقولہ قبل ازین متبنے لپسر مذکور کو دیجا چکی ہے اور اُسکی شادی وغیرہ مین بہت سے خرچ اور تکلیف سے کیگئی ہے جسکے باعث مجھکو وینکٹا گری کے لوگون سے قرض لینا پڑا ہے - بقایا قرضہ واجب الادا مذکور کا ایفاء بذریعہ اقساط کے کیاجانا چاہئیے لیکن نہ تو جائداد عطا کردہ بحق لپسر متبنے اور نہ وظیفہ زرنقد جو اُسے ملتا ہے قرضہ مذکور کا ذمہ دار بنایا جانا چاہئیے - جبکہ میرا لپسر اوراسا وظیفہ زرنقد کو جاری نہ رکھنا چاہے تو وہ مجاز ہے کہ میرے لپسر متبنے کو بجائے وظیفہ زرنقد کے اسقدر جائداد اُس جائداد مین سے جو میری حاصل کردہ خود ہے عطا کرے جسکی

سنہ ۱۸۶۹ء
کورٹ آف وارڈس
بنام
دینکٹا سرایا پتی

آمدنی مساوی اُس وظیفۂ زرنقد کے ہو جو پسر متبنیٰ حاصل کرتا رہا ہے لیکن اُن وہ لڑکو کوئی تنازعہ اس قسم کا نہ کرنا چاہیئے کہ وہ وظیفہ جو پسر متبنیٰ کے واسطے مقرر کیا گیا ہے زیادہ یا کم ہے ؛؛

متوفی راجہ کی وفات پر کلکٹر نے بطور ایجنٹ کورٹ آف وارڈس کے مدعا علیہ نمبر ۱ کیطرف سے جائداد مملوکہ متوفی راجہ کا قبضہ حاصل کیا۔ از ان بعد مدعی نے نالش حال بذریعہ دعوی دائر کی کہ وہ جملہ جائداد متروکہ راجہ کا مستحق ہے اُسنے بل مرسے انکار کیا کہ مدعا علیہ متوفی راجہ کا پسر نہین ہے۔ اُسنے یہ بہی عذر کیا کہ اگر مدعا علیہ نمبر ۲ متوفی راجہ کا پسر بہی ہوتا تاہم وہ بروئے استحقاق جیٹھانسی کے قطعی طور پر اُس جائداد متوفی راجہ کا مستحق تہا جو ناقابل تقسیم ثابت ہو اور وہ حیثیت سب سے بڑے پسماندہ رکن خاندان متوفی راجہ کے ایسی جائداد کے قبضہ کا مستحق تہا جو قابل تقسیم ثابت ہو۔

مدعا علیہ نمبر ۲ نے بیان کیا کہ وہ متوفی راجہ کا پسر تہا اور وہ بحیثیت طبعی پسر متوفی راجہ کے اُس جائداد کا مستحق تہا جو ناقابل تقسیم ثابت ہو جس سے مدعی محروم کیا گیا ہے جو صرف پسر متبنیٰ ہے اور اُس جائداد مین جو قابل تقسیم پائی جائے مدعی بحیثیت پسر متبنیٰ کے بمقابلہ طبعی پسر کے چوتہائی حصہ سے زیادہ کے پانیکا مستحق نہین ہے۔

نیز مدعا علیہ نمبر ۲ نے متوفی راجہ کی جائداد ہائے کی نسبت تین قطعہ دستاویزات وصیتی مورخہ ۱۶ فروری سنہ ۱۸۶۹ء و ۲۷ ستمبر سنہ ۱۸۶۹ء و ۱۷ مارچ سنہ ۱۸۶۹ء کے دعوے کیا۔ اُسنے عذر کیا کہ متوفی راجہ کو اُن تمام جائداد ہائے کے منتقل کرنیکا اختیار تہا جنکے متعلق دستاویزات وصیتی مین کارروائی کیگئی ہے کیونکہ جائداد ہائے مذکور جزواً حاصل کردہ خود اور جزواً جائداد ہائے ناقابل تقسیم جدی نہین۔

مدعی نے اُن دستاویزات وصیتی کے جواز سے انکار کیا جو متوفی راجہ نے تحریر کی تہین۔ اُسکی وجوہات حسب ذیل تہین :-

(۱) احکام دستاویزات مذکور اِس قیاس پر مبنی ہین کہ مدعا علیہ نمبر ۲ طبعی پسر متوفی راجہ کا تہا - حالانکہ در اصل وہ ایسا نہین ہے -

(۲) کہ احکام دستاویزات مذکور اقرار نامہ یکم اکتوبر سنہ ۱۸۶۳ء (دستاویز درج) کے خلاف ہین ؛

(۳) اور کہ وصیت کلیتاً بروئے قانون شاکسترا اور رواج خاندانی کے ناجایز ہے۔

(۴) اور چونکہ کوئی جزو جائداد متوفی راجہ کا حاصل کردہ خود نہین ہے اسلئے وہ بروئے وصیت کے منتقل نکیجا سکتی تھی۔

تنقیحات خاص کردہ جنکا حوالہ فیصلہ مین دیاگیا ہے حسب ذیل ہین:-

۴۔ اگر مدعاعلیہ نمبر ۲ در اصل متوفی راجہ کا پسر ثابت ہو تو آیا وہ بروئے وصیتی انتقال مذکور کے دعوی کرنے سے متنع ہے:۔

۵۔ آیا وصیتی انتقال مذکور یکم اکتوبر ۱۸۷۳ء کی دستاویز تحریر کردہ موصی کے احکام کے خلاف ہے اور اگر ایسا ہے تو آیا ایسا انتقال دستاویز مذکور کی وجہ سے ناجائز ہے۔

۶۔ آیا جائداد ہائے خاص کردہ فہرست ہائے نمبر ۱ و ۲ مندرجہ جواب دعوی تحریری مدعاعلیہ ناقابل تقسیم ہین یا۔

۸۔ آیا انتقال وصیتی مذکور جہانتک کہ اسکا تعلق جائداد ہائے کے ناقابل تقسیم کے ساتھ ہے (اگر کوئی ہون) بروئے دھرم شاستر یا رواج خاندانی کے یا بباعث اُس محال کے جائز ہے جبکہ جائداد متنازعہ کا قبضہ حاصل ہے۔

صاحب جج ضلع نے یہ قرار دیا کہ مدعاعلیہ نمبر ۲ متوفی راجہ کا پسر نتھا اور کہ بعض جائداد ہائے متوفی راجہ کی جدی جائداد ہائے ناقابل تقسیم تھین اور باقی جائداد متوفی راجہ کی حاصل کردہ خود تھی۔ بنسبت ناقابل انتقال ہونے جائداد ہائے کے اُنہوں نے بیان کیا کہ: "مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ فیصلہ پریوی کونسل مقدمہ ستراج کواری بنام دیوراج کواری (۱) جو بخلاف کل ماقبل سلسلہ فیصلجات مدراس کے ہے بہت وسیع نکیا جانا چاہیئے۔ فیصلہ مذکور یہ ہے کہ ایک قابض زمینداری ناقابل تقسیم مجاز ہے کہ ایک جزو حقیت کو منتقل کرے الّا جبکہ کوئی رواج یا کوئی امر نقیض اُس محال مین موجود ہو جس کی حقیت مذکور کا قبضہ حاصل ہے جسکے رو سے ایسا انتقال ممنوع ہو۔ یہ ایک نہایت اہم اختلاف مابین اُس فیصلہ کے جسکے رو سے صرف ایک جزو اراضی کے انتقال کا اختیار دیاگیا ہے اور مابین اُس فیصلہ کے ہے جسکے رو سے زمیندار کو اجازت دیگئی ہے کہ بازار مین سے کسی گدا کو لا کر اُسکے حق مین اپنی جائداد کا انتقال کرے۔ میری رائے مین حکام عالیمقام پریوی کونسل کا منشا فیصلہ مقدمہ ستراج کواری بنام دیوراج کواری (۱) مین یہ نتھا کہ اُنکے فیصلہ کا ایسا نتیجہ اخذ کیا جانا چاہیئے۔

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۲۷۲۔

سنہ ۱۸۹۲ء

کورٹ آف وارڈس
بنام
وینکٹ ستیا ...

میری یہ رائے ہی کہ چونکہ زمینداری ابتداءً ایک فوجی قسم کی یا جنگ کی موقعہ پر امداد لینے کیواسطے تہی اور کہ عطیہ سنہ ۱۸۰۲ء کے رو سے پہلا محال تبدیل نکیا گیا تہا اسلئے صریح طور پر محال مذا کی نوعیت مین کوئی ایسا امر موجود ہی جسکے رو سے اُسکا قابض اُسکو کسی شخص اجنبی کے نام منتقل نہین کرسکتا ‘‘ اور نسبت جواز انتقال وصیتی کے جسکے رو سے مدعاعلیہ ۲ دعویدار تہا اُسنے بیان کیا کہ ’’تنقیحات چہارم و پنجم سے یہ سوال پیدا ہوتا ہی کہ آیا مدعاعلیہ گو وہ دراصل متوفی راجہ کا پسر ثابت نہ ہو بذریعہ وصیت نامہ مذکور کے وارث ہوسکتا ہی۔ اس سوال کے متعلق مسٹر سبتہیام اپانگر نے یہ ظاہر کیا ہے کہ مدعاعلیہ نمبر ۲ موہوب لہ ایک بیوقوف شخص ہے ۔ وہ فریب کا کوئی فریق نہین ہی ۔ نیز مدعیکا دعویٰ یہ ہی کہ متوفی راجہ فریب کا ایک فریق تہا اسلئے موصی کو فریب نہ دیا گیا تہا اور اُسے بروقت تحریر کرنے ہبہ کے معلوم تہا کہ وہ کیا کر رہا ہے ۔

’’اس امر کے متعلق میری یہ رائے ہے کہ مسٹر سبتہیام اپانگر کے اس عذر میں بہت وقعت ہے کہ مدعاعلیہ ایک ایسے قصور شخص ہے اور کہ موصی کو معلوم تہا کہ وہ کیا کر رہا ہے اور کہ مدعاعلیہ نمبر ۲ کو کم ازکم متوفی راجہ کی جایداد حاصل کردہ خود حاصل کرنی چاہیئے کچھہ عرصہ تک میرا خیال تہا کہ معاملہ کا فیصلہ اسی طرح کیا جائے ممکن ہی کہ راجہ کی یہ نیت ہو کہ خواہ مدعاعلیہ ۲ زمینداری سے بیدخل ہی کیا جائے تاہم وہ کچھہ پیہ بطور معاوضہ اُس بیرحم حیثیت کے حاصل کرے جسمین وہ ڈالا گیا ہے لیکن مزید غور کرنیکے بعد میری یہ رائے ہے کہ مدعیکا ۲۸ ستمبر سنہ ۱۸۷۳ء کو تبنیت مین لیا جانا اور اقرارنامہ یکم اکتوبر سنہ ۱۸۷۳ء راجہ کو اس امر سے باز رکہتے ہین کہ اپنی جائداد کو کسی شخص اجنبی کے حق مین منتقل کرے یہ صحیح ہے کہ اقرارنامہ یکم اکتوبر سنہ ۱۸۷۳ء ایک انتظام جائداد تہا ۔ بلکہ وہ ایک ایسی شہادت ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ راجہ وینکٹا گری نے مدعیکو راجہ پتاپور کی تبنیت مین اس قرار سے دیا تہا کہ بصورت نہ پیدا ہونے کسی اصلی بیٹے کے وہ وارث جائداد کا ہوگا۔ واقعہ مذکور اب وقوع مین آیا ہے اور میری یہ رائے ہے کہ اس صریح اقرارنامہ کے جسپر تبنیت عمل مین آئی تہی صریح طور پر راجہ پتاپور اپنی جایداد حاصل کردہ خود کو بہی سوائے مدعیکے کسی اور شخص کے حق مین منتقل نہین کرسکتا ‘‘

نتیجہ یہ ہوا کہ اُسنے ایک ڈگری بحق مدعی بدین ہدایت صادر کی کہ مدعاعلیہم نمبر ۱ و ۲ حوالہ کل جائدادہائے منقولہ و غیر منقولہ متروکہ متوفی راجہ کردین ۔

مدعاعلیہم ۱ و ۲ نے اپیل کیا ۔

۱۸۹۶ء
کورٹ آف وارڈس
بنام
...کشا سریا ماہی تی

بہتشیا ماما آیانگار بمعیت رام سیا ایاروسیا راؤ وسبرامنیا آیار بجانب اپیلانٹان -
اپیلانٹ نہ صرف بطور پسر متوفی راجہ کے دعویدار ہے بلکہ وہ اُسکی وصیت کی رُو سے بھی دعویٰ کرتا ہے یعنے بروے
بعض دستاویزات تحریر کردہ متوفی راجہ مورخہ ۱۶ فروری ۱۸۶۹ء و ۲ ستمبر ۱۸۶۹ء و ۱۷ مارچ ۱۸۶۹ء کے - بروے
دستاویزات مذکور کے اپیلانٹ کو کل جائداد متدعویہ ملنی چاہیئے اور اگر تنقیحات متعلق بہ دستاویزات مذکور
کا فیصلہ اُسکے حق میں کیا جائے تو دیگر تنقیحات پر غور کرنا غیر ضروری ہو جاتا ہے -
اِس امر کا فیصلہ کرتے ہین کہ آیا اپیلانٹ بروے وصیت کے جائداد حاصل کرتا ہے سوال اوّل یہ اٹھایا گیا ہے کہ آیا وہ جائداد
ہائے جنکے متعلق بروے وصیت کے کارروائی کیگئی ہے بروے وصیت کے قابل انتقال ہین - جائداد ہائے مذکور مین سے
بعض کی نسبت صاحب جج نے قرار دیا ہے کہ وہ متوفی راجہ کی حاصل کردہ خود ہین - اُنکے متعلق سوال پیدا
نہین ہوتا - وہ صحیح طور پر بروے وصیت کے قابل انتقال ہین - سوال صرف اُن جائداد ہائے کے متعلق ہے
جنکو صاحب جج نے ناقابل تقسیم قرار دیا ہے - یہ امر کہ وہ ناقابل تقسیم ہین نہایت اہم شہادت سے ظاہر ہوتا ہے
چونکہ وہ ناقابل تقسیم ہین اسلئے وہ ناقابل انتقال ہین - مقدمہ سرتاج کواری بنام دیوراج کواری (۱)
مین جسکی پیروی پیرسٹو ڈ بنام راماسیا (۲) و سوا سبرامنیا نائکر بنام کرشنا مل (۳) مین کیگئی تھی) یہ قرار
دیا گیا تھا کہ قابض جائداد ناقابل تقسیم اُسے بروے ہبہ کے منتقل کر سکتا ہے الّا جبکہ کوئی امر نقیض اُس محال مین
جسپر حقیت مذکور کا قبضہ حاصل ہے یا جبکہ کوئی رواج بخلاف انتقال کے موجود ہو - صاحب جج ضلع نے
قرار دیا ہے کہ زمینداری ابتداءً ایک فوجی قسم کی یا جنگ کیوقت امداد لینے کیواسطے تھی اور کہ یہ حقیت مذکور کے
محال مین ایک ایسا امر نقیض موجود ہے جسکی رُو سے اُسکا قابض اُسکا ہبہ کسی شخص اجنبی کے حق مین نہین کر سکتا
اِس قرارداد کی تائید کہ جائداد ابتداءً فوجی تھی شہادت سے ثابت نہین ہوتی - لیکن اگر صاحب جج درستی پر ہو
تو اس سے جائداد اب ناقابل تقسیم نہین ہو سکتی کیونکہ اُسکا قبضہ ان ایام مین بروے اُس سند کے ہے جو زیر مدراس
ریگولیشن ۲۵ ۱۸۰۲ء کے عطا کیگئی تھی - اگر محال کے رُو سے کوئی حد انتقال پر عاید ہوتی ہے تو حد مذکور
عطا کنندہ محال کے فائدہ کیواسطے ہونی چاہیئے جو بصورت فوجی محال ہونیکے سرکار ہے - لیکن
ریگولیشن مذکور کی دفعہ ۸ کے رو سے اُس جائداد کے منتقل کرنیکی اجازت دیگئی ہے جو بروے ایک سند کے
حاصل ہو کم از کم بمقابلہ سرکار کے نسبت رواج بخلاف انتقال - اگر رسپانڈنٹ ایسے رواج پر انحصار کرے
تو اُسکا ثابت کرنا اُسی کے ذمہ ہے ملاحظہ ہو سرتاج کواری بنام دیوراج کواری (۱) و سوا سبرامنیا نائکر بنام

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۲۷۲ - (۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۱۹۷ -
(۳) " " مدراس جلد ۱۸ صفحہ ۲۸۷ -

۱۸۹۶ع
کورٹ آف وارڈس
بنام
ونکیٹا سوامی ناچی

کرشناسل دا لیکن وہ ایسا کرنیسے قاصر رہا ہے اسلیئے جائداد ہائے ناقابل تقسیم اُس قاعدہ کی ذیل مین آتی ہین جو حکام
پریوی کونسل نے مقدمہ سرتاج کواری بنام دیوراج کواری (۲) مین قایم کیا ہے اور وہ ناقابل انتقال ہین لیکن کوشش
کیگئی ہے کہ مقدمہ مذکور کو اس وجہ پر ممیز کیا جاوے کہ اسمین صرف ایک انتقال کا حوالہ دیا گیا ہے اور بیان یہ کیا گیا ہے کہ اُس سے
یہ نتیجہ نہین نکلتا کہ چونکہ ایک جائداد قابل تقسیم ہے اسلئے وہ بروئے وصیت کے قابل انتقال ہے مگر مقدمہ سرتاج
کواری بنام دیوراج کواری (۲) ایک ہبہ کے متعلق تہا اور عذر یہ کیا گیا ہے کہ اختیار ہبہ اختیار عطیہ کے مطابق ہے۔
مقدمہ جوتندرا موہن ٹاگور بنام گنندرا موہن ٹاگور (۳) مین ولس صاحب جسٹس فیصلہ پریوی کونسل صادر کرنیکے وقت بیان
کیا ہے کہ "قانون وصیت بطور طبعی طور پر ایک ایسے قانون سے پیدا ہوا ہے جسکی کوئی مشابہت نہین ہے سوائے قانون
ہبہ جات کے اور اُس عدالت کا فرض ہے جو ایک جدید مقدمہ کی نسبت کارروائی کر رہی ہو کہ پیروی اُن مسلّمہ اصولہا
کی کرے جو قبل ازین ایسے ہی مقدمات مین قرار دیئے گئے ہون ..... مثلاً قانون صورت حالمین وہ ہے
جو ہبہ جات سے علاقہ رکہتا ہے اور اگر وصیت ہائے ہر ایک جگہ جملہ امور مین بطور ایسے ہبہ جات کے متصور نہ ہون
جو بعد وفات کے موثر ہونیوالے ہین تاہم وہ عام طور پر اُس جائداد کی نسبت ایسی ہی متصور کیجاتی ہین جسکو وہ منتقل
کرسکتی ہین اور اُن اشخاص کی نسبت جنکے کہ حق مین وہ اسطرح پر منتقل ہوسکتی ہین" یہی اصول مقدمہ ولیناگم پلاّی
بنام پچی (۴) اور بابو بیر پرتاب ساہی بنام مہاراجہ رجیندر پرتاب ساہی (۵) و وینکٹا راما راؤ بنام وینکٹا سریا راؤ (۶)
سے متعلق کیا گیا تہا اسمین شبہ نہین کہ جائداد ناقابل تقسیم جدّی ہے لیکن وہ اس امر کی مانع نہین کہ وہ بروئے
وصیت کے منتقل نہ کیجائے اگر اُسکا مالک ایک تنہا مالک ہے۔ جو امر کہ ایک جائداد یا حصہ جائداد جدی کے بروئے
وصیت منتقل کئے جانیکا مانع ہے وہ موجودہ استحقاق دیگر اراکین شرکت کا ہے ملاحظہ ہو مثلاً لچھمن بنام بھی ناما
(۷)، لکشمن دادا نائک بنام رامچندر دادا نائک (۸) رتنم بنام سوا سبرامنیا (۹)، اسلئے جب صورت حال کیطرح
کوئی حقوق مندرجہ جائداد کسی اور رکن شرکت کی ملکیت نہون تو کوئی حد بروئے وصیت منتقل کرنیکے لیے موجود
نہین ہے۔ بروئے فیصلہ پریوی کونسل بمقدمہ سرتاج کواری بنام دیوراج کواری (۲) کے قابض جائداد ناقابل
تقسیم کی حیثیت بالکل ایک تنہا مالک جائداد جدی کی ہے اور اُسکے پسران کو چونکہ کوئی استحقاق جائداد مین حاصل نہیں

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۰ صفحہ ۲۴۷۔
(۲) ،، ،، الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۲۷۲۔
(۳) بنگال لا رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۳۷۷۔
(۴) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۲۲۶۔
(۵) مورز انڈین اپیل جلد ۱۲ صفحہ ۱۔
(۶) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۲۸۱ برطبق پریوی کونسل انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲ صفحہ ۳۳۳۔
(۷) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۶۔
(۸) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۴۸۔
(۹) ،، ،، مدراس جلد ۱۲ صفحہ ۳۵۳۔

۱۸۹۶ء
کورٹ آف وارڈس
بنام
وینکٹا سرباراتی

اسلئے وہ کسی انتقال بذریعہ وصیت کی نسبت عذر نہیں کرسکتے۔ انکو گذارہ کا حق حاصل ہوسکتا ہے لیکن اسکے روسے انکو کوئی حق ہبہ جائداد کی متعلق عذر کرنیکا حاصل نہیں ہے۔ ایک بیوہ کو استحقاق گذارہ جدی جائداد میں سے حاصل ہے لیکن انکو اسوجہ سے اسکے انتقال بذریعہ وصیت کی نسبت عذر کرنیکا حق حاصل نہیں ہے ملاحظہ ہو ولیا نگم پلائی بنام چیچی (۱)۔
صاحب جج ضلع نے قرار دیا ہے کہ متوفی راجہ بروئے دستاویز مورخہ اکتوبر ۱۸۴۳ء کے جائداد کو بخلاف رسپانڈنٹ کے منتقل کرنے سے ممتنع تہا لیکن صورت اسطرح نہیں ہے ملاحظہ ہو رنگا ما بنام اچاما (۲) مساۃ بہوبن سوئی ومیا بنام رام کشور اچارجی چودہری (۳)۔
جائداد بروئے وصیت کے قابل انتقال ہے اور متوفی راجہ اسکے منتقل کرنیسے بروئے دستاویز یکم اکتوبر ۱۸۴۳ء کے ممتنع نہ تہا دوسرا سوال جو اٹہایا گیا ہے یہ ہے آیا اپیلانٹ اگر وہ متوفی راجہ کا لیپالک متصور نہ کیا جائے بروئے وصیت کے جائداد حاصل کرنیسے ممتنع ہے۔ اس امر کے متعلق صاحب جج ضلع نے اپیلانٹ کے برخلاف فیصلہ نہیں کیا اور صرف یہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ رسپانڈنٹ کا دعوے یہ ہے کہ متوفی راجہ کو یہ معلوم تہا کہ اپیلانٹ اُسکا لیپالک نہیں ہے۔
ایڈوکیٹ جنرل (آنریبل مسٹر سپرنگ برنین) بمعیت مسٹر وڈربرن ورامارائو وامتہاچریہ [illegible] منجانب اپیلانٹ وگرانٹ منجانب رسپانڈنٹ۔
مشکل سے یہ عذر کرسکتے ہیں کہ وہ جائداد ہائے جنکو صاحب جج ضلع نے ناقابل تقسیم قرار دیا ہے [illegible] لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ بباعث اُس محال کے ناقابل انتقال ہیں جسکے روسے انکا قبضہ حاصل ہے اور نیز بروئے رواج کے شہادت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جائداد کا قبضہ ابتداءً فوجی محال کے روسے تہا اور اگر وہ ابتداءً ایسی تہی تو وہ اب بہی ایسی ہی ہونی چاہیئے۔ عطیہ سند بروئے مدراس ریگولیشن ۲۵ سنہ ۱۸۰۲ء محال کو تبدیل نہیں کرتا جسکے روسے حیثیت کا قبضہ ابتداءً حاصل تہا۔ وہ سند جو بروئے ریگولیشن مذکور کے عطا کیگئی ہو پیشکش کو مقرر کرتی ہے لیکن اسکے روسے کوئی امر ملحق بہ جائداد تبدیل نہیں ہوتا۔ ملاحظہ ہو ستایان چیٹی بنام سوداگری زمیندار (۴)۔
اگر جائداد کا قبضہ بروئے فوجی محال کے حاصل ہے تو رواج دربارہ ناقابل انتقال ہونیکے ثابت ہونا چاہیئے۔
* مگر یہ تصور کرکے کہ جائداد بروئے محال یا بروئے رواج کے ناقابل انتقال نہیں ہے ہم یہ عذر کرتے ہیں کہ متوفی راجہ اُسے بروئے وصیت کے منتقل نہ کرسکتا تہا۔ مقدمہ سرتاج کواری بنام دیوراج کواری (۵) سے ظاہر ہوتا ہے کہ

(۱) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۳۲۶۔ (۴) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۸ صفحہ ۳۰۰
(۲) مورز انڈین اپیل جلد ۴ صفحہ ۱۔ (۵) ؍؍ ؍؍ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۲۷۲
(۳) ؍؍ ؍؍ ؍؍ جلد ۱ صفحہ ۲۷۹

سنہ ۱۸۹۶ء
کورٹ آف وارڈس
بنام
وینکٹا سریاپاہی تی

وہ اُسے اپنی حین حیات مین بذریعہ ہبہ کے منتقل کرسکتا تہا لیکن اُس سے یہ نتیجہ نہین نکلتا کہ وہ اُسی بذریعہ وصیت کے منتقل کرسکتا
تہا۔ مین شبہہ نہین جیسا کہ حکام پریوی کونسل نے مقدمہ جوتندرا موہن ٹاگور بنام گننندرا موہن ٹاگور (۱) مین بیان کیا ہی
ایک مشابہت مابین اختیار انتقال بذریعہ اور اختیار انتقال بذریعہ وصیت مین موجود ہی لیکن اختیار انتقال دستی
منجانب ایک ہندو کے ایک بے ترتیبی ہی اور اسلئے وہ بہت وسیع نکیا جانا چاہیئے۔ رائے ہالوے صاحب جسٹس
مقدمہ گوروہ اپن بنام نرائین سامی اپن (۲) نیز ملاحظہ ہو فیصلہ حکام پریوی کونسل بمقدمہ لکشمن دادا نائک
بنام رام چندر دادا نائک (۳) اپیلانٹ کی بحث یہ ہے کہ ایک شخص بذریعہ وصیت کے اُس جائداد کو منتقل کرسکتا ہی جسکو وہ
اپنی حین حیات مین کسیکو دیسکتا تہا لیکن یہ قول اسطرح پر نہین ہی۔ اس اصول کی نسبت مارکبی صاحب جسٹس نے مقدمہ کمارا
اسیہ کرشنا دیب بنام کمار اکرشنا دیب (۴) اور فیصلہ مقدمہ تارا چند بنام ریب رام (۵) مین سوال اٹھایا ہی اور اُس سے
یہ نتیجہ برآمد ہی صاحب جج ہائیکورٹ نے مقدمہ گوروہ اپن بنام نرائین سامی اپن (۲) مین انکار کیا ہی۔ نیز ملاحظہ ہو جرمن آن
وِلس (۲) سطر تمثیل ۲ مقصد رکے، جہانتک اختیار اختیار انتقال کے مقابلہ مین قاصر رہ سکتا ہی ایک انتقال منجانب بیوہ کا
حوالہ دیا جاسکتا ہی ملاحظہ ہو دناداراہ بنام جگرناتہ ٹاگور (۷)۔ دگرپی ریڈی بنام چناما (۸) یہ سوال کہ آیا ایک
ہندو مالک جائداد کو بذریعہ وصیت منتقل کرسکتا ہی اس امر پر مبنی ہی کہ آیا وہ جائداد مذکور کا مشترک یا جداگانہ مالک ہی۔ ان
مقدمات مین جنمین انتقال بذریعہ وصیت قایم رکہا گیا ہی وہ اسوجہ پر قایم رکہا گیا ہی کہ موصی جداگانہ مالک جائداد کا
تہا۔ مقدمہ نگاکمی اہل بنام کوپال نندا ایچاچیٹی (۹) مین موصی جداگانہ مالک جائداد جدی کا تہا۔ مقدمہ بالو بیرپرتاب
ساہی بنام مہاراجہ رجندر پرتاب ساہی (۱۰) مین فیصلہ اسوجہ پر مبنی تہا کہ جائداد جداگانہ جائداد حاصل کردہ خود موصی کی
تہی۔ مقدمہ لینا کم بلاپانی بنام پچی (۱۱) مین جائداد جدی تہی لیکن موصی اُسکا جداگانہ مالک تہا۔ مگر مورث حالمین موصی
جداگانہ مالک جائداد غیر منقولہ کا تہا جائداد مذکور مشترکہ تہی کیونکہ بباعث ناقابل تقسیم ہونیکے جائداد کی مالکین
جداگانہ نہین ہوسکتی۔ مقدمہ نراگنٹی اچاماگرو بنام وینکٹاچلاپتی نیانیورو (۱۲) مین یہ قرار دیا گیا تہا کہ
اُس شریک کی مالکیت جو ایک جائداد ناقابل تقسیم کا تہا قابض ہو جداگانہ مالکیت نہین ہے اور مقدمہ مذکور

(۱) بنگال لا رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۳۷۷۔ (۷) مور لیز ڈائجسٹ جلد ۲ صفحہ ۶۷۔
(۲) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۱۳۔ (۸) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۷ صفحہ ۹۳۔
(۳) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۴۸ لغایت ۶۲۔ (۹) مورز انڈین اپیل جلد ۶ صفحہ ۳۰۹۔
(۴) بنگال لا رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۱۱ لغایت ۴۱۔ (۱۰) " " " جلد ۱۲ صفحہ ۱۔
(۵) " " ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۵۰ لغایت ۵۵۔ (۱۱) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۳۲۶۔
(۶) جلد ۱ صفحہ ۴۸ طبع پنجم۔ (۱۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۴ صفحہ ۲۵۰۔

لورڈشپ آف وارڈس
بنام
وینکٹا سرایا پی تی

کی پیروی مقدمہ سبرامنیا پانڈیا چوکا تلاور بنام سوا سبرامنیا پلائی (۱) مین کیگئی تہی۔ مقدمہ نیل کستودیب بمقابلہ مولو بنام سیر چند ٹہاکر (۲) مین یہ بیان کیا گیا ہی کہ ایک جائیداد نا قابل تقسیم کا اشتراک استحقاق مین نہین ہو سکتا۔ لیکن یہ فیصلہ مدراس سے متعلق نہین ہی ملاحظہ ہو نرگنٹی اچایا گرو بنام وینکٹا چلاپتی نیا یڈو (۳)۔ نسبت اس امر کے کہ جائیداد نا قابل تقسیم جائداد مشترکہ ہوتی ہی ملاحظہ ہو کتامانچیا بنام راجہ سو اگنگ (۴) مہارانی ہیرا ناتہہ کو بنام بابو رام نرائن سنگہ (۵) ستری راجہ یالو مولا دینکیا مانہام سترا راجہ بالو مولو بوچیا وینکو دورار (۶) سو اگنا ناتوار بنام پریا سامی (۷) جوگندرا بھوپتی بنام نتیا نند مان سنگہ (۸)۔

مزید برآن راجہ کی وفات پر جائداد بذریعہ استحقاق لیپا ندگی کے رسپانڈنٹ کے نام منتقل ہوئی تہی۔ ملاحظہ ہو جوگندرا بھوپتی بنام نتیا نند مان سنگہ (۸) سبرامنیا پانڈیا چوکا تلاور بنام سوا سبرامنیا پلائی (۱) اور اس استحقاق لیپا ندگی سی بذریعہ وصیتی انتقال بجانب راجہ لیس پا ہوتا ہی ملاحظہ ہو وٹلا ٹین بنام یامی تنا (۹) کتاب جرمن صاحب در بارہ وصیت ہا (۱۰) نیز ملاحظہ ہو الامی بنام کو سو (۱۱)۔ مگر یہ فرض کرکے کہ جائداد بذریعہ وصیت کے منتقل ہو سکتی تہین تاہم اقرار نامہ یکم اکتوبر ۱۸۷۳ء کے سبب سے راجہ انکے منتقل کرنے سے بخلاف رسپانڈنٹ کے ممتنع تہا۔

لیکن اگر راجہ جائداد ہا کے منتقل کرنیکا مجاز بہی تہا تاہم یہ سوال پیدا ہوتا ہی کہ آیا بذریعہ وصیت کے اپیلانٹ جائداد کو حاصل کر سکتا ہی ہم یہ عذر کرتے ہین کہ بذریعہ درست تعبیر وصیت کے راجہ کا یہ منشا تہا کہ اپیلانٹ صرف بحیثیت انکے لیپر اوراسا کی جائداد کو حاصل کرے اور اسلیئے چونکہ اپیلانٹ انکا لیپر اوراسا نہین ہی بہذا کامیاب رہتا ہی ملاحظہ ہو فتند رادیب رائیکٹ بنام رمبیو ردہس (۱۲) درگا سندری داسی بنام سرندر ا کیشو رئے (۱۳) کرسنداس تہو بنام لادکا دہو (۱۴) نرہومنی دیبیا بنام سرود اپرشاد بکرجی (۱۵) یہ امر کہ آیا راجہ کو یہ معلوم تہا کہ اپیلانٹ انکا پسر نہین ہے اسوقت غیر ضروری ہی جبتک اپیلانٹ انکا پسر نہین ہی ملاحظہ ہو گاڈفرے بنام ڈیولیس (۱۶) بلشیام آیانگر جوابا۔

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۷ صفحہ ۳۱۶۔ (۲) مورز انڈین اپیل جلد ۱۲ صفحہ ۵۲۳۔
(۳) " " " جلد ۴ صفحہ ۲۵۰۔ (۴) " " " جلد ۹ صفحہ ۵۴۳۔
(۵) بنگال لا رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۲۷۴۔ (۶) " " " جلد ۱۳ صفحہ ۲۲۳۔
(۷) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۲۳۱۔ (۸) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۱۵۱۔
(۹) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۸ صفحہ ۶۔ (۱۰) جلد ۱ صفحہ ۸۴ طبع پنجم۔
(۱۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۲ صفحہ ۱۲۶۔ (۱۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۴۲۲۔
(۱۳) " " کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۶۸۶۔ (۱۴) " " بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۱۰۵۔
(۱۵) لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۳ صفحہ ۲۵۳۔ (۱۶) ویلے جرنل جلد ۶ صفحہ ۴۳۔

۱۸۹۶ء
کورٹ آف وارڈس
بنام
دینکشا سرایاسی پتی ۔

سوال آخری کی نسبت اگر راجہ کو معلوم تہا کہ اپیلانٹ اسکا پسر اوراسا ہنین ہی تو غلط بیانی کا کچہہ اثر نہین ہوتا ملاحظہ ہو پریٹ بنام میتہیو (۱) سکلاس بنام شیبل (۲) ڈی گرمین بنام روس (۳) موہوب لہ کو برد وصیت جائیداد حاصل کرنے کے ناقابل بنانیکے لیئے چاہیئے کہ زیادہ طور پر اُسنے موصی کو یہ یقین دلایا ہو کہ اُسکو وہ حیثیت حاصل ہی جو موصی نے اُسکی طرف منسوب کی ہی ملاحظہ ہو رشٹن بنام کاب (۴) معاملہ ٹپس (۵) معاملہ پاڈنگٹن (۶) جو انی بہائی بنام جیو بہائی (۷) مزید برآن شہادت سے ظاہر ہوتا ہی کہ موصی اپیلانٹ کو اپنا پسر اور اسا کہا کرتا تہا اور اُسکے ساتہہ ایسا ہی سلوک کرتا تہا ملاحظہ ہو پریٹ بنام میتہیو (۱) ویکر بنام ہارڈرن (۸) ہ۔

ایڈووکیٹ جنرل نے جدید سندات کے متعلق جواب دینے مین ہل بنام کگ (۹) والبو بنام کیٹاتل (۱۰) ومعاملہ ہال (۱۱) کا حوالہ دیا ۔

تجویز:۔ اپیل ہذا بنا رضی فیصلہ صاحب جج ضلع دائر کیا گیا ہے جسنے مدعی کے حق مین اس امر کی ڈگری صادر کی ہی کہ وہ قدیم زمینداری پیاپور واقعہ ضلع گوداوری کا وارث ہو مدعی بطور متبنے پسر متوفی راجہ پیاپور کے دعویدار ہی۔ اس حیثیت سے وہ اپنے تبنیت گیرندہ باپ کی جائداد اور ترکہ کے دلاپانیکا دعوی کرتا ہی۔ اپیلانٹ نے اپنے آپ کو طبعی پسر متوفی راجہ کا بیان کیا ہی اور بیان کیا گیا ہے کہ وہ ماہ اکتوبر ۱۸۶۲ء مین یعنے بارہ سال بعد مدعی کی تبنیت کے پیدا ہوا تہا۔ مدعی کی تبنیت کا ۱۸۵۰ء مین عملمین آنا تسلیم کیا گیا ہی۔ جوابدعوی دو اہم وجوہات پر مبنی رکہا گیا ہے اوّلاً یہ بیان کیا گیا ہے کہ اپیلانٹ اسوجہ سے وارث ہونیکا مستحق ہی کہ وہ طبعی اور ولد الحلال پسر متوفی راجہ کا ہے اور اُسکی پہلی زوجہ منگایما کے بطن سے پیدا ہوا ہی اور ثانیاً یہ بیان کیا گیا ہے کہ متوفی راجہ ایک وصیت کر گیا تہا جسکے روسے اُسنے اپیلانٹ کے حق مین عملی طور پر اپنی کل جائداد ہبہ کی تہی اور پسر متبنے اور دیگر اراکین خاندان کیواسطے کفاف مقرر کیا گیا تہا ۔

صاحب جج ضلع نے ان ہر دو امور کے متعلق مدعی کے حق مین فیصلہ کیا ہی ۔ اُسنے قرار دیا ہی کہ اپیلانٹ متوفی راجہ کا پسر نہین ہی اور نہ اُسکی زوجہ کا پسر ہے ۔ اُسنے یہ بہی قرار دیا ہی کہ گو متوفی راجہ نے تین وصیت نامے کی تہین جن سب کا ایک ہی منشا تہا جہانتک کہ سوال بمقدمہ ہذا کا تعلق ہی۔ تاہم وصیت نامے مذکور بمقابلہ مدعی کے جائز اور موثر نہین ہین مسٹر رنیام ایانگر منجانب اپیلانٹ ہر دو قرار دادہاے مذکور کی تردید کرنیکو تیار رہے لیکن چونکہ اُسکا اطمینان

(۱) بیولس رپورٹ جلد ۲۲ صفحہ ۳۲۲ ۔ (۲) سیمن رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۱ ۔
(۳) کامن بنچ رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۴۲۲ ۔ (۴) ہاؤس آف لارڈس وکریگ رپورٹ چانسری جلد ۵ صفحہ ۱۴۵ ۔
(۵) بیولس رپورٹ جلد ۲۷ صفحہ ۵۷۶ ۔ (۶) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۲۲ صفحہ ۵۹۷ ۔
(۷) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۴۶۲ ۔ (۸) " " " جلد ۱ صفحہ ۴۴ ۔
(۹) لا رپورٹ ہاؤس آف لارڈس جلد ۲ صفحہ ۲۶۵ ۔ (۱۰) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۶ صفحہ ۳۵۵ ۔
(۱۱) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۳ صفحہ ۵۵۱ ۔

سنہ ۱۹۲۶ع

کورٹ آف وارڈس

بنام

اینگا سرایاہن تیجی

تاہم جائداد کا وارث صرف ایک ہی ہوا تھا۔ زمینداری مذکور سنہ طور پر ان تنازعہ مین ناقابل تقسیم متصور کیگئی تھی جسمین مدعی حال ایک فریق تھا (دستاویزات نمبر ۳ ۲۰ و نمبر ۱۲) مگر اس امر پر زور دینا ضروری نہین ہے کیونکہ ایڈووکیٹ جنرل منجانب ریسپانڈنٹ نے عملی طور پر اسکو ترک کردیا ہے۔

اُس عذر پر جو بروئے تنقیح ہشتم کے بمضمون اٹھایا گیا ہے کہ زمینداری بروئے رواج یا اُسکے محال ہونے سے ناقابل انتقال ہے صاحب جج ضلع نے قرار دیا ہے زمینداری ابتداً ایک فوجی یا جنگی امداد کی زمینداری تھی۔ صرف ایک ہی شہادت اس قرارداد کی تائید مین جسکا سہارا ہو برو حوالہ دیا گیا ہے یہ بیان متوفی راجہ کا ہے کہ اُسنے سرکار کے پاس سنہ ۱۷۹۸ع مین چند مسلح سپاہی رمپا کے فساد کیواسطے رکھے ہوئے تھے۔ ان واقعات کے متعلق کوئی شہادت موجود نہین ہے جنکی موجودگی مین یہ کام کیا گیا تھا۔ ایڈووکیٹ جنرل نے یہ ظاہر کیا ہے کہ اس محال کی نوعیت کے متعلق ممکن ہے کہ اور شہادت بھی موجود ہو جو کورٹ آف وارڈس کے قبضہ مین ہے اور انکو چاہئے کہ اُسے عدالت کے روبرو پیش کرین۔ اسکا جواب یہ ہے کہ بار ثبوت اس امر کا کہ جائداد بروئے فوجی محال یا ازقسم جنگی محال کے رو سے قبضہ مین تھی مدعی پر ہے اور اسکے مشیران مجاز ہین کہ کورٹ آف وارڈس سے کوئی نوعیت زمینداری کی حاصل کرین جو انکے قبضہ مین ہو۔ علاوہ اس اظہار رائے کے کہ زمینداری کا قبضہ بروئے فوجی محال کے حاصل تھا یہ عذر نہین کیا گیا کہ اس امر کے متعلق شہادت موجود ہے کہ زمینداری بروئے رواج کے ناقابل انتقال تھی۔ بخلاف ازین مسٹر اشیام ایانگر نے بہت سی ایسی تمثیلات کا حوالہ دیا ہے جنمین دوامی عطیہ جات اجزار زمینداری کے وقتاً فوقتاً کئے گئے ہین (دستاویزات نمبر ۷۹، ۲۷ و سلسلہ د ف) دستاویزات نمبر ۷۹، ۲۷ ایسے انتقالات سے علاقہ رکھتے ہین جو بندوبست دوامی سے پہلے کئے ہین دیگر دستاویزات اُس سے بعد کی ہین۔ چونکہ ہمارے روبرو کوئی شہادت اس امر کے متعلق موجود نہین کہ جائداد کا قبضہ کبھی فوجی محال پر حاصل تھا اسلئے اس امر پر غور کرنا ضروری نہین ہے کہ آیا نوعیت محال مین (اگر وہ ابتداً فوجی ہوتا) بروئے بندوبست دوامی جائداد مذکور زیر ریگولیشن ۲۵ سنہ ۱۸۰۲ع کے فرق واقعہ ہوا تھا۔ ان وجوہات پر ہم نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ صاحب جج ضلع اپنی قرارداد امر واقعہ متعلق بہ تنقیح ہشتم مین غلطی پر تھا۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا درصورتیکہ جائداد بلا اشتباہ طور پر ناقابل تقسیم ہے اور وہ نہ تو بروئے رواج کے اور نہ کسی اور طرح پر ناقابل انتقال ثابت کیگئی ہے۔ اصول مندرجہ مقدمہ محولہ بالا متعلق ہوتا ہے۔ مقدمہ مذکور مین یہ فیصل کیا گیا ہے کہ جائداد پدری یا جدی حاصل کردہ بروئے میتاکشرا کا ایسا نزدیک تعلق استحقاق تقسیم کے ساتھ ہے کہ وہ متصور مین موجود نہین ہوتا جہانکہ کوئی استحقاق تقسیم موجود نہو۔ لیکن بعدم موجودگی شراکت کے حکم معلومنے قرار دیا تھا کہ باپ کے اختیار انتقال پر کوئی حد عائد نہین ہے

۱۸۹۲

کورٹ آف وارڈس
بنام
وینکٹاسر باپاپتی

مقدمہ مذکور پر کئی دفعہ ڈویژن بنچ عدالت ہذا نے غور کیا ہے اور اسمین کوئی شبہ نہین ہوسکتا کہ ہمین اس اصول پر عمل کرنا لازم ہی جو صریح طور پر جوڈیشل کمیٹی نے قائم کیا ہی ملاحظہ ہو ہیر سفورڈ بنام راناسیار(۱) ہانوسو اسبرامنیا نائیکر بنام کرشنا سل (۲) یہ سچ ہے کہ ۱۸۷۳ء سے پہلے کے مقدمات ایسے موجود ہین جنمین ایسے فقرات کا استعمال کیا گیا ہے جنسے قانون کی دوسری تعبیر ظاہر ہوتی ہے ملاحظہ ہو کتاماناچیار بنام راجہ سواگنگ (۳) نیل کشٹو دیب برمو بنام بیر چندر ٹھاکر (۴) رستری راجہ بنوسو لادینکیاماہ بنام ستر یراجہ بنوسو لابوچیاوینکوتندرار (۵) مہارانی سرتاج کور بنام بابو رام نراین سنگہ (۶) سواگانا لوار بنام پریاسامی (۷) لیکن اب ہم کو یہ خیال کرنا چاہیئے کہ مقدمات مذکورہ اور نیز ایک جدید تر مقدمہ جوگمندر بہوپاتی بنام نتیانندہان سنگہ (۸) مین ایک تمیز ان مین معاملہ وراثت اور سوال ناقابل انتقال ہونیکے کیجانی چاہیئے۔ یہ تمیز صریح طور پر جوڈیشل کمیٹی نے مقدمہ سرتاج کواری بنام دیوراج کواری (۹) مین ظاہر کی ہے۔ فیصلہ مذکور ایک صریح سند بدین مضمون ہے کہ راجہ مطابق قانون طور پر کل یا جزو جائداد کو بروئے ہبہ کے یا بصورت دیگر اپنی حین حیات مین منتقل کرسکتا تہا۔ مگر عذر یہ کیا گیا ہے کہ جو کچہہ ایک ہندو بروئے ہبہ کے حین حیات مین منتقل کرسکتا ہے اُسکو وہ ہمیشہ بروئے انتقال وصیتی کے منتقل نہین کرسکتا۔ ایڈووکیٹ جنرل نے اس اصول کو بیان کیا ہے کہ ایک ہندو بروئے وصیت اُس تمام جائداد کو منتقل کرسکتا ہے جسکو کہ وہ حین حیات مین بروئے ہبہ کے منتقل کرسکے۔ اس مسئلہ کی تائید مین بہت سی سندات موجود ہین کہ ہر دو اختیارات مذکور یکسان وسیع ہین ملاحظہ ہو دلینا گم پلائی بنام سچی (۱۰) گنندرا موہن ٹاگور بنام اوپندرا موہن ٹاگور (۱۱) جتندرا موہن ٹاگور بنام گنندرا موہن ٹاگور (۱۲) لنگا لچامی اَمل بنام گوپندا راجا چٹی (۱۳) بابو بیر پرتاب ساہی بنام مہاراجہ رجندر پرتاب ساہی (۱۴) ایسے مقدمات کا حوالہ دیا گیا تہا جن مین فاضل ججان نے اس مسئلہ کی وسعت پر شک ظاہر کیا ہے

(۱) انڈین لارپورٹ مدراس جلد ۱۲ صفحہ ۱۹۷ ۔
(۲) " " " جلد ۱۸ صفحہ ۲۸۷ ۔
(۳) مورز انڈین اپیل جلد ۹ صفحہ ۵۴۳ ۔
(۴) " " " جلد ۱۲ صفحہ ۵۲۳ ۔
(۵) " " " جلد ۱۳ صفحہ ۳۳۳ ۔
(۶) بنگال لارپورٹ جلد ۹ صفحہ ۲۷۴ ۔
(۷) انڈین لارپورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۳۱۲ ۔
(۸) انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۱۵۱ ۔
(۹) " " الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۲۷۲ ۔
(۱۰) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۳۲۶ ۔
(۱۱) بنگال لارپورٹ جلد ۴ صفحہ ۱۰۳ ۔
(۱۲) " " جلد ۹ صفحہ ۳۷۷ ۔
(۱۳) مورز انڈین اپیل جلد ۷ صفحہ ۳۰۹ ۔
(۱۴) " " " جلد ۱۲ صفحہ ۱ ۔

۱۸۹۶ء

کورٹ آف وارڈس
بنام
سرپاپاہی تیچی

ملاحظہ ہو کمارا اسیمہ کرشنا دیب بنام کمارا کمارا کرشنا دیب[1] کرسنا رامیناداسی بنام انندا کرشنا بوس[2] تاراچند بنام ریب رام[3] گوروداس پٹن بنام نرائن سامی پٹن[4] مگر سندات کا موازنہ زیادہ ترجیح مسئلہ مذکورہ بالا کے ہے مقدمہ بابو بیر پرتاب ساہی بنام مہاراجہ رجندر پرتاب ساہی[5] مین جوڈیشل کمیٹی نے حسب ذیل بیان کیا ہے: "منفصلہ مقدمات کثیر التعداد سے یہ فیصلہ کیا جاچکا ہے کہ وصیتی اختیار موجود ہے اور اسکا استعمال کم از کم اُن حدود کے اندر کیا جاسکتا ہے جو قانوناً انتقالات بذریعہ ہبہ بدوران حیات کیلئے مقرر کیگئی ہین" ایک کوشش واسطے ظاہر کرنے اس امر کے کیگئی تھی کہ ایسے مقدمات بھی موجود ہین جنمین ایک ہندو اُس جائداد کو بذریعہ وصیت کے منتقل نہین کرسکا جسکو وہ دوران حیات مین منتقل کرسکتا تھا اور بطور ایسکے ایک تمثیل کے اُس ہندو بیوہ کی صورت کا حوالہ دیا گیا تھا جو اپنی بچت کو منتقل کرے اسکا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ایک بیوہ کے استحقاق انتقال جائداد خود بذریعہ وصیت اس نوعیت جائداد پر مبنی ہے کہ آیا وہ ایسی جائداد ہے جسکو وہ بذریعہ ہبہ کے دوران حیات مین منتقل کرسکتی ہے کسی ایسے مقدمہ کا حوالہ نہین دیا گیا جسمین ایک بیوہ اس امر کے نا قابل قرار دیگئی ہو کہ وہ بذریعہ وصیت کے اُس جائداد کو منتقل کرسکے جسکو وہ بصورت دیگر جائز طور پر منتقل کرسکتی تھی کسی ایسے اصول کا ذکر نہین کیا گیا جسکے رو سے اختیار انتقال بذریعہ وصیت اور اختیار انتقال دوران حیات کی حد کے مابین تمیز کیجاسکے۔

وہ مقدمات جو ایک غیر منقسمہ حصہ جائداد شراکت کے بذریعہ وصیت منتقل کرنے سے علاقہ رکھتے ہین در اصل اس مسئلہ کی تائید مین ہین کہ اختیارات انتقال ہبہ یکسان وسیع ہین۔ مقدمہ ویلائیٹن بنام یامی تمار[6] مین یہ قرار دیا گیا تھا کہ ایک ہندو بذریعہ وصیت کے اپنے غیر منقسمہ حصہ جائداد شراکت کو منتقل نہین کرسکتا اور اسطرح پر اپنے پسر کے استحقاق شراکت کو زائل نہین کرسکتا۔ جب مقدمہ مذکور کا فیصلہ کیا گیا تھا تو یہ رائے جو بعد مین منسوخ کیگئی ہے (ملاحظہ ہو بابا بنام تمار[7]) اختیار کیگئی تھی کہ ایک ہندو والد اپنے اقربات کی موجودگی مین ایک ہبہ دوران حیات اپنے غیر منقسمہ حصہ جائداد خاندانی کی نسبت کرسکتا ہے۔ اِن فیصلجات کے متعلق کارروائی کرکے جوڈیشل کمیٹی نے مقدمہ لکشمن دادا نائک بنام رام چندر دادا نائک[8] مین عبارت ذیل کو استعمال کیا ہے: "وجوہات دریافت کرنے اس تمیز کے مابین ہبہ اور وصیتی ہبہ کے یہ ہین کہ شریک حصہ دار کا اختیار انتقال اُسکے استحقاق تقسیم پر مبنی ہے۔ اور کہ استحقاق مذکور اُسکے فوت ہونے سے زائل ہو جاتا ہے اور کہ اُسکے شرکار کا حق بذریعہ پس ماندگی کے اُسکی وفات پر انکو حاصل ہوتا ہے

(۱) بنگال لاء رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۱۱۔
(۲) " " جلد ۴ صفحہ ۲۳۱۔
(۳) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۵۰۔
(۴) " " جلد ۸ صفحہ ۱۱۔
(۵) مورنڈ انڈین اپیل جلد ۱۲ صفحہ ۱۔
(۶) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۴۔
(۷) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۷ صفحہ ۳۵۷۔
(۸) " " بمبئی جلد ۵ صفحہ ۴۸۔

سنہ ۱۸۹۶ع

کورٹ آف وارڈس
بنام
سریاہی پتی

پس کوئی ایسی شے باقی نہین رہتی جسپر کہ وصیت موثر ہوسکے۔" یہ امر بیان کرنیکے قابل ہے کہ بمبئی مین مختلف رائے
نسبت ایک شریک کے اختیار انتقال کے اختیار کیگئی ہے۔ ہائیکورٹ بمبئی نے قرار دیا تھا کہ ایک شریک اپنے حصہ کا انتقال
یا ہبہ بلا رضامندی اپنے شرکا کے نہین کرسکتا۔ سوال اس امر کے جوڈیشل کمیٹی نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ "حکام
عالیمقام پریوی کونسل اس امر کا فیصل کرنا ضروری نہین سمجھتے کہ مختلف سندات ہائیکورٹ ہائے بمبئی و مدراس بابت
انتقالہائے بذریعہ ہبہ کی تطبیق کیجائے کیونکہ انکی یہ رائے ہے کہ وہ اصولہائے جنپر عدالت مدراس نے بخلاف اختیار
انتقال بذریعہ وصیت کے فیصلہ کیا ہے درست ہین اور فیصلہ مذکور تائید کیواسطے کافی ہین" وہ اصول جو اس مقدمہ
مین پسند کیا گیا تھا یعنے استحقاق تقسیم کے سبب سے ایک مد ایک شریک کے اختیار انتقال پر عائد ہوتی ہے وہی اصول ہے
جو مقدمہ سرتاج کواری بنام دیوراج کواری (۱) مین بیان کیا گیا ہے۔ مقدمہ لکشمن دادا نائک بنام رام چندر
دادا نائک (۲) مین یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ جہان استحقاق تقسیم ایک شریک کے حق مین موجود ہو تو اسکے اختیار ہبہ
حصہ خود کا استعمال دوسرے شریک سے نہین کیا جاسکتا مقدمہ سرتاج کواری بنام دیوراج کواری (۱) مین
یہ منفی اصول بیان کیا گیا ہے کہ جہان استحقاق تقسیم موجود نہو وہان کوئی اختیار انتقال پر عاید نہین ہے۔
بلحوظی اس امر کے کہ اسی مقدمہ سرتاج کواری بنام دیوراج کواری (۱) کے ہر ایک فیصلہ مین جوڈیشل کمیٹی
نے مقدمہ ہنساپور (۳) کا حوالہ دیا ہے جسمین انتقال ایک وصیتی انتقال تھا۔ ہم یہ خیال نہین کرسکتے کہ انکا منشاء
یہ تھا کہ اپنے فیصلہ کو ایک ہبہ دوران حیات کی صورت تک محدود کرین۔ وہ نتیجہ جو ہم نے اخذ کیا ہے یہ ہے
کہ چونکہ متوفی راجہ اپنی جائداد کو بذریعہ ہبہ کے ایک شخص اجنبی کے حق مین منتقل کرنیکے قابل تھا گو اسکے یہان
ایک پسر موجود بھی تھا۔ اسلئے کوئی ایسا امر موجود نہین ہے جسکے سبب سے وہ اپنی جائداد کا وصیتی انتقال کرنے
سے ممتنع ہو۔

ہم اب اس سوال پر غور کرتے ہین جو بذریعہ تنقیح پنجم کے اٹھایا گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تنقیح مذکور اس بیان
کے متعلق قائم کیگئی ہے جو بضمن دعوے کے فقرہ پنجم مین کیا گیا ہے۔ اسمین ایک دستاویز تبنیت کا حوالہ دیا
گیا ہے جو یکم اکتوبر سنہ ۱۸۶۳ء کی مرقومہ ہے در اصل کوئی ایسی دستاویز موجود نہین ہے اور عرضی دعوے
مین یہ بیان نہین کیا گیا کہ علاوہ دستاویز مورخہ یکم اکتوبر سنہ ۱۸۶۳ء کے کوئی معاہدہ مابین مدعیکے اصلی باپ
اور متوفی راجہ کے بروقت مدعیکے تبنیت مین دئیے جانیکے کیا گیا تھا دستاویز یکم اکتوبر سنہ ۱۸۶۳ء دستاویزدہ

(۱) انڈین لاء رپورٹ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۲۷۲۔

(۲) " " بمبئی جلد ۵ صفحہ ۴۸۔

(۳) بابو بیر پرتاب ساہی بنام مہاراجہ رجندر پرتاب ساہی مورز انڈین اپیل جلد ۱۲ صفحہ ۱۔

چند یوم بعد رسم تبنیت کے عمل مین آنیکے تحریر کیگئی تھی - دستاویز مذکور سے سوائے ایکے اور کوئی شہادت نہین ملتی کہ راجہ نے اپنے پسر تبنیت کی نسبت رعایت کی ہی اور اسکو اپنے اصلی خاندان کے ارکین سے زیادہ رقم عطا کی ہے - یہ سچ ہے کہ عام طور پر یہ بیان کیا گیا ہے کہ پسر مذکور تبنیت مین لیا گیا ہی اور وہ زمینداری اور دیگر ملحقہ جائداد کا وارث ہے - ان الفاظ بین بہ نسبت قانونی نتائج رسم تبنیت کے اور کچھ زیادہ بیان نہین کیا گیا - یہ عذر نہین کیا جا سکتا کہ انکے معنے کیطرح پر تبنیت گیرندہ باپ اپنے اختیارات انتقال کے استعمال کرنیسے باز رہ سکتا ہے - یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ راجہ نے اپنے آپ کو اپنے متبنٰے پسر کے حقوق مین بذریعہ پیدائش اصلی پسر کے خلل انداز ہونیسے باز رکھا تھا - اس سے زیادہ تر سخت عبارت کا استعمال تبنیت گیرندہ باپ بنے مقدمہ زنگا نائکم بنام اچا مار(۱) مین کیا تھا تاہم یہ قرار دیا گیا تھا کہ اسنے اپنے آپ کو اس امر کے ناقابل نہ بنایا تھا کہ جائداد کو بلا رضامندی پسر متبنٰے کے منتقل کرے - چونکہ کوئی شہادت موجود نہین اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے کوئی بیان بھی ایسا موجود نہین جسکی نوعیت معاہدہ یا انتظام کی ہو اسلئے ہمین یہ قرار دینا چاہیئے کہ کوئی امر احکام دستاویز یکم اکتوبر ۱۸۷۳ء مین ایسا موجود تھا جسکے رو سے راجہ اپنی جائداد کے حسب نشاء خود منتقل کرنیسے ممتنع تھا جبتک کہ اسنے اپیلانٹ کو گذارہ دینے کے فرض سے سبکدوشی حاصل نہ کی ہو - فرض مذکور وصیت نامہ مین تسلیم کیا گیا ہے -

اب اس عذر کی نسبت فیصلہ کرنا باقی ہے جو بروئے تنقیح چہارم کے اٹھایا گیا ہی - تنقیح مذکور بہتر الفاظ مین قایم نہین کیگئی لیکن ہمارے روبرو یہ بیان کیا گیا ہے کہ اسکا منشاء اس سوال کے اٹھانیکا ہے کہ آیا محض اس امر واقعہ کی وجہ سے کہ اپیلانٹ موصی کا پسر نہین ہے وہ بروئے وصیت کے جائداد کے حاصل کرنیسے ممتنع ہے - اس تنقیح کے غرض کیواسطے ہم فرض کرتے ہین کہ اپیلانٹ حسب قرارداد صاحب جج ضلع متوفی راجہ کا پسر نہین ہے - عذر یہ کیا گیا ہے کہ راجہ کی ظاہر کردہ نیت یہ تھی کہ جائداد بلبطن پیدا شدہ پسر کو عطا کیجائے اور استحقاق مذکور بالضرور زائل ہونا چاہیئے اگر در اصل اپیلانٹ مین قابلیت مذکور موجود نہین - عرضید عوے مین بیان متعلق اس امر کے یہ ہے کہ راجہ نے ماہ اکتوبر ۱۸۷۱ء مین یا اسکے قریب یہ مشہور کیا تھا کہ اسکی عورت کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا ہے جو اپیلانٹ حال ہی اور کہ اسکا یہ بیان غلط او فریبانہ تھا اور اس غرض سے کیا گیا تھا کہ مدعی کو اسکے حقوق پسر متبنٰے سے محروم کرے - اس بیان مندرجہ فقرہ سوم عرضید عوے سے اور خود مدعی کی شہادت

(۱) مورز انڈین اپیل جلد ۴ صفحہ ۱-

سنہ ۱۸۹۶ع
کورٹ آف وارڈس
بنام
سریا مہی پتی

اور نیز مدعی کے وکیل کی بحث بعدالت ماتحت اور کارروائی مقدمہ بعدالت مذکور سے یہ امر بالکل صریح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مدعی کا یہ دعوی تھا کہ خود راجہ ایک فریق اُس سازش مین تھا جسکے روسے اپیلانٹ اُسکے خاندان مین بطور اُسکے پسر کے ایزاد کیا گیا تھا حالانکہ وہ ایک شخص اجنبی تھا کسی امر سے یہ ظاہر نہین ہوتا کہ راجہ کو اس امر کی نسبت کوئی غلطی ہوئی تھی اور یہ امر بالکل ظاہر نہین ہوتا کہ اسکو مبینہ فریب سے دہوکا دیا گیا تھا صاحب جج نے بظاہر اس تعبیر مقدمہ کو اُنکے فیصلہ کے فقرہ ۱۲۰ مین تسلیم کیا ہے - پس اِن واقعات کی موجودگی مین مقدمات محولہ جنمین موصی کو یا تو غلط خیالی ہوئی تھی یا اُسے فریب دیا گیا تھا بالکل غیر متعلق ہین - اُس جماعت مقدمات مین جنمین سے ایک مقدمہ ننند را دیب رائیکٹ بنام راجیو رداس (۱) ہے موصی نے ایک شخص کے حق مین اس یقین سے ہبہ کیا تھا کہ اُسمین بعض قابلیتین موجود ہین اور اُسکی وصیت کی عبارت سے ظاہر ہوتا تھا کہ اُسکی یہ نیت تھی کہ شخص موسومہ کو صرف اُسی حیثیت سے جائداد حاصل کرنی چاہیئے ایسے مقدمات مین یہ قرار دیا گیا ہے کہ جب موصی کو غلطی واقع ہو تو ہبہ ناکامیاب ہونا چاہیئے کیونکہ وہ شرط جسکا خیال کیا گیا ہے موجود نہین ہے بحث یہ کیگئی تھی کہ باوجود اس امر واقعہ کے کہ موصی راجہ کو کوئی غلطی نہ ہوئی تھی تاہم وصیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُسکی یہ نیت تھی کہ اپیلانٹ بطور اُسکے اصلی پسر کے اور صرف اُسی حیثیت سے جائداد کا مالک ہونا چاہیئے - عذر یہ کیا گیا ہے دہرم شاستر کا حوالہ راجہ کیطرف سے دیئے جانے سے اور اُسکے بیٹے در پسر اور اسکا ذکر کرنے سے راجہ کا صریح طور پر یہ منشا تھا کہ اپنی وصیت مطابق خیالات اہل ہنود کے کرے جو خیالات اس صورت مین زایل ہو جاتے ہین اگر وہ اپنی جائداد کو ایک شخص اجنبی کے حق مین منتقل کرے - بمقابلہ ظاہر مسلمہ امر واقعہ کے کہ راجہ کو معلوم تھا کہ اُسکے اصلی پسر کے ولد الحلال ہونیکی نسبت تنازعہ کیا جاتا ہے ہم سے یہ کہنے کی استدعا کیگئی ہے کہ اُسکا منشا یہ تھا کہ اپیلانٹ صرف اس صورت مین جائداد کو حاصل کرے جبکہ اُسکا دعوے نسبت بیٹا ہونیکے عدالت قانون سے منظور کیا جائے کسیقدر مشابہ دلیل کا استعمال سر جارج جیسل صاحب نے بطور وکیل اپیلانٹ مقدمہ بل بنام کرک (۲) مین کیا تھا - مقدمہ مذکور مین موصی نے بعض جائداد کا ہبہ حین حیاتی بطور امانت اپنی دختر میری کے کیا تھا جو جان کرک کنڈ کور کی زوجہ تھی جان کرک کا ذکر وصیت کے پہلے حصہ مین بطور موصی کے داماد کے کیا گیا تھا اُسنے ہدایت کی تھی کہ اُسکی جائداد بطور امانت کے واسطے استفادہ بچگان اُسکی دختر میری کے رہنی چاہیئے

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۳۲۴ -

(۲) لا رپورٹ ہاوس آف لارڈس جلد ۶ صفحہ ۲۶۵ -

۱۰ ۲ ۹۲ سنہ

مسمی کورٹ آف وارڈس

بنام

سرباباہی پتی

معلوم یہ ہوتا تہا کہ جان گرگ نے پہلے ایک دختر موصی کے ساتھ شادی کی تہی اور کہ اسکی وفات پاجانے پر ایک ایلق پر موصی کی دختر میری کے ساتھ شادی کرلی تہی - پہلے یہ دختر میری اپنے زوجہ جان گرگ کی تہی اور اُسکے بچگان ولدالحلال بچگان تہے درصل وہ چند غلط بیانی عملین آگئی تہی کیونکہ بادی النظر مین مطابق قانون انگلستان کے " بچگان " سے ولدالحلال بچگان مفہوم ہوتے ہین - میری گرگ کے بچگان بطور اُسکے بچگان کے مشہور ہوچکے تہے - چنانچہ صورت حالین ہمارے روبرو اُس شہادت کا حوالہ دیا گیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اپیلانٹ راجہ کے خاندان مین بحیثیت اُسکے پسر کے ایزاد کیا گیا تب اور عام طور پر اُس لڑکے کی تعلق راجہ نے اوا کی تہین - مقدمہ مل بنام گرگ (۱) مین یہ قرار دیا گیا تہا کہ بچگان میری گرگ کا ذکر باعتبار صریح طور سے بڑی تعریف مذکور کے کیا گیا ہے گویا کہ اُنکا ذکر اُنکے نام سے کیا گیا ہے - اِس سے بہی کم شبہ اُس صورت مین ہوسکتا ہے جہانکہ صورت حال کیطرح واقعی نام موہوب لہٗ کا بہی درج کیا گیا ہو - اِس وصیت کے متعلق صرف یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر اپیلانٹ متوفی راجہ کا پسر نہین ہے تو وصیت مین اُسکے متعلق غلط بیانی کیگئی ہے - یہ نہین کہا جاسکتا کہ کوئی ممکن شبہ بنسبت معلوم کرنے اُس شخص کے موجود ہے جسکا کہ ذکر موصی نے کیا ہے ہم مقدمہ کلارک بنام سٹیبل (۲) کا حوالہ دیسکتے ہین جسکا ذکر دوران بحث مین کیا گیا ہے - جہانکہ موصی نے جسکی منگنی ایک عورت کے ساتھ ہوئی تہی اور چند دن تک شادی ہونیوالی تہی ایک تتمہ وصیت اُسکے حق مین تحریر کیا تہا اور اُسمین اُسکا ذکر بطور اپنی زوجہ کے کیا تہا - گو وہ قبل شادی کرنیکے فوت ہوگیا تہا تاہم یہ قرار دیا گیا تہا کہ وہ عورت ہبہ کی مستحق ہو - مقدمہ مذکور مین صورت حال کیطرح اِس عام اصول کی تمثیل بیان کیگئی ہے کہ غلط بیانی سے بذاتہ ہبہ ناجائز نہین ہوجاتا - مقدمہ کنل بنام ایبٹ (۳) مین ماسٹر آف رولز نے ایک فقرہ مندرجہ ڈائجسٹ (جلد ۵ سوفعہ ۹) کا حوالہ دیکر بیان کیا ہے کہ اسکا منشاء یہ تہا کہ " جہوٹی وجہ جو ہبہ کے متعلق بیان کیگئی ہو بذاتہ اُسکے زائل کرنیکے کافی نہین ہے " اگر شخص موہوب لہٗ کا ذکر درست طور پر کیا گیا ہو تو غلط ایزادی الفاظ تشریح غیر ضروری ہوتی ہے - یہی صورت اُس حالین بہی ہے جبکہ غلطی بالارادہ تہو اور اصلی واقعہ کا علم موصی کو نہو لیکن زیادہ تر صراحت کے ساتھ یہ امر اُس صورت مین بہی ایسا ہی ہونا چاہیئے جہانکہ موصی نے کسی خاص وجہ سے ایسے الفاظ کا استعمال کیا ہو جنکو وہ غیر متعلق جانتا ہو اُسکا اپیلانٹ کو بطور اپنے پسر اور اس کے بیان کرنا جو ہماری رائے مین بالارادہ غلط بیان کیا گیا تہا ہم اُسکی اِس خواہش کیطرف منسوب کرتے ہین کہ اپنے موہوب لہٗ کی حیثیت کو زیادہ تر تقویت دے

(۱) لا رپورٹ ہاوس آف لارڈس جلد ۱ صفحہ ۲۶۵ - (۲) سمس رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۱ -

(۳) ویلی جرنل جلد ۴ صفحہ ۲۰۸ -

سنہ ۱۸۹۲ء

کورٹ آف وارڈس

بنام

سریا ماہی پتی

جسکو اُسنے بہرحال بطور اپنے پسر کے متصور کیا تھا - لفظ میرا دراساء کا بہت دفعہ بیان کیا جانا ہماری رائے مین اسوجہ سے تھا کہ پسر اور دراسا کو پسر دت تک یا متبنٰے سے ممیز کیا جائے - یہ امر قابل لحاظ ہے کہ ہر ایک وصیت مین پسر متبنٰے اور پسر دراسا کا پورا نام صرف ایک دفعہ بیان کیا گیا ہے اور دیگر موقعون پر الفاظ دت تک اور دراسا کا استعمال بمقابلہ ایک دوسرے کے کیا گیا ہے -

مقدمہ کے اس جزو کے متعلق ہم قرار دیتے ہین کہ موصی کی نیت بلاشبہ طور پر یہ نہی کہ جائداد اپیلانٹ کو بلالحاظ اُسکے دعوی استحقاق پسر کے عطا کیجائے - کوئی فریب یا دہوکا موصی کو نہ دیا گیا تھا - اُسکو واقعات کا بخوبی علم تھا - اُسنے ایسی عبارت کا استعمال کیا ہے جو سوائے اپیلانٹ کے کسی اور کے حق مین متعلق نہین ہو سکتی - اسلیئے اُسکا حق موثر ہونا چاہیئے -

ہم اپنی قرارداد کو بہ حسب ذیل بیان کرتے ہین (۱) کہ زمینداری پیاپورا ایک ناقابل تقسیم زمینداری ہے (۲) کہ اس امر کا کوئی ثبوت موجود نہین کہ وہ بر بنائے رواج کے یا بباعث محال کے ناقابل انتقال ہے (۳) کہ چونکہ جائداد اسطرح پر دوران حیات مین قابل انتقال ہے اسلیئے بر بنائے فیصلہ مقدمہ سرتاج کواری بنام دیوراج کواری (۱) کے وہ بذریعہ وصیت کے منتقل ہو سکتی ہے (۴) کہ متوفی راجہ کی وصیت بباعث کسی معاہدہ یا انتظام کے ناجایز نہین ہے جو اُسنے بیچ و شیکے کیا ہو اور (۵) کہ اپیلانٹ خواہ وہ موصی کا پسر ہو یا نہ ہو شخص موہوب لہٗ ہے -

بعد اخذ کرنے ان نتائج کے بحق اپیلانٹ ہم اس امر کو غیر ضروری سمجھتے ہین کہ اپیل کے دیگر امور پر غور کیا جائے تحقیقات دربارہ معاملہ ولد الحلالی اپیلانٹ کے محض تضیع اوقات عدالت کئی دن کے واسطے ہے اور علاوہ ازین یہ سوال بمقدمہ ہذا غیر متعلق ہے کیونکہ اسکے نتیجہ سے اُنکی حیثیت بمقابلہ جائداد کے مطابق اُس رائے کے جو ہمنے جواز وصیت کے متعلق ظاہر کی ہے اُس فیصلہ سے متبدل نہوگی جو ہم اس سوال کی نسبت کرین -

ہم کو چاہیئے کہ اپیل کو منظور کرین اور صاحب جج ضلع کی ڈگری کو منسوخ کر کے نالش کو خارج کرین -

ہمنے سوال خرچہ پر غور کیا ہے ہماری یہ رائے ہے کہ چونکہ مدعی نے ولد الحلالی اپیلانٹ کی تحقیقات کیواسطے تحریک کی ہے جو نہ کسی مفید تھی الا جبکہ وہ متوفی راجہ کی وصیت کی تردید مین کامیاب ہوتا اسلیئے اُسے چاہیئے کہ معمولی خرچہ تمام عذرات کا ادا کرے - معمولی خرچہ سے ہماری مراد اُس خرچہ کی ہے جو بیرسٹر ایکٹ سوم عدالت کے اسٹامپ مین صرف ہوا ہے اور جو بر بنائے ایکٹ قانون پیشہ کے

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۲۸۲ -

۱۸۹۶ء
کورٹ آف وارڈس
بنام
سربایاسی پتی

وکیل کی فیس مین صرف سو روپیے اور اخراجات ترجمہ و چھپائی بعدالت ہذا سے دیگر خرچہ جو فریقین نے خود عائد کیا ہو مثلاً خرچہ کمیشن ہائے امتحان گواہان و چھپائی کاغذات جو عدالت ہذا سے باہر کیگئی ہی اُس فریق سے برداشت کیا جانا چاہیئے جسنے اُسے عائد کیا ہے ۔

صیغہ اپیل فوجداری اجلاس کامل

باجلاس سر آرتھر جے ایچ کالنس صاحب نائٹ چیف جسٹس و شفرڈ صاحب جسٹس و سبرامنیا ایار صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

ملکہ معظمہ قیصر ہند **بنام** ارومو گم وغیرہ بنڈ

۱۸۹۶ء
۱۷ ستمبر و
۱۸۹۷ء
و ۲۳ فروری و ۲۰ اپریل

وقوعہ کی رپورٹ ہائے ۔ فرد قرارداد جرم ۔ استحقاق ملزم کا نسبت حاصل کرنے نقول کے قبل تجویز کے ۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۱۵۷ و ۱۶۸ و ۱۷۳ ۔ دستاویزات سرکاری ۔ ایکٹ شہادت ہند دفعہ ۷۴ ۔ استحقاق نسبت معائنہ کرنے اور نقول لینے کے ۔ ایکٹ شہادت ہند دفعہ ۷۶ ۔

اجلاس کامل نے بااختلاف رائے سبرامنیا ایار صاحب جسٹس یہ تجویز کی کہ وہ رپورٹہائے جو افسر پولیس نے بتعمیل دفعات ۱۵۷ و ۱۶۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی ہون حسب منشاء دفعہ ۷۴ ایکٹ شہادت ہند سرکاری دستاویزات نہین ہین اسلیئے ملزم قبل تجویز کے ایسی رپورٹہائے کی نقول حاصل کرنیکا مستحق نہین ۔

کالنس صاحب چیف جسٹس و بنسن صاحب جسٹس نے تجویز کی کہ یہی قاعدہ اُن رپورٹہائے سے بھی متعلق ہوتا ہے جو ایک افسر پولیس نے بتعمیل دفعہ ۱۷۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے کی ہون ۔

شفرڈ صاحب جسٹس و سبرامنیا ایار صاحب جسٹس نے تجویز کی کہ وہ رپورٹ ہائے جو ایک افسر پولیس نے بتعمیل دفعہ ۱۷۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے کی ہون حسب منشاء دفعہ ۷۴ ایکٹ شہادت ہند سرکاری دستاویزات ہین اور اسلیئے چونکہ ملزم ایک ایسا شخص ہے جسکو دستاویزات مذکور مین حق حاصل ہے بموجب دفعہ ۷۶ ۔ ایکٹ شہادت ہند کے قبل از تجویز رپورٹ ہائے مذکور کی نقول لینے کا مستحق ہے ۔

مقدمہ ارسال کردہ بغرض اظہار رائے ہائیکورٹ زیر دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری منجانب جی ٹی میکنزی صاحب قائم مقام سشن جج کو مباٹور ۔

مقدمہ حسب ذیل بیان کیا گیا تھا :۔

ملزمان نے مقدمہ ہذا مین مجسٹریٹ دیہہ کی رپورٹ ہائے کی نقول کی درخواست کی اور نیز استغاثہ اور وقوعہ جات پولیس اور فرد قرارداد جرم و سرٹیفکٹ ہائے طبی اور بیانات مندرجہ استغاثہ کی نقول کی استدعا اس غرض سے کی کہ

۱۸۹۶ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
ارموگم

تاکہ اسکو دعوی بمقابلہ خود کی نوعیت معلوم ہو اور ملزمان گواہان استغاثہ پر سوالات جرح کرنیکے قابل ہو جائین"

"مجسٹریٹ نے حسب ذیل حکم صادر کیا :-
"صرف استغاثہ اور سرٹفکیٹ ہائے طبی اور بیانات کی نقل عطا کیجائے - اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ رپورٹہائے
وقوعہ کی نقول اور فرد قرارداد جرم کی نقل عطا کرنے سے انکار کیا گیا تہا -

"ازان بعد ملزمان نے عدالت سشن مین ایک درخواست نگرانی فوجداری نمبر ۹ سنہ ۱۸۹۶ء دائر کی جسپر مسٹر ڈیلیکا چیریر وکیل ہائیکورٹ نے بحث کی تہی - اُسنے عدالت ہذا سے یہ استدعا کی تہی کہ مجسٹریٹ کو حکم دیا جائے کہ نقول مذکور عطا کرے
"میری توجہ اُس یادداشت کیطرف راغب کیگئی تہی جو مجسٹریٹ ضلع کو سباٹور نے ڈسٹرکٹ گزٹ مورخہ
۔ مارچ مین شایع کیا تہا -

"جنٹ مجسٹریٹان کی توجہ فیصلہ ہائیکورٹ مقدمہ ملکہ معظمہ بنام وینکٹا رام پنٹولو (۱) کیطرف راغب کیگئی ہے
جو بہ مضمون ہے کہ فرد قرارداد جرم اور رپورٹہائے وقوعہ کی نقول ملزم کو قبل تکمیل تجویز مقدمہ عطا کیجانی چاہئین"
"مینے یہ قرار دیا تہا کہ مجہے کوئی اختیار بہ نسبت دست اندازی کرنیکے کے اس معاملہ مین حاصل نہین
اور کہ اگر مجہے اختیار دست اندازی حاصل ہوتا تاہم مقدمہ ملکہ معظمہ بنام وینکٹا رام پنٹولو (۱) مجہے باز رکہتا
ہے - اب مسٹر ڈیلیکا چیریر نے مجہسے سنعواب زیر دفعہ ۴۵۰ کرنیکی درخواست کی ہے -

"میری اپنی رائے یہ ہے کہ ہر ایک شے جو مجسٹریٹ یا جج کے روبرو موجود ہو اُسکا علم ملزم کو ہونا چاہئیے -
وہ خاص استحقاق جو بر حسب دفعہ ۱۷۲ کے ڈایری ہا کو عطا کیا گیا ہے ایک خاص وجہ رکہتا ہے کیونکہ ڈایری ہا
مین دیگر مقدمات بہی درج ہوتے ہین لیکن مین نہایت حیرانی کے ساتہہ چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ کی اس
مقدمہ ملکہ معظمہ بنام وینکٹا رام پنٹولو (۱) کو پڑہتا ہون کہ فرد قرارداد جرم مین بہت سے امور مجسٹریٹ کیلئے
مفید درج ہوتے ہین جنکے معائنہ کی اجازت ملزم کو نہین دیگئی -

"نیز مین فیصلہ ہائیکورٹ مذکور مین الفاظ "مرحلہ حالیہ مین" کی کوئی وقعت نہین دیکہتا - چیف
پریزیڈنسی مجسٹریٹ نے قبل تجویز کے نقول عطا کرنے سے انکار کیا تہا ایسا ہی ہائیکورٹ کا یہ منشا ہو سکتا ہے
کہ نقول اُسوقت دیجانی چاہئین جبکہ تجویز شروع ہوئی ہو یا جب فرد قرارداد جرم مرتب کیگئی ہو

---

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۱۴ -

لیکن مجسٹریٹ ضلع کو مباتو رہائیکورٹ کے الفاظ سے یہ منشاء سمجھتا ہے کہ نقول کا عطا کیا جانا اُسوقت تک ضروری نہیں ہے جبتک کہ تجویز ختم نہ ہو جائے جو وقت کہ ملزم کے واسطے دکہی کام کی نہیں ہے۔ یہ امر قابل لحاظ ہے کہ مجموعہ میں کوئی حکم نسبت مختلف مرحلجات کارروایات کے متعلق بامر ہذا موجود نہیں ہے۔ اور مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر ملزم نقول کا مستحق بالآخر ہے تو وہ انکا مستحق اولاً بھی ہے۔

امر مذکور عام طور پر اہم ہے بمشکل سے کوئی ایسا مقدمہ عدالت سشن میں ہو سکتا ہے جسمیں ملزم پہلی رپورٹ منجانب مجسٹریٹ ویہہ کو معلوم نہیں کرتا اور نیز پہلی رپورٹ وقوعہ کو جو افسر پولیس سٹیشن سے ارسال کیجاتی ہے اور فرد قرارداد جرم کو"

پبلک پراسیکیوٹر (مسٹر بادل) منجانب سرکار۔

کرشنا سامی ایار منجانب ملزمان۔

استصواب ہذا کی سماعت سر انیا آیار صاحب جسٹس اور ڈیلیس صاحب جسٹس کے روبرو کیگئی تہی جنہوں نے ذیل کا حکم استصوابی دیا۔

حکم استصواب از اجلاس کامل:۔ وہ سوال جو مقدمہ ہذا میں اٹھایا گیا ہے یہ ہے کہ ملزم بروقت درخواست کرنے نقول رپورٹ ہائے پولیس و فرد قرارداد جرم کے جو اُس مجسٹریٹ کے پاس ارسال کیگئی تہی جسکے کہ روبرو وہ حاضر تہا حاصل کرنیکا مستحق اس غرض سے تہا کہ اُس جرم کی نسبت اپنا بچاؤ کرے جسکا اُسپر الزام لگایا گیا ہے۔

اسمین کچہہ شبہ نہیں ہو سکتا کہ کاغذات زیر بحث حسب منشاء دفعہ ۷۴ ایکٹ شہادت ہند سرکاری دستاویزات ہیں کیونکہ وہ کاغذات سرکاری عہدہ داران کے افعال کے ہیں جو انہوں نے حکم قانون سے ارسال کئے ہیں (ملاحظہ ہو دفعات ۱۵۷ و ۱۷۳ و ۱۹۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری) بالتعمیل اپنے فرائض کے اور اسمین بھی کچھ شبہ نہیں کہ زیر دفعہ ۷۶ ایکٹ شہادت ہند ملزم نقول کا مستحق ہوگا اگر دستاویزات ایسی ہوں جنکے معائینہ کا حق اُسے حاصل ہو۔

گو کوئی صریح حکم قانونی سوال زیر بحث کے متعلق موجود معلوم نہیں ہوتا تاہم یہ امر بالکل صریح ہے کہ قانون کی نظر میں ہر ایک شخص کو سرکاری دستاویزات کے معائینہ کا حق تابع چند مستثنیات کے حاصل ہے بشرطیکہ وہ یہ ثابت کرے کہ اُسے ذاتی طور پر اُنمین حق حاصل ہے (کتاب ٹیلر صاحب دربارہ شہادت طبع نہم دفعہ ۱۴۹۲ جلد ۲ صفحہ ۹۹۲)۔ مقدمہ مسٹر شام ایسٹرن اینڈ مڈلینڈز ریلوے کمپنی (۱) میں لنڈلے صاحب لارڈ جسٹس نے باتفاق رائے کاٹن صاحب و بودن صاحب لارڈ جسٹسان اسطرح پر قاعدہ قایم کیا ہے کہ:۔ جب استحقاق معائینہ اور حصول نقل صریح طور پر قانون میں عطا کیا گیا ہو

(۱) لاء رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۴۳ صفحہ ۹۲ و ۱۰۶۔

۱۸۹۷ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
اردو سوگم

تو استحقاق مذکور کی حد درست تعبیر قانون پر مبنی ہے جبکہ استحقاق معائینہ اور حصول نقل صریح طور پر بروئے قانون کے عطا نہ کیا گیا ہو تو ایسے استحقاق کی حد اُس حق پر مبنی ہے جو سائل کو اُس دستاویز مین حاصل ہو جسکی وہ نقل چاہتا ہے اور جو مناسب طور سے واسطے محفوظیت اُس حق کے ضروری ہے۔ استحقاق بروئے کامن لا در بارہ معائینہ کرنے اور نقل لینے سرکاری دستاویزات کے اِسی اصول کے رو سے محدود کیا گیا ہے جیسا کہ فیصلہ مقدمہ بادشاہ بنام جسٹسز آف سٹیفورڈ شایر (۱) مین ظاہر کیا گیا ہے۔ "اُس مقدمہ مین جسکا ذکر لارڈ جسٹس ڈنمان صاحب نے کیا ہے چیف جسٹس نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ واسطے اشخاص حقدار کے "ہر ایک عہدہ دار کو جو قانوناً واسطے رکھنے مسلہائے کے مقرر کیا گیا ہو چاہیئے کہ اپنے آپ کو غرض مذکور کیواسطے (یعنے حفاظت دستاویزات کیلیئے) امین سمجھے"

قانون متعلق بایں امر یہ ہے اور سائل کو بلا شبہ طور پر حال جیسی دستاویزات مین بطور ملزم کے حق حاصل ہے قرار دیا جانا چاہیئے کہ وہ انکے معائینہ کا مستحق ہے اور اسلیئے انکی نقول زیر دفعہ محولہ بالا ایکٹ شہادت ہند حاصل کر سکتا ہے۔ اِس رائے کی تائید مین یہ بھی ظاہر کیا جا سکتا ہے کہ چونکہ اِس امر سے انکار نہین کیا جا سکتا کہ ملزم بر وقت اپنی تجویز کے پولیس افسر کو بطور گواہ کے طلب کر سکتا ہے اور رپورٹ زیر بحث کو طلب کرا کر گواہ مذکور کے امتحان کے متعلق استعمال کر سکتا ہے اسلیئے یہ امر قرین عقل ہے کہ اُسکو یہ معلوم کرنیکی اجازت دیجانی چاہیئے کہ انکا مضمون کیا ہے تاکہ وہ درست علم جملہ قابل اخذ اطلاع سے عمل کر سکے جو اُسکے بچاؤ کے واسطے مفید ثابت ہو سکتا ہے (ملاحظہ ہو نوکس بنام جونز (۲)) نتیجہ مذکور کی جو عام اصولہائے پر اخذ کیا گیا ہے احکام دفعہ ۱۷۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری سے کسیقدر تائید ہوتی معلوم ہوتی ہے جسکے رو سے "پولیس ڈائری ہائے" ملزم کیطرف سے طلب یا درمعائینہ کیئے جانیسے مستثنے کیگئی ہین۔ اسطرح پر اُنسے مفہوم ہوتا ہے کہ رپورٹ ہائے از قسم حال یا دیگر کارروائیات پولیس کا معائینہ اُس شخص کی تحریک سے کیا جا سکتا ہے جسکا اسمین اہم فائدہ ہو۔

ہم کو اس موقعہ پر یہ دیکھنا چاہیئے کہ علاوہ عام اصولہائے کے اگر کسی صورت مین ایک حکم پولیس کی رپورٹ وقوعہ یا فرد قرارداد جرم پر بخلاف ملزم کے صادر کیا گیا ہو مثلاً ایک حکم گرفتاری یا حکم واپسی بحراست تو وہ بالضرور ایک نقل دستاویز مذکور کا مستحق بروئے احکام دفعہ ۵۴۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ہے۔

(۱) رپورٹ اڈالفس و ایوالس صاحب جلد ۶ صفحہ ۸۴۔
(۲) رپورٹ ہارلوئیل و کرسویل صاحبان جلد ۷ صفحہ ۲۳۰۔

۱۸۹۷ء
نگا منظر تیر منہ
بنام
اردوگم

ہماری رائے مین کوئی موازنہ پبلک پراسیکیوٹر کی اِس رائے کو دیا جانا چاہیئے کہ اگر ملزم کو حال جیسی دستاویزات کے معاینہ کا اختیار دیا جائے تو گویا اُسکو اجازت دیجائیگی کہ گواہان استغاثہ کے ساتھہ سازش کرین اور اسطرح بے انصافی وقوع مین آئیگی بخلاف ازین یہ امر نا ممکن ہے کہ ٹریولین صاحب جسٹس کی اِس رائے کو وقعت نہ دیجائے کہ وہ کوئی اور امر زیادہ تر خطرناک قانون فوجداری مین سوائے اِسکے نہین دیکھتا کہ ملزم کو اُس اطلاع کا معاینہ کرنیسے روکا جائے جسمین اُسے حق حاصل ہے اور جسکا معاینہ کرنیسے وہ بدون کسی صریح حکم قانونی کے باز نہین رکہا گیا (ملاحظہ ہو شیر دشاہ بنام ملکہ معظمہ (۱))

ازان بعد یہ بحث کیگئی تہی کہ بہرحال ملزم کو تجویز کے کئے جانے تک نقول نہ دیجانی چاہئین لیکن یہ معلوم کرنا مشکل ہے کہ کسطرحپر بصورت عدم موجودگی کسی صریح سند کے جسکے سبب سے استحقاق زیر بحث کا استعمال اِس طرحپر محدود کیا گیا ہو یہ عذر کیا جاسکتا ہے کہ ملزم کو اُسوقت تک معاینہ کی اجازت اور نقول نہ دیجانی چاہئین جبتک کہ تجویز نہ کیجائے اگر استحقاق مذکور موجود ہے تو شخص مستحق اُسکا دعویٰ کرنیکا مجاز کسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ وہ مناسب سمجھے کیونکہ بظاہر وہی بہتر طور پر معلوم کرسکتا ہے کہ کس وقت اختیار مذکور کا استعمال کیا جانا چاہیئے۔ بلاشبہ طور پر یہ امر صریح ہے کہ ملزمان کو اُن کاغذات کی نقول دیجانی چاہئین جنمین اُنکو حق حاصل ہو خواہ تجویز شروع ہوئی ہو۔ اور فیصلہ لارڈ انبرہ صاحب چیف جسٹس بمقدمہ بادشاہ بنام نادر (۲) سے ظاہر ہوتا ہے کہ حال جیسی درخواستہائے قبل از وقت نہین ہین اور اُنکی تعمیل کیجانی چاہیئے۔

جدید مقدمہ ملکہ معظمہ بنام وینکٹا رتنام منٹولو (۳) مین جسپر پبلک پراسیکیوٹر نے انحصار کیا ہے ملزم کے استحقاق حصول نقول کو تسلیم کیا گیا ہے مگر اُسمین ایسے استحقاق کے شروع تجویز مین استعمال کئے جانیسے انکار کیا گیا ہے۔ وہ مطابق اُس رائے کے نہین ہے جو ہم نے اختیار کی ہے۔ اسلیئے ہم کو فیصلہ اجلاس کامل کیواسطے اِس سوال کو ارسال کرنا چاہیئے کہ آیا ملزم کو استحقاق معاینہ و حصول نقول دستاویزات زیر بحث کی نسبت واسطے اغراض اپنے بچاؤ کے حاصل ہے۔

مقدمہ بغرض سماعت اجلاس کامل (کالنس صاحب چیف جسٹس و شفرڈ صاحب جسٹس و سبرامنیا ایار صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس) کے روبرو پیش ہوا۔ عدالت نے فیصلجات ذیل صادر کئے :-

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۴۴۴۔
(۲) مال اینڈ سلولنس رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۱۶۴۔
(۳) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۹ صفحہ ۱۰۴

کہ بذات خود اُس موقع پر واقعات کی تحقیقات کے واسطے جائے یا اپنے کسی ماتحت عہدہ دار کو نیابتاً ارسال کرے۔
آیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ رپورٹ ایک ایسی دستاویز ہے جسمین عہدہ دار سرکاری کے افعال کے کاغذات درج ہین؟
میری یہ رائے ہے کہ وہ ایسی نہین۔ وہ ایسی جوابات ہین جو افسر پولیس نے ارتکاب جرم کے شک کی نسبت بیان کی ہین۔
دفعہ ۱۶۸ مین یہ ہدایت کیگئی ہے کہ ماتحت عہدہ دار پولیس کو جسنے ایسی تحقیقات کی ہو چاہیئے کہ ایسی تحقیقات
کے نتیجہ کی رپورٹ افسر پولیس اسٹیشن کے پاس کرے۔ میری یہ رائے ہے کہ نتیجہ تحقیقات کی رپورٹ
کرنا افعال پولیس افسر کے کاغذات نہین ہوسکتا۔
دفعہ ۱۷۳ کے رو سے یہ ہدایت کیگئی ہے کہ بعد تحقیقات زیر باب ہذا کے مکمل ہونیکے افسر مہتمم پولیس اسٹیشن کو
چاہیئے کہ مجسٹریٹ کے پاس ایک رپورٹ مقرر کردہ نمونہ کے مطابق ارسال کرے جسمین اسماء فریقین اور
نوعیت اطلاع اور ان اشخاص کے نام درج ہونے چاہئین جنکو واقعات مقدمہ کا علم ہو اور اسمین یہ بھی
بیان کیا جانا چاہیئے کہ آیا ملزم حراست مین ہے یا ضمانت پر رہا کیا گیا ہے۔ یہ اطلاع جسکو عموماً فرد قرار
داد جرم کرتے ہین کسیقدر مختلف حیثیت اُن رپورٹہاے سے رکھتی ہے جو زیر دفعات ۱۵۷ و ۱۶۸ ہون
اور یہ بحث کرنا ممکن ہے کہ اُسکا آخری جز و افعال یا کاغذات افعال عہدہ دار سرکاری سے علاقہ
رکھتا ہے یعنے ملزم کا حراست مین رکھنا یا اُسکا ضمانت پر رہا کیا جانا لیکن چونکہ اطلاع مذکور ملزم کے
حق مین کچھ بھی مفید نہین ہوسکتی اور چونکہ میری رائے مین دوسری اطلاع مین نہ تو افعال اور نہ
کاغذات افعال عہدہ دار سرکاری کے درج ہین اسلئے مین قرار دیتا ہون کہ وہ ایک سرکاری دستاویز
حسب منشاء دفعہ ۷۴ ایکٹ شہادت نہین ہے۔
افعال و کاغذات افعال عہدہ دار سرکاری (جبکہ تحقیقات خلاف ملزم کے ہورہی ہو)
پولیس کی ڈائری مین درج ہوتے ہین لیکن بروئے دفعہ ۱۷۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ملزم
ایسی ڈائری کو طلب نہین کراسکتا۔ مین اس امر کی نسبت کوئی رائے ظاہر نہین کرتا کہ آیا ملزم
رپورٹہاے اور فرد قرار داد جرم کو دوران تجویز مین طلب کراسکتا ہے۔ لیکن مین سوال مستفسرہ
کا جواب نفی مین دیتا ہون۔
مین یہ بھی ایزاد کرسکتا ہون کہ مینے اس مقدمہ کے متعلق انگلستان کے ضابطہ فوجداری پر غور نہین
کیا۔ اختیارات و فرائض مجسٹریٹان و عہدہ داران پولیس ہندوستان مین بمقابلہ انگلستان کے
اسقدر مختلف ہین کہ میرے خیال مین انگلستان کے ضابطہ فوجداری کا حوالہ دینا غیر ضروری ہے

۱۸۹۷ع

ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
اره موگم

شفرڈ صاحب جسٹس :- نہ تو مجموعہ ضابطہ فوجداری اور نہ ایکٹ شہادت مین کوئی حکم ایسا موجود ہے جسکے روسے استحقاق ان عام اشخاص کا جنکو کارروائی فوجداری مین حق حاصل ہو اُن دستاویزات کے معائنہ کی نسبت قایم کیا گیا ہو جو اشخاص ثالث کے قبضہ مین ہون - ایک استحقاق دربارہ معائنہ سرکاری دستاویزات کے دفعہ ۷۶ ایکٹ شہادت مین تسلیم کیا گیا ہے اور علیحدگی سندات مجوله الحکم منصوبہ کے میری رائے مین یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ واضعان قانون کا منشاء یہ تھا کہ اُن تمام اشخاص کا حق تسلیم کیا جائے جو یہ ثابت کرسکین کہ اُنکو ایک حق حاصل ہے جسکی محفوظیت کیواسطے یہ ضروری ہے کہ آزادی کیواسطے معائنہ ایسی دستاویزات کے عطا کیجانی چاہیئے - اُس حد کے اندر استحقاق مذکورہ بالا بموجب سندات انگلستان کے تسلیم کیا گیا ہے - صورت حالیہ مین کوئی سوال نسبت استحقاق اُس فریق کے نہین ہوسکتا جو معائنہ کا دعوی کرتا ہے - یہ امر صحیح ہے کہ وہ شخص جسپر جرم کا الزام لگایا گیا ہے جائز طور پر مستحق اس امر کا ہے کہ پہلے سے اُس الزام کی تفصیل کو معلوم کرے جو اُسکے برخلاف لگایا گیا ہے اور نیز اُن گواہان کے نام کو جو استغاثہ کی تائید مین ہون - اُسکے اس استحقاق مین اسوجہ سے کوئی خلل واقع نہین ہوتا کہ بعض اشخاص ایسی اطلاع حاصل کردہ کا نامناسب استعمال کرسکتے ہین پس اگر وہ دستاویزات جنکے معائنہ کی استدعا کیگئی ہے سرکاری دستاویزات ہین اور اگر وہ بغیر خاص استحقاق کے غیر محفوظ ہین تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دعوے نسبت معائنہ کے منظور کیا جانا چاہیئے اگر دستاویزات مذکورہ بالا مین سے کوئی سرکاری دستاویز ہو تو دعوی صریح طور پر نامنظور ہونا چاہیئے - حکم استصواب مین تین قسم کی دستاویزات کا ذکر کیا گیا ہے - ایک ایسی رپورٹ ہے جسکی نسبت افسر پولیس سٹیشن پر لازم ہے کہ اُسے حسب احکام دفعہ ۱۵۷ مجموعہ مذکور مجسٹریٹ کے پاس ارسال کرے - ایک ایسی رپورٹ بھی ہے جسکا اعلے افسر کے پاس ارسال کرنا افسر ہتمم پر زیر دفعہ ۱۶۸ لازم ہے اور ایک آخری رپورٹ ہے جو زیر دفعہ ۱۷۳ افسر ہتمم پولیس سٹیشن کیطرف سے بتکمیل اپنی تحقیقات کے مجسٹریٹ کے پاس ارسال کیجانی چاہیئے - دفعہ ۷۴ ایکٹ شہادت مین سرکاری دستاویزات کی تعریف کیگئی ہے اور اگر ان رپورٹہائے مین سے کوئی سرکاری دستاویز ہے تو اُسکی یہ وجہ ہونی چاہیئے کہ وہ کوئی عمل یا مسل فعل عہدہ دار سرکاری ہے - اب ہم اُن مین سے پہلی رپورٹ پر غور کرتے ہین جو رپورٹ دقوعہ کہلاتی ہے اور ایکٹ شہادت کی عبارت کو اُس سے متعلق کرکے مین نہین دیکھہ سکتا کہ کسطرح وہ ایک سرکاری دستاویز کہلاسکتی ہے - بتعمیل احکام دفعہ ۱۵۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری افسر پولیس جہانتک کہ اُسکا تعلق مجسٹریٹ کے ساتھہ ہے سوا اسکے اور کچھہ عمل نہین کرتا کہ ایک اطلاع کو جسے وہ حاصل کرتا ہے قلمبند کرکے ارسال کرتا ہے یہ امر صحیح ہے کہ رپورٹ مذکور ایک فعل سٹیشن پولیس افسر کا حسب منشاء دفعہ مذکور نہین ہے اور وہ ایک فعل کی مسل نہین ہوسکتی کیونکہ اُسکی طرف سے کوئی فعل

۱۸۹۷ء
ملکہ معظمہ قیصرہ
بنام
اردمہ گم

قلمبند کرنیکیلئے موجود نتہا شہود عبارت مین کوئی رپورٹ جسکے ارسال کرنیکا پابند افسر ماتحت تہا اور جو اعتمادی نہین ہے ایک سرکاری دستاویز کہلا سکتی ہے لیکن ایکٹ شہادت سے اِس رائے کی کوئی تائید نہیں ہوتی۔

یہ ضروری ہے کہ عبارت دفعہ ۷۴ کا امتحان اُس رپورٹ پر غور کرتے وقت زیادہ تر صراحت کے ساتہہ کیا جائے جسکے افسر سٹیشن کے پاس ارسال کرنیکی ہدایت افسر ماتحت کو کیگئی ہے۔ وہ ایک رپورٹ اُس تحقیقات کے نتیجہ کی ہے جو زیر احکام باب ۱۴ مجموعہ مذکور کیگئی ہو۔ اسمین کوئی شبہ نہین کہ صورت حالمین اسکو ایک مسل فعل افسر سرکاری کی کہہ سکتے ہین۔ بہرحال ہماری یہ رائے نہین ہے کہ رپورٹ مذکور حسب منشاء دفعہ ۷۴ ایک سرکاری دستاویز ہے دفعہ مذکور کی تعبیر کرنے مین میری رائے مین یہ قیاس اچھی طرح پر کیا جا سکتا ہے لفظ "افعال" مندرجہ فقرہ "وہ دستاویزات جو افعال یا مسل افعال بناتی ہون" ایک ہی معنو مین استعمال کیا گیا ہے۔ وہ فعل جسکی مسل ایک سرکاری دستاویز بناتی ہو اُس فعل کے مطابق ہونا چاہیئے جو ایک سرکاری دستاویز کی صورت اختیار کرے اُس قسم کے افعال جو دفعہ ۷۴ مین مذکور ہین اُسی ایکٹ کی دفعہ ۷۸ مین ظاہر کئے گئے ہین۔ وہ افعال جنکا ذکر وہان کیا گیا ہے تمام مکمل افعال ہین جو افعال ابتدائی سے ممیز ہین۔ وہ تحقیقات جو ایک ملازم سرکاری کر سکتا ہے خواہ زیر مجموعہ ضابطہ فوجداری ہو یا کسی اور طرح پر ایک فعل کی شکل اختیار کر سکتی ہے یا نہین اُنکی شہرت نہین ہو سکتی۔ ایک اہم تمیز مابین ایسے افعال اور اُس خاص فعل کے موجود ہو سکتی ہے جسمین وہ تبدیل ہو سکتے ہین۔ میری رائے مین صرف فعل موخر الذکر کے ساتہہ دفعہ ۷۴ کا علاقہ ہے جبتک یہ تمیز نکی جائے تبتک مین معلوم نہین کر سکتا کہ کہان استحقاق تحقیقات کا ختم ہوتا ہے اگر وہ رپورٹ جو افسر ماتحت تہانہ کے افسر کے پاس ارسال کرے قبل تجویز کے ملاحظہ کیجائے تو کونسا امر مانع معائینہ کا اُس رپورٹ کی نسبت موجود ہے جو کوئی اور افسر سپلیک پراسیکیوٹر کی اطلاع کیواسطے ارسال کرے؟۔ یہ سچ ہے کہ ملازم سرکاری اپنے فرض منصبی کی تعمیل مین عمل کرتا ہے لیکن دفعہ ۷۴ کے رو سے کوئی تمیز مابین ایسے افعال اور دیگر افعال سرکاری کے نہین کیگئی۔ اگر تحقیقات ایک فعل ملازم سرکار کی حد تک حسب منشاء دفعہ مذکور پہونچتی ہے اور اس وجہ سے اُسکی رپورٹ ایک دستاویز سرکاری ہے تو عملی طور پر نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ ملزم مجاز ہے کہ استغاثہ کے وکیل کے نوٹ کا معائینہ کرے۔

سنہ ۱۸۹۷ء

ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
اردموگم

وہ فرد قرارداد جرم جو زیر دفعہ ۱۷۳ مجموعہ مذکور تیار کیگئی ہو اُسکی حیثیت مختلف قسم کی ہے جبکہ فرد قرارداد جرم مجسٹریٹ کے پاس ارسال کیجاتی ہے تو ابتدائی مرحلہ تحقیقات اور تیاری کا ختم ہوجاتا ہی - اُسکے پہنچنے پر مجسٹریٹ مجاز ہے کہ زیر دفعہ ۱۹۱ کسی ایسے جرم کی سماعت کرے جسکا کہ الزام لگایا گیا ہی - اسلئے فرد قرارداد جرم کا عہدہ مذکور سے ارسال کیا جانا بشمولیت اس بیان کے کہ آیا ملزم زیر حراست سپرد کیا گیا ہے یا نہین - مناسب طور سے ایک سرکاری ملازم کا فعل کہلا سکتا ہی اور فرد قرارداد جرم ایک مسل فعل مذکور کی کہلا سکتی ہی - یہ امر قرین عقل ہے کہ ملزم پر لازم ہے کہ جب مقدمہ مجسٹریٹ کے پاس ارسال کیا گیا ہو تو رپورٹ کا معائنہ کرے جسمین اسمار فریقین اور اطلاع کی نوعیت اور اُن اشخاص کے نام درج ہوتے ہین جنکو واقعات مقدمہ کا علم ہوتا ہے - بخلاف ازین بہتر اور ظاہری وجوہات اس امر کی موجود ہین کہ کیون اُس خط و کتابت کی صورت مین جو قبل مرحلہ مذکور کے مابین افسران پولیس کے عملمین آئی ہو یا مابین افسران مذکور اور مجسٹریٹ کے ہوئی ہو جسکا نتیجہ استغاثہ مین ہوا ہو یا نہ اور جسکا علاقہ اشخاص ثالث یا دیگر معاملات سے ہوسکتا ہے - تحقیقات کی اجازت نہ دیجانی چاہیئے -

وہ نتیجہ جو مینے اخذ کیا ہے کہ ایک ملزم مستحق معائنہ کا ہے اور اسلئے وہ ایک نقل فرد قرارداد جرم کی قبل تجویز کے حاصل کرسکتا ہی لیکن وہ دیگر دستاویزات کے معائنہ کا مستحق نہین - یہ امر کہ آیا وہ اُنکو بروقت تجویز کے طلب کراسکتا ہے ایک مختلف سوال ہے جسکی ساتھ ہمارا اسوقت کوئی تعلق نہین ہے - اُسی سوال کے متعلق مقدمات شیرو شاہ بنام ملکہ معظمہ (۱) و لیکاؤخان بنام ملکہ معظمہ (۲) ہین -

سبرامنیا آیار صاحب جسٹس :- وہ مزید غور جو مینے اس سوال پر کیا ہی اُس سے میری یہ رائے قائم نہین ہوئی کہ وہ رائے جو حکم استصوابی مین ظاہر کیگئی ہے غلط ہی - لیکن بعض ایسی دلائل جنکا حوالہ ڈیوس صاحب جسٹس اور میرے روبرو قبل تاریخ استصواب ہذا کے نہ دیا گیا تھا بعد ازان پیش کیگئی ہین اور انمین سے اہم دلیل پر غور کرنا ضروری ہے -

اُنمین سے ایک یہ ہے کہ ایسا استحقاق جیسا اب ملزم کیطرف سے پیش کیا گیا ہے انگلستان مین موجود نہین ہے لیکن اس بحث مین اُس ضروری تفاوت کو نظر انداز کیا گیا ہے جو مابین واقعات پولیس انگلستان اور پولیس ملک ہذا کے موجود ہے - انگلستان مین قانون کے رو سے پولیس کو اُس تحقیقات کی اجازت نہین دیگئی جس کی اجازت ملک ہذا مین بروئے مجموعہ ضابطہ فوجداری کے دیگئی ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۲ -
(۲) " " " جلد ۱۲ صفحہ ۶۱۰ -

سنہ ۱۸۹۷ع

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
اردوموگم پلائی

اس امر کو مسٹر جیمس سٹیفن صاحب نے تواریخ قانون فوجداری مین ظاہر کیا ہے جہان انہنے بیان کیا ہے کہ ‘‘دوسرا طریق جسکے مطابق کارروایات شروع ہوسکتی ہین بذریعہ تحقیقات پولیس کے ہے - یہ طریق (دفعات ۴۵ لغایت ۱۲۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری) انگلستان مین موجود نہین - یہ بالکل غیر مطابق ضابطۂ فرانس کے نہین ہے تاہم یہ اُس طریق کے بہت مشابہ ہے جو انگلستان مین موجود ہوتا اگر وہ طریق جو عام طور پر دراصل پولیس سے اختیار کیا جاتا ہی ایک قانونی اجازت سے اختیار کیا جاتا - پولیس کو قانوناً خاص اختیارات دربارہ لینے شہادت کے بغرض خود اپنی اطلاع اور ہدایات کے عطا کئے گئے ہین ’’ (جلد ۳ صفحہ ۲۳۲) بباعث اس تفاوت مابین ہر دو طریقہائے مذکور کے سرکاری دستاویزات از قسم ‘‘ فرد قرارداد جرم ’’ و ‘‘ رپورٹ وقوعہ ’’ بر وئے مجموعہ ہذا کے قانون انگلستان مین نامعلوم ہین اور اسلیئے کوئی سوال نسبت معائنہ ایسی دستاویز کے وہان پیدا نہین ہوسکتا -

دوسری حجت یہ معلوم ہوتی ہے کہ جیسا کہ انگلستان مین جرم ‘‘ فیلونی ’’ کا ملزم ایک نقل فرد قرارداد جرم کا مستحق نہین اسلیئے یہ قرار دیا جانا چاہیئے کہ ایک ملزم ملک ہٰذا مین ایسی دستاویزات کی نقل لینے کا مستحق ہے - اس دلیل کے متعلق پہلی رائے جو ظاہر کیجانی چاہیئے یہ ہے کہ اہم امر فیصلہ طلب یہ ہے کہ آیا دستاویزات زیر بحث حسب منشاء دفعہ ۷۴ ایکٹ شہادت سرکاری دستاویزات ہین - ایک شخص کوئی تمیز مابین سوال مذکور اور اصول مرفاقہ کے نہین کرسکتا کہ اشخاص انگلستان جنپر کسی خاص جرم کا الزام لگایا گیا ہو نقل فرد قرارداد جرم کے مستحق نہین ہین ثانیاً یہ فرض کرکے کہ اصول قانون انگلستان نسبت نقول فرد قرارداد جرم کے جرم فیلونی کی صورت مین کسی قدر مشابہ تمیز حال کو ہے - یہ امر انگلستان مین صحیح ہے کہ اصول مذکور بہت ناپسند نہین کیا گیا اگر وہ پہلے سے قانون نہین رہا - ملاحظہ ہو گریوس نوٹ (ن) بصفحہ ۴۶۲ کتاب رسل صاحب دربارہ جرائم طبع ششم) لیکن یہ فرض کرکے کہ یہ امر انگلستان کے مجموعہ ضابطہ فوجداری مین بہتر طور پر تسلیم کیا گیا ہے تو آیا وہ بطور بہتر اور انصافانہ قاعدہ کے اسصورت مین بطور جواب پیش کیا جاسکتا ہے کہ ایک شخص ملزم اُسی قانون کے رو سے بہتر متصور کیا گیا ہے ؟ - اصولہائے دربارہ قرین عقل ہونیکے صرف جسکے رو سے ہم قانون انگلستان کو تسلیم کرسکتے ہین اس خاص تمثیل مین موجود نہین ہین - انکا حوالہ دینے سے کوئی اصلی روشنی سوال زیر بحث حال پر نہین پڑتی ہے -

سنہ ۱۸۹۷ع
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
اروسوگم

ایک اور حجت بحوالہ اُس قانون کے پیش کیگئی تہی جو بارہ عطائے نقول بیانات کے انگلستان مین مروج ہے
اس حجت کے پیش کرنیمین اُس اصول کی خاص نوعیت جو انگلستان مین (قبل اسکے کہ بر وئے ۷ و ۸ ولیم
چہارم باب ۱۱۴ کے تبدیلیان کیگئی تہین) دربارہ ملزم کی حیثیت کے بحوالہ اُس ہر ایک امر کے مروج تہا جو بحوالہ
استغاثہ بخلاف شخص مذکور کے قبل از تجویز کئے گئے ہون نظر انداز نکیجانی چاہیئے۔ اصول مذکور یہ تہا کہ
تحقیقات کرنیوالے اور کسی شخص ملزم پر فرد قرارداد جرم کے قائم کرنیمین مجسٹریٹ بلا تحقیقات کے عمل کرتا ہے
لینے تحقیقات مخفی طور پر اور ملزم سے پوشیدہ کیجانی چاہیئے اگر وہ ضروری سمجہی جائے اور کہ مستغیث یا اُسکا سالسٹر
اُن بیانات کا معاینہ کر سکتا ہے جو مجسٹریٹ نے قلمبند کئے ہون اور کہ ملزم اُنکا معاینہ نہین کر سکتا۔ نہایت
تعجب کی بات ہے کہ ملزم کی نسبت یہ خیال کیا جاتا تہا کہ اُسکو قبل از تجویز یہ معلوم نہونا چاہیئے کہ کونسی شہادت اُسکے
برخلاف دیگئی ہے (دیکہو ضابطہ اختیار کردہ مجسٹریٹ بمقدمہ ترشل (۱)) اور اراے جسٹس پارک صاحب
جسٹس بمقدمہ مذکور) بحوالہ اس عجیب طریق عمل کے سر جیمس اسٹیفن صاحب نے درست طور پر رائے ظاہر کی ہے
کہ میری رائے مین کوئی جزو ضابطہ قدیم کا زیادہ تر سختی سے ملزمان پر عامل ہوتا تہا بہ نسبت اُس سرسری طریق
کے جسکے رو سے جسٹسان پیس نے شاذ و نادر تو نہین ناقص عہدہ داران کے طریق پر عمل کرکے امتحان لیکر ملزمان
کو لزوم تجویز سپرد کیا ہے (ایضاً صفحہ ۲۲۵) اسمین کچہہ شبہ نہین کہ وہ سب امورات تبدیل کئے گئے ہین لیکن
یہ امر کہ یہ قانون اور طریق عمل اس صدی کے ابتدا ہی مین قانون تہا ایک شخص کو تامل مین ڈالتا ہے کہ
قانون انگلستان کو ایک حال جیسے معاملہ مین کامن لا کی طرف منسوب کرکے دیکہے۔ اگر ہم انگلستان کے قانون
سٹیٹوٹ متعلق بابن امر کو دیکہین تو اس امر سے انکار نہین کیا جا سکتا کہ جہانتک اُسکی حد ہے اُسکے رو سے بہت
سی آسانیان ملزم کو عطا کیگئی ہین۔ اُسکا منشا یہ ہے کہ ایک شخص زیر تجویز تابع ادائگی بعض رسوم کے
مستحق ہے کہ بیانات کی نقول حاصل کرے مگر شرط یہ ہے کہ وہ اُسکی درخواست قبل شروع ہونے اُس سشن کے
کرے جسمین اُسکی تجویز کیجانی ہے اگر وہ اس معاملہ مین کوشش نکرے اور بعدہٗ درخواست کرے
تو وہ اُنکو صرف اُسصورت مین حاصل کر سکتا ہے اگر صاحب جج مناسب سمجہے کہ نقول بلا کسی ہرج یا دقت کے
تجویز مقدمہ مین عائد ہونیکے دیجا سکتی ہین۔ اور نہ وہ اشخاص زیر تجویز جنہون نے اُن بیانات کی نقول
لینے کے واسطے پیش بندی نکی ہو اسوجہ سے اس امر کے قبل از تجویز معلوم کرنیسے ممنوع ہوجاتے ہین کہ اُس
شہادت کی کیا نوعیت ہے جو اُنکے برخلاف مجسٹریٹ نے قلمبند کی ہے کیونکہ اُنکو بلا ادائگی رسوم اُن بیانات

---

(۱) اسٹیفن کرمنل لا جلد ا صفحہ ۲۲۷۔

۱۸۹۷

ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
اروموگم

یا اُنکی نقول کے معاینہ کرنیکا استحقاق حاصل ہو جو اُنکے برخلاف قلمبند کئے گئے ہین اور قبل اُنکی تجویز کے عدالت مین واپس کرسکتے ہین (رسل آن کرائمس طبع ششم صفحات ۴۰۴ لغایتہ ۴۰۶ خصوصاً نوٹ د بصفحہ ۴۰۶) -
ان احکام مین کن امور سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کاغذات زیر بحث کی نقول عطا نکی جانی چاہئین ؟ -
اب ہم احکام مجموعہ ضابطہ فوجداری متعلق بہ کاغذات ہذا پر غور کرتے ہین - اُنکے اصلی منشا اور نوعیت کو معلوم کرنیکے واسطے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ کیون احکام مذکور نافذ کئے گئے تھے - قبل نافذ ہونے پہلے مجموعہ ضابطہ فوجداری یعنے ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۱ کے اختیارات پولیس اُن اختیارات سے مختلف تھے جو ابتک اُنکے استعمال کئے جاتے ہین - شکایات بصورت سخت ترجرائم کے عموماً اُنکے روبرو کیجاتی تہین - اُنکو اختیار دیاگیا تہا کہ مستغیث کا بیان لین اور وارنٹ گرفتاری جاری کرین اور گواہان کو طلب کرین اور ملزم کا بیان لیکر مقدمہ مجسٹریٹ کے روبرو پیش کرین یا کارروایات کی ایک رپورٹ ارسال کرین جیسا کہ اُنکی رائے مین شہادت کے رو سے درست طریق معلوم ہو - ان اہم اختیارات کا سخت بد استعمال واسطے اغراض جبراً اقبال کرانیکے کیا جاتا تہا اور یہ سوال واسطے فیصلہ ملکہ معظمہ کے مقرر کردہ کمشنران کے تہا کہ سنہ ۱۸۵۶ع مین قانون اور ضابطہ کو ترمیم کرین کہ آیا اختیارات مذکور ایک اہم حد تک محدود نکئے جانے چاہئین - مگر کمشنران مذکور نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ بخیال وسیع اختیارات مجسٹریان ملک ہذا کے وہ آسانی سے تدارک کر سکتے ہین اسبات کا کہ مجرمان جرم سخت کے بچاؤ کیواسطے موجہ دلیل ہو اور اُس سزا کے جو در بارہ اُس جرم کے موجود ہے بہت سی صورتون مین سخت تر معیار سے کام لیا جانا چاہیئے یہ امر قرین انصاف تہا کہ پولیس کو بعض ایسے اختیارات عطا کئے جائین جو اُنکو اُس وقت حاصل تہے (ملاحظہ ہو صفحہ ۱۸ سیلکشنس فرام دی ریکارڈس آف گورنمنٹ پیپرز متعلق بہ درستی پولیس ہندوستان سنہ ۱۸۶۱ع) - اسلیئے ابتدائی مسودہ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین نتیجہ مذکور کے موثر کرنیکی کوشش کیگئی تہی لیکن جب معاملہ لیجسلیٹو کونسل کے روبرو پیش کیا گیا تو اراکین کونسل مذکور کے مابین بہت اختلاف نسبت بعض احکام ایزاد کردہ کے وقوع مین آیا سلیکٹ کمیٹی رپورٹ یہ عذر کیا گیا تہا کہ پولیس کو ملزمین اور گواہان کے بیانات کے قلمبند کرنے اور اُنکو مجسٹریٹ کے روبرو پیش کرنیکی اجازت دینا بہت نقصان پہونچائیگا -
بخلاف ازین یہ استدعا کیجاتی تہی کہ صرف استغاثہ بلا ملزم کے فایدہ کے واسطے بہی یہ ضروری ہے کہ ایسے بیانات فوراً قلمبند کئے جاکر مجسٹریٹ کے روبرو پیش کئے جائین (ملاحظہ ہو کارروایات لیجسلیٹیو کونسل جلد ۵

۱۸۹۷ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
رودموگم

صفحات ۵۱۵ لغایتہ ۵۴۵ و ۵۰۰ لغایتہ ۵۰۴) موجودہ احکام قانون متعلق بہ ترسیل رپورٹ ہائے منجانب پولیس کا
منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان برائیون کو رفع کیا جائے جو اراکین مذکورمین سے چند نے بیان کی تہین اور کہ ایک
ایسی معیار قایم کیجائے جس سے وہ سفادات حاصل ہون جنکو دیگر اراکین نے بہت زور سے بیان کیا تہا۔
اولاً وہ عام رپورٹ جسکے ارسال کرنیکی ہدایت کیگئی ہے روزانہ رپورٹ موسومہ بہ ڈائری ہے۔ قانون مین حکم
ہے کہ رپورٹ مذکور عہدہ داران صیغہ مذکور کے روبرو پیش کیجانی چاہئیے مطابق اس اصول کے جسپر بوقت
تسلیم کرنے پولیس کے جو اُسی وقت عملین آیا تہا جبکہ مجموعہ ضابطہ فوجداری نافذ ہوا تہا۔ اصرار کیا گیا تہا۔ جو یہ ہے
کہ وہ طریقہ اختیار رفع کیا جانا چاہیئے اور پولیس بلا واسطہ طور پر خود اپنے افسران کے تابع اور ذمہ وار ہونے
چاہئین (صفحہ ۲۰۵ سیلکشن ہائے محولہ بالا) ۔ اور ڈائری مذکور جسمین ہر ایک امر جو ایک پولیسمن نے انہین بحوالہ
اپنے کام کے کیا ہو درج ہونا چاہیئے ظاہری وجوہات کے باعث تابع معائنہ فریقین کے نہ بنائی گئی تہی۔ ثانیاً
بعد خاص رپورٹ ہائے جو متعلق اُن خاص صورتون کے ہتین جو تحقیقات کے واسطے پیش ہون اُنکے مجسٹریٹ کے
پاس ارسال کرنیکی ہدایت کیگئی تہی۔ جسکے اغراض واضعان قانون دربارہ ترسیل رپورٹ ہائے مذکورکے
بحضور مجسٹریٹ بظاہر یہ تہی کہ ایک سلسل قایم کیجائے جسمین اُن افسران پولیس کے افعال جو تحقیقات کرینمین
مصروف ہوئے ہون مقدمہ کے آخری مرحلہ کے دوران مین معلوم کئے جائین بلیس بن اختیار کے استعمال
کرنیمین بہ نسبت اسکے کونسا زیادہ تر فائدہ ہے کہ ملزم کا تعلق اُس خاص مقدمہ کے ساتہہ ہے جسکی کی نسبت
تحقیقات کیگئی ہے؟ ۔ یہ باور کرنا ممکن ہے کہ واضعان قانون کا یہ منشا تہا کہ وہ اشخاص جنکا اہم
فائدہ کسی بدعملی متعلق بہ تحقیقات کے ظاہر کرنے مین ہے مسلہائے زیر بحث کو ملاحظہ نہ کرسکین گے۔
اگر واقعی یہی منشا تہا تو کیون اُس صورت مین جبکہ صریح طور پر واضعان قانون نے یہ قرار دیا تہا کہ عام
رپورٹ یا ڈائری فریقین سے طلب نہین کیجاسکتی انہون نے اس امر کے ظاہر کرنیسے اجتناب کیا تہا
کہ یہ خاص رپورٹ ہائے بہی اعتمادی ہین؟ کیون انہون نے صریح الفاظ مین اس محفوظیت کو جو ڈائری
کو عطا کیگئی تہی دیگر رپورٹ ہائے مفرز کردہ تک وسیع نہ کیا تہا؟ یہ بیان کرنا مشکل ہے ضروری ہے
کہ ملزم کو رپورٹ ہائے زیر بحث کے معائنہ کی اجازت نہ دینا گویا بلا شبہ طور پر اسکو ایک قابل اعتماد وسیلہ
سے محروم کرنا ہے جس سے وہ یہ معلوم کرسکتا ہے کہ مقدمہ کی کسطرح پر تحقیقات کیگئی ہے اور گویا انکو

۱۸۹۷ء

ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
اردوموگم

اس امر کے دوران ابتدائی تحقیقات تجویز مین ظاہر کرنیکے ناقابل بناتا ہے کہ کونسی کوشش ہائے پولیس نے یا دیگر اشخاص نے جو مقدمہ کے ساتھ علاقہ رکھتے تھے جھوٹی گواہی کے بنانے مین کی ہین یا دیگر ایسے اقعات کے ثابت کرنیکے جنکے روسے استغاثہ کے تعقلہائے ظاہر ہوسکتے ہون ۔

نسبت دفعہ ۱۲۵ ایکٹ شہادت کے ہماری رائے یہ ہے کہ اسمین صرف یہ حکم ہے کہ عہدہ دار پولیس بطور گواہ کے اس امر کے بیان کرنے پر مجبور نہ کیا جائے کہ اُسنے کہان سے جرم کی نسبت اطلاع حاصل کی ہے ۔ دفعہ مذکور صریح طور پر کوئی علاقہ صورت حال کے ساتھ نہین رکھتی ۔

بالآخر یہ امر کہ دستاویزات زیر بحث اسم طور پر الفاظ دفعہ ۷۶ کی ذیل مین آتی ہین میری رائے مین بلاشبہ طور پر ظاہر ہوتا ہے ۔ اولاً فرد قرارداد جرم ایک "مسل" کم ازکم بعض افعال تحقیقات پولیس افسر کی نہین ہے ۔ نیز اگر فرض کیا جائے کہ وہ نہین ہے تو وہ بلاشبہ طور پر بذاتہ ایک ایسی دستاویز نہین ہے جو اُسکا ایک فعل بناتی ہو درحالیکہ وہ ایک خاص طریق پر عمل کرنے مین مصروف ہو یعنے ایک رپورٹ کے ارسال کرنے مین یہی ر پورٹ زیر دفعہ ۱۷۳ سے متعلق ہوتی ہے اور نہ یہ خیال کرنا درست ہے کہ کوئی اور رپورٹ دقوعہ پولیس نے دوران تحقیقات مین مجسٹریٹ کے پاس ارسال نہین کی کیونکہ مطابق قواعد صیغہ مذکور کے ایک پولیسمین پر جو تحقیقات کر رہا ہو لازم ہے کہ ایک رپورٹ اُسکے متعلق مجسٹریٹ کے پاس ارسال کرے (احکام مدراس پولیس آرڈر نمبر ۱۴۰ (سا) صفحہ ۸۰) اور نیز بروئے دفعہ ۱۷۴ مجموعہ مذکور کے ایک رپورٹ تحقیقات کے متعلق حکم دیا گیا ہے ۔ انکی نقول ملزم اشخاص کے واسطے نہایت ضروری ہین اور اسمین شبہ نہین ہوسکتا کہ رپورٹہائے مذکور افعال ملازمان سرکاری کی مسلہائے حسب منشاء دفعہ ۷۶ ہین ۔

ان جملہ وجوہات پر مین سوال مستفسویہ کا جواب اثبات مین دیتا ہون ۔

پارسنس صاحب جسٹس :۔ فیصلہ طلب سوال جیسا کہ مین اُسے سمجھتا ہون یہ ہے کہ آیا وہ شخص جو ایک جرم کے ملزم کے طور پر فرد قرارداد جرم مین موسوم کیا گیا ہو قبل تجویز کے اُن رپورٹہائے کا معائنہ کرنے یا اُنکی نقول لینے کا مستحق ہے جو پولیس نے مقدمہ کے متعلق کی ہون یعنے :۔ (۱) رپورٹ دقوعہ جو زیر دفعہ ۱۵۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری کیگئی ہو (۲) رپورٹ زیر دفعہ ۱۶۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری ارسال کردہ منجانب ماتحت عہدہ دار پولیس بجق افسر تھانہ اور (۳) فرد قرارداد جرم مرتب کردہ زیر دفعہ ۱۷۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری ۔

مین سمجھتا ہون کہ ایک نقل رپورٹ افسر تھانہ زیر دفعہ ۱۶۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری طلب نہین کیجاسکتی

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
اردو موگم

کیونکہ وہ ایک اقتباس ڈائری پولیس مین سے ہے جو خاص طور پر بموجب دفعہ ۱۷۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے محفوظ کیگئی ہے۔

میری یہ رائے ہے کہ استصواب ہذا کا جواب نفی مین دیا جانا چاہیئے۔

یہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ استحقاق مذکور کسی صریح قانون کے روسے عطا نہین کیا گیا لیکن حجت یہ کیگئی ہے کہ رپورٹہائے زیر بحث سرکاری دستاویزات حسب منشاء دفعہ ۷۴ ایکٹ شہادت ہند ہین اور کہ ہر ایک شخص جسکو دستاویز سرکاری کے مضمون کے ساتھ تعلق ہو ایک استحقاق اُسکے معائینہ کا رکھتا ہے اور کہ زیر دفعہ ۷۶ ایکٹ شہادت ہند ہر ایک شخص جو سرکاری دستاویز کے معائینہ کا مستحق ہو اُسکی نقل حاصل کرنیکا بھی مستحق ہے۔ یہ امر قابل لحاظ ہے کہ کل سوال اس امر پر مبنی ہے کہ آیا دستاویزات زیر بحث حسب منشاء دفعہ ۷۴ ایکٹ شہادت ہند سرکاری دستاویزات ہین۔ میری رائے مین وہ ایسی نہین ہین صرف ایک ہی جماعت دستاویزات جو دفعہ مذکور مین خاص کیگئی ہے جسکی کہ ذیل مین وہ آسکتی ہین "وہ دستاویزات ہین جو سرکاری عہدہ داران کے افعال یا اُنکے افعال کی مسل بناتی ہون" وہ افسران پولیس جو رپورٹہائے مذکور کو ارسال کرتے ہین بلاشبہ طور پر سرکاری عہدہ داران ہین لیکن میری یہ رائے نہین ہے کہ رپورٹہائے مذکور کسطرح بطور ایسی دستاویزات کے متصور ہوسکتی ہین جو اُنکے افعال یا افعال کی رپورٹ بناتی ہون۔ افسر پولیس کی ڈائری جو بموجب دفعہ ۱۷۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے رکھی جاتی ہے اُسکے اُن افعال کی مسل ہے جو اُسنے زیر مجموعہ ضابطہ فوجداری تحقیقات مین کئے ہون۔ اُسمین اُسکی روزانہ کارروائیات متعلق بہ تحقیقات درج ہوتی ہین۔ اُسمین وہ وقت درج ہونا چاہیئے جبکہ اُسکو اطلاع پہنچی ہو اور جبکہ اُسنے تحقیقات کو شروع اور ختم کیا ہو اور نیز وہ مقامات جنکا کہ اُسنے ملاحظہ کیا ہو اور اُن واقعات کا بیان جو اُسنے دوران تحقیقات مین معلوم کئے ہون۔ لیکن ڈائری مذکور بموجب دفعہ ۱۷۲ اُسکے صریح طور پر ملزم اور اُسکے ایجنٹان کے معائینہ سے محفوظ کیگئی ہے۔ نیز میری رائے مین بحث ہوسکتا ہے کہ آیا لفظ "افعال" مندرجہ دفعہ ۷۴ عام اور مشہور معنونین استعمال کیا گیا ہے نہ کہ اُن محدود اور اصطلاحی معنونین جیسا کہ دفعہ ۷۶ ایکٹ مذکور مین استعمال کیا گیا ہے۔ لیکن ہر ایک صورت مین میری یہ رائے ہے کہ رپورٹہائے زیر بحث کسی معنونین افسران پولیس کے افعال کی مسل نہین ہے۔ یہ امر صریح ہوگا اگر اُنکے مضامین پر حسب منشاء قانون غور کیا جائے۔ رپورٹ وقوعہ از دفعہ ۱۵۷ ایک ایسی رپورٹ ہے جو مجسٹریٹ کے پاس بدین بیان کیگئی ہو کہ افسر پولیس کو اطلاع پائے پر یا بصورت دیگر شک ہے کہ اُسکے حدود اختیار کے اندر ایک جرم قابل سماعت سرزد ہوا ہے اور اگر عہدہ دار پولیس مقدمہ کی تفتیش

۱۸۹۶ء

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند

بنام

اردو سو گم

کرنا غیر ضروری سمجھے تو اُسکو چاہیئے کہ اپنے نتیجہ کی وجوہات بیان کرے۔ یہ ایک مسل اُسکے افعال کی نہیں ہے بلکہ اُس اطلاع کی رپورٹ ہے جو اُسے دیگئی تھی۔ رپورٹ زیر دفعہ ۱۶۸ محض ایک رپورٹ منجانب ماتحت عہدہ دار پولیس یعنی افسر تہانہ در بارہ نتیجہ تحقیقات مقدمہ قابل سماعت ہے۔ وہ افسر تفتیش کنندہ کے کسی فعل کی مسل نہیں ہے۔ فرد قرارداد جرم وہ رپورٹ ہے جو مجسٹریٹ کے پاس زیر دفعہ ۱۷۳ بعد تکمیل تحقیقات کے ارسال کیگئی ہو۔ اُسمین اسما فریقین۔ نوعیت اطلاع اور اُن اشخاص کے نام جنکو واقعات مقدمہ کا علم ہو درج ہونے چاہئین۔ اور اُسمین بیان کیا جانا چاہیئے کہ آیا ملزم حراست مین بہیجا گیا ہے یا ضمانت پر رہا کیا گیا ہے۔ یہ رپورٹ افعال عہدہ دار پولیس کی مسل نہین ہے۔ اسمین شبہ نہین کہ اسمین ایک فعل افسر پولیس درج ہوتا ہے یعنے یہ کہ آیا اُسنے ملزم کو حراست مین سپرد کیا ہے یا کہ اُسکو ضمانت پر رہا کیا ہے لیکن وہ ایک سرکاری مسل فعل مذکور کی نہین ہے۔ فعل مذکور کی مسل کارروایات منظوری یا نامنظوری ضمانت ہے نہ کہ کارروایات مذکور کی رپورٹ بنام مجسٹریٹ۔ پس مین نتیجہ نکالتا ہون کہ کوئی رپورٹ زیر بحث افسران پولیس کے افعال یا اُنکی رپورٹ حسب منشاء دفعہ ۷۴ ایکٹ شہادت ہند نہین ہے۔ اسلئے وہ سرکاری دستاویزات نہین ہین اور ملزم کو کوئی حق در بارہ اُنکے معائنہ یا حصول اُنکی نقول کے حاصل نہین ہے۔

جہانتک کہ مینے رپورٹ ہائے مذکور کا حوالہ دیا ہے اُنسے ظاہر ہوتا ہے کہ اُنمین صرف وہ اطلاع درج ہے جسکے اُنمین درج کئے جانیکی ہدایت مجموعہ مذکور کے رو سے کیگئی ہے۔ مگر بطور امر واقعہ کے وہ اسقدر وسیع کیگئی ہین کہ اُنمین مجموعہ مذکور کی ہدایت سے بہت زیادہ امور درج ہین مثلاً رپورٹ وقوعہ اور فرد قرارداد جرم دونو مین ایک ایسا خانہ موجود ہے جسمین اُن اشخاص کے نام درج کئے جاتے ہین جنسے کہ اطلاع حاصل ہوئی ہے۔ دفعہ ۱۲۵ ایکٹ شہادت ہند مین صریح طور پر حکم ہے کہ کوئی مجسٹریٹ یا افسر پولیس اس امر کے بیان کرنے پر مجبور کیا جائیگا کہ کہانسے اُسنے کسی جرم کے سرزد ہونیکی اطلاع پائی ہے۔ اسلئے بہر صورت ایک ملزم کو کوئی حق نسبت معائنہ یا حصول نقل اندراج مذکور کے حاصل نہین ہو سکتا۔ ایسا ہی رپورٹ وقوعہ مین اُن اشخاص کے نام جنپر شک ہو درج کئے جاتے ہین اور فرد قرارداد جرم مین وہ مکانات جنکی تلاشی لیگئی ہو اور دیگر ایسے امور درج ہوتے ہین جنسے ملزم کا کوئی تعلق نہین ہوتا۔ یہ امر صریح ہے کہ وہ کوئی استحقاق نسبت حاصل کر لینے نقول ایسے اندراج متعلق بہ اشخاص ثالث کے نہین رکہتا۔ لیکن اگر ملزم اس امر کا مستحق ہو کہ ایک نقل رپورٹہائے مذکور کی اُس حد تک حاصل

کرے جہانتک کہ اُسکا اُنکے ساتھ تعلق ہو تو میری رائے مین اُسکا استحقاق مذکور اسوجہ سے زائل نہین ہوسکتا کہ اُنہین چند امور اشخاص ثالث کے متعلق یا ایسے امور درج ہین جنکا اُنہین بیان کیا جانا قانوناً ضروری نہین ہے - مگر مجسٹریٹ مجاز ہے کہ صرف اُسقدر حصہ کی نقل عطا کرے جسکا کہ تعلق سائل کے ساتھ ہے اور جسکا ظاہر کیا جانا قانوناً ممنوع نہین -

حجت یہ کیگئی ہے کہ اگر ایک حکم رپورٹ وقوعہ یا فرد قرارداد جرم پر ملزم کے متعلق صادر کیا گیا ہو تو وہ فی الحقیقت دستاویز مذکور کی نقل کا مستحق زیر دفعہ ۵۴۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری ہے - یہ امر صرف اُسصورت مین درست ہوگا اگر مجسٹریٹ صادر کنندہ حکم اُسوقت ایک "عدالت فوجداری" ہو - میری رائے مین یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا ایک مجسٹریٹ (خواہ ایسے جرم کی سماعت کا اختیار حاصل بھی ہو) بطور ایک "عدالت" کے متصور ہوسکتا ہو قبل اسکے کہ تجویز شروع ہوئی ہو - وہ بلاشبہ طور پر اُسوقت ایک "عدالت" نہین ہے جب اُن جرائم کی تحقیقات کر رہا ہو جنکی تجویز کا اختیار اُسکو حاصل نہو مثلاً مقدمات سشن مین (دفعہ ۹ استثنیٰ (د) و دفعہ ۲۰ مجموعہ تعزیرات ہند) اسلئے اس وسیع اور اہم جماعت مقدمات کے ساتھ دفعہ ۵۴۸ کوئی علاقہ نہین رکھتی - لیکن سوال مذکور ہمارے روبرو پیش نہین ہے اور میرے لیئے اُسپر مزید غور کرنا ضروری نہین ہے -

مجھے کوئی قانون یا طریق عمل ایسا معلوم نہین ہے جسکے بموجب ایک ملزم کو انگلستان مین یہ اختیار دیا گیا ہو کہ قبل اپنی تجویز کے اُن رپورٹہاے کی نقل حاصل کرے جو پولیس نے دوران تحقیقات مین کی ہون اسمین شبہ نہین کہ رشتہ پولیس و مجسٹریٹ ہر دو ممالک مین مختلف بنا پر مبنی ہے - لیکن یہ امر غیر اغلب معلوم ہوتا ہے کہ اگر واضعان قانون ہند کا یہ منشا ہوتا کہ ملزم کو قبل تجویز کے رپورٹہاے پولیس متعلق مقدمہ کے معائنہ کا اختیار دیا جائے تو غرض مذکور صریح الفاظ مین بیان کیجاتی -

میری رائے مین جسقدر استحقاق کہین صریح طور پر بذریعہ قانون کے عطا نہین کیا گیا وہ بذریعہ دفعات ۷۴ و ۷۶ ایکٹ شہادت ہند سے مفہوم ہوسکتا ہے -

اسلئے مین استصواب پیش کا جواب نفی مین دیتا ہون -

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر امنا ایار صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

۸ جنوری سنہ ۱۸۹۷ء

سری راجا چلی کانی و نکٹا رامنا یا ماگرو (مدعی بمقدمہ ابتدائی ۸ و مدعا علیہ بمقدمہ ابتدائی ۱۲ سنہ ۱۸۹۳ء) اپیلانٹ

بنام

ایاراؤ بہادر گرو و یکسس دیگر (مدعا علیہم بمقدمہ ابتدائی ۸ سنہ ۱۸۹۳ء) رسپانڈنٹان بمقدمہ

ایاراؤ بہادر گرو (مدعی بمقدمہ ابتدائی ۱۲ سنہ ۱۸۹۳ء) رسپانڈنٹ بمقدمہ

دہرم شاستر ـ مسدود شدہ وراثت ـ وراثت جو نواسہ کے نام منتقل ہوتی ہو ـ پس ماندگی قیاس انتقال بحق شریک

ایک ہندو متوفی نواسے اپنے نانا کی جائداد کو بطور ایک ایسی وراثت کے حاصل کرتے ہیں جو مسدود ہونیکی ہے اور اسلئے وہ اُسی بالاستحقاق پس ماندگی کے حاصل کرتے ہیں ـ

جہانکہ وہ جائداد جو ایسے اشخاص کے مشترک قبضہ میں ہو جو ایک خاندان مشترکہ اہل ہنود بناسکتے ہوں ابتدا ایک جداگانہ جائداد ہو وہان یہ قیاس پیدا نہیں ہوسکتا کہ ایسی جائداد بعد مین جائداد مشترکہ ہوگئی تہی ـ

متایان چپی بنام سولگوی زمیندار (۱) دسو النگا زمیندار بنام لکشن (۲) کی نسبت شک کیا گیا ـ

اپیل نبارامنی ڈگری ہائے جی ٹی میکنزی صاحب ڈسٹرکٹ جج گوداوری نبالشات ابتدائی ۸ و ۱۲ سنہ ۱۸۹۳ء +

وہ واقعات جو اغراض رپورٹ ہذا کے واسطے ضروری ہین تجویز ہائیکورٹ سے ظاہر ہوتے ہین ـ

بہشیام ہیا گرو پتاپی رام ایارو و نکٹا راما سرما و سیشا چیر یر و سبرامنیا ایار منجانب اپیلانٹ بمقدمہ اپیل ۱۶۴ +

مسٹر وڈبرن و رامچندر راؤ صاحب سبا راؤ و سندر ایار و سیشا گری راؤ و کپو سامی ایار منجانب رسپانڈنٹان +

ایڈووکیٹ جنرل (آنریبل مسٹر سپنکسر برمین) و و نکٹا راما سرما منجانب اپیلانٹ بمقدمہ اپیل ۱۶۵ +

مسٹر وڈبرن و رامچندر راؤ صاحب سبا راؤ و سندر ایار و سیشا گری راؤ منجانب رسپانڈنٹ +

بمقدمہ اپیل ہائے نمبر ۱۶۴ و ۱۶۵ سنہ ۱۸۹۵ء

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۳ صفحہ ۳۷۰

(۲) " " " " صفحہ ۱۸۹

۱۸۹۷ء

سری راجا چلی کانی وینکٹا رامنیا یا گرو
بنام
اپا راؤ بہادر گرو

تجویز - متعلق بندولبست شدہ محالہائے حکیم پیٹا و دوسنالور و ورایاورام جو جائداد کے زیر بحث مین شامل ہیں بنائیت اہم جائداد
ہائے ہین ابتداءً وینکٹا راؤ کی ملکیت تہیں جو ماہ جولائی ۱۸۶۹ء مین فوت ہوا تہا - وہ ایک بیوہ وینکیا ما اور ایک
دختر چلی کانی وینکٹا رامنیا ما اور اُس دختر کا سب سے بڑا پسر نلادری چھوڑ کر فوت ہوا تہا - وینکیا مانے وارث
ہونیکا دعوے کرکے اُسکی کل جائداد کا قبضہ حاصل کرلیا اور وہ اوسپر اپنی وفات موقوعہ جولائی ۱۸۷۵ء تک
قابض رہی - ازان بعد وینکٹا رامنیا ما جائداد کی وارث ہوئی اور ماہ جولائی ۱۸۸۴ء مین فوت ہوگئی اور اپنے پیچہے
اپنے شوہر سامی راؤ کو اور نلادری محولۂ بالا اور دوسرے پسر اپا راؤ کو اور نیز تین دختران کو چھوڑ گئی آخری چار
اشخاص وینکٹا راؤ کی وفات کے بعد پیدا ہوئے تہے - بر وقت وفات اپنی مان کے اپا راؤ کی عمر ۱۳ سال
کی تہی اور نیلدری کی عمر ۱۹ سال کی تہی اسلئے وہ نابالغ تہا مگر وہ ابتک بطور نابالغ کے متصور کیا جاتا
تہا اور سامی راؤ جو بعد وفات وینکٹا راؤ کے جائداد کا اہتمام کرتا رہا تہا اُسکے ہر دو پسران کیطرف سے
جائداد کا اہتمام کرتا رہا - یہہ امر صحیح طور پر معلوم نہیں ہوتا کہ کب تک اُسکا اہتمام جاری رہا تہا - مگر شہادت
سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی وقت قبل ۱۸۸۹ء کے نیلدری نے اہتمام اپنے ہاتہہ مین لے لیا تہا اور وہ
خود اپنی طرف سے اور نیز اپا راؤ کیطرف سے اہتمام کرتا رہا تہا - لیکن ۱۸۸۹ء مین جبکہ اپا راؤ نے سن بلوغ
حاصل کیا تہا ہر دو برادران مشترک طور پر جائداد کا انتظام کرتے تہے اور وہ ماہ ستمبر ۱۸۹۲ء تک
ایسا ہی کرتے رہے جبکہ نیلدری بلا اولاد نرینہ کے فوت ہوگیا - اور ایک بیوہ وینکٹا رامنیا ما اور
دو دختران چھوڑ گیا - بیوہ مذکور نے بیان کیا ہے کہ نیلدری نے اپنے بستر مرگ پر ایک وصیت (دستاویز
ث) تحریر کی تہی - لیکن اُس سے اپا راؤ نے انکار نہین کیا - سامی راؤ ۲۸ نومبر ۱۸۹۲ء کو فوت
ہوا تہا - سامی راؤ کی وفات تک بیوہ مذکور اور اپا راؤ کے مابین کوئی تنازعہ نہتا اور شخص اول الذکر
کا دعوے نسبت ایک نصف کل جائداد مذکور کے شخص موخر الذکر نے تسلیم کیا تہا اور دونو جائداد
مذکور پر مشترک طور سے قابض رہے تہے - لیکن بباعث تنازعات کے پیدا ہونیکے وہ سامی
راؤ کی وفات کے تہوڑے عرصہ بعد جائداد سے بیدخل کیگئی تہی - اس پر وہ دو نالشات جنکے
باعث یہہ اپیلہائے رجوع کئے گئے ہین دائر کیگئی تہیں -

اُنمین سے ایک نالش نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۹۳ء (اپیل نمبر ۱۲۵ سنہ ۱۸۹۵ء) مین اپا راؤ نے مبینہ وصیت (دستاویز ک و) کے
منسوخ کرانیکا دعوے کیا تہا اور دوسری نالش ابتدائی نمبر ۸ سنہ ۱۸۹۳ء (اپیل نمبر ۱۲۴ سنہ ۱۸۹۵ء) مین بیوہ نے کل
جائداد نیلدری کے قبضہ کا دعوی کیا تہا صاحب جج ضلع نے ہر دو نالشات مین بخلاف بیوہ کے فیصلہ کیا تہا

سنہ ۱۸۹۷ء
مسری راجا علی کانی
دنکیٹا راسنا یا نائگرو
بنام
ابا راڈ بہادر گرو

اور ہر دو ڈگریہای کی ناراضی سی اُسنے اب اپیل کیا ہے اور ابا راؤ رسپانڈنٹ ملا ہی - نالش ابتدائی ملا سنہ ۱۸۹۳ء مین اپیلانٹ (دونکیٹا راسنا یا) نی اپنے دعوی کو دنکیٹا راؤ کی وصیت (دستاویز الف) مورخہ ۹ ستمبر سنہ ۱۸۶۶ء پر مبنی رکہا تہا جو تحریر کئی جانیکے بعد فوراً سپہر رجسٹرار ضلع کے دفتر مین داخل کیگئی تہی اور جو اوسوقت سی ابتک وہین تہی اور نیز دستاویز ٹ مبینہ وصیت نیلدری مورخہ ۳ ستمبر سنہ ۱۸۹۲ء پر اپنے عرضیدعوی مین اُسنے علے سبیل البدلیت یہہ ہی استدعا کی کہ اگر اسکا دعوی بنسبت تمام جائیداد کے ناقابل قیام قرار دیا جائے تو اوسکو ایسے حصہ کی ڈگری عطا کیجانی چاہئے جسکی کہ وہ مستحق پائی جائے -

اہم جوابدعوای رسپانڈنٹ ملا کا بنسبت دستاویز الف کے یہہ تہا کہ وہ منسوخ کیگئی تہی اور بنسبت دستاویز ٹ کے یہہ کہ وہ اصلی یا جائز نہین ہے - مناسب ہے ہوگا کہ معاملات متعلق بہ بحث دربارہ دستاویز ٹ کہ اُسوقت تک ملتوی رکہا جائے جب تک کہ اپیل ۱۶۵ (ابتدائی نالش ۱۲ سنہ ۱۸۹۳ء) پر غور نکیا جائے +

اسلئے فیصلہ اول فیصلہ طلب یہہ ہے کہ آیا دستاویز الف منسوخ کیگئی تہی - ایکٹ وصیت اہل ہنود مقدمہ ہذا سے متعلق نہین ہوتا اور کوئی خاص طریق منسوخی کا مقرر نہیں کیا گیا - منسوخی مطابق کسی اور سوال امر واقعہ کے شہادت سے ثابت کیجا سکتی ہے گو اسمین شبہہ نہین کہ محض زبانی شہادت ایک ایسے معاملہ مین نہائیت احتیاط سے لیجانی چاہئیے یہہ امر کہ بروئے کامن لا کے کونسی بات منسوخی کی حد تک پہنچتی ہے صحیح طور پر مقدمہ ڈیوم ریڈ بنام ہیرس (۱) محولہ منجانب رسپانڈنٹ ملا مین ظاہر کیا گیا ہے - مقدمہ مذکور مین ڈینمان صاحب چیف جسٹس لے اپنے فیصلہ مین یہہ رائے ظاہر کی ہے کہ "کسیقدر شبہہ اس امر کے متعلق کیا گیا ہے کہ آیا کوئی اظہار بلا استعمال لفظ "منسوخی" کے کافی ہوسکتا ہے لیکن کامل غور کرنیکے بعد ہم اسطرح پر موصی کے اختیارات منسوخی کو محدود کرنا ناممکن سمجہتے ہین اور کہ کوئی ہم مضمون لفظ یا الفاظ یا عبارت غرض مذکور کیواسطے کافی ہوگی -

" لیکن مزید برآن ہم سی اس امر پر غور کرنیکی استدعا کیگئی ہے کہ آیا بلا کسی عبارت کے ایک موصی اپنے طریق عمل سے جو اُسنے ظاہر کیا ہو وصیت کو منسوخ کرسکتا ہے اور یہہ امر معلوم ہوتا ہے کہ اس امر کی تحقیقات کی حد پہنچتا ہے کہ آیا طریق عمل سے مثبت نیت ظاہر ہوتی ہے - اگر ایسا ہے تو کسی خاص عبارت کے استعمال کرنیکی کوئی ضرورت نہیں ہوتی - کوئی امر اس سے زیادہ تر آسان نہین ہے کہ ایسے خیالات اور کارروائیات متعلق بہ وصیت مفہوم کئے جائیں جنسے کامل طور پر یہہ یقین ہوتا ہو کہ موصی کا منشاء وصیت کو منسوخ کرنیکا تہا اور کہ آیا اوسنے اون وسائل سے ایسا ہی کیا تہا جو اُسنے غرض مذکور کیواسطے

(۱) ریورٹ اڈالفس و ایوالس صاحبان جلد ۸ صفحہ ۱۱

سنہ ۱۸۹۶ع۔
سری راجا چلی کانی وینکٹا رمنایا ماگر بنام ایا راؤ بہادر گرو

گئی ہے - لیکن اگر وہ شخص جسکو بر وقت ارادہ حال کے منسوخ کرنیکا اختیار حاصل ہے در اصل ارادہ مذکور کو ظاہر کرے تو یہ امر صریح معلوم ہوتا ہے کہ فعل منسوخی کا ہر ایک جزو مکمل ہوگیا ہے ۔

پس قاعدہ متعلق بہ این امر حسب مذکورہ بالا ہے تو آیا شہادت موجودہ سے رسپانڈنٹ ۱ کا یہ عذر ثابت ہوتا ہے کہ گو دستاویز الف ہمیشہ سے رجسٹرار کے دفتر مین رہی ہے تاہم وہ در اصل منسوخ کیگئی تھی؟ - وہ شہادت جو اسکی تائید مین ہے در اصل گواہان ۱ و ۲ منجانب رسپانڈنٹان کی شہادت ہے اور نیز بعض واقعات متعلق استعمال و انتقال جائداد محولہ وصیت مذکور - دستاویز ۳۲ ایک نقل وکالت ہے جسکا ذکر گواہ ۱ نے کیا ہے جسکے شہادت مین پذیرائی کی جانیکی نسبت اپیلانٹ نے درست طور پر عدالت ماتحت و عدالت ہذا مین اسوجہ پر عذر کیا ہے کہ حسب منشاء قانون اصلی دستاویز پیش نہیں کیگئی۔ غور نکیا جانا چاہیئے -

اب ہم ان دو گواہان کی شہادت پر غور کرتے ہین جنپر انحصار کیا گیا ہے - گویا گواہ ۱ ایک وکیل ہے جسکو وینکٹا راؤ نے اپنے کاروبار قانونی کے کرنیکو واسطے مارچ ۱۸۶۶ع سے مقرر کیا تھا یعنی تحریر وصیت مذکور سے قریبا چھ مہینے قبل اسکی شہادت کا اہم جزو خود اسی کے الفاظ مین بیان کیا جانا چاہیئے "پہلے مہینے میں ... وینکٹا راؤ نے ایک وصیت تحریر کی ہے اُسنے مجھسے وصیت کے متعلق ذکر کیا تھا اُسنے مجھسے کہا تھا کہ اُسنے وصیت اور پٹہ جات کو منسوخ کر دیا ہے اور اُسنے بیان کیا تھا کہ وہ مجھے اختیار دیگا کہ وصیت رجسٹرار کے دفتر سے واپس لے اُسنے بیان کیا تھا کہ اُسنے پٹہ جات واپس لئے ہین اُسنے بیان کیا تھا کہ وہ مجھے وکالت دیگا اُسنے وکالت مذکور کی رجسٹری کرائی تھی - مینے وصیت مذکور رجسٹرار کے دفتر سے واپس نہیں لی - مین فوراً رجسٹرار کے دفتر مین جانیکے قابل نہ تھا کیونکہ مین بیمار ہوگیا تھا - وکالت مذکور جگم پیٹا مین تحریر کیگئی تھی اور مین اُسے بیدا پور مین لیگیا تھا نیلا چلم نے مجھسے وکالت مذکور کے واپس کرنیکو کہا تھا کیونکہ اُسنے سنا تھا کہ مین بیمار ہون - اُسنے کہا تھا کہ وہ کسی اور شخص کو بھیجدیگا - نیلا چلم ایک اونٹی کا بیٹا ... کے صاحب تھا اور وہ تابع وینکٹا راؤ کی جائداد کا اہتمام کرتا تھا وہ وینکٹا راؤ کا ایک معتمد ملازم تھا مینے اوسکو وکالت واپس کر دی تھی نیلا چلم فوت ہوگیا ہے " گواہ ۲ اور نیلا چلم کے ماموں نے بیان کیا تھا کہ وہ وینکٹا راؤ کا ایک ملازم ہے اور کہ وہ اُسوقت حاضر تھا جب نیلا چلم نے وینکٹا راؤ کو اطلاع دی تھی کہ وہ وصیت لے آیا ہے اور اسپر وینکٹا راؤ نے کہا تھا کہ "اُسے پہاڑ ڈالو" اور نیلا چلم نے اُس کاغذ کو پہاڑ دیا تھا جسکی نسبت

بسنہ ۱۸۹۷
سری راجا بلی کانی
وینکٹا رمنا یا گرو
بنام
ایاراؤ بہادر گرو

اُسنے وینکٹا راؤ کو یقین دلایا تہا کہ وہ وصیت ہے - اب ہم اُس موازنہ کیطرف غور کرتے ہین جو گواہان مذکور کی شہادت کو دیا جانا چاہیئے - معلوم ہوتا ہے کہ گویا کا کوئی تعلق ذیقین تنازعہ کے ساتہہ نہیں ہے وہ بالکل بلا واسطہ ہے اور اُن سوالات جرح سے جو اُسپر کیگئی ہین کوئی وجہ اُسکی شہادت کو غیر معتبر سمجہنے کی ظاہر نہین ہوتی جسکی کامل تائید اس امر واقعہ سے ہوتی ہے کہ ایک وکالت دربارہ واپسی وصیت از دفتر رجسٹرار وینکٹا راؤ نے ۲۱ نومبر ۱۸۶۷ء کو تحریر کی تہی جو ۲۴ تاریخکو رجسٹری کیواسطے پیش کیگئی تہی اور بعد مین حسب ضابطہ درج رجسٹر کیگئی تہی (دستاویزات نمبر ۱۰ الف) وہ گفتگو جسکی نسبت گواہ مذکور نے بیان کیا ہے کہ اوسکی اور وینکٹا راؤ کے مابین ہوئی تہی اغلباً عملمین آچکی ہے - لیکن گواہ نمبر ۵ کا بیان بذاتہ ایسا عجیب ہے کہ اُسپر بصورت عدم موجودگی تائید کے انحصار نہین کیا جاسکتا اور اُسکی تائید کسی امر سے نہیں ہوتی - اسمین شبہہ نہین کہ دو امور پر بطور اُسکی تائید کے انحصار کیا گیا ہے - بیان اول یہہ ہے کہ بعض کاغذات متعلق بہ تنسیخ عطیہ جات اراضی محولہ وصیت مذکور جنمین سے ایک بحق وینکٹا راؤ کی ہمشیر اور دوسرا بحق اُسکے پسران کے تہا جو قریباً اُسی وقت کئے گئے تہے جبکہ وصیت تحریر کیگئی تہی فریبانہ طور پر کاغذات کلکٹری مین سے کسی وقت قبل ۱۸۷۱ء کے نکالی گئی تہی (دستاویز نمبر ۲۹) دوسرا یہہ امر واقعہ ہے کہ وینکیا ماںنے اُسی سال مین یہہ شکایت (دستاویز نمبر ۱۸) کی تہی ایسا فریبانہ طور پر کاغذات کا نکال لینا نیلا چلم اور وینکٹا راؤ کی ہمشیرہ کی تحریک سے کیا گیا ہے لیکن ہماری یہہ رائے نہیں ہے کہ امور مذکور بطور ایسے امور کے تسلیم کئے جاسکتے ہین جنسے کوئی اہم تائید نکات مذکور کی ہوتی ہو حکایت مذکورسے اگر وہ درست ہے تو یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ نیلا چلم نے ایک سخت فریب اپنے باپ کے ساتہہ کیا تہا جسکا کہ اُسپر بہت اعتماد تہا - یہہ ثابت نہین کیا گیا کہ نیلا چلم کی اسطرح پر وینکٹا راؤ کو دہوکا دینے مین کیا غرض تہی ظاہر یہہ کیا گیا ہے کہ اُسنے یہہ کام اس امید پر کیا تہا کہ وہ وصیت پر انحصار کرکے بعد وفات وینکٹا راؤ کے اُس عوسہ کی تائید کریگا جسکے دربارہ جائیداد کرنیکا منشاء اُسکے دلمین تہا جسکے کہ عطا کرنیکا ذکر وصیت مین کیا گیا تہا لیکن جسکا استحقاق زائل ہوگیا تہا اور اُسکی شہادت گم شدہ کاغذات سے ملتی تہی - اظہار مذکور پر بلا ضرر طور سے عمل نہیں کیا جاسکتا - بخلاف ازین اپیلانٹ کیطرف سے یہہ حجت کیگئی ہے کہ نیلا چلم کا فائدہ اس امر مین تہا کہ وصیت ضائع کیجائے کیونکہ اُسصورت مین وہ بطور ایک ولد الحرام اپنے لئے ایک حصہ جائداد وینکٹا راؤ کا دعویٰ بشمولیت اُسکی بیوہ یا دختر یا نواسہ کے کرسکتا تہا

سنہ ۱۸۹۷ء
سری راجا چلی کانی
دینکٹا رامنایا گرو
بنام
امارا و بہادر گرو

حجت مذکور نہایت کمزور ہی کیونکہ یہہ ثابت نہین کیا گیا کہ تعلق مابین نیلا چلم کی ماں اور ونکیٹا راو کے ایسی قسم کا تہا جسکے رو سے نیلا چلم کو بحیثیت ولد الحرام لیپر کے استحقاق وراثت بروے دہرم شاستر کے حاصل ہوتا تہا اور نہ یہہ ثابت کیا گیا ہے کہ نیلا چلم کا یہہ خیال تہا کہ اُسکو ایسا دعوی کرنیکا حق حاصل تہا۔ ہماری رائے مین گواہ ہشتم کی شہادت ناقابل اعتبار اور بلا تائید تہی اسلئے وہ نامنظور کیجانی چاہیئے اور یہہ امر واقعہ کہ دستاویز الف رجسٹرار کے دفتر سے واپس لیجا کر ضائع کی گئی تہی ناثابت شدہ قرار دیا جانا چاہیئے۔

مگر وہ امر واقعہ منسوخی مذکور کے برخلاف قطعی نہیں ہی اور اب ہمکو یہہ دیکھنا چاہیئے کہ کس حد تک شہادت متعلق بہ استعمال و انتقال جائیداد منسوخی کو ثابت کرتی ہی۔ وصیت مین ان عطیہ جات جائیداد کا حوالہ دیا گیا ہی جو پہلے سی بعض رشتہ داران و اولاد ونکیٹا راو کے حق مین کئی گئی تہی اور باقی جائیداد اُسکی بیوہ ونکیا کے حق مین چہوڑی گئی ہی اور بعد بیوہ مذکور کے اُسکی دختر ونکیٹا رامنیاما اور اُسکے نواسہ نیلدری کے حق مین۔ عطیہ جات کے دوران حیات مین سی نہایت اہم عطیہ جات وہ ہین جو علے الترتیب بحق موصی کی ہمشیرہ اور بحق اُسکے ولد الحرام لیپران بشمولیت نیلا چلم کے کئی گئی تہے اور نیز بحق موصی کی دختر ونکیٹا رامنیاما کے۔ اُسکی ہمشیرہ نے ایک گانو حاصل کیا تہا جسکی کل سالانہ آمدنی قریباً للعہ روپیہ تہی اور لیپران نے ایک اور گانو لیا تہا جسکی آمدنی قریباً عمہ روپیہ تہی اور دختر نے دو مواضعات جنکی آمدنی قریباً مہ روپیہ فی سال تہی (دستاویزات ۳۲ و ۳۳ و ۳۴) بیانات مندرجہ وصیت سے ظاہر ہوتا ہی اور نیز ونکیٹا راو کے عطیہ دستاویز ۳۳ سی جو اُسکی ہمشیرہ کے حق مین تہا کہ جس امر سے دراصل اُسکو عطیہ ہائے مذکور کے کرنیکی تحریک ہوئی تہی وہ اُسکا سنہ ۱۸۶۶ء مین سخت بیمار ہونا تہا۔ مگر ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۶۶ء مین ونکیٹا راو بالکل اچہا ہو گیا تہا اور اُسنے اپنا ارادہ عطیہ جات مذکور کی نسبت تبدیل کر لیا تہا اور اُسنے معطی الہم کو تحریک کی تہی کہ اپنے حقوق بروے عطیہ ہائے مذکور (دستاویزات ۳۴ الف و ۳۵) کو ترک کر دین یہہ امر ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۶۷ء مین کیا گیا تہا۔ اُسکے دوسرے ماہ مین دینمہ اونیہ گوریا کو وصیت کے واپس لینے کے واسطے مقرر کیا تہا اور ایک وکالت اُسکے حق مین غرض مذکور کے لئے تحریر کی تہی اور اُسکی رجسٹری بہی کرا لی تہی۔ یہہ خیال کر کے کہ ہر سہ عطیہ جات اور وصیت قریباً ایک ہی وقت مین تحریر کی گئی تہی یعنے مابین ۶ اور ۱۴ ستمبر کے اور کہ اول الذکر دستاویز کی منسوخی کے تہوڑی مدت بعد وصیت کے دفتر رجسٹرار سی واپس لینے کی کارروائی کی گئی تہی اسلئے حجت یہہ کیگئی ہے کہ اُسکا نتیجہ یہہ ہے دینکٹا راؤ اسوجہ سے وصیت کو واپس لینا چاہتا تہا کہ وہ بہی منسوخ کیگئی تہی لیپ گو وہ واقعات جنپر بحث مذکور مبنی ہے درست ہین تاہم وہ نتیجہ جو اُنسے اخذ کیا گیا ہی ہرگز تعطی نہیں ہے

سنہ ۱۸۹۰ء
سری راجا چلیکانی
وینکٹا رامنیاما گرو
بنام
اپاراؤ بہادر گرو

باانیہمہ وہ کسیقدر موازنہ کا مستحق معلوم ہوتا ہی جب اُس پر روشنی کے لحاظ سے غور کیا جائے جو اس معاملہ پر وینکیاما کے طریق عمل سے پڑتی ہی اور نیز وینکٹا رامنیاما اور پیلدری کے طریق عمل سے اور بروے اُن آرا کے جو اُنہوں نے اُن حقوق کے متعلق اختیار کی تہین جنکے رو سے وہ زمینداری پر عرصہ ۳۲ سال سے قابض تہے جو عرصہ کے مابین وفات وینکٹا راؤ اور وفات پیلدری کے منقضی ہوا تہا۔

پس وہ آرا جو اُنہوں نے اختیار کی تہیں کیا تہین۔ تین یوم بعد وفات اپنی شوہر کے وینکیاما نے کلکٹر گوداوری کے نام ایک چٹھی حسب ذیل الفاظ مین تحریر کی تہی : "میرا شوہر سری راجہ راؤ وینکٹا راؤ بہادر گرو بیمار رہتا اور بباعث بیماری کے وہ ۲۲ ماہ حال کو فوت ہوگیا ہے۔ میری ایک دختر مسماۃ چلیکانی وینکٹا رامنیاما اور ایک نواسہ چلیکانی وینکٹا پیر پیلادری راؤ بعمر ۹ سال اور ایک نواسی وینکیاما بعمر ایکسال ہی مین قانوناً کل جائداد شوہری کی وارث ہوں۔ مین آج سے کاروبار کا اہتمام کرونگی۔ اسلئے مین مستدعی ہوں کہ آپ مہربانی کرکے متاہاے جگا میتیا و دونتو لورو وراپا ورام کو جو میرے شوہر کے نام پر درج ہین میرے نام پر درج کرکے مجھے ایک ہیمت (تحریری اختیار وصولی مالگذاری) عطا کرینگے ......" بروے حکم بورڈ مال کے جائداد ہاے مذکور وینکیاما کے نام پر درج کیگئی تہین جسکا ذکر رجسٹر کے خانہ نہم مین جسکا عنوان "طریق انتقال بروے بیع یا ہبہ یا بصورت دیگر" ہے اسطرح کیا گیا تہا کہ اُسنے جائداد کو "وراثتاً" حاصل کیا ہے۔ جائداد مذکور پر عرصہ چہہ سال کے قریب قابض رہکر وینکیاما بیمار ہوگئی اور اُسنے سب کلکٹر گوداوری کو ایک خط ۱۴ جولائی ۱۸۷۵ء کو حسب ذیل تحریر کیا : "اسلئے مجھے یقین نہیں ہے کہ مین زندہ رہ سکوں اسلئے مین آپکو اپنی کل جائداد کے متعلق ہدایت کرتی ہوں۔ میری ایک دختر مسماۃ سری راجہ چلیکانی وینکٹا رامنیاما ہے وہ میری زمینداری کی اصلی وارث ہی جسمین جگا میتیا و دونتالور وریا ورام محالہائے شامل ہین۔ اور نیز کل دیگر جائداد ہاے منقولہ و غیر منقولہ کی۔ اسلئے مین مستدعی ہوں کہ استحقاق زمینداری اُسکے نام پر درج رجسٹر کیا جانا چاہئے" ۱۷ ماہ مذکور کو خود وینکٹا رامنیاما نے اُسی افسر کو اپنی ماں کی وفات کی اطلاع دی اور بعد ظاہر کرنے اس امر کے کہ "مین کل جائداد ہاے منقولہ و غیر منقولہ مملوکہ مادر خود کی وارث بازگشت ہوں" یہہ استدعا کیگئی تہی کہ رجسٹری کا داخلخارج اُسکے نام سے بطور وارث کے کیا جاے (دستاویز ۵)

۱۸۹۶ء

سری ٹھاچلی کائی
ونکٹا رمنیا ماگرو
بنام
اپاراؤ سابد گرو

بالآخر ۲۷ جون ۱۸۸۹ء کو ونکیا رامنیا ماں نے کلکٹر ضلع کو یہہ اطلاع دی کہ وہ بیمار ہوگئی ہے اور کہ اُسی بیماری سے نجات پانیکی امید نہین ہے اور کہ اُسنے اپنی دو دختران کو بعض جائداد عطا کی ہے اور یہہ بیان کیا ہے "بعد میری وفات کے میرے دو پسران اصلی وارث میری جائداد کے ہین اور نیز میری تمام جائداد ہائے منقولہ وغیر منقولہ کے۔ (دستاویز ۲) یہی رائے ایسی ہی صریح الفاظ مین خود نیلادری نے بھی اپنی چٹھی بنام کلکٹر مورخہ ۹ جولائی ۱۸۹۱ء مین ظاہر کی تھی جسکے رو سے اُسنے اپنی ماں کی وفات کی اطلاع دیکر یہہ استدعا کی تھی کہ جائداد ہائے اُسکے اور رسپانڈنٹ ۱ کے نام پر درج رجسٹر کیجائیں اور ایسا ہی کیا گیا تھا۔ اِن ہر سہ موقعون پر وصیت پر کوئی انحصار نکیا گیا تھا الا نیلادری کی وفات موقوعہ ۱۸۹۲ء سے ایک ماہ پہلے۔ ایسا طریق عمل منجانب تین پے درپے قابضان جائداد کے نہایت قوی طور پر بخلاف دعوے اپیلانٹ کے ظاہر کرتا ہے جسکی وجہ سے اُسکی اسطرح پر تشریح کرنیکی کوشش کی ہے کہ ونکیاما ور ونکیا رامنیا ما اور نیلادری کو وصیت اور احکام کی نسبت کچھ علم نتہا۔ یہہ بیان عرضیدعوے کے مطابق نہیں ہے کیونکہ اُسمین یہہ بیان کرکے کہ نیلادری کو اُس انتظام کا بالکل علم نتہا جو ونکیا راؤ نے کیا تہا اس امر کے بیان کرنیسے احتناب کیا گیا ہے کہ لاعلمی مذکور مین ونکیاما اور ونکیا رامنیا ما کو بھی حصہ حصہ حاصل تہا اور نہ کوئی شہادت منجانب اپیلانٹ کے بہ ثبوت اس امر کے موجود ہے کہ واقعی لاعلمی مذکور موجود تہی۔ جملہ امور اغلب ہے اُسکے برخلاف ظاہر ہوتا ہے۔ یہہ دیکھنا مشکل ہے کہ کیوں ونکیا راؤ نے وصیت کو اپنی زوجہ اور اپنی دختر سے پوشیدہ رکھنا چاہا تہا جو اُسکے ساتھ نہایت محبت کے ساتھ رہتی تہیں درصورتیکہ اُسنے وصیت کو اُنکے حق مین تحریر کیا تہا۔ بخلاف ازین جیسا کہ اپیلانٹ کیطرف سے دوران بحث مین بیان کیا گیا ہے ونکیا راؤ کی اصل غرض وصیت کے تحریر کرنے مین یہہ تہی کہ اُسکے ولدالحرام پسران کوئی دعوے حصہ زمینداری کے واسطے اُسکی بیوہ کے برخلاف نکرین اور نیز اُسکی دختر اور نواسہ کے برخلاف اسمین کچھ شک نہیں کہ اُسنے اشخاص موخر الذکر کو اطلاع دی ہوئی کہ کسطرح پر اُسنے اُنکے حقوق کو بخلاف ممکن دعاوی ولدالحرام پسران کے محفوظ کیا ہے۔ نیز کوئی اخفا تحریر وصیت کے متعلق نکیا گیا تہا۔ وہ جگا رام نے تحریر کی تہی جو کہ ایک از گماشتگان ونکیا راؤ تہا اور اُسکی تصدیق کرام اور منصف موضع نے کی تہی۔ مزید برآن قریباً بارہ ماہ بعد رکہے جانے وصیت کے دفتر رجسٹرار مین اوسکی واپسی کی وکالت کہلے طور پر تحریر اور رجسٹری کیگئی تہی

سنہ ۱۸۹۷
نرسی جا چلی کانی
وینکٹا رامینا مالکرد
بنام
اپاراؤ بہادر گرد

وکیل گوراپا جیسا کہ اُسنے بیان کیا ہے زمیندار کے پاس واسطے وکالت مذکور کے گیا تہا اور سب مجسٹریٹ بحیثیت عہدہ دار رجسٹری زمیندار کے مکان رہائشی پر واسطے تصدیق وکالت بغرض رجسٹری کے گیا تہا (دستاویز ۴۰ الف) یہہ باور کرنا مشکل ہے کہ باوجود ان جملہ واقعات کے وینکیاما اور وینکٹا رامینا ماادر اُسکے شوہر سامی راؤ کو جو اُنکے ساتہہ ہمیشہ بطور ایک رکن خاندان کے رہتا رہا ہے وینکٹا راؤ کی عین حیات مین اُسکی وصیت کے متعلق کوئی خبر نہ ملی ہتی - یہہ قیاس کرنا اُس سے بہی زیادہ مشکل ہے کہ وینکٹا راؤ کی وفات کے بعد بہی اُسکے جانشینان کو کوئی اطلاع کسی وقت قبل ماہ اگست سنہ ۱۸۹۳ع کے نہ ملی ہتی حالانکہ جگا راجا تحریر کنندۂ وصیت مذکور زندہ تہا - ازان بعد یہہ بہی ظاہر کیا گیا ہے کہ عورات مذکور نے اغلباً یہہ خیال کیا تہا کہ وصیت مین سوا اُن حقوق کے بیان کئے جانیکے اور کچھ درج نہیں ہے جو اونکو بروئے دہرم شاستر کے حاصل ہین اور اسلئے اُنہوں نے وصیت کا حوالہ دینا یا اُسپر انحصار کرنا ضروری نہ سمجہا تہا - یہہ خیال بہی بالکل غیر اغلب ہے کیونکہ اگر عورات مذکور کا خیال یہہ بہی ہو کہ وصیت مذکور مین سوائے اُن حقوق کے بیان کئے جانیکے اور کچھ درج نہیں جو اُنکو بروئے دہرم شاستر کے حاصل ہین تاہم اُنہوں نے اُنکا حوالہ ہر صورت کم ازکم بطور تائیدی شہادت کے اپنے دعوے بروئے دہرم شاستر کی تائید میں دیا ہوتا - ازان بعد یہہ ظاہر کیا گیا ہے کہ وینکٹا رامینا ما کا یہہ منشا نہ تہا کہ صرف نیلا دری ہی جائداد کو بجز رسپانڈنٹ ۱ کے حاصل کرے اور وصیت کے حوالہ نہ دینے کا یہی باعث تہا لیکن اس بحث سے وینکیاما کے طریق عمل سنہ ۱۸۶۹ع کی تائید نہیں ہوتی کیونکہ رسپانڈنٹ ۱ اُس سے دو یا تین سال بعد تک پیدا ہوا تہا - اِس امر کا ایزاد کرنا مشکل سے ضروری ہے کہ جہانتک نیلادری کا تعلق تہا اُس کا یہہ قیاس کہ وہ اور رسپانڈنٹ ۱ شریک ورثا ہین سوائے اس اصول کے اور کسی طریق پر مطابق نہیں ہوسکتا کہ اُسکو احکام وصیت بحق خود کا بالکل علم نہ تہا لیکن بنا بر اِس اصول کے شہادت مین کوئی امر پایا نہین جاتا مگر خود مدعی کے گواہ ۴۲ کی شہادت سے یہہ امر صریح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ نیلا دری کو وصیت اور اسکے احکام کا علم تہا -

ان واقعات کی موجودگی مین یہہ نتیجہ کہ وصیت کبہی بعد سنہ ۱۸۶۷ع کے بطور موجودہ وصیتی کاغذ کے متصور نکی گئی ہتی نا قابل تردید معلوم ہوتا ہے اور یہہ کہ گذشتہ خیال اراکین خاندان کے دلمین اِس امر کے متعلق تہا کہ وہ وصیت موجود نہیں ہے اُس ظاہر کردہ ذومعنگی سے ظاہر ہو سکتا ہے جسپر اُنسبی جس مرتب کنندہ عرضیہ نے نیلا دری کے کامل استحقاق دربارہ جائداد کے بیان کرنیمین انحصار کیا ہے

۱۸۹۷ء
سری راجا چلی کانی
ونکٹا رامینا گرو
بنام
راجا پاراؤ بہادر گرو

کیونکہ گو چند مستند معقول وصیت کی رجسٹرار کے دفتر سے اپیلانٹ کے ایجنٹ نے ایک یا دو ماہ قبل داخل عرضی دعوے کے حاصل کی تہین تاہم دستاویز الف کا حوالہ عرضی دعوے میں نہیں دیا گیا اور نہ یہہ ہی بیان کیا گیا ہی کہ وہ "انتظام" ہی جسکے رو سے نیلادری نے جائیداد حاصل کی تہی کسی وصیت ونکٹ راؤ کے رو سے کی گئی تہی جب اس امر کا مقابلہ صریح بیان مندرجہ عرضی دعوے دربارہ دستاویز ک کے ساتھ کیا جاتا ہی جسکا حوالہ اُسی تاریخ پر کئی جانیکا دیا گیا ہے جسپر کہ وصیت کیگئی تہی تو یہہ امر صریح طور پر معلوم ہوتا ہی کہ اپیلانٹ کے مشیران اُسوقت اُسکو اس دعوے تک محدود کرنا چاہتے تہے کہ وہ انتظام جسکے رو سے نیلادری تنہا مالک بنایا گیا تہا بذریعے وصیت زیر بحث کی کیا گیا تہا یہہ صریح نارضامندی انکی طرف سے اُسوقت ہی (یہہ خیال کرکے کہ کوئی شبہہ نہ تو دربارہ اصلیت اور نہ جواز دستاویز مذکور کے موجود تہا) صرف اُس سخت نقصان کیطرف منسوب کیجا سکتی ہی جسکے عائد ہونیکا خیال مشیران مذکور کو دستاویز الف کو موثر خیال کرنیکے باعث پیدا ہوا تہا۔

یہہ وہ اہم خیالات ہیں جو رسپانڈنٹ ۱ کے عذر کی تائید کرتے ہین اسمین شبہہ نہیں کہ اسکے برخلاف یہہ امر واقعہ موجود ہی کہ دستاویز مذکور واقعی طور پر رجسٹرار کے دفتر سے واپس لیگئی تہی یہہ امر کہ کیوں ونکٹا راؤ اُسکے واپس لینے سے قاصر رہا تہا (جیسی کہ ہماری رائے مین اُسکی نیت تہی) ظاہر نہیں کیا گیا۔ لیکن اس امر واقعہ پر رسپانڈنٹ ۱ کے مقابلہ مین بہت زور نہ دیا جانا چاہئے کیونکہ بباعث انقضائے میعاد کے قریباً جملہ اشخاص جو اس معاملہ پر روشنی ڈالنے کی قابلیت رکہتے تہے بروقت تجویز کے فوت ہو چکے تہے۔ ان واقعات کی موجودگی مین گورایا کی شہادت بشمولیت طریق عمل محولہ بالا کے بہت سے موازنہ کی مستحق ہی اور صاحب جج ضلع کی یہہ قرارداد وصیت منسوخ کیگئی تہی درست قرار دیجانی چاہئے۔ اس قرارداد کے متعلق اُن سوالات پر غور کرنا غیر ضروری ہے جو بصورت موثر ہونے وصیت کے پیدا ہو سکتے ہین +

پس جبکہ ونکٹا راؤ بلا وصیت فوت ہوا تہا تو نتیجہ یہہ پیدا ہوتا ہے کہ ونکٹا رامینا ما کی وفات پر وراثت نیلادری کے نام منتقل ہوئی تہی اور نیز رسپانڈنٹ ۱ کی نام بطور اُسکے نواسے کے۔ پس سوال یہہ پیدا ہوتا ہی کہ آیا اُسوقت جب وہ جائیداد کے وارث ہوئے تہے انہوں نے جائیداد کو بذریعے استحقاق پسماندگی کے حاصل کیا تہا یا کہ جداگانہ طور پر بلا کسی ایسے استحقاق کے بموجب ملکی مشہور اصول استحقاق بروئے پیدائش مندرجہ متاکشرا کے جسکے رو سے جائیداد "وراثت غیر مسدود" پیدا ہوتی ہے جو بمقابلہ "مسدود وراثت" کے ہے یہہ معلوم کرنا مشکل ہے

ستمبر ۱۸۹۷ع
سری رجا بھلی کائی
ونکٹا امینا ماگرو
بنام
راپا راؤ بہادر گرو

کہ کس طرح پر سوال حال کا جواب سوا اسکے نفی کے اور طرح پر دیا جاسکتا ہی مطابق اصول مذکور کے صرف بیٹا اور پوتا اور پڑپوتا پیدائش سے ایک حق حاصل کرتا ہی اور اسطرح پر شراکت جائداد باپ اور دادا اور پڑدادا کے ساتھہ ہو جاتی ہی - مگر یہہ شراکت استحقاق کسی شریک کو قبل تقسیم کے یہہ دعوے کرنیکا حق ادا نہین کرتی کہ کسقدر حصہ اوسکو جائداد مشترکہ مین حاصل ہی کیونکہ حصہ مذکور دیگر شریک لڑکان کی پیدائش سے کم ہو سکتا ہی لیکن اسی حالت کے رو سے یہہ امر درست اور قرین انصاف ہوتا ہی کہ جب کوئی رکن شرکاء مذکور مین سے فوت ہو جائے تو اسکا غیر محدود حق اسی کے ورثاء کو مفوض ہونا چاہئے بلکہ اسکے پسماندگان کو مفوض ہونا چاہئے - اسیوجہ سے قاعدہ پسماندگی قانون متاکشرا مین تسلیم کیا گیا ہی - لیکن اگر اسی قانون کے رو سے جائداد صریح وراثت یا مسدود. وراثت کے رو سے منتقل ہو تو وہ صرف اسی شخص کو مفوض ہوتی ہی جو بروقت شروع ہونے وراثت کے موجودہ وارث ہو (ملاحظہ ہو نرا سمہا بنام ویرا بہادر (۱)) اور اگر دو یا زیادہ شریک ورثاء موجود ہوں تو ہر ایک کا حصہ بباعث مابعد پیدائش کسی شخص از جماعت مذکور کے قابل تبدیلی نہیں ہی بلکہ وہ مقرر اور محدود ہی - اسلئے ایسی صورت مین پسماندگی کے قاعدہ کیوجہ موجود نہیں ہوتی اور قاعدہ مذکور بالکل متعلق نہیں ہوتا - اس نتیجہ کی تائید جو اصول سے اخذ کیا گیا ہی سندات کی رو سے بھی ہوتی ہے مقدمہ گوپالاسامی بنام چیاسامی (۲) مین مسٹر صاحب چیف جسٹس و ہینڈلے صاحب جسٹس نے سخت میلان بخلاف اطلاق اصول پسماندگی کے حال جیسی مقدمہ مین ظاہر کیا ہی اور مقدمہ جوداکور بنام شیو پرشاد سنگہ (۳) مین پٹیرم صاحب چیف جسٹس و میبزجی صاحب جسٹس نے بعد امتحان اہم فقرات متعلق بسوال متعلقہ متاکشرا و دیگر کتب کے اور بعد حوالہ دینے اُن اہم فیصلجات کے جو اس معاملہ پر روشنی ڈالتے ہین یہہ قرار دیا ہی کہ اصول پسماندگی زیر قانون متاکشرا اور امور ذیل تک محدود ہی (۱) اُس جائداد تک جو بطور غیر مسدود وراثت کے حاصل کیگئی ہو دلشمولیت جائداد حاصل کردہ بذریعہ وراثت مذکور کے) و (۲) مشترک جائداد دوبارہ شامل شدہ شرکاء تک - لیکن وہ اُس جائداد تک وسیع نہیں ہے جو دو برادران نے بطور ورثاء اپنے نانا کے حاصل کی ہو اور جو کسی عنوان مذکورہ بالا کی ذیل مین نہیں آتی اس فیصلہ کا

---

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۷ صفحہ ۲۸۷

(۲) " " " " ۷ " ۴۵۸

(۳) " " کلکتہ " ۱۷ " ۳۳

سنہ ۱۸۹۶ء

سری بالاچلی کانی دینکمالم لمنایانگر بنام اپارکبہادرگرد

کا حوالہ لیپسندیدگی کے ساتھ مقدمہ سامی ناداپلائی بنام تہاگاتہنی (۱) مین دیا گیا تہا جہانکہ شفرڈ صاحب لیسبٹے صاحب جسٹسان نے تجویز کی تہی کہ جب ایک جماعت ورثا اپنے متوفی منقسمہ کن کی جائداد کو بعد اُسکی ماں کے حاصل کرین تو قاعدہ لیپاندگی متعلق نہیں ہوتا - وہ امر جسکی بنا پر مقدمہ مذکور مین فیصلہ کیا گیا تہا اور وہ امر جسپر فیصلہ کلکتہ صادر ہوا تہا جسکی پیروی دراصل اُسمین کیگئی تہی یکسان ہی یعنی یہہ کہ لیپاندگی اُسصورت مین موجود نہیں ہوتی جسمین جائداد بطور مسدود وراثت کے منتقل ہو - وراثت صورت حال مین نواسگان کی ہی اسلئے وہ مسدود وراثت ہی اسلئے وہ بروئے اصول مذکور کے استحقاق لیپاندگی کی تابع نہیں ہی - مگر ریسپانڈنٹ ملکیطرف سے بعض فقرات سرسوتی ولاسا بالخصوص فقرات ۶۲۲ و ۶۴۶ و ۶۴۷ و ۶۵۴ پر انحصار کیا گیا تہا (ملاحظہ ہو ترجمہ فوکر صاحب صفحات ۱۲۵ و ۱۲۸ و ۱۲۹) وہ اصول جو فقرات مذکور کے رو سے قائم کیا گیا ہے شروع ہی مین بطور سبق لکشمی دہر کے ظاہر کیا گیا ہی - ڈاکٹر جالی کی یہہ رائے ہی کہ چونکہ یہہ امر صریح نہیں ہی کہ آیا موافق سرسوتی ولاسا کا یہہ منشا ہو تہا کہ اُسکو اپنا سبق بنائے وہ سوائے ایک تواریخی واقعہ کے اور کچہہ وقعت نہیں رکہتا (دہرم شاستر صفحہ ۲۰۲) اصول زیر بحث اُسی فاضل مولف کے الفاظ مین یہہ ہی کہ "جائداد اُس دختر کے نام منتقل ہو جسکے یہان ایک بیٹا ہو ایک غیر مسدود جائداد کی نوعیت حاصل کرتی ہے اور وہ نواسہ ہی خود اپنے پسر کے نام منتقل ہوتی ہے درصورتیکہ وہ بروقت انتقال جائداد کے زندہ ہے" مطابق اس رائے کے نواسہ جو اپنی ماں کا وارث ہو لیکن وقت موجود ہو ایک مفوضہ استحقاق اُسیوقت حاصل کرتا ہی جبکہ جائداد اُسکی ماں کے نام منتقل ہوتی ہی لیکن یہہ امر مسلمہ ہے کہ ایسے وارث کا حق واسطے حاصل کرنے نانا کی جائداد کے اس امر پر مشروط ہی کہ وہ اپنی ماں اور ہمشیرگان کے بعد زندہ رہے اگر کوئی ہون - مزید برآن اس بیان کی تائید کہ صورت مفروضہ مذکور مین وراثت ایک غیر مسدود وراثت کی نوعیت اختیار کرلیتی ہی کسی اور رسالہ قانون متاکشرا سے نہیں ہوتی کیونکہ اُنمین سے کسی مین اس اہم اصول کی کوئی مستثنے تسلیم نہیں کیگئی کہ بیوہ کے بعد جائداد بطور مسدود وراثت کے منتقل ہوتی ہے - یہہ امر بالضرور بہت سے رسالہ جات مذکور سے مفہوم ہوتا ہے کم از کم اُنمین سے ایک یعنی ویادہرما پرکہ مین مولف نے بحث متعلق بہ وراثت جائداد لاولد منقسمہ شخص کو ایسے الفاظ سے شروع کیا ہے جنکا ترجمہ حسب ذیل ہی "ترتیب وراثت دربارہ مسدود وراثت کا (مینڈلک صفحہ ۷۶) جو بصورت عدم موجودگی کسی مابعد صد کے ایسے متصور کئے جانے چاہئیں جو صورت مذکورہ لکشمی دہر مین اپنی عنوان "مسدود وراثت" کی ذیل مین آتی ہین

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۰ صفحہ ۷

سنہ ۱۸۹۷ع
سری جی اجا بہی کالی
دینکمار لینیا ماگرد
بنام
ابارو بہادر گد

اسلئے یہہ امر صریح ہی کہ لکشمی دہر کا سبق اب لبطور قانون کے تسلیم نہیں کیا جا سکتا جیسا کہ مسٹر مین نے ظاہر کیا ہی (ملاحظہ ہو دہرم شاستر طبع پنجم نوٹ ۔ ۱ دفعہ ۵۱۹) مقدمہ مسیتان جی بنام سواگری زمیندار (۱) وسواگنگا زمیندار بنام لکشمن (۲) کا حوالہ پریسیڈنٹ کیطرف سے دیا گیا تہا لیکن وہ صریح طور پر سوال حال سی متعلق نہیں ہوتے۔ وہاں یہہ قرار دیا گیا تہا کہ ایک شخص اور اسکے پسر کے مابین شخص اوّل الذکر کا اختیار انتقال جائداد جو اُسنے اپنے ناناسی وراثت مین پائی ہو بطور ایک الفیسی مسدود جائداد کے محدود دہی جو شخص مذکور اور اُسکے پسر کی ملکیت ہو۔ آیا یہہ بعد فیصلہ جوڈیشل کمیٹی بمقدمہ سرتاج کواری بنام دیوراج کواری (۳) کے بحال رہسکتا ہی ایک مشتبہ امر ہے۔ مقدمہ مذکور مین وہ امر جسکی بناء پر فیصلہ کیا گیا تہا مختصر الفاظ سنفرڈ صاحب وڈیولیس صاحب جسٹسان بمقدمہ بیا پور مین حسب ذیل ہی ۔ "جہانکہ استحقاق نسبت تقسیم کے موجود نہو وہان کوئی حد اختیار انتقال پر عاید نہیں ہوتی" نیز ملاحظہ ہو سواسبرامنیانیاکر بنام کرشنا امّال (۵) درصورتیکہ حکام پریوی کونسل نے یہہ قاعدہ قائم کیا ہی اور اُسکی نسبت کوئی سوال نہیں ہوسکتا جیسا کہ فاضل ججان نے مقدمات میایان جی بنام سواگری زمیندار (۱) وسواگنگا زمیندار بنام لکشمن (۲) مین تسلیم کیا ہی کہ تقسیم اُس جائداد کی جو نانا سی وراثت مین حاصل ہوئی ہو اُس شخص کے پسر سی نہیں کرائی جاسکتی جسنے کہ اُسے حاصل کیا ہے پس اس سی یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ رائے جو ہر دو مقدمات مذکور مین مدین منشا اختیار کیگئی ہی کہ گو ایک پسر اسی جائداد کے حصّہ کا دعویٰ نہیں کرسکتا تاہم وہ اپنے باپکے انتقال جائداد مذکور کو مسترد نہیں کرسکتا۔ ہرگز قابل قیام نہین ہے۔ لیکن اس امر کو بصورت دیگر متصور کرکے مقدمات مذکور مقدمہ حال سے بالکل قابل تمیز ہین۔ اُنمین سوال ایک شخص کے اختیار امتناع انتقال جائداد غیر منقولہ سے رکہتا تہا جو اُسکے باپکے قبضہ مین بطور مسدود وراثت کے آئی ہو اور بنا بریں اس رائے کے جو مقدمات مذکور مین اختیار کیگئی ہی متا کشرا باب ۱ دفعہ ۲۷ پر بطور ایک مستند کتاب کے انحصار کیا جاسکتا ہی جسکے اصلی موازنہ کے متعلق حکام عالیمقام جوڈیشل کمیٹی نے اُنکی کوئی بلا واسطہ رائے ظاہر نہیں کی۔ مگر صورت حال مین سوال مابین باپ اور اُسکے بیٹے کے نہیں ہے جو اپنے باپکے انتقال کو مسترد کرتا ہی بلکہ مابین قائمقام ایک لا ولد متوفی ۔۔۔

(۱) انڈین لاریپورٹ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۔۔ (۴) انڈین لاریپورٹ مدراس جلد ۲۰ صفحہ ۱۶۷
(۲) ״ ״ ״ ״ (۵) ״ ״ ״ ״ ۱۸ ״ ۲۸۹
(۳) ״ ״ الہ آباد ۱۰ ״ ۲۷۲

۱۸۹۷ء
سری راجا چلی کانی وینکٹا راجینا ماما گرو بنام ایپار اؤ بہادر گرو

اُس لپماندہ شریک سے جو بہ وجہ استحقاق لپماندگی کے شریک متوفی کے حصّہ کا دعویدار ہی جسمین شرکاء کو کوئی حق بوجہ پیدائش کے حاصل نکیا تہا اور اسلئے نہ تو لپماندہ اور نہ قائمقام متوفی کے استحقاق مین اُن خاص قسم کے واقعات سے کچھ فرق آسکتا ہی جو اُس حق سی پیدا ہوتے ہون۔

اسلئے اس سوال قانونی کے متعلق قرارداد بخلاف رسپانڈنٹ ۱ کے ہونی چاہئے۔

دوسرا سوال غور طلب یہہ ہی کہ آیا گو برادران نے اوّلاً جائداد کو مشترک طور پر حاصل کیا تہا رسپانڈنٹ ۱ بنلادری کے نصف حصّہ کا مستحق بوجہ استحقاق لپماندگی کے بباعث اُس طریق کے ہی جسکے کہ مطابق انہون نے جائداد کے ساتہ مابین ۱۸۸۴ء اور ۱۸۹۲ء کے کارروائی کی تہی۔ رسپانڈنٹ ۱ کیطرف سے یہہ استدعا کیگئی تہی کہ حال جیسے مقدمات مین جب تک کہ اُسکے برخلاف ثابت نکیا جائے یہہ امر بطور ایک امر قانونی کے متصور کیا جانا چاہئے کہ قاعدہ لپماندگی حاوی ہی۔ ہم اس عذر کی کوئی وجہ معلوم نہیں کرتے۔ اسمین شبہہ نہیں کہ جب دو اشخاص جو بوجہ قانون متاکشرا کے ایک خاندان مشترکہ بنانے کے قابل ہوں بعض جائداد پر مشترک طور سے قابض ہوں اور درست قانونی بنا اس نتیجہ کی نسبت قائم کیگئی ہو کہ جائداد ایک غیر منقسمہ جائداد خاندانی ہے تو قیاس قانونی نسبت اُس کل دیگر جائداد کے جو کسی رکن خاندان کے قبضہ مین ہو یہہ ہوتا ہے کہ وہ بہی مشترکہ ہے اور اگر ایک رکن شرکاء مذکورین سے یہہ بیان کرے کہ کوئی خاص جائداد در اصل جائداد مشترکہ کا ایک جزو نہین ہے بلکہ خود اُسکی جداگانہ جائداد ہے تو اُسکو چاہئے کہ قیاس مذکور کی تردید کرے اور اپنے بیان کو ثابت کرے لیکن اگر ایسا کیا جائے اور اگر استحقاق مندرجۂ خاص جائداد کا دعوے کسی اور رکن نے اسوجہ پر کیا ہو کہ گو وہ ابتداءً جداگانہ تہی تاہم وہ بعد مین مشترکہ جائداد ہوگئی تہی تو بار ثبوت دعوے مذکور کے قائم کرنیکا اُس رکن پر ہی جو کہ اُسے پیش کرتا ہی۔

صورت حال مین مطابق قرارداد مذکورۂ بالا کے وینکٹا راؤ کے جائداد معہ جائدادہائے ملحقہ کو بنلادری اور رسپانڈنٹ ۱ کے نام منتقل ہوتی ہے اس امر کا ثابت کرنا رسپانڈنٹ ۱ کے ذمہ ہی کہ بعد ایسی انتقال کے بنلادری کا حصّہ اُسکی جداگانہ جائداد نرہا تہا اور کہ دونو کے حصص ایک ہی جائداد مین معہ الحاق استحقاق لپماندگی کے مخلوط ہوگئی تہی بالفاظ دیگر رسپانڈنٹ ۱ کو یہہ ثابت کرنا چاہئے کہ اُسنے اور بنلادری نے باہمی رضامندی کے باعث خواہ وہ صریح ہو یا مفہوم اپنے استحقاق مندرجۂ جائداد کی نوعیت کو اسطرح پر تبدیل کر دیا تہا کہ بجائے ہر ایک کی جداگانہ مالکیت نصف جائداد کے اُنہوں نے ایک مشترک مالکیت بنالی تہی اور اُنکو محدود اختیار دربارہ انتقال کے حاصل تہا اور اُنمین سی ایک کے لاولد

۱۸۹۷ء
سری جاجلی گانی
ونکٹا رامینا ماگارو
بنام
ایابالو بہادر گارو

فوت ہونے پر دوسرے کو کل جائیداد کے حاصل کرنیکا حق حاصل تھا۔ آیا شہادت سے ظاہر ہوتا ہے کہ
کوئی انتظام اس قسم کا عمل مین آیا تھا؟۔ اگر رسپانڈنٹ ۱ عدالت کو اس امر کا اطمینان دلاتا جیسا
اُسکے جواب دعوے تحریری مین بیان کیا گیا تھا کہ اُنکے اور نیلادری کے قبضہ مین دیگر جائیداد مشترکہ ہے اور کہ
انہوں نے جائیداد متنازعہ حال کو اُسی کے ساتھ شامل کر لیا تھا تو عذر زیر بحث حال کامیاب ہوتا۔
لیکن وہ صریح طور پر کسی ایسے امر کے ثابت کرنیسے قاصر رہا ہے۔ یہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ نیلادری اور
رسپانڈنٹ ۱ نے کوئی جائیداد اپنی پدری سلسلہ سے سوائے سامی راؤ اُنکے باپ کے حاصل نکی تھی۔ یہ
بھی تسلیم کیا گیا ہے کہ جب رامی سامی نے اپنے باپ کے گھر کو چھوڑ دیا تھا اور ونکٹا راؤ کے ساتھ رہنے
کے لئے چلا گیا تھا تو سامی راؤ کے پاس کوئی سرمایہ جدی نہ تھا اور یہ امر تسلیم کردہ ہے کہ اُسکی جائداد
حاصل کردہ مابعد صرف چند جواہرات (مالیتی ۔۔۔ یا ۔۔۔ کے) تھی جو اُسکو بطور تحفہ کے اُسکے
خسر اور خوشدامن اور زوجہ نے دیئے تھے لیکن خود رسپانڈنٹ ۱ اور دو دیگر گواہان نے یہ
بیان کیا ہے جنمیں سے ایک اُسکا نوکر اور دوسرا اُسکا رشتہ دار ہے کہ ونکٹا رامینا ما کی وفات
کے قریباً دو ماہ بعد خود سامی راؤ بیمار ہو گیا تھا اسلئے اُسنے نیلادری کے حوالہ اُس صندوق کی
چابی کر دی تھی جسمین جواہرات تھے اس نیت سے کہ اُنکی مالکیت ہر دو پسران کے نام منتقل کیجائے یہ
حکایت بالکل ناقابل اعتبار ہے کہ ایک شخص نے جسکے دو پسران اور ایک دختر زندہ تھی پسران کو بہت
سی جائیداد دی تھی اور دختر کے واسطے کوئی لفاف بھی مہیا نکیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ حکایت مذکور
صرف واسطے اغراض متنازعہ حال کے تیار کیگئی ہے اور اسلئے اُسپر کامل غور کرنا بالکل غیر ضروری
ہے۔ مزید برآن اگر سامی راؤ نے واقعی طور پر جواہرات منتقل بھی کر دیئے تھے جیسا کہ بیان کیا
گیا ہے تاہم کسطرح اُس سے رسپانڈنٹ ۱ کے دعوے کی تائید ہوتی ہے؟۔ کیونکہ برادران
نے کوئی ایسا امر جواہرات کے متعلق نکیا تھا اور یہ سمجھنا مشکل ہے کہ کسطرح محض امر واقعہ قبضہ
مشترکہ کا مسئلہ شمولیت کے خفیف سی تائید بھی کر سکتا ہے۔ اور نہ رسپانڈنٹ ۱ کا
عذر بحوالہ اُن دیگر واقعات کے کسی بہتر بنا پر مبنی معلوم ہوتا ہے جنپر بہ ثبوت شمولیت
جائیداد کے انحصار کیا گیا ہے یعنی (۱) مشترک رہائش اور مشترک خورد و نوش (۲) سالانہ

۱۸۹۷ع
سری رنجا چلی کانی ٹینکٹا لمنیا ماگرو
بنام
ایلارو بیادرگرو

نقدیا آمدنی کا تجارت مین فایدہ ہر دو برادران کے واسطے لگایا جاتا یا اُس جایداد مین جو اُنکے مشترک نام سے خرید کیجا کرے اور (۳) ایلادری کے اخراجات کا رسپانڈنٹ ۱ کے اخراجات سے زیادہ ہونا۔ مذکورہ بالا جیسے واقعات مین سے نتیجہ اخذ کرتے وقت یہہ امر ملحوظ رکھا جانا چاہئے وہ واقعات جو صریح طور پر نامطابق اس قیاس کے ہون کہ پہلی مزارعت مشترکہ جاری رکھی گئی تھی کوئی تائید رسپانڈنٹ ۱ کے عذر کی نہیں کرتے (مقابلہ کیجئے ہمراہ رنبسن بنام ہیپلسیٹن (۱)) اس امر کی تائید کرنیکے واسطے وہ واقعات جنپر انحصار کیا گیا ہے ناقابل تردید ہونے چاہئیں اور اُنسے صریح طور پر ایک نیت دربارہ عملمین لانے ایک انتقال یا مقابل کے حسب ظاہر کردہ ظاہر ہونی چاہئے لیکن واقعات محولہ بالا سے کوئی ایسا نتیجہ نہیں نکلتا صرف ایک ہی بہتر نتیجہ جو اُنسے اخذ ہو سکتا ہے اگر اُن سب کو مشترک طور پر لیا جائے یہہ ہے کہ برادران نے کوئی ضرورت واسطے تقسیم آمدنی جایداد کے نہ سمجھی تھی اور اُنہوں نے مناسب سمجھا تھا کہ اُسوقت مشترک طور پر رہائش کی جائے اور جایداد کا انتظام کیا جائے۔ یہہ قرار دینا کہ برادران نے اُس جایداد کو تقسیم کرنیسے انحراف کیا تھا جو قانوناً جدا کانہ تھی اسلئے اُنکا یہہ منشا تھا کہ ایک کامل تبدیلی اُنکے حقوق مین واقعہ ہونا مناسب اور نا درست ہوگا۔ اب ہم ہر ایک واقعہ پر جداگانہ طور سے غور کرتے ہین جہانتک کہ رہائش اور خورد و نوش کا تعلق ہے معاملات ویسے ہی رہے تھے جیسے کہ ۱۸۸۴ع سے پہلے تھے جبکہ برادران مذکور کے قبضہ مین کوئی جایداد حاصل کردہ از پدریا مادر تھی۔ بنسبت مشترکہ زیور جایداد کے جو برادران نے آمدنی جایداد کے نقد یا ر سے کی تھی بادی النظر مین اُسکی نوعیت وہی ہے جو اُس آمدنی کی تھی جو اسطرح خرچ کیگئی ہے (ملاحظہ ہو رنبسن بنام ہیپلسیٹن (۱)) اور کوئی امر ایسا موجود نہین ہے جس سے یہہ ظاہر ہوتا ہو کہ صورت حال مین اُنکا حق دوسرے طور پر تھا۔ اسمین شبہہ نہین ہے برادران وقتاً فوقتاً مشترک پامیسری نوٹ کی بابت روپیہ قرض لیتے تھے۔ لیکن مشترک مزارعان اپنی مشترک جایداد کے اغراض کے واسطے بلا شبہہ طور پر ایسا کر سکتے ہین پس کیوں یہہ قیاس کیا جانا چاہئے کہ ایسے افعال برادران نے بطور مالکین خاندان مشترکہ کے کئے تھے نہ کہ بطور مزارعان مشترک کے جیسے کہ وہ یہہ وقت شروع کرنے کاروبار کے بابت کئے گئے ہین۔ نیز وہ بحث جو ہر دو برادران کے اخراجات کے نامطابق ہونے پر مبنی ہے کسی موازنہ کی مستحق نہیں کیونکہ اُسکے رو سے وہ محبت نظرانداز کیگئی ہے جو طبعی طور پر مابین برادران کے ہوتی ہے

(۱) رپورٹ کے وجالن صاحبان جلد ۴ صفحہ ۵۰۵

۱۸۹۲ء

سرراجہ چلی کانی راسیاما گرو
بنام
اپا راؤ بہادر گرو

اور یہ امر کہ ایک جال جیسی بحث پر غور کرنے مین نظرانداز نہ کیا جانا چاہیئے (ملاحظہ ہو لالہ مدن گوپال لال بنام سماۃ کہکھنداکور (۱)) بالآخر نسبت دستاویزات محولہ کے ہماری یہ رائے ہے کہ اس جزو مقدمہ کی نسبت یہ امر ملحوظ رکہا جانا چاہیئے کہ وہ در اصل اُن واقعات مین سے ایک یا دوسرے کے ساتھ علاقہ رکہتی ہین جنکا کہ ابھی حوالہ دیا گیا ہے اسلئے اسپر مزید غور کرنا ضروری نہین ہے ۔ان وجوہات پر صاحب جج ضلع سے اختلاف کرکے ہم کو یہ قرار دینا چاہیئے کہ وہ وجہ دوم بہی جو رسپانڈنٹ نمبر ا کے عذر لیس پانڈگی کے واسطے اٹہائی گئی ہے ناکامیاب ہوتی ہے اور اسلیئے نیلادری کا نصف حصہ اپیلانٹ کے حق مین بطور اُنکی بیوہ اور وارث کے منتقل ہوا تہا ۔

اب ایک خفیف امر متعلقہ اپیل نمبر ۱۲۴ مین باقی ہے جو اپیلانٹ نے اٹہایا ہے کہ بعض اراضیات انعام جو جائداد مندرجہ عرضی دعوی مین شامل کیگئی ہین لیکن جنکو صاحب جج ضلع نے رسپانڈنٹ نمبر ۲ کی ملکیت قرار دیا ہے در اصل اُس روپیہ سے خرید کیگئی تہین جو نیلادری اور رسپانڈنٹ نمبر ا کا تہا اور اسلئے وہ جائداد ہائے نالش عالیہ میں شامل تہین ۔

رسپانڈنٹ نمبر ۲ نے اپنی شہادت مین تسلیم کیا ہے کہ اُسنے برادران مذکور سے ماہ نومبر ۱۸۹۱ء مین جبکہ وہ اُنکے پاس بطور منشی کے ملازم تہا مبلغ للعہ ۔ ۔ حاصل کیا تہا جو رقم کہ اُنکے حساب مین اسطرح پر جمع کیگئی تہی کہ وہ اُنکے پاس واسطے خرید کرنے اراضیات انعام کے ارسال کیگئی تہی ۔ اُنسنے یہ بہی تسلیم کیا ہے کہ اُنسنے نیلام عدالت مین جو اُسی سال مین ہوا تہا اراضیات متنازعہ کو مبلغ لعہ ۔ ۔ سے کم پر خرید کیا تہا اُسنے یہ بہی تسلیم کیا ہے اُسنے مبلغ للعہ ۔ ۔ کا کوئی جزو اُنکو واپس نہین دیا ۔ اور نہ اُسکا یہ دعوی ہے کہ رقم مذکور اُسکو بطور عطیہ یا قرضہ کے دیگئی تہی ۔ ان واقعات کی موجودگی مین اُسکی یہ شہادت کہ اراضیات مذکور خود اُسکے روپیہ سے خریدی گئی تہین قابل اعتبار نہین اور نہ کسی اور شہادت سے اس عذر کی تائید ہوتی ہے ۔ اسلیئے جائداد مذکور کی نسبت قرار دیا جانا چاہیئے کہ وہ اُسنے اپنے آقا کے روپیہ سے اور اُنکے فائدہ کیواسطے خرید کی تہی جو نیلادری اور رسپانڈنٹ نمبر ا تہے ۔

اب ہمکو یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ آیا بیینہ وصیت نیلادری دستاویز ک اصلی ہے یا نہین صرف یہی سوال اپیل نمبر ۱۲۵ مین ہے ۔ صاحب جج ضلع کی یہ رائے تہی کہ وہ اصلی نہین اور ہم اُس نتیجہ کے ساتھ اتفاق کرتے ہین

[ازان بعد حکام موصوف نے شہادت متعلق بہ دستاویز ک پر بحث کرکے بیان کیا کہ] +

(۱) لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۱۸ صفحہ ۹ ۔

سنہ ۱۸۹۶ء

سریراجہ چلی کالی سامنیا ناگرد بنام اپا راؤ بہادر گرد

اب ہم کل امور کو جمع کرکے قرار دیتے ہین کہ وصیت سنہ ۱۸۹۶ء منسوخ کیگئی تہی اور کہ کوئی استحقاق پسماندگی مابین سیلادری اور اپا راؤ کے موجود نہتہا اور کہ سیلادری کی وفات پر اپیلانٹ بطور اُسکی بیوہ کے اُسکی جائداد کی وارث ہوئی تہی اور کہ وصیت سنہ ۱۸۹۲ء اصلی نہین ہے۔ ان قراردادہائے کا نتیجہ یہہ ہے مقدمہ اپیل نمبر ۱۲۴ مین ایک ڈگری تقسیم صادر کیجائیگی اور جائداد ہائے متنازعہ کا ایک نصف بشمولیت اراضیات ۱ لغایت ۱ ام کے اپیلانٹ کو دلایا جائیگا مع علی التناسب زر واصلات کے یکم دسمبر سنہ ۱۸۹۲ء سے حوالہ قبضہ تک یا عرصہ ڈگری سے تین سال تک جسکی تعداد اجرا مین متحقق کیجائیگی۔ مگر شرط یہہ ہے کہ ذیل کی رقوم مندرجہ ضمیمہ ج ل مستثنےٰ کیجاینگی۔ نمبر ۳ و ۱۷ و ۲۲ و ۲۳ و ۳۸ و ۵۰ و ۷۷ و ۸۱ و ۸۷ اور یہی شرط ہے کہ نمبر ۳۷ و ۵۱ و ۹۷ و ۹۸ و ۱۰۳ و ۱۲۱ مندرجہ فہرست منسلکہ رپورٹ کمشنر شامل کئے جاینگے۔ نمبر ۷ مندرجہ فہرست عرضیدعوی بطور "صندوق" کے بیان کیا جانا چاہیئے اور نمبر ۹ بطور ایک ایسی صندوقچہ کے بیان کیا جانا چاہیئے جسمین صرف دو جواہرات تہے۔ مقدمہ اپیل نمبر ۱۲۵ مین یہ قرار دیا جائیگا کہ دستاویز ک اصلی نہین ہے۔ دیگر امور مین ہر دو نالشات خارج کیجائینگی اور فریقین بحصہ رسد خرچہ ہر ایک نالش بعدالت اول و عدالت ہذا کا ادا اور وصول کرینگے۔ اور ڈگری عدالت ماتحت کی ترمیم اسیطرح پر کیجائیگی۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس شفرڈ صاحب جسٹس و ڈیوس صاحب جسٹس

سنہ ۱۸۹۵ء ۲۶ نومبر
سنہ ۱۸۹۶ء ۳ فروری

تہیاچی (ریسپانڈنٹ) اپیلانٹ **بنام** آر (اپیلانٹ) ریسپانڈنٹ

اجرا ۔ رسیور ۔ ان رقوم کا جو رسیور نے بعلت اجرائے ڈگری حاصل کی ہون اُسکی طرف سے استعمال بیجا کیا جانا ۔ بیبت ۔ یہ ڈگری ۔

ایک ڈگری کے اجرا مین رسیور واسطے وصول کرنے بعض لگانات واجب الادا و مستحق ڈگری کے مقرر کیا گیا تہا ۔ بعض مزارعان نے جنپر ڈگری سے لگان تہا رسیور کو واجب الادا ادا کر دیئے ۔ لیکن رسیور نے وہ زر کل بعدالت مین داخل نہ کیا ۔

اپیل زیر زبان شاہی نمبر ۱۸۹۵ء

۱۸۹۷ء
منتہیا چیٹی
بنام
آر

تجویز ہوئی (رائے شفرڈ صاحب جسٹس) کہ ادائگی منجانب مزارعان بحق ریسورر یونڈگری کو ذمہ داری ڈگری سے سبکدوش کرتی تہی۔

تجویز ہوئی (رائے ڈیویس صاحب جسٹس) کہ ادائگی منجانب مزارعان بحق ریسورر یونڈگری کو ذمہ داری ڈگری سے سبکدوش کرتی تہی ۔

اپیل زیر دفعہ ۱۵ فرمان شاہی بنا راضی حکم منتو سامی ایار صاحب جسٹس بمقدمہ اپیل بنا راضی حکم اپیل نمبر ۶۳ سنہ ۱۸۹۲ء (۱)۔

ریسپانڈنٹان کے حق مین ایک ڈگری نالش ابتدائی نمبر ۱۴۱ سنہ ۱۸۸۴ء مین عدالت منصف ضلع سوا گنگ سے بمقابلہ اپیلانٹ وغیرہ کے صادر کیگئی تہی۔ ایک جزو زر ڈگری بہت سے موقعونپر جمع کیا گیا تہا۔ ۱۳ اگست ۱۸۸۹ء کو ریسپانڈنٹان کی درخواست پر ایک ریسورر واسطے وصول کرنے ملوارم واجب الادا بحق اپیلانٹ منجانب مزارعان کے مقرر کیا گیا تہا۔ شہادت سے ظاہر ہوتا تہا کہ ریسورر نے مبلغ لاہ ۱۱/۲/۶ کی رقم جمع کی تہی لیکن اُسنے یہ روپیہ عدالت مین داخل نکیا تہا اور وہ روپوش ہوگیا تہا ازان بعد ریسپانڈنٹان نے ماہ اپریل سنہ ۱۸۹۱ء مین ایک درخواست اجراء ڈگری بدین استدعا دائر کی کہ مدیونڈگری گرفتار کر کے قید کیا جائے اور اُسکی جایدادہائے منقولہ قرق و نیلام کیجاوین۔ اس درخواست مین ریسپانڈنٹان نے اپیلانٹ کو مبلغ لاہ ۱۱/۲/۶ جو ریسیور نے جمع کئے تہے مجرا دیئے۔ اپیلانٹ نے اجراء کی مخالفت اسوجہ پر کی کہ زر ڈگری کا ایفاء اُس رقم سے ہوچکا ہے جو ریسیور نے وصول کی تہی۔

منصف نے اور بر طبق اپیل کے صاحب جج ضلع نے اپیلانٹ کے عذر کو منظور کیا۔

بر طبق اپیل بحضور ہائیکورٹ منتو سامی ایار صاحب جسٹس نے منصف ضلع و صاحب جج ضلع کے حکم کو منسوخ کیا۔

اب اپیلانٹ نے زیر دفعہ ۱۵ فرمان شاہی اپیل کیا ہے۔

مسٹر جانسٹن منجانب اپیلانٹ۔

مسٹر ایان منجانب ریسپانڈنٹ۔

شفرڈ صاحب جسٹس: - وہ امر جو اپیل ہذا کے اٹہایا گیا ہے ایسا ہے جسکے متعلق سندات بہت کم موجود ہین کیونکہ عام صورتین بشکل سے پیدا ہوسکتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُس ڈگری کے اجراء مین جو ریسپانڈنٹ نے حاصل کی تہی ایک ریسیور واسطے نگرانی زراعت اور جمع کرنے ملوارم واجب الادا بحق اپیلانٹ کے مقرر کیا گیا تہا۔ یہ معلوم نہین ہوتا کہ کیون ایسا مشکل اور گران طریق اجراء کا اختیار کیا گیا

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۷ صفحہ ۵۰۱۔

۱۸۹۷
متھیا چیٹی
بنام
آر

تھا۔ اُس ریسیور سے جو اسطرحپر مقرر کیا گیا تھا بظاہر کوئی ضمانت طلب نکیگئی تھی اور نہ اسنے فی الواقعہ ضمانت بر طبق دفعہ ۵۰۳ مجموعہ مذکور کے دی تھی۔ اُسنے بعض رقوم ملورام کی حاصل کی تھین لیکن بجائے اسکے کہ اُنکو عدالت مین داخل کرے اُسنے اُنکا استعمال بیجا کیا تھا اور روپوش ہوگیا تھا۔ ایک جدید درخواست اجراء گذرانی گئی تھی اور اپیلانٹ نے اُسکی تردید اسطرحپر کی کہ اُسکو زر جمع کردہ مذکور جو عدالت مین داخل نہین کیا گیا مجرا دیا جائے۔ سوال یہہ ہے کہ آیا اپیلانٹ۔ مدیون ڈگری یا ریسپانڈنٹ ڈگریدار کو وہ نقصان برداشت کرنا چاہیئے جو بباعث بدعملی ریسیور کے عائد ہوا ہے۔ ستوسامی آیار صاحب جسٹس نے عدالت ہائے ماتحت کے حکم منسوخ کرکے سوال مذکور کا فیصلہ بحق ڈگریدار کے کیا ہے اور مینے بھی وہی نتیجہ اخذ کیا ہے۔ ایک سند جو موجود ہے بحق فیصلہ مذکور کے ہے گو یہ امر تسلیم کیا جانا چاہیئے کہ واقعات لارڈ میبرن کے مقدمہ (۱) کے مقدمہ حال کے واقعات سے بالکل مختلف تہے۔ مقدمہ حال ایک ایسا مقدمہ ہے جسکا فیصلہ اصول نیابت نہین کیا جا سکتا۔ وہ ریسیور جو واسطے وصولی رقوم کے مقرر کیا گیا ہو کسی فریق کا ایجنٹ نہین ہے۔ وہ ایک عہدہ دار عدالت ہے جو واسطے وصول کرنے اور جمع رکھنے ان رقوم کے مقرر کیا جاتا ہے جنکو وہ مطابق حکم عدالت کے وصول کرے۔ وہ فریق جسکی کلرایہ سے ریسیور مقرر کیا گیا ہو اُسکے افعال پر بلنسبت دوسرے فریق کے کوئی زیادہ یا کم اختیار نہین رکھتا۔ صرف عدالت ہی اُس کو معزول یا مقرر کر سکتی ہے بحث منجانب اپیلانٹ کے بدین مضمون کیگئی تہی کہ چونکہ وہ یا وہ مزارعان جو اُسکے مقروض تہے پابند اس امر کے تہے کہ ریسیور کو ملورام ادا کرین پس ادائگی منجانب مزارعان بطور کامل ایفاء کے عامل ہونی چاہیئے۔ جبتک کہ ایسا ایفاء ڈگری بذریعہ ادائگی کے نہ کیا جائے اپیل صریح طور پر ناکامیاب ہونا چاہیئے۔ پس احکام مجموعہ مذکور مین کونسا ایسا امر باقی ہے جس سے ہم اس امر کے قرار دینے کے قابل ہو سکین کہ ڈگریدار کا ایفاء محض اس امر واقعہ کی وجہ سے ہوگیا ہے کہ ریسیور نے رقوم واجب الادا بحق مدیون ڈگری وصول کر لی ہین۔ تمام استحقاق ڈگریدار کا یہ ہے کہ وہ رقوم وصول کر لے جو اُسکے حق مین [illegible] مذکور کے میری رائے مین کوئی شبہ نہین ہو سکتا ملاحظہ ہو [illegible] [illegible] مذکور عدالت سے باہر ڈگریدار کو ادا کیا جا سکتا ہے یا وہ عدالت مین داخل [illegible] وصول کیا جا سکتا ہے۔ پس اسپر صرف یہ لازم ہے کہ زیر دفعہ ۲۵۸ ادائگی کے امر واقعہ کی تصدیق عدالت سے [illegible] دفعہ ۳۰۳ مجموعہ مذکور مین ایک خاص حکم موجود ہے جسکے رو سے مدیون بعد

(۱) ہیمنس بنام میبرن ایل ڈی ایچ جلد ۲ صفحہ ۴۹۵۔
(۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۲۰۲۔

۱۸۹۷ء
متہیا چٹی
بنام
آر

ادائیگی رقوم کے بحق عہدہ دار عدالت ذاتی بریت حاصل کرلیتا ہی اور نیز ایسا ہی حکم دفعہ ۱۴۳ مین ایکٹ لون قیدی
کے متعلق موجود ہی جو ایک مہتمم جیل کو روپیہ ادا کرے لیکن دفعہ سوتر الذکر مین یہ امر صریح طور پر ظاہر کیا گیا ہے
کہ بریت زیر دفعہ مذکور بطور بریت مدیون از قرضہ کے عامل نہین ہوتی وہ صرف ذاتی بریت ہے - وہ احکام
جنپر اپیلانٹ کے وکیل نے انحصار کیا ہی سچائے اسکے کہ انکی تائید کرین یہ ظاہر کرتے ہین کہ عام طور پر عہدہ دار
عدالت سے روپیہ کا وصول کیا جانا بذاتہ ایک بہتر ایفا نہین ہے - ادائیگی بعدالت منجانب مدیون ڈگری
کی حیثیت مختلف ہے - یہ امر صریح طور پر دفعہ ۲۵۷ کے تسلیم کیا گیا ہے اور وہ مدیون جو بعد قرق
کئے جانے اسکے قرضہ کے زیر دفعہ ۲۶۸ روپیہ عدالت مین داخل کرے اسقدر موثر طور پر بریت حاصل کرتا
ہے گویا کہ اسنے روپیہ دائن کو ادا کردیا ہے - صورت حالین ہما کوئی تعلق کسی سوال بریت شخص
ثالث کے ساتھ نہین ہے اور نہ ادائیگی منجانب مدیون ڈگری کے سوال کے ساتھ - وہ روپیہ جو ریسیور
کے ہاتھ آیا تھا اُن اشخاص سے وصول کیا گیا تھا جو مدیون ڈگری کے مقروض تھے - کوئی ادائیگی
منجانب مدیون ڈگری کے عدالت مین یا عدالت سے باہر بحق ڈگریدار کے نہین کیگئی - زیادہ سے
زیادہ جو مدیون ڈگری کہہ سکتا ہے وہ یہ ہے کہ اسکے مزارعان نے ریسیور کو رقوم واجب الادا بحق مدیون
ادا کردی ہین اور اسنے اسوجہ سے بہت بریت حاصل کرلی ہے - مجموعہ مذکور مین یہ حکم نہین ہے کہ
کوئی ادائیگی مطابق اُس ادائیگی کے سمجھی جائیگی جو مدیون ڈگری نے بحق ڈگریدار کے ذاتی طور پر کی
ہو - ایک حکم منشاء مذکور مجموعہ مذکور کے منشاء اور حیثیت ریسیور کے خلاف ہوگا کیونکہ وہ ریسیور جسنے
رقوم واجب الادا بحق مدیون ڈگری حاصل کی ہون انپر ڈگریدار کیطرف سے قابض نہین ہوتا - وہ انپر
عدالت کیطرف سے قابض ہوتا ہے تاکہ عدالت انکے متعلق فیصلہ کرے (ملاحظہ ہو معاملہ وکنسن (۱))
اگر رقوم مذکور عدالت مین بھی داخل کیگئی ہوتین تاہم یہ نتیجہ پیدا نہ ہوسکتا تھا کہ ڈگریدار کا ایفا ہوگیا ہے
اسطرح کے قرار دینے مین بظاہری شکل پیش آتی ہے کہ مدیون ڈگری سے جسکے مزارعان نے
ریسیور کو رقوم ادا کردی ہین دوبارہ انکی ادائیگی کا مطالبہ ایفاء ڈگری کے واسطے کیا جاسکتا ہے -
اسکا جواب یہ ہے کہ اگر اسکا یہ خیال تھا کہ ریسیور ایک ایسا شخص ہے جسپر اعتبار نہ کیا جانا چاہیے
تو اُسے چاہیئے تھا کہ عدالت سے اُسکی مناسب ضمانت لینے کے واسطے اصرار کرتا یہ کہنا درست

(۱) لا رپورٹ کوئینز بنچ ڈویژن جلد ۲۲ صفحہ ۱۸۷ -

۱۸۶۹ء

نیا چیٹی
بنام
آر

نہین ہے کہ یہ اسکا کام تہا بلکہ ڈگریدار پر لازم تہا کہ وہ معلوم کرتا کہ آیا ضمانت لیگئی ہے ۔

جب ایک دفعہ یہ امر تسلیم کیا جائے کہ رسیور کسی فریق کا ایجنٹ نہین ہے اور کہ ڈگریدار اپنی ڈگری کے اجرا کرانیکا اسوقت تک مستحق ہے جبتک کہ کامل ایفاء ڈگری کا نہو جائے تو سوال صرف یہ رہجاتا ہے کہ آیا ڈگری کا فی الواقعہ ایفاء کیا گیا ہے ۔ آیا مدیون ڈگری ڈگریدار سے اِس امر کی وجہ زیر دفعہ ۲۵۸ طلب کرسکتا ہے ؟ میری رائے مین اِس سوال کا جواب نفی مین دیا جانا چاہیئے اور اسلیئے اپیل ہذا خارج کیا جانا چاہیئے ۔

ڈیوس صاحب جسٹس :۔ ایک رسیور عدالت نے زیر دفعہ ۲۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی اُس ڈگریدار کی تحریک سے مقرر کیا تہا جسنے ایک ڈگری زر نقد حاصل کی تہی اور جو اپنی ڈگری کا اجرا بذریعہ حصول قبضہ و نیلام زراعت یا نیلام ملوارم مملوکہ مدیون ڈگری کے کرنا چاہتا تہا ۔ رسیور نے ایسا ہی عمل کیا لیکن بجائے اسکے کہ زرثمن نیلام مذکور کو جو مبلغ ۱۸۰۰ روپیہ کے قریب تہا عدالت مین داخل کرتا اُسنے زر مذکور کو خود خرچ کرلیا اور روپوش ہوگیا ۔ چونکہ کوئی ضمانت رسیور سے نہ لیگئی تہی جیسا کہ چاہیئے تہا زر مذکور ضائع ہوگیا ہے اور اُسکی وصولی کی کوئی امید نہین ۔ اب مدیون ڈگری نے ایک درخواست عدالت مین واسطے دلا پانے زر ڈگری مدیون ڈگری سے بلا اجرا دینے اُس رقم کے گذرانی ہے جو پہلے سے رسیور نے وصول کی تہی ۔ اسلئے سوال یہ ہے کہ آیا مدیون ڈگری ادائگی رقم مذکور ذمہ دار بباعث بدعملی رسیور کے ردو بارہ ہے یا کہ نقصان مذکور ڈگریدار سے برداشت کیا جانا چاہیئے ۔

منصف ضلع و صاحب جج ضلع نے قرار دیا کہ ڈگریدار کو اسوجہ پر نقصان برداشت کرنا چاہیئے کہ وہ جائداد جو واسطے ایفائے زر ڈگری کے موجود تہی مالک کے قبضہ مین سے ڈگریدار کی تحریک سے لیگئی ہے جسنے کہ تقرر رسیور کی درخواست کی تہی اور جسنے یہ معلوم نہ کیا تہا کہ آیا حسب ضابطہ ضمانت اُس سے لیگئی ہے مگر مدیون ڈگری کو کسیطرح پر الزام نہین دیا جا سکتا ۔

فاضل جج عدالت ہذا نے اسکے برخلاف قرار دیا ہے اور اُسنے فیصلہ کیا ہے کہ وہ نقصان جو بباعث قصور رسیور کے پہونچا ہے مطابق سندات انگلستان کے جائداد پر عائد ہونا چاہیئے اور چونکہ صورت حال مین جائداد مدیون ڈگری کی ملکیت تہی اسلئے نقصان مدیون ڈگری پر عائد ہونا چاہیئے

۱۸۹۷ء
ستہیا جیٹی
بنام
آر

اسمین کوئی شبہ نہین کہ قاعدہ مذکورہ صورت مین قرین انصاف ہے جہانکہ کل فریق ہائے کو جائداد مین حق حاصل ہو۔ کیونکہ نقصان مین اُن سب کو شریک ہونا چاہیئے لیکن صورت حالیہ مین معاملہ بالکل دگرگون ہے۔

صورت حالیہ مین ایک طرف سے یہ استدعا کیجاتی ہے کہ رسیور بطور الحیث ڈگریدار کے متصور کیا جانا چاہیئے کیونکہ اُسی کی تحریک سے وہ مقرر کیا گیا تہا۔ اور چونکہ یہ ڈگریدار کی غلطی ہے کہ مناسب ضمانت نہ لیگئی تہی اسلیئے اُسکو نقصان برداشت کرنا چاہیئے۔ بخلاف ازین یہ حجت کیگئی ہے کہ زر ڈگری کا ایفاء نہین کیا گیا اور مدیون ڈگری کی ذمہ واری ادائگی زر مذکور اُسوقت تک باقی رہتی ہے جبتک کہ ڈگریدار کو واقعی طور پر زر واجب الادا نہ دیا جائے۔

اس مشکل کا حل کرنا میری رائے مین اس سوال کے فیصلہ پر مبنی ہے کہ مدیون ڈگری کب ادائگی زر ڈگری سے بریت حاصل کرتا ہے اور اسکا درست جواب میری رائے مین یہ ہے کہ جب اُسنے زر مذکور کو عدالت مین داخل کیا ہو یا عدالت سے باہر ڈگریدار کو ادا کر دیا ہو یا کسی اور طرح پر حسب ہدایت عدالت ادا کر دیا ہو۔ دفعہ ۲۵۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی میری اس رائے کی سند ہے۔ اسمین یہ ہدایت کیگئی ہے کہ جملہ رقوم واجب الادا بروئے ڈگری متذکرہ صدر تین طریقہائے مین سے ایک طریق پر ادا کی جانی چاہئین اور گو صریح طور پر یہ حکم نہین دیا گیا کہ ایسی ادائگی بطور ایفاء زر ڈگری کے عامل ہوتی ہے تاہم یہ ظاہر ہے جب مدیون ڈگری نے زر واجب الادا مطابق ہدایت قانون کے ادا کر دیا ہو تو وہ اس سے زیادہ اور کچھہ نہین کرسکتا اور بعد اُسوقت کے وہ ذمہ واری سے بری ہو جاتا ہے یا بالفاظ دیگر اُسکے قرضہ کا ایفاء ہو جاتا ہے۔ یہ امر تسلیم کیا جانا چاہیئے کہ ادائگی بلا واسطہ بحق ڈگریدار البتہ تابع سرٹیفکٹ زیر دفعہ ۲۵۸ ایک جائز ایفاء ہے اور ہم اس جائز ایفاء کے ساتھہ دو اور طریقہائے ایفاء کو علی سبیل البدلیت شامل کرتے ہین جو کسی ایسی شرط کے پابند نہین ہین جیسے کہ ادائگی بیرون از عدالت بحق ڈگریدار ہے۔ ہر سہ طریقہائے ادائگی ایک ہی جماعت مین بطور طریقہائے علی سبیل البدلیت کے شمار کئے جاسکتے ہین۔ اُنکا اثر یکسان سمجہا جانا چاہیئے اور جب ایک طریق کی نسبت یہ ثابت کیا جائے کہ اُسکا اثر ایفاء کا ہے تو نتیجہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ دیگر طریقہائے مذکور کا بھی یہی اثر ہے۔ اسلیئے مین خیال کرتا ہون کہ ایک صحیح مفہومیت ہدایات مندرجہ دفعہ مذکور سے یہ مضمون ظاہر ہوتی ہے کہ ادائگی بعدالت یا بصورت دیگر حسب ہدایت عدالت دینا زر واجب الادا بروئے ڈگری کے ایک کامل ایفاء مدیون ڈگری کیطرف سے ہے جیسے کہ ادائگی بحق ڈگریدار سے بشرائط مابعد کی پابندی پر ایک کامل

سنہ ۱۸۹۷ء
ستھیا چٹی
بنام
آر

ایفاء عملیں آتا ہے یہ امر یاد رکھنا چاہیئے کہ عدالت ایسے ادا کردہ روپیہ پر ڈگری دار کیطرف سے قابض ہوتی ہے اور سبب سے احکام قانونی ایسے موجود ہیں جنسے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ادائیگی بعدالت منجانب مدیون اس حدتک پہنچتا ہے کہ گویا اُس فریق کو روپیہ ادا کیا گیا ہے جو اُسکی وصولی کا مستحق ہے ۔ میں بطور تمثیل کے مقدمہ گارنشی کو بیان کرسکتا ہوں جو بلا واسطہ طور پر متعلق ہوتا ہے ادائیگی رقم واجب الادا بعدالت نے اُسکو مقدمہ مذکور طور پر بری الذمہ کردیگی جسقدر کہ اُس شخص کو روپیہ کے ادا کردینے سے ہوتی ہے جو اُسکا مستحق ہے " جیسا کہ دفعہ ۲۶۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے رو سے حکم دیا گیا ہے ۔ ازان بعد حوالگی بعدالت کے رو سے ادائیگی کی بہت سی صورتیں ہیں (الف) منجانب مدعاعلیہ کے زیر دفعہ ۳۷۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی جو بموجب دفعہ مالبعد کے ایسی متصور کیجاتی ہے کہ گویا اُسپر عدالت مدعی کیطرف سے قابض ہے جسکے کہ حق میں وہ واجب الادا ہوگی اور (ب) منجانب راہن کے زیر دفعہ ۸۳ ایکٹ انتقال جائداد جو بحق مرتہن کے متصور کیجاتی ہے ۔ ڈگریات بیعبات و انفکاک مرتب کردہ زیر دفعات ۸۶ و ۹۲ ایکٹ ہذا کے رو سے بھی ادائیگی بعدالت کی نسبت یہ حکم دیا جاتا ہے کہ وہ ادائیگی بحق مدعی یا مدعاعلیہ کے مساوی ہے جیسی کہ صورت ہو ۔ یہ فرض کرکے کہ ان صورتوں میں سے کسی میں اگر زر ادا کردہ ملازم عدالت یا بنک یا خزانہ سے جہانکہ روپیہ جمع کیا گیا ہو خورد برد کیا جائے تو بلاشبہ طور پر یہ عذر نہیں کیا جاسکتا کہ ادا کنندہ زر مذکور اُس نقصان کے پورا کرنیکا ذمہ دار ہے ۔ یہ امر بلاشبہ طور پر بعید از انصاف ہوگا اگر عدالت اُس رقم کی ادائیگی کا حکمنامہ جاری کرے جو پہلے سے ادا کیجاچکی ہے ۔ اسباب سے مجھے یقین ہوتا ہے کہ وہ ادائیگی جو عدالت میں یا عدالت کے حکم سے بموجب صریح ہدایات قانون کے کیگئی ہو ایک بہتر درجا ئیز ایفاء قرضہ ہے جسکی کہ وجہ سے عدالت خود اُسکے وصول کرنیکا ذمہ لیتی ہے اور کہ وہ نقصان جو اُسکے بعد پہنچے اُس شخص پر عائد نہ کیا جانا چاہیئے جسنے ادائیگی مذکور کی ہو اور اگر کوئی شخص ذمہ وار بنایا جاسکتا ہے تو وہ عہدہ دار عدالت یا خود سرکار ہونی چاہیئے ۔ اگر ادائیگیہائے بعدالت یا حسب الحکم عدالت جائز ایفاء ہیں جیسے کہ وہ میری رائے میں ہیں تو اسصورت میں یہ مزید سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا رسیور کیطرف سے اُس روپیہ کا وصول کیا جانا جو اُسنے مدیون ڈگری کی جائداد کے نیلام سے حاصل کیا ہے ایک ادائیگی حسب الحکم عدالت کی حدتک پہنچتا ہے ۔ کیونکہ یہ عذر نہیں کیا گیا کہ زر مذکور کبھی عدالت میں پہنچا تھا تاکہ وہ ادا کردہ بعدالت متصور کیا جاسکے ۔ میں یہ قیاس کرتا ہوں کہ وہ ادائیگی جو ان ناظران عدالت کو کی جاتی ہیں جو ایسے وارنٹ گرفتاری یا وارنٹ قرقی کی تعمیل کرتے ہوں اور جو اُن کی وصولی کے مجاز ہوتے ہیں

۱۸۹۷ء
متھیا چیٹی
بنام
آر

بطور ایسی صورتون کے متصور کیجائینگی جو ضمن (ج) دفعہ ۲۵۷ کی ذیل مین بطور ایسی ادائگی ہا کے کیگئی ہون "جو حسب ہدایت عدالت نکی جائین" یہ حکمنامجات بخلاف ذات یا جائداد مدیون ڈگری زیر دفعہ ۲۵۴ مجموعہ مذکور جاری کئی جاتے ہین اور نمونہ جات ضمیمہ چہارم نمبر ۱۳۶ و ۱۴۵ مین پائے جاتے ہین - ہر ایک نمونہ مین یہ حکم ہے کہ آدائگی منجانب مدیون ڈگری کے بحق تعمیل کنندہ حکم نامہ کی زر ڈگری و خرچہ اجراء کی نسبت کیجائے جسصورت کہ وارنٹ غیر موثر ہوجاتا ہے اور مدیون ڈگری ایکصورت مین ذاتی طور پر اور دوسری صورت مین اُسکی جائداد بری الذمہ ہوجاتی ہی - یہ ہدایات زیادہ تر صراحت کے ساتھ دفعات ۲۳۶ و ۲۵۷ مجموعہ مذکور مین دیگئی ہین - اس مضمون کی دفعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ادائگی بعدالت اُس حد تک الفاء ڈگری ہی جہانتک مدیون ڈگری سے تعلق ہے جیسا کہ الفاظ "اگر زر ڈگری معہ خرچہ غیر عدالتمین داخل کیاجائے یا اگر الفاء ڈگری کسی اور طریقہ پر بوساطت عدالت کے کیاجائے" سے معلوم ہوسکتا ہے لیکن یہ امر ضمنی طور پر بیان کیاگیا ہے - حوالجات مذکور سے اس امر مین شبہ نہین ہوسکتا کہ ادائگی بحق عہدہ دار عدالت زیر ہدایت عدالت ایسی طریق مئوثر ہی جیسی کہ وہ ادائگی جو بلا واسطہ طور پر عدالت مین کیگئی ہو - ایک رسیور کی صورت بھی ایسی بنا پر مبنی معلوم ہوتی ہے وہ بھی مطابق ایک بیلف یا تعمیل کنندہ عدالت کے ایک عہدہ دار ہے اور وہ زر واجب الادا بذمہ مدیون ڈگری کو زیر ہدایت عدالت وصول کرتا ہے اسلئے وہ ادائگی جو اُسکے حق مین کیجائے اسیقدر بہتر اور جائز ہے جیسی کہ ادائگی بعدالت ہے اور وہ ضمن (ج) دفعہ ۲۵۷ کی ذیل مین آتی ہے - اسلئے مین نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ مدیون ڈگری اپیلانٹ حال نے زر ڈگری کا اجراء تا بجد مبلغ ۶۷۰ روپیہ کے کردیا ہے جو رسیور نے وصول کئے تھے اور کہ اجراء صرف زر بقایا کی نسبت کیا جاسکتا ہے اگر کوئی ہو اسلئے مین فیصلہ زیر اپیل ہذا کو منسوخ کر کے منصف ضلع کے فیصلہ کو معہ کل خرچہ اپیلانٹ بذمہ ریسپانڈنٹ کے بحال کرتا ہون +

معلوم ہوتا ہے کہ تقرر رسیور منصف نے بلا صریح اختیار عدالت ضلع کے کیا تھا جیسا کہ دفعہ ۵۰۵ مجموعہ مذکور کے رو سے ضروری ہی - لیکن چونکہ تقرر مذکور پہلے ہی سے جائز سمجھا گیا ہے اسلئے اُسکے جواز کی نسبت بہتر طور سے اس آخری مرحلہ مقدمہ مین سوال نہین کیا جاسکتا - بہر حال یہ ایک ایسا معاملہ ہی جسکے ساتھ یہ اصول نہائیت مناسب طور سے متعلق کیا جاسکتا ہی "جو کچھ ہوگیا ہی وہ جائز ہے" +

بباعث اختلاف رائے مابین حکام مذکور کے مقدمہ اجلاس کامل کے سپرد کیا گیا تھا جسمین کالنس صاحب چیف جسٹس و شفرڈ صاحب و ڈیوس صاحب جسٹسان اجلاس فرما تھے جنہون نے فیصلہ ذیل صادر کیا :-

تجویز:- چونکہ اپیلانٹ کیطرف سے کوئی وکیل نہیں ہے اور وہ خود حاضر نہیں ہوا اسلئے ہم اپیل ہذا کو معہ خرچہ خارج کرتے ہین برُوے احکام دفعہ ۵۰۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی حکم عدالت ہذا مورخہ ۲۴ جنوری ۱۸۹۴ء بمقدمہ آرشنلم متیا چٹی (۱) کامیاب کیا جاتا ہے اور عدالت ضلع مدورا کا حکم مورخہ ۲۱ اگست ۱۸۹۲ء نمبر ۲ متعلقہ مقدمہ ۶ سنہ ۱۸۹۲ء معہ خرچہ خارج کیا جاتا ہے +

صیغۂ اپیل دیوانی

باجلاس ڈیوس صاحب جج و باڈم صاحب جج

سبرامنیان چٹی وغیرہ (مدعیان) اپیلانٹ **بنام** رکو سروائی وغیرہ (مدعا علیہم) رسپانڈنٹ

ایکٹ سرٹیفکیٹ جانشینی۔ ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۸۹ء دفعہ ۴ - قرضہ جو بحق خاندان اہل ہنود کے مشترک طور پر واجب الادا ہو۔

ایک نالش مین جو منجانب اراکین خاندان مشترکہ اہل ہنود کی بغرض حصول قرضہ واجب الادا بر بنائے دستاویز تحریر کردہ بحق متوفی رکن خاندان مذکور کے دائر کیگئی ہو لیکن جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ قرضہ ایک مشترک قرضہ ہے۔ مدعی کیواسطے ضروری نہین ہے کہ ایک سرٹیفکیٹ زیر ایکٹ سرٹیفکیٹ جانشینی پیش کرے۔ اگر وہ ثابت کر سکے کہ قرضہ خاندان کے حق مین مشترک طور پر واجب الادا تہا۔

وینکٹا راما نیا بنام وینکیا (۲) کی تشریح کیگئی۔

سوال:- آیا مدعی کو ایک نالش حصول زر بذریعہ نیلام جائداد مرہونہ مین ضروری ہے کہ ایک سرٹیفکیٹ زیر ایکٹ سرٹیفکیٹ جانشینی پیش کرے +

اپیل دوم بنا راضی ڈگری پی نرنیا سامی آیار سب ارڈینیٹ جج مدورا (مغربی) بمقدمہ نالش اپیل نمبر ۶۳ سنہ ۱۸۹۴ء مشعر تنسیخ ڈگری ایس راما سامی ایانگر بمقدمہ نالش ابتدائی نمبر ۱۵۸ سنہ ۱۸۹۳ء۔

نالش ہذا بر بنائے ایک رہن کے دائر کیگئی تہی جو ایک خاندان مشترکہ اہل ہنود کے منتظم نے تحریر کیا تہا جسکے اراکین خود وہ اور مدعا علیہم نمبر ۱ لغایت نمبر ۵ تہے رہن مذکور ۱۸ نومبر سنہ ۱۸۸۰ء کو تحریر کیا گیا تہا اور اُس مین یہ حکم تہا کہ مرتہن کو جائداد مذکور کا استعمال چار سال کیواسطے کرنا چاہیے جس عرصہ کے بعد کہ مرتہن بعد ادا کئے جانے زر رہن کے انفکاک کرا سکتا ہے رہن مذکور بحق ناچیا پا پدر مدعیان نمبر ۱ و نمبر ۲ کے تحریر کیا گیا۔

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۷ صفحہ ۵۰۱

(۲) " " " " ۱۴ " ۳۷۷

بنا اپیل دوم نمبر ۱۳۰ سنہ ۱۸۹۵ء

۱۸۹۷ء
نمبر ابنیا جی
نبا مد
رکو سردائی

تہا اور اُسکی وفات پر اکسیوقت قبل ۱۸۸۱ء کے) زر رہن بہرے وے استحقاق پسماندگی کے اُسکے پسران اور بسر ابنیا جی کے نام منتقل ہوا۔ اسکے بعد بسر ابنیاں جی نے اپنا حصہ مدعی ۳ کے نام منتقل کیا۔ مدعیان کے قبضہ مین کسی وقت تک اراضی مذکور رہتی اور انہوں نے بیان کیا کہ وہ مدعاعلیہم سے بیدخل کئے گئے ہین انہوں نے اب ایک نالش واسطے دلاپانے زر واجب الادا بر وئے رہن نامہ کے بذریعہ نیلام جائداد مرہونہ دائر کی۔ منصف ضلع نے انکی حق مین ڈگری صادر کی۔ برطبق اپیل کے سبارڈینیٹ جج نے منصف ضلع کی ڈگری کو اسوجہ سے منسوخ کیا کہ مدعیان نے ایک سرٹیفکیٹ زیر ایکٹ سرٹیفکیٹ جانشینی داخل نہین کیا۔ اُسنے بیان کیا کہ "دستاویز الف مین کوئی ایسا امر موجود نہیں جس سے کہ ظاہر ہوتا ہو کہ قرضہ ایک مشترک قرضہ تہا جو بحق باپ اور بیٹونکے واجب الادا تہا مقدمہ وینکٹا رامنا بنام وینکیا (۱) مین ہائیکورٹ مدراس نے قرار دیا ہے کہ ایک ہندو مستحق اس امر کا نہیں ہے کہ اُس تمسک کی بنا پر نالش کرے جو بحق غیر منقسمہ پدر متوفی کے تحریر کیا گیا ہو بلا اسکے کہ ایک سرٹیفکیٹ زیر ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۸۹ء داخل کرے۔ الا جبکہ تمسک مذکور سے یہہ ظاہر ہوتا ہو کہ قرضہ متدعویہ بحق خاندان مشترکہ کے واجب الادا تہا جسکے ارکین باپ اور پسران تہے۔ منصف ضلع نے اس امر پر اپنے فیصلہ کے فقرہ ششم مین انحصار کیا ہے۔ مدعاعلیہم نے ایک تنقیح اس سوال کے متعلق اٹہائی ہے اور کوئی اقبال موجود نہین ہے۔ زیر دفعہ ۴ ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۸۹ء کوئی عدالت ایک ڈگری صادر نہیں کر سکتی الا جبکہ ایک سرٹیفکیٹ پیش کیا گیا ہو۔ وجوہات منصف ضلع کی تائید قانون کے روسے نہیں ہوتی۔ ایک جدید تر مقدمہ اجلاس کامل فتح چند بنام محمد بخش (۲) مین الہ آباد ہائیکورٹ نے یہہ قرار دیا ہے کہ سرٹیفکیٹ وراثت کا پیش کرنا ایک شرط ماتقدم دربارہ صدور ڈگری کے اُس نالش مین ہے جو نسبت نیلام کے بر بنائے رہن دائر کیگئی ہو اور اُسمین فیصلہ کلکتہ ہائیکورٹ بمقدمہ مغن مودی بنام بجنا تہ سنگہ (۳) سے اختلاف کیا گیا ہے۔ اسلئے بہ پیروی فیصلہ مدراس ہائیکورٹ نالش ہذا خارج کیجانی چاہئے تہی۔"

مدعیان نے وجوہات ذیل پر اپیل کیا ✦

(۱) کہ سبارڈینیٹ جج اس امر کے قرار دینے مین غلطی پر ہے کہ سرٹیفکیٹ جانشینی ضروری تہا ✦

(۲) چونکہ قرضہ ایک غیر منقسمہ خاندان کے حق مین واجب الادا تہا اور نالش واسطے نیلام جائداد مرہونہ کے تہی اسلئے ایکٹ مذکور متعلق نہیں ہوتا ✦

---

(۱) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۱۲ صفحہ ۳۰۷ (۳) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۶

(۲) " " الہ آباد " ۱۲ " ۲۵۹

۱۸۹۷ء
سبرامنیا چٹی
بنام
مکو سٹائی

(۳) اگر سرٹیفکیٹ جانشینی ضروری ہی تہا تو سبارڈینٹ جج کو چاہئیے تہا کہ مدعیان کو اُسکے پیش کرنیکی مہلت دیتا نہ یہہ کہ نالش کو خارج کرتا ۔

کرشنا سامی اییا دمنجانب اپیلانٹان ۔

بیوا سامی اییا دمنجانب رسپانڈنٹان ۔

تجویز :- جیسا کہ منصف نے قرار دیا ہے کہ قرضہ ایک مشترک قرضہ تہا اور قرارداد مذکور سے بر طبق اپیل کے تنازعہ نہیں کیا گیا اسلئے ہمین بہ پیروی مقدمہ وینکٹ رامنا بنام وینکیا (۱) یہہ قرار دینا چاہئیے کہ کوئی سرٹیفکیٹ جانشینی ضروری نہتا۔ وہ تعبیر جو مقدمہ مذکور کی سبارڈینیٹ جج نے کی ہے یعنے یہہ کہ صرف اُسصورت مین جبکہ قرضہ کا مشترک ہونا دستاویز سے ظاہر ہو سرٹیفکیٹ ضروری نہیں ہے ۔ عدالت ہذا نے تسلیم نہین کی جبنے قرضہ کے مشترک ہونیکے متعلق سوائے خود دستاویز کی شہادت کے دیگر شہادت کو بہی پذیرا کیا ہے ۔

مزید برآں یہہ استدعا کیگئی ہے کہ چونکہ نالش حال بر بنائے رہن بغرض نیلام جائیداد مرہونہ ہے اسلئے ایک سرٹیفکیٹ جانشینی متعلق نہیں ہوتا اور مقدمہ بیدناتہ داس بنام شاما نند داس (۲) پر عذر مذکور کی تائید مین انحصار کیا گیا ہے مگر مقدمہ مذکور مقدمہ اجابس کامل فتح چند بنام محمد بخش (۳) کے برخلاف ہے ۔ ہمپر امر مذکور کا اب فیصل کرنا ضروری نہیں ہے کیونکہ ہم ایک وجہ پر یہہ قرار دیتے ہین کہ کسی سرٹیفکیٹ کی ضرورت نہتی ۔ اسلئے اپیل دوم منظور کیا جانا چاہئیے اور ہم عدالت اپیل ماتحت کی ڈگری کو منسوخ کرکے منصف ضلع کی ڈگری کو بحال کرتے ہین اپیلانٹ کا خرچۂ عدالت ہذا و عدالت اپیل ماتحت رسپانڈنٹان سے ادا کیا جانا چاہئیے ۔ ادائیگی زر رہن کی میعاد آج کی تاریخ سے عرصۂ تین ماہ تک وسیع کیگئی ہے ۔

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۳۰۷
(۲) " " کلکتہ " ۲۲ " ۱۴۳
(۳) " " الہ آباد " ۱۶ " ۲۵۹

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس سر آرتھر جی ایچ کالنس صاحب نائٹ چیف جسٹس و شفرڈ صاحب جسٹس

۵ اجلائی ۱۸۹۶ء

ملکہ معظمہ قیصر ہند **بنام** کنایاں وغیرہ *

وارنٹ ہائے مجریہ زیر ایکٹ ۱۳ سنہ ۱۸۵۹ء تعمیل جو اختیار سماعت سے باہر کیجائے مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۸۲ *

دفعہ ۸۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی اُن وارنٹ ہائے سے متعلق ہے جو زیر دفعہ ۱ ایکٹ ۱۳ سنہ ۱۸۵۹ء جاری کئے گئے ہوں پس اس لئے ایسے وارنٹ ہائے کی تعمیل اُس مجسٹریٹ کے حدود اختیارات مقامی سے باہر کیجا سکتی ہے جسنے انکو جاری کیا ہو *

مقدمہ ارسال کردہ بغرض احکام ہائیکورٹ زیر دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری منجانب جی کے بیٹن صاحب ایکٹنگ مجسٹریٹ ضلع ترچناپلی *

مقدمہ ہذا حسب ذیل بیان کیا گیا تھا :-

"مجسٹریٹ درجہ دوم کلی تلائی ضلع ہذا نے تین وارنٹ ہائے جو بظاہر دفعہ ۱ ایکٹ ۱۳ سنہ ۱۸۵۹ء جاری کئے گئے ہیں مجسٹریٹ درجہ دوم کونور سے واسطے گرفتاری تین ملزمان کے جو اس ضلع کے باشندگان ہیں حاصل کئے ہیں *

"چونکہ گورنمنٹ ہند کو یہ مشورہ دیا گیا ہے کہ مناسب ہے اس امر کے متعلق شک کرنیکی موجود ہے کہ آیا احکام مجموعہ ضابطہ فوجداری (۱۸۸۲ء) دربارہ وارنٹ ہائے کے اُن وارنٹ ہائے سے متعلق ہوتے ہیں جو زیر دفعہ ۱ ایکٹ ۱۳ سنہ ۱۸۵۹ء جاری کئے گئے ہوں اور کہ آیا وارنٹ زیر ایکٹ مذکور کی تعمیل اُس عدالت کے حدود اختیار سے باہر کیجا سکتی ہے جسنے کہ اُسے جاری کیا ہے۔ اسلئے میں نہایت ادب سے ایک فیصلہ متعلق بابت امر کی استدعا کرتا ہوں "

پبلک پراسیکیوٹر (مسٹر پاول) منجانب سرکار *

مجھے یہ ہدایت کی گئی ہے کہ عدالت کے روبرو اُن وارنٹ ہائے کی تعمیل کے جواز اور عدم جواز کی دلائل پیش کروں جو زیر دفعہ ۱ ایکٹ ۱۳ سنہ ۱۸۵۹ء اُس عدالت کے حد اختیار سے باہر تعمیل کیواسطے ارسال کئے گئے ہوں جسنے انکو جاری کیا ہے یہ امر کہ آیا ایسا ضابطہ مطابق قانون ہے یا نہیں اس امر پر مبنی ہے کہ آیا دفعہ ۸۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری اُس سے متعلق ہوتی ہے یا نہیں -

* مقدمہ نگرانی فوجداری ۲۹ سنہ ۱۸۹۶ء

۱۸۹۷ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
کنایان۔

کیونکہ کوئی اور ایسا حکم موجود نہیں ہے جسکے رو سے انکی تعمیل اختیار سماعت سے کیجا سکتی ہو۔
اولاً مین اُن امور کیطرف راغب کرتا ہوں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ضابطہ زیر بحث خلاف قانون ہوگا کہ دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ
فوجداری وارنٹ ہائے مذکورہ سے متعلق نہیں ہوتی۔ دفعات ۲، ۳ و ۹۳ مجموعہ مذکور کی رو سے معلوم ہوتا ہے کہ باب
ششم کے احکام جسمین دفعہ ۴۳ واقعہ ہے اُن وارنٹ ہائے تک محدود کیے گئے ہیں جو زیر مجموعہ جاری کیے گئے ہوں یعنی
وارنٹ ہائے جاری کردہ زیر مجموعہ مذکور سے بالضرور وہ وارنٹ ہائے مراد ہونا چاہئیں جو ایسے اشخاص کی گرفتاری کے
لئے جاری کیے گئے ہوں جنکی تجویز زیر مجموعہ مذکور ہو سکے۔ صرف اُن اشخاص کی تجویز زیر مجموعہ مذکور ہو سکتی ہے
جنپر کسی جرم کے ارتکاب کا الزام لگایا گیا ہو (ملاحظہ ہو دفعہ ۴ مجموعہ مذکور) یعنی جنہوں نے کوئی ایسا فعل
کیا ہو جسکی وجہ سے وہ سزا کے قابل ہوگئے ہوں (ملاحظہ ہو دفعہ ۴ ضمن (ع)) مگر اُس مزدور نے جسکی
گرفتاری کا وارنٹ زیر ایکٹ ۱۳ سنہ ۱۸۵۹ء جاری کیا گیا ہو کسی فعل قابل سزا کا ارتکاب نہیں کیا۔
وہ صرف اُسصورت مین سزا کے قابل ہو جاتا ہے جب اُسنے مجسٹریٹ کے اُس حکم کی تعمیل نکی ہو جسکے
رو سے اُسکو زرپیشگی کے واپس کرنے یا کام کے پورا کرنیکا حکم دیا گیا ہو اس لئے یہ معلوم ہوتا ہے
کہ جب وارنٹ جاری ہوتا ہے اُسوقت وہ زیر مجموعہ مذکور قابل تجویز نہیں ہوتا اسلئے وارنٹ
مذکور زیر مجموعہ مذکور جاری نہیں کیا جاتا۔

ثانیاً مین بعد ازاں اُن امور کیطرف راغب کرتا ہوں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری وارنٹ
ہائے سے متعلق ہوتی ہے جو زیر ایکٹ ۱۳ سنہ ۱۸۵۹ء جاری کیے گئے ہوں۔ وہ وجہ جو مینے عدالت کے روبرو
پیش کی ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فریبانہ فسخ معاہدہ ایک جرم حسب منشاء مجموعہ مذکور نہیں ہے۔ کیونکہ فسخ
معاہدہ کا جرم قابل سزا نہیں ہے بلکہ مجسٹریٹ کے حکم کی تعمیل نکرنا قابل سزا ہے۔ لیکن ایکٹ ۱۳ سنہ ۱۸۵۹ء
کے احکام ابتدائی سے ظاہر ہوتا ہے کہ منشاء یہ تھا کہ فریبانہ فسخ معاہدات کی سزا دیجائے کیونکہ
اُنمین یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ "چارہ جوئی بذریعہ نالش عدالت ہائے دیوانی مین واسطے دلا پانے ہرجانہ
کے بالکل ناکافی ہے اور یہ امر مناسب اور قرین عقل ہے کہ وہ اشخاص جو ایسے فریبانہ فسخ معاہدہ کے
مجرم ہوں قابل سزا سمجھے جائیں" اور ایکٹ مذکور مین ایسے فسخ معاہدات کی سزا دینے کا طریق
درج ہے۔

نیز قبل مجموعہ ضابطہ فوجداری سنہ ۱۸۸۲ء کے صادر ہونیکے یہ امر صریح معلوم ہوتا ہے کہ وارنٹ ہائے جاری
کردہ زیر ایکٹ ۱۳ سنہ ۱۸۵۹ء کی تعمیل حدود اختیار سے باہر کیجا سکتی تھی۔ بروقت نافذ ہونے ایکٹ مذکور
کے ایکٹ ہائے ۲ سنہ ۱۸۵۴ء و ۷ سنہ ۱۸۵۶ء نافذ تھے اور بدیں دفعہ ۵ (۱) ایکٹ اول الذکر دفعہ ۱ (۲) ایکٹ موخر الذکر

۱۸۹۷ء
بلکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
کتایان

وہ وارنٹ ہائے جو زیر ایکٹ ۱۲ ۱۸۵۲ء جاری کئے گئے ہوں اُنکی تعمیل اختیار سماعت سے باہر کیجا سکتی ہے قبل اسکے کہ ایکٹ ہائے مذکور منسوخ کئے گئے تھے۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ ۲۵ ۱۸۶۱ء موثر ہوا تھا بروئے دفعہ ۸ مجموعہ مذکور کے وارنٹ ہائے کی تعمیل اس مجسٹریٹ کے اختیار سماعت سے باہر کیجا سکتی تھی جسنے اُنکو جاری کیا ہو احکام ایکٹ مذکور بروئے دفعہ ۱ کے جملہ جرایم سے متعلق ہوتے تھے جو خواہ بروئے تعزیرات ہند یا بروئے کسی قانون مختص الامر یا مختص المقام کے عدالت ہائے فوجداری سے قابل تجویز ہوں بلفظ جرم کی تعریف مجموعہ مذکور میں کی گئی تھی اسلئے وہ افعال قابل سزا اور تک محدود تھے جنکے باعث دفعہ ۸ مجموعہ مذکور کی ان وارنٹ ہائے سے متعلق ہوتی تھی جو زیر ایکٹ ۲ ۱۸۵۲ء جاری کئے گئے ہیں

(۱) دفعہ ۵ ایکٹ ۲ ۱۸۵۲ء حسب ذیل تھی :-

وارنٹ کسی مجسٹریٹ یا جسٹس آف پیس کا جو کسی حصہ ممالک سرکاری ایسٹ انڈیا کمپنی میں اختیار سماعت رکھتا ہو جو واسطے گرفتاری کسی ایسے شخص کے ہو جسپر کسی جرم کے ارتکاب کا الزام لگایا گیا ہو خواہ ایسا وارنٹ زیر احکام ایکٹ ہذا جاری کیا گیا ہو یا نہ اسکی تعمیل کسی اور مجسٹریٹ کی حدود اختیار کے اندر ہو سکتی ہے جسکو کسی جزو ممالک مذکور میں اختیار سماعت حاصل ہو خواہ وہ مقام اسی پریزیڈنسی کے اندر ہو یا نہ بعد حاصل کرنے ایک تحریری سند دستخطی اُس مجسٹریٹ یا جسٹس آف پیس کے جسکے کہ حدود اختیار کے اندر اسکی تعمیل کیجا سکتی ہو اور اختیار مذکور بروئے ایک تحریر ظہری کے عطا کیا جاتا ہے جو بالفاظ ذیل ہو :-

بنام ناظر (یا دیگر عہدہ دار) ضلع کے :- وارنٹ ہذا کی تعمیل وارنٹ ہذا کی تعمیل ضلع میں کسی ایسے عہدہ دار سے کیجانی چاہیے جسکے کہ بابت وہ منجانب مجسٹریٹ یا جسٹس آف پیس کے ارسال کیا گیا ہو

(۲) احکام ابتدائی ایکٹ ۱ ۱۸۵۶ء کے اور اُسکی دفعہ ۱ حسب ذیل ہیں :-

درحالیکہ بروئے ایکٹ ۲ ۱۸۵۲ء کے بعض احکام کسی حصہ ممالک زیر حکومت ایسٹ انڈیا کمپنی میں واسطے اجرا وارنٹ ہائے گرفتاری جاری کردہ مجاز عہدہ داران کے دیگر اجزا ممالک مذکورہ میں درج ہیں اور درحالیکہ یہہ امر قرین مصلحت ہے کہ ایسے ہی وسایل واسطے تعمیل متذکرہ صدر یا دیگر جملہ حکمنامجات فوجداری کے مہیا کئے جانے چاہئیں اسلئے حسب ذیل حکم دیا جاتا ہے :-

کسی حکمنامہ فوجداری بثبوت سمنہائے اور وارنٹ تلاشی و نیز وارنٹ ہائے گرفتاری جاری کردہ مجسٹریٹ کی تعمیل جسکو ممالک ایسٹ انڈیا کی کسی جزو میں اختیار سماعت حاصل ہو کسی اور مجسٹریٹ با اختیارات مذکورہ کے حدود اختیار کے اندر کیجا سکتی ہے خواہ وہ اُسی پریزیڈنسی کے اندر ہو یا نہ بعد حاصل کرنے ایک تحریری اختیار دستخطی اُس مجسٹریٹ کے جسکے کہ حدود اختیار کے اندر اُسکا اجرا کیا جا سکتا ہو اور اختیار مذکور بذریعہ تحریر ظہری کے عطا کیا جا سکتا ہے مگر شرط یہہ ہے کہ کوئی سمن منجانب مجسٹریٹ کسیواسطے جبراً حاضر کرنے مدعا علیہ یا گواہ کے جو اُسکے حدود اختیار سے باہر ہو جاری نکیا جائیگا جبتک کہ خاص وجوہات طمانیت مجسٹریٹ بتائید درخواست ثابت نکیجائیں - جو وجوہات کہ قبل جاری کئے جانے سمن کے قلمبند کیجائینگی +

سنہ ۱۸۹۶ء
پرونیکا اوڈیا
توار
بنام
سبرامنیان چیٹی

اپیل ثانی دوم بنا راضی ڈگری سی گوپالن نیر ڈسٹرکٹ جج مدورا (مشرقی) مشعر ترمیم ڈگری الیس راماسامی اینگر منصف ضلع سواگنگہ بمقدمہ نالش ابتدائی ۱۷۱ سنہ ۱۸۹۴ء

مدعی نے مدعا علیہ سے مبلغ ما سے کے معہ سود دلاپانے کی نالش کی جو مبلغ ما ہوتا تھا۔ زر مذکور کی نسبت اُسنے بیان کیا کہ وہ بہ سبب اُس اقرار نامہ کے واجب الادا تھا جو سنہ ۱۸۸۱ء مین تحریر کیا گیا تھا۔ مدعا علیہ مقام سکانڈی کا زمیندار حال ہے قبل اُس اقرار نامہ کے جسکی بنا پر اب نالش کیگئی ہے مدعا علیہ اور اُسکے بہائی نے مدعی اور اُسکے بہائی پاس نصف موضع سکانڈی رہن کیا تھا۔ زاں بعد مدعی اور مدعا علیہ کے بہائی نے چند رعیتان موضع سے مدعی کے حق مین پٹے تحریر کرائے جسمین حقوق دخیلکاری مندرجہ موضع مذکور بطور ملکیت اُن رعیتان کے تسلیم کیگئی تہے جنہوں نے پٹے تحریر کئے تہے۔ مگر حقوق دخیلکاری مندرجہ موضع مذکور کا دعوے ایک شخص کیلا نام چیٹی نے کیا تہا اور سنہ ۱۸۸۱ء مین زمیندار (مدعا علیہ) کے برادر نے اقرار کیا تہا کہ وہ مدعی کو اُس نالش کا خرچہ ادا کردیگا جو کیلا سام چیٹی اپنے حقوق دخیلکاری کی نسبت رجوع کرے۔ کیلا سام چیٹی نے ایک نالش (نالش ابتدائی ۱۰ سنہ ۱۸۸۱ء) بخلاف مدعی اور رعیتان کے برین بیان دائر کی کہ اُسے موضع مذکور مین حقوق دخیلکاری حاصل ہین اور اُسنے ایک ڈگری حاصل کی۔ کیلا سام چیٹی نے اپنے خرچہ کا اجرا کرایا ایک وارنٹ واسطے سا عہ کے بخلاف رعیتان جاری کیا گیا تہا۔ اس رقم کو مدعا علیہ نے انا ملائی چیٹی سے روپیہ قرض لیکر ادا کردیا۔ ایک اور وارنٹ مبلغ ما کا بخلاف مدعی کے جاری کیا گیا تہا۔ ۸ نومبر سنہ ۱۸۹۰ء کو مدعی نے مبلغ ما کی رقم ادا کردی جسکے معہ سود دلاپانے کی نالش اُسنے اب رجوع کی ہے۔ نالش مذکور ۱۲ جون سنہ ۱۸۹۴ء کو رجوع کیگئی تہی اور مدعی نے ایک تسلیم قرضہ پر انحصار کیا جو مدعی نے ایک بیان مین نالش ۱۵۴ سنہ ۱۸۹۱ء مین ۷ اپریل سنہ ۱۸۹۲ء کو کیا تہا جسکے روسے جدید میعاد عطا ہوئی تہی۔

بیان مذکور حسب ذیل الفاظ مین تہا۔

"مجہے معلوم ہے کہ حکمنامہ قرقی نالش ابتدائی ۱۰ سنہ ۱۸۸۱ء مین جاری کیا گیا تہا۔ بوقت جاری ہونے حکمنامہ مذکور کے مینے ایک پرامیسری نوٹ مبلغ ال ... کا بحق انا ملائی چیٹی کے تحریر کیا تہا۔ حکمنامہ بخلاف رعیتان کے مبلغ سا عہ کا تہا کل حکمنامہ مبلغ ال ... کی نسبت تہا۔ وہ پرامیسری نوٹ جو مینے

سنہ ۱۸۹۶ع
پروکیا اور دایا لو آر
بنام
سبرامنیان چیٹی

مبلغ الہ کا تحریر کیا تہا واسطے حکمنامہ قرقی کے تہا جو بخلاف رعیتان کے نالش ابتدائی عہ ۱۸۸۹ع مین جاری کیا گیا تہا۔ یہہ سچ نہیں ہے کہ مبلغ سا اس قم مین سے انا ملی چٹی کے حقین پہلے کاروبار کے متعلق واجب الادا تہا وہ پرامیسری نوٹ انا ملی چٹی کے پاس ہے۔ ایک حکمنامہ بخلاف مدعی کے مبلغ سما کی نسبت جاری کیا گیا تہا اور اُسنے رقم مذکور ادا کر دی ہی کیونکہ وہ یکے از مدعا علیہم تہا۔ اوسوقت دو حکمنامجات جاری کئے گئے تہے ایک بخلاف رعیتان کے بعوض مبلغ الہ کے۔ اور دوسرا بخلاف مدعی کے بعوض مبلغ سما کے ✦

”سوال۔ زمیندار نے کل خرچہ کے ادا کرنیکا اقرار کیا تہا تمنے کیوں صرف مبلغ الہ کا پرامیسری نوٹ تحریر کیا تہا اور کیوں باقی مبلغ سما عہ۵ مدعی نے ادا کئے تہے ✦

”جواب۔ ایک وارنٹ اُسکے برخلاف اس قم کی نسبت جاری ہوا تہا اسوجہ سے اُسنے روپیہ ادا کر دیا تہا اور اسوجہ سے کہ وہ یکے از مدعا علیہم (مدعا علیہ عہ) تہا۔ اس مبلغ سما روپیہ کے ادا کرنیکا ذمہ وار ہی بڑے پہلے اوار کے تہا لیکن مدعی نے اُسکو اسوجہ سے ادا کیا تہا کہ وارنٹ گرفتاری اُسکے برخلاف جاری کیا تہا“ ✦

مدعا علیہ نے یہہ عذر کیا کہ وہ اقرارنامہ مذکور مین فریق نہ تہا اور کہ اقرارنامہ کی تائید زربدل سے نہیں کی گئی اور کہ وہ خلاف قانون ہی ✦

ہر دو عدالت ہای ماتحت نے قرار دیا ہی کہ اقرارنامہ مذکور کی تائید زربدل سی ہوتی ہی اور کہ مدعا علیہ اُسمین ایک فریق تہا مگر منصف ضلع نے قرار دیا کہ زربدل اقرارنامہ مذکور کا خلاف قانون تہا اور اُسنے نالش کو خارج کیا ✦

بر طبق اپیل کے سبارڈینیٹ جج نے منصف کی ڈگری کو منسوخ کرکے اُس تسلیم قرضہ کی نسبت جو مدعا علیہ کے بیان مین کیا گیا تہا بیان کیا کہ:۔

”مدعا علیہ کی ذمہ واری کو دستاویز ب مین اُس قم کی نسبت تسلیم کرنا جو مدعی نے زیر وارنٹ گرفتاری ادا کیا تہا صرف مبلغ سما یا سما عہ کے متعلق ہی نہ کہ مبلغ لعہ ۵ کے متعلق۔ اغلباً یہہ امر کسی غلطی کی وجہ سے وقوع مین آیا ہے لیکن مین دستاویز مذکور کے باہر نہین جا سکتا۔ تا بعد حدود تسلیم کردہ کے وہ ایک بہتر تسلیم قرضہ حسب منشاء دفعہ ۱۹۔ ایکٹ میعاد ہے اور بہ ترمیم ڈگری منصف مین ہدایت کرونگا کہ مدعا علیہ مدعی کو مبلغ سما عہ۵ معہ سود بشرح ۶ فیصدی کی تاریخ ارجاع نالش سے ادا کرے“ ✦

مدعی اور مدعا علیہ دونو نے اپیل کیا ✦

سندرا آیار و دکر شنا سامی ایار منجانب اپیلانٹ ✦

نرائین راو منجانب رسپانڈنٹ بمقدمہ اپیل دوم ۱۸۹۲ ✦

نرائین راو منجانب اپیلانٹ ✦

سنہ ۱۸۹۶ء
پروکا او داریا
لوار
بنام
سبرامنیان چٹی

سند را ایا ماو کرشناسامی ایاب منجانب رسپانڈنٹ بمقدمہ اپیل دوم ۱۴۴ء +

تجویز :- ہماری جیح طور پر یہہ رائی ہی کہ کوئی امر خلاف قانون یا خلاف مصلحت عامہ اُس معاہدہ مین موجود تہا جو مابین فریقین کے ہی جسسے مدعی کی نالش نا قابل قیام ہوسکے لنسبت مبینہ امتناع بروے میعاد کے اپیلانٹ نے دو عذرات کئی ہین (۱) کہ تسلیم قرضہ مندرجہ بیان مدلون احکام دفعہ ۱۹ ایکٹ میعاد کی تعمیل کے واسطے کافی نہین ہے کیونکہ ایک گواہ پر لازم ہی کہ اُن سوالات کا جواب دے جو اُسپر کئی جائین اسلئے ایک تسلیم قرضہ سوجہ سی بالارادہ متصور نہیں ہوسکتا اور (۲) کہ اصل شرائط تسلیم قرضہ مندرجہ دستاویز جبرجنپر عدالت اپیل ماتحت نے انحصار کیا ہی ناکافی ہین ؛۔

امر اول پر نہائیت قابلیت کی ساتھہ مقدمہ ونکیٹا مام بہ بتاسرادہی (۱) مین بحث کیگئی ہی۔ دو فاضل ججان نے مقدمہ مذکور مین مختلف رائے اختیار کی تہی۔ لیکن ہمکو اپنا اتفاق اُس رائے کے ساتھ ظاہر کرنے مین کوئی تامل نہین ہی جو متوسامی ایاہ صاحب جسٹس نے اختیار کی تہی کہ وہ بیان جو ایک گواہ نے دیا ہوا اور جسپر اُسنے دستخط کئی ہون ایک تحریر حسب منشاء دفعہ ۱۹ اہی جیسی کہ ایک چٹہی ہی جو اُسنے شخص ثالث کے نام تحریر کی ہو۔ دفعہ مذکور کی عبارت یا اُس منشاء مین جسپر کہ وہ مبنی ہے کوئی ایسا امر موجود نہیں ہے جسکے روسے ہم اُسکی وسعت کو اسطرح پر محدود کرنیکے مجاز ہون کہ اُن بیانات کو مستثنے کیا جائے جو کسی کارروائی روبروے عدالت انصاف مین دیئے گئی ہون۔ تحریر مضمون کا نمونہ غیر ضروری ہی۔ صرف یہہ ضروری ہی کہ تسلیم تحریری ہونی چاہئے اور اُس پر اُس فریق کے یا اُسکے اختیار دادہ ایجنٹ کے دستخط ہونے چاہئیں۔ غرض صرف زبانی تسلیم کے مستثنے کرنیکی تہی یہہ سچ ہی کہ بیان کبہی مجبوری سی کیا جاسکتا ہی اور وہ دراصل اُن سوالات سے معلوم ہوسکتا ہی جو گواہ پر کئی گئی ہون مگر کسی مبینہ اقبال مندرجہ بیان کے کافی ہونیکی تعبیر کرنیکے لئے یہہ امر واقعہ ملحوظ رکہا جاوے اور اب ہم دوسرے امر مستدعیہ پر غور کرتے ہین جو یہہ ہے کہ الفاظ استعمال کردہ منجانب مدعا علیہ مندرجہ دستاویز جب ایسی نہیں ہین جیسی ایکٹ مذکور کے روسے ضروری ہین۔ ہماری رائے مین یہہ عذر درست ہے الفاظ استعمال کردہ یہہ ہین :۔ "مقدار مبلغ مسماۃ روپیہ کے ادا کرنے کا بہی پہلے اقرار کے روسی مین ذمہ وار تہا لیکن وہ مدعی سنے ادا کر دیا تہا کیونکہ ایک وارنٹ گرفتاری اُسکے برخلاف جاری ہوا تہا" ان الفاظ کے روسے تسلیم کیا گیا ہے کہ ذمہ واری اُسوقت موجود تہی جب کہ پہلے اقرار کیا گیا تہا

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۶ صفحہ ۲۲۰

سنہ ۱۸۹۶ع
سریا وینکٹان
بنام
سبرمنیان چٹی

یعنے اقبال کے کئے جانے سے قریباً تین سال پیشتر لیکن اُسکے رو سے کوئی موجودہ ذمہ داری بروقت بیچ جانے بیان مذکور کے تسلیم نہیں کیگئی یہ سچ ہے کہ اُنکے رو سے اپنی ذمہ داری سے انکار نہیں کیا گیا لیکن صرف اسیقدر کافی نہیں ہے - یہ ممکن ہے کہ اگر گواہ مذکور کو موقع دیا جاتا تو اُسنے بیان کیا ہوتا کہ قرضہ کا ایفاء بعد بیع اقرار کے کیا جا چکا ہے لیکن اُسوقت اُسکے واسطے ایسے امر کا بیان کرنا ضروری نہ تہا - اُسکا فرض تہا کہ اُن سوالات کا جواب دے جو اُسپر کیے گئے ہیں اور بیان مذکور کی تعبیر ایسے طرح پر نہیں کیجا سکتی کہ اُسکے رو سے کوئی اقبال سوائے اُسکے مفہوم ہوتا ہے جو خود الفاظ مذکور کی درست تعبیر سے ظاہر ہوتا ہے - دفعہ ۱۹ ایکٹ العمل ضروریات دفعہ مذکور کے الفاظ ایسے ہونے چاہئیں جنسے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ ایک موجودہ قانونی رشتہ بطور دائن اور مدیون کے موجود ہے یا کسی وقت اُس عرصہ میعاد کے اندر جو قانوناً مقرر کیگئی ہے مطابق نوعیت نالش کے موجود تہا - مقدمہ حالیہ میں کوئی ایسا اقبال موجود نہیں - اقبال صرف اِس امر کی نسبت کیا گیا ہے کہ سنہ ۱۸۸۶ع میں مدعا علیہ پر رقم کا ادا کرنا ضروری تہا اقبال مذکور اب بھی بلا مخالفت مدعا علیہ کے اِس عذر کے کیا جا سکتا ہے کہ قرضہ کا دلاپانا اب زائد المیعاد ہو گیا ہے

اِس قرارداد پر ہم کو چاہیئے کہ قرارداد عدالت ماتحت کو منسوخ کر کے مدعی کی نالش کو معہ کل خرچہ خارج کریں اسمیں اپیل دوم نمبر ۱۲۴۳ سنہ ۱۸۹۵ع کا معہ خرچہ خارج کیا جانا شامل ہے -

صیغۂ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر آرتہر جے ہیم کالنس صاحب چیف جسٹس و مسٹر جسٹس سبرامنیہ ایر صاحب

سنہ ۱۸۹۶ع
۷ اکتوبر

پالی کوتن (مدعی) اپیلانٹ **بنام** ساکوتن وغیرہ (مدعا علیہم) ریسپانڈنٹان

دہرم شاستر - نالش منجانب ایک خریدار از شریک حصہ دار کے ڈگری واسطے حصہ شریک مندرجہ جائداد کے -

ایک نالش میں جو واسطے دلایانے قبضہ اُس جائداد کے رجوع کیگئی تہی جو مدعی نے خرید کی تہی یہ معلوم ہوتا تہا کہ جائداد مدعی کے بائع کے جداگانہ جائداد نہیں ہے بلکہ وہ خاندان مشترکہ کی ملکیت ہے جسکا کہ بائع مدعی ایک رکن ہے - تجویز ہوئی کہ مدعی اپنے بائع کے حصہ مندرجہ جائداد مذکور کی ڈگری کا مستحق نہیں ہے اور کہ نالش خارج کیجانی چاہیئے ۔

٭ اپیل دوم نمبر ۷۶۲ سنہ ۱۸۹۵ع -

۱۸۹۶ء
پلانی کوتن
بنام
ساکوتن

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ ٹی وائر صاحب ڈسٹرکٹ جج کو مبا ٹور بمقدمہ اپیل نمبر ۲۴ ۱۸۹۳ء استغر تنسیخ ڈگری ٹی ٹی رنگا چیر یر منصف ضلع کوساٹور بمقدمہ نالش ابتدائی نمبر ۳۵۳ ۱۸۹۱ء -

مدعی نے ایک نالش واسطے دلا پانے قبضہ بعض اراضی کے بخلاف مدعا علیہم نمبر الغائتہ نمبر ۴ رجوع کی جنکی نسبت اسنے بیان کیا کہ انہوں نے اسکو بیدخل کر دیا ہے - اسنے اراضی مذکور کے بروئے خرید منجانب کر دیا ئی مالک ہونیکا دعوی کیا جو نابالغ لپسران ایادن چٹی کی ماں اور ولیہ تہی - جائداد متنازعہ اولًا ایادن چٹی نے خود اپنے نام سے خرید کی ہوئی تہی -

مدعا علیہم نمبر الغائتہ نمبر ۴ نے بیدخلی مذکور سے انکار کیا اور انہوں نے ناچی چٹی برادر ایادن چٹی کا استحقاق قایم کیا - اسپر ناچی چٹی مدعا علیہ نمبر ۵ بنایا گیا تہا اور اسنے یہ عذر کیا تہا کہ اراضی مذکور قطعی طور پر ایادن چٹی کی ملکیت نہتی -

منصف نے یہ قرار دیا کہ اراضی جداگانہ جائداد ایادن چٹی کی تہی اور اسنے ایک ڈگری بحق مدعی صادر کی - برطبق اپیل کے صاحب جج ضلع نے قرار دیا کہ جائداد مشترکہ جائداد ایادن چٹی اور ناچی چٹی کی تہی اور اسنے منصف کی ڈگری کو منسوخ کیا -

مدعی نے منجملہ دیگر وجوہات کے وجوہات ذیل پر اپیل کیا : -

"مدعی بہر حال اُس نصف حصہ کا مستحق ہے جو ایادن اور اسکے لپسران کی ملکیت ہے اور فاضل جج کو چاہئے تہا کہ نالش کو کلیتاً خارج نہ کرتا"

دلیسکا چیر یر منجانب اپیلانٹ -

کستوری رنگا یانگر منجانب رسپانڈنٹان -

تجویز :- صرف ایک ہی وجہ جو ہمارے روبرو برطبق اپیل دوم پیش کیگئی ہے یہ ہے کہ بروئے قرار داد صاحب جج کے بہی ایادن چٹی اور ناچی چٹی غیر منقسم اراکین تہے اور وہ جائداد جو مدعی کے پاس بیع کیگئی تہی انکی مشترکہ جائداد تہی تاہم صاحب جج ضلع کو چاہیئے تہا کہ کل دعوی کو خارج نہ کرتا بلکہ اُسے چاہیئے تہا کہ مدعیکو نصف جائداد کی ڈگری عطا کرتا جو ایادن چٹی کا حصہ مندرجہ جائداد تہا - ہم اس عذر کو تسلیم نہیں کر سکتے - مقدمہ دینکیٹا راما بنام میرالابائی (۱) ایک صریح سند اس امر کے قرار دینے کی ہے کہ خریدار ایک غیر منقسم حصہ یکے از

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۲۷۵ -

۱۸۹۶ء
پلانی گونن
بنام
ساکونن

خاندان اہل ہنود کا جو اُسنے خاص جائداد خاندانی مین حاصل ہو واسطے تقسیم صرف اُسی حصہ کے دعویٰ نہین کرسکتا اور نہ اُسکو بذریعہ پیمائیش کے تقسیم کرا کے حاصل کرسکتا ہے ۔ وہ حال جیسی صورت مین ہرگز ایسا نہین کرسکتا جہان اُسنے بدین بیان نالش کی ہو کہ جائداد بائع کی حاصل کردہ خود ہے اور یہ ثابت کیا گیا ہو کہ وہ مشترکہ جائداد خاندانی ہے ۔ وہ طریق جو مدعی کو اختیار کرنا چاہیئے اُس مقدمہ مین ظاہر کیا گیا ہے جسکا کہ ہمنے حوالہ دیا ہے ۔ وہ نالش ہذا مین کچھہ حاصل نہین کرسکتا ۔

اسلیئے صاحب جج ضلع کی ڈگری درست تہی ہم اُسکو بحال کرکے اپیل دوم ہذا کو مع خرچہ خارج کرتے ہین ۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر آرتہر جانج کالنس صاحب چیف جسٹس و بسٹ صاحب جسٹس

۱۸۹۶ء
۱۲ و ۱۴ نومبر و ۱۰ اکتوبر

پیر پل ایان (مدعی) اپیلانٹ **بنام** الاگری سامی بہگا دنہار وغیرہ (مدعا علیہم) ریسپانڈنٹان

میعاد ۔ مد ۱۳۲ ۔ ایکٹ میعاد ۔ تمسک واسطے ادائیگی کسی خاص تاریخ پر ۔ عدم ادائیگی سود پر کل رقم کا عندالطلب واجب الادا ہونا " واجب الادا عندالطلب " کے معنے ۔

جبکہ ایک تمسک جو واسطے ادائیگی زر اصل کے ایک خاص تاریخ پر اور واسطے ادا کرنے سود کے ہر ماہ کے اخیر پر تحریر کیا گیا ہو اور جسمین یہ بہی حکم ہو کہ عدم ادائیگی سود پر زر اصل مع سود عندالطلب واجب الادا ہوگا ۔

نتیجہ یہ ہوئی کہ عرصہ میعاد مقرر کردہ بروئے مد ۱۳۲ ۔ ایکٹ میعاد تاریخ عدم ادائیگی سے گزرنا شروع ہوا

تہا مقدمات ہنمنت رام ساہو رام بنام بولس (۱) و بال بنام سٹوول (۲) تمیز کیگئی ۔

اپیل دوم بنا راضی ڈگری جے ڈبلیو الیٹ ڈومارگو صاحب ڈسٹرکٹ جج مدورا بمقدمہ اپیل نمبر ۸۲۹ سنہ ۱۸۹۴ء مشعر تنسیخ ڈگری کے کرشنا ایر ڈپٹی منصف ضلع مدورا بمقدمہ ابتدائی نمبر ۳۰۷ سنہ ۱۸۹۴ء ۔

نالش ہذا بر بنائے ایک رجسٹری شدہ تمسک کے واسطے دلا پانے بذریعہ نیلام بعض جائداد مکفولہ کے مبلغ ۹۷۰ روپیہ کے بطور بقایائے زر اصل مع سود بر روئے تمسک مذکور کے دائر کیگئی تہی ۔

بنا اپیل دوم نمبر ۸۵۰ سنہ ۱۸۹۵ء ۔

(۱) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۸ صفحہ ۵۶۱ ۔

(۲) ؍؍ ؍؍ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۳۲۲ ۔

۱۸۹۶ء

پرامل ایان
بنام
ناگری سامی

رام جیند رائے (۱) ہے یا امر واقعہ کہ ایک یا تعمیل شرط لنسبت ادائگی زر کے ایک خاص عرصہ کے اندر موجود تہی ہماری رائے مین
اُس آخری فقرہ کے معنون یا اثر مین خلل انداز نہین ہوتا جسکے رو سے زر مذکو عند الطلب واجب الادا بنایا گیا ہے
الفاظ "عند الطلب" ہماری رائے مین بطور ایک الیسے لفظی اظہار کے متصور کئے جانے چاہئین جو مرادف
"فوراً" یا "ساتھہ ہی" کے ہین - یہی ہماری رائے مین فریقین کا منشاء تہا - مدعا علیہ مطابق شرط مندرجہ
فقرہ اول تمسک مذکور کے ادائگی سود سے قاصر رہا تہا اسلئے زر مذکور فوراً واجب الادا ہو گیا تہا اور کسی واقعی
مطالبہ کی ضرورت مدعیکے بنائے دعوے کو مکمل کرنیکے واسطے موجود نہ تہی -
اپیلانٹ کے وکیل نے مقدمہ منہنت رام ساہو و ام ٹی بنام بولس (۱) وبال بنام سٹودل (۲) کا حوالہ
دیا ہے لیکن اُنمین سے کوئی مقدمہ حال کے عین مطابق نہین ہے - مقدمہ اوّل الذکر الفاظ "اگر ایسی
ضرورت پڑے" استعمال کئے گئے تہے اور ہائیکورٹ نے قرار دیا تہا کہ مدعی نے بالارادہ اُس شرط کی تعمیل سے
قصور کیا تہا جبکہ زر مذکور واجب الادا ہو سکتا تہا یا الفاظ دیگر اُسنے قرار دیا تہا کہ فریقین کی یہ نیت تہی کہ زر
مذکور اُسوقت تک واجب الادا نہ ہونا چاہئیے جبتک کہ مدعی مدعا علیہ سے ادائگی کا مطالبہ نہ کرے - دوسرے
مقدمہ مین یہ قرار دیا گیا تہا زر مذکور صرف عدم ادائگی زر اصل مع سود پر واجب الادا ہوگا اور اس امر کا کوئی
ثبوت موجود نہ تہا کہ کوئی قصور ادائگی زر اصل مین نہ کیا گیا تہا -
مقدمہ حال مین ہماری یہ رائے ہے کہ مدعیکا استحقاق ارجاع نالش مدعا علیہ نمبر ا کے پہلے قصور ادائگی سود
مشروط پر پیدا ہوا تہا جسکے ادا کرنیکی شرط ماہ مارچ ۱۸۸۲ء مین لگیگئی تہی - عدالت اپیل ماتحت نے قرار دیا ہے
کہ وہ ادائگی جو مدعا علیہ نمبر ا نے ماہ اکتوبر ۱۸۸۵ء مین کی تہی سود کے متعلق نہ لگیگئی تہی - وہ ایک قرارداد امر
واقعہ ہے جسکی لنسبت ہم برطبق اپیل دوم سوال نہین اوٹہا سکتے - اسلئے میعاد بمقابلہ مدعیکے ماہ مارچ ۱۸۸۲ء
سے گذرنی شروع ہوئی تہی اور چونکہ اُسکی نالش اُس تاریخ سے عرصہ بارہ سال کے اندر رجوع نہین کیگئی
اسلئے وہ زائد المیعاد تہی اور درست طور پر خارج کیگئی تہی -
اسلئے ہم ڈگری عدالت اپیل ماتحت کو بحال کر کے اپیل دوم کو معہ خرچہ خارج کرتے ہین -

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۴۴ -
(۲) " " بمبئی جلد ۸ صفحہ ۵۶۱ -
(۳) " " الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۳۲۲ -

۱۸۹۶ء
۳؍ دسمبر

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر آمنیا ایار صاحب جسٹس و ڈیویس صاحب جسٹس

ایار اوسانی اسوار اؤ (مدعی) اپیلانٹ بنام کرشنا سورتھی (مدعا علیہ) ریسپانڈنٹ *

ایکٹ میعاد - ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء دفعہ ۵ - نالش زیر دفعہ ۷۷ - ایکٹ رجسٹری - ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۷ء -

اطلاق ایکٹ میعاد دفعہ ۵ - ارجاع نالش افتتاح عدالت پر -

جبکہ مدت میعاد مقرر کردہ بروئے دفعہ ۷۷ - ایکٹ رجسٹری ہند سنہ ۱۸۷۷ء واسطے ارجاع نالشات زیر دفعہ مذکور ایک ایسے دن پر ختم ہو جبکہ عدالت بند ہو تو دفعہ ۵ - ایکٹ میعاد ہند سنہ ۱۸۷۷ء متعلق نہیں ہوتی اور وہ نالش اگر افتتاح عدالت کے دن رجوع کی جائے - زائد المیعاد ہے -

اپیل بنا رضی ڈگری این سامی ناد ایار سب آرڈینیٹ جج ایلور مقدمہ ابتدائی نمبر ۶ سنہ ۱۸۹۵ء -

واقعات مقدمہ ہذا حسب ذیل ہیں :-

مدعی نے جو ایک نمیندار ہے نابالغ مدعا علیہ (اپنے مزارعہ) کی ماں اور ولیہ سے ایک مچلکہ حاصل کیا جسکے رجسٹری کرنیکی درخواست اُسنے سب رجسٹرار گودیوادا سے کی - مدعا علیہ کی ماں اور ولیہ نے اُسکے تحریر کرنیسے انکار کیا - اور سب رجسٹرار نے دستاویز مذکور کی رجسٹری کرنیسے انکار کیا - اسپر مدعی نے رجسٹرار کستنا کے پاس اپیل کیا جسنے اپیل کو نامنظور کیا - رجسٹرار مذکور کا حکم ۶ دسمبر سنہ ۱۸۹۴ء کو صادر کیا گیا تھا اور وہ تیس یوم کی میعاد جو بروئے دفعہ ۷۷ - ایکٹ رجسٹری سنہ ۱۸۷۷ء کے واسطے ارجاع نالش دیوانی بدین ہدایت کے عطا کیگئی ہے کہ دستاویز کی رجسٹری کیجائے ۵ جنوری سنہ ۱۸۹۵ء کو ختم ہوئی تھی - اُس تاریخ پر عدالت بباعث تعطیلات کرسمس کے بند تھی - ۸ جنوری سنہ ۱۸۹۵ء کو عدالت کا افتتاح ہوا اور اُسی تاریخ پر مدعی نے نالش حال بدین استدعا رجوع کی کہ ایک ڈگری صادر کیجائے جسکے رُو سے سب رجسٹرار گودیوادا کو مچلکہ کی رجسٹری کرنیکی ہدایت کیجائے - سب آرڈینیٹ جج نے مقدمہ ویرا بنام ابیاہ (۱) پر انحصار کرکے نالش کو اس وجہ پر خارج کیا کہ وہ زائد المیعاد ہے -

مدعی نے اپیل کیا -

بشیام ایانگر و گوپالا سامی ایانگر منجانب اپیلانٹ -

سوا سامی ایار منجانب ریسپانڈنٹ -

(ن)
سنہ ۹۶

---

* اپیل نمبر ۱۰۸ سنہ ۱۸۹۵ء

(۱) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۱۰ صفحہ ۹۹ -

سنہ ۱۸۹۶ء
اپا راؤ
بنام
کرشنا مورتی

تجویز:- گو اصلی امر فیصلہ طلب مقدمہ اجلاس کامل (ویرا بنام اپایہ (۱)) میں صرف اطلاق دفعہ ۷ ایکٹ میعاد نسبت اُن نالشات کے متعلق تھا جو زیر دفعہ ۷۷ ایکٹ رجسٹری دائر کیگئی ہوں تاہم ماحوظی کل وجوہات اختیار کردہ فاضل ججان کے جو انہوں نے مدعیموں اختیار کی ہیں متعلق ہیں ہوتیں اسلئے ہماری یہ رائے ہے کہ ہم فیصلہ مذکور کی سند پر سوائے اسکے اور کچھہ قرار نہیں دیسکتے کہ دفعہ ہی ایسی نالشات سے متعلق ہوتی گرچہ رو برو ہمارے ایسی دلائل پیش کیگئی ہیں جو بحق اطلاق دفعہ کے بہت وقعت رکھتی ہیں اسلئے ہم اُسپر بحث کرنیکے مجاز نہیں۔

اپیل ہذا ناکامیاب رہا ہے اور معہ خرچہ خارج کیا جاتا ہے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس ڈپلیسٹ صاحب جج و بادم صاحب جج

سنہ ۱۸۹۶ء
۲۵ جنوری

کاایا ریڈی (مدعی) اپیلانٹ بنام راما لنگاچی ریڈی وغیرہ (مدعا علیہم) رسپانڈنٹان

رجسٹری - ایکٹ رجسٹری ہند سنہ ۱۸۷۷ء دفعہ ۷۷ - بیعنامہ کا گم ہوجانا۔

جبکہ بیعنامہ جائداد غیر منقولہ زائد از مبلغ ما رکا اُس عرصہ کے اندر گم ہوگیا ہو جو اُسکی رجسٹری کیواسطے عطا کیا گیا ہو تو خریدار مجاز ہے کہ ایک نالش بخلاف بائع کے واسطے جبراً تحریر اور رجسٹری کرانے جدید بیعنامہ کے رجوع کرے۔

اور اگر بعد تحریر کرنے بیعنامہ کے بائع نے جائداد کو بذریعہ رجسٹری شدہ دستاویز کے پہر بیع کردیا ہو اور اُسکا قبضہ ایک شخص کو عطا کردیا ہو جسکو بیع بحق مدعی کا علم ہو تو شخص موخرالذکر بخلاف خریدار مابعد کے ڈگری قبضہ جائداد مذکور کا مستحق ہے۔

اپیل دوم بنارا ضی ڈگری سی وینکوباجیر یا ایکٹنگ ڈسٹرکٹ جج ترچناپلی مقدمہ اپیل نمبر ۱۶۲ سنہ ۱۸۹۱ء بشرح ترمیم ڈگری ایم سی ترولا جیر یا منصف ضلع کلی تلائی مقدمہ ابتدائی نمبر ۳۱۳ سنہ ۱۸۹۰ء۔

۱۰ دسمبر سنہ ۱۸۸۹ء کو مدعا علیہ نمبر ا نے ایک بیعنامہ بحق مدعی کے لعبض اراضی کی نسبت بعوض مبلغ ۱۸ ر کے تحریر کیا اور مدعی سے مبلغ ما کے بطور جزو زرثمن کے حاصل کیا اور باقی روپیہ حسب بیان مدعی کے بروقت رجسٹری کے ادا کیا جانا تھا

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۹۹۔

* اپیل دوم نمبر ۱۲۰۳ سنہ ۱۸۹۵ء۔

بکلا پا ریدی
بنام
راما نگاچی ریدی

دستاویز مذکور کی رجسٹری کبہی نہ کیگئی تہی - لیکن ۲۲ دسمبر کو وہ دستاویز معہ دیگر چند اشیاء کے مدعی کے مکان سے چرائی گئی تہی اور مدعی اسکے پانیمین کامیاب نہوا تہا - ماہ جنوری ۱۸۹۶ء مین مدعا علیہ نمبر ۱ نے اراضی زیر بحث کو مدعا علیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ کے پاس فروخت کیا تہا بیعنامہ بحق مدعا علیہم مذکور رجسٹری شد اور اسکے معنے وہ اراضی پر قابض کیئے گئے تہے - اب مدعی نے یہ نالش کی ہے کہ مدعا علیہ نمبر ۱ کو ایک جدید بیعنامہ کے تحریر اور رجسٹری کرنے اور اراضی کا قبضہ عطا کرنے پر مجبور کیا جائے یا علے سبیل البدلیت واپسی اس جزو زر ثمن پر جو ادا کیا گیا ہے اور نیز ہرجانہ دلایا جائے -

منصف ضلع نے ایک ڈگری بہدایت صادر کی کہ مدعا علیہ نمبر ۱ ایک جدید بیعنامہ بحق مدعی کے تحریر کرکے اسکی رجسٹری کرادے جیکہ مدعی بقایا زرثمن کو عدالت مین داخل کرے اور جملہ مدعا علیہم کو یہ ہدایت کیگئی کہ اراضی مذکور کا قبضہ مدعی کو عطا کرین - بر طبق اپیل کے صاحب جج ضلع نے منصف ضلع کی ڈگری کو منسوخ کرتے وقت حسب ذیل بیان کیا ہے :-

" میری رائے مین منصف ضلع نے نالش کو ایک نالش تعمیل مختص بیعنامہ متصور کرنے مین صریح طور پر غلطی کی ہے صورت حالین بیعنامہ تحریر کیا جاکر حوالہ کیا گیا تہا اور صرف بذریعہ رجسٹری دستاویز مذکور کے استحقاق کا مکمل کیا جانا باقی تہا یہ امر عمل مین نہ آیا تہا - معاملہ صرف اقرار نامہ بیع ہی نہ تہا جو اسصورت مین محض ایک ذاتی حق ہوتا جسکے رو سے مدعی ایک انتقال کے حاصل کرنیکا مستحق ہوتا - عرضیدعوی مین یہ بیان نہین کیا گیا کہ کوئی ایسا معاہدہ موجود تہا کہ ایک جدید بیعنامہ تحریر کیا جاکر رجسٹری کرایا جائیگا - دفعہ ۲۷ ایکٹ داد رسی خاص میری رائے مین کوئی تعلق مقدمہ ہذا کے ساتھہ نہین رکہتی - اور وہ ڈگری جسکے رو سے مدعا علیہ نمبر ۱ کو ایک جدید بیعنامہ کے تحریر اور رجسٹری کردینے کی ہدایت کیگئی ہے میری رائے مین صریح طور پر روئے واقعات مقدمہ کے نادرست ہے - نیز میری یہ رائے ہے کہ فیصلہ مندرجہ انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۳ صفحہ ۵۵ مقدمہ حال پر حاوی نہین ہے - میری یہ رائے ہے کہ مقدمہ درج رپورٹ شدہ انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۲ صفحہ ۳۱۳ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اصولہائے جو حال جیسے مقدمات پر حاوی ہین مدعی کو میری رائے مین کوئی حق نسبت حاصل کرنے انتقال دوم کے حاصل نہین ہے -

" نیز منصف ضلع نے مدعی کو قبضہ عطا کیا ہے اور میری رائے مین اسنے صریح غلطی کی ہے - مدعا علیہم نمبر ۲ و ۳ ہر دو ایک کامل طور پر جائز استحقاق کے قابض تہے - انکا بیعنامہ رجسٹری شدہ ہے اور وہ قابض ہین

۱۸۹۷ء
کلاپا ریڈی
بنام
راما لنگاچی
ریڈی

مدعی کا بعینامہ غیر رجسٹری شدہ ہے اور اسلئے دستاویز (ا) اسپر بروئے دفعہ ۵۰ ایکٹ رجسٹری کے حاوی ہے۔ مدعا علیہم نمبر ۲ و ۳ نے مدعا علیہ نمبر ۱ کو مبلغ الـ روپے جسٹرار کے روبرو ادا کیا تھا اور ایں امر واقعہ کی تحریر ظہری دستاویز نمبر ا پر لکھی ہے۔ یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ یہ ایک نادرست ادائگی تھی۔ مدعا علیہ کیطرف وہ نمبر ا نے دستاویز مذکور کو تحریر کیا تھا اور اُسنے اُسے تسلیم کیا ہے شہادت یا دیگر واقعات مقدمہ میں کوئی ایسا امر موجود نہیں ہے جس سے کوئی شبہ اس معاملہ میں پیدا ہوتا ہو۔ خود مدعی نے بیان کیا ہے کہ مدعا علیہ نمبر ا نے اُس سے کہا تھا کہ اپنے مبلغ الـ لیکر اُسے اجازت دے کہ اراضیات کو مدعا علیہم نمبر ۲ و ۳ کے پاس بعوض الـ کے فروخت کرے کیونکہ وہ اُسکو مدعی سے زیادہ قیمت دیتے ہیں۔ اسلئے میں تنقیح چہارم کا فیصلہ بحق مدعا علیہم نمبر ۲ و ۳ کے کرتا ہوں۔ معاہدہ ماقبل کے علم کا سوال مقدمہ ہذا میں پیدا نہیں ہوتا۔"

مگر صاحب جج ضلع نے مدعیکو ایک ڈگری مبلغ مار روپے کی عطا کی جو جزو زرثمن ادا کردہ معہ سود تھے اور زر بقایا کا سود جو اُسنے بروقت رجسٹری ادا کرنیکے واسطے جمع رکھا تھا اور نیز اُس اسٹامپ کا جسپر بیعنامہ تحریر کیا گیا تھا۔

مدعی نے اپیل کیا۔

شیشاگری آیار منجانب اپیلانٹ۔

پتابھی رام آیار منجانب رسپانڈنٹ۔

حکم:۔ مدعی کا بیعنامہ گم ہوگیا ہے وہ اس امر کا دعوی کرنیکا مستحق تھا کہ مدعا علیہ نمبر ا کو ایک جدید بیعنامہ تحریر کرکے رجسٹری کرادینے پر حسب قرارداد مجبور کرے یہ فرض کرکے کہ مدعا علیہم نمبر ۲ و ۳ بیع بحق مدعیکا علم ہے۔ وہ مزید برآں قبضہ کا مستحق تھا۔

مقدمات متعلق بایں امر یعنے کاروڈن بنام داد انا محمد تمبیا روٹن (۱)، ڈلنگاپا بنام ولیو (۲) میں مقدمہ وینکٹا سامی بنام کرستیا (۳) میں جسپر صاحب جج ضلع نے انحصار کیا ہے بیعنامہ گم نہ ہوگیا تھا اسلئے کوئی دعوی واسطے تعمیل مختص کے نہو سکتا تھا اسلئے صاحب جج ضلع کا فیصلہ متعلق بایں امر غلط ہے اور اُس سے برُوئے شہادت یہ قرار دینے کی استدعا کیگئی ہے کہ آیا مدعا علیہم نمبر ۲ و ۳ کو بیع بحق مدعیکا علم تھا۔ جیصورت میں منصف کی ڈگری بحال کیجانی چاہیئے اور صاحب جج ضلع کی ڈگری منسوخ کیجانی چاہیئے۔ صاحب جج ضلع سے یہ استدعا کیگئی ہے کہ اپنی قرارداد مع تاریخ رسید حکم ہذا سے عرصہ ایک ماہ کے اندر ارسال کرے

(۱) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۱۲۳۔

(۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۵۵۔

(۳) " " " جلد ۱۶ صفحہ ۳۴۱۔

سنہ ۱۸۹۶ء
کلاپاریڈی
بنام
رامالنگاچی ریڈی

سات یوم کی میعاد واسطے داخل عذرات کے بعد اُس وقت کے عطا کیجائیگی جبکہ فرد ادعدالت ہذا میں ارسال کیجائیگی -

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر آرتہر جے ایچ کالنس صاحب چیف جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

سنہ ۱۸۹۶ء
۱۴ اکتوبر

کلیاپاگونڈن (مدعی) اپیلانٹ **بنام** وینکٹاچلا تہیون وغیرہ (مدعا علیہم) ریسپانڈنٹان*

مدراس ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۶۴ء دفعہ ۳۸ - نیلام بعلت بقایا مالگذاری - بحالی نیلام بعد از تنسیخ -

جبکہ کلکٹر نے ایک حکم زیر دفعہ ۳۸ مدراس ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۶۴ء مشعر تنسیخ نیلام بعلت بقایا مالگذاری صادر کیا ہو تو وہ بعد میں نیلام مذکور کو بحال نہیں کر سکتا -

اپیل دوم بنا راضی ڈگری ٹی وائر صاحب ڈسٹرکٹ جج کوئمباٹور مقدمہ اپیل نمبر ۱۱۲ سنہ ۱۸۹۴ء مشعر تنسیخ ڈگری ٹی رنگاچیریر منصف ضلع کوئمباٹور مقدمہ ابتدائی نمبر ۳۴۵ سنہ ۱۸۹۲ء -

نالش ہذا واسطے دلاپانے بعض اراضی معہ زر واصلات کے رجوع کیگئی تہی - اراضی مذکور ابتدا مدعا علیہ ۱ کی ملکیت تہی اور بعلت بقایاء مالگذاری واجب الادا منجانب مدعا علیہ مذکور ۲۰ مارچ سنہ ۱۸۸۳ء کو کلکٹر کی طرف نیلام کیجاکر مدعی نے خرید کی تہی -

۲ نومبر سنہ ۱۸۸۳ء کو کلکٹر نے ایک حکم مشعر تنسیخ نیلام صادر کیا لیکن ۲۹ اگست سنہ ۱۸۸۴ء کو اُسنے ذیل کا حکم صادر کیا :-

بعد پڑہنے عرضی نمبر ۵۱۵ سنہ ہذا کے جو تمنے بدین بیان رجوع کی ہے کہ تمنے پہلے سے ہمارے حکم کے مطابق خاص اطلاع مفصل دربارہ تنسیخ نیلام اراضیات کے دی ہے جو نمبری ۱۱۰ و ۱۱۱ واقعہ موضع سنجیری ہیں -

۲ - مذکورہ بالا حکم منسوخ کیا گیا ہے اور اراضیات مذکور کا نیلام سنجیری کلیاپاگونڈن کے نام بحال کیا گیا ہے جسنے اراضیات مذکور کو خرید کیا تہا -

۸ نومبر سنہ ۱۸۸۴ء کو کلکٹر نے ایک سرٹیفکٹ نیلام مدعی کے نام پر جاری کیا -

---

* اپیل دوم نمبر ۴۴۴ سنہ ۱۸۹۵ء -

کلیا پاگوندن
بنام
وینکٹا چلا تہون
۱۸۹۶ع

سنصف ضلع نے مدعیکو ایک ڈگری عطا کی لیکن بر طبق اپیل کے صاحب جج ضلع نے منصف ضلع کی ڈگری کو منسوخ کیا۔
مدعی نے اپیل کیا۔

رام چندر راؤ صاحب وکستوری رنگا چیر بر منجانب اپیلانٹ ـ
دیسکا چیر بر منجانب رسپانڈنٹان ـ

تجویز:- کوئی حکم ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۶۶ع مین ایسا موجود نہین ہے جسکی رو سے کلکٹر اس نیلام کے بحال کرنیکا اختیار دیا گیا ہو جو ایک دفعہ منسوخ کیا جا چکا ہے۔ صورت حالمین ہیڈ اسسٹنٹ کلکٹر نے نیلام ۲ نومبر سنہ ۱۸۹۲ع کو منسوخ کیا تہا۔ اس کو کوئی اختیار نسبت بحال کرنے نیلام مذکور کے قریباً ایک سال بعد اسکی منسوخی کے حاصل نہ تہا جیسا کہ اسنے کیا ہی اسلئے تنقیح متعلق ... ایک استحقاق ... ہے۔

ہم اپیل دوم ہذا کو معہ خرچہ خارج کرتے ہین ـ

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس شفرڈ صاحب جسٹس و ڈیویس صاحب جسٹس

۱۸۹۶ع
۹ جنوری

ارد موگم پلائی (مدعا علیہ) اپیلانٹ **بنام** اوتاچلم پلائی (مدعی) رسپانڈنٹ *

رجسٹری وصیت ہا بعد از وفات موصی تحقیقات منجانب رجسٹری کنندہ عہدہ دار کے دربارہ نافذ ہونے وصیت کے ـ ایکٹ رجسٹری دفعات ۴۰ و ۴۱ ـ

ضابطہ مقرر کردہ برائے دفعہ ۳۵ ایکٹ رجسٹری متعلق وصیت ہا کی رجسٹری کرنیسے متعلق نہین ہے جو زیر دفعہ ۴۰ ایکٹ مذکور واسطے رجسٹری کرنیکے بعد از وفات موصی منجانب ایسے اشخاص کے پیش کیگئی ہون جو انکے دعویدار ہون ـ

اپیل دوم بنا راضی ڈگری ای جی سیول صاحب ایکٹنگ ڈسٹرکٹ جج تنجور مقدمہ اپیل نمبر ۱۱۱ سنہ ۱۸۹۴ع مشعر بحالی ڈگری سی وینکوبا چیر بر ڈسٹرکٹ منصف تنجور مقدمہ نالش ابتدائی نمبر ۳ سنہ ۱۸۹۳ع ـ

مدعی نے جو ایک شخص مسمی مانیکم پلائی متوفی کا ماموں تہا ایک دستاویز وصیت تحریر کردہ مانیکم پلائی کے رجسٹری کرانیکی درخواست کی۔ سب رجسٹرار نے رجسٹری کرنیسے انکار کیا اور بر طبق اپیل کے رجسٹرار نے سب رجسٹرار کے فیصلہ کو بحال رکھا۔ اسپر مدعی نے نالش حال زیر دفعہ ۷۷ ایکٹ رجسٹری دائر کی۔ بن مانیکم پلائی کے ... ماموں کو مدعا علیہ بنایا ہے۔

* اپیل دوم نمبر ۱۰۹۷ سنہ ۱۸۹۵ع ـ

۱۸۹۶ ... ۱۶

اردو موگم پلائی
بنام
اروتا چلم پلائی

مدعا علیہ نے یہ عذر کیا کہ وصیت اصلی نہیں ہے اور کہ مانیکم اسکے سبینہ تحریر کی تاریخ پر نابالغ تہا اور اسلیئے وصیت
کرنیکا مجاز نتہا اور کہ مزید برآں اسکی حالت دلی ایسی قابل نتہی کہ وہ کوئی وصیت تحریر کر سکتا۔

نالش ہذا میں تنقیحات ذیل بصورت تجویز قائم کیگئی تہیں

آیا متوفی مانیکم پلائی سبینہ وصیت کی تحریر کے وقت بالغ تہا یا نہیں۔

آیا وصیت اصلی ہے اور حسب ضابطہ طور پر متوفی مانیکم پلائی نے تحریر کی تہی۔

آیا نالش زائد المیعاد ہے یا نہیں۔

آیا مدعی وصیت کے رجسٹری کرانیکا مستحق ہے۔

ان جملہ تنقیحات کا فیصلہ سبارڈنیٹ جج نے بحق مدعی کے کیا اور وصیتنامہ مذکور کی رجسٹری کرنیکا استدعا کی۔
بر طبق اپیل کے صاحب جج ضلع نے بربنائے تنقیح دوم قرار دیا کہ وصیت حسب ضابطہ طور پر مانیکم پلائی نے تحریر کی تہی بلکہ
تنقیح اول پر جو درباره اس امر کے تہی کہ آیا موصی تحریر وصیت کے وقت نابالغ تہا صاحب جج ضلع نے بیان کیا کہ [illegible]
اسلیئے میری یہ رائے ہے کہ [illegible]
کرنیکا اختیار رہیگا وہ کسی شخص ماسوائے [illegible] نے پیش کیا ہو اس وجہ پر کہ [illegible] وقت
تحریر کرنے وصیت مذکور کے موصی نابالغ تہا" اور اُسنے اپیلانٹ کو اس حجت کے کرنیکی اجازت نہیں
دی کہ آیا در اصل مانیکم پلائی بروقت تحریر وصیت مذکور کے نابالغ تہا۔

سوال میعاد زیر تنقیح سوم بروئے واقعات ذیل کے اٹہایا گیا تہا۔
صاحب رجسٹرار ضلع کا حکم انکار ۱۳ نومبر سنہ ۱۸۹۲ء کو صادر کیا گیا تہا۔ مدعی نے اپنی نالش منصف ضلع ترودی
کے روبرو ۲ دسمبر کو حکم مذکور کی تاریخ سے عرصہ تیس یوم کے اندر دائر کی۔ منصف ضلع نے چند ماہ بعد یہ نتیجہ
اخذ کیا کہ نالش اسکی مالی اختیار سماعت کے اندر نہیں ہے اور اُسنے اسکو عدالت سبارڈنیٹ جج میں رجوع
کرنیکے واسطے واپس کیا۔ بتاریخ مذکور ۱۰ جولائی سنہ ۱۸۹۳ء کا مصدرہ ہے۔ نالش سبارڈنیٹ جج کے روبرو
اُسی دن رجوع کیگئی تہی اسکے متعلق صاحب جج ضلع نے بیان کیا "اسلیئے میری [illegible] کہ نالش
اسوقت رجوع کیگئی تہی جبکہ وہ عدالت منصف ضلع ترودی میں [illegible] کیگئی تہی
اسلیئے وہ زائد المیعاد نہیں ہے" نتیجہ یہ ہوا کہ اُسنے صاحب جج ضلع نے [illegible]۔

سنہ ۱۸۹۶ع
وردموگم پلائی
بنام
ادعنا پلہ تیدی

مدعاعلیہ نے اپیل کیا۔

سوا سامی آیار صاحب اپیلانٹ۔

بیتا بہی لاملم ایار صاحب رسپانڈنٹ۔

تجویز:- عذر میعاد کامیاب نہین ہوسکتا اگر مقدمہ اصلی ابتداءً عدالت مناسب مین رجوع کیا گیا تہا اور ہماری یہ رائے ہے کہ وہ ڈسٹرکٹ جج کے یہاں رجوع کیا گیا تہا کیونکہ منصف کو اختیار سماعت حاصل تہا۔ اسوجہ سے اور نیز اُن وجوہات پر جو صاحب جج نے بیان کی ہین ہم قرار دیتے ہین کہ نالش ہذا زائدالمیعاد نہ تہی۔

نسبت اس سوال کے کہ آیا بسبب نابالغیت موصی کی نیک چالنی دیہہ رجسٹرار کے انکار کی تہی ہم اُس نتیجہ کے ساتھ اتفاق کرتے ہین جو صاحب جج نے اخذ کیا ہے۔ ایکسپریس تمیز دفعہ ۴۱ ایکٹ رجسٹری مین مابین اُس وصیت کے بصورتیکہ جو خود موصی نے پیش کی ہو اور اُس وصیت کے کیگئی ہے جو کسی اور شخص مستحق نے پیش کی ہو۔ صورت اولذکر مین قواعد مندرجہ دفعہ ۳۵ متعلق کئے گئے ہین لیکن موخرالذکر مین خاص قواعد مقرر کئے گئے ہین۔ خاص قواعد مذکورہ مین تحقیقات درباره بلوغ موصی کی نسبت کوئی حکم نہین دیا گیا جس تحقیقات کا حکم کہ قواعد مندرجہ دفعہ ۳۵ مین ہے یہ قرار دینا مناسب ہوگا کہ خاص قواعد (الف) و (ب) و (ج) مندرجہ دفعہ ۴۱۔ اُن قواعد کے ضمیمہ کے طور پر ہین جو دفعہ ۳۵ مین درج ہین کیونکہ کم از کم ایک صورت مین ایک ہی قاعدہ دراصل دونو دفعات مین موجود ہے اسلئے اپیل دوم ناکامیاب ہوتا ہے اور بمعہ خرچہ خارج کیا جاتا ہے۔

پریوی کونسل

باجلاس لارڈ واٹسن و لارڈ ہابہوس و لارڈ ڈیوی و سر آر کوچ صاحبان

سنہ ۱۸۹۷ع
۵ و ۶ مارچ و ۱۰ اپریل

سریا جا ورادا تہو دہر ابل راجا لکشمی دیوی گرو (مدعاعلیہ) بنام سری راجہ ورادا تہو دہر ابل سریانرائن دہنتر از دو بہادر گرو (مدعی)

[بہ تطبیق اپیل بنا راضی فیصلہ ہائیکورٹ مدراس]

دہرم شاستر- ناقابل تقسیم ہونیکا ثابت نہ ہونا- قبضہ ایک رکن خاندان مشترکہ کا ایک وقت پر- کس امر سے تقسیم عمل مین آتی ہے۔

ایک زمینداری جو گورنمنٹ نے سنہ ۱۸۰۲ع مین ایک ہندو کو عطا کی تہی اُسکے خاندان مین منتقل ہوتی رہی اور قبضہ ایک وقت مین صرف ایک رکن کو حاصل ہوتا تہا مگر جائداد مذکور ناقابل تقسیم نہ تہی لیکن اس امر کا فیصلہ کہ آیا وہ ناقابل تقسیم تہی یا نہین اس سوال کے لحاظ سے غیر ضروری تہا جو بہ تطبیق اپیل ہذا اٹہایا گیا ہے۔

آخری زمیندار سنہ ۱۸۸۲ع مین لاولد فوت ہوا اُسکی بیوہ اُسوقت جائداد پر قابض تہی جبکہ نالش حال سنجانب ہم پلہ

۱۸۹۶

ارذموگم پلائی
بنام
ارذناچلم پلائی

وارث مذکور کے جبکا او متوفی زمیندار کا ایک ہی جد تہا دائر کیگئی تہی - مدعی نے اپنے استحقاق بطور رکن خاندان غیر منقسم قابض جائداد مشترکہ کے قایم کرانیکا دعوی بخلاف بیوہ کے کیا جسنے یہ بیان کیا تہا کہ اسکا شوہر تنہا مالک تہا - اسکے ثبوت مین اسنے بعض اقرارنامجات پر انحصار کیا جنسے ظاہر ہوتا تہا کہ تقسیم عمل مین آئی ہے یعنے ۱۷۹۶ء مین دو برادران نے جو اسوقت ورثاء تہے اس امر پر اتفاق کیا کہ بڑے کو قابض رہنا چاہیئے اور کہ چہوٹے کو ایک گانو واسطے گذارہ کے بالعوض اسکے دعوی وراثت کے دیا جانا چاہیئے اور نیز ۱۸۲۶ء مین زمیندار چہارم نے ایک نالش مین جو اسکے برخلاف اسکی ہمشیرہ نے واسطے وراثت کے دائر کی تہی ایک صلحنامہ کیا تہا جسکے روسے اسے وظیفہ دیا گیا تہا - اور زمیندار مذکور نے پہلے سے اپنے بہائی کے دعوی کرنے پر اسکو دو مواضعات جائداد مین عطا کئے تہے اور نیز صلحنامہ مذکورہ میں یہ شرط رکہی گئی تھی کہ دعوی کا تصفیہ بتوسط پنچ کیا جائے -

نیز ۱۸۷۱ء مین زمیندار چہارم اس نالش کے دوران مین ... اس تبنیت کے دائر کیگئی تہی جو اسنے کی تہی اور ایک انتظام اسکی دختر اور بیوہ کے گذارہ کیواسطے کیا گیا تہا پہلا عطیہ گذارہ جو اسنے حق اپنے بہائی کے کیا تہا قایم رہا تہا اور تبنیت تسلیم کیگئی اور نالش کا تصفیہ کیا گیا تہا -

نتیجہ یہ نکالا گیا کہ صلحنامہ مذکور مین کوئی ایسا امر نہ تہا جو نامطابق اس امر کے ہو کہ زمینداری تمام جائداد خاندانی کا ایک جزو ہے اور کہ وراثت کا طریق تبدیل نہ کیا گیا تہا -

نیز نتیجہ یہ نکالا گیا کہ دعویدار بروے صلحنامہ خاندان کے مورخہ ۱۸۷۱ء یا کسی اور طرح پر نالش ہذا کے قایم کرنے سے ممتنع نہ تہا اور کہ وہ زاید المیعاد نہ تہی -

اپیل بنارا ضی ڈگری ۱۰ مارچ ۱۸۹۳ء مصدرہ ہائیکورٹ منسوخ کنندہ ڈگری ۱۹ دسمبر ۱۸۹۲ء مصدرہ ڈسٹرکٹ جج وزاگاپٹم -

مدعی رسپانڈنٹ حال سریا نراین تیسری زمیندار زمینداری بلگام کا پڑپوتا تہا - مدعاعلیہ نمبر ۱ اپیلانٹ سری راجہ لکشمی دیوی گرو آخری زمیندار کی بیوہ تہی جو ۱۸۷۲ء مین فوت ہوا تہا اور جو نیز زمیندار سوم کا پڑپوتا تہا - مدعاعلیہ نمبر ۲ جو اپیل ہذا مین پیش نہ ہوا تہا مدعی کا چہوٹا بہائی ستدرا نرائت و ستراذو تہا - کلکٹر وزاگاپٹم ایجنٹ کورٹ آف وارڈس ولی مدعاعلیہا نمبر ۱ بروئے حکم مصدرہ ۱۰ ستمبر ۱۸۸۹ء کے فریق بنایا گیا تہا -

زمینداری مذکور گورنمنٹ نے ۱۲ اکتوبر ۱۸۰۳ء کو بروئے سند ملکیت استمراری کے بہ پیروی ریگولیشن ۲۵ سنہ ۱۸۰۲ء کے عطا کی تہی -

(ار)
۹۷

۱۸۹۶ء
اربہوگم پلانی
بنام
اردناچلم پلائی

شجرہ ذیل سے وراثت زمینداری مذکور ظاہر ہوتی ہے :-

- رامنڈ اجیتی پتہ ور بلگام ۱۷۹۶ء زمیندار استمراری بنایا ۱۸۰۳ء جو دسمبر ۱۸۱۴ء مین فوت ہوا
  - دہنپایا زمیندار دوم بلا اولاد نرینہ سے ۱۸۲۳ء مین فوت ہوا
  - وسوا بہارا زمیندار سوم جولائی ۱۸۲۹ء مین فوت ہوا
    - نرائینارا ماچند زمیندار چہارم مارچ ۱۸۳۰ء مین فوت ہوا
      - راجیبا لکشمی دیوی
    - جنار دہن مئی ۱۸۳۵ء مین فوت ہوا۔
      - سون نراین تیپہ راین الچپا زمیندار پنجم کا مارچ ۱۸۷۵ء مین فوت ہوا
        - دہنپی پا زمیندار ششم
          - ایم راجیبا کاشی دیوی مدعا علیہا نمبرا ماہ اکتوبر ۱۸۹۳ء مین لاولد فوت ہوئی
        - دسوا مہارا جا ایک دیگر خاندان مین متبنے کیا گیا تہا۔
      - تیپدرا میکہا را
        - مریا نراین مٹی
        - سندرا نیپار تلیہ
      - بہاون نراین نومبر ۱۸۴۳ء مین فوت ہوا
        - نراین رنجنپدر بلا ازدواج ماہ جنوری ۱۸۹۶ء مین فوت ہوا

اہم سوال اپیل ہذا مین یہ تہا کہ آیا زمینداری مذکور زمیندار ششم کے قبضہ مین جو بیوہ کا شوہر تہا بطور مشترکہ جائداد خاندانی کے تہی یا کہ وہ بباعث چند افعال بیان کردہ منجانب مدعا علیہم کے ایسی نہی تہی اور اسکے رو سے وراثت کا سلسلہ تبدیل ہوگیا تہا جس سے زمینداری مذکور جداگانہ جائداد شوہر مدعا علیہا کی ہوجاتی ہے جو آخری مالک تہا اگر افعال مذکور کا نتیجہ یہی تہا تو بیوہ اپنی جائداد بیوہ کی مستحق زمینداری مذکور مین ہوتی ہے ۔ واقعات حکام عالی مقام پریوی کونسل کے فیصلہ سے ظاہر ہوتے ہین سہ اہم معاملات جنکا اثر بطور تقسیم کے بیان کیا گیا تہا حسب ذیل تہے :-

فروری ۱۸۱۶ء مین دسوا مہارا زمیندار اول کے دوسرے پسر نے دو دستاویزات اقرار نامے کی تحریر کی تہین (جنکی تفصیل فیصلہ اپیل ہذا مین بیان کیگئی ہے) اور اسنے ایک عطیہ حاصل کیا تہا جو ایک موضع زمینداری بلگام تہا

سنہ ۱۸۹۶ء
ارد موگم بیلائی
بنام
سوناچلیم بیلائی

سنہ ۱۸۰۳ء مین راجہ چندر زمیندار چہارم نے اپنے اکلوتے بہائی جنار دہن کو دو مواضعات زمینداری بطور توضیع یا ہبہ برائے گذارہ کے عطا کیئے تہے۔ راجہ چندر کے برخلاف ایک نالش سیون نرائن نے بدین بیان دایر کی تہی کہ وہ راجہ چندر کا متبنٰے ہے جسنے تبنیت کو تسلیم نہ کیا تہا اور جو ۱۸۱۷ء مین دوران نالش مین فوت ہوگیا تہا۔ جنار دہن جو سیون نرائن کا طبعی باپ تہا اور راجہ چندر کی دو بیوگان اور اوسکی دختر فریق نالش بنائے گئے تہے جسمین بعد ازان ۷ ستمبر ۱۸۱۸ء کو راضی نامہ ہوگیا تہا۔ ان دستاویزات مین قابل عطیہ توضیع سحق جنار دہن کا ذکر کیا گیا تہا اور ایک اقرار نامہ خانگی بدین مضمون تحریر کیا گیا تہا کہ سیون نرائن بطور متبنٰے پسر رام چندر کے وارث ہونا چاہیئے اور جنار دہن کے قبضہ مین وہی دونو مواضعات رہنے چاہیئین اور اعلیٰ شاخ خاندان کو عورتون کے واسطے گذارہ مقرر کیا گیا تہا

عرضیدعوےٰ مین بیان کیا گیا تہا کہ زمینداری جو تہوڑے عرصہ سے عطا کیگئی ہے ما بین ورثا معطی لہٗ کے قابل تقسیم تہی اور کہ مدعی اور اُسکا بہائی منہ نرائن جایداد کے مستحق مساوی حصص مین تہے اور مدعا علیہا بیوہ صرف کفاف کی مستحق تہی۔ استدعا یہ تہی کہ ایک نصف مدعیکو جداگانہ طور پر عطا کیا جانا چاہیئے علاوہ اُن مواضعات کے جو ۱۸۰۳ء مین عطا کیئے گئے تہے مع ایک نصف جایداد ہائے منقولہ و زر واصلات کے۔

کورٹ آف وارڈس نے بیوہ کیطرف سے جواب دعوی تحریری داخل کیا اور اُس مین در اصل وہ سوالات اُٹہائے گئے تہے جو تنقیحات مین قایم کیئے گئے ہین جو یہ ہین کہ آیا زمینداری قابل تقسیم تہی یا نہین اور کہ آیا تقسیم عمل مین آئی ہے اور کہ آیا جایداد خود آخری مالک نے حاصل کی تہی اور کہ آیا مدعی اُن اشخاص کے افعال کے باعث اجراے نالش ہذا سے ممتنع ہے جنکی کہ وساطت سے وہ دعویدار ہے اور کہ آیا نالش زائد المیعاد ہے۔

صاحب جج ضلع نے مدعیکے حق مین یہ ڈگری صادر کی کہ وہ ایک نصف جایداد متروکہ زمیندار متوفی کا بہ شمولیت زمینداری بلگام کے مستحق ہے۔ اوسکی راے مین زمینداری قابل تقسیم تہی۔ خاندان قدیم تہا عطیہ سنہ ۱۷۹۲ء صرف جایداد حین حیاتی کی نسبت تہا۔ عطیہ سنہ ۱۸۰۳ء کسی ایسے طریق پر نہ کیا گیا تہا جس سے یہ مفہوم ہوسکتا ہو کہ وہ نا قابل تقسیم ہے خاندان اس قدر قدیم نہ تہا جس سے ایسا رواج قایم ہوسکتا ہو جو عام قانون پر حاوی ہوسکے اور وہ طریق جسکے مطابق فریقین نے ایک دوسرے کے ساتہ کارروائی کی تہی اس امر کے مطابق تہا کہ جایداد ایک عام جایداد غیر منقسمہ ہو کہ خاندان تلیگو قوم کا کشترا تہی۔ گو خاندان مذکور نے غلطی سے یہ یقین کیا ہو کہ جایداد صرف ایک ایک شخص کے نام منتقل ہوتی ہے۔

سنہ ۱۸۹۶ء
اروڈموگم پلائی
بنام
اروماچلم پلائی

صاحب جج ضلع نے قرار دیا کہ جایداد کسی ایک شخص کی حاصل کردہ خود نہ تھی جو دسوامبھار اجد امجد کی اولاد میں سے ہو وہ ہمیشہ سے بروئے استحقاق جیٹھانسی کے حاصل کیجاتی رہی ہے اور کبھی کوئی نقصان جایداد ایسا وقوع مین نہین آیا جسکے باعث کسی ایک نے زمینداران مین سے جایداد کو بعد مین حاصل کیا ہو۔

اُس نے یہ بھی قرار دیا کہ کبھی کوئی تقسیم عمل مین نہین آئی۔ اُن معاملات مختلف سنین مین جنکا ذکر بیوہ نے کیا ہے کوئی ایسا نہین جو تقسیم کی حد تک پہنچتا ہو اور نہ کوئی ایسی نیت ظاہر ہوتی ہے جس سے غیر منقسمہ حیثیت خاندان مین خلل واقعہ ہوتا ہو۔ مزید بران اُسنے قرار دیا کہ کوئی امر مانع تقریر مخالف بباعث تحریر راضی نامہ ماہ نومبر سنہ ۱۸۱۷ء کے ایسا موجود نہ تھا جس سے مدعی ارجاع نالش حال سے ممتنع ہو۔ اقرار نامہ مذکور کے رو سے سون نرائن کی تبنیت تسلیم کیگئی تھی اور نیز اوسکا استحقاق نسبت قایم مقام ہونے اپنے تبنیت گیرندہ باپ کے تسلیم کیا گیا اور اعلے شاخ خاندان کی نانات اور اوسنے شاخ خاندان کے ذکور کے واسطے کفاف مقرر کیا گیا تھا۔ کوئی انتظام دربارہ ترتیب وراثت کے بعد زوال شاخ اعلے کے نہ کیا گیا تھا اگر ایسا ہی وقوع مین آئے اور نہ کوئی انتظام وراثت مذکور کے متعلق کسی ایسے طریق پر کیا گیا تھا جو عام قواعد آئین دہرم شاستر کے خلاف ہو۔ انتظام مذکور ناجایز اور رسمی پر نا قابل پابندی ہوتا اور نہ اوسکے رو سے اسکے استحقاق دعوی حصہ جایداد غیر منقسمہ بحیثیت رکن خاندان مشترکہ مین خلل آسکتا تھا۔

نسبت میعاد کے صاحب جج ضلع نے قرار دیا کہ کوئی سوال زیر دفعہ ۱۲۷ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء پیدا نہین ہوسکتا یہ ثابت نہین کیا گیا کہ مدعی کی شاخ خاندان کو در صورتیکہ وہ موجود تھی کوئی استحقاق قبضہ اوسوقت تک حاصل تھا جبکہ جایداد سنہ ۱۸۶۰ء مین متوفی زمیندار کی وفات پر اوسکے ورثاء کی تفویض مین آئی تھی۔ اوسوقت تک مدعی کی شاخ خاندان جدا نہ تھی اور نہ اوسوقت تک کسی اور کا قبضہ اوسکی شاخ خاندان کے مقابلہ مین مخالفانہ تھا۔

رائے مذکور و بالا سے بالضرور یہ وجہ منقطع ہو جاتی ہے کہ بیوہ زمینداری کو بخلاف مدعی اور اوسکے بھائی کے قبضہ مین رکھ سکتی تھی۔ وہ دعوے جو مدعاعلیہ کے وکیل نے کیا ہے یہ ہے کہ زمینداری تقسیم نہین کیگئی کیونکہ وہ ناقابل تقسیم تھی لیکن چونکہ ارکین خاندان نے اپنا کفاف جدا کر لیا تھا اور ایک ڈگری تقسیم مورخہ سنہ ۱۸۱۷ء مین رضامندی ظاہر کی تھی اسلیئے انکی حیثیت منقسم ارکین خاندان کی سی ہوگئی تھی اور کہ یہ حیثیت استحقاق وراثت زمینداری پر حاوی ہونی چاہیئے خواہ زمینداری غیر منقسمہ ہو۔

سنہ ۱۸۶۹ع
اروموگم پلائی
بنام
اروناچلم پلائی

اس حجت کو صاحب ضلع نے ناکامیاب خیال کیا گو واقعات ویسے ہی تھے جیسے کہ بیان کئے گئے تھے اسوجہ پر کہ جایداد جو بلاشبہ طور پر ناقابل تقسیم تھی مشترک ہی تھی اور وہ اُس قاعدہ وراثت کے تابع تھی جو بیوہ کو محروم کرتا تھا درصورتیکہ غیر منقسمہ ذکور موجود ہوں۔

اس فیصلہ کی ناراضی سے کلکٹر نے بطور ولی بیوہ مدعا علیہا کے ہائیکورٹ مین اپیل کیا جس نے اپیل کو خارج کر دیا۔

ہائیکورٹ ریاکہ صاحب وشغر د صاحب سلطان نے ببینہ ناقابل تقسیم ہونے کی نسبت یہ خیال کیا کہ کوئی اظہار جایداد عطا کردہ سنہ ۱۸۰۲ء کی حیثیت مذکور کے متعلق نہین کیا گیا۔ برخلاف اسکے اُسکے خلاف بنت کا اظہار صریح طور کیا گیا تھا عطیہ مذکور ایک ایسے شخص کے حق مین کیا گیا تھا جسکا کوئی تعلق ابتدائی زمیندار کے خاندان کے ساتھ نہ تھا اور وہ بطور بحالی ایک ابتدائی محال کے نہ کیا گیا تھا یہ سچ تھا کہ عموماً جب کبھی جایداد منتقل ہوئی تھی تو سب سے بڑا پسر یا بصورت عدم موجودگی پسر کے آخری قابض کا بزرگ زمیندار کی حیثیت کو حاصل کرتا تھا۔ اس مین کچھ شبہ نہین کہ جایداد و خاندان مذکور سے ایسی تسلیم کیجاتی تھی گویا کہ وہ ناقابل تقسیم تھی اور یہ کہ جس شے کا دعوے ادنے شاخ خاندان کر سکتی ہے مناسب کفاف کا استحقاق ہے۔ یہ حیثیت قریباً ستر سال تک جاری رہی تھی ججان کی رائے مین ایک بہتر خاندان کی صورت مین طریق عمل کی شہادت جو اس قدر خفیف عرصہ کی ہو ایک خاص رواج کے ثابت کرنے کے بالکل نامطابق ہے ببینہ رواج بوجہ درازی کا تعین ہو سکتا۔ اُنھوں نے مقدمہ امرتھہ ناتھہ چودھری بنام گوری ناتھہ چودھری (۱) و راجا لکشمی آئل بنام سوانا تھا پردل سیتھوریا یار (۲) کا حوالہ دیا۔ اُنھوں نے معاملہ کو تنازعہ سے باہر قرار دیا کہ زمینداری ناقابل تقسیم نہ تھی اور کہ کوئی خاص رواج موجود نہ تھا گو اراکین خاندان نے اُسکے ناقابل تقسیم متصور کرنے مین اتفاق کیا تھا۔

پس اس صورت مین صرف دو جواب اُٹھائے گئے تھے یعنی منسوخی بروے صلحنامہ سنہ ۱۸۰۲ء و میعاد نسبت جواب اول کے صاحب جج نے قرار دیا کہ کوئی سوال علاوہ سوال استعمال زمینداری حال کے فریقین نے نہ اُٹھایا تھا اور کہ عنادر من نے کوئی نیت باپنے آپ اور اپنی اولاد کو وراثت زمینداری سے جدا کرنے کے متعلق ظاہر نہ کی تھی نسبت امر دوم کے جو درباره میعاد کے ہے عدالت نے یہ خیال کیا کہ سنہ ۱۸۰۲ء تک

(۱) موز انڈین اپیل جلد ۱۳ صفحہ ۵۴۲۔
(۲) " " جلد ۴ صفحہ ۵۷۰۔

سنہ ۱۹۰۶
اردموگم پلائی
بنام
اردناچلم پلائی

کبھی کوئی شخص اس استحقاق کے مقابلہ مین مخالفانہ طور پر قابض نہ تھا جس کا دعویٰ نالش حال مین کیا گیا تھا استحقاق مذکور دربارہ وارث ہونے کے بصورت عدم موجودگی ذکور ورثاے رام چندر کے تھا اس لئے سوال میعاد پیدا ہو سکتا تھا۔

مدعا علیہا بیوہ نے ہائیکورٹ کی ڈگری کی ناراضی سے جسکی رو سے عدالت اول کی ڈگری بحال رکھی گئی تھی اپیل کیا۔

میسرلے کوہن کونسل و مسٹر جے ایچ ای برینس منجانب اپیلانٹ نے یہ حجت کی کہ فیصلجات عدالتہائے ماتحت جنکے رو سے معاملات متعلقہ دستاویز ۲ ۶ ر کو مناسب موازنہ نہین دیا گیا۔ ان انتظامات خانگی کا نتیجہ ایک تقسیم تھا جسکے رو سے دانتھایا زمیندار ششم ایک جداگانہ زمینداری کا وارث ہوگیا تھا اور اسمین اسکی بیوہ نے استحقاق مین حیاتی حاصل کیا تھا۔ درصورتیکہ خاندان نے اس یقین سے عمل کیا تھا کہ جایداد خاندانی ناقابل تقسیم ہے اور وہ موجودالوقت زمیندار کے قبضہ مین رہنی چاہئے۔ انکے انتظامہائے اس قسم کے تھے کہ اعلے شاخ نے ایک طرف سے ترک اور ادنے شاخ نے دوسری طرف سے اس امر کو تسلیم کیا تھا کہ زمینداری مذکور کے جداگانہ قبضہ کے عوض مین وہ مستقل طور پر اعلے شاخ کے حق مین منتقل کیجائے اس امر سے تقسیم عمل مین آئی تھی۔ شہادت سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ رام چندر اور جبار دہن جداگانہ طور پر رہتے تھے اور ایک دوسرے سے جایداد مین منقسم تھے جب کہ سون نرائن کی نالش سنہ مین رجوع کیگئی تھی۔ مدعی بباعث بیت عطا کردہ کے متمتع تھا۔ صلحنامہ ملحوظ رکھا جانا چاہئے۔ مزید بران یہ عرضیدعویٰ ابتدائی جیساکہ عرضیدعوے سے ظاہر ہوتا ہے اس دعوے پر مبنی رکھا گیا تھا کہ زمینداری ننگام ایک عام قابل تقسیم زمینداری ہے لیکن ہر دو عدالتہائے ماتحت نے قرار دیا تھا کہ گو وہ ناقابل تقسیم نہین ہے تاہم اوسکی نسبت خاندان نے ایسے طریق پر کارروائی کی ہے گویا کہ وہ ناقابل تقسیم ہے راضی نامہ اس بنا پر کیا گیا تھا کہ ادنے شاخ خاندان نے اپنے حق کو ترک کیا تھا اور رام چندر نے ام سے حاصل کیا تھا جسکے رو سے جایداد کی نسبت یہ متصور کیا جانا چاہئے کہ اسے حاصل کردہ جایداد کی نوعیت حاصل ہوگئی تھی۔ دربارہ اس امر کے کہ کس بات سے تقسیم عمل مین آتی تھی مقدمات ذیل کا حوالہ دیا گیا تھا:۔ اپووییر بنام راماسبا ایان (۱) سری راجہ جگنادہ بنام سری راجہ پیدا اپو کیسر (۲) رائے رگھوناتھی بالی بنام راجہ مہاراج بالی (۳) پریاسامی بنام پریاسامی (۴) جمک ایجوناتھ پرسدا نند بنام درگا پرشاد نیدو (۵) ٹھاکر دریاؤ سنگھ بنام

(۱) مورز انڈین اپیل جلد ۱۱ صفحہ ۷۵۔ (۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۴ صفحہ ۳۷۱۔

(۳) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۲۷۲۔ (۴) ” ” ” جلد ۱ صفحہ ۳۱۲۔

(۵) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۷ صفحہ ۲۲۳۔

سنہ ۱۸۹۹ع

اردو موگم پلائی
بنام
اردناچلم
پلائی

زمیندار کی ہے اور اُس نے بیان کیا ہے کہ چونکہ زمینداری تقسیم نہیں ہو سکتی ہے اسلئے اُسکا برادر سندرا نرائین (جو مدعاعلیہ نالش بنایا گیا تہا اور جو اپیل ہذا مین فریق نہین ہے) اوسکے نصف حصہ کا مستحق ہے بخلاف ازین بیوہ اوپیلانٹ یہ عذر کرتی ہے کہ زمینداری ناقابل تقسیم ہے اور کہ بباعث بعض انتظامات خانگی کے وہ اوسکے متوفی شوہر کی جداگانہ جایداد ہوگئی ہے۔

زمینداری بلگام ابتدا اُس سند مورخہ ۱۸ اکتوبر سنہ ۱۸۰۲ع کے ذریعہ سے جو سرکار نے سوما سندری نرائین (زمیندار اول) کو عطا کی تہی پیدا کیگئی تہی۔ وہ سند گم ہوگئی ہے لیکن اُسکا مضمون کافی طور پر اُس قبولیت سے ظاہر ہوتا ہے جو زمیندار نے ۲۸ اپریل سنہ ۱۸۰۲ع کو تحریر کی تہی اور جو شہادت مین پیش کیگئی ہے۔ دستاویز مذکور سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مطابق اُس نمونہ کے تہی جو بصورت عطیات منجانب مدراس گورنمنٹ کے اُسوقت رائج تہا اوسکی رو سے زمیندار کو یہ اختیار دیا گیا تہا بذریعہ بیع یا ہبہ کے یا بصورت دیگر حقوق مالکانہ مندرجہ کل یا جزو زمینداری کو منتقل کرے اور اوسکے رو سے جایداد اوسکو اور اوسکے ورثا اور جانشینان کو عطا کیگئی ہے اور اوسکا بندوبست دوامی اوسکے ساتھ کیا گیا ہے۔ انتظامات خانگی سے معلوم ہوتا ہے کہ زمینداری ناقابل تقسیم متصور کیگئی تہی لیکن خواہ یہ امر اسطرح ہو یا نہ ہو یہ امر مقدمہ وینکٹا چلم نرائین (۱) مین اب اسطرح پر فیصل کیا گیا ہے جس مین ایک ایسی ہی اور قریباً اُسی زمانہ کی عطا کردہ سند کے متعلق یہ تجویز کیگئی ہے کہ وہ زمینداری جو اوسکے رو سے پیدا کیگئی ہے ناقابل تقسیم نہین اور وہ مطابق عام قواعد ورثا سترکے منتقل ہوتی ہے اس لئے یہ فرض کیا جانا چاہئے کہ زمینداری بلگام ناقابل تقسیم نہ تہی خواہ فریقین کا کچھ ہی خیال ہو اور کہ فریقین کی غلط فہمی سے وہ ناقابل تقسیم نہین ہو سکتی اور نہ اوسکے قانونی طریق انتقال مین خلل آسکتا ہے لیکن یہ امر معلوم ہوگا کہ مابین اپیلانٹ اور رسپانڈنٹ کے یہ سوال کہ آیا زمینداری قابل تقسیم ہے یا نہین بالکل اہم نہین ہے خواہ وہ ناقابل تقسیم ہی ہو تو بہم وہ ایک جزو جایداد مشترکہ خاندان ہوگی اور اسی طرح پر منتقل ہوگی جس صورت مین اپیلانٹ کی جایداد بیوہ کو مل جائیگی اسلئے اصلی سوال یہ ہے کہ آیا وہ پہلے زمیندار کے خاندان کی جایداد مشترکہ نہین رہی (بالفاظ دیگر) آیا کوئی موثر تقسیم عمل مین آئی ہے جس سے وراثت کا طریق تبدیل ہوگیا ہے۔

سوما سندرا نرائین معطی لہٗ (زمیندار اول) سنہ ۱۸۱۴ع مین دو پسران دہنیجیا نمبر ا اور سوامیہار انمبر ۲ چہوڑکر

(۱) لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۸ صفحہ ۲۸-

سنہ ۱۸۹۶ء
اردو موگم پلانی
بنام
اردو ناچیم پلانی

فوت ہوا تہا وہ تنبیا پا کو اپنے برادر سے یہ اجازت دی تہی کہ جایداد کا وارث ہوکر زمیندار وہ ہو جاے۔ دو دستاویزات مورخہ ۱۶ و ۱۸ فروری سنہ ۱۸۱۸ء اس موقعہ پر تحریر کیگئی تہین اور وہ ایسا معاملہ اول مین جسپر کہ اپیلانٹ نے بہ ثبوت تقسیم جایداد کے انحصار کیا ہے۔ دستاویز نمبر آ فارخطی سند تہی جو وسوا مبہارا نے بالفاظ ذیل تحریر کی تہی:۔

"چونکہ ہم دونو نے مساوی طور پر جملہ زر نقد و جواہرات و دیگر جایداد کو تقسیم کر لیا ہے جسکے ہم دونو مستحق تہے اسلئے مین اپنے آپکو پابند اس امر کا بناتا ہون کہ تم سے کسی وقت کسی شے کا دعوے نہ کرونگا مین موضع ... پو یسلا مین رہونگا جو تمنے میری گذارہ کے واسطے مجہکو عطا کیا ہے اور مطابق تمہاری مرضی کے عمل کرتا رہونگا"

بروے دستاویز دوم (جو نمبر ۱ ایک سند فارخطی ہے) وسوا مبہارا نے بیان کیا ہے کہ:۔

"مین یا میری ورثا کسی وقت تمہاری یا تمہاری ورثا کے برخلاف کوئی دعوے نسبت جایداد منقولہ یا غیر منقولہ کے یا نسبت کسی معاملہ کے نہ کرینگے چونکہ تمہاری باپ نے تمکو زمینداری بلگام پر قابض کیا ہے اسلئے مین یا میری ورثا کوئی دعوے بخلاف تمہاری یا تمہاری ورثا کے نسبت زمینداری مذکور کے نہ کرینگے"

حکام موصوف کوئی معنی شہادت اس انتظام کی نسبت نہین رکہتے جو بروے دستاویز مذکور کے کیا گیا ہے کہ جایداد کی عام اور مشترک حیثیت زایل کیگئی تہی جس سے یہ مطابق ان قواعد دہرم شاستر منتقل ہونے کے ناقابل ہوگئی تہی جو ایسی جایداد کے متعلق ہین۔ انتظام مذکور جایداد مذکور کی حیثیت قانونی کو ویسا ہی جاری رکہنے کے بالکل مطابق تہا۔ بڑے بہائی کے حق مین استعمال جایداد خاندانی چہوڑا گیا تہا۔ اور چہوٹے برادر نے ایک گانو اپنے گذارہ کے واسطے ان حقوق کے عوض مین قبول کر لیا تہا جنکا کہ وہ اپنی راے مین مستحق تہا حکام موصوف کی راے مین وہ سواے ایک ایسے انتظام کے اور کچہ نہ تہا جو دربارہ طریق استعمال جایداد خاندانی کے ہو اور اسکے روسے طریق وراثت مین خلل واقعہ نہوتا تہا۔

دوسرا زمیندار سنہ ۱۸۲۹ء مین دو بیوگان اور ایک دختر اتنا منی اما چہوڑ کر بلا اولاد نرینہ فوت ہوا تہا اسوقت جایداد مرتہن کے قبضہ مین تہی اور وسوا مبہارا کی حیات مین وہ ویسی ہی رہی۔ وہ سنہ ۱۸۵۰ء مین دو پسران رام چندر و چنارہ بن چہوڑ کر فوت ہوا۔ ایک نالش بجانب اتنا منی اما کے (اسکے باپ کی بیوہ فوت ہو چکی تہی) واسطے دلا پانے زمینداری کے رام چندر سے رجوع کی گئی تہی اس نالش کا انجام ایک

۱۸۹۲ء
اروموگم پلائی
بنام
اروناچلم پلائی

راضی نامہ مین ہوا جسکے رو سے مدعیہ نے اپنا دعوی نسبت جایداد کے اس شرط پر ترک کیا کہ رام چندر اوسکو مبلغ صمار روپیہ سالانہ ادا کرتا رہے۔ رام چندر نے پہلے ہی بروے ایک کانامہ مورخہ ۱۳ ر اکتوبر ۱۸۶۶ء کے اپنے برادر جنار دہن کی درخواست پر اور اس غرض سے کہ وہ اور اوسکا خاندان آسانی سے گذارہ کرین کسے مواضعات اڈا پوسیلا و وداولو اس شرط پر عطا کئے تھے کہ اتنا منی کی نالش کا تصفیہ حسب مذکورہ بالا ہو جاوے۔ معلوم ہوتا ہے کہ رام چندر نے جایداد کا قبضہ مرتہنان سے حاصل کیا تہا اور وہ بطور زمیندار چہارم کے قابض ہوا تہا۔ اس معاملے سے اپیلانٹ کے دعوی کی کوئی تائید نہین ہوتی۔

چونکہ رام چندر کے ہان کوئی اولاد ذکور نہ تہی اسلئے اُس نے سون نراین کو جو جنار دہن کا سب سے بڑا پسر تہا تبنیت مین لیا لیکن اُس نے بعد مین تبنیت کے منسوخ کرنیکی کوشش کی ۱۸۷۰ء مین ایک نالش منجانب سون نراین کے بخلاف رام چندر کے واسطے قایم کرانے تبنیت کے اور بدین استدعا کیگئی تہی کہ بعد وفات زمیندار کے اوسکا حق زمینداری مین قایم کیا جاوے۔ دوران نالش مین رام چندر بلا اولاد نرینہ فوت ہو گیا۔ لیکن وہ ایک دختر چہوڑ گیا۔ ازان بعد نالش مذکور کی تجدید بخلاف جنار دہن اور رام چندر کی بیوگان اور اوسکی دختر کے کیگئی تہی حکام عالیمقام کی یہ رائے ہے کہ صرف وہی اشخاص ایسے موجود ہے جو سون نراین کی تبنیت کی تردید کرنے سے علاقہ رکہتے تہے اور انکو یہ خیال کرنا چاہئے کہ وہ اسوجہ سے مدعا علیہم بنائے گئے تہے کہ تبنیت کو اپنے برخلاف ثابت کرین۔ نالش مین مابین جنار دہن اور بیوگان (مدعا علیہا نمبر ۲) کے ان شرائط پر راضی نامہ ہو گیا تہا جو دستاویز مورخہ ۶ ستمبر ۱۸۷۱ء مین درج ہین اور نسبت بیوہ دوم اور اوسکی نابالغ دختر کے ایک اور راضی نامہ ۷ ستمبر ۱۸۷۱ء کو عمل مین آیا تہا۔ دستاویزات مذکورہ پر اپیلانٹ نے اپنی دعوی کی تائید پر بہت انحصار کیا ہے۔

اس راضینامہ کے رو سے جنار دہن نے تسلیم کیا تہا کہ مدعی اوسکے بڑے بہائی کا متبنے ہو اور کہ استحقاق زمینداری مدعی کے حق مین منتقل ہونا چاہئے اور کہ جنار دہن مواضعات وڈا وولو داڈا پوسیلا پر جو زمینداری سے ملحق ہین قابض رہے گا۔ اور اس نے یہ بہی اقرار کیا تہا کہ رام چندر کی بیوگان اور دختر کے واسطے گذارہ مقرر کیا جانا چاہئے۔ دیگر مدعا علیہم نے تسلیم کیا تہا کہ مدعی مدعا علیہا نمبر ۲ اور اُس کے متوفی شوہر کا متبنے ہے اور کہ استحقاق زمینداری مدعی کی ملکیت ہے۔

سنہ ۱۸۹۶
ازدو موگم پلائی
بنام
اردو مم پلائی

گزارہ واسطے دو بیوگان کے ان اراضیات مین سے مقرر کیا گیا تہا جو زمینداری کے ملحق تہیں۔ قرار یہہ پایا تہا کہ رامچندر کی
دختر سون نرائن کے پسر سے شادی کیجانی چاہیئے یا بصورت دیگر اُسکے واسطے اراضیات زمینداری مین سے کفاف
مقرر کیا جانا چاہیئے اور نیز دیگر احکام واسطے فایدہ بیوگان کے صادر کیئے گئے تہے +

معلوم ہوتا ہے کہ شرائط صلحنامہ کی تعمیل کیگئی تہی اور سون نرائن بطور پسر متبنے رامچندر کے زمینداری کا وارث
ہوا تہا وہ ماہ مارچ ۱۸۸۲ع مین فوت ہوا تہا اور اُسکے بعد اُسکا پسر دہنجایا وارث ہوا تہا (۲) جو ۲۹ اکتوبر
۱۸۸۸ع کو بلا وصیت فوت ہوا اور اپیلانٹ کو اپنی تنہا بیوہ چہوڑ گیا +

رسپانڈنٹ کے ازدو پسران چندراسیکہارا (متوفی) ہے جو دوسرا پسر خیاردہن کا ہے اور وہ اور اُسکا بہائی
اُسکے تنہا پس ماندہ لوگ ہین۔ بیان یہہ کیا گیا ہے اور یہہ امر مقدمہ مین تسلیم کیا گیا ہے کہ وسوامبہارا (۲) جو زمیندار
دہنجایا (۲) کا برادر تہا ایک اور خاندان مین متبنے کیا گیا ہے اور وہ کوئی حصہ اپنے طبعی باپ کی جائداد مین
سے حاصل نہیں کر سکتا اور کارروائیات نالش ہذا اُسی قیاس پر مبنی ہیں حکام موصوف صرف یہ ظاہر
کرینگے کہ اگر کوئی غلطی اس امر کے متعلق کیگئی ہے تو کسی امر فیصل شدہ بروئے فیصلہ ہذا کے رو سے اُسکے استحقاق
مندرجہ زمینداری مین خلل واقع نہیں ہو سکتا۔ وسوامبہارا نے ایک درخواست فریق مقدمہ بنائے
جانیکے واسطے دایر کی۔ لیکن اُسکی درخواست سے دیگر وجوہات پر انکار کیا گیا تہا لیکن کوئی شہادت دربارہ
اُسکے غیر خاندان مین متبنے کئے جانیکے پیش نکی گئی تہی +

نالش حال رسپانڈنٹ نے ۲۰ اپریل ۱۸۸۹ع کو بخلاف اپیلانٹ کے شروع کی تہی جو رسپانڈنٹ کا بہائی ہے اور
برخلاف کورٹ آف وارڈس کے بطور گارڈین اپیلانٹ کے۔ عرضیدعوی مین سون نرائن کی تبنیت نظرانداز کیگئی
تہی اور اُسمین یہہ قیاس کیا گیا ہے کہ وہ جائداد کا وارث اپنے طبعی باپ خیاردہن اور طبعی برادران کی جانب
سے ہوا تہا اور وہ جائداد کا اہتمام اپنی اور دیگر اراکین خاندان کیطرف سے کرتا تہا اُسمین یہہ بیان کیا
گیا ہے کہ جائداد قابل تقسیم ہے اور اُسکا استعمال مدعی کے خاندان سے کیا جاتا ہے استدعا یہہ ہے کہ علاوہ
واصلات وداود لو وادایوسیلا کے زمینداری تقسیم کیجائے اور رسپانڈنٹ کو اُسکا نصف حصہ دیا
جائے اور وہ اپیلانٹ سے حاصل کیا جائے۔ جواب دعوے دراصل یہہ تہا (۱) کہ زمینداری ناقابل تقسیم ہے
(۲) کہ رسپانڈنٹ بروے صلحنامہ خاندان ۱۸۷۱ع کے ارجاع نالش سے ممتنع تہا اور (۳) کہ نالش زائد المیعاد
ہے۔ جواز تبنیت سون نرائن اب متنازعہ نہین ہے +

سنہ ۱۸۹۶ء
رومگم پلائی
بنام
اروناچلم پلائی

امر اول کی نسبت حکام عالیمقام نے پہلے سے اپنی رائے ظاہر کی ہے اور یہہ ظاہر کیا ہے کہ مابین اپیلانٹ اور رسپانڈنٹ کے سوال غیر ضروری ہے ۔ وہ صرف مابین رسپانڈنٹ اور اُسکے برادر کے پیدا ہوتا ہے جو اپیل میں فریق نہیں ہے عدالت ضلع نے رسپانڈنٹ کے قبضہ نصف حصہ زمینداری کی ڈگری صادر کی جو عدالت کے حدود مقامی کے اندر ہے ۔ اور عرضی دعوے میں صرف یہی استدعا کیگئی تہی +

امر دوم کی نسبت حکام عالیمقام عدالت ماتحت سے اس امر میں اتفاق کرتے ہیں کہ طریق وراثت زمینداری بروے راضی نامہ ۱۸۰۱ء کے تبدیل کیا گیا تہا اور کہ بوجہ طور وراثت متوفی زمیندار کے جائداد کی وارث ہونے کی مستحق نہیں صرف ایک ہی سوال جو تنازعہ ۱۸۹۱ء میں اُٹہایا گیا تہا در بارہ تمنیت سوں نرائن منجانب رامچندر کے تہا اور یہہ معلوم نہیں ہوتا کہ کوئی اور عذر خبار دہن کی طرف سے اُٹہایا گیا تہا جبکہ وہ فریق نالش بنایا گیا تہا یا وہ فریقین کے خیال میں شامل ہوا تہا ۔ جیسا کہ ظاہر کیا گیا ہے اُنکا یہہ خیال غلط ہوگا کہ زمینداری ناقابل تقسیم تہی ۔ لیکن راضی نامہ میں کوئی ایسا امر نہ تہا جو زمینداری کے ایک جزو جائداد خاندان ہونیکے نامطابق ہو (خواہ وہ ناقابل تقسیم ہی ہو) ہر دو مواضعات ابتدا رامچندر نے خبار دہن کو صرف بطور توضیح کے اور اس غرض سے عطا کئے تہے کہ اُسکے اور اُسکے خاندان کے واسطے کفاف مقرر کرے اور ۱۸۱۱ء میں یہہ قرار پایا تہا کہ خبار دہن کو چاہئے کہ مواضعات مذکور کا استعمال مطابق عطیہ رامچندر کے کرتا رہے ۔ بیان یہہ کیا گیا ہے کہ خبار دہن اور اُسکے خاندان نے مواضعات مذکور کی نسبت ایسے طریق سے کارروائی کی ہے جو نامطابق اس امر کے تہا کہ وہ اُنپر صرف کفاف کے واسطے قابض ہیں حکام عالیمقام اس امر کے متعلق کوئی رائے ظاہر نہیں کرتے ۔ لیکن اگر اُنہوں نے اپنے اختیارات سے باہر ہی عمل کیا تہا تاہم اُس سے اقرار نامہ ۱۸۱۱ء میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا ۔ یہہ امر ناممکن ہے کہ اقرار نامہ مذکور کو بطور ایک دستاویز تقسیم کے متصور کیا جائے جسکے روسے زمینداری ایک جداگانہ یا حاصل کردہ خود جائداد سوں نرائن کی ہوگئی تہی +

نیز حکام عالیمقام بہی عدالت ماتحت سے اس امر میں اتفاق کرتے ہیں کہ نالش زائد المیعاد نہیں ہے مابین اپیلانٹ اور رسپانڈنٹ کے نالش ایک نالش تقسیم نہیں ہے ۔ مؤخر الذکر شخص کا دعوے یہہ نہیں ہے کہ اپیلانٹ کے ساتہہ بالاشتراک قابض ہے بلکہ یہہ کہ وہ اُسکے مقابلہ میں بطور ایک درست وارث بعد از وفات متوفی زمیندار کے قابض ہونیکا مستحق ہے ۔ خبار دہن اور اُسکے خاندان کے استحقاق یا اُنکے جائداد سے جدا ہونیکے متعلق کوئی انکار نہیں کیا گیا ۔ بخلاف ازیں قبضہ بروے اقرار نامہ ۱۸۱۱ء کے رہا ہے ۔ جسکے روسے ادنیٰ شاخ خاندان کے واسطے کفاف مقرر کیا گیا تہا +

سنہ ۱۸۹۶ع

مہا دیوی بنام نیلامنی

بعد وفات زمیندار بلا اولاد نرینہ کے اسکی بیوہ اسکی جائداد کی وارث ہوئی اور اُسنے مدعی سے استدعا کی کہ زمیندار گیا کا پنڈا ادا کرے - مدعی نے ایسا ہی کیا - اور ایسا کرنیسے سات یا آٹھ سال بعد بیوہ نے ۔ ار اگست سنہ ۱۸۷۲ع کو اُسکے حق مین دستاویز ہبہ زیر بحث تحریر کی - ہبہ مذکور کی غرض سے یہ بیان کیگئی تھی کہ مدعی کو متوفی زمیندار نے پوربرہمن مقرر کیا تھا اسلئے مطابق اُس رواج کے جو متوفی زمیندار کے خاندان مین مروج تھا اُسنے مطابق ایک بیٹے کے پنڈا اہتمام اور دیگر رسوم سری گیا کو ادا کیا ہے تاکہ متوفی زمیندار نجات حاصل کرے - مگر مدعی نے بیان نکیا کہ اُسنے کوئی رسوم سوائے پنڈا اہتمام کے گیا مین ادا کی تھیں +

دستاویز مذکور کی تصدیق مدعا علیہم نمبر ۱ و ۲ نے کی تھی لیکن ایسے واقعات کی موجودگی مین جنکے رو سے حکام موصوف کی رائے مین کوئی امر مانع تقریر مخالف پیدا نہیں ہوتا +

مدعا علیہم نمبر ۱ و ۲ نے عذر کیا کہ ہبہ اُنپر قابل پابندی نتہا - انکا عذر اس امر کے متعلق جیسا کہ جواب دعوے تحریری مین بیان کیا گیا ہے حسب ذیل ہے :-

"مدعی متوفی زمیندار سری گوپی ناتھ دیوی گرو کیطرف سے عہدہ پوربرہمن پر مقرر کیا گیا تھا اور وہ عہدہ مذکور کے فرائض کی تعمیل بعوض حاصل کرنے اُن تحائف کے کرتا تھا جو اُسکے ساتھ ملحق تھے +

"پنڈا کا ادا کرنا عہدہ مذکور کے فرائض سے باہر نہیں ہے اور نہ وہ ایسی رسم ہے جو نہایت ضروری ہو وہ روحانی ضرورت کیواسطے نہین ہے بلکہ مباح ہے - مدعی جاترا کے واسطے گیا اور دیگر مقامات پاک مین متوفی سری راد کا بیٹا مہا دیوی گرو کے خرچ سے گیا تھا اور اُسنے اُس موقعہ سے پنڈا اہتمام کے ادا کرنیکا فائدہ اٹھایا تھا اور اُسنے اُسکا مناسب معاوضہ حاصل کیا تھا +

اس امر کے متعلق کوئی اقرار نکیا گیا تھا کہ پنڈا اہتمام مذکور کی ادائگی کے واسطے ایک گانو دیا جانا چاہیئے - وہ کسی صورت مین ایک ایسا فعل نہیں ہے جسکے عوض مین ایک قیمتی گانو دیا جاتا جیسا کہ موضع زیر بحث ہے جو سب سے عمدہ موضع تعلقہ کالی مین ہے اور جس سے مبلغ الف روپیہ سے زیادہ سالانہ آمدنی ہوتی ہے اور جسکی مالیت سے زیادہ ہے +

اسلئے انتقال مذکور ضرورت خاندانی کیواسطے نہیں کیا گیا اور وہ ایسا نہین ہے کہ اگر بیوہ کیطرف سے محدود اختیارات کے ساتھ کیا جائے تو ورثائے بازگشت پر قابل پابندی ہو +

سنہ ۱۸۹۶ء

مہادیوی بنام سیلامنی

بر وقت تجویز کے مدعا علیہم ۱ و ۲ نے بمضمون شہادت پیش کی کہ یہہ عام بات ہے کہ پوہیرہن کو تنخواہ اور بعض معمولی کہانا وغیرہ دیئے جاتے ہیں - لونگ رشی بطور پوہیرہن کے مبلغ ۶ ماہواری اور عطیہ شالی سالانہ حاصل کیا تہا +

نیز مدعی نے فیصلہ صاحب جج ضلع پر انحصار کیا جو کارروائیات زیر ایکٹ حصول اراضی ۱۸۷۰ء میں صادر ہوا تہا سنہ ۱۸۹۱ء میں ۱۳ ایکڑ اراضی موضع زیر بحث کی حسب ضرورت ایسٹ انڈیا ریلوے کمپنی نے حاصل کی تہی - کلکٹر نے اس معاملہ تحقیقات زیر دفعہ ۱۱ ایکٹ مذکور کی تہی اور اُسنے زیر دفعہ ۱۵ ایکٹ مذکور مقدمہ کا استصواب صاحب جج ضلع سے اس غرض سے کیا تہا کہ در اُس معاوضہ کی تحقیق کیجائے جو شخص مستحق کو ادا کیا جانا چاہئے صاحب جج ضلع نے فیصلہ صادر کرنے میں بیان کیا کہ "قبل مقرر کرنے رقم مذکور کے اس امر کا فیصلہ کرنا ضروری ہے کہ اُسکا کون مستحق ہے تاکہ مالک اُسکی مالیت کے متعلق شہادت پیش کرے" اور اُسنے تنقیح ذیل قایم کی :-

"کس حد تک دستاویز ہبہ (الف) منجانب مہادیوی (مدعا علیہم ۲) بحق دعویدار اول بخلاف ورثاے بازگشت (دختران) دعویداران ۲ و ۳ و ۴ کے مقابلہ میں جایز ہے" +

اُسنے ازان بعد قرار دیا کہ ہبہ جایز تہا اور که مدعی معاوضہ کا مستحق ہے ازان بعد اُسنے مقدار معاوضہ کو فیصل کیا ہے - وہ فریق جو کارروائیات مذکور میں صاحب جج کے روبرو پیش ہوسکتے تہے صرف مدعی نالش حال جو کل معاوضہ کے دلا پانیکا دعویدار تہا اور بیوہ متوفی زمیندار جو جواز دستاویز کو تسلیم کرتی تہی جسکے رو سے مدعی دعویدار تہا اور مستدعی اس امر کی تہی کہ معاوضہ مدعی کو ادا کیا جانا چاہئے اور بڑی ہمشیرہ مدعا علیہم ۱ و ۳ کی تہی - جنہوں نے جواز ہبہ سے انکار کیا تہا اور یہہ عذر کیا تہا کہ معاوضہ بیوہ کو مابدلے اُسکی طرف سے عطا کیا جانا چاہئے - گو مدعا علیہم ۱ و ۲ کارروائیات مذکور میں حاضر ہوئے تہے تاہم نوٹس ذیل کی تعمیل قبل کارروائیات مذکور کے مدعا علیہ ۱ کے ایجنٹ پر کیگئی تہی :

"دعویدار چہارم کتا ملا پتا مہادیوی کو بذریعہ نوٹس ہذا کے اطلاع دیجاتی ہے کہ یکم فروری سنہ ۱۸۹۲ء بطور تاریخ سماعت کے اس غرض سے مقرر کیگئی ہے تاکہ اُن تنازعات کا فیصلہ کیا جائے جو دربارہ مقدار معاوضہ مقرر کردہ افسر استصواب کنندہ بمعاملہ ۱۳ ایکڑ ۲۵ سنٹ اراضیات موضع ولاہردی یادو کے پیدا ہوئے ہیں جو اراضیات کہ تمہاری ملکیت ہیں اور جنکا قبضہ سرکار نے ایسٹ انڈیا ریلوے کے واسطے حاصل کیا ہے اسلئے تمکو چاہئے کہ تاریخ مذکور پر اصالتاً یا وکالتاً حاضر ہو اور شہادت اور دستاویزات

جو تمہارے قبضہ مین ہین ساتھہ لاؤ اور عدالت مین اُس معاوضہ کی مقدار کو بیان کرو جسکا دعوی تم اُس استحقاق کی نسبت کرتے ہو جو تمکو اراضی مذکور اور دیگر امور ملحقہ کی نسبت حاصل ہے" +

مقدمہ حالمین صاحب جج ضلع نے قرار دیا ہی کہ اشتہار اسی غرض کے واسطے نکالا گیا تہا جو ورثہ بازگشت پر قابل پابندی ہو یعنی یہہ کہ وہ واسطے محفوظ کرنے ادائگی زر رہن کے نکالا گیا تہا اور کہ وہ صرف بطور معاوضہ خدمات گذشتہ کے کیا گیا تہا اور نسبت سوال امر فیصل شدہ کے اُسنے قرار دیا کہ مدعا علیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ کو نسبت اصل نوعیت استحقاق کا علم تہا اور کہ اُسکے کارروائیات زیر ایکٹ حصول اراضی ۱۸۷۰ء قابل پابندی قرار دیجانی چاہئیں +

مدعا علیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ نے اپیل کیا +

بتاشم ایار منجانب اپیلانٹان +

بھشیام ایانگر و سبیا چیر منجانب رسپانڈنٹ +

تجویز :- ہم صاحب جج کے اس امر مین اتفاق کرتے ہین کہ کوئی ایسی ضرورت ہبہ کی موجود نہی جو ورثہ بازگشت پر قابل پابندی ہو جو کہ مدعی کو پہلے سے مناسب آمدنی بطور لوازمہ کے حاصل ہوتی تہی اور وہ رسوم جو اُسنے گیا مین ادا کی تہین اُسی حیثیت سے کیگئی تہین اور جب کہ سالہائے قبل ہبہ کے اسلئے وہ عطیہ جو صرف بالارادہ کیا گیا تہا ہرگز جائز نہین ہے +

دوسرے قرارداد صاحب جج کی یہہ ہے کہ سوال استحقاق دربارہ جائداد متدعویہ بباعث فیصلہ زیر دفعہ ۳۹ - ایکٹ حصول اراضی ۱۸۷۰ء کی امر فیصل شدہ ہے - یہہ فرض کرکے کہ اپیلانٹان کارروائیات زیر دفعہ مذکور مین فریق بنائے گئے تہے - تو یہہ سوال مشتبہ ہو جاتا بباعث ناقص نوعیت نوٹس (دستاویز نمبر ۳) کے جسکی تعمیل اپیلانٹ نمبر ۱ پر کیگئی تہی - ہماری یہہ رائے نہین ہے کہ قرارداد مقدمہ زیر ایکٹ حصول اراضی بحق جائداد مندرجہ عرضیدعوے مقدمہ حالمین بطور امر فیصل شدہ کے قابل ہوتی ہی کیونکہ تنازعہ زیر ایکٹ مذکور اُس کارروائی کا ایک خاص طریق ہے جو اُس معاوضہ کے معلوم کئے جانیکی حد تک محدود ہے جو بحق اشخاص مستحق کے واجب الادا ہو - ایسی کارروائی حسب منشاء دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی بطور ایک نالش کے متصور نہین کیجا سکتی تاکہ فیصلہ جو اُسمین کیا گیا ہی اُسوقت قابل پابندی ہو جائے جبکہ وہی سوال ایک نالش مین پیدا ہو - مزید برآن بروئے وجوہات بیان کردہ پانٹیفکس صاحب جسٹس بمقدمہ نوبو دیپ چندر چودہری بنام برجندر ولال رائے (۱) کے ہم اس امر کے قرار دینے کے مجاز ہونگے کہ ایک تصفیہ زیر ایکٹ حصول اراضی

(۱) انڈین لا رپورٹس کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۴۰۶

سنہ ۱۹۱۲ء

بہا دیوی
بنام
نیلامنی

اُن تنازعات مین قطعی قرار دیا جانا چاہئے جنکا تعلق ایسی جائداد سے ہو جو علاوہ اُس جائداد کے ہے جس سے کہ تحقیقات زیر ایکٹ مذکور کا علاقہ تہا +

نسبت امر مانع تقرری مخالف کے جسکا فیصلہ صاحب جج نے مدعی کی حمایت میں کیا ہی ہمکو صاحب جج موصوف سے اختلاف کرنا چاہئے ہم اپیلانٹان کے بیانات پر جنکی تردید نہیں کیگئی یہ قرار دیتے ہین کہ اُنہوں نے اپنے دستخط دستاویز مذکور پر بطور تصدیق کنندہ گواہان کے جبراً کئے تہے - کسی شہادت سے یہ ظاہر نہین ہوتا کہ اُنکو درست شرائط دستاویز مذکور کا علم تہا یا یہ کہ دستاویز مذکور کی تصدیق کرنے مین وہ کسی ایسے امر کا ارتکاب کرتے ہین جو اُنکے حقوق بازگشتی مین خلل انداز ہوگا - کوئی ایسا امر موجود نہیں ہی جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ وہ اپنے حقوق مذکور کو ترک کرنا چاہتی تہی - یہ خیال رکہنا چاہئے کہ وہ پردہ نشین ہیں اور چہوٹی عمر کی ہیں اور مدعی ایک معتمد مہتمم کاروبار انکی ماں کا تہا جسکی کہ وہ حفاظت مین رہتی تہیں - اسلئے اس امر کا ثابت کرنا مدعی کے ذمہ تہا کہ اُنہوں نے کامل علم اور بلا واسطہ مشورت سے عمل کیا تہا لیکن مدعی نے اُسکے ثابت کرنیکی کوشش ہی نہین کی - اِن واقعات کی موجودگی مین ہم یہ قرار دیسکتے ہیں کہ اپیلانٹان پر دستاویز یہ قابل پابندی ہی اگر وہ تحریر کنندہ فریقان ہی ہوتین - انکا محض دستاویز کو تصدیق کرنا کسیطرح چل جیسے مقدمہ مین ایک امر مانع تقرری مخالف کی حد تک نہین پہنچا - جبتک کوئی تبدیلی مدعی کو حیثیت کی بباعث انکے دخل کے واقع نہیں ہوئی +

اسلئے ہماری یہ رائے ہی کہ مدعی اُس ہبہ کے جواز کے قایم رکہنے سے قاصر رہا ہی جبکی کہ بنا پر اُسنے نالش کی ہی +

چنانچہ ہمکو چاہئے کہ عدالت ماتحت کی ڈگری کو منسوخ کرکے مدعی کی نالش کو معہ کل خرچہ کے خارج کرین +

نوٹ از پروپرائٹر - گو مقدمہ راجندر سنگہ بنام مادہو کماری (۱) کی نسبت یہ معلوم نہین ہوتا کہ اُسپر دلائل مین بحث سے بعد نظر ثانی مین انحصار کیا گیا ہی تاہم اُسپر حکام نے قبل صدور فیصلہ کے غور کیا ہی - نیز ہم مین مقدمہ مذکور و مقدمہ ہذا کے یہ ہی کہ صورت حال مین وہ فیصلہ جو امر فیصل شدہ قرار دیا گیا ہی بر طبق استصواب منجانب کلکٹر کے زیر دفعہ ۱۵ - ایکٹ مجریہ سنہ ۱۸۶۳ء کیا گیا تہا اور اسلئے وہ ایک کارروائی زیر ایکٹ مذکور نہین کیا گیا تہا - مگر مقدمہ اول الذکر مین اُس جج نے جسنے وہ فیصلہ صادر کیا تہا جو امر فیصل شدہ قرار دیا گیا تہا زیر ایکٹ مذکور کارروائی نکی تہی - کیونکہ رپورٹ عدالت ماتحت اور رپورٹ پریوی کونسل دونوں سے یہ مفہوم ہوتا ہی کہ صاحب جج بر طبق استصواب منجانب کلکٹر عمل نکرتا تہا جو زیر دفعہ ۱۵ - ایکٹ مذکور کیا گیا ہو اور نہ زیر دفعہ ۸ - ایکٹ مذکور (۲) اور صرف یہی طریق ہین جنپر کہ سوالات تقسیم و سوالات اتفاق کا استصواب صاحب جج کو زیر ایکٹ مذکور کیا جا سکتا ہی بلکہ ایک نالش مجوزہ مدعی مین جو بلا واسطہ ایکٹ مذکور کے رجوع کیگئی تہی عمل کر رہا تہا +

---

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۴۸۴

(۲) ” ” ” ” ” ۱۱ ” ۱۴ (ملاحظہ ہو صفحہ ۲۱۲)

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سبرامنیا ایّر صاحب جسٹس و ڈیویس صاحب جسٹس

انگارن چیٹی و وینکیٹش گر (مدعا علیہم ۱ و ۲) اپیلانٹان **بنام** لکشمن چیٹی وغیرہ (مدعی و مدعا علیہم ۳ و ۴) ریسپانڈنٹان

رہن ایکٹ انتقال جائداد دفعہ ۱۰۱ - تجدید رہن - تقدم مواخذ جات مابعد پر +

جبکہ ایک مرتہن نے بعد تحریر کئے جانے رہن نامہ کے ایک اور رہن نہ تجدید رہننامہ اول کو حاصل کیا ہو تو اُسکو اُن مواخذ جات پر تقدم حاصل ہے جو بعد تحریر کئے جانے دستاویز اول کے عاید ہوئے ہوں +

اپیل بنا راضی ڈگری پی نارائنا سامی ایار سبارڈینیٹ جج مدورا (مدورا) بمقدمہ نالش ابتدائی نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۹۳ء +

مدعی نے بربنائے ایک سادہ رہن نامہ (دستاویز الف) تحریر کردہ بحق نرائن چیٹی و مدعا علیہ ۱ منجانب مدعا علیہم ۳ کے ایک نالش رجوع کی۔ دستاویز مذکور ۱۶ اکتوبر سنہ ۱۸۷۹ء کی مرقومہ تھی اور بعد بیان کرنے اس امر کے کہ بعض رقوم بربنائے رہن نامہ ماقبل (دستاویز ۵ مورخہ ۲۹ مارچ سنہ ۱۸۷۱ء) تحریر کردہ مدعا علیہ ۳ بحق متوفی غیر منقسمہ برادر نرائن چیٹی و مدعا علیہ ۱ کے واجب الادا رہین یہہ تحریر کیا گیا تہا کہ رقوم واجب الادا بابت دستاویز مذکور معہ سود ادا کیجائینگی اور واسطے محفوظ کرنے ادائیگی کے بعض جائداد ہائے غیر منقولہ مملوکہ مدعا علیہ ۳ مکفول کیگئی تہیں +

بعد تحریر کرنے دستاویز ۲۸ مارچ سنہ ۱۸۷۱ء کے لیکن قبل تحریر دستاویز زیر بحث حال کے مدعا علیہ ۱ نے مختلف موقعوں پر مزید رقوم مدعا علیہ ۳ کو قرض دیں اور اُسنے شخص موخر الذکر سے دو سادہ رہن نامے حاصل کئے۔ جنکے رو سے مدعا علیہ ۳ نے انہی جائداد ہائے کا رہن جنکو اُسنے بروئے دستاویز ۲۸ مارچ سنہ ۱۸۷۱ء کے و ۱۶ اکتوبر سنہ ۱۸۷۹ء کے کیا تہا پھر کر دیا دستاویزات مذکور پر مدعا علیہ ۱ نے ایک نالش بخلاف مدعا علیہ ۳ کے دایر کی اور ایک ڈگری نیلام جائداد ہائے مرہونہ حاصل کی۔ نیلام مذکور میں جائداد ہائے مذکور کو مدعا علیہ ۱ نے خرید کیا +

نمبر اپیل ۱۷۲ سنہ ۱۸۹۵ء

۹ ستمبر ۱۸۹۶ء
منگرت جیتی
بنام
لکشمن جیتی

اب مدعی نے رقم واجب الادا بروئے دستاویز ۱۶ اکتوبر ۱۸۷۹ء کی دلاپانیکی نالش بذریعہ نیلام جائداد نامرہونہ کیے کی ہے
صرف ایک ہی جواب جسکا بیان کرنا اغراض رپورٹ ہذا کیلئے ضروری ہے مدعا علیہ عہ کا جو لب تہا جو بدیں مضمون ہے کہ وہ رہن
جسکی بنا پر نالش کیگئی ہے اُن رہن ناموں سے بعد کا ہتا جنکی کہ بنا پر اُسنے نالش کرکے ڈگری حاصل کی ہے
سبارڈمنیٹ جج نے ایک ڈگری بحق مدعی کے صادر کی ✦

مدعا علیہ عہ نے اپیل کیا ✦

سندلرایادمنجانب اپیلانٹان

سبرامنیا ایار منجانب رسپانڈنٹ عہ مدعی ✦

تجویز ۔ صرف ایک ہی امر جسکی استدعا کیگئی ہے وہ سوال تقدم ہے جو تنقیح سوم میں اٹہایا گیا ہے۔ مذریعہ بیان
کیا گیا ہے کہ وہ اصول جو حکام پریوی کونسل نے مقدمہ گوکلداس گوپالداس بنام پُرن مل پریم سکہداس (۱) میں قائم کیا ہے صرف
خریدار استحقاق الفکاک کی صورت سے علاقہ رکہتا ہے۔ کوئی وجہ ایسی موجود نہیں ہے جسکے سبب سے اصول مذکور صرف اُسی صورت
تک محدود کیا جاسکے یہ سچ ہے کہ صرف اُسی صورت کے متعلق دفعہ ۱۰۱ ایکٹ انتقال جائداد میں حکم دیا گیا ہے لیکن وہ ایک
نہایت شاذ صورت ہے جبکہ عموماً مواخذہ کی زائل ہونیکا قیاس پیدا ہوسکتا ہے۔ عدالت ہذا نے بہت سی تمثیلات میں اصول
مذکور کو حال جیسے مقدمات سے متعلق کیا ہے۔ سوپابانی بنام اودی ملم (۲) ستیارائنا بنام وینکٹا کرشنا (۳) ملاحظہ طلب
نیز ملاحظہ ہو فیصلہ اپیل ۱۳۱ ۱۸۹۵ء ✦

اسلئے سبارڈینیٹ جج اس امر کے قرار دینے میں درستی پر تہا کہ محض دستاویز الف کی تحریر سے کفالت زیر دستاویز ہ
دربارہ قرضہ متدعویہ کے زائل ہوگئی ہتی ✦

چنانچہ اپیل ناکامیاب رہتا ہے اور مع خرچہ خارج کیا جاتا ہے

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سبرامنیا آیار صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

۲۶ مارچ ۱۸۹۷ء

مانا وکراما (مدعی) اپیلانٹ **بنام** راما پاتر (مدعا علیہ) رسپانڈنٹ ہذا

معاہدہ ۔ رواج جو بطور ایک شرط معاہدہ کے ایزاد کیا گیا ہو ۔ طریق عمل دربارہ ایک خاص محال کے ✦
اس غرض کیواسطے کہ طریق عمل ایک خاص محال کا بطور ایک شرط معاہدہ کے ایزاد کیا جاسکے دربارہ اُس اراضی کے جو محال مذکور
میں واقع ہے یہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ اُس شخص کو طریق عمل مذکور کا علم تہا جبپر اُسکے قابل پابندی ہونیکی استدعا کیگئی ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۳۵
(۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۳۴۶
(۳) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۶ صفحہ ۹۴
* اپیل عدم ۱۸۲۸ سنہ ۱۸۹۵ء

۱۸۹۷ء
انا وکماما
بنام
راما پاتر

اور کہ اُسنے اس امر مین رضامندی ظاہر کی تہی کہ وہ ایک شرط معاہدہ بنائی جا‌ئے - اور جب وہ شخص جسپر طریق عمل مذکور کیجئے قابل پابندی دیئے جانیکی استدعا کیگئی ہو ایک منتقل الیہ بعوض مال قیمتی حقوق زیر معاہدہ مذکور کا ہو تو یہہ بہی ثابت کیا جانا چاہئیگا اسکو اور جملہ ماقبل منتقل الیہم کو (اگر کوئی ہون) یہہ معلوم تہا کہ طریق عمل مذکور ابتدائی معاہدہ کی ایک شرط ہے +

اپیل دوم بنا راضی ڈگری جے اسی ڈیویس صاحب ڈسٹرکٹ جج ملابار جنہونے بمقدمہ اپیل ۴۴ سنہ ۱۸۹۴ء منسوخ بحالی ڈگری دی راماسستری منصف ضلع تیمل پورم بمقدمہ نالش ابتدائی ۲۴۵ سنہ ۱۸۹۳ء کے +

وہ واقعات جو اغراض رپورٹ ہذا کیواسطے ضروری ہین کافی طور پر تجویز ہائیکورٹ سے ظاہر ہوتے ہین +

بہشیام ایانگر و سنکرن نیلر و گووندا مینن منجانب اپیلانٹ +

سندرا ایار و سبرا منیا ایار منجانب رسپانڈنٹ +

تجویز - اپیلانٹ ز مورن کلہاٹی مبلغ ۵ روپیہ کے دلاپانیکی نالش جو حق کی نسبت بیان کیا گیا تہا کہ وہ ایک رقم معاوضہ تجدید کی واجب الادا منجانب رسپانڈنٹ اُن اراضیات کی نسبت ہے جو اُسکے قبضہ مین ہین - ایک مستقل عطیہ موسومہ بانو بہادم ہین جو عطیہ کے بہت عرصہ اپیلانٹ کے جانشین ماسبق نے بحق رسپانڈنٹ کے جانشین ماسبق کی کیا تہا اور رسپانڈنٹ ایک منتقل الیہ بعوض زر بدل ہے - ابتدائی عطیہ کو کئی ہوئی بہت سنوات کا عرصہ ہو گذرا ہے - دستاویز ۱ کی سنہ ۱۸۶۳ء مین بحال یا سرنو تازہ کیا گیا تہا - دستاویز ۱ مین سالانہ لگان کی شرط سوائے مقدار اُس معاوضہ کی اُسمین درج ہے جو عطیہ لہ کو ادا کرنا چاہئے تہا لیکن اُسمین کوئی حوالہ اس امر کا نہین دیا گیا کہ معاوضہ تجدید عطا کنندہ کو تجویز کیا جانا چاہئے +

اپیلانٹ کا دعوی ایک صریح اقرارنامہ منجانب رسپانڈنٹ اور نیز رواج پر مبنی تہا عدالت ماتحت نے قرار دیا کہ اقرارنامہ ثابت نہین کیا گیا اور کوئی قابل پابندی رواج ثابت نہین کیا گیا +

ذی علم ایڈوکیٹ جنرل نے اپیلانٹ کیطرف سے یہہ عذر کیا ہے کہ صاحب جج ضلع نے مقدمہ ہذا کے ساتہہ اُس قاعدہ کے متعلق کر نے مین غلطی کی ہے کہ اُس فریق کو جو ایسا رواج بیان کرے جو قانون کا اثر رکہتا ہو رواج مذکور کا قدیم اور مسلسل اور مستحق ہونا ثابت کرنا چاہئے کیونکہ جو کچہہ صورت حال مین بیان کیا گیا تہا وہ رواج ضلع نہ تہا بلکہ ایک خاص رواج اُس تہیلداری مین اُن اراضیات کے متعلق رائج تہا جو زیر حقیت انو بہادم قبضہ مین ہون +

لیکن عرضی دعوی مین رواج مذکور کا حوالہ بطور رواج ملک کے دیا گیا تہا اسلئے عدالت ماتحت کی نسبت یہہ نہین کہا جا سکتا کہ اُسنے اُسکے ساتہہ بطور ایک عام رواج کے کارروائی کرنے مین غلطی کی ہے - یہہ امر ڈسمس اپیل ہذا کیواسطے کافی ہے +

لیکن مناسب ہے کہ یہہ ظاہر کیا جائے کہ اس عام وجہہ پر جسپر کہ دعوی کا سرکار دہ و بنی رکہا گیا ہے

سنہ ۱۸۹۰ع

بنام

راہا ماتر

لائنٹ کامیاب نہیں ہو سکتا ہم فرض کرتے ہین کہ شہادت مندرجہ مقدمہ جیسا کہ پیلیاٹ ایرنسٹ
ہر کیا گیا ہی ایک مسلمہ طریق عمل کے ثابت کرنیکے لئی کافی ہی جسکے کہ مطابق اشخاص قابض نیر اراضیات زمورن
بقیت او نبہا وم اوا کیہا ئی سالانہ مطابق صورت حال کے کرتے ہین - یہ امر صریح ہے کہ ایسا طریق عمل رسایندہ
حق مین جو زیر ایکٹ مذکور ہی خلل انداز نہین ہو سکتا - اس قسم کے طریق عمل قانوناً بطور رواج " نہین ہو سکتا
جسکے کہ مطابق عدالتیں مجاز ہین کہ معاہدہ مین ایسے امور شامل کرے جو ایسے معاہدہ کی شرائط سے مستثنے
نہین کہی گئیں - گو فریق معاہدہ واقعی طور پر رواج کے معلوم کرنیکے قابل ہنوز ایک رواج کو قائم کرنیکے لئی "
جیسا کہ مقدمہ ایڈمس بنام اوٹر بیک (۱) مین عدالت عالیہ ممالک متحدہ نے بروقت حوالہ دینے ایک حال جیسے
عذر کے جو ایک خاص بنک کے طریق عمل پر مبنی تہا یہ رائے ظاہر کی ہی کہ از جملہ بنک ہو مقام مذکا یہ طریق
عمل ہونا چاہیئے بصورت دیگر وہ ایک رواج نہین کہلا سکتا - اگر ہر ایک بنک اپنا اپنا رواج خود قائم کرسکے
تو نہایت دقت اور مشکل پیدا ہو گی - پس اسلئے ایک طریق عمل کو خواہ وہ خاص اشخاص تک محدود ہو جیسی
کہ صورت حال مین ہی امر متعلقہ کے بنانیکے واسطے جیسا کہ عدالت نے ایک مقدمہ مابعد مین بیان کیا ہے -
یہ ایسی رواج کا محض علم کافی ہو گا لیکن یہہ ظاہر ہونا چاہیئے کہ رواج مذکور واقعی طور پر ایک جزو معاہدہ
تہا " ایلیون بنام دی نیو انگلینڈ سکرو کمپنی (۲) مقدمہ محولہ بالا مین ایک پیچ بنانیوالی کمپنی تہا بنانیوالی
لکڑی کے پیچونکی تہی اور وہ اپنے خریداران کو اسقدر جلدی اسباب مہیا نکر سکتے تہے جسقدر کہ اُسکی ضرورت
ہوتی تہی - کمپنی مذکور نے یہہ طریق عمل اختیار کیا تہا کہ اسباب کے تیار ہوتے ہی وہ اُسی بیوپاریان کے پاس
ارسال کر دیتی تہی جسمین اُنکی فرمائشات کی تاریخ کا لحاظ رکہا جاتا تہا - قرار دیا گیا تہا کہ چونکہ طریق عمل مذکور
کا علم بخوبی طور پر مدعیان کو تہا جنہوں نے ایسے تبائے جانیکا حکم دیا تہا اسلئے طریق عمل مذکور اور اس امر کا ثبوت
کہ کمپنی نے مدعیان کی فرمائش کی تعمیل کی تہی اُس نالش مین کافی جواب تہا جو اسوجہ سے رجوع کیگئی
تہی کہ اسباب وقت پر نہین دیا گیا ہی اصول مقدمہ سکاٹ بنام اروِنگ (۳) مین اختیار دیا گیا تہا -
اِس امر کی شہادت دیگئی تہی کہ یہہ طریق عمل لنڈن مین رائج ہی کہ حساب کتاب مین نقصان
کی رقم مجرا دیجاتی ہی اور ایسا تصفیہ اور مجرائی بطور ادائگی بحق معاہدہ کنندہ کے متصور کئے جاتے ہین

(۱) ہورڈ رپورٹ جلد ۱۵ صفحہ ۵۴۵
(۲) " " " ۲۳ " ۱۳۱
(۳) رپورٹ بیورلی واڈالنس صاجان جلد ۱ صفحہ ۶۲

قرار دیا گیا تہا کہ معاہد کنندہ پر یہ طریق عمل قابل پابندی نہتا - لارڈ ٹسٹرڈن نے یہ رائے ظاہر کی ہتی کہ
مگر ایسا طریق صرف اُن اشخاص پر قابل پابندی ہو سکتا ہی جنکو اُسکا علم ہوا ور جنہوں نے اُسپر عمل کرنیکا ذمہ اٹہایا
ہو یہ ممکن ہی کہ ایسے مقدمات بہی موجود ہوں جہانکہ معاہدہ کنندہ ایسے رواج سی باخبر ہوکر اُسکی نسبت رضامندی ظاہر
کرے اور وہ اُسپر قابل پابندی ہوجاے۔ مقدمہ دومری سنام ڈولی (۱) مقدمہ حال سی زیادہ تر مشابہ ہی مقدمہ
مذکور مین مدعی ایک کہیت کا مزارعہ تہا جو ایک وسیع محال کے متعلق تہا اور وہ ایک خاندان کی ملکیت تہا
جو تہار ہنل کے نام سی موسوم تہا اور مدعا علیہم نے بعض حصص جائداد کے بشمولیت اُس کہیت کے خرید کی تہی رواج
متعلق بہ جائداد تہار ہنل کے پیش کرنیکی استدعا کی گئی ہتی جو یہ تہا کہ ہر ایک مزارعہ کی صورت مین
یہ متصور کیا جانا چاہیے کہ اُسکو چاہیے کہ اراضی کے ایک ثلث کو قابل زراعت رکہے اور باقی دو ثلث
مین گہانس بوئے اور وہ پونڈ فی ایکڑ بر وقت چہوڑنیکے ادا کرے - مارٹن صاحب جج نے شہادت
کے پذیرا کرنیسے انکار کیا - یہ معلوم ہوتا تہا کہ مدعی کو طریق عمل مذکور معلوم نہتا - ایک جدید تجویز کی تحریک
کی جانیپر یہ عذر کیا گیا تہا کہ شہادت اُسی اصول پر قابل پذیرائی تہی جسپر شہادت رواج ملک
قابل پذیرائی ہوتی ہی - لیکن پالک صاحب چیف جج نے اس عذر کا یہ جواب دیا: وہ یقین قانون مین
ملک کے حصص یعنے کونٹی شائر کو تسلیم کیا گیا ہی اور اُسکے رو سے عام حصص زائل کئی گئی ہین - لیکن معاملہ ہٰذا کی
نوعیت بالکل خانگی قسم کی ہی - محال ہٰذا کی وسعت بہت کم ہوتی ہی اور شاذ صورتوں مین وہ بڑے
بڑے بہی ہوتے ہین - کوئی تمیز قانونی مابین محال ایک سو ایکڑ اور دس ہزار ایکڑ کے کرنا مشکل ہے اور کوئی
قیاس قانونی دربارہ شہرت کے رواج سی پیدا نہین ہوتا۔ اور بالآخر عدالت نے قرار دیا کہ شہادت
صحیح طور پر قابل پذیرائی نہتی کیونکہ وہ دربارہ طریق عمل ایک خاص شخص کے ہتی جسکے علم کا مزارعہ کو ہونا
ثابت نکیا گیا تہا۔

اسمین شبہ نہیں کہ مقدمہ حال مقدمات محولہ بالا سے اسوجہ پر ممیز ہو سکتا ہی کہ اسمیں وہ شخص
جسپر طریق عمل قابل پابندی تہا ایک ایسا فریق تہا جسنے ابتداءً معاہدہ کیا تہا صورت حال مین وہ ایک
منتقل الیہ بعوض بدل قیمتی کے ہے لیکن تمیز مذکور سے اپیلانٹ کی حیثیت زیادہ تر خراب ہو جاتی ہے

(۱) لا جرنل ایکسچکر جلد ۲۶ صفحہ ۲۲۰

سنہ ۱۸۹۷ء
مانادگراما
بنام
ماماپاتر

کیونکہ یہ امر صریح ہے کہ اُس فریق کو جسنے اس طریق عمل پر انحصار کیا ہو ثابت کرنا چاہئے قبل اسکے کہ منتقل الیہ بعوض بدل قیمتی یہ طریق عمل مذکور قابل پابندی قرار دیا جائے کہ وہ ایک جزو معاہدہ کا بناتا ہے اور نیز یہ کہ منتقل الیہ کو داور اگر ایک سے زیادہ انتقالہائے عملین ہوئی ہوں تو ہر ایک منتقل الیہ ماقبل کو) قبل حاصل کرنے انتقال کے امر مذکور کا علم تھا۔ اسکے خلاف قرار دینا عموماً بے انصافی کے وقوعمین آنیکا باعث ہوگا کیونکہ منتقل الیہم کو بلاشبہہ طور پر دربارہ نوعیت اور حد اپنے فرائض کے غلطی ہوگی جنکی شاہد دستاویزات تحریری ہیں (مثلاً دستاویزات صورت حالیین) کوئی حوالہ اُس طریق عمل کا نہیں دیا گیا جیر کہ انحصار کیا گیا ہے اور نہ اُن امور کے جو اُسکے متعلق بیان کئے گئے ہیں۔ درصورتیکہ قاعدہ مذکور اپیلانٹ کے دعوے سال ؟ متعلق ہوتا ہے تو یہ قرار دینا چاہئے کہ اپیل ناکامیاب رہتا ہے کیونکہ اپیلانٹ نے یہ بیان نہیں کیا کہ رسپانڈنٹ کو اس امر کا علم تھا کہ طریق عمل مذکور معاہدہ کا ایک جزو ہے اسلئے اُن دیگر سوالات کا فیصلہ کرنا غیر ضروری ہے جو دربارہ موجودگی طریق عمل مذکور اور اُسکے ایک جزو معاہدہ بنانیکے اُٹھائے گئے ہیں۔

اپیل دوم معہ خرچہ خارج کیا جاتا ہے ✦

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر سبرامنیا آیر صاحب جسٹس و مسٹر بنسن صاحب جسٹس

سنہ ۱۸۹۷ء ۵ و ۹ جولائی

سنگیلی ویراپاندیا چنا تمبیار وغیرہ (مدعیان) اپیلانٹان **بنام** سندرام ایر وغیرہ (مدعا علیہم) رسپانڈنٹان

ایکٹ جنگلات مدراس دفعات ۱۰ و ۱۱ - دعوے بنسبت غیر مسدود روانی ایک قدرتی ندی کے - افسر بندوبست جنگلات کا اختیار سماعت ✦

ایک افسر بندوبست جنگلات مقرر کردہ بروئے دفعہ ۴ - ایکٹ جنگلات مدراس سنہ ۱۸۸۲ء کو زیر دفعہ ۱۰ و ۱۱ - ایکٹ مذکور اختیار ہے کہ اُس دعوے کی سماعت کرے جو ایک مالک کنارہ دریا نے دربارہ غیر مسدود روانی آب قدرتی ندی کے کیا ہو ✦

اپیل بنا راضی ڈگری الیس گوپالا چیر سب آرڈینیٹ جج تنی ولی بمقدمہ نالش ابتدائی نمبر ۳۳ سنہ ۱۸۹۳ء ✦

نمبر اپیل ۱۹۱ سنہ ۱۸۹۵ء ✦

۱۸۹۷ء
سنگیلی ویرا
ندیا چیا متیار
بنام
سندرام ایر

مدعی زمیندار سوالڑی نے نالش حال اسلئے قایم کی کہ اپنے حق کے دربارہ غیر مسدود روانی آب ایک قدرتی ندی موسومہ کرکنا
کے ڈیڑکی - وہ ندی کسی حد تک سرکاری زمین سے گذرتی تہی اور بعد گذرنے زمینداری مدعی مین سے ایک تالاب
مین جا گرتی تہی جو کہ یکے از مواضعات مملوکہ مدعی مین واقعہ تہا +

مدعی نے یہہ شکایت کی کہ ایک خاص موقعہ پر ندی مذکور مین سے مدعا علیہم نے ایک جدید ندی کاٹ لی ہے جسکے باعث
کسیقدر پانی اُسطرف کو بہکر اُس تالاب مین جا گرتا ہے جو سرکاری زمین مین واقعہ ہے اور اُسنے دعوی کیا کہ وہ اُس ندی
کے پانی کا مستحق بلا کسی قسم کی رکاوٹ کے ہے - مدعا علیہم نے مدعی کے بلا شرکت غیری استحقاق آب سے انکار کرکے بیان کیا
کہ وہ مقام جہان سے ایک ندی کے کاٹے جانیکا بیان مدعی نے کیا ہے بہت دراز عرصہ سے اُس تالاب کیطرف پانی کا
رُخ و تبدیل کرتا ہے جو سرکاری زمین مین واقعہ ہے +

نیز مدعا علیہم نے افسر بندوبست کے ایک فیصلہ پر انحصار کیا کہ وہ زیر ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۲ء مدراس ارجاع نالش حال
کا مانع ہے - سنہ ۱۸۸۲ء مین ایک ابتدائی اشتہار زیر دفعہ ۴ - ایکٹ مذکور بدین اظہار جاری کیا تہا کہ ایک محفوظ جنگل کے
قائم کیے جانیکا منشا ہے - ایک جزو دریائی زیر بحث بشمولیت اُس حصہ کے جہانسے کہ مدعی نے ایک جدید ندی
کے کاٹے جانیکا عذر کیا ہے اُس جنگل کے حدود کے اندر آتا تہا جسکے محفوظ کرنیکا منشا تہا - بہ تعمیل ایک حکمنامہ
زیر دفعہ ۶ - ایکٹ مذکور بجانب افسر بندوبست جنگلات کے مدعی نے ایک دعوے بوساطت اپنے ایجنٹ کے کیا -
دعوی کی نوعیت دستاویز ۱ مین بیان کیگئی تہی +

" دعویدار کا ایجنٹ بیان کرتا ہے کہ دعوی متعلق بہ پیدوکولم کے یہہ ہے کہ وہ ندی جو منجی بلائی سے نکلتی ہے دعویدار سے
مرمت کیجانی چاہئے اور کہ وہ مرمت جو کیجاتی ہے کنکروں کا ہٹانا اور درختان وغیرہ کا کاٹنا ہے
اور کہ کتایام کرنام ہیڈ گنگلم بلائی ومتہوسامی مین وسندرلیتون کا بیان اُسکی طرف سے لیا جانا
چاہئے "+

" افسر جنگلات ضلع دعویدار کے استحقاق آب کو جو اُسکے تالاب مین گرتا ہے تسلیم کرتا ہے بلا کسی نقصان
اُس آب کے جو قدرتی طور پر کسی اور شاخ ندی مذکور مین سے ہو کر گذرتا ہو +

" دعوے نسبت قدرتی روانی آب کے صاحب افسر جنگلات ضلع سے تسلیم کیا گیا ہے - دعویدار نے
اس امر کے ثبوت مین شہادت پیش کی ہے کہ ندی مذکور سے کوئی اور آبپاشی سوائے اُسکے نہیں ہوتی
جو دعویدار کے تالاب کی ہے اس امر کو افسر جنگلات ضلع نے بروئے شہادت پیش کردہ کے غیر ثابت شدہ قرار دیا

جس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ندی مذکور کا پانی ایک اور تالاب مین بہ جاتا ہے جو سرکاری زمین مین واقعہ ہے +
" خواہ یہہ امر کسی طرح پر سے دعویدار کا استحقاق نسبت اُس پانی کے جو قدرتی طور پر اُسکے تالاب مین جاتا ہے
بلا نقصان اُس پانی کے جو قدرتی طور پر دیگر ندیون مین جاتا ہے جائز ہے اِسلئے اس حد تک دعویدار کا
حق تسلیم کیا گیا ہے اور وہ زیر دفعہ ۱۱- ایکٹ جنگلات قلمبند کیا گیا ہے " +

سبارڈینیٹ جج نے مدعی کی نالش کو خارج کیا +

مدعی نے اپیل کیا +

راما کرشنا آیار و سیشا چیریر منجانب اپیلانٹ +

گورنمنٹ پلیڈر (مسٹر پاول) منجانب رسپانڈنٹ ۳ +

پتابھی راما آیار منجانب رسپانڈنٹ ۱ +

سیوا راما آیار منجانب رسپانڈنٹان ۱ و ۲ +

تجویز:- سوال اپیل ہذا مین اُس ندی کے پانی کے استحقاق سے علاقہ رکھتا ہے جو کتا پا سیدکولم
کے نام سے موسوم ہے +
وہ ندی سرکاری زمین مین سے پیدا ہوتی ہے اور پیداکولم تالاب مین ختم ہوتی ہے جو مدعی کی زمینداری مین واقعہ ہے +
مدعا علیہم ۱ و ۲ وہ اشخاص ہین جو سرکار کے تابع اراضیات پر قابض ہین اور اراضی مذکور کی جزو آبپاشی
اب اُس ندی سے ہوتی ہے جو دریا زیر بحث مین سے سرکاری زمین کے حصے کے اندر نکالی گئی ہے +
مدعا علیہ ۳ سکرٹری آف سٹیٹ منجملہ اجلاس کونسل ہے +
مدعی اپنے تنہا استحقاق استعمال آب دریائے مذکور اور ایک حکم امتناعی بدین مضمون کی استدعا کی ہے کہ مدعا علیہم
کسی طرح پر اُسکے حقوق استعمال آب مین خلل اندازی نکرین +
یہہ دعویٰ دربارہ قطعی استحقاق آب کے افسر بندوبست جنگلات کے روبرو سنہ ۱۸۸۶ع مین کیا گیا تہا اور اُسنے
اُسکو بعد حسب ضابطہ تحقیقات زیر ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۲ع کے نامنظور کیا تہا +
مدعی نے فیصلہ مذکور کی ناراضی سے اپیل نکیا تہا اسلئے وہ فیصلہ ناطق ہو گیا تہا +
سبارڈینیٹ جج نے قرار دیا کہ مدعی پہر سوال مذکور کو نالش حال مین اُٹہا نہیں سکتا +
مدعی نے بطور اپیلانٹ کے ہمارے روبرو یہہ عذر کیا ہے کہ سبارڈینیٹ جج غلطی پر تہا کیونکہ افسر بندوبست
کو کوئی اختیار سماعت اس امر کے متعلق فیصلہ کرنے کا حاصل نہتا اپیلانٹ کی حجت یہہ ہے کہ وہ استحقاق

سنہ ۱۹۰۰ء

مکھیلی و دیا پانڈیا جاتیا بنام سندرام ایڈ

بلا شرکت غیری جسکا وہ دعویٰ اب کرتا ہی اُن حقوق مین سی ایک نہین ہی جو دفعات ۱۰ و ۱۱ ایکٹ مذکور مین خاص کی گئی ہین اور صرف انہی حقوق کے متعلق افسر بندوبست جنگلات کو اختیار سماعت حاصل ہی ہم اس عذر کو تسلیم نہین کر سکتے بلحاظ محض مالک کنارہ دریا کے مدعی کو صرف جائز استعمال آب دریائے مذکور کا حق تابع ایسی ہی حقوق دیگر مالکان کنارہ دریا کے حاصل ہو سکتا ہی لیکن اُسکے تنہا استعمال کا دعوے کرنیسے ظاہر ہوتا ہی کہ وہ بہ نسبت ایک مالک کنارہ دریا کے زیادہ تر دعویٰ کرتا ہی۔ وہ دعوے جو دربارہ استعمال آب جریان قدرتی کے لیے طریق پر کیا جاے جو قانوناً ناجائز ہو ایک دعویٰ حق آسائش ہوتا ہی دگیل صاحب کی کتاب حق آسائش طبع ششم صفحہ (۱)۲۰۰

بالفاظ دیگر استحقاق متدعویۂ مدعی مطابق عبارت لارڈ ولسن صاحب بمقدمۂ ڈالٹن بنام اینگس (۱) کے ایک استحقاق جائداد بقبضۂ مزارعہ ہی جو ایک کامل حق نہین بلکہ ایک محدود استحقاق مندرجۂ اراضی ہی جو ایک اور شخص کی ملکیت ہی جسکا حق اُس حد تک محدود ہو گیا ہی جہانتک کہ اُسکی جائداد مین حق آسائش حاصل کیا گیا ہی" +

اسلیے یہہ امر صریح معلوم ہوتا ہی کہ استحقاق متدعویۂ مدعی ایک استحقاق دربارہ پانی کے ہے جو ایک تنگ ندی مین سے ہو کر اُسکی زمین کیطرف بہتا ہی وہ ایک دعوے دربارہ پانی کی سنکے ہے اور اسلیے زیر دفعہ ۱۱ افسر بندوبست جنگلات کے حدود اختیار کے اندر ہے +

اپیلانٹ نے یہہ عذر کیا ہے کہ حقوق رہگذر و چراگاہ و پیداوار جنگل جنکا حوالہ دفعہ مذکور کی ضمنہائے (الف) و (ج) و (د) مین دیا گیا ہی ایسے حقوق ہین جنکا استعمال خود اراضی مذکور پر کیا جانا چاہیے اور بہر صورت مثل انکے استحقاق دربارہ روانی آب کے جسکا حوالہ ضمن (ب) مین دیا گیا ہی ایسا ہی محدود ہونا چاہیے۔ ہماری رای مین کوئی وجہ ایسی حد کی موجود نہیں ہی لیکن اگر صورت دگرگون ہو تو وہ حق جسکا دعویٰ مدعی کرتا ہے ایسا تہا جو الفاظ "استحقاق مندرجہ یا متعلق بہ اراضی" مندرجۂ دفعہ مذکور کی ذیل مین آتا ہے اور اسلیے اُسکی نسبت افسر بندوبست جنگلات کو زیر دفعہ ۱۰ اختیار سماعت حاصل +

مختصر یہہ کہ استحقاق متدعویہ ایک ایسا حق تہا جسکے فیصل کرنیکا اختیار سماعت افسر بندوبست جنگلات کو زیر دفعہ ۱۰ یا دفعہ ۱۱ حاصل تہا اور ہر ایک صورت مین اپیلانٹ کا یہہ عذر کہ اُسے کوئی اختیار حاصل نہ تہا ناکامیاب رہتا ہے۔ نتیجہ یہہ ہے کہ صرف اسی وجہ پر ڈگری سب آرڈینیٹ جج متعلق ڈسمس نالش بحال رکھی جانی چاہیے +

(۱) لا رپورٹ مقدمات اپیل جلد ۶ صفحہ ۷۴۰ ، صفحہ ۷۹۳

سنہ ۱۸۹۶ء
چگیلی ویرا پتیا
چنا تمبیار
بنام
سندرام آیار

مگر مندعا علیہ کی یہ تہی کہ اگرچہ مدعی کو قطعی استحقاق پانی کی رو کے متعلق حاصل نہیں تہا تاہم اُس کو بطور نچلی سطح کے مالک کنارہ دریا کے یہ حق حاصل تہا کہ ایک حکم امتناعی حاصل کرے جسکے رو سے مدعا علیہ اُس ندی کے پانی کے استعمال سے باز رکہا جائے کیونکہ استعمال نمبر ۲ مدعا علیہ نمبر ۳ کے استحقاق بطور اونچی سطح کے مالک کنارہ دریا سے فائق تر تہا جسکے متعلق ہم معلوم کرتے ہین کہ نہ تو عرضیدعوی مین اور نہ بروقت قایم کرنے تنقیحات کے مدعی نے اپنے استحقاق بحیثیت مالک کنارہ دریا پر انحصار کیا تہا اور نہ اُسنے کوئی تنقیح اِس امر کے متعلق اُٹہائی تہی کہ آیا مدعا علیہم نے پانی کا استعمال ایسے طریق کیا ہے جو بروئے اُنکے حقوق بحیثیت مالکان کنارہ دریا کے جایز نہ تہا اور سوال مذکور کا فیصلہ نہین کیا گیا بلحاظ اِس امر کے کہ کس وقت تک معاملہ زیر تنازعہ رہا ہے ہماری رائے مین ہم مجاز نہ ہونگے کہ مدعی کو اِس مرحلہ مین ایک جدید تنقیح امر واقعہ کے اُٹہانیکی اجازت دین جو اُس کو عدالت ماتحت مین اٹہانی چاہیئے تہی -

اس لیئے ہم کو چاہیئے کہ اپیل ہذا کو معہ خرچہ خارج کرین -

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر امینا آیار صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

سنہ ۱۸۹۷ء
۱۰، ۱۱ و ۳۰ مارچ

رنگا ونذرا راؤ دیکسٹس دیگر مدعا علیہم اپیلانٹان بنام جیارام راؤ (مدعی) رسپانڈنٹ *

دہرم شاستر - ازدواج - حدود امتناعی -

ایک ازدواج مابین ایک شخص ہندو اور اُسکی زوجہ کی ہمشیرہ کی دختر کے جایز ہے -

اپیل بنا راضی ڈگری اے جے سیول ڈسٹرکٹ جج ارکاٹ شمالی بمقدمہ نالش ابتدائی نمبر ۴۱ سنہ ۱۸۹۳ء - نالش تقسیم مرجوعہ پسر متبنے کردہ نرا سنگا راؤ کے بخلاف غیر منقسم بہتیجے شخص مذکور کے -

واقعات مقدمہ ہذا کافی طور پر تجویز عدالت سے ظاہر ہوتے ہین -

سنکرن نیار و نرائینا راؤ منجانب اپیلانٹان -

بہشیام ایانگر و پتابہی رام ایار و شادا گوپا چیریر منجانب رسپانڈنٹ -

تجویز:— یہ امر واقعہ کہ متوفی نرا سنگا راؤ کی بیوہ سیتا بائی نے دراصل رسپانڈنٹ کو بطور پسر اپنے شوہر کے تبنیت مین لیا تہا اپیلانٹان کی طرف سے عملی طور پر تسلیم کیا گیا تہا

* اپیل نمبر ۱۱ سنہ ۱۸۹۶ء -

۱۸۹۷
نگاوندرا راؤ
بنام
جیارام راؤ

جنمیں سے اپیلانٹ نمبر ا نرا نسگار اؤ کا غیر منقسمہ بھتیجا اور نمبر ۲ اپیلانٹ مذکور کا پسر ہے جو نابالغ ہے سکی طرف سے یہ عذر کیا گیا تہا کہ نرانسگاراؤ نے سیتا ال کو تبنیت کے کرنیکا اختیار نہ دیا تہا اور اگر یہ قرار بہی دیا جاے کہ اُسنے اُس کو اختیار مذکور عطا کیا تہا تاہم تبنیت بباعث اُس رشتہ کے ناجائز ہے جو مابین نرانسگاراؤ اور رسپانڈنٹ کی طبعی ماں کے موجود تہا ۔

نسبت سند ات کے ہمارا اِس امر سے اطمینان ہوگیا ہے کہ وہ شہادت جو اِس امر کے متعلق رسپانڈنٹ کیطرف سے پیش کیگئی ہے کامل طور پر ثابت کرتی ہے کہ چند یوم قبل اپنی وفات کے نرانسگاراؤ نے سیتا ال کو اختیار دیا تہا کہ رسپانڈنٹ کو تبنیت میں لے ۔ اُن گواہان کی شہادت جنہوں نے امر مذکور کا ذکر کیا ہے نہایت اغلب ہے یہ امر صریح ہے کہ چند سنوات تک قبل اِسکے کہ نرانسگاراؤ فوت ہوا تہا وہ اور سیتا ال اپیلانٹ نمبر ا کے ساتھ دوستانہ سلوک رکہتے تہے ۔ یہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت سے جبکہ وہ بچہ جو نرانسگاراؤ کے یہاں سیتا ال کے بطن سے ہوا تہا قریباً ۱۸۸۴ء میں فوت ہوگیا تہا نرانسگاراؤ کی خواہش تہی کہ کسی لڑکے کو تبنیت میں لے ۔ نرانسگاراؤ کی چٹہی دستاویز ق جسکی درستی کے متعلق شک کرنیکی کوئی وجہ موجود نہیں ہے ایک صریح شہادت اِس امر کی ہے کہ نرانسگاراؤ کسی لڑکے کو تبنیت میں لینیکی تلاش میں تہا ۔ اور ایک اور اہم واقعہ تائید اس رائے کے کہ نرانسگاراؤ نے اپنی زوجہ کو اختیار دیا تہا کہ کسی لڑکے کو تبنیت میں لے یہ ہے کہ اپیلانٹ نمبر ا نے اختیار مذکور کی تردید نہیں کی جبکہ نرانسگاراؤ کی وفات کے تہوڑے عرصہ بعد امر مذکور کی تحقیقات تحصیلدار کے روبرو متعلق بہ اخراج رجسٹری اراضیات متنازعہ کے کیگئی تہی گو اپیلانٹ نمبر ا کی توجہ صریح طور پر دستاویز ب کے مضامین کیطرف راغب کیگئی تہی تاہم وہ بیان رسپانڈنٹ کے طبعی باپ نے تحصیلدار کے روبرو دیا تہا جسمیں یہ امر صریح طور پر بیان کیا گیا تہا کہ نرانسگاراؤ نے سیتا ال کو اختیار دیا ہے کہ ایک پسر کو تبنیت میں لے اور اپیلانٹ نمبر ا نے کوئی تردید بیان مذکور کی نہ کی تہی گو اگر وہ شہادت جواب اسکیطرف سے پیش کیگئی ہے درست ہی ہو ۔ اُس کو معلوم ہونا چاہیئے تہا کہ یہ دعویٰ کہ نرانسگا راؤ نے اختیار مذکور عطا کیا ہے بالکل بے بنیاد ہے ۔

اِس لیئے ہم صاحب جج کی اس قرارداد سے اتفاق کرتے ہیں کہ اختیار بیان کردہ درست ہے ۔ ذان بعد نسبت جواز تبنیت کے جہانتک کہ ہم اپیلانٹ کے وکیل کی بحث متعلق بابت امر کی پیروی کرسکتے ہیں اہم عذر یہ تہا :۔

رسپانڈنٹ کی طبعی ماں سیتا ال کی بہن کی دختر تہی اسلیئے وہ بوجہ رشتہ کے جائز طور پر نرانسگاراؤ کے ساتھ بیاہی نہ جاسکتی تہی اسلیئے رسپانڈنٹ جائز طور پر بطور اُسکے پسر کے تبنیت میں نہ لیا جاسکتا تہا ۔ یہ ایک مسلمہ

سنہ ۱۸۹۷ء

نگا وندا راؤ
بنام
جیارم راؤ

قانون عدالت ہذا کا ہی اِلّا جہانتک خاص رواج متعلقات این کے متعلق شہادت موجود ہو کہ اُس لڑکے کی طبعی ماں جو متبنےٰ کیا جاتا ہے ایک ایسی عورت ہونی چاہیئے جو کنواری حالت مین جائز طور پر اُس شخص کی تہہ بیاہی جاسکتی جسکے کہ واسطے تبنیت کیجاتی ہے - سوال فیصلہ طلب یہ ہے کہ آیا ایک ہندو قانوناً حسب عذر اپیلانٹان اپنی زوجہ کی بہن کی دختر سے شادی کرنیسے ممتنع ہی اس عذر کی تائید مین ہمارے روبرو کسی سند مستند جسمرتی ملکے یا اہم شرح یا شاستر کا حوالہ نہ دیا گیا تہا - صرف ایک ہی سند جسکی طرف ہماری توجہ اپیلانٹان کیطرف سے راغب کیگئی ہی راسولایانا کی کتاب گرہیا پریشٹا مین پائی جاتی ہی جو بالفاظ ذیل ہی :- ورودہا سمبندہاوہ سمبندہی رشتہ ہی جو درودہا رنلجائین ہو بباعث اُس رشتہ کے جو مابین دولہا اور دلہن کے قبل اُنکے ازدواج کے موجود ہو جو باپ یا ماں کے رشتہ کے مطابق ہو مثلاً زوجہ کی بہن کی دختر اور ماموں کی زوجہ کی بہن " - رمیندلک صاحب کا دہرم شاستر صفحہ ۴۸ ، ان بہت سے قواعد کیطرف دیکھنے سے جو پرانے واضعان قانون اہل ہنود نے واسطے تمیز کرنے دلہن کے قایم کئے ہین کافی طور پر ظاہر ہوتا ہی کہ وہ بہت کم مستثنیات کے بغیر محض احتیاط اور مشورت کے قواعد ہین - آیا وہ فقرہ جسپر اپیلانٹان نے انحصار کیا ہے اِس جماعت فقرات سے علاقہ رکہتا ہی یا کہ اُسمین وہ قاعدہ قانون قرار دیا گیا ہے جسکے رو سے وہ شادی جو اُسکے خلاف عمل مین آئے ناجائز ہو جاتی ہی ؟ - یہ امر کہ وہ جماعت اول الذکر سے علاقہ رکہتا ہے اِس امر واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی مشہور مستند شرح مین زوجہ کی بہن کی دختر کے ساتہہ شادی کرنا ممتنع نہین ہے - جو ایک ایسا امر واقعہ ہی جسکے رو سے عدالتہائے فرض ہو جاتا ہے کہ فقرہ زیر بحث کے اسطرح تسلیم کرنیسے انکار کرین کہ اُس مین ایک امر بہ قاعدہ درج ہے اور نہ اس امر کی تائید مین سندات کی کمی ہے کلوکا بہٹا کی آرائے دربارہ منو باب ۳ فقرات ۶ لغایتہ ۱۱ مین بجو الزبہت سے چہوٹے چہوٹے اعتراضات کے زوجہ کے تمیز کئے جانے مین ترک کیئے جاسکے شارح مذکور نے بیان کیا ہے کہ کسی قاعدہ مندرجہ فقرات مذکور کی خلاف ورزی جواز ازدواج مین خلل انداز نہین ہوتی - ملاحظہ ہو کتاب گرودہس چیپٹر جی متعلق بہ ازدواج واستری دہن صفحہ ۵۶ لیکن اُسکی شرح متعلق بہ فقرہ پنجم باب مذکور مین جو دراصل ممتنع ازدواجہائے مابین وسگوترائے وسپنڈگان کے ساتہہ علاقہ رکہتا ہے اُسنے حسب ذیل رائے ظاہر کی ہے :- معاملہ ازدواج بیان کردہ الفقرہ ہذا مین وہ شخص جو دیدہ و دانستہ اُس لڑکی کے ساتہہ شادی کرے جو کسی ابتدائی مشترکہ شاخ سے پیدا ہوئی ہو (سگوترا) اُسکو چاہیئے کہ اُسکی پرورش بطور ماں کے کرے اور چونکہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ

۱۸۹۷ء
رنگاوندرا راؤ
بنام
جیارام راؤ

ایک ہی گوترا کی لڑکیاں ازدواج مین لیجاتین تو وہ ترک کیجانی چاہئین اور کہ تعزیر لگائی جانی چاہیئے اگر ایک ہی گوترا کی لڑکی کی شادی عملین آئے اسلیئے وہ لڑکیاں بہی جنکا رشتہ بطور سپنڈگان مادری کے ہو ازدواج مین نہین آسکتین " (دیا وستہہ چیندریکا جلد ۲ صفحہ ۴۷۵) آراسے مذکور سے صریح طور پر نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ ازدواجات صرف اُن صورتون مین ناجائز قرار دیئے جاتے ہین جبکہ بروئے مسلمہ سزا تکے عورت کا چہوڑنا اور ناجائز ازدواج کی نسبت تعزیر کا عائد کیا جانا قرار دیا گیا ہو - لیکن یہ ظاہر نہین کیا گیا کہ کسی سند مین یہ بیان کیا گیا ہو کہ اگر ایک شخص اپنی عورت کی بہن کی دختر سے شادی کرے تو اُسکو چاہیئے کہ اُسے چہوڑ دے اور تعزیر ادا کرے - مزید برآن بروئے جملہ جدید تر مولفان کی رائے کے جنہون نے اس امر پر غور کیا ہے اتفاق اس امر پر کیا گیا ہے کہ ازدواج مابین ایک شخص اور اُسکی زوجہ کی بہتیجی کے جائز ہے -

ڈاکٹر گرو داس بینرجی نے اپنی کتاب " ازدواج و استری دہن " محولہ بالا مین بیان کیا ہے کہ قانوناً زوجہ کی بہن یا اُسکی بہتیجی یا بہانجی کے ساتہہ شادی کرنا ممتنع نہین (صفحہ ۶۹) شاما چرن سرکار نے اپنی شرح دیا وستہہ مندرجہ صفحہ ۷۱۲ " دیا وستہہ چیندریکا " مین بیان کیا ہے کہ سندات کے روسے ناجائز ازدواجات مین سے وہ ازدواجات مستثنٰے کئے گئے ہین جنکا کہ ذکر اُسنے دیا وستہہ کے فقرہ ۶۹۰ مین کیا ہے بشمولیت ازدواج مابین ایک شخص اور اُسکی زوجہ کی بہن کی دختر کے (جلد ۲ صفحات ۴۷۵ و ۴۶۳) مسٹر مینڈلک نے اپنی کتاب " ویاوستہہ مایوکہا و یجنا ولکیا " مین بیان کیا ہے کہ " دربارہ ورود ناسپنڈ ملکے وہ بطور امر واقعہ کے جائز قرار دیا گیا ہے " (ضمیمہ صفحہ ۴۱۵) گولپ چیندر سرکار نے اپنی کتاب " دہرم شاستر متعلق بتنیت " مین اپنی رائے اسطرح ظاہر کی ہے " لیکن یہ امر خاص طور پر قابل لحاظ ہی کہ کوئی ازدواج بباعث رشتہ کے ناجائز ہونیکے ناجائز نہین ہے علاوہ اُن دو تمثیلات کے جنکا کہ ذکر گرہیا پرستشا مین کیا گیا ہے دیگر فقرات بہی ایسے موجود ہین جنکے روسے ایسی صورت مین ایک شخص کا اپنی سوتیلی ماں کی بہن اور بہائی کی دختر کی شادی کرنا ممنوع ہے لیکن خواہ یہ ازدواج کیسا ہی نامناسب کیون نہو تاہم وہ جائز ہے - ایسی ازدواجات عموماً اعلے جماعت کے برہمنان بنگال سے کئے جاتے ہین جو بروئے اُن صدود کے جو اُنپر بروئے کلی نسم کے عاید کیگئی ہین اِس امر پر مجبور ہین کہ اپنی شادی محدود لتعداد خاندانہائے مین سے تلاش کرین " (صفحہ ۳۱۹) بالآخر جوگندر ناتہہ بہٹاچاریا نے بہی بالکل یہی رائے اپنی شرح دہرم شاستر مین ظاہر کی ہے اُسنے ایک فقرہ بودہایانا کا تحریر کیا ہے اور کتاب گرہیا پرستشا مین سے نرائن سندہو کا

سنہ ۱۸۹۰

رنگا وندا راؤ
بنام
جیارام راؤ

حوالہ دیا ہے جسنے اشخاص ذیل کو مستثنے کیا ہے:-

"(۱) سوتیلی ماں کی بہن اور بہن کی دختر۔

(۲) چچا کے زوجہ کی بہن۔

(۳) چچا کی زوجہ کی بہن کی دختر۔

(۴) زوجہ کی بہن کی دختر۔

" وہ فقرہ جسکے معنے سے اشخاص کو مستثنے کئے گئے ہین اُس کا حوالہ نہ تو رگھونندہن نے دیا ہی اور نہ اُسنے اُسکی شرح کی ہے عملدرآمد مین کوئی تامل اس حصۂ ہندوستان مین چچا کی زوجہ کی بہن سے شادی کرنے مین نہین کیا جاتا۔ سوتیلی ماں کی بہن کے ساتھہ شادی بعض اوقات بنگال مین کیجاتی ہے۔ زوجہ کی بہن کی دختر سے شادی کرنیکی تمثیلات بھی بنگال مین بالکل معلوم نہین ہین گو اہل ہنود کی مثالیے اس ازدواج کے بہت خلاف ہے" (طبع دوم صفحہ ۹۔)

بحوالہ اس آخری رائے مسٹر بہٹاچاریا کے مطبوطی لوگونکی آرائے کے جو دربارہ جواز اس ازدواج کے ہی۔ یہ ظاہر کیا جاسکتا ہی کہ کوئی ایسا امر موجود نہین ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ اس ازدواج کو ہر ایک ملک کے لوگ اس حصۂ ہندوستان مین ناپسند کرتے ہین۔ لیکن خواہ یہ امر کسی طرح پر ہو وہ ناقابل تردید شہادت جو رسپانڈنٹ کیطرف سے پیش کیگئی ہے یہ ظاہر کرتی ہے کہ ازدواج مابین ایک شخص اور اُسکی زوجہ کی بہن کی دختر کے بہت سی جماعت ہائے برہمنان مین عام ہے اور وہ جملہ اشخاص کیطرح جائز ازدواج کے متصور کیا جاتا ہی۔ اس شہادت کا مختصر حوالہ دینا ضروری ہے۔ وہ خاص تمثیلات ازدواج جنکا ذکر گواہان نے کیا ہے بہت سے مختص پریزیڈنسی مین جو ایک دوسرے سے بہت دور ہین عمل مین آئی ہین یعنے آٹھہ اضلاع ذیل مین:- تلور، مدراس، ارکاٹ شمالی، ارکاٹ جنوبی، تنجور، ترچناپلی، کوئمباٹور، مدورا۔ آنریبل مسٹر ایس سبارا[illegible] جو قوم مادھ سے تعلق رکھتا ہی اور جو ایک وکیل عدالت ہذا کا ہی بیان کرتا ہی کہ خود اُسکی ماں کی بہن کے ایسے شخص کی شادی کیگئی تہی جسنے پہلے اُس عورت کی خالہ سے شادی کی تہی۔ اُس گواہ [illegible] کیا ہی کہ اُسکی دادا نے بعد وفات زوجہ اول کے اُس عورت کی بہن کی دختر سے شادی [illegible] ازدواجات کو جنکا اُسنے ذکر کیا ہی بہت عرصہ ہوا ہے۔ مقدمات مذکور غالباً ضلع تلور [illegible] سی دیسکاچیریر نے جو ایک آئینگر اور وکیل عدالت ہذا ساکن مدراس ہے بیان کیا ہی کہ [illegible] دوم ہی اُسکے شوہر کی پہلی زوجہ کی بہن کی دختر ہی۔ گواہ مذکور نے یہ بھی بیان [illegible] جو ایک اعلے وکیل عدالت ہذا کا تہا اپنی چچا کی زوجہ کی بہن [illegible]

سنہ ۱۸۹۷ء
رگاونداراؤ
بنام
جیارام راؤ

گذرے ہیں۔ کرشنا ساحی ایار جو ایک سمارتہا برہمن چیتور واقع ارکاٹ شمالی کا ہی بیان کرتا ہی کہ اسکے باپ کی دوسری شادی کو قریباً ۲۰ سال ہوئے ہیں اور کہ گواہ مذکور کی خالہ کی ساتھ اُسنے شادی مذکور کی تھی۔ رم چندر آیار نے جو ایک سمارتہا برہمن پیرامبرلم ضلع ارکاٹ جنوبی کا ہی بیان کیا ہی کہ اُسکی زوجہ چہارم جو ابھی تک موجود ہے اُسکی متوفی زوجہ سوم کی بہن کی دختر ہی اور کہ شادی مذکور ۱۸۸۲ء میں عمل میں آئی تہی۔ رم کرشن وکشاتر نے جو ایک اور سمارتہا برہمن ساکن ارکاٹ جنوبی ہے بیان کیا ہی کہ اُسکی زوجہ دوم اُسکی زوجہ اول کی ہمشیرہ کی دختر ہی اور کہ اُسکی شادی کو تیرہ سال کا عرصہ ہوا ہی۔ مسٹر گووندراؤ نے جو قوم مرہٹہ میں سے ہی اور جو بطور گرکل کی تاج کلکٹر تنجور کے ملازم ہی بیان کیا ہی کہ اُسنے اپنی متوفی زوجہ کی بہن کی دختر سے شادی کی ہی۔ پی سرینواسا چیریار ایانگر نے جو نیز اُسی ضلع کا باشندہ ہی بیان کیا ہی کہ اُسنے دیوان بہادر سرینواسا رگہاوا ایانگر کی بہن کے ساتھ شادی کی تہی جو اسوقت بڑودہ کا دیوان ہی اور کہ اُس عورت کی وفات کے بعد گواہ مذکور نے اُس عورت کی بہن کی دختر کے ساتھ شادی کی ہی۔ مسٹر سرینواسا راؤ نے جو ایک مرہٹہ ساکن منگلور ہی بمضمون شہادت دی ہی کہ اُسکی زوجہ اول کی وفات پر جو متوفی راجہ سرٹی مدہاوا راؤ کی دختر تہی اُسنے اُسکی بہن کی دختر کے ساتھ شادی کی ہی۔ دیوان بہادر رگہوناتہہ راؤ نے بیان کیا ہی کہ علاوہ دو تمثیلات محولہ بالا یعنے تمثیل گووندراؤ ساکن تنجور و سرینواسا راؤ ساکن منگلور کے جو دونوں اُسکے رشتہ دار ہیں اُسکو بہت سی تمثیلیں ایسی یاد ہیں جنمیں ایک شخص نے اپنی عورت کی ہمشیرہ زادہ دختر کے ساتھ شادی کی ہی۔ راما چیریار مدہاوا نے بیان کیا ہی کہ وہ سات یا آٹھ ایسی شادیوں میں موجود تھا جو ترچناپلی یا کومباکونم یا مدراس میں عمل میں آئی ہیں اور اُسنے یہ بہی بیان کیا ہی کہ قریباً ۱۸ یا ۱۹ سال ہوئے ہیں کہ خود اُسنے اپنی متوفی زوجہ کی بہن کی دختر سے شادی کی تہی۔ سکرشنا راؤ منصف ضلع کلی تلائی نے بیان کیا ہی کہ اُسکی بہن اور اُسکی ایک اور ہمشیرہ کی دختر کی شادی ایک ہی شخص کے ساتھ کومباکونم میں ہوئی تہی۔ قریباً کل گواہان نے متفق طور پر یہ بیان کیا ہی کہ کوئی عذر کسی وقت کسی شادی مذکورۂ بالا کی متعلق نہ کیا گیا تہا۔

اپیلانٹان کیطرف سے کسی ایسے امر کی تردید نہیں کیگئی جو اِس وسیع رواج اور شہادت مذکورۂ بالا کے ثابت کیا گیا ہے جسکے رو سے اُن ازدواجہای کا جواز ثابت ہوتا ہے جنکو اسو لایانا نے بباعث رشتہ کے ممتنع لکہا ہے۔

گو اِس امر کے قرار دینے میں کوئی تامل نہیں ہے کہ فقرہ مذکور امر یہ نہیں ہے اور کہ عذر جو اُس فقرہ پر مبنی ہے بالکل ناقابل قیام ہے۔

ظاہر

سنہ ۱۸۹۷
دگا دنذرا راؤ
بنام
جیا رام راؤ

ہماری یہ رائے ہے کہ ہم اس نتیجہ کے اخذ کرنے سے بر روئے اس حوالہ کے متنع نہیں ہیں جو فقرہ مندرجہ مقدمہ سنا کشی بنام راما تہہ (۱) کا دیا گیا ہی معلوم ہوتا ہی کہ اس بیان کی تقویت پر جو دست تک مقالسا ہین بہ منضمن درج ہے کہ ازدواج مابین ان اشخاص کے جنکا ذکر فقرہ زیر بحث مین کیا گیا ہی ایک ممنوع تعلق ہی - عدالت عالیہ یہ قیاس کیا تہا کہ فقرہ مذکور امر یہ ہے لیکن یہ امر کہ آیا فقرہ مذکور امر یہ تہا یا محض سرسری ایک امر فیصلہ طلب مقدمہ مذکور مین نتہا اسلئے عدالت کی آرائے امر مذکور کے متعلق بطور قابل پابندی فیصلہ کے متصور نہین کیجا سکیتن -

صرف ایک ہی اور عذر جو دربارہ جواز تبنیت کے کیا گیا ہی اس امر واقعہ پر مبنی ہی کہ تبنیت گیرندہ مان سٹیا ایل رسپانڈنٹ کے قطعی باپ کی چچا نادبہن لیکن یہ عذر بہی نا قابل قیام ہی - کیونکہ عدالت مین فیصل کیا گیا ہی کہ عورت کے بہائی کے پسر کا تبنیت مین لیناجائز ہی (ملاحظہ ہو سریرا سولو بنام راسیا (۲)) یہ کہنا شکل سے ضروری ہے کہ یہ امر ایسی صورت مین غیر ضروری ہے کہ آیا تبنیت صورت حالین خود تبنیت گیرندہ باپ نے کی ہی یا کہ اسکی وفات کے بعد اسکی بیوہ نے کیونکہ تبنیت شخص مذکور کے لئے کیگئی ہے -

اسلئے ہم کو چاہیئے کہ صاحب جج ضلع کی ڈگری کو بحال رکہین اور اپیل ہذا کو معہ خرچہ خارج کرین -

ضمیمہ اپیل دیوانی

سنہ ۱۸۹۶
۲۷ نومبر و ۱ دسمبر

باجلاس مسٹر آرتہر جے ایچ کالنس صاحب چیف جسٹس و بینسن صاحب جسٹس

ویلوگو ندان (مدعی) اپیلانٹ بنام کمارا ویلوگو ندان وغیرہ (مدعا علیہم) رسپانڈنٹان[*]

ویلوگو ندان (مدعی) سائیل بنام کمارا ویلوگو ندان (مدعا علیہ) رسپانڈنٹ[*]

نالش تقسیم جائداد خاندانی - تعین مالیت واسطے اغراض اختیار سماعت کے - ایکٹ تعین المیعاد نالشات نمبر ۷ سنہ ۱۸۸۷ - ایکٹ رسوم عدالت سنہ ۱۸۷۰ دفعہ ۷ ضمن (۴) ب -

ایک نالش منجانب ایک رکن خاندان مشترکہ اہل ہنود مین جسمین تقسیم جائداد خاندان اور حوالگی بحق مدعی اسکے حصہ کی استدعا کیگئی تہی مالیت نالش واسطے اغراض اختیار سماعت کے وہ مالیت ہے جو مدعی نے اپنے حصہ کی قائم کی ہے -

---

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۴۹ -

(۲) ” ” ” جلد ۱۳ صفحہ ۱۵ -

[*] اپیل متفرقہ ضمنی حکم نمبر ۹ سنہ ۱۸۹۶ و درخواست نگرانی دیوانی نمبر ۱۸ سنہ ۱۸۹۶ -

۱۸۹۷ء

ویلو گوندن
بنام
کملا ویلو گوندن

اپیل بنا راضی حکم سی گوپالن نیار سبارڈینیٹ جج مدراشرقی متضمن ہدایت واپسی عرضیدعویٰ پیش کردہ اپیلانٹ
بغرض داخل کئے جانے عدالت مناسب مین وہ درخواست زیر دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی جسکے ذریعے ہائیکورٹ مین یہ استدعا
کیگئی تھی کہ ڈیلیو ڈ ومارگو صاحب جج ضلع مدرا کے حکم بمقدمہ اپیل متفرق نمبر ۲۷ سنہ ۱۸۹۵ء کی نگرانی کیجائے جسکے ذریعے
جے ایس گنپیار صاحب منصف ضلع منادورا بمقدمہ ابتدائی نمبر ۲۲۰ سنہ ۱۸۹۵ء بحال رکہا گیا تھا۔

مدعی نے نالش حال ابتداءً عدالت منصف ضلع مین تقسیم کیواسطے بدین بیان رجوع کی کہ جائداد قابل
تقسیم ایک خاندان مشترکہ اہل ہنود کی ملکیت ہے جسکے اراکین خود وہ اور اُسکا باپ اور اُسکی سوتیلی ماں اور اُسکی
سوتیلی ماں کا پسر ہین۔ استدعا ہائے عرضیدعویٰ حسب ذیل تہین:-

"(۱) تقسیم کرکے مدعیکو ایک ثلث حصہ جائداد ہائے مندرجہ فہرست الف نمبر الغایتہ نمبر ۲۹ کا بذریعہ قرعہ
اندازی کے مدعیکو دلایا جائے جسمین اہم طور سے نوعیت و زرخیزی اراضیات ملحوظ رکہی جانی چاہئین۔
(۲) مدعاعلیہم سے مدعیکو ایک ثلث حصہ جائداد ہائے مندرجہ فہرست ب نمبر الغایتہ نمبر ۱۲ کا یا اُسکی قیمت
دلائی جائے۔
(۳) مدعاعلیہم کو حکم دیا جائے کہ مدعیکو فصل سنہ ۱۳۰۴ف کا نقصان اور خرچہ نالش ادا کرین اور ایک ڈگری معہ دیگر
دادرسی ہائے کے جو عدالت بلحاظ نوعیت و واقعات مقدمہ کے مناسب سمجہے عطا کیجائے"

عرضیدعویٰ مین مدعی نے جائداد کے اپنے حصہ کی مالیت مبلغ الـ ۱۳۶۹ روپیہ قرار دی۔

منصف ضلع نے قرار دیا کہ اُسے کوئی اختیار سماعت حاصل نہین ہی کیونکہ امر مدعا بہا کی مالیت کل جائداد
خاندانی کی مالیت ہے جو مبلغ للعہ ہے نہ کہ حصہ متدعویہ کی مالیت۔ اس مسئلہ کی تائید مین منصف ضلع نے
فیصلجات دینا تہا بنام سبرامنیا (۱)، وخالفسائیبی بنام سید ابا (۲)، ورامیا بنام سبرایودو (۳)، وکرشنا سامی
بنام کنا کسا یالی (۴)، کا حوالہ دیا۔

عرضیدعویٰ ازان بعد عدالت سبارڈینیٹ جج مدرا (شرقی) مین پیش کیا گیا تہا اور سبارڈینیٹ جج نے
بہی عرضیدعویٰ کو اس وجہ پر عدالت مناسب مین دائر کئے جانیکے واسطے واپس دیا کہ "دفعہ ۸ ایکٹ تعین مالیت
نالشات جبکہ وہ ضمن (۴) ب دفعہ ۷ ایکٹ رسوم عدالت کے ساتھ ملاکر پڑہی جاتی ہے تو اُس سے نالش کی مالیت اغراض
رسوم عدالت اور اغراض اختیار سماعت کے واسطے مدعیکے حصہ کی مالیت ہے جو اُسنے مبلغ الـ ۱۳۶۹ روپیہ بیان کی ہے"

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۸ صفحہ ۲۳۵۔ (۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۱۴۰۔
(۳) " " " جلد ۱۳ صفحہ ۲۵۔ (۴) " " " جلد ۱۴ صفحہ ۴۲۔

۱۸۹۶ء

ویلو کونڈن

بنام

کمار… کونڈان

اسلئے نالش عدالت منصف ضلع کے اختیار سماعت کے اندر تھی۔

ذان بعد مدعی نے صرف منصف ضلع کے حکم کی نارضی سے جج ضلع کے پاس اپیل کیا۔ صاحب جج ضلع نے قرار دیا کہ منصف ضلع کا حکم درست تہا اور اُسنے اپیل کو خارج کیا۔ اب مدعی نے ایک درخواست زیر دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی یا استدعاء نگرانی حکم عدالت ضلع دائر کی ہے اور اُسنے ایک اپیل بنا راضی حکم سب آرڈینیٹ جج داخل کیا ہے۔

سوامی ایار صاحب اپیلانٹ۔

رسپانڈنٹان کیطرف سے کوئی وکیل نہ تہا۔

تجویز: — مدعی نے جو ایک غیر منقسمہ خاندانِ اہل ہنود کا رکن تہا تقسیم کی نالش کی اور استدعا کی کہ اُسکو ⅓ حصہ جائداد مشترکہ خاندان کا دلایا جائے۔

حصۂ متدعویہ کی مالیت مبلغ ؏ روپیہ سے کم تہی لیکن کل جائداد کی مالیت مبلغ للعہ سے زیادہ تہی منصف ضلع نے بہ پیروی فیصلہ مقدمہ ودینا تہا بنام سبرامنیار[1] اُسکے اختیار سماعت سے انکار کیا اور اُسنے عرضیدعوی عدالت مناسب میں پیش کئے جانیکو واپس دیا۔ اُس کا فعل بر طبق اپیل کے صاحب جج ضلع سے بحال رکہا گیا تہا۔ مدعی نے اِس اثنا میں اپنا عرضیدعوی سب آرڈینیٹ جج کے پاس پیش کیا جسنے بہی اختیار سماعت سے انکار کیا اور عرضیدعوی کو عدالت مناسب میں رجوع کرنیکے واسطے واپس بہیجدیا۔ سب آرڈینیٹ جج نے یہ قرار دیا کہ زیر دفعہ ۷ ضمن (۴) ب ایکٹ رسوم عدالت کہ نالش کی تعین مالیت اغراض رسوم عدالت کے واسطے اُس دادرسی کے لحاظ سے کیجانی چاہیئے جسکی استدعا عرضیدعوی میں کیگئی ہے یعنے حصہ متدعویہ کی مالیت کے لحاظ سے جو مبلغ ؏ روپیہ سے کم تہی اور کہ زیر دفعہ ۸ ایکٹ تعین مالیت نالشات (۷ ایکٹ ۱۸۸۷ء) مالیت واسطے اغراض اختیار سماعت کے وہی ہونی چاہیئے جو واسطے اغراض رسوم عدالت کے ہو اور اسلئے نالش منصف ضلع کے حدود اختیار کے اندر تہی۔

ہماری رائے میں سب آرڈینیٹ جج کی رائے درست ہے اور مطابق قانون مندرجہ ایکٹ تعین مالیت نالشات کے ہے جسکے روسے قانون مندرجہ مقدمہ ودینا تہا بنام سبرامنیار[1] تبدیل کیا گیا ہے۔

اس رائے پر کسی قدر شبہ بروئے اِس امر واقعہ کے عائد کیا گیا ہے کہ تین مقدمات کہانا میبی بنام سید ابا[2]

[1] انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۸ صفحہ ۲۳۵۔

[2] ” ” ” جلد ۱۱ صفحہ ۱۴۰۔

۱۸۹۶ء
ویلگوندن
بنام
مارا ویلگوندن

ورامیا بنام بیارایودو (۱)، وکرشنا سامی بنام گنا کابائی (۲) کے جو سب بعد نفاذ ایکٹ تعین مالیت نالشات کے فیصل کئے گئے ہین فیصلہ مقدمہ ودنیا تہا بنام بیا رامنیا (۳) اتبک بطور ایسے قانون کے متصور کیا جاتا ہے جو اس سوال سے متعلق ہے۔

مگر مقدمات مذکورہ مین کوئی حوالہ دفعہ ۸ ایکٹ تعین مالیت نالشات کا نہین دیا گیا اور نہ انہین بلا واسطہ طور پر ظاہر کیا گیا ہے کہ فیصلہ مقدمہ ودنیا تہا بنام بیارامنیا (۳) اتبک ان مقدمات پر حاوی ہے جو اسکی ذیل مین آتے ہون۔

مزید برآن ایک جدید تر مقدمہ چکراپنی اساری بنام نرانسگاراؤ (۴) مین عدالت ہذا نے صریح طور پر اس رائے کی تائید کی ہے کہ جب نالش جائداد شراکت کے متعلق ہو اا جبکہ دو جملہ حصہ داران کے مابین تقسیم کئے جانیکی نالش ہو تو خاص اور محدود حصہ متدعویہ نالش کا امر مدعا بہا متصور کیا جانا چاہیئے جیسا ایکٹ تعین مالیت نالشات ۱۸۸۷ء مین بیان کیا گیا ہے (ایکٹ عدالت ہائے دیوانی مدراس) اور اُسی کی مالیت سے عدالت کا اختیار سماعت معلوم کیا جانا چاہیئے نہ کہ کل جائداد کی مالیت سے جو بلا شبہ طور پر مالیت اس نالش کی ہو گی جس مین عام تقسیم جملہ حصص کی استدعا کیگئی ہو۔ ہماری رائے مین الفاظ مذکور کے رو سے درست طور پر وہ قانون قایم کیا گیا ہے جیسا کہ وہ اب موجود ہے۔ اس لیئے چونکہ نالش حال ایک حصہ جائداد شراکت کی نسبت ہے اور اس مین کل جائداد کی تقسیم عام شامل نہین اور حصہ مذکور کی قیمت ۲۰۰۰ سے کم ہے اسلیئے وہ منصف ضلع کے اختیار سماعت کے اندر ہے۔ اسلیئے ہم سبارڈینیٹ جج کے حکم کو بحال کرتے ہین اور اپیل ہذا کو خارج کرتے ہین۔ اور بہ استعمال اختیارات نگرانی ہم صاحب جج ضلع کے حکم کو منسوخ کرتے ہین اور منصف ضلع کو ہدایت کرتے ہین کہ عرضی دعوی کو حاصل کر کے اُسکے ساتھ مطابق قانون کے کارروائی کرے کل خرچہ کی نسبت ڈگری منصف ضلع مین حکم دیا جائیگا۔

(۱) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۲۵۔
(۲) " " " جلد ۱۴ صفحہ ۱۴۳۔
(۳) " " " جلد ۷ صفحہ ۲۳۵۔
(۴) " " " جلد ۱۹ صفحہ ۵۶۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر منیا آیار صاحب جسٹس و ڈیوس صاحب جسٹس

۱۰ دسمبر ۱۸۹۶ء

کارازو و یک کس دیگر (مدعا علیہم نمبر ا و نمبر ۲) اپیلانٹان بنام دینکٹا رتنام (مدعی) رسپانڈنٹ ٭

وصیت منجانب ایک اہل ہنود کے - اُسکی تعبیر - ہبہ بحق دختر کے - جایداد دختر -

ایک ہندو نے بروئے وصیت کے اپنی دختران کے حق میں اپنی جداگانہ جایداد ہبہ کی اور حکم دیا کہ وہ اُسے حسب مرضی خود استعمال میں لائیں -

تجویز ہوئی کہ دختران نے ایک کامل جایداد حاصل کی تھی -

اپیل بنا راضی ڈگری جی ٹی سیکنزی صاحب جج ضلع گوداوری بمقدمہ نالش ابتدائی نمبر ۲۱ سنہ ۱۸۹۴ء -

مدعی نے نالش حال بغرض استقرار اس امر کے دائر کی کہ وہ اُن رقوم کا مستحق ہے جو مدعا علیہم کے قبضہ میں بعد وفات بیوہ اور دختر ملایا کے رہی ہیں -

رقوم زیر بحث اُن زیورات کا زرِ ثمن ہیں جو ملایا کی بیوہ اور دختر نے مدعا علیہم کو اغراض خیراتی کے واسطے دیئے تھے -

مدعی نے رقوم مذکور کے مستحق ہونیکا دعوے بطور وارث بازگشت جایداد ملایا کے کیا جس سے کہ وہ متبنیت میں لیا گیا تھا اور جسکے کہ ساتھ اُسنے بعد میں جایداد تقسیم کرلی تھی -

مدعا علیہم نے یہ عذر کیا کہ زیورات مذکور ملایا کی بیوہ اور دختر کا استری دہن تھے لیکن اس امر کے متعلق کوئی فیصلہ بر طبق اپیل کے یا عدالت ماتحت میں نکیا گیا تھا - عدالتہائے نے یہ قیاس کیا تھا کہ زیورات مذکور بروئے وصیت ملایا کے منتقل ہوئے تھے - ملایا کی وصیت میں بعد بیان کرنے اس امر کے کہ اُس کی بڑی بہو کا گذارہ مقرر کیا گیا ہے حسب ذیل الفاظ میں تھی :-

" بازار والے گودام کے کرایہ میں سے اخراجات متعلق بہ مرمت وغیرہ گودام مذکور کے اور نیز وہ کفاف جو میں ہر سال سب سے بڑی بہو کو ادا کرتا رہا ہوں منہا کیا جائیگا اور باقی کرایہ میرے اور میرے لیسر متبنے کے مابین مساوی حصص میں تقسیم کیا جاتا ہے - مطابق دستاویز تقسیم تحریر کردہ مابین میرے اور میرے لیسر متبنے کے نصف میں لیتا ہوں اور نصف میرا لیسر متبنے - بذریعہ تحریر ہذا کے یہ انتظام کیا گیا ہے کہ میری تین دختران مذکورۂ بالا کو بعد میری وفات کے چاہیئے کہ اُس

٭ اپیل نمبر ۱۸۱ سنہ ۱۸۹۵ء -

۱۸۹۶
کمارازو
بنام
وینکٹا رتنام

مقدار کو حاصل کرین جو نسبت حصہ کی نسبت مین وصول کرتا رہا ہون - اس مکان کے معاملہ مین جسمین مین
رہتا ہون میرے بیٹنے پسر وینکٹا رتنام کو چاہیئے کہ نصف حصہ کو استعمال مین لاوے اور باقی نصف میری دختران
مین استعمال کیا جائے بعد اسکے کہ مین اور میری زوجہ فوت ہو جیا کہ فارغخطی مین بیان کیا گیا ہی - میری ہر سہ
دختران یعنے کنکاملا ینگارما وکورانگی رتاما و دیوانایاپما کو چاہیئے کہ بعد میری وفات کے میری کل جائداد
منقولہ وغیر منقولہ کا قبضہ حاصل کرین یعنے کل جائداد منقولہ متعلق بہ تجارت صرافی جو مجھسے کیا جاتا ہی
اور جسکا کہ اوپر حوالہ دیا گیا ہے اور نیز جملہ دیگر معاملات حساب وکتاب وغیرہ متعلق بہ کاروبار مذکور و نیز
جائداد غیر منقولہ مذکور کا اور وہ اسکا استعمال حسب منشا خود کرین - اشخاص مذکور یعنے میری بہو اور پسر
بیٹنے کو کوئی حق دربارہ مسدود کرنے میری جائداد مذکور کے حاصل نہ ہوگا - اگر وہ کوئی ستدراہ عائد بھی
کرین تو وہ جایز نہ ہوگا - میری دختران مذکورہ بالا کو چاہیئے کہ میری اور میری زوجہ کی ضروریات کو
ہماری وفات تک مدنظر رکہین - میری ہر سہ دختران مذکورہ بالا کو چاہیئے کہ بعد میری وفات کے فارغخطی
اور دیگر دستاویزات کا قبضہ حاصل کرلین جو میرے پاس ہین اور نیز جائداد مذکور کا قبضہ حاصل کرکے اس کا
انتظام اپنی مرضی کے مطابق کرین میتنے وصیت ہذا القائمی ہوش و حواس اور اپنی مرضی سے تحریر کی ہے
یہ وصیت میری وفات کی تاریخ سے موثر ہوگی "

تین دختران مین سے دو قبل ہبۂ زیورات زیر بحث کے فوت ہوگئی تہین -

صاحب جج ضلع نے بیان کیا ہے کہ " اس وصیت کے معنے جواب فریقین نے تسلیم کی ہی باپ کی
جائداد اسکی زوجہ اور دختر کے نام منتقل ہوتی ہی تاکہ وہ اسکا استعمال مطابق اپنی مرضی کے کرین باوجود ان
الفاظ کے مین قرار دیتا ہون کہ وصیت مذکور کے روسے سوائے جائداد بیوہ ء استحقاق مین حیاتی دختر کے
اور کچھہ منتقل نہین ہوتا - اگر جائداد زیر بحث اراضی ہوتی تو وہ اس کو منتقل نہ کرسکتی تہین - مگر مدعاعلیہم یہ
عذر کرتے ہین کہ وہ ایک جائداد منقول القبضہ سامان مذکور تہی - مین اس عذر کو تسلیم نہین کرسکتا - یہ
بیان نہین کیا گیا کہ مبلغ للعہ ... مذکورۂ بالا جائداد کی آمدنی سے حاصل کیا گیا تہا چونکہ اس کا بہت
ساحصہ زیورات تہے اسلئے وہ ایک جزو کل جائداد اصلی کا معلوم ہوتا ہے - میری یہ رائے ہے کہ انتقال
مذکور کی خیراتی غرض ہی انتقال مذکور کو جائز نہین بناتی اور مدعی استقرار ستدعویہ کا مستحق ہے "

بالآخر اسنے ایک ڈگری بحق مدعی صادر کی -

مدعاعلیہ نے اپیل کیا -

۱۸۹۶ء
کماراز د
بنام
وینکٹ رتنام

سبّاراؤ وگوپالا سامی آیانگر منجانب اپیلانٹ ۔
مسٹر سمتہہ منجانب رسپانڈنٹ ۔

تجویز: ۔ اگر شرائط وصیت کو بلحاظ دستاویز تقسیم کے پڑہا جاوے تو صریح طور پر یہ ظاہر ہوتا ہی کہ موصی کی نیت یہ تہی کہ اپنی دختران کو ایک کامل نہ کہ محدود جائداد عطا کیجائے جہانتک کہ اُس جائداد منقولہ کا تعلق تہا جو کامل طور پر خود اُسکے تصرف مین تہی ۔ دستاویز مذکور یا واقعات ملحقہ مین کوئی ایسا امر موجود نہین ہے جس سے یہ خیال پیدا ہوسکے کہ نیت یہ تہی کہ یہ جائداد دختر ہی تک محدود ہو یا بالفاظ دیگر صرف اُنکے عین حیات تک کے واسطے ہو دختران نے اسطرح پر ایک کامل جائداد حاصل کی ہے ۔ وہ انتقال جسکی منسوخی کی استدعا کیگئی ہے اُنکے اختیار مین تہا ۔ اسلیے ہم کو چاہیئے کہ اُس رائے کو منسوخ کرین جو صاحب جج ضلع نے اختیار کی ہے اور اُس کی ڈگری کو منسوخ کرکے ہم نالش ہذا کو معہ کل خرچہ کے خارج کرتے ہین ۔ اسمین یادداشت عذرات کی منسوخی بہی شامل ہے ۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر آرتہر جے ایچ کالنس صاحب چیف جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

۱۸۹۶ء
۲۷و۲۴ نومبر

تہلائی پٹی (مدعا علیہ نمبر ۱) اپیلانٹ **بنام** راما ناتہا آیان وغیرہ (مدعیان) رسپانڈنٹان[٭]

رہن بعض شریک مالک کے ۔ نالش انفکاک ۔ استحقاق ایک یا زیادہ شرکار کا دربارہ انفکاک بحصورت عدم موجودگی تقسیم کے ۔

جبکہ چند مالکان غیر منقسمہ حصص جائداد غیر منقولہ نے اپنے حصہ کا رہن بالقبضہ ایک دیگر غیر منقسمہ حصہ دار کے پاس کیا ہو تو کل رہنان کی نسبت کوئی کمتر تعداد اُنکی انفکاک رہن مذکور کی نالش نہین کرسکتی ۔ جبتک کہ تقسیم جائداد مرہونہ کی مابین حصہ داران مذکور کے عمل مین نہ آئی ہو ۔ ماموسیام کتو (۱) کی پیروی کیگئی ۔ ہری بہاؤ بنام وٹہل بہاٹ (۲) سے تمیز کیگئی ۔

اپیل دوم بنا راضی فیصلہ ڈبلیو ڈو مارگو صاحب جج ضلع مدورا بمقدمہ اپیل نمبر ۸۰۳ سنہ ۱۸۹۴ء اشعر بحالی ڈگری ایس اوتہی نرائینا آیار منصف ضلع مانا مدورا بمقدمہ نالش ابتدائی نمبر ۵۰ سنہ ۱۸۹۳ء ۔

٭ اپیل دوم نمبر ۱۰۰۸ سنہ ۱۸۹۵ء ۔
(۱) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۶ صفحہ ۶۱ ۔
(۲) ” ” بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۶۴۸ ۔

مدعی اور مدعا علیہم غیر منقسمہ شرکا موضع دہریاسام کے تھے۔ مدعی اور مدعا علیہم نمبر ۲ لغایتہ نمبر ۴۴ کے جانشینان سابق نے اپنے حصص مندرجہ جائداد کو مدعا علیہ نمبر ۱ کے جانشینان سابق کو بابت ۲ اگست ۱۸۲۴ء کو باقبضہ رہن کیے تھے۔ اب مدعی نے رہن کو فک کے انفکاک کی نالش کی ہے اور اُسنے عدالت مین زر رہن داخل کرکے استدعا کی ہے کہ ایک ڈگری بدین مضمون صادر کیجائے کہ مدعا علیہ نمبر ۱ اراضی زیر بحث کا قبضہ مدعی کو جملہ حصہ داران کیطرف سے حوالہ کردے۔

مدعا علیہ نمبر ۱ نے یہ عذر کیا کہ اراضیات مندرجہ عرضیدعویٰ ۱۲۰ انگو سمو نہیام سے ملحق ہین اور ۱۲۰ انگو مذکور مین سے ۲۸-۸-۴ پنگو اُسکی ملکیت ہین اور ۱/۴ انگو مدعی کی اور باقی اراضی دیگر مدعا علیہم کی ملکیت ہے۔ اور کہ مدعی کو جو صرف چند پنگو ہائے کا مالک ہے کوئی استحقاق انفکاک رہن دربارہ اراضیات متدعویہ کے حاصل نہین ہے اور کہ دیگر پنگلیان نے مدعی کو انفکاک رہن کی اجازت نہین دی اور گو یہ قرار دیا جائے کہ مدعی کو استحقاق انفکاک رہن حاصل ہے تاہم مدعی کو کوئی حق نسبت ادائگی حصہ واجب الادا بیچ پنگو مدعا علیہ نمبر ۱ کے حاصل نتہا اور نہ اُس کو کوئی حق دربارہ مطالبہ حصہ مدعا علیہ نمبر ۱ حاصل تہا جہانتک کہ اُسکے پنگو کا تعلق ہے۔

باقی ۴۳ مدعا علیہم مین سے ۳۴ نے مدعی کے دعویٰ کی تائید کی اور ۹ نے مدعی بنائے جانیکی درخواست کی۔ اور سات حاضر نہوئے اور باقی دو حاضر ہوئے لیکن انہون نے بروقت سماعت کے نالش کی تردید نکی منصف نے ایک ڈگری بدین مضمون صادر کی کہ بعد وصولی زر رہن داخل کردہ بعدالت (مبلغ) کے مدعا علیہ نمبر ۱ کو چاہیئے کہ قبضہ جائداد مرہونہ مع جملہ دستاویزات استحقاق کے جو اُسکے قبضہ مین ہین مدعی کے حوالہ کرے جنکا کہ ذکر عرضیدعویٰ مین کیا گیا ہے۔

مدعا علیہ نمبر ۱ نے صاحب جج ضلع کے پاس اپیل کیا جسنے اپیل کو بدین بیان خارج کیا کہ "بنسبت اپیل کے یہ عذر کیا گیا ہے کہ زیر دفعہ ۶۰ ضمن ۴ ایکٹ انتقال جائداد مدعیان صرف اپنے حصص کے انفکاک کا دعوے کرنیکے مستحق تہے نہ کہ کل جائداد کے چونکہ مدعا علیہ نمبر ۱ نے راہن کا حصہ حاصل نہین کیا اسلئے دلیل مذکور صریح طور پر خلاف قانون ہے"

مدعا علیہ نمبر ۱ نے وجوہات ذیل پر ہائیکورٹ مین اپیل کیا:-

۱۸۹۶ء
سہلائی چٹی
بنام
رامانا تہا ایان

"ڈگریات عدالتہائے ماتحت خلاف احکام دفعہ ۶۰ ایکٹ انتقال جائداد ہیں۔

"عدالتہائے ماتحت نے ایک شریک مرتہن اور شریک مالک کے مابین تمیز کرنے میں قانونی غلطی کی ہے۔

"عدالتہائے ماتحت اس امر کے معلوم کرنے سے قاصر رہی ہیں کہ مدعاعلیہ نمبر ۱ کے قبضہ میں ۲۸ حصص منجملہ کل تعداد حصص ۴۲ کے تھے اور اسلئے وہ بیدخل نہ کیا جا سکتا تھا۔

"مدعاعلیہ نمبر ۱ کی مالکیت صریح طور پر تحریری جواب دعوے کے فقرہ دوم میں بیان کیگئی ہے اور مدعیان نے اس سے انکار نہیں کیا۔

"اگر استحقاق مذکور کی نسبت تنازعہ ہی کیا جاتا تاہم عدالتہائے ماتحت کو ان حصص کی حد معلوم کرنی چاہیئے تھی جو مدعاعلیہ نمبر ۱ کی ملکیت تھے۔

"عرضیدعوی مناسب طور سے مرتب نہیں کیا گیا اور عدالتہائے ماتحت کو چاہیئے تھا کہ مدعیکے دعوی کو خارج کرتیں۔"

مہادیو ایار منجانب اپیلانٹ۔

نتیا ایار منجانب رسپانڈنٹان۔

تجویز:۔صورت حال یہ ہے کہ مدعیان اور مدعاعلیہم ایک خاص موضعہ کے مالکان مشترک ہیں۔ سنہ ۱۸۶۴ء میں مالکان موضعہ مذکور نے اس کو مدعاعلیہ نمبر ۱ کے جانشین ماسبق کے پاس بعوض مبلغ ۔۔ روپیہ کے رہن کر دیا۔ مدعیان نے رہن مذکور کے انفکاک کا دعوی کیا۔ مدعاعلیہ نمبر ۱ نے دعوی کیا کہ وہ موضعہ مذکور کے بہت سے حصہ کا مالک ہے اور اسنے عذر کیا کہ مدعیکو استحقاق رہن موضعہ مذکور کی نسبت بلا رضامندی شریک رہنان کے حاصل نہیں۔ اسنے بالخصوص یہہ عذر کیا کہ مدعی اس کے (مدعاعلیہ نمبر ۱ کے) حصہ رہن کا انفکاک نہیں کر سکتا۔ منصف ضلع نے یہ قرار دیا کہ اس امر کا فیصلہ نالش حالیہ میں کافی طور پر نہیں کیا جا سکتا کہ کس حصہ کا مدعاعلیہ نمبر ۱ مستحق ہے اور مقدمہ ہردوہری بہائو بنام دہیل بہاٹ (۱) کی سند پر اسنے فیصلہ کیا کہ مدعیان کو استحقاق انفکاک رہن حاصل ہے۔ اسلئے اسنے یہہ ڈگری دی کہ زر رہن کے عدالت میں داخل کئے جانے پر مدعاعلیہ نمبر ۱ کو چاہیئے کہ مدعیکو جائداد مرہونہ پر بشمولیت اسکے دستاویزات استحقاق کے قابض کر دے۔ بر طبق اپیل بحضور عدالت ضلع یہ حجت کیگئی تھی کہ بر بنائے ضمن ۳ دفعہ ۶۰ ایکٹ انتقال جائداد مدعیان صرف اپنے حصص کے انفکاک کے مستحق تھے نہ کہ کل جائداد کے انفکاک کے۔ مگر صاحب جج ضلع نے قرار دیا کہ حجت مذکور ناجایز ہے "کیونکہ مدعاعلیہ نمبر ۱ نے رہن کے حصہ کو حاصل نہیں کیا" اور اسنے اپیل کو خارج کر دیا۔

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۹۴۴۔

سنہ ۱۸۹۰ع
ایلکانزا سمہاپندرو
بنام
وینداموڈی کوٹیا

اراضی کو ترک نہ کیا اور سنہ ۱۸۹۲ع مین مدعی نے نالش حال اوسکی بیدخلی کے واسطے رجوع کی منصف ضلع نے ایک ڈگری بحق مدعیکے صادر کی۔ بر طبق اپیل کے صاحب جج ضلع نے یہ قرار دیکر کہ مدعی اس امر کے ثابت کرنے سے قاصر رہا ہے کہ مدعاعلیہ کی مزارعت تاریخ بندوبست دوامی سے شروع ہوئی تھی منصف ضلع کی ڈگری منسوخ کی۔ مدعی نے اپیل کیا۔

پتابھی رام ایار منجانب اپیلانٹ۔

رام چندر راو صاحب منجانب ریسپانڈنٹ۔

تجویز: بصورت حال مین مدعی قابض جایداد بندوبست دوامی شدہ نے منجملہ دیگر دادرسیہا کے یہ استدعا کی ہے کہ مدعاعلیہ بعض اراضیات مین سے بیدخل کیا جاے۔ اس مین شبہ نہین کہ اراضیات مذکور مدعیکی جایداد مین واقعہ ہین اور وہ تابع سالانہ تشخیص واجب الادا منجانب مدعاعلیہ بحق مدعیکی ہین۔

فیصلہ مقدمہ ہذا انتہا طور پر واقعات مذکور پر مبنی ہے کیونکہ شہادت کے رو سے اور کوئی واقعات کافی طور پر ثابت نہین ہوے۔

مقدمہ کی اس صورت مین عدالت اپیل ماتحت نے نالش کو اسحد تک خارج کیا ہے جہانتک کہ استدعا قبضہ کا تعلق تہا مدعی کیطرف سے یہ عذر کیا گیا تہا کہ ڈگری مذکور غلط ہے اور کہ غلطی اسوجہ سے عاید ہوئی ہے کہ عدالت اپیل ماتحت نے ناجایز طور پر بار ثبوت مدعیکے ذمہ عاید کیا ہے اس عذر کی تایید مین یہ حجت کیگئی تہی کہ برو‌ے مسلمہ واقعات کے قرارداد یہ ہونی چاہیے کہ مدعاعلیہ سالانہ مزارعہ تہا اور چونکہ حسب ضابطہ نوٹس بیدخلی دیا گیا تہا اسلیے مزارعت قبل تاریخ اجراء نالش کے ختم ہو گئی تہی اور مدعاعلیہ بیدخل کیا جانا چاہیے تہا۔

دفعہ ۱۰۶ ایکٹ انتقال جایداد جسکا کہ حوالہ مدعی کیطرف سے دیا گیا ہے مقدمہ سے متعلق نہین ہوتی پس اگر رشتہ مالک اراضی و مزارعہ بہ انگلستان و رشتہ مذکور بملک ہذا مین مشابہت موجود ہے تو قاعدہ انگلستان مندرجہ دفعہ مذکور جو یہ ہے کہ ایک عام قبضہ سالانہ قبضہ ہے مدعیکو عذر کی تایید کریگا۔ لیکن رشتہ مالک اراضی و مزارعہ ملک انگلستان و رشتہ زمیندار و رعیت یا مالک کاشتکار بملک ہذا مین بہت فرق ہے یا اگر نہایت درستی کے ساتہہ شخص مذکور کا ذکر کیا جاے تو وہ ایسا شخص ہے جسکے کہ حق مین بحوالہ سرکار یا اوسکے منتقل الیہم کے استحقاق قبضہ اراضی بغرض کاشت مفوض سمجہا جانا چاہیے۔

۱۸۹۵ء
وینکٹ نراسمہانندہ
بنام
وندا موودی کوچیا

اس مین شبہ نہین کہ مزارعہ مالک اراضی سے استحقاق اخذ کرتا ہے اور اُس شخص کی صورت مین جس نے اسطرح حق حاصل کیا ہو قاعدہ محولہ بالا بلاشبہ طور سے متعلق ہوتا ہے کیونکہ مسئلہ دربارہ رشتہ مالک اراضی و مزارعہ کے انگلستان مین اس رائے کے قایم کئے جانے کا باعث ہوا تہا کہ بصورت عدم موجودگی ثبوت بخلاف اسکے ہر ایک مزارعت ایک بالارادہ مزارعت متصور کیجانی چاہئے اس مین شبہ نہین کہ قاعدہ اسوقت تک وہی تہا جبکہ ججان نے اسکو تبدیل کر کے قرار دیا ہے کہ عام مزارعت ہاے کی نسبت یہ قیاس کیا جایا چاہئے کہ وہ مزارعتہاے بالارادہ نہین ہین بلکہ سالانہ مزارعت ہاے ہین جیسا کہ مقدمہ رڈو بنام پوٹر (۱) مین ظاہر کیا گیا تہا جس مین لارڈ کینن نے یہ ظاہر کیا ہے کہ مزارعت سالانہ بجاے پرانی مزارعت بالارادہ کے قایم ہوتی ہے جسمین نہایت دقت ہاے پیش آتی تہین اور انکے رفع کرنے کے واسطے عدالتہاے نے بہت جلدی ایک مفہوم معاہدہ سالانہ قایم کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ ایک مزارعہ سال کے اخیر پر بیدخل نہین کیا جا سکتا الا جبکہ اسکو چہ ماہ پیشتر نوٹس دیا گیا ہو ملاحظہ ہو ڈیوڈی مارٹن بنام والیس (۲) لیکن خواہ یہ قاعدہ کیسا ہی درست اور قرین عقل کیون نہو اگرچہ ایسے مقدمات سے متعلق کیا جاے جنمین مدعا علیہ قابض کا استحقاق ایسے طریق سے اخذ کیا گیا ہو جو مطابق استحقاق مزارعہ انگلستان کے ہے تو وہ اصولاً ان مقدمات تک وسیع نہین کیا جا سکتا جنمین کہ مدعا علیہ کا حق اسطرح پر اخذ نہ کیا گیا ہو اس امر کے قرار دینے کی کوئی وجہ موجود نہین ہے کہ حقوق رعیتان مندرجہ زمینداری عموماً ان مراسم یا مفہوم عطیہ جات سے پیدا ہوتے ہین جو زمیندار کیطرف سے کئے جاتے ہین یہ رائے کہ بہت سی تمثیلات مین وہ کسی اور طرح پر پیدا ہوتا ہے ایک ایسی رائے ہے جو تواریخ زراعتی ملک ہذا کے بہت مطابق ہے۔ کیونکہ اولاً بادشاہان کو سواے اس حق کے اور کوئی حق حاصل نہ ہوتا تہا کہ اراضیات کاشت کردہ رعیتان مین سے پیداوار کا کسی قدر حصہ حاصل کرین اور مطابق الفاظ بورڈ مال کے جنہون نے بندوبست دوامی کے ریگولیشن ہاے صادر ہونے سے بہت عرصہ بعد تحقیقات کر کے یہ رپورٹ کی تہی کہ رعیتان مختلف حصص پریزیڈنسی کی کیا نوعیت سے "آیا وہ حق الخدمت ادا کرتے مین یا زرنقد یا پیداوار اور کہ آیا وہ ذخجگان یا جاگیرداران یا زمینداران یا متاداران یا انعامداران کو لگان ادا کرتے ہین یا عہدہ داران سرکاری کو مثلاً تحصیلداران یا امین یا تہانہ داران کو اور وہ ادائیگی جو کیجاتی ہے ہمیشہ بحق سرکار کے متصور ہوتی ہے" (ملاحظہ ہو کارروائیات بورڈ مال مورخہ ۵ جنوری ۱۸۱۸ء محولہ بصفحہ ۲۲۳ دیوانی بہادر سر نیواسا راگہاوا ایانگر کی کتاب پراگرس آف مدراس پریزیڈنسی تیر ملاحظہ ہو تقررات

(۱) ٹرم رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۱۳
(۲) " " جلد ۷ صفحہ ۲۰۳

سنہ ۱۸۹۰ء

بنکٹا نرسمہا ینڈرو

بنام

وندا مودی کوٹیا

۷۵ لغایت ۸۰ میں ان مکمل آرا سے بورڈ دربارۂ حقوق زمینداران و رعیتان کے جو بورڈ کی کارروائیات مورخہ ۲ دسمبر سنہ ۱۸۶۴ء مین درج ہین اور جو سیلکٹ کمیٹی کی دوسری رپورٹ دربارۂ بل وصولی لگان سنہ ۱۸۶۴ء سے ملحق ہے ملاحظہ ہو مدراس ریونیو رجسٹر صفحہ ۱۵۳) اسلئے ایسی ادائگی منجانب کاشتکاران بحق زمینداران کو "رگان" متصور کرنا اور اسمین سے رشتہ مالک و مزارعہ مفہوم کرنا تاکہ قیاس قانونی پیدا ہو کہ عام مزارعت ایک سالانہ مزارعت ہے گویا ایک ضرررسان واقعہ کا ایزاد کرنا ہے جسکے رو سے بہت سے کاشتکاران کے حقوق مین خلل واقع ہوگا جنکو اراضیات کا قبضہ کئی پشتون سے حاصل ہے۔ اس رائے کی تائید مین کہ کوئی اہم مشابہت مابین مزارعان انگلستان اور رعیتان ہندوستان کے موجود نہین ہے سر ٹامس منرو صاحب کی سند کا حوالہ دینا کافی ہے سنہ ۱۸۲۴ء مین تحریر کرتے وقت اوس نے یہ رائے ظاہر کی تہی "رعیت بلاشبہ طور پر مطابق مالک اراضی انگلستان کے نہین اور نہ وہ مطابق مزارعہ انگلستان کے ہے" (ملاحظہ ہو خلاصہ آربتہ ناٹ صاحب از آرائے سر ٹامس منرو جلد ۱ صفحہ ۲۲۴) اور کیون یہ امر اسطرح ہے؟ اسکی وجہ صرف یہ ہے کہ حقوق رعیتان زیادہ تر بذریعہ پٹہ جات منجانب سرکار کے پیدا ہوئی تہے اور نہ منجانب اُنکے منتقل الیہم زمینداران وغیرہ کے بلکہ خود رعیتان نے حاصل کر لئے تہے مطابق بہترین سندات ملک ہذا کے ایسے حقوق عموماً کاشتکاران نے اسطرح پر حاصل کئے تہے کہ اراضی کا قبضہ حاصل کر کے اوسکو ترقی دی تہی اور اوسکو قابل زراعت بنایا تہا۔ جیسا کہ ٹرنر صاحب چیف جسٹس نے اور متوسامی ایار صاحب جسٹس نے مقدمہ سوا سبرامینیا بنام سکرٹری آف سٹیٹ ہند[1] مین یہ رائے ظاہر کی ہے کہ "منو و دیگر مورخان ہنود نے جائداد ذاتی کو قبضہ پر منحصر رکہا ہے" اور مقدمہ سکرٹری آف سٹیٹ بنام ویرایان[2] مین انہی فاضل ججان نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ "مطابق عام دہرم شاستر کے استحقاق قبضہ اراضی شخص اول سے حاصل کیا جاتا ہے جو مفید طور پر اراضی کو استعمال مین لاتا ہے" اسیوجہ سے اہم حقوق متعلقہ اراضی دو اقسام پر منقسم ہین ایک تو استحقاق ملوارم ہے اور دوسرا استحقاق کدیوارم۔ اسیوجہ سے یہ رائے اختیار کیگئی ہے کہ قابض حقوق کدیوارم بجائے اسکے کہ قابض استحقاق ملوارم کا مزارعہ ہو اوس کا شریک مالک ہے۔ سر ٹی منرو صاحب نے اِس امر کو نہایت صراحت کے ساتہہ بیان کیا ہے اوس نے بیان کیا ہے کہ "رعایت رعیت سرکار کے ساتہہ جملہ حقوق اراضی کو تقسیم کرتا ہے جو شئے کہ گورنمنٹ سے محفوظ رکہیگئی ہو وہ اوسکی

---

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۹ صفحہ ۱۰۸

(۲) " " " جلد ۹ صفحہ ۱۷۵

[illegible]ء
ونکاٹر سمہا نیدو
بنام
دندا مودی کوٹیا

ملکیت ہے وہ ایک مزارعہ حسب مرضی نہین ہے وہ بیدخل نہین کیا جاسکتا اسوجہ سے کہ دوسرا شخص زیادہ لگان دیتا ہے (۱) ملاحظہ ہو خلاصہ آربتہ ناٹ صاحب از آرارے سرلی منزو صاحب جلد ۱ صفحہ ۴۴ نیز ملاحظہ ہو صفحہ ۲۵۳ (۲) اس مین شبہ نہین کہ رجحان کی کثرت رائے امارگن صاحب چیف جسٹس و ہالوے صاحب جسٹس و انس صاحب جسٹس نے اختلاف کیا تہا) مقدمہ فقیر محمد بنام تروملا چیریار (۱) مین مخالف تہی۔ لیکن مقدمہ سکرٹری آف سٹیٹ ہند بنام نتی (۲) مین ٹرنر صاحب چیف جسٹس و متوسامی ایار صاحب جسٹس نے یہ بیان کیا ہے کہ اُنکے پاس اہم وجوہات دربارہ مشکوک سمجہنے اس امر کے ہین کہ آیا کثرت رائے کا رجحان بمقدمہ ... درست ہے۔

اسطرح چونکہ امر مشکوک معلوم ہوتا ہے کہ بادی النظر مین زمیندار اور رعیت علی الترتیب حقوق ملوارم و کدیوارم پر قابض ہوتے ہین۔ اس لئے جب شخص اول الذکر شخص موخر الذکر کی بیدخلی کی نالش کرتا ہے تو یہ معلوم کرنا مشکل ہوتا ہے کہ کیون مدعا علیہ ایسی نالش کا اوس سے مختلف متصور کیا جاسکتا ہے جیسے کہ مدعا علیہم قابض عموماً متصور کئے جاتے ہین اور کیون وہ اوّل اپنا ... ثابت کرنے کے لئے طلب کیا جاتا ہے کہ اوسکو قابض بننے کا حق حاصل ہے۔ اس تمیز کے کرنے کے لئے اور کوئی وجہ سوائے اسکے نہین ہوسکتی کہ بعض احکام قانونی مین بالخصوص اُنمین جو اس صدی کے شروع مین صادر ہوئے ہین رعیتان کا حوالہ بطور مزارعان کے دیا گیا ہے اور اُن نوادگیہارے کا جو وہ کرتے ہین بطور لگان کے حوالہ دیا گیا ہے۔ لیکن یہ خیال کرکے کہ احکام مذکور کی کوئی خاص غرض تہی اور یہ خیال کرکے کہ ریگولیشن ۴ سنہ ۱۸۲۲ء مین صریح طور پر ظاہر کیا گیا ہے کہ واقعی حقوق کسی جماعت قابض الاراضی مین بموجب ریگولیشن ہذا کے ناقابل کے خلل اندازی نہین کیگئی پس عبارت قانون مذکورہ سے اُن اشخاص کے حقوق مین فرق نہین آسکتا جنکے اور زمینداران کے مابین بادی النظر مین ایسا رشتہ موجود ہو جیسا کہ مابین قابضان حقوق ملوارم و حقوق کدیوارم کے ہوتا ہے۔ اس لئے یہ امر صریح ہے کہ ایک حال جیسی نالش مین زمیندار کو چاہئے کہ مقدمہ کو بذریعہ شہادت اپنے استحقاق بیدخلی کے شروع کرے۔ بالفاظ دیگر اوسکو یہ ثابت کرنا چاہئے کہ استحقاق کدیوارم اراضی متنازعہ مین اوسکو یا اوسکی جانشینان ماسبق کو مفوض تہا اور کہ بعد مین مدعا علیہم کے حق مین منتقل ہوا تہا یا ایسے اشخاص کے حق مین جنکی کہ وساطت سے مدعا علیہم ایسے واقعات کی موجودگی مین دعویدار ہین جنکے رو سے مدعیکو استحقاق بیدخلی حاصل ہوتا ہے۔ یہ امر صریح طور پر مقدمہ سر نیواساچاری بنام تنجنداچٹی (۳) سے ظاہر ہوتا ہے نیز ملاحظہ ہو آپا اُو بنام سبا نار (۴) و نیکٹاچر لو بنام

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۲۰۵۔ (۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۵ صفحہ ۱۶۳۔
(۳) " " " جلد ۴ صفحہ ۱۷۴۔ (۴) " " " جلد ۳ صفحہ ۶۰۔

سنہ ۱۸۹۶ء
وینکٹانرسمہایلدر
بنام
وندا سودی کوٹیا

کہ (۱) مقدمہ اول الذکر میں متوسامی ایار صاحب و ٹارنٹ صاحب ججان نے بیان کیا ہے کہ دو ویرامن (مدعا علیہ)
کی مزارعت ایک عام پٹہ دار کی مزارعت قرار دیگئی ہے اور ہم معلوم کرتے ہیں کہ ایسی مزارعت جبکہ کوئی شہادت
در بارہ معاہدہ ابتدا و میعاد مزارعت مذکور کے موجود نہو یا اس امر کی کہ استحقاق کدیوارم متاد ار (مدعی) کو مفوض تھا
مدعا علیہ کو استحقاق ذخیلکاری یا مستقل واسطے غرض کاشت کے باقی ہے جو ان شرائط پر ختم ہو سکتی ہے جو سرکاری
مدراس ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۶۵ء کے مقرر کیگئی ہیں۔ یہ عذر کہ رعیت صرف ایک سالانہ مزارعہ تھا صریح طور پر مقدمہ مذکور
میں اٹھایا گیا تھا لیکن وہ در اصل دگو صریح طور پر نہیں نامنظور کیا گیا تھا ہم کو ایسا ہی اوس مشابہ عذر کی سماعت
کرنے سے انکار کرنا چاہئے جسکی استدعا صورت حال میں مدعی کیطرف سے کیگئی ہے۔ شاید یہ سوال کیا جا سکتا
ہے کہ اوس شخص کے مقبوضہ کی کیا نوعیت ہے جسکی حیثیت مدعا علیہ کی ہے اگر وہ سالانہ مزارعہ نہیں ہے
اس سوال کا یہ جواب دینے میں کوئی تامل نہیں ہو سکتا کہ در اصل فرق مابین رعیتان قابضان اراضی واقعہ
زمینداری دیہہ اور رعیتان قابضان اراضی واقعہ موضع سرکاری کے نہیں ہے (ملاحظہ ہو خلاصہ آرتہنات
صاحب از آراء سرٹی منرو صاحب جلد ۱ صفحہ ۴۵۴) اور رعیت موخر الذکر کیطرح رعیت اول الذکر بصورت
عدم موجودگی ثبوت معاہدہ یا رواج مقامی یا رواج خاص کے مستحق ہے کہ اپنی اراضیات پر دوسوقت تک
قابض رہے جبتک کہ وہ لگان واجب الادا ادا کرتا رہے اور اگر وہ اوس میں کوئی قصور کرے تو وہ بذریعہ چارہ جوئی
قانونی کے بیدخل کیا جا سکتا ہے

ڈگری عدالت اپیل ماتحت درست ہے اپیلدوم ناکامیاب رہتا ہے اور معہ خرچہ خارج کیا جاتا ہے
یادداشت عذرات بھی معہ خرچہ خارج کیجاتی ہے۔

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۵ صفحہ ۹۵۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر ٹی مُتوسوامی ایّر صاحب جسٹس و بیسٹ صاحب جسٹس

[illegible] مارچ و ۱۴ اپریل سنہ ۱۸۹۴ء

کرشنا یّنن (مدعی) اپیلانٹ بنام کیساون وغیرہ (مدعا علیہم) رسپانڈنٹان ٭

ایکٹ میعاد ۔ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء دفعہ ۲ ضمیمہ دوم مد ۱۰ ۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی ۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۲۱۴ ۔

حق شفعہ قایم کردہ منجانب ایک شخص قابض بربناے ایک ادنی رہن کے مالا بارمین ۔

اراضی واقعہ مالا بار مدعا علیہم کے قبضہ مین تہی جو ا وسپر بطور ادنی مرتہنان بربناے دستاویزات تحریر کردہ ماہ اگست سنہ ۱۸۷۲ء و جنوری سنہ ۱۸۷۴ء کے قابض تہے مدعی نے بربناے دو دستاویزات تحریری و رجسٹری شدہ ماہ مئی و جون سنہ ۱۸۸۲ء کے حق جنم خرید کرکے اسے سنہ ۱۸۸۳ء مین نالش واسطے انفکاک کے دایر کی ۔

تجویز ہوئی کہ مدعا علیہم کا حق شفعہ بربناے دفعہ ۱۰ ایکٹ میعاد کے زایل نہ ہوا تہا اور کہ نا مبردگان بربناے مد ۱ بوجہ انقضاے میعاد اسکے قایم کرنے سے ممنوع نہ تہے اور کہ دفعہ ۲۱۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی مقدمہ سے متعلق نہین ہوسکتی کیونکہ وہ اشخاص جو حق شفعہ قایم کرتے ہین قابض تہے ۔

اپیل بارانی ڈگری صادرہ ای ۔ کے ۔ کرشنن سبارڈینیٹ جج پالگہاٹ بمقدمہ ابتدائی نمبر ۴۲ سنہ ۱۸۸۳ء نالش واسطے انفکاک ایک ادنی رہن کے دایر کیگئی ہے ۔ واقعات مقدمہ حسب ذیل ہین :-

"حسب ذیل قطعات اراضی متنازعہ نادووالکت تاروادو جسکے اراکین اسوقت فریق نالش بطور مدعا علیہم نمبر ۳ لغایت نمبر ۶۳ کے بنائے گئے ہین) کی ملکیت ہین ۔ قطعات نمبر ۱ لغایت نمبر ۱۲ نادووالکت کنجونی نیار نے بدست مدعا علیہ نمبر ۱ بعوض ایک پنایوم مبلغ ... بربناے ایک دستاویز مورخہ ۱۲ اگست سنہ ۱۸۷۲ء کے اور نمبر ۲۲ لغایت نمبر ۳۴ بربناے ایک ایسی قسم کی دستاویز مورخہ ۲۶ جنوری سنہ ۱۸۷۴ء کے منتقل کردئے ہوئے تہے ۔ مدعا علیہم نمبر ۲ لغایت نمبر ۱۱ مدعا علیہ نمبر ۱ کے انیم کے اراکین ہین ۔ بربناے دو دستاویزات مورخہ ۱۴ مئی سنہ ۱۸۸۲ء و ۱۰ جون سنہ ۱۸۸۲ء کے مدعی نے حق جنم اراضی متنازعہ کا باستثناے قطعات نمبر ۹ و نمبر ۱۲ کے نادووالکت تاروادو سے خرید کرلیا ۔"

مرتہنان نے اپنا حق شفعہ قایم کیا اور بربناے وجہ مذکور منجملہ دیگر وجوہات کے مدعی کی نالش انفکاک کی تردید کی ۔

سبارڈینیٹ جج نے نالش کو خارج کردیا ۔

مدعی نے اپیل کیا ۔

ایکٹنگ ایڈوکیٹ جنرل (آنریبل ۔ وی بہشیام آینگر) وسنکرن نیار ووامن مینن منجانب اپیلانٹ ۔

٭ اپیل نمبر ۱۹ سنہ ۱۸۹۳ء ۔

سنہ ۱۸۹۶ع
کرشنا ایین
بنام
کمیاون

سند اپیل از جانب ریاست ملتان نمبر ۹ و نمبر ۱۰

حکم - مدعی بطور خریدار حق جہم ایک تعداد قطعات اراضی مشمولہ قطعات متنازعہ کے بروے دستاویز (ب) مورخہ ۱۴ مئی اور دستاویز (ج) مورخہ ۱ جون سنہ ۱۸۷۶ء مدعا علیہم کے برخلاف واسطے انفکاک اون قطعات کے نالشی ہے جنپر نامبردگان بربنا رہن بروے دستاویز نمبر ۱ و ۲ مورخہ ۷ اگست سنہ ۱۸۷۳ء و ۲۶ جنوری سنہ ۱۸۷۴ء علی الترتیب کے قابض تھے - عدالت ماتحت مین فریقین کے درمیان یہ تنقیح قایم کیگئی تہی کہ آیا رہن ہاے ایسے تہے جنپر ترکہ مالا بار کے حق شفعہ ہو سکتا ہے لیکن یہ امر کچھہ زیادہ متنازعہ نہین ہے -

اصل سوال تصفیہ طلب یہ ہے کہ آیا مدعا علیہم بباعث جملہ جوہات کے یا منجملہ انکے کسی کی بنا پر جو مدعی کی طرف سے بحث کیگئی ہین اپنا حق شفعہ قایم کرنے سے ممنوع ہین -

اولاً دستاویزات (الف) و نمبر ۳ پر جو مدعی اور مدعا علیہ اول نے ۱ جون سنہ ۱۸۷۶ء کو تحریر کی تہین منجانب مدعی بغرض اس امر کے حصر کیا گیا ہے کہ مدعا علیہم حق زیر بحث کی نسبت اصرار کرنے کے مستحق نہین ہین - دستاویز نمبر ۳ صرف دستاویز (الف) کی متقابل دستاویز ہے - دستاویزات مذکورہ مین بعد ذکر کرنے رہن ہاے متذکرۃ الصدر بحق مدعا علیہم اور خرید حق جہم منجانب مدعی صرف یہ بیان ہے کہ ایک جانب تو مدعا علیہ نمبر ۱ نے اقرار کیا ہے کہ ماہ جنوری و فروری سنہ ۱۸۷۷ء مین مدعی سے مبلغ معہ سود جو کہ سے واجب ہے اور قیمت ترقیات بشرح خاص مقررہ کے وصول لونگا اور جایداد مرہونہ واپس حوالہ کر دونگا اور بجانب دیگر مدعی نے یہ اقرار کیا ہے کہ وہ زر رہن اور قیمت ترقیات ادا کر دونگا جبکہ مدعا علیہ نمبر ۱ اراضیات اوسکو حوالہ کر دے - مدعی کا بیان ہے کہ ایک جانب مین خود اوسکے اور بجانب دیگر مدعا علیہ اول اور اوسکے متوفی چھوٹے بہائی تہوپن نمبودری کے نسبت اصل تعداد واجب بروے دستاویزات نمبر ۱ و ۲ کے اور نیز نسبت اوس عرصہ کے جسکی بابت مدعا علیہم اراضیات مذکورہ پر قبضہ رکہنے کے مستحق تہے تنازعات ہوے تہے اور کہ دستاویزات (الف) و نمبر ۳ بہ تصفیہ تنازعات مذکور کے تحریر کیگئی تہین -

مدعا علیہ کا بیان یہ ہے کہ کوئی تنازعہ موجود نہ تہا اور نہ کوئی تصفیہ حسب بیان مدعی کیا گیا تہا لیکن مدعی نے اپنے بائیوں کے ساتھہ ایک اقرار کیا تہا کہ وہ اون نہین علاوہ مقدمہ متعلق انتقال جایداد خاندانی جو اونکے کرنا دن نے کیا تہا لڑانے کے لئے روپیہ پیشگی دیگا جسکے بدل مین مدعی کو جایداد مذکور کا ایک حصہ ملیگا - بیعنامجات (ب) و (ج) بہ تعمیل انتظام مذکور کے تحریر کئے گئے تہے -

۱۸۹۷ء
سکرشنائین
بنام
سکیسادن

مدعی نے یہ خیال کیا کہ اُسکو ان اراضیات پر مزارعان کے قابض کرانے میں مشکلات پیش آئینگی جو اُس نے خرید کی تہیں۔ اُس تاریخ پر جبکہ دستاویزات الف و نمبر ۳ تحریر کیگئی تہیں مدعی نے مدعا علیہ نمبر ۱ کو یہہ اطلاع دی کہ اگر وہ (درصورتیکہ وہ بہت سے حصہ اراضیات پر قابض ہے) دستاویزات زیر بحث جیسی دستاویز پر دستخط کر دے تو اُس سے مدعی کو یہ آسانی ہوگی کہ دیگر مزارعان سے وہ مدعی کی خرید کو تسلیم کرا سکینگے۔ مدعی نے صریح طور پر مدعا علیہ کو یہ یقین دلایا ہے کہ کوئی ایسا امر بروئے دستاویزات کے نہیں کیا جا سکتا جسکے رو سے مدعا علیہم کے قبضہ اراضیات میں خلل اندازی ہو سکے اور مدعا علیہم کا خاندان اُسکے قبضہ سے محروم نہ کیا جائیگا خصوصًا جبکہ وہ اُنکے مکان ہائیشی کے سامنے واقع ہیں اور اُنکے حق میں بہت مفید ہیں۔ اس بیان پر انحصار کرکے مدعا علیہ نے دستاویز زیر بحث پر دستخط کر دیئے۔ وہ حکایت جو چار گواہان نے بتائید بیان مدعی کے بیان کی ہے یہ ہے کہ ۱۰ جون ۱۸۸۸ء کی صبح کو مدعا علیہ نمبر ۱ اور اُنکے متوفی برادر نے اپنے آبائی مکان کی چہت پر(؟) مدعی سے ملاقات کی جو اُسوقت ملی سری نمبودری کے گہر میں تہا اور مدعی نے جو اُسوقت تک یہ عذر کرتا تہا کہ مبلغ ۰۰۰ روپیہ کچہہ بہی زیادہ بحق مدعا علیہم کے واجب الادا نہیں ہے اس امر کا اقرار کیا کہ وہ کل رقم کو ادا کر دیگا اور دستاویزات الف و نمبر ۳۔ اُسوقت اور وہیں تحریر کیگئی تہیں سب جج نے گواہان مذکور کا اعتبار نہیں کیا۔ اُنمیں سے کوئی خود مختار نہیں ہے اور اُنکا بیان بہی چند ضروری تفصیل میں قرین اغلب نہیں ہے۔ سب جج کی اس رائے سے اتفاق کرنے میں کہ شہادت قابل اعتبار نہیں ہے یہ کافی ہے کہ چند ایسے واقعات بیان کئے جائیں جن سے شہادت غیر معتبر معلوم ہوتی ہے۔ اُس بیان کا اہم جزو جو مدعی کے گواہان نے دیا ہے یہ ہے کہ دستاویز ج اُسیوقت اور اُسی جگہ لکہی گئی تہی جہانکہ دستاویز الف و نمبر ۳ تحریر کیگئی تہیں۔ وہ بظاہر اس غرض سے پیش کیگئی ہے کہ مبینہ تصفیہ تنازعات مابین مدعی اور مدعا علیہ کے کیا جانے۔ زیادہ تر اغلب معلوم ہو۔ لیکن گو دستاویز مذکور پر وہی تاریخ ہے یعنے ۱۰ جون ۱۸۸۸ء تاہم یہ امر یقینی ہے کہ دستاویز ج اُسطرح پر تحریر نہ کیگئی تہی جیسا کہ گواہان مدعی نے بیان کیا ہے۔ اسکا ثبوت بلاواسطہ طور پر اُسکے ایک گواہ نیلوکنٹی تحریر کنندہ دستاویز ج نے دیا ہے کیونکہ اُسنے بیان کیا ہے کہ وہ ملی سری نمبودری کے مکان میں تحریر نہ کیگئی تہی بلکہ نمبودری کے مکان میں جو بائیان کی جائے رہائش ہے۔ نیز بعض احکام مندرجہ دستاویز ج سے بذاتہ بہی نتیجہ نکلتا ہے کیونکہ جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا گیا ہے رہن بعوض مبلغ ۰۰۰ روپیہ (دستاویز نمبر ۲) کی نسبت

سنہ ١٩٠٧ء
کرشنا ایّن
بنام
کیساون

ہمراہ کتاب پاٹک و رائیٹ صاحبان دربارہ قبضہ صفحہ ۱۴۹ جہاں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ جہاں ایک مزارعہ کے قبضہ میں کوئی اراضی بزریعہ پٹہ کے چند سال کے واسطے ہو تو مزارعہ کو قبضہ اراضی مذکورہ حاصل ہے چنانچہ نہ صرف ایک شخص اجنبی بلکہ مالک اراضی بہی اسکے برخلاف مداخلت بیجا کا مجرم ہوگا پس یہ امر قطعی طور سے ان کی صریح ہے کہ استحقاق زیر بحث حسب منشائے دفعہ ۲۸ قابل قبضہ نہیں ہے اور وہ استحقاق تصرف قدیم جسکا اسمین حوالہ دیا گیا ہے صورت حال سے متعلق نہیں ہوتا۔ مقدمات چینو بنام اکو (۱) محولہ بالا کنہارن کٹی بنام اتہوٹی (۲) صریح سندات متعلق بابن امر ہین مقدمہ اول الذکر میں یہ قرار دیا گیا تہا کہ جہاں استحقاق انفکاک بعض جایداد کا راہن کی وفات پر دو منقسمہ شاخہائے ملابار تارواد کی ملکیت ہو جائے اور ان لگانہا و منافعہ جات کا استعمال جو مرتہن سے ادا کئے جائیں ایک شاخ کے قائمقام سے ۱۵ سال تک بمحرومی دوسری شاخ کے کیا جا رہے تو ایسا استعمال حسب منشائے دفعہ ۲۸ قبضہ مخالفانہ نہیں ہے۔ دوسرے مقدمہ محولہ بالا میں ہنڈلے و دوائر صاحبان جسٹس نے ایک حال جیسے عذر کی بابت مطرح کارروائی کی ہے۔ لیکن دفعہ ۲۸ صرف نالشات قبضہ جایداد سے متعلق ہوتی ہے۔ مدعاعلیہ نمبر ۳ کو کوئی ضرورت واسطے ارجاع نالش قبضہ جایداد متنازعہ کے حاصل نہیں ہے۔ اُس نے پہلے سے قبضہ مذکور کی ڈگری حاصل کی ہے۔ صرف ایک ہی نالش جو وہ بغرض موثر کرانے اپنے استحقاق شفع کے کر سکتا ہے ایک ایسی نالش ہوگی جو واسطے منسوخی بیع بحق مدعی و مدعاعلیہم نمبر ۱ و ۲ کے ہو اور اُنکو اس امر پر مجبور کرنے کی کہ وہ جایداد کو بعد ادا کئے جانے اُس قیمت کے جو اُنہوں نے ادا کی ہے اُسکے حق میں منتقل کر دین۔ اور خواہ ایسی نالش زائد المیعاد بہی ہو تاہم استحقاق مذکور زیر دفعہ ۲۸ کے زائل نہیں ہوتا۔

دفعہ ۲۱۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی پر مدعی کیطرف سے بہت زور سے انحصار کیا گیا ہے لیکن دفعہ مذکور میں اُن مقدمات کا ذکر ہے جہاں کہ وہ فریق جو ایک استحقاق شفع کو موثر کرانا چاہے غیر قابض ہو اور اسلئے وہ حال جیسی تمثیلات سے متعلق نہیں ہوسکتی جن مین کہ وہ فریق جو استحقاق مذکور کو قائم کرے پہلے سے قابض ہو۔ اور یہ امر قابل لحاظ ہے کہ وہ نمونہ ڈگری جو موخر الذکر قسم کے مقدمات مین اختیار کیا جانا چاہئے وہ نہیں ہے جسکا کہ ذکر دفعہ ۲۱۴ میں کیا گیا ہے بلکہ وہ ہے جو مقدمہ اکو بنام کٹی (۳) میں اختیار کیا گیا تہا۔

تیسرا عذر یہ تہا کہ خواہ استحقاق مذکور زیر دفعہ ۲۸ زائل نہو گیا تہا تاہم چونکہ وہ شبہ زیر دفعہ ۱۰ کے

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۷ صفحہ ۲۶۔　(۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۴۰۹۔
(۳) ایضاً ایضاً جلد ۵ صفحہ ۱۰۳۔

بعد انقضا ایکسال کے تاریخ رجسٹری دستاویزات ب وج کے زائد المیعاد ہوگیا تہا اسلئے اس استحقاق کی استدعا بطور جواب دعوی کے نہین کیجا سکتی۔ یہ عذر صریح طور پر چل نہین سکتا کیونکہ باوجود اس امر کے کہ مرتہن اولی کا استحقاق ارجاع نالش واسطے منفک کرانے اپنے استحقاق شفع کے زائل ہوگیا ہے اگر وہ استحقاق شفع بباعث متعلق نہونے دفعہ ۴۲- ایکٹ اپیل نہوا ہو تو یہ معلوم کرنا مشکل ہے کہ کس اصول پر ایسا استحقاق بطور جواب دعوے کے پیش کئے جانیکے ناقابل قرار دیا جا سکتا ہے۔ یہ امر کہ ایکٹ میعاد مین کوئی ایسا حکم نہین ہے جو مدعی کے اس عذر کی تائید کرتا ہو صریح طور پر قابل جج جسٹس و شفرڈ صاحب جسٹس نے مقدمہ آر بنام ہندرا باند یا (۱) مین ظاہر کیا ہے۔ مقدمہ پریوی کونسل جانکی کنوار بنام اجیت سنگہ (۲) و دیگر شائع مقدمات محولہ منجانب مدعی مین وہ فریق جنپر قانون میعاد کا اثر ہوا تہا غیر قابض تہے اسلئے نظائر مذکور مقدمہ حال کے متعلق نہین ہوتین۔

چوتہا اور آخری عذر یہ تہا کہ مدعا علیہم کی نسبت یہ قرار دیا جانا چاہئے کہ انہون نے اپنا استحقاق بہت عرصہ تک درنگ کرنیسے زائل کردیا ہے لیکن اس عذر کی تائید واقعات مقدمہ سے نہیں ہوتی۔ دستاویز نمبر ۲۵ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۸۸۴ء مین مدعا علیہم نے صریح طور پر مدعی کے استحقاق بر وقت خرید سے انکار کیا تہا اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مدعا علیہم کا منشا ہرگز اپنے استحقاق کو بحق مدعی کے ترک کرنیکا نہ تہا۔ نسبت دستاویز الف ق اقرار نامہ کے جو ۱۸۹۱ء مین مابین اراکین خاندان مدعا علیہ نمبر ا کے تحریر کیا گیا تہا اور جسپر تائید عذر مذکور کے انحصار کیا گیا تہا ہماری یہ رائے ہے کہ وہ صریح طور پر عذر مذکور کے خلاف ہے کیونکہ اسمین صریح طور پر یہ حکم ہے کہ کوئی دعوے جو دربارہ انفکاک اراضیات متنازعہ کے پیش کیا جا سکتا ہے اسکی تردید کیجانی چاہئے اور بلا شبہ طور پر ایک وجہ تردید مذکور کی انکا استحقاق شفع تہی۔

بالآخر بروئے دستاویز نمبر ۲ کے کسیقدر لگان واجب الادا تہا گو مقدار مذکور بہت خفیف تہی لیکن مدعا علیہ نے کبہی لگان مذکور مدعی کو ادا نہین کیا۔ ان واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسطرح مدعا علیہ کی نسبت کہا جا سکتا ہے کہ اسنے اپنا استحقاق محض درنگ کیوجہ سے زائل کردیا ہے حالانکہ وہ قابض تہے اور وہ قیمت جو اراضیات زیر بحث کے متعلق واجب الادا تہی کسی وقت معلوم اور مقرر نہ کیگئی تہی؟ اس امر کا بیان کرنا مشکل ہے کہ ضروری ہے کہ قیمت کا معلوم کرنا ایک شرط ماتقدم مدعا علیہ کے قابض کئے جانیکی تہی۔ ملاحظہ ہو جیریا کرشنن بنام وشنو (۳)۔ اولاً یہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ قبل اسکے کہ مدعی نے

---

(۱) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۱۷ صفحہ ۲۵۰- (۲) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۵۸-
(۳) " " " جلد ۵ صفحہ ۱۹۸-

سنہ ۱۹۲۶ء
سرکرشنا ایئن
بنام
سکیاون

اُن بیع ناموں کو مکمل کیا تھا جنپر اُنہوں نے انحصار کیا ہے نہ تو اُنہوں نے اور نہ اُسکے بائعان نے مدعا علیہم کو کہا تھا کہ اپنا منشاء نسبت خرید مذکور کے ظاہر کریں۔ ثانیاً مدعی نے بر دو دستاویزات ب و ج کے نہ صرف اراضیات زیر رہن بحق مدعا علیہم خرید کی تہیں بلکہ دیگر اراضیات بہی۔ یہ بیان نہیں کیا کہ کوئی اقرارنامہ مابین مدعی اور اُسکے بائعان کے در بارہ اس امر کے تحریر کیا گیا تہا کہ کسقدر حصہ رقوم مذکور کا اراضیات زیر بحث کی قیمت متصور کیا جانا چاہئے اور بعد اپنی خرید کے مدعی نے کوئی ذکر مدعا علیہم سے دربارہ قیمت مذکور کے نہیں کیا اور نہ اُنسے اُسکے خرید کرنے کیلئے کہا تہا۔ آیا کوئی کارروائی واسطے حصول تصفیہ عدالت دربارہ اُس رقم کے کیگئی تہی جو مدعا علیہم کو معقول طور پر ادا کرنی پڑتی اگر وہ خرید کرنا چاہتے۔ ان واقعات کی موجودگی میں مدعا علیہم پر لازم نہ تہا کہ اس معاملہ کی تحریک کرتے جبتک کہ کسی فعل مدعی سے انکو ایسا کرنیکی تحریک نہوتی۔ اپنی خرید کے بعد اور بصورت عدم موجودگی کسی ایسے فعل کے وہ اس امر کا انتظار کرسکتے تہے کہ آیا اُن سے جائیداد کے خرید کرنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے اور ازاں بعد اپنے استحقاق شفع کو بیان کرسکتے تہے۔ اسلئے کوئی قیاس زوال استحقاق صورت حال میں بربنائے درنگ کے پیدا نہیں ہوسکتا۔

وجوہات بالا پر ہمین یہ قرار دینا چاہئے کہ مدعا علیہم اپنے استحقاق شفع پر انحصار کرنے کے مستحق ہین لیکن قبل اسکے کہ ایک مناسب ڈگری صادر کیجا سکے اس امر کا فیصل کرنا ضروری ہے کہ کونسی مناسب قیمت مدعا علیہم نمبر ۱ لغائت ۱۱ سے ادا کیجانی چاہئے۔ اسلئے ہم سب جج سے ایک قرارداد متعلق باین امر عرصہ دو ماہ کے اندر طلب کرتے ہین۔ فریقین کیطرف سے جدید شہادت بیجا سکتی ہے۔ نیز سب جج کو چاہئے کہ ایک قرارداد متعلق بہ تنقیح ہشتم کے شہادت مندرجہ مسل سے ارسال کرے۔ بعد قراردادہائے مذکور کے عدالت ہذا مین ارسال کئے جانے کے سات یوم کی میعاد داخل عذرات کے واسطے دیجائیگی۔

سنہ ۱۸۹۷ء
تھرو کمار سین چیٹی
بنام
ستاباپا چیٹی وغیرہ

مدعاعلیہم نے یہ جواب دیا کہ شرکا کے مابین قابل تصفیہ حساب کتاب ۳ نومبر سنہ ۱۸۸۸ء مطابق ۷ کارتی گانی سنہ ۱۸۸۸ء درسی کو عمل مین آیا ہے۔ اور کہ مدعیان بر روئے تصفیہ مذکور کے مبلغ ۔/۳۷۵ روپیہ کے مقروض بحق مدعاعلیہم کے ہین اور انہون نے رقم مذکور کے ادا کرنیکا اقرار کیا ہے اور نیز وہ بعد تصفیہ مذکور کے شراکت میں سے خارج ہوگئے ہیں اسلئے انکو کوئی استحقاق نسبت ارجاع نالش حساب کتاب کے حاصل نہیں ہے اور نہ وہ اُس منافع مین سے حصہ طلب کرسکتے ہیں جو کاروبار بعد میں ہوا ہے۔

۷۔ اکتوبر سنہ ۱۸۹۱ء کو جبکہ نالش واسطے بیان لینے گواہان کے پیش ہوئی تھی مدعاعلیہ نمبر ۱ بطور گواہ کے طلب کیا گیا تھا اور اُسکا بیان خود مدعاعلیہم نے لیا تھا۔ بعد اسکے کہ اُسکا بیان جزواً لیا گیا تھا دوسرے دن فریقین نے یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ اپنے تنازعہ کا فیصلہ عدالت سے بابت کرانا چاہتے ہیں اور انہوں نے ایک یوم کی میعاد غور کرنیکے لئے حاصل کی۔ انکی درخواست منظور کیگئی تھی اور ۹ ستمبر کو انہوں نے اپنے تنازعات متعلق اُن حصص کے جو ہر ایک شریک کو دیئے جانے چاہئیں بذریعہ ثالث کے اور نیز مدعاعلیہ نمبر ۱ نے بھی اقرار کیا کہ وہ اپنی نالش نمبرہ سنہ ۱۸۹۱ء واپس لیگا اور اُسنے رضامندی ظاہر کی کہ ایک جدید اور مناسب تصفیہ حساب کتاب اُس انتظام کی تاریخ سے جو انکے مابین سنہ ۱۸۸۸ء مین کیا گیا تھا ۲۶ مارگلی سرواداری (۹ جنوری سنہ ۱۸۸۹ء) تک کیا جانا چاہئے۔ نیز انہوں نے یہ بھی اقرار کیا کہ مدعیان کا کوئی تعلق اُس جدید کاروبار سے نہوگا جو خود اُنسے بعد تاریخ مذکور کے کیا جاتا رہا ہے۔

فریقین نے اولاً یہ کوشش کی کہ وہ اخراجات کمیشن سے بچ جائین اور وہ خود اپنے حساب کتاب ملاحظہ کرین اور اپنے ترکہ اور ذمہ داری کی بہ حساب کتاب کی ایک نقل عدالت میں داخل کرین لیکن جب یہ معلوم ہوا کہ تین ہفتہ گذر جانے کے بعد تک اُنسے کچھہ نہیں ہوسکا تو عدالت نے ۳۰۔ اکتوبر سنہ ۱۸۹۱ء کو ایک وکیل ہائیکورٹ کو بطور کمیشن کے مقرر کیا اور فریقین کو ہدایت کی کہ اسکے روبرو اپنا حساب کتاب پیش کرین اور اُسے ہر ایک طرح سے مدد دیں۔ یہ تحقیقات ۲ جنوری سنہ ۱۸۹۲ء کے بعد تک ختم نہوئی تھی جبکہ اسکی رپورٹ مع تشریحی بیانات کے موصول ہوئی تھی۔

سبارڈینیٹ جج نے ذیل کا حکم صادر کیا۔

"عدالت یہ حکم دیتی ہے کہ مدعاعلیہم نمبر ۱ لغایت ۳ و نیز مدعاعلیہم نمبر ۸ لغایت ۱۰ (جو ورثائے مدعاعلیہ نمبر ۴ متوفی ہین) مدعیان کو مبلغ ۔/۳۷۵ روپیہ مع اُسکے سود بشرح چھہ فیصدی فی سال ۲۶ مارگلی سرواداری (۹ جنوری سنہ ۱۸۸۹ء) سے تاریخ ارجاع نالش ۷ نومبر سنہ ۱۸۹۰ء تک ادا کرین

۱۸۹۰ء

تیرووادمبین چٹی
بنام
تیاراپاچٹی

جس کی مقدار مبلغ ۸ روپیہ کی [illegible] ہوتی ہے [illegible] کا سود بحساب [illegible] فیصدی کے ادا کرین اور کہ وہ قرضجات جو ابہی وصول نہیں ہوئے [illegible] ڈگری ہذا سے ظاہر ہوتا ہے بشمولیت اوس رقم کے جو [illegible] بعد وصول کیے جانے کے شرکا کے مابین حسب ذیل تقسیم کیے [illegible] نمبر ۲ کا حصہ [illegible] اور مدعاعلیہ نمبر ۳ کا مدعاعلیہ نمبر ۴ کے [illegible] مدعاعلیہم نمبر [illegible] حصہ [illegible] کے حصص کے مطابق کیا جاوے اور کہ وہ یا تو خود مدعیان [illegible] یا ایک ریسیور مقرر کیا جاکر اوس کو ہدایت کیجائے کہ [illegible] ان کو وصول کرے [illegible] ڈگری کے مناسب معلوم ہو اور کہ مدعاعلیہم اپنا خرچہ بشمولیت خرچہ کچہری ادل [illegible] خرچہ کچہری دوم کے خود برداشت کرین۔

مدعیان نے اپیل کیا۔

آسیرا منیا ایار بجانب اپیلانٹان۔

مہادیو ایار بجانب ریسپانڈنٹان۔

تجویز :- نالش ہذا ایک دوکان کے دو شرکا نے باقی شرکا کے برخلاف واسطے حساب کتاب کاروبار شراکت کے دایر کی ہے شراکت قبل رجاع نالش کے فسخ ہو گئی تہی گو ارلا چند تنقیحات قایم کیگئی تہین تاہم تنقیحات مذکور کا فیصلہ نہ کیا گیا تہا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سوائے حساب وکتاب لینے کے اور کچہ باقی نہ رہا ان واقعات کی موجودگی مین مناسب طریق صاحب جج کے اختیار کرنیکے واسطے یہہ تہا کہ ایک ڈگری زیر دفعہ ۲۱۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی مطابق نمونہ منسلکہ ضمیمہ کے صادر کرتا ڈگری مذکور مین یہہ ہدایت کیجانی چاہیے تہی کہ جملہ کاروبارات ومعاملات کا حساب وکتاب لیا جاتا مابین اون تاریخون کے جو ان کے مابین قرار پائی تہین یعنے تاریخ تصفیہ اور ۲ مارگلی [illegible] جنوری [illegible] کے مابین اور نیز ان قرضجات شدہ جایدادہاے کا جو شراکت کی ملکیت مین اور اوس مین یہہ بہی ہدایت کیجانی چاہیے تہی کہ قرضجات بازاری اور ترکہ کی نسبت ایک ریسیور مقرر کیا جاوے (ملاحظہ ہو سینیل [illegible] پریکٹس باب [illegible] دفعہ [illegible] مقدمہ رام چندر شاہا بنام مانک چندر مانکیا (۱))۔ بعض ہدایات جو اس قسم کی ڈگری مین دیجاتی ہین بہت ہی نادرست ایک قطعی ڈگری مین ہوتی ہین بعد صادر کرنے ڈگری ابتدای کے عدالت کو چاہیے تہا کہ یا تو خود حساب وکتاب لیتی یا ایک کمشنر کو مقرر کرتی۔ ایک کمشنر مقرر کیا گیا تہا اور اوسکو عام طور پر [illegible] ہدایات کی گئی تہین

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۲۲۴۔

۱۸۹۶ء
تہرو کمار اسین چٹی
بنام
ستبارایا چٹی

وہ طریق جو کمشنر نے اختیار کیا تھا جس قدر کہ اوسکی رپورٹ سے معلوم ہو سکتا ہے ایک آسان اور مناسب طریق نہ تھا بعد قرار دینے اس امر کے کہ کاروبار واقعہ دوا بار پلایام منجانب مدعاعلیہم سے کیا جاتا تھا اوسکو چاہئے تہا کہ اونسے حساب کتاب طلب کرتا نہ یہ کہ صرف اونکی بات ملاحظہ کے واسطے حاصل کرتا جب یہ سب کچھہ کیا جاتا تو مدعیان اس قابل ہو جاتے کہ اپنے مواخذہ جات کو ثابت کرتے گو انکی تردید کرنیکا موقع مدعاعلیہم کو عطا کیا جاتا۔ ان جملہ کاروائیات مین جو کچھہ ہوئین اون بیانات کی تائید جو کسی فریق کیطرف سے دیے ہوئے ہین یا تو بذریعہ بیان حلفی کے ہونی چاہئے یا بروئے شہادت کے جو حسب ضابطہ لیگئی ہو۔ بجائے پیروی کرنے اس طریق کے کمشنر نے مدعیان کو اس غرض سے طلب کیا کہ مدعاعلیہم کے برخلاف مواخذہ جات کو ثابت کریں اور بعد ازان بعد ادائے اس امر پر غور کیا کہ آیا مواخذہ جات مذکورہ قابل قیام ہین یا نہ اس ضابطہ کے رو سے مدعیان کو اہم نقصان پہنچا ہوگا کیونکہ بار ثبوت اونپر ڈالا گیا تہا حالانکہ چاہئے تہا کہ بار ثبوت مدعاعلیہم پر عاید کیا جاتا۔ چاہئے تہا مثلاً اون ترمیمات کی نسبت جو بحق دو دوکان کے واجب الادا بیان کئے گئے تہے جو کہ از امور زیر بحث پایہ ثبوت کو نہ پہنچائے گئے ہین معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ایسا حساب و کتاب موجود نہین ہے جس سے تصدیق مدعاعلیہم کی ہو اور جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ کس قدر مقدار رقم مذکور غیر وصول کردہ باقی تہی کمشنر نے کوئی تفصیل بیان نہین کی (صفحہ ۱۴۷ نقرہ ۲۲ کتاب دستاویزات) سب آرڈینیٹ جج نے اس امر کے متعلق اپنے فیصلہ کے نقرہ ۳۷ مین کارروائی کرتے وقت یہ رائے ظاہر کی ہے کہ مدعیان کے پاس کوئی ثبوت اس امر کا نہین ہے کہ مدعاعلیہم نے مبلغ ۔/۔/۲۶۱ روپیہ سے زیادہ وصول کیا ہے لیکن یہ بیان نہین کیا کہ مدعاعلیہم اس امر کا حلف اوٹھاتے ہین کہ انہون نے بقایا مبلغ ۔/۔/۲۶۱ روپیہ وصول نہین کیا اور نہ انہون نے یہ ظاہر کیا ہے کہ کیون انہون نے ایسا نہین کیا گو بروئے واقعات مقدمہ کے اونسے ایسی تشریح کرائی جانی چاہئے تہی مدعاعلیہم کا وکیل ہمارے روبرو اس امر کے متعلق کسی شہادت کا حوالہ نہین دے سکا۔ بظاہر باعث اسی ناقص طریق تحقیقات اختیار کردہ کمشنر کے صاحب جج نے حساب کتاب ایک اور کمشنر کے سپرد کیا تہا جیسا کہ اوس نے فیصلہ کے نقرہ ۳۵ مین بیان کیا ہے

وہ امر جسکے متعلق استصواب نہ کیا گیا ہے ایک اہم امر طلب پایا ہے اوسکا علاقہ مبلغ ۔/۔/۴۱۳ روپیہ کی رقم کے ساتھ ہے جو اوس کپڑہ کی قیمت تہی جو کمپنی کو منجانب دو ابار پلایام کی دوکان کیطرف بہیجا گیا تہا یہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ دوکان مذکور کا حساب کتاب منجانب مدعاعلیہم کے پاس تہا جو وہان کاروبار کرتے تہے ۔

معاملہ کے متعلق سب آرڈینیٹ جج نے اسطرح کا رروائی کی ہے گویا کہ الزام استعمال بیجا مدعیان کے ذمہ ثابت

سنہ ۹۶ء ۱۸

بہرد کاملیہ چٹی

بنام

سبارامایا چٹی

کردیا ہے حالانکہ اس امر کا ثابت کرنا مدعا علیہم کے ذمہ تہا کہ وہ کہان گیا تہا ۔ مدعیان نے ماہ مارچ مین ایسے طریق پر عذر کیا تہا جس طرح کہ کمشنر نے اپنی رپورٹ سادہ جنوری سنہ ۱۸۹۱ء مین بیان کیا ہے اسلیئے ایک اور کمیشن جاری کیا گیا تہا معلوم ہوتا ہے کہ کمشنر دوم نے قطعی طور پر امر زیر بحث کا فیصلہ نہ کیا تہا کیونکہ اس نے بیان کیا ہے کہ بہتر طریق حساب و کتاب کا یہ تہا کہ بلا رسیدات رسان کردہ اُنکا کو مد کو جمع کیا جاتا جیساکہ حساب و کتاب پلیام مین بیان کیا گیا ہے اور ایسا ہی حساب نہ فروخت کا کیا جاتا جیساکہ کمپا کونم کے حساب کتاب مین بیان کیا گیا ہے اور ان بعد مقابلہ کیا جاتا ۔ وہ طریق اختیار نہ کیا گیا تہا اور یہ امر نہایت اہم ہے کہ مدعا علیہم نے کوئی تشریح نہین کی ۔ وہ تشریح جو سب ڈینیشن جج نے اپنے فیصلہ کے فقرہ ۵۹ مین بیان کی ہے بہتر بنا پر مبنی ہوسکتی ہے لیکن وہ ایک ایسا اظہار رائے ہے جو کسی شہادت محولہ پر مبنی نہین ۔

نسبت دوسری قسم مبلغ ال کے جسکا ذکر فیصلہ مذکور کے فقرہ ۶۷ مین کیا گیا ہے ہم کوئی وجہ سب ڈینیشن جج سے اختلاف کرنے کی معلوم نہین کرتے اور نہ ہم کوئی وجہ اس قرارداد سے اختلاف کرنیکی دیکہتے ہین جو اوسکے بعد کے فقرہ مین درج ہے جسکی نسبت ریسپانڈنٹان کیطرف سے عذر کیا گیا ہے ۔

نسبت قسم مبلغ بالعوض (فقرات ۶۸ و ۴۹) کے ہمین معلوم ہوتا ہے کہ آیا مدعیان یا کہ مدعا علیہم زرمذکور کو وصول کرنے کے قابل تہے بیان یہ کیا گیا ہے کہ ڈگری بحق اور بنام مدعا علیہم کے ہے اور انہون نے کبہی مدعیان کو زر مذکور کے وصول کرنیکو قابل نہین بنایا اگر ایسا ہے تو وہ رقم مدعیان کے ذمہ ڈالی جانی چاہیئے بلکہ اسکے متعلق تحقیقات کیجانی چاہیئے

آخری سوال سود کے ساتہہ علاقہ رکہتا ہے ۔ سب ڈینیشن جج نے اس امر کے متعلق نہایت صاف اور سرسری طور سے کارروائی کی ہے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ وہ شرح جسکا معاہدہ کیا گیا تہا ۱۲ فیصدی سالانہ تہی لیکن اس امر کا ثابت کرنا مدعا علیہم کے ذمہ تہا کہ کمتر شرح ادا کیگئی تہی ۔ علاوہ بریں ہمین یہ دقت پیش آتی ہے کہ کوئی حساب و کتاب مدعا علیہم نے پیش نہین کیا جسکی تائید انکے بیان حلفی سے کیگئی ہو ۔ اس عول کے متعلق مناسب تحقیقات کیجانی چاہیئے ۔

یہ بیان کرنا کسی قدر مشکل ہے کہ اوس ڈگری کی نسبت کیا کیا جانا چاہیئے جو سب ڈینیشن جج نے مرتب کی تہی جو بطور ایک قطعی ڈگری کے قائم نہین رہ سکتی ہمین یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ اسے بطور ایک ابتدائی ڈگری کے متصور کیا جائے اور ایک قطعی ڈگری مرتب کیجائے جبکہ وہ تحقیقات جنکے لئے جو ابہی کہا گیا ہے مکمل ہوجائین اور ترضحیات رسیور سے وصول کئے جائین ہمین سب ڈینیشن جج کو یہ ہدایت کرنی چاہیئے

سنہ ۱۸۹۷ء
نرونکما لیسنا چٹی
بنام
ستبا رایا چٹی

بعد ایسا کرنے کے مدعیان کو یہ ثابت کرنا چاہئے کہ کسقدر فرق حساب کتاب مدعا علیہم میں ہے اگر کوئی ہو۔ حساب کتاب عدالت ہذا میں دو ماہ کے اندر ارسال کیا جانا چاہئے۔ دو ہفتہ کی میعاد مدعا علیہم کو داخل عذرات کے واسطے دیجاتی ہے۔ فریقین حسابات کا معاینہ کر سکتے ہیں۔

بعد ترسیل حساب کتاب وغیرہ کے اپیل ہذا بغرض سماعت پیش ہوا اور عدالت نے حکم ذیل صادر کیا۔

تجویز: کوئی حساب کتاب قبل سماعت روبرو پیش نہیں کیا گیا چونکہ مدعیان نے اس موقعہ سے فایدہ نہیں اٹھایا جو انکو عطا کیا گیا تہا اسلئے حکم ہونا چاہئے کہ قرارداد ہذا کو منقح امر کے متعلق تسلیم کریں اور ڈگری کی ترمیم مطابق قرارداد سابقہ ججصاحب مندرجہ فقرہ ۲ کے کیجانی چاہئے۔ تابع اسکے اپیل ہذا معہ خرچہ خارج کیا جاتا ہے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس شبرد صاحب جسٹس و ڈیولس صاحب جسٹس

۱۸۹۷ء ۲۶ اگست

ویکٹا راتیا وغیرہ (مدعا علیہم) اپیلانٹان **بنام** کرشنیا (مدعی) رسپانڈنٹ۔

ایکٹ رسوم عدالت ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۷۰ء دفعات ۴ و ۲۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۵۴ عرضیدعوے کا نامناسب اسٹامپ لگا کر پیش کرنا۔

ایکٹ تمادی ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء دفعہ ۴ ایکٹ میعاد کے رجوع نہیں کیجا سکتی اگر ایک تمادی ہو نیوالی عرضیدعوے پیش کیجاوے خواہ دعوے کی تعین مالیت کم نہ کیگئی ہو لیکن وہ ایک ایسے کاغذ پر تحریر کیگئی ہو جسپر مناسب رسم عدالت نہیں لگایا گیا۔

اپیل برنارضی ڈگری ایچ سی ایچ سینٹ صاحب ڈسٹرکٹ جج کستنا بمقدمہ اپیل نمبر ۲۷۹ سنہ ۱۸۹۴ء مشعر تنسیخ ڈگری این سو بابا جیو ڈسٹرکٹ منصف ضلع گدی واد ابمقدمہ نالش ابتدائی نمبر ۱۱۴ سنہ ۱۸۹۳ء۔

نالش ہذا واسطے دلائے مبلغ ۱۳۵ اصل زر اصل معہ سود واجب الادا بربنائے رہن نامہ رجسٹری شدہ کے دایر کیگئی تہی۔ نالش دعوے ۱۳ مارچ سنہ ۱۸۸۱ء کو پیدا ہوا تہا اور عرضیدعوے ۹ مارچ سنہ ۱۸۹۳ء کو داخل کیا گیا تہا۔ مناسب رسم عدالت مبلغ ۱۰ روپیہ تہا لیکن عرضیدعوے پر ۱۲ روپیہ آٹھ آنہ کا اسٹامپ لگایا گیا تہا۔ ۲۰ مارچ کو عرضیدعوے اس غرض سے واپس دیا گیا تہا کہ مناسب رسم ادا کر کے سات یوم کے اندر داخل کیا جاوے۔

(۱) اپیل دیوانی نمبر ۲۴ سنہ ۱۸۹۶ء۔

۱۸۹۵ء
ونکٹاراتیا
بنام
کرشتیا

اور وہ میعاد معینہ کے اندر داخل کیا گیا تہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ کے کسی مرحلہ مین اس امر کی کوئی تشریح نہین کیگئی
کہ کیون عرضیدعوے پر صرف ۱۲ رکا اسٹامپ لگایا گیا تہا۔

یکے از تنقیحات قایم کردہ بمقدمہ ہذا یہ تہی کہ آیا نالش زایدالمیعاد تہی کیونکہ عرضیدعوے پر ۲۹ مارچ ۱۸۹۳ء کو
مناسب رسوم لگایا نہ گیا تہا۔

منصف ضلع نے یہ قرار دیا کہ نالش زایدالمیعاد تہی اور اوس نے مدعیکے دعوے کو خارج کر دیا لیکن صاحب جج نے
برطبق اپیل کے منصف کی ڈگری کو منسوخ کیا اور ایک جزو دعوے مدعیکی ڈگری صادر کی۔

مدعاعلیہم نے اپیل کیا۔

سریڈامونو سستری منجانب اپیلانٹان۔

ونکٹاراما سرما منجانب رسپانڈنٹ۔

شفرڈ صاحب جسٹس: سوال یہ ہے کہ آیا یہ عرضیدعوے کی نسبت جو ناکافی اسٹامپ لگایا
جاکر میعاد کے آخری دن یعنی ۲۹ مارچ ۱۸۹۳ء کو داخل کیا گیا تہا اور بعد مین اوس میعاد کے اندر جو عدالت نے مقرر کی
تہی مناسب رسوم لگایا جاکر داخل کیا گیا تہا یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ اوس عرصہ کے اندر رجوع کیا گیا تہا جو قانون
میعاد کے رو سے مقرر کیا گیا ہے مطابق دفعہ چہارم ایکٹ مذکور کے ایک نالش کی نسبت اوسکا رجوع کیا جانا اوسوقت
کہا جاسکتا ہے جبکہ عرضیدعوے مناسب عہدہ دار کے روبرو پیش کیا جاے اور جبتک کہ نالش اسطرحپر میعاد مقررکردہ
ضمیمہ مین داخل نہ کیجاے وہ خارج کیجانی چاہئے اسلیے نالش ہذا خارج کیجانی چاہئے تہی اگر مطابق قانون کے
کوئی عرضیدعوے ۲۹ مارچ ۱۸۹۳ء کو رجوع نہ کیا گیا تہا۔ وہ دستاویز جو بطور عرضیدعوے کے پیش کیگئی تہی احکام
مجموعہ ضابطہ دیوانی کی تعمیل مین تہی لیکن اوس مین احکام ایکٹ رسوم عدالت کی تعمیل نہ کیگئی تہی کیونکہ وہ اسٹامپ
جو اسپر لگایا گیا تہا ۱۲ رکا تہا حالانکہ وہ [illegible] کا ہونا چاہئے تہا پس وہ ایک ایسی دستاویز تہی جو مطابق
احکام دفعہ ۶ ایکٹ رسوم عدالت کے اوس عدالت مین رجوع نہ کیجا سکتی تہی جسمین کہ وہ پیش کیگئی تہی مزید برآن
وہ ایک ایسی دستاویز تہی جو مطابق دفعہ ۲۸ ایکٹ مذکور کے جایز نہ تہی ایکٹ مذکور کے رو سے نہ صرف عدالت اس
امر ہی کے ناقابل بنائی گئی ہے کہ ایک ایسی دستاویز کو داخل نہ کرے جسپر نامناسب اسٹامپ لگایا گیا ہو۔
بلکہ اوس مین بذریعہ ظاہر کرنے عدم جواز دستاویز مذکور کے یہ امر کہ عرضیدعوے پر مناسب اسٹامپ لگایا جانا
چاہئے ایک شرط ماتقدم جایز عرضیدعوے کی بنائی گئی ہے بالفاظ دیگر وہ عرضیدعوے جسپر نامناسب
اسٹامپ لگایا گیا ہو قانوناً کوئی عرضیدعوے نہین ہے۔ اس رائے قانونی کی کوئی مخالفت دفعہ ۵۴ مجموعہ ضابطہ
دیوانی مین نہین کیگئی۔ ہمارا کوئی تعلق نامناسب تعین مالیت کیصورت سے نہین ہے جسکے کہ متعلق ضمن (الف)

سنہ ۱۸۹۱ع

وینکٹارایا
بنام
کرشنیا

دفعہ ۵۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی و دفعات ۹ و ۱۰ ایکٹ رسوم عدالت مین کیا گیا ہے اور نہ ہمارا کوئی تعلق غلطی عدالت کے ساتھہ ہے جس سے کہ شرط مندرجہ دفعہ ۲۸ ایکٹ موخر الذکر متعلق ہوتی ہے مقدمہ حال ایک ایسا مقدمہ ہے جسکی نسبت ضمن (ب) دفعہ ۵۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین حکم ہے۔ فقرہ مذکور کی غرض یہ ہے کہ اوس فریق کو جس نے ایک ایسا عرضیدعوے پیش کیا ہو جسپر غیر مکتفی رسوم لگایا گیا ہو ایک موقعہ کمی کے پورا کرنیکا عطا کیا جاوے بجاے عرضیدعوے کو خارج کرنیکے عدالت کو چاہیئے کہ ضروری رسوم کے پورا کرنے کے واسطے میعاد مقرر کرے۔ اگر یہ شرط محفوظ کنندہ موجود نہ ہوتی تو یہ ضروری ہوتا کہ ایک جدید عرضیدعوے داخل کیا جائے جیسی کہ صورت اوسوقت ہوتی ہے جبکہ میعاد مقرر کردہ کے اندر ضروری کاغذ اشٹامپ مہیا نہ کیا جاوے مجھکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم قانونی کسی طرح پر نا مطابق اوس تعبیر کے نہین ہے جو کہ مینے ایکٹ رسوم عدالت کی کی ہے کیونکہ قانوناً حکم مذکور اوس شخص کے حق مین نافذ کیا گیا ہے جسکے عرضیدعوے مین غیر کافی اشٹامپ لگایا گیا ہے مین معلوم نہین کر سکتا کہ کیون یہ کہا جانا چاہیئے کہ قانوناً عدالت کو اختیار دیا گیا ہے کہ اوس عرصہ کو وسیع کیا جائے جو بروے ایکٹ میعاد کے عطا کیا گیا ہے یا اوس دستاویز کو ایک پس مین جواز عطا کیا گیا ہے جو بر وقت اولاً رجوع کیے جانے کے ناجایز تھی یہ دیکھکر کہ واضعان قانون کے روبرو شرط مندرجہ دفعہ ۲۸ ایکٹ رسوم عدالت موجود تھی جسمین ایک حکم متعلق پس مین جواز کے اوس صورت کی نسبت صادر کیا گیا ہے جسکا کہ اوس مین ذکر ہے یہ قیاس نہ کیا جانا چاہیئے کہ مجموعہ مذکور کی دفعہ ۵۴ کے مرتب کرنے مین اونکا یہ منشا تھا کہ اصول مذکور ان مقدمات تک وسیع کیا جانا چاہیئے جو شرط مذکور کے اندر نہین ہین ایک اس سے بھی سخت تر دلیل اسی قسم کی دفعہ ۵۸۲ (الف) مجموعہ ضابطہ دیوانی سے ملتی ہے دفعہ مذکور مین جو ۲۹ جولائی ۱۸۹۰ع کو نفاذ پذیر ہوئی تھی مطابق فقرہ دوئم دفعہ ۵ ایکٹ میعاد کے اپیلہاے اور درخواستہاے نظر ثانی فیصلہ کا حوالہ دیا گیا ہے۔ دفعہ مذکور مین ناکافی اشٹامپ کی نسبت یہ حکم ہے کہ "جو بباعث غلطی اپیلانٹ کے دربارہ مقدار اشٹامپ ضروری کے عمل مین آیا ہو" اوس مین یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ باوجود ناکافی اشٹامپ کے یادداشت اپیل کا وہی اثر ہوگا اور وہ ویسا ہی جایز ہوگا کہ گویا اسپر مناسب اشٹامپ لگایا گیا ہے" اغلباً دفعہ مذکور کا ماخذ فیصلہ اجلاس کامل مقدمہ بلکرن راے بنام گوبند ناتھہ تواری (۱) ہے اوسمقدمہ مین یہ قرار دیا گیا تھا کہ طریق عمل دربارہ مہلت دینے اپیلانٹ کے واسطے پورا کرنے کمی اشٹامپ کے اور یادداشت اپیل کو ایسا متصور کرنا کہ گویا وہ جایز طور پر اوس تاریخ کو رجوع کیگئی تھی جبکہ وہ غیر مکتفی اشٹامپ کے ساتھہ رجوع کی گئی تھی غلط ہے طریق عمل مذکور ایک ایسا طریق عمل تھا جو عدالت ہذا اور دیگر عدالتہاے

(۱) انڈین لاء رپورٹ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۱۲۹۔

سنہ ۱۸۹۷ء
وینکٹا رامیا
بنام
کرشنیا

مین مروج تہا اور جدید دفعہ مذکورہ کا اثر اوس طریق عمل کو قانون کی صورت مین لانیکا تہا مگر تابع اس شرط کے کمی اسٹامپ کا باعث اپیلانٹ کی غلطی ہو بصورت عدم موجودگی کسی ایسی غلطی کے یہ امر بیجا ہے کہ صورت اپیلہائے مین فیصلہ ہائیکورٹ الہ آباد کامیاب ہوتا چاہیے اپیل خارج کیا جانا چاہیے الا جبکہ یادداشت اپیل جسپر مناسب اسٹامپ لگایا گیا ہو مناسب عرصہ کے اندر رجوع کیگئی ہو چونکہ واضعان قانون نے اس جدید دفعہ کے رو سے اپیلانٹان کے محدود اختیار کو وسیع کیا تہا اسلیئے یہ قیاس نہین کیا جا سکتا کہ اون کا یہ منشا تہا کہ مدعیان کو اپنے عرائض دعوے کے متعلق وہی اختیار غیر محدود الفاظ مین عطا کیا جاوے اگر صورت حال مین فیصلہ بحق مدعی کیا جاوے تو اوس سے یہ منشا ہوگا کہ درصورتیکہ اپیلانٹ دفعہ ۵۸۲ (الف) کا فائدہ صرف غلطی کے ثابت کرنے پر اوٹہا سکتا ہے مدعی بالارادہ اور جان بوجہکر ایک نامناسب رسم اپنے عرضیدعوے پر لگا سکتا ہے اور باقی رسوم کے میعاد معینہ عدالت کے اندر ادا کرنے کے بعد وہ یہ مطالبہ کرسکتا ہے کہ گویا وہ بوقت رجوع کے مناسب اسٹامپ کے ساتہہ رجوع کیا گیا تہا اغلباً واضعان قانون کا منشا یہ نہین ہو سکتا کیونکہ دفعہ مذکورہ بالا اور ایکٹ میعاد کی دفعہ ۵ کے آخری جزو سے ظاہر ہوتا ہے کہ اپیلانٹان نہ کہ مدعیان ایسے فریقہائے متصور کئے جاتے ہین جنکے حق مین قانون میعاد کی سختی کم کیجانی چاہیے۔

مقدمہ سکنر بنام آرڈی (۱) یہ مقدمہ ہذا اور دیگر مقدمات مین بہ تغرض استحصار کیا گیا ہے کہ اوس مین ایک رائے جوڈیشل کمیٹی کی تائید اوس تعبیر کے مین ہے جو رسپانڈنٹ کے وکیل نے پیش کی ہے مگر مقدمہ سکنر بنام آرڈی (۱) آسانی سے مقدمہ حال سے ممیز ہو سکتا ہے۔ مقدمہ مذکور مین عرضیدعوے جیسا کہ وہ ابتداءً مدعی نے پیش کیا تہا مکمل اور جایز تہا اور اوسکے واسطے حکم عدالت زیر دفعہ ۵۰ مجموعہ مذکور کی صرف یہ ضرورت تہی کہ وہ بطور عرضیدعوے کے کامل طور پر موثر ہو جاوے بعد ادخال عرضیدعوے کے مدعی نے وہ وسایل استعمال کئے تہے جو واسطے ادخال رسوم عدالت کے ضروری تہے چنانچہ مناسب رسوم لگایا گیا تہا سوال یہ تہا کہ آیا مدعی بلحاظ تاریخ ادخال عرضیدعوے کے اوس حیثیت کا مستحق قرار دیا جا سکتا ہے جو اوسے بصورت صادر ہونے حکم مذکورہ بالا کے حاصل ہوتی یا کہ عرضیدعوے بالکل خارج کیا جانا چاہیے تہا مقدمہ مذکور مین کوئی سوال عرضیدعوے کے جایز بنانے کا موجود نہ تہا جو درحقیقت جایز تہا صورت حال مین بخلاف ازین صرف وہی عذر اہم ہے جو اوٹہایا گیا ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۱۴۰

اور وہ صریح طور پر قابل پذیرائی نہیں ہے کیونکہ وہ معاملہ جو شروع ہی سے ناجائز ہو جائز نہیں بنایا جا سکتا۔
میں نے پہلے سے اس امر کے قرار دینے کی وجوہات بیان کی ہیں کہ عرضیہ عوضی کو جیسا کہ وہ پیش کیا گیا تھا کوئی قانونی وقعت حاصل نہ تھی میں فیصلہ مقدمہ جگت پرشاد بنام بھگونت راے [1] سے اتفاق کرتا ہوں میں حاکم ضلع کی ڈگری کو منسوخ کر کے منصف ضلع کی ڈگری کو معہ خرچہ بحال کرتا ہوں۔

ڈیویس صاحب جسٹس: میں بالکل متفق ہوں۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر آرتھر جے ایچ کالنس صاحب نائٹ چیف جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

۱۲ مارچ ۱۸۹۶ء

رنگال (مدعیہ) اپیلانٹ **بنام** وینکٹاچاری (مدعا علیہ) رسپانڈنٹ [*]

فریبانہ انتقال۔ ڈگری سازشی۔ دائنان کے حق میں فریب کرنا۔ فریبانہ غرض کا پورا کرنا۔ نالش منجانب قائم مقام قانونی فریبانہ انتقال کنندہ اور مدیون ڈگری کے واسطے منسوخی انتقال و مسدود کرنے اجراے ڈگری کے بیوہ ہبہ و انتقال کنندہ۔

الف نے اس نیت سے کہ اپنے دائنان کو فریب دے ایک پرامیسری نوٹ تحریر کر کے بلا بدل ب کے حوالہ کیا اور اوس سے سازش کر کے ایک ڈگری اپنے برخلاف بر بناے پرامیسری نوٹ مذکور کے صادر ہو لینے دی اور اوس نے ایک مکان کا انتقال بحق ب کے جزوی ایفاے ڈگری مذکور میں کر دیا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ بعض دائنان الف کو وجہ مذکور کے باعث اپنے دعاوی کا کچھ حصہ ترک کرنا پڑا تھا۔ بعد وفات الف کے اوسکی بیوہ نے قائم مقام قانونی بروے دہرم شاستر کے ایک نالش بخلاف ب کے واسطے منسوخ کرانے پرامیسری نوٹ و انتقال مذکور کے اور اس غرض کے واسطے گذرانی کہ الف اپنی ڈگری کا اجرا کرانے سے بذریعہ حکم امتناعی کے باز رکھا جاے

تجویز ہوئی (۱) مدعیہ اوس کی مستحق نہ تھی کیونکہ اگر الف زندہ ہوتا تو وہ اب اپنے فریبانہ افعال کی منسوخی کی نالش نہ کر سکتا تھا اور مدعیہ کی حیثیت اوس سے بہتر نہیں ہو سکتی۔

سوال:۔ آیا ایک بیوہ کامیابی کے ساتھ ایک دعوائے کفالت اوس جائداد میں سے کر سکتی ہے جو اوسکے شوہر نے بلا بدل اور فریبانہ طور پر منتقل کی ہو اگر وہ خود کوئی فریق فریب ہو۔

اپیل منجانب ناراضی فیصلہ سبرامنیا ایار صاحب جسٹس درج رپورٹ شدہ بمقدمہ رنگال بنام وینکٹاچاری [2] کے دائر کیا گیا ہے۔ واقعات و عذرات کامل طور پر فیصلہ عدالت ماتحت میں بیان کئے گئے ہیں۔

---

[*] اپیل بصیغہ ابتدائی نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۹۵ء۔

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۶۵۔ (۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۸ صفحہ ۳۰۰۔

سنہ ۱۸۹۶ء
رنگامل
بنام
وینکٹا چاری

لیکن اعتراض رپورٹ ہذا کے لیئے وہ پہر بیان کیئے جاسکتے ہین ۔

مدعیہ نے جو ایک شخص مسمی درایا سامی ایانگر متوفی کی بیوہ اور قایم مقام قانونی ہتی ایک نالش واسطے منسوخ کرانے (۱) بعض اراضیات کے رہن مورخہ ۳ جون سنہ ۱۸۹۱ء تحریر کردہ وراسامی بحق مدعاعلیہ اور (۲) ایک ڈگری نالش دیوانی نمبر ۹۱ سنہ ۱۸۹۱ء حاصل کردہ مدعاعلیہ بخلاف وراسامی بربنائے پرامیسری نوٹ مورخہ ۳ جون سنہ ۱۸۹۱ء اور (۳) ایک مکان کے بیعنامہ مورخہ ۴ اپریل سنہ ۱۸۹۳ء تحریر کردہ وراسامی بحق مدعاعلیہ کے اور واسطے حصول ایسے حکم امتناعی کے دایر کی تہی جسکے رو سے مدعاعلیہ اپنے رہن و بیع مذکورہ بالا کے موثر کرانے اور اپنی ڈگری کا اجرا کرانے سے باز رکہا جاے ۔

متوفی وراسامی ایانگر ایک تاجر تہا اور بروقت رہن و پرامیسری نوٹ مذکورہ بالا کے وہ بہت مقروض تہا مدعیہ نے یہ بیان کیا کہ وراسامی نے مدعاعلیہ کے ساتہہ سازش کر کے اس غرض سے کہ اپنے دائنان کو فریب دے رہن و پرامیسری نوٹ مذکورہ بالا بلاحصول زربدل کے تحریر کردیئے تہے اور اوس نے مدعاعلیہ کو اجازت دی تہی کہ ایک نالش نمبر ۱۹ سنہ ۱۸۹۱ء محولہ بالا بربنائے دستاویز موخر الذکر کے دایر کرے اور ایک ڈگری حاصل کرے اور سنہ ۴ اپریل سنہ ۱۸۹۳ء کو ایک بیعنامہ جزوی ایفائے مقدار مذکورہ بالا واجب الادا بر روئے ڈگری مین تحریر کردیا تہا۔ رہن مذکور کی نسبت حسب تجویز صاحب جج عدالت ماتحت کے یہ قرار دیا تہا کہ وہ بلا زربدل فریبانہ طور پر تحریر نہین کیا گیا۔ اس وجہ پر مدعیہ کی نالش دربارہ رہن کے خارج کیگئی تہی وہ واقعات جو پرامیسری نوٹ کے ساتہہ علاقہ رکہتے ہین اور وہ ڈگری جو اوسکی بنا پر حاصل کیگئی ہے جیسا کہ وہ فاضل جج عدالت ماتحت نے بیان کیے ہین حسب ذیل ہین پرامیسری نوٹ مذکور ۳ جون کو تحریر کیا گیا تہا لیکن اوسکا کوئی زربدل اوس وقت یا کسی اور وقت منتقل نہوا تہا بروقت تحریر پرامیسری نوٹ کے وراسامی ایک شخص مسمی وریا کا بقدر مبلغ لعہ روپیہ کے مقروض تہا لیکن وراسامی کے یہ ظاہر کرنے پر کہ وہ مبلغ صہ سے زیادہ ادا کرنے کے ناقابل ہے شخص موخر الذکر نے اپنے قرضہ کے کامل ایفا مین رقم مذکور کو قبول کرلیا ۔

۸ نومبر سنہ ۱۸۹۱ء کو میسرز گنگ اینڈ کمپنی دائنان وراسامی نے ایک نالش بخلاف اوسکے واسطے دلاپانے مقدار واجب الادا بحق خود کے دایر کی اوسی ماہ مین مدعاعلیہ نے ایک نالش واسطے دلاپانے اوس رقم کے دایر کی جو بربنائے پرامیسری نوٹ مورخہ ۳ جون سنہ ۱۸۹۱ء کے واجب الادا بیان کیگئی تہی ماہ فروری سنہ ۱۸۹۲ء مین میسرز گنگ اینڈ کمپنی نے ایک ڈگری حاصل کی ۲۲ فروری سنہ ۱۸۹۳ء ایک نوٹس کی تعمیل وراسامی پر بغرض اظہار وجہ اس امر کے کیگئی تہی کہ کیون ڈگری کا اجرا نہ کیا جانا چاہیے اس اثنا مین مدعاعلیہ نے ایک ڈگری اوس نالش مین حاصل کرلی تہی جو اوس نے دایر کی تہی وراسامی نے ڈگری مذکور کے جزوی ایفا مین ایک بیعنامہ تحریر کردیا جسکی منسوخی کا دعوے اب مدعیہ نے کیا ہے ماہ اگست سنہ ۱۸۹۳ء مین وراسامی نے میسرز گنگ اینڈ کمپنی سے کہا کہ وہ انکا پورا

سنہ ۱۸۹۶ع
رنگمال
بنام
ویکٹ چاری

قرضہ ادا نہین کرسکتا۔ انہون نے رقم مذکور کا ایک حصہ اوسکے کامل ایفا مین منظور کر لیا۔ ان واقعات پر فاضل جج نے قرار دیا تہا کہ پرامیسری نوٹ ۳ جون ۱۸۹۱ع کے واسطے پس پا کرنے دایتان وراسامی کے تحریر کیا گیا تہا اور کہ ڈگری بتاش برنیلے پرامیسری نوٹ سازش سے حاصل کیگئی تہی اور کہ بیعنامہ فریبانہ تہا۔

فاضل جج نے بہ پیروی مقدمہ وینکٹا راما نباہ ورا تاراں وچنوراپا بنام تپا پا (۲) کے قرار دیا کہ چونکہ ڈگری سازش سے حاصل کیگئی تہی اسلئے وراسامی اوسکو منسوخ نہ کرا سکتا تہا اسواسطے مدعیہ بہی اوسکو منسوخ کرا سکتی تہی بہ نسبت بیعنامہ کے فاضل جج نے قرار دیا کہ بیع اسوجہ سے منسوخ نہین کیجا سکتی کہ وراسامی نے اپنی فریبانہ غرض ۳ جون ۱۸۹۱ع کے پرامیسری نوٹ تحریر کرنیسے حاصل کر لی تہی اور نیز ایک ڈگری کے بحق خود صادر کرانے اور ایک بیعنامہ کے تحریر کرنیسے اور سطر چیراونے دریا اور میسرز کنگ اینڈ کمپنی کو اوس قسم کم کو حاصل کرلینے پر مجبور کیا تہا جو اونکے حق مین واجب الادا تہی۔

مدعیہ نے اپیل کیا۔

سندرام ستری و کمارا سامی ستری منجانب اپیلانٹ۔

ایڈووکیٹ جنرل آنریبل مسٹر سپرنگ برینسن منجانب رسپانڈنٹ۔

تجویز: ہم کو اس امر کی نسبت کوئی شبہ نہین ہے کہ قرارداد عدالت ماتحت نسبت ان ہر دو تنقیحات کے جو اوسکے روبرو اٹہائی گئی تہین درست ہے اور نیز وہ نتائج قانونی جو اوس مین سے اخذ کئے گئے ہین درست ہین۔ برطبق اپیل ہذا کے یہ استدعا کیگئی ہے کہ اپیلانٹ کو بذریعہ عدم موجودگی ایک تنقیح دربارہ اس امر کے نقصان پہنچا تہا کہ آیا اپیلانٹ کے متوفی شوہر کا فریب اہم طور پر عمل مین لایا گیا تہا۔ ہم اس عذر کو منظور نہین کرسکتے اپیلانٹ ہی کا یہ دعوے تہا کہ اوسکے شوہر کے افعال بلا ارادہ تہے اور وہ دایتان کو فریب دینے کی غرض سے کئے گئے تہے۔ خود اپیلانٹ کے گواہان نمبر ا و نمبر ۳ و نمبر ۵ کی شہادت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اوسکو کامیابی حاصل ہوئی تہی اور اوس نے اپنے دایتان کو تحریک کی تہی کہ اپنے دعاوی دربارہ اہم رقوم زر نقد کے ترک کردین یہ امر ہم کو صحیح معلوم ہوتا ہے کہ متوفی اگر وہ اب زندہ ہوتا تو عدالت مین حاضر ہوکر خود اپنے فریبانہ افعال کی منسوخی کا دعوے نہ کرسکتا تہا لیکن حجت یہ کیگئی ہے کہ اپیلانٹ اوسکی بیوہ ہے اور اوسکی حیثیت بہتر ہے اور وہ دادرسی کا دعوے بخلاف نتائج اپنے متوفی شوہر کے فریبانہ افعال کے کرسکتی ہے ہم اس امر کو تسلیم نہین کرسکتے کہ صورت حال مین بیوہ کی حیثیت اوسکے متوفی شوہر کی اوس حیثیت سے بہتر ہے جو اوسکو بحیثیت زندہ ہونے

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۰ صفحہ ۷۱
(۲) " " بمبئی جلد ۱ صفحہ ۲۰۷

کال
بنام
بلما چاری

کے ہوتی حجت یہ کیگئی ہے کہ بیوہ کو اپنے شوہر کی جایداد مین سے کفاف کا حق حاصل ہے اور اسلیئے اُسکو اُسمین ایک ایسا حق حاصل ہے جو فی الواقعہ اُسکو اُسکے انتقال کی تردید کرنیکا استحقاق عطا کرتا ہے بلا واسطہ اُس حق کے جو وہ بطور بیوہ اور قایم مقام قانونی آخری مالک کے حاصل کرتی ہے مقدمہ راما بیندن بنام رنگا مل (۱) اپر اس عذر کی تائید مین استحصار کیا گیا ہے اس عذر کے متعلق ہمارے خیال مین یہ بیان کرنا کافی ہے کہ مقدمہ حال مین کوئی سوال گذارہ اوٹھایا نہین گیا ہم اس امر کے متعلق کوئی رائے ظاہر نہین کرتے کہ آیا بیوہ کامیابی سے ایک دعوے گذارہ اوس جائداد مین سے کرسکتی ہے جو اُسکے شوہر نے بلا زر بدل اور فریبانہ طور پر منتقل کی ہو اگر وہ خود کوئی فریق فریب نہ ہو لیکن صورت حال اسطرح پر نہین ہے صورت حال مین اوس نے اُن فریبانہ معاملات کی منسوخی کا دعوے کیا ہے جنکے رو سے اُسکے شوہر کو فایدہ پہنچا تھا اور جنکے رو سے خود بیوہ کو بطور اُسکے قایم مقام کے تھا یسا فایدہ پہنچا تھا اس غرض کے پورا کرنے مین عدالت اُسکو مدد نہین دیسکتی فاضل جج نے کامل طور پر سندات متعلق بہ این امر پر غور کیا ہے اور ہم کامل طور پر اُن نتایج سے اتفاق کرتے ہین جو اوس نے اخذ کیے ہین ہم عدالت ماتحت کی ڈگری کو بحال رکھتے ہین اور اپیل ہذا کو معہ خرچہ خارج کرتے ہین۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سبرامینا ایار صاحب جسٹس و بنلس صاحب جسٹس

اپیل ۔۔۔ سنہ ۱۸۹۲

بارامتی کرشنیار مدعا علیہ نمبر (۱) اپیلانٹ **بنام** چندرو پیلیا و بیکس گرد مدعی و مدعا علیہ نمبر (۲) رسپانڈنٹان ٭

فریب بردائنان بیع بغرض پس پا کرنے دائنان کے ڈگری سازشی نالش واسطے استقرار حق فریبانہ انتقال کنندہ قابض کے۔

الف نے اپنی اراضی کا بیعنامہ بحق ب کے تحریر کردیا۔ وہ ڈگری جو اراضی مذکور پر کیگئی تھی ب کی تحریک سے بیعت ... دائنی تارق نے ایک نالش واسطے منسوخ کرانے انتقال کے اسوجہ پر کی کہ وہ فریبانہ ہے لیکن بالآخر اوس نے ایک ڈگری برضامندی ظاہر کی جسمین د کا استحقاق قایم رکھا گیا تھا۔ ازان بعد ب نے ایک درخواست بدین مضمون کی کہ وہ بجائے الف کے مالک متصور کیا جائے الف نے جو برابر قابض رہا تھا درخواست مذکور کی تردید کی اور اس نے ایک نالش بخلاف ب کے بغرض استقرار اس امر کے دایر کی کہ وہ بطور مالک کے درج رجسٹر ہونے کا مستحق ہے بیان یہ کیا گیا تھا اور یہ ثابت ہوگیا تھا کہ بیعنامہ مذکور بصورت ایک بیعنامہ بنائشی تھا اور وہ بلا بدل واسطے فریب دینے دائنان مدعی کے تحریر کیا گیا تھا

٭ اپیل نمبر ۔۔۔ سنہ ۱۸۹۰ء

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۲۶۰۔

سنہ ۱۸۹۷ء
پرامنی کرشنیا
بنام
چنند دیبیا

اور کہ مدعی نے وا ئین تامدی کو اس امر پر رضامند کرلیا تہا کہ اس ڈگری مذکورہ بالا مین رضامندی ظاہر کرے جسمین وہ اور سب دونو فریق تہے۔

تجویز ہوئی کہ نالش خارج کیجانی چاہیئے۔

اپلیوم نمبر اپیل ۴ سنہ ۱۸۹۴ء ڈگری پواچوتن نیا یا ئیڈ یشنل سبارڈینیٹ جج راجمندری بمقدمہ اپیل نمبر ۴ سنہ ۱۸۹۴ء مشعر بحالی ڈگری ٹی ورادا راجو منصف ضلع پداپور بمقدمہ ابتدائی نمبر ۳۷۹ سنہ ۱۸۹۲ء

نالش واسطے استقرار اس امر کے کہ مدعی اس امر کا مستحق ہے کہ رجسٹر مال مین بطور مالک بعض اراضی کے درج ہے سنہ ۱۸۸۴ء مین مدعی نے جبکہ وہ بہت مقروض تہا ایک بیعنامہ اراضی بلابدل مدعا علیہ نمبر ۲ کے حق مین تحریر کردیا انتظام یہہ کیا گیا تہا کہ بعد ادا ہو جانے قرضجات کے جائیداد مذکور پہر اوس کے حق مین منتقل کیجانی چاہیئے اس کے بعد برخلاف انتظام مابین مدعی اور مدعا علیہ نمبر ۲ کے شخص موخر الذکر نے بلابدل ایک بیعنامہ بحق مدعا علیہ نمبر ۱ کے تحریر کردیا۔ مدعی ہمیشہ تاریخ ارجاع نالش حال تک اراضی مذکور پر قابض رہا ہے سنہ ۱۸۸۷ء مین ایک شخص مسمی منچیا استا وا ئین مدعی نے ایک نالش بخلاف مدعی کے دایر کرکے ایک ڈگری حاصل کی اور اجراء ڈگری مذکور مین اوس نے اراضی زیر بحث کو قرق کیا قرقی مذکور کی تردید کیگئی تہی اور وہ رفع کیگئی تہی بعد ازان منچیا استا نے ایک نالش (نالش ابتدائی نمبر ۴۴۵ سنہ ۱۸۸۷ء) دایر کی اور مدعی اور مدعا علیہ نمبر ۲ دونون کو فریق بنایا۔ نالش واسطے قرار دلا پانے اس امر کے کیگئی تہی کہ بیعنامجات بحق مدعا علیہم نمبر ا و نمبر ۲ برائے نام تہے اور وہ اس غرض سے تحریر کئے گئے تہے کہ مدعی کی جائیداد اوس کے دائنان سے محفوظ کیجائے۔ منصف نے ایک ڈگری بحق منچیا استا کے صادر کی جب مقدمہ مین اپیل کیا گیا تو فریقین نالش مذکور نے ایک صلحنامہ تحریر کیا جس کی وجہ سے منصف ضلع کی ڈگری منسوخ کیگئی تہی اور انتقال زیر بحث حال قائم رکہا گیا تہا۔

ہر دو عدالتہاے ماتحت نے ایک ڈگری بحق مدعی صادر کی۔ مدعا علیہ نمبر ۱ نے اپیل کیا۔

سوا سامی ایار منجانب اپیلانٹ۔

سبرامنیو سستری منجانب ریسپانڈنٹان۔

سبرامنیا ایار صاحب جسٹس:۔ ہر دو عدالتہاے ماتحت نے یہ قرار دیا ہے کہ وہ اراضیات جنکی کہ کاغذات مال سرکاری مین درج رجسٹر کئے جانے کی نسبت تنازعہ حال علاقہ رکہتا ہے) مدعی حال کی ملکیت ہین اور کہ وہ اوس کے قبضہ مین قبل اور بروقت ادخال دعوے حال کے تہین اور کہ وہ بیع جسپر اپیلانٹ (مدعا علیہ نمبر ۱) نے انحصار کیا ہے کہ اوس کی بدولت اوسے جائیداد مذکور کا حق حاصل ہوتا ہے ایک محض معاملہ تہا جس کی رو سے کوئی حق منتقل نہیں ہوا قرارداد مذکور یہہ سمجہی گئی تہی کہ اپیلانٹ کو کوئی حق یہ دعوی کرنیکا حاصل نہ تہا کہ رجسٹری جائیداد مذکور

سنہ ۱۸۹۶ء
رامتی کرشنیا
بنام
چند دیبیا

اوسکے نام پر منتقل کیجاوے۔ اور ایک ڈگری بہ مضمون صادر کیگئی تھی کہ رسپانڈنٹ اس امر کا مستحق ہے کہ اپنا نام اوسی طرح سے رجسٹر مین بحال رکھے جیسا کہ وہ اس سے پہلے تہا۔

اُن عذرات مین سے ایک جنکی کہ استدعا اپیلانٹ کیطرف سے کیگئی ہے یہ تہا کہ رسپانڈنٹ اپنا استحقاق اراضی مذکور کی نسبت بیان کرنے سے بروے فیصلہ اپیل نمبر ۲۰ سنہ ۱۸۹۱ء منفصلہ عدالت سب آرڈینیٹ جج کوکانیڈا کے ممتنع ہے یہ عذر گو اوگا بر طبق اپیل ہذا کے اوٹہایا گیا ہے تاہم کامیاب ہونا چاہئے کیونکہ وہ واقعات جو اسکی تائید کرتے ہین یا تو خود عرضیدعوے مین درج ہین یا بصورت دیگر تسلیم کئے گئے ہین۔

واقعات مذکور حسب ذیل ہین:۔ کہ ایک ازدواینان رسپانڈنٹ نے ایک نالش ابتدائی نمبر ۲۰۴ سنہ ۱۸۸۸ء واسطے قرار دلانے اس امر کے دایر کی تہی کہ وہ معاملہ جو بطور ایک بیع بحق اپیلانٹ حال کے کیا گیا ہے محض ایک سازش واسطے بیباک کرنے دائینان کے تہی اسلئے اراضیات زیر بحث دراصل رسپانڈنٹ کی ملکیت ہین۔ بیرو و زنقبائے اپیلانٹ حال نالش مذکور مین مدعاعلیہم بنائے گئے تہے اور نالش مذکور مین ڈگری بحق دائین کے صادر کیگئی تہی مگر رسپانڈنٹ نے اپیلانٹ حال کو تحریک کی کہ ایک اپیل بنا راضی ڈگری مذکور نمبر ۲۰ سنہ ۱۸۹۱ء رجوع کرے۔ دائین کو اور رسپانڈنٹ حال اس اپیل مین رسپانڈنٹان بنائے گئے تہے۔ عدالت اپیل نے فریقین کی رضامندی سے بشمولیت خود رسپانڈنٹ حال کے ڈگری کو منسوخ کیا اور انتقال بحق اپیلانٹ حال کو بحال رکہا۔ اس سازشی ڈگری کی تردید جو اسطرح پر صادر کیگئی تہی رسپانڈنٹ سے نہین کیجاسکتی (دیکہو امنا بنام مدامارا(۱)) صرف اسی وجہ پر اور بلا غور کرنے دیگر امور کے مین عدالتہائے ماتحت کی ڈگریات کو منسوخ کرکے نالش کو خارج کرتا ہون لیکن بلا خرچہ۔

بنسن صاحب جج:۔ اہم سوال اس اپیل دوم مین یہ ہے کہ آیا مدعی نالش کو قائم رکہہ سکتا ہے جو اس بیان پر مبنی ہے کہ بعض بیعنامجات تحریر کردہ مدعی سازشی اور دستاویزات مصنوعی ہین جو اس غرض سے تحریر کیگئی ہین کہ جایداد دائینان سے محفوظ کیجاوے۔

واقعات مقدمہ ہذا مختصراً حسب ذیل ہین:۔ مدعی نے جو سخت مقروض تہا ایک بیعنامہ سازشی بلا بدل بعض اراضیات کا بحق مدعاعلیہ نمبر ۱ کے تحریر کر دیا اور زمان بعد اوس نے شخص موخرالذکر سے ایک اور بیعنامہ سازشی بحق مدعاعلیہ نمبر ۲ کے تحریر کرایا۔

مگر مدعی اراضی پر خود قابض رہا۔

---

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۰ صفحہ ۱۱۷۔

سنہ ۱۸۹۷ع
پرامتی کرفینا
بنام
چندر دیبیا

نالش ابتدائی نمبر ۱۸۸۳ء مین ایک ڈالین مدعی نے اراضیات مذکور کو اپنی ڈگری بخلاف ببچکے اجرا مین قرق کرالیا بعینا مجات شام کا استحقاق اوسکی تردید مین کیا گیا تہا اور قرقی کی مزاحمت کامیابی سے کیگئی تہی زان بعد دائن نے ایک نالش واسطے استقرار اس امر کے دایر کی کہ بعینا مجات سازشی ہین اور اسنے عدالت اول سے ایک ڈگری حاصل کی مگر بطبق اپیل کے مدعی نے اسے کسی قدر رقم ادا کرکے یہ تحریک کی کہ وہ اوس ڈگری مین فیما مندی لکہ کرے جسمین مدعا علیہ نمبر ا کا استحقاق تسلیم کیا جاچکا چنانچہ ایک ایسی ہی ڈگری صادر کیگئی تہی سنہ ۱۸۹۲ء مین مدعا علیہ نمبر ا نے ایک درخواست کلکٹر کے پاس واسطے انتقال رجسٹری مال اراضیات مذکور کے بحق مدعا علیہ نمبر ا گذرانی اور کلکٹر نے یہہ نوٹس جاری کیا کہ وہ رجسٹر مین تبدیلی کردیگا۔ الا جبکہ مدعی بذریعہ نالش دیوانی کے اپنا استحقاق ثابت کردے اسلئے مدعی نے نالش حال واسطے استقرار اس امر کے دایر کی کہ رجسٹری اراضیات تبدیل نکیجانی چاہیے۔ ہر دو عدالتہاے ماتحت نے ایک ڈگری اوسکے حق مین صادر کی اور اب مدعا علیہ نمبر ا نے بنا رضی ڈگریات مذکور کی اپیل کیا ہے۔

میری راے مین مدعی کی نالش چل نہین سکتی۔

قانون متعلق بہ این امر بہ نہایت کمال طور سے مقدمہ چینی ورایا بنام پیا پا (۱) و مقدمہ بنگال بنام ونیکٹا چاری (۲) و مقدمہ شام لال متر بنام امر ندرا ناتہ بوس (۳) اور ایک جدید تر مقدمہ انگلستان کیرلے بنام ٹامسن (۴) مین بحث کیگئی ہے عام قاعدہ یہہ ہے کہ ایک شخص خود اپنے خلاف قانون یا فریبانہ فعل کو خود اپنے فعل سے محفوظ رہنے کے واسطے استعمال نہین کرسکتا (ملاحظہ ہو کتاب مے صاحب، بارہ انتقالہاے فریبانہ صفحہ ۴۲۲) لیکن بعض مستثنیات قاعدہ مذکور کو عدالتہا نے تسلیم کیا ہے مقدمہ سائمن بنام ہیو گیبس (۵) مین ایک فریبانہ [illegible] سے منسوخ کیا گیا کہ اس صلحنامہ کو موثر کیا جاے جو بابین انتقال کنندہ اور اوسکے دائنان کے کیا گیا ہے بصورت حال ہین یہ امر قابل غور ہے کہ عدالت نے بتصور اشخاص ثالث کے فایدہ اور معقولیت کو مد نظر رکہکر عمل کیا ہے اس امر کی نسبت شبہ ہوسکتا ہے کہ آیا ایک ڈگری نالشی مذکور بین واسطے فایدہ صرف انتقال کنندہ کے صادر ہوسکتی تہی پس اگر ایک بالارادہ تحریر کردہ دستاویز عطا کنندہ کے قبضہ مین دیجاے اور اوسپر کبہی عمل نہ کیا گیا ہو اور نہ معطی لہ کو اوسکی موجودگی کا علم ہو تو عدالت انصاف اوسکو بطور ایک نامکمل دستاویز کے متصور کریگی اور اگر معطی لہ کو اتفاقاً اوسکا قبضہ ملجاے تو عدالت انصاف اوسکے برخلاف عمل کریگی (ریکل بنام بوہرڈ (۶))

ایک تیسری استثنا پارکر صاحب جج نے مقدمہ ونیکٹا راما بنام ورا ما (۷) مین بدین الفاظ بیان کی ہے کہ

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۲۰۰۔
(۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۲۰۷۔
(۳) " " کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۴۶۰۔
(۴) لا رپورٹ کوئینز بنچ ڈویزن جلد ۲۴ صفحہ ۷۴۲۔
(۵) لا رپورٹ ایکوئی جلد ۹ صفحہ ۴۸۔
(۶) جیکب و واکرس رپورٹ چانسری جلد ۲ صفحہ ۵۵۰۔
(۷) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۰ صفحہ ۱۷۔

سنہ ۱۸۹۰ء
پرامتی کرشنیا
بنام
چندر دیبیا

جب مدعاعلیہ کو خود اپنی اور مدعیکی حیثیت کے ظاہر کرنیکی اجازت اس غرض سے دیجاے کہ وہ اپنے آپکو اوس فعل حقی سے محفوظ کرے جو واسطے موثر کرنے اوس معاہدہ یا دستاویز کے کیا گیا ہو جو کسی خلاف قانون یا خلاف تہذیب غرض سے تحریر کیا گیا ہو صورت حال مین ایک استثنا کی منظوری ایک زیادہ کار کیواسطے نہین کیگئی بلکہ بوجوہات مصلحت عامہ پر عطا کیگئی ہے کیونکہ عدالت کو چاہیے کہ مدعیکی امداد جایداد کے دلانے یا اوس معاہدہ کے موثر کرانے مین نہ کرے جسکی کرنسبت اوسکو کوئی استحقاق حاصل نہین قاعدہ مصلحت عامہ کا استعمال اسوقت تک نہین کیا جاسکتا جبتک کہ مدعاعلیہ کو اُس سے فایدہ اوٹھانیکی اجازت نہ دیجاے لیکن فایدہ مذکور اوسکو حاصل ہوا ہے کیونکہ اوسکے حق مین کوئی ایسا استحقاق محفوظ نہین کیا گیا جسکا کہ وہ مستحق ہے ملاحظہ ہو ہومن بنام جانسن[1] راے لارڈ مینسفیلڈ صاحب و لکھی داس کیمیم جی بنام مولجی کانجی[2] یہ استثنا بہی منظور نہین کیجاتی اگر دگری بربناے فریب اور سازش ہر دو فریقین حاصل کیگئی ہو ایسی صورتمین وہ دونو بمقابل یکدیگر پابندی ہے ملاحظہ ہو احمد بہائی حبیب بہائی بنام ولی بہائی قاسم بہائی[3] پرداہم بنام فلپس[4] و ینکٹا راما بنام ورا سارہ[5] و چنوراپا بنام تپاپا[6] -

میری یہ راے ہے کہ اگر وسیع الفاظ مین بیان کیا جاے تو صرف یہی مستثنیات مقدمات انگلستان سے معلوم ہوسکتی ہین اور نیز بذریعہ رپورٹ شدہ مقدمات عدالت ہذا و ہائیکورٹ بمبئی سے کلکتہ ہائیکورٹ نے مقدمہ مبیا چودہراین بنام مولاسندری دیبیا[7] و بیکنٹ ناتہہ سین بنام گوبولہ سکدار[8] مین اس سے کسیقدر زیادہ بیان کیا ہے لیکن وہ قاعدہ جو ہائیکورٹ مذکور نے قایم کیا ہے اُس سے ہائیکورٹ بمبئی نے مقدمہ چنوراپا بنام تپاپا[6] مین صریح طور پر اختلاف کیا ہے جسمین یہ راے ظاہر کیگئی ہے کہ فیصلجات مذکور کے رو سے ایک فریق بددیانتی کرنیکے قابل بنایا گیا ہے جسکے رو سے اوسکو دائیان کی فریب دیا جاے یعنی بعد حاصل کرنے اپنے [illegible] فایدہ حاصل کرلے" نیز مقدمات مذکورہ سے عدالت ہذا کے مقدمہ نگال بنام دینکٹا چارلی[9] مین اختلاف کیا ہے جو مقدمہ نگال بنام وینکٹا چاری[10] مین بحال رکہا گیا ہے اسمین شبہ نہین کہ قاعدہ کلکتہ باوجود اختلاف نہاے مذکور کے مقدمہ شام لال متر بنام امرندرو ناتہہ بوس[11] مین بحال رکہا گیا ہے ایسا کرنے مین عدالت نے مقدمہ جامیس بنام ہیو گبس[12] پر انحصار کیا تہا جسکا مینے ابہی حوالہ دیاہے اور نیز مقدمہ ٹیلر بنام بوورس[13] ایک مگر مقدمہ اول الذکر مین فریقین ثالث کے حقوق شامل تہے اور مقدمہ موخر الذکر سے مقدمہ کیرلے بنام ٹامسن[14] مین اختلاف کیا گیا ہے نیز ای صاحب لارڈ جسٹس نے فیصلہ صادر کرتیوقت بیان کیا ہے کہ مقدمہ ٹیلر بنام بوورس[13] مین

(۱) کوپرس رپورٹ صفحہ ۳۴۳ -   (۲) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۲۹۵ -   (۳) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۶۰۳ -

(۴) ایمل رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۷۶۳ -   (۵) " " مدراس جلد ۱ صفحہ ۱۶۰ -   (۶) " " " جلد ۱۱ صفحہ ۹۰ -

(۷) ویکلی رپورٹر جلد ۱۲ صفحہ ۴۲۲ -   (۸) ویکلی رپورٹر جلد ۲۴ صفحہ ۳۹۱ -   (۹) " " مدراس جلد ۵ صفحہ ۳۰۳

(۱۰) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۹ صفحہ ۳۳۳ -   (۱۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۴۶۰ -   (۱۲) لا رپورٹ ایکوٹی جلد ۱ صفحہ ۴۵ -

(۱۳) لا رپورٹ کوینس بینچ ڈویزن جلد ۱ صفحہ ۲۹۱ -   (۱۴) لا رپورٹ کوینس بینچ ڈویزن جلد ۲۲ صفحہ ۲۰۹ -

۱۸۹۷ء
بلاستی گوشت بنام چندر ویلیہ

اگر روپیہ یا اسباب کسی خلاف قانون غرض کے واسطے حوالہ کیا گیا ہو تو وہ شخص جسنے اسطرح پر روپیہ یا اسباب دیا ہو اسکو قبل غرض خلاف قانون کے وقوعیں آنیکے واپس لے سکتا ہے۔ یہ امر مشہور ہے کہ یہ مسئلہ میرے خیال میں کسی پہلے مقدمہ میں سوائے مقدمہ ٹیلر بنام بورس (۱) کے پایا نہیں جاتا جو ۱۸۷۶ء میں واقع ہوا تھا اور باوجود نہایت اہم سند اس فاضل جج کے جس نے قانون کو اُن الفاظ میں بیان کیا تھا جنکو کہ میں نے ظاہر کیا ہے۔ میں سوائے اسکے کچھ نہیں کہہ سکتا کہ مسئلہ مذکور کے اطلاق کی حد اور نیز خود مسئلہ مذکور کسی وقت بعد ازیں دقت کے مستحق ہونگے گو عدالت ہذا میں نہوں لیکن اعلی عدالت میں ضرور ہونگے اور مجھے خوشی ہوئی ہے کہ میری اس رائے کے ساتھ لارڈ چیف جسٹس صاحب کو کامل اتفاق ہے اس فقرہ کا اقتباس پسندیدگی کے ساتھ عدالت ہذا نے مقدمہ رنگامل بنام وینکٹا چاری (۲) میں کیا ہے۔ بس ماسوائے اُن مقدمات کے جنکا میں نے حوالہ دیا ہے اور جن سے اختلاف کیا گیا ہے میری رائے میں کوئی اور سند اس امر کے قرار دینے کی موجود نہیں ہے کہ مدعی عدالت میں حاضر ہو کر خود اپنے فریب کو بیان کرکے عدالت سے یہ استدعا کرسکتا ہو کہ صرف اُسکے فائدہ کیواسطے ایک فریبانہ دستاویز کو منسوخ کیا جائے یا ایک ایسی قرارداد قلمبند کیجائے جسکے رو سے وہ خود اپنے فعل کے خطرہ سے محفوظ ہو جائے۔ ایسی صورت میں عدالت صریح طور پر انکار کرسکتی ہے اور مدعی کو ایسے الفاظ میں جواب دے سکتی ہے جنکا اقتباس عموماً سٹوری صاحب کی کتاب ایکوٹی جورسپروڈنس سے کیا جاتا ہے۔ "جہاں ایک فریق مستدعی وا دعی مجرم فریق ہو یا جہاں اُسنے بالارادہ فریب کرنے میں حصہ لیا ہو یا جہاں وہ اقرارنامہ جسکو وہ منسوخ کرانا چاہتا ہے بیضابطگی پر مبنی ہو یا خود اُسکی کمینے طریق عمل پر ہو تو اُن عدالت انصاف کو چاہئیے کہ اُسکو خود اپنی بے انصافی کا نتیجہ اٹھانے دے اور اُسکی امداد دربارہ اس امر کے کرنیسے انکار کرے کہ وہ مصائب جو اُسنے اور لوگوں کے واسطے پیدا کئے ہیں خود برداشت کرے"۔ (دفعہ ۲۹۸) یہ صورت بالخصوص اُسوقت ہوتی ہے جبکہ فریب بذریعہ پس پاکرنے ایک فریق ثالث کے حقوق کے کیا گیا ہو یا اُسکا استعمال کسی اور موثر فریق پر کیا گیا ہو۔ ملاحظہ ہو احمد بھائی حبیب بھائی بنام ولی بھائی قاسم بھائی (۳)، رنگامل بنام وینکٹا چاری (۲)۔ ماں بعد میری یہ رائے ہے کہ مدعی کو قطع نظر اُسکے طریق عمل بمقدمہ ابتدائی نمبرہ ۴۳۳ سنہ ۱۸۹۰ء کے کوئی حق تعامل نہیں ہے کہ عدالت انصاف میں حاضر ہو کر ایسے اقرار

(۱) لا رپورٹ کوئنز بنچ ڈویژن جلد ا صفحہ ۲۹۱ (۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۸ صفحہ ۳۷۔
(۳) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۷ صفحہ ۳۰۷ (۴) ” ” ” جلد ۱۰ صفحہ ۱۷۔
(۵) ” ” ” جلد ۱۱ صفحہ ۷۰۸۔

سنہ ۱۸۹۷
۲۵ و ۲ فر

صیغۂ اپیل دیوانی

باجلاس آنریبل سر آرتھر جی ایچ کالنس صاحب نائٹ چیف جسٹس و شفرڈ صاحب جسٹس

وراداراجولو نیدو (مدعی) اپیلانٹ **بنام** سرینواسولو نیدو (مدعا علیہ) ریسپانڈنٹ *

سازشی ڈگری واسطے بیس پاکرنے حقوق ایک فریق ثالث کے نالش بغرض منسوخی ڈگری -

مدعی ایک ہندو تھا جس نے اس غرض سے کہ اسکا پسر متبنیٰ مسمیٰ اسکے غیر منقسم حصہ جائداد خاندانی کو حاصل کرسکے چند پرامیسری نوٹ تحریر کرکے مدعا علیہ کے حوالہ بلا بدل کئے اور اقرار انکے مابین یہ ہوا تھا کہ مدعا علیہ کو چاہئے کہ ایک ڈگری بربنائے نوٹ ہائے مذکور کے حاصل کرے اور اسکے اجرا میں اراضیات خاندانی کو قرق اور نیلام کراکے خود خرید کرلے اور انکا قبضہ مدعی حال کی طرف سے اپنے پاس رکھے نالش اور کارروائیات مابعد انہوں نے سازش سے کی تہیں جسکا ضروری خرچہ مدعی حال نے ادا کیا تھا ازان بعد اسکے پسر نے اپنی حصہ جائداد کی نالش کی اور اپنے باپ کی امداد سے (جس نے اس اثنا میں اپنا اعتماد مدعا علیہ سے اُٹھا لیا تھا) اُسنے کامیابی بیع مذکور کی تردید بطور سازش کے کی تہی اور ایک ڈگری حاصل کرکے اُسکا اجراء کرایا تہا - قرار یہ پایا تہا کہ مدعا علیہ کو چاہئے کہ اراضیات پر مدعی کیطرف سے قابض رہے لیکن اُسنے اب اُسکا حصہ اسکے حوالہ کرنے سے انکار کیا چنانچہ مدعی نے اپنی حصہ جائداد کے دلا پانے اور اس امر کے استقرار کی نالش کی کہ سازشی ڈگری بخلاف مدعی اور وہ کارروائیات مابعد جو اسکے اجرا میں کیگئی ہیں اُسپر قابل پابندی نہیں ہیں -

تجویز ہوئی کہ ایک فریق ڈگری سازشی مجاز نہیں ہے کہ اسکی منسوخی کی استدعا کرے لہٰذا مدعی دادرسی کا مستحق نہ تھا -

اپیل از ڈگری ڈیوس صاحب جج بصیغہ ابتدائی ہائیکورٹ مقدمہ ابتدائی نمبر ۹ سنہ ۱۸۹۵ع

نالش ہٰذا واسطے استقرار اس امر کے دائر کیگئی تہی کہ پرامیسری نوٹ مبلغ (رقم) روپیہ جو مدعی نے بحق مدعا علیہ کے تحریر کیا سازشی تہا اور اُسکا زربدل ادا نکیا گیا تہا - اور کہ وہ ڈگری جو مدعا علیہ نے بربنائے پرامیسری نوٹ مذکور کے حاصل کی ہے اور وہ کارروائیات اجراء جو بربنائے ڈگری مذکور کے کیگئی ہیں سازشی ہیں اور کہ مدعا علیہ کو کوئی استحقاق اُن جائداد ہائے مملوکہ مدعی میں حاصل نکیا تہا جو اجرائے ڈگری میں فروخت کیجا کر مدعا علیہ سے خرید کیگئی تہیں وہ واقعات جنپر کہ مدعی نے انحصار کیا تہا فقرات ۱ لغایت ۹ عرضیدعویٰ میں حسب ذیل بیان کئے گئے ہیں :-

"مدعی کا پسر این وینکٹا سامی نایدو وناکرما نمبردار تہا اور وہ اسوجہ سے شریر ہوگیا تہا کہ بحیثیت اکلوتی پسر مدعی کے وہ نصف جائداد ہائے خاندانی کا مستحق تہا -

* نمبر ۲۱ صیغہ ابتدائی نمبر ۲۳ سنہ ۱۸۹۶ع

۱۹۰۷ء
راجولو نیدو
بنام
چینواسولو
نیدو

اِس غرض کیلئے کہ وہ (مدعی کا پسر) مدعی کا مطیع اور فرمانبردار بنایا جاے یہ ضروری سمجھا گیا تھا کہ کوئی تدبیر کی جائے۔

مدعا علیہ سنہ ۱۹۰۵ء میں مدعی کے ساتھہ اُسکے مکان مین رہتا تھا اور مدعی کو اُس پر اعتماد تھا۔ مدعی اور مدعا علیہ کے مابین مدراس مین سنہ ۱۹۰۵ء میں یہ قرار پایا تھا کہ مدعی کو چاہئے کہ ایک پرامیسری نوٹ بحق مدعا علیہ کے ایک کثیر التعداد رقم زر نقد کی بابت تحریر کردے اور مدعا علیہ اُسکے برخلاف ایک نالش بربنائے پرامیسری نوٹ رجوع کرکے ایک ڈگری حاصل کرے اور اُسکا اجراء بذریعہ قرقی و نیلام جائداد ہاے مدعی کرائے الا جبکہ اسی اثناء مین مدعی کا پسر کو مطیع اور فرمانبردار ہو جاے یا جبکہ مدعی کسی اور وجہ سے کارروائیات مذکورہ کو بند کرانا چاہے اور مدعی کو چاہئے کہ اس تنازعہ کا خرچہ ادا کرے اور یہ کہ مدعا علیہ کو ان معاملات سے کوئی فائدہ اٹھانا نہ چاہئے اور یہ کہ جائدادہای مذکورہ یا اُنکا زر ثمن ہمیشہ مدعی کی ملکیت ہونی چاہئے اور مدعا علیہ کو چاہئے کہ مدعی کی استدعا پر ہر ایک ایسا امر کرے جو مدعی اُس ہی جائدادہاے مذکورہ سے متعلق کرانا چاہے۔ اور یہ کہ مدعا علیہ کو کسی ایسے امر کا ارتکاب کرنا چاہئے جو مدعی یا اُسکے حقوق کیلئے مضر ہو۔ اہم غرض معاملات مذکورہ کی یہ تھی کہ مدعی کا پسر اُسکی اطاعت مین آجائے۔

بہ تعمیل انتظام مذکورہ کے اور بلا کسی بدل کے پانچ پرامیسری نوٹ ایک ہی تاریخ کو بعوض مبلغ [illegible] و [illegible] و [illegible] و [illegible] و [illegible] کے تحریر کئے گئے تہے لیکن پہلے چار پرامیسری نوٹوں پر مختلف تواریخ لکہی گئی تہین یعنی علی الترتیب ۱ فروری سنہ ۱۹۰۵ء و ۱۰ اکتوبر سنہ ۱۹۰۵ء و ۲ جنوری سنہ ۱۹۰۶ء و مارچ سنہ ۱۹۰۶ء تاکہ معاملات مذکورہ سچے معلوم ہون اور یہ معلوم ہو کہ آخری نوٹ بہ تجدید نوٹہاے اول کے تحریر کیا گیا ہے۔

اور یہ کہ پرامیسری نوٹ مبلغ [illegible] کی بناء پر جو یکم اگست سنہ ۱۹۰۶ء کا مرقومہ تہا ایک نالش اُس روپیہ کے خرچہ سے دائر کیگئی تہی جو مدعی نے مہیا کیا تہا جو ایک نالش دیوانی نمبر ۲۴۱ سنہ ۱۹۰۶ء تہی اور مدعا علیہ نے بخلاف مدعی کے ۵ ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء کو یا اُسکے قریب رجوع کی تہی۔ اور مدعا علیہ نے پرامیسری نوٹ کا تحریر کیا جانا اور دعویٰ تسلیم کیا تہا۔ اور ایک ڈگری ۲۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء کو مبلغ [illegible] کی بشمولیت خرچہ کے صادر کیگئی تہی۔

اور یہ کہ ڈگری مذکور کا اجرا کسی وقت تک اس امر کے دیکہنے کیواسطے نہ کیا گیا تہا کہ آیا مدعی کا پسر مطیع ہوتا ہے یا نہین۔ چونکہ اس بات کی کوئی امید نہ تہی اسلئے مدعا علیہ نے ڈگری مذکور کا اجراء مدعی کے روپیہ سے اُن جائدادہا کے برخلاف کرایا جو زیادہ تر خصوصیت کے ساتھہ اُس ضمیمہ مین مذکور ہین جو

۹۷
۱۸۹۶ء
دراداجولو نکہ
بنام
سرنیواسولکہ

فرضی دعویٰ کے ساتھ منسلک ہے اور جائداد ہائے مذکور اجراء میں نیلام کیجا کر مدعا علیہ سے خرید کی گئی تھیں –
اور کہ پرامیسری نوٹ مذکور اور ڈگری اور کارروائیات اجراء سے جو معاملات ظاہر ہوتے ہیں جنکا کوئی بدل ادا نہ کیا گیا تھا اور وہ اغراض مذکورہ بالا کیلئے کئے گئے تھے اور مدعا علیہ نے کوئی استحقاق اُسکے رو سے اپنے واسطے حاصل نہ کیا تھا بلکہ وہ ایک امین مدعی کا در بارہ اُس جائداد یا حقوق کے ہے جو اُس نے حاصل کئے ہیں –

اور کہ مدعی نے ماہ اگست ۱۸۹۳ء میں جائداد ہائے مذکور کے بیع کرنیکی کوشش کی اور اُسنے مدعا علیہ سے کہا کہ اسکے ساتھ شامل ہوکر اسکو اس کام میں امداد دے لیکن اُسنے مدعی کی استدعا کی تعمیل کرنے سے پہلو تہی کیا اور ناجائز طور پر اُسنے ایسا کرنے سے انکار کیا الا جبکہ مدعی اُسکو ایک قدر روپیہ ادا کرے اور اسطرح جبر اُس نے اقرارنامجات کی خلاف ورزی کی ہے اور فریبانہ طور پر اور بددیانتی سے عمل کیا ہے –

اور کہ مدعی کے پسر مذکور نے ایک نالش نمبر ۱۔ ۱۸۹۳ء بخلاف مدعا علیہ بمحکمہ عدالت ہذا میں مشعر بیان واقعات مذکور رجوع کی تھی جسمیں اُسنے جائداد کا دعویٰ کیا تھا – اور اُسنے ایک ڈگری بخلاف مدعا علیہ کے بابت استحقاق مذکور جائداد کے حاصل کی تھی – اور مدعی نے اپنے پسر کی تائید اصلی واقعات کے ثابت کرنے میں کی تھی کیونکہ مدعا علیہ نے فریب اور دغا کیا تھا –

مدعا علیہ نے یہ بیان کیا کہ پرامیسری نوٹ مبلغ روپیہ عوض زر بدل کے تحریر کیا گیا تھا اور اُسنے اس امر سے انکار کیا کہ ڈگری اور کارروائیات اجراء سازشی تھیں –

اُس نالش میں جو مدعی کے پسر نے دائر کی تھی (نالش دیوانی نمبر ۱۔ ۱۸۹۳ء) مدعی اور مدعا علیہ دونوں فریق بنائے گئے تھے اور ایک ڈگری بدیں قرارداد صادر کیگئی تھی کہ کارروائیات اجراء و نیلام کالعدم تھے اور انکا کوئی اثر مدعی کے پسر کے استحقاق مندرجہ جائداد پر نہ پڑتا تھا"

نالش کی تجویز ڈیوس صاحب جسٹس نے کی تھی جس نے فیصلہ ذیل صادر کیا :

ڈیوس صاحب جسٹس :- مدعی نے ایک اقرارنامہ مدعا علیہ کے ساتھ کیا تھا جسکے رو سے مدعا علیہ نے اولاً ایک نالش بخلاف مدعی کی بربنائے ایک پرامیسری نوٹ مبلغ روپیہ تحریر کردہ مدعی دائر کی تھی اور جسمیں ایک ڈگری برضا (دستاویز ب) حاصل کرکے اُسنے اُسکا اجراء بخلاف مدعی کی جائداد کے بذریعہ نیلام کرایا تھا اور اُسنے اسکو اپنی ڈگری ایفا میں خود خرید کرلیا تھا – اب مدعی یہ بیان کرتا ہے کہ وہ کل معاملات نمائشی اس غرض سے کئے گئے تھے کہ اُسکا بیٹا مطیع ہو جاوے اور اُسنے ایک ڈگری کی استدعا کی ہے جسکے رو سے ڈگری مصدرہ بربنائے پرامیسری نوٹ و کارروائیات اجراء کالعدم قرار دیکر منسوخ کیجائیں اور واسطے استقرار ...

که مدعا علیہ نے کوئی حق جائداد ہائے متدعویہ میں حاصل نہیں کیا یا بعوض داد رسی ہائے مذکور کے ایک ڈگری
مبلغ سعہ ۷۰۰ روپیہ کی بطور ہرجانہ فسخ معاہدہ کے صادر کیجائے کیونکہ مدعا علیہ نے اراضیات متدعویہ کا انتقال اسکے
حق میں نہیں کیا جیسا کہ ابتداءً مابین فریقین کے قرار پایا تہا بعد اسکے کہ معاملات مذکور کی غرض پوری ہو جائے —

اب مدعی کے پسر نے اپنا استحقاق نسبت نصف جائداد ہائے متدعویہ کے نالش ابتدائی نمبر ۴ ۱۸۹۳ء عدالت
نڈامین قرار دلایا ہے جسمیں اُسنے اپنے باپ مدعی حال اور مدعا علیہ حال کے برخلاف بطور مدعا علیہم نمبر ۱ و ۲ کے اس فریب کی منسوخی کا دعویٰ
کیا تہا جو اُسکی بخلاف کیا گیا تہا اور قرارداد ہائے نالش مذکور مسلمہ طور پر فریقین نالش حال پر قابل پابندی ہیں۔ ان میں یہ قرار
دیا گیا تہا کہ وہ معاملات جو نالش حال میں زیر بحث ہیں محض حاشیہ ہیں اور کہ پرامیسری نوٹ کا کوئی زر بدل ادا نہ کیا گیا
تہا۔ اور نیز یہ کہ جائداد ہائے زیر بحث مدعی حال کی جائداد ہائے حاصل کردہ خود نہیں جیسا کہ بیان کیا گیا ہے بلکہ وہ جائداد
خاندانی تہی جسمیں مدعی کے پسر کو نصف حصہ حاصل تہا (ملاحظہ ہو تنقیحات و فیصلہ نالش مذکور ج و د) وہ اصلی سوال
جسکا فیصلہ نالش نڈامین کرنا ہے یہ ہے کہ آیا مدعی نے فریبانہ نیت سے اپنے پسر کے حقوق کی برخلاف کارروائی کی تہی اور
میری رائے میں واقعات ثابت شدہ سے اسکی نسبت کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔ مدعی نے نہ صرف جائداد ہائے متدعویہ ہی
کا دعوی یا انہیں سے بعض کا بطور جائداد ہائے حاصل کردہ خود کے کیا تہا (ملاحظہ ہو اسکا بیان حلفی نمبر ۱) بلکہ اُسنے جائداد ہائے
مذکور کو ایک فعل کا ارتکاب کرکے اپنے پسر کی حد اختیار سے باہر کر دیا تہا اسپر اُسکا پسر مجبور ہو گیا تہا کہ ایک نالش اسلیے
دلاپانے اپنے حقوق مندرجہ جائداد کے رجوع کرے۔ مدعی بہتر طور پر یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ فعل سوچ سمجھ کے لیا گیا تہا کہ اسکا
پسر تابعداری اختیار کرے لیکن چونکہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ پسر نے حقوق کا دعوی بخلاف پدر کے اسوقت کیا تہا اسلیے
باپ کی نیت صریح طور پر یہ تہی کہ اپنے پسر کو اسکے حقوق سے اسطرح پر محروم کرے کہ اسکا انتقال کسی اور کے حق
میں کر دے۔ وہ کارروائیات جو مدعی نے کی تہیں ضرورت سے بہت زیادہ تہیں اگر اُسنے صرف یہی غرض تہی کہ
اپنے پسر کو تابعدار بنائے۔ اصل بات یہ تہی کہ ایک تنازعہ مابین باپ و بیٹے کے دربارہ جائداد خاندانی کے
موجود تہا اور باپ نے یہ خیال کیا تہا کہ اسکا اختتام اسطرح پر کر دے کہ پسر کو کامل طور پر اسکے نصف حصہ سے محروم
کر دے اور کل جائداد کسی اور کے نام اسطرح پر منتقل کرے کہ گویا وہ اسکی جائداد حاصل کردہ خود تہی اور اُسنے یہ امر
اپنے اختیار میں رکہا تہا کہ جب چاہے جائداد مذکور کو پہر حاصل کرے۔ یہ صریح طور پر ایک فریب بخلاف پسر کے تہا
اور اُس نالش میں جو پسر نے دائر کی تہی (دستاویز د) ایسا ہی قرار دیا گیا ہے۔ پس یہ قرار دیکر کہ مدعی کیطرف سے
بخلاف اپنے پسر کے نہ صرف فریبانہ نیت ہی موجود تہی بلکہ فریب اس حد تک عمل میں لایا گیا تہا کہ پسر کو فریب
مذکور کے منسوخ کرانے کی نالش کرنی پڑی تہی۔ اب یہ سوال باقی ہے کہ آیا مدعی اب بخلاف دوسرے سازش کنندہ
فریق کے داد رسی کا مستحق تہا۔ یہ خیال کر کے کہ انتظام بین ان کے ایک ڈگری عدالت اور ان کارروائیات

۱۸۹۷ء
ورادراجولونیدا
بنام
سرنیواسہ لونیدا

اجرا سے ختم کیا گیا تھا زیر ڈگری مذکور کیگئی تھین - قانون اس امر کے متعلق صریح ہے کہ مدعی کسی دادرسی کا مستحق نہین ہے - ملاحظہ ہو دینکٹا رامنا بنام ورا (۱) احمد بہائی حبیب بہائی بنام ولی بہائی قاسم بہائی (۲) جینوا ایا بنام بتیا یا (۳) ورنگال بنام دینکٹا چاری (۴) مقدمہ پرام سنگھ بنام لال جی مل (۵) جسپر کہ مدعی نے انحصار کیاہے اسکے برخلاف ہے - اس موخرالذکر مقدمہ مین مدعی نے شائد زیادہ تر واسطے تائید اپنے دعوی ہرجانہ زیر معاہدہ مدعا علیہ (الف) کے انحصار کیا تہا - لیکن اسمین کوئی جدید اقرارنامہ منجانب مدعا علیہ بعد تکمیل فریب درج نہین ہے - وہ صرف ایک ابتدائی اور مختصر اقرارنامہ بعد از تکمیل فریب ہے جو تسلیم کیا گیا تہا - چونکہ وہ فریب سے حاصل کیا گیا تہا اسلئے وہ جائز نہین ہے لیکن اگر اسکو بطور ایک جدید اقرارنامہ کے بہی متصور کیا جاتا ہم وہ زیر دفعہ ۲۳ ایکٹ معاہدہ ناجائز ہوگا کیونکہ اسکی غرض ایک منشاء قانون کے پس پا کرنے کی ہوگی یعنے ناقابلیت مدعی کی واسطے حاصل کرنے کسی دادرسی کے بذریعہ عطا کرنے اسکو بواسطہ طور پر ایسی دادرسی کے جو وہ بلاواسطہ طور پر حاصل نہین کرسکتا - مدعی کی استدعا واسطے منسوخی ڈگری بربنائے پرامیسری نوٹ اور استقرار اس امر کے کہ مدعا علیہ کو کوئی حق جائیداد مین حاصل نہین ہے اسوجہ پر منظور نہین کیجا سکتی کہ وہ اس فریب مین ایک فریق تہا جسکے روسے افعال مذکورہ کا ارتکاب کیا گیا تہا اور اسکی استدعا دربارہ ہرجانہ بعوض دادرسی ہائے مذکور بہی اسوجہ پر نامنظور کیجاتی چاہئے کہ وہ ایک ایسے اقرارنامہ کے نسخ پر مبنی ہے جو ناجائز ہے کیونکہ وہ ایک تجویز فریبانہ کا ایک جزو ہے - مدعی نے ایک اور سبب دعوی مقدمہ ہذا مین شامل کیا ہے یعنے ایک دعوی ہرجانہ واسطے اس امر کے کہ اسکو مدعا علیہ نے بری نیت سے گرفتار کراکے قید کرایا ہے (دستاویز نمبر ۲ ملاحظہ طلب) اسوجہ سے کہ اسکے ذمہ ایک بقایا بروئے ڈگری فریبانہ کے واجب الادا ہے - بنائے دعوی مذکور صریح طور پر علیحدہ ہے نہ کہ فسخ معاہدہ - اور وہ بطور شامل کیجانیکا منظور کیا جانا چاہئے کیونکہ یہ امر جائز نہ تہا کہ اسکو ایک نالش استقرار حق بابت جائداد غیر منقولہ مین شامل کیا جاتا (دفعہ ۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی) -

نتیجہ یہ ہے کہ مدعی کی نالش معہ خرچہ خارج کیجاتی ہے -

مدعی نے اپیل کیا -

مسٹر کے براون منجانب اپیلانٹ -

مسٹر سری نواسا ائینگر منجانب ریسپانڈنٹ -

تجویز :- ہم فاضل جج کے ساتھ اس امر قرار دینے میں اتفاق کرتے ہین کہ مدعی کا بانصرور یہ منشا ہوگا کہ اپنے بہتر کے دعوی جائداد کو زائل کرے اور اسلئے وہ انتظام جو مابین اسکے اور مدعا علیہ کے کیا گیا تہا بطور ایک فریب کے خلاف

(۱) انڈین لا رپورٹس مدراس جلد ۱۰ صفحہ ۱۷ - (۴) انڈین لا رپورٹس مدراس جلد ۸ صفحہ ۳۰۸ -
(۲) " " بمبئی جلد ۲ صفحہ ۲۷۳ - (۵) " " الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۴۰۳ -
(۳) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹس جلد ۱۱ صفحہ ۷۰ -

۱۸۹۷ء
جولونیدو
بنام
پواسو گوبندو

پسر مذکور سکے تھا۔ لیکن حجت یہ کیگئی تھی کہ چونکہ مدعی نے اپنے طریق عمل کی نسبت قبل اسوقت کے افسوس ظاہر کیا ہے جبکہ کوئی نقصان اُسکے پسر کو پہنچا ہو یا کوئی اثر معاملہ مذکور پر پڑا ہو اسلئے وہ اُسکی تردید کرنیکا مجاز تھا اور جائداد واپس پا سکتا ہے۔

مقدمہ سائمس بنام ہیوگس (۱) جسکا حوالہ اپیلانٹ کے وکیل نے دیا ہے درحقیقت اس امر کی تائید نہیں کرتا جسکے واسطے اسکا حوالہ دیا گیا ہے کیونکہ مقدمہ مذکور مین جیسا کہ ماسٹر آف رولز نے رائے ظاہر کی ہے نالش اس غرض کے واسطے کیگئی تھی کہ دائنیان کسی شئے کے حاصل کرنیکے قابل ہو جائیں۔ صورت حال مین خود فریق مذکور اپنے فایدہ کے واسطے معاملہ کو کالعدم قرار دلانا چاہتا ہے۔ یہ امر نہایت مشتبہ ہے کہ آیا اُس مقدمہ مین جس مین مسئلہ لحاظ فریقین کا ان کا جسقدر تعلق ہو بصورت دیگر متعلق ہوتا ہو کوئی استثناء اسوجہ سے پیدا ہوتی ہے کہ خلاف قانون غرض کی تعمیل نہین کیگئی (ملاحظہ ہو کیرلے بنام ٹامسن (۲) و شام لال مترا بنام امرندرو ناتھ بوس (۳))۔ صورت حال مین انتقال جائداد بحق مدعا علیہ مکمل ہو گیا تھا۔ کوئی امر ایسا موجود نہ تھا جو مدعی کیطرف سے کیا جانا باقی تھا اور صرف بذریعہ نالش کے اُسکے پسر نے اپنے حقوق حاصل کئے تھے۔ ان واقعات کی موجودگی مین ہماری رائے مین یہہ کہنا ممکن نہین ہے کہ مدعی کی فریبانہ غرض موثر نہین کیگئی۔

مگر ایک اور وجہ بھی موجود ہے جسپر ہم اپنے فیصلہ کو مبنی رکھہ سکتے ہین اور وہ یہ ہے کہ ایک فریق ڈگری سازشی مجاز نہیں ہے کہ اُسکی منسوخی کی استدعا کرے۔ اسمین شبہ نہین کہ اشخاص اجنبی ایک ڈگری کو بذریعہ الزام سازش کے جھٹلا سکتے ہیں۔ لیکن ایک فریق ڈگری جو کسی فریب کے بذریعہ [illegible] جانیکا شاکی نہو اُسکی نسبت عذر نہین کر سکتا۔

اس مسئلہ کے متعلق بہت سی سندات موجود ہین جو رائے مندرجہ مقدمہ پرودھم بنام فیلپس (۴) سے شروع ہوتی ہین (جسکا حوالہ دوران بحث مین مقدمہ ڈچس آف کنگسٹن (۵) مین دیا گیا ہے)۔

تمیز مابین فریب اور سازش کے یہ ہے کہ ایک فریق جو فریب کا بیان کرتا ہو ڈگری کے بخلاف جو حاصل کیگئی ہے ایک ایسے امر کا ذکر کرتا ہے جسکو وہ نالش کے جواب مین ہرگز بیان نہ کر سکتا تھا۔ مگر وہ فریق جو سازش کا الزام لگاتا ہے کسی جدید امر کا ذکر نہیں کرتا۔ وہ ایک ایسے جواب دعوی کے قائم کرنیکی کوشش کرتا ہے جو نالش کے جواب مین پیش کیا جا سکتا تھا۔ اور اُسکو مطابق اصول امر فیصلشدہ کے عمل کرنیکی اجازت نہین دیجا سکتی۔

اپیل خارج کیا جاتا ہے۔

رنگا چاری وکیل منجانب اپیلانٹ۔

---

(۱) لا رپورٹ اکوئٹی جلد ۹ صفحہ ۴۷۵۔
(۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ [illegible]۔
(۳) کونسل ... جلد ۲۴ صفحہ ۷۴۲۔
(۴) بمبئی لا رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۷۶۳۔
(۵) [illegible]

ضمیمہ اپیل فوجداری

باجلاس مسٹر جسٹس بنسن صاحب جج کا اسمتھ صاحب قائم مقام چیف جسٹس و بلسن صاحب جسٹس

۱۶ ستمبر ۱۸۹۹ء

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام موتہا مقبول

مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ ۱۰ مجریہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۱۹۵ اجازت استغاثہ اختیار عدالت کا اسکے علاوہ عمل کرینگا ایک مجسٹریٹ کو اس امر کا فیصلہ کرنا چاہیے کہ آیا زیر دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری جہوٹی گواہی وغیرہ کی بابت استغاثہ کی اجازت دیجانی چاہیے یہ اختیار حاصل ہے کہ تحقیقات کرکے دیگر شہادت علاوہ اوسکے جو اس مقدمہ مین موجود ہے جو اوسکے روبرو پیش ہو قلمبند کرے جسکے دوران مین جرم کے ارتکاب کیا جانا قیاس کیا گیا ہے۔

درخواست زیر دفعات ۴۳۵ و ۴۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری جسکے روسے ہائیکورٹ سے یہ استدعا کیگئی تہی کہ جائنٹ مجسٹریٹ تنی دلی کے فیصلہ کی نگرانی کیجاے جو اپیل فوجداری نمبر ۲۵ سنہ ۱۸۹۹ء مین صادر کیا گیا تہا جسکے روسے سب مجسٹریٹ توتی کورین کا حکم مقدمہ درخواست فوجداری نمبر ۲۳ سنہ ۱۸۹۹ء بحال رکہا گیا تہا جسکے روسے سائل پر اسوجہ سے استغاثہ کرنیکی اجازت دیگئی تہی کہ اوس نے مقدمہ فوجداری نمبر ۲۳۹۹ سنہ ۱۸۹۸ء مین جہوٹے بیانات دیے تہے۔

واقعات کافی طور پر فیصلہ ہائیکورٹ سے ظاہر ہوتے ہین۔

انکاچیریر منجانب سائل۔

پبلک پراسیکیوٹر (مسٹر پاول) منجانب سرکار۔

مسٹر ایڈم منجانب مستغیث۔

تجویز:۔ مقدمہ ہذا مین ایک شخص موتہا کی نسبت بیان کیا گیا تہا کہ اوس نے ایک جرم قابل سزا زیر دفعہ ۱۹۳ مجموعہ تعزیرات ہند کا ارتکاب ایک مقدمہ مین مجسٹریٹ کے روبرو کیا ہے اور مجسٹریٹ نے اجازت استغاثہ زیر دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری عطا کرنے مین ایک تحقیقات کی اور اوس نے علاوہ اوس شہادت کے دیگر شہادت قلمبند کی جو مقدمہ مین موجود تہی جس سے یہ ظاہر ہوتا تہا کہ بادی النظر مین استغاثہ کی وجہ موجود تہی ہمارے روبرو سائل کیطرف سے یہ عذر کیا گیا ہے کہ ابتدائی مقدمہ مین جو مجسٹریٹ کے روبرو تہا کوئی وجہ استغاثہ زیر دفعہ ۱۹۳ مجموعہ تعزیرات ہند کی ظاہر نہ ہوتی تہی اور اس لئے مجسٹریٹ کو کوئی اختیار کسی تحقیقات کے کرنے یا منظوری کے عطا کرنے کا حاصل نہ تہا اس عذر کی تائید مین فیصلہ مقدمہ مینداو سوداگری بنام ملکہ معظمہ (۱)

مقدمہ نگرانی فوجداری نمبر ۱۶۹ سنہ ۱۸۹۹ء

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۵ صفحہ ۲۹

سنہ ۱۸۹۹ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
موہتا

دعبد القادر بنام میران صاحب(۱) پر انحصار کیا گیا ہے ہم سائل کے عذر کو تسلیم کرنے کے ناقابل ہین فیصلہ مقدمہ زمیندار سیواگری بنام ملکہ معظمہ(۲) عبارت دفعہ ۴۶۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۲ء) پر مبنی تہا اور نیز بعض آرائے جو رتہہ صاحب چیف جسٹس بمقدمہ معاملہ کاشی چندر مزومدار (۳) پر جو اسی مجموعہ کے رو سے فیصل ہوا تہا۔ ان مقدمات مین سے کسی مین فاضل ججان نے دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری موجود الوقت کا حوالہ نہ دیا گیا تہا۔ گو دفعہ مذکور کا ذکر دوران بحث مین مقدمہ مدراس مین کیا گیا ہے۔ ہم فیصلجات مذکور کو دفعہ مذکور کے احکام کے مطابق کرنا مشکل سمجھتے ہین لیکن فیصلجات مذکورہ کے فیصل ہونے کے بعد احکام مجموعہ ضابطہ فوجداری متعلق بہ امر زیر بحث تبدیل اور وسیع کئے گئے ہین دفعہ ۴۶۷ ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۲ء مین یہ حکم تہا کہ "ایک استغاثہ جرم بخلاف مصلحت عامہ جسکا ذکر بعض دفعات مجموعہ تعزیرات ہند مین کیا گیا ہے۔ جب کہ جرم مذکور کا ارتکاب بمقابلہ یا روبرو ایک دیوانی یا فوجداری عدالت کے کیا گیا ہو عدالتہائے فوجداری مین مسموع نہوگا الّا اوس عدالت کی منظوری سے جسکے کہ روبرو یا بمقابلہ مین جرم کا ارتکاب کیا گیا ہو یا کسی عدالت کی اجازت سے جسکے کہ تابع عدالت مذکور ہو" دفعہ ۱۹۵ ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء مین یہ حکم ہے کہ "کوئی عدالت کسی ایسے جرم کی سماعت نہ کریگی جو مذکورۂ بالا دفعات کے رو سے قابل سزا ہو جب کہ وہ جرم کسی کارروائی عدالت مین یا بتعلق اوسکے سرزد ہوا ہو الّا بمنظوری یا بر طبق استغاثہ اوسی عدالت کے یا کسی اور عدالت کے جسکی کہ عدالت اول الذکر ماتحت ہو۔" ازان بعد دفعہ ۴۷۶ ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء مین یہ حکم ہے کہ "جب کسی عدالت دیوانی یا فوجداری یا مال کی یہ رائے ہو کہ وجہ کافی واسطے تحقیقات کسی متذکرہ دفعہ ۱۹۵ کے حاصل ہے جو عدالت کے روبرو سرزد ہوا یا کسی کارروائی عدالتانہ کے دوران مین عدالت کو دریافت ہو جائے تو عدالت مذکور کو مناسب ہے کہ بعد کرنے اوس قدر تحقیقات ابتدائی کے جو ضروری ہو مقدمہ کو تحقیقات یا تجویز کے لئے اوس مجسٹریٹ درجہ اول کے پاس بہیجدے جو قریب ہو اور یہ بہی اختیار ہے کہ شخص ملزم کو حراست مین بہیجے یا اوسکے مجسٹریٹ مذکورہ کے روبرو حاضر ہونے کے لئے اوس سے ضمانت کافی لے اور کسی شخص سے اس بات کا مچلکہ لکہائے کہ وہ تحقیقات یا تجویز مقدمہ کے وقت حاضر ہو کر شہادت دیگا۔"

وہ اختیارات جو بروئے دفعہ ہذا کے عطا کئے گئے ہین اون اختیارات سے زیادہ تر وسیع ہین جو بروئے دفعہ ۴۷۱ ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۲ء کے عطا کئے گئے تہے اور ہمین اس امر مین کوئی شبہ نہین ہے کہ اب مجسٹریٹ مجاز ہے جب ایک شخص پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ اوس نے اوسکے روبرو ایک جرم قابل سزا زیر دفعہ ۱۹۳ مجموعہ تعزیرات ہند

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۷ صفحہ ۲۲۶۔
(۲) " " " جلد ۸ صفحہ ۱۰۴۔
(۳) " " کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۳۰۴۔

۱۸۸۳ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
موتہا

کا ارتکاب کیا ہے تو استغاثہ کی سچائی کے متعلق تحقیقات کرے اور اگر مصلحت عامہ کے رو سے [illegible] جرم
استغاثہ کی اجازت دے گو ابتدائی مسل سے یہ ظاہر نہ ہوتا ہو کہ جرم کا ارتکاب کیا گیا تھا۔

الفاظ دفعہ مذکورہ میں کوئی صدر بارہ اس امر کے موجود نہیں کہ جرم مسل سے ظاہر ہونا چاہئے گو یہ نہایت آسان امر تھا کہ اگر واضعان قانون کا یہ منشا ہوتا تو حد مذکور ظاہر کیجاتی۔ سائل کے عذر کو تسلیم کرنا گو یا بذریعہ ایک مصنوعی قاعدہ کے ان اشخاص کو استغاثہ سے محفوظ کرنا ہے جنہوں نے نہایت سخت جرم کا ارتکاب بخلاف مصلحت عامہ کے کیا ہو اور جنہوں نے ایسے جرائم کا ارتکاب کیا ہو جو کامل طور پر ثابت کئے جانے کے قابل ہوں اس وجہ سے کہ بباعث تحیر یا حادثہ یا نظر اندازی یا ناممکن التنیخ واقعات کے جرم مذکور کی شہادت عدالت [illegible] سوقت پیش نہ کیگئی تھی یا نہ کیجا سکتی تھی حسب حجت کہ جرم مذکور کا ارتکاب کیا گیا تھا۔

مگر سائل کیطرف سے یہ حجت کیگئی ہے کہ فیصلہ مقدمہ زمیندار سوداگری بنام ملکہ معظمہ (۱) کی پیروی مقدمہ عبدالقادر بنام میران صاحب (۲) میں کیگئی تھی اس میں شبہ نہیں کہ مقدمہ اول الذکر کا حوالہ مقدمہ موخر الذکر میں دیا گیا ہے لیکن بلا کسی حوالہ اس امر کے کہ اس اثنا میں قانون میں اہم تبدیلی کیگئی ہے اور نہ فیصلہ مقدمہ عبدالقادر بنام میران صاحب (۲) کیواسطے فیصلہ مقدمہ زمیندار سوداگری بنام ملکہ معظمہ (۱) کی پیروی کرنا ضروری تھا۔

رپورٹ مقدمہ عبدالقادر بنام میران صاحب (۲) نہایت مختصر اور ناکمل ہے لیکن مقدمہ مذکور میں منظوری اس وجہ سے منسوخ کیگئی تھی کہ "دستاویز مذکور شہادت مقدمہ میں پیش نہ کیگئی تھی" اور اس لئے کسی جرم زیر دفعہ ۴۷۰ و دفعہ ۴۷۱ مجموعہ تعزیرات ہند کا ارتکاب نہ کیا گیا تھا فیصلہ مقدمہ زمیندار سوداگری بنام ملکہ معظمہ (۱) کا پسند کرنا اگر وہ پسند کیا گیا تھا تو محض ایک ضمنی رائے تھی جسکا فیصلہ مقدمہ سے کوئی تعلق نہ تھا۔ وہ اس مقدمہ کے فیصلہ کے واسطے ضروری نہ تھا جو اس وقت عدالت کے روبرو پیش تھا اور نہ وہ در اصل فیصلہ مذکور کی وجہ تھا اور نہ کوئی حوالہ اس تبدیلی [illegible] کا دیا گیا تھا جو ایکٹ ۱۰ ۱۸۸۲ء میں کیگئی تھی۔

اس لئے ہم کو یہ قرار دینا چاہئے کہ فیصلہ مذکور سائل کے عذر کی تائید نہیں کرتا۔

ایک جدید مقدمہ شاشی کمار دے بنام شاشی کمار دے (۳) میں وہ رائے جو ہمنے اختیار کی ہے صریح طور پر بحوالہ عبارت مجموعہ ضابطہ فوجداری حال کے اختیار کیگئی تھی۔

ہم درخواست ہذا کو خارج کرتے ہیں۔

حکم مطابق اسکے صادر کیا گیا۔

(۱) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۶ صفحہ ۹۹۔ (۲) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۵ صفحہ ۲۲۴۔

(۳) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۳۴۵۔

اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر امینا ایر صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

بالوسامی پنڈیتہار (مدعا علیہ نمبر ۳) اپیلانٹ **بنام** نرائیا راؤ (مدعی) رسپانڈنٹ بغو.

۵ و ۶ فروری و ۲۰ جولائی سنہ ۱۸۹۷ء

دہرم شاستر - وراثت - حقوق بازگشتی - ہمشیرہ کا پوتا - ماموں کا بیٹا ۔

مدعی نے بطور نزدیک تر وارث بازگشت ایک شخص مسمی واسودیوا متوفی کے اس امر کے استقرار کا دعوی کیا کہ بعض انتقالات جو زبیوہ مدعا علیہا نمبر ۱ نے بحق مدعا علیہا نمبر ۲ کے کئے ہیں وارث بازگشت پر قابل پابندی نہیں ہیں مدعا علیہ نمبر ۳ واسودیوا کی ہمشیرہ کے پسر کا بیٹا تھا اور وہ نالش میں اسوجہ سے شامل کیا گیا تھا کہ وہ مدعی کی نسبت نزدیک تر وارث تھا جو واسودیوا کے ماموں کا بیٹا تھا ۔

تجویز ہوئی ۔ کہ مدعی اور مدعا علیہ نمبر ۳ دونو اتھما بندہو متوفی کے تھے لیکن مدعا علیہ نمبر ۳ نزدیک تر وارث بازگشت تھا ۔

اپیل بنا راضی ڈگری دی سرینواسا چاریا سبارڈینیٹ جج منگلور مقدمہ نالش ابتدائی نمبر ۲۵ سنہ ۱۸۹۴ء۔

نالش ہذا بغرض استقرار ان امور کے دائر کی گئی تھی کہ مدعی نزدیک تر وارث بازگشت جایداد ہائے واسودیوا پنڈیتہار کا تھا جو متوفی شوہر مدعا علیہا نمبر ۱ کا تھا اور کہ وہ انتقالات در بارہ بعض جایدادوں کے جو مدعا علیہا نمبر ۱ نے بحق مدعا علیہ نمبر ۲ کے بذریعہ دستاویز مورخہ ۱۶ فروری سنہ ۱۸۹۳ء کے کئے ہیں بمقابلہ مدعی کے ناجایز ہیں ۔

مدعا علیہ نمبر ۳ بطور مدعا علیہ کے اسوجہ سے ایزاد کیا گیا تھا کہ اُسنے جایدادہائے واسودیوا میں ایک حق رکھنے کا دعوی نالش ابتدائی نمبر ۴۴ سنہ ۱۸۹۳ء میں کیا تھا اور اُس نے یہ دعوی بحیثیت واسودیوا کی ہمشیرہ کے پوتے کے کیا تھا مدعی نے اس امر سے انکار کیا کہ مدعا علیہ نمبر ۳ ایسا رشتہ واسودیوا کے ساتھ رکھتا تھا اور اُس نے یہ عذر کیا کہ اگر یہ رشتہ درست بھی ہوتا تاہم اوسکا استحقاق مدعا علیہ نمبر ۳ کے استحقاق سے فایق تر ہے ۔

رشتہ مدعا علیہ نمبر ۳ کا متوفی واسودیوا کے ساتھ حسب مذکورہ بالا ثابت کیا گیا تھا اور مدعی واسودیوا کے ماموں کا پسر ثابت ہوا تھا ۔ اسلئے اہم سوال اس نالش میں یہ تھا کہ ان میں سے کون نزدیک تر وارث تھا اسکے متعلق سبارڈینیٹ جج نے بیان کیا تھا کہ " وہ دونو جماعت بندہو کی ذیل میں آتے ہیں اور نیز وہ اتھما بندہو واسودیو پنڈیتہار کے ہیں نیز مدعی صریح طور پر بطور ایک شخص کے ذاتی بندہو کے اوس فقرہ مروجہ میسور " میں بیان کیا گیا ہے جو منا کشرا کے باب دوم دفعہ ۶ ضمن ۱ میں مقتبس کیا گیا ہے مدعیکا

اپیل نمبر ۹۵ سنہ ۱۸۹۶ء۔

سنہ ۱۸۹۶ء

بالوسامی پنڈیتار
بنام
نرائنا راؤ

نہین ہے کہ گو مدعا علیہ نمبر ۳ اپنی دادی کے بہائی کا بند ہو سکتا ہے شخص موخر الذکر مدعا علیہ نمبر ۳ کا بند نہین ہوسکتا
چونکہ انکا رشتہ اس طرح پر آپس مین بطور بند ہوان کے نہین ہے اور چونکہ اوسکا دادا واسو دیوا پنڈیتہار کا رشتہ
اسکے بہی نہین ایسا تہا اسلئے وہ اسکے وارث ہوسکنے مین کچہ شبہ نہین ہوسکتا کہ ایسی شرط موجود ہونی چاہئے دیکہو
بابو لال بنام نانکو رام (۱) مین قرار دیا ہوں کہ مدعا علیہ نمبر ۳ بہی شرط مذکور کو پورا کرتا ہے چونکہ واسو دیوا مدعا علیہ
نمبر ۳ کا پترو بند ہوتا اس سبب وہ مدعا علیہ نمبر ۳ کے باپ کا پدری رشتہ دار تہا ایک ہمشیرہ کا نواسہ مقدمہ
امید بہادر بنام اودے چند (۲) مین اپنی دادی کے بہائی کا بند ہو قرار دیا گیا تہا اس لئے اس مین کچہ شبہ نہین
ہوسکتا کہ ہمشیرہ کے پوتے کی حیثیت بہی ایسی ہی ہے۔

"اس لئے مدعی اور مدعا علیہ نمبر ۳ دونو متوفی واسو دیوا کے بند ہو ہین اور وہ انکا بند ہو تہا اس لئے
وہ مناسب طور سے وارث ہونے کے لایق ہین لیکن مشکل اسبات مین ہے کہ انمین سے کس کو فوقیت
دیجانی چاہئے۔ وکیل مدعا علیہ نمبر ۳ نے اُس ترتیب وراثت مابین رشتہ داران پدری مطابق متاکشرا پر انحصار
کیا ہے جو ایک جدید کتاب دہرم شاستر مولفہ جی۔ یو۔ بٹا چاریا متعلق بنگال مین شایع ہوئی ہے جسمین ایک
ہمشیرہ کا پوتا بطور اتمہا بند ہو یعنی از طرف مادر کے ساتوین نمبر پر رکہا گیا ہے جسکا کہ مورث اعلے ترپو بند ہو
ہے اور ماموں کا بیٹا ساتوین نمبر پر آتا ہے۔ لیکن اگر آخری قاعدہ قایم کردہ بہ مقدمہ متو سامی بنام منگلارا
سامی (۳) کی معیار جو یہ ہے کہ مابین ایک ہی جماعت کے بند ہوان کے وہ فایدہ روحانی جو وہ بحق مورث
اعلے کے پہونچا سکتے ہین جیسا کہ "دیرا متر ودیا" مین بیان کیا گیا ہے ایک وجہ فوقیت کی ہے۔ اگر معیار
مذکور مقدمہ حال سے متعلق کیجائے تو میری رائے مین مدعی فایق تر وارث ہے۔ مطابق شہادت دو پروہت
برہمنان اوس جماعت کے جس سے کہ فریقین مقدمہ حال تعلق رکہتے ہین جنکا بیان بطور مدعی کے گواہ نمبر ۲ اور
مدعا علیہ نمبر ۳ کے گواہ نمبر ۲ کے لیا گیا ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ مدعی ترپنا مہا سے بحق اپنی خالہ کے اور
اوسکے پسر کے پونچاتا ہے جب کہ وہ روزانہ برہم یگیا م کرتا ہے اور نیز مہالیام ترپنام کے موقعون پر مگر
ایک ہمشیرہ کا پوتا کوئی ایسا فایدہ اپنے باپ یا ماں کے ماموں کو اُن موقعون پر یا کسی اور موقعہ پر نہین
پہونچاتا۔ نیز ماموں کا بیٹا بحق نانا اور پڑنانا کے رسوم کریا کرم کا فایدہ پہونچاتا ہے جسکو خود مورث

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۴ صفحہ ۳۳۹۔

(۲) " " " جلد ۶ صفحہ ۱۱۹۔

(۳) " " مدراس جلد ۱۶ صفحہ ۲۳۔

سنہ ۹۰ء
دیسامی پنڈیتہار
بنام
نرسیتا راو

اعلے ہی ایسا ہی فایدہ پہونچتا ہے۔ اور ایک ہمشیرہ کا پوتا کسی مشترک جد اپنے اور مورث اعلے کو کوئی فایدہ نہین پونچاتا۔

"بیان یہ کیا گیا تہا کہ مطابق فقرہ پرنا یا سند ہو کے جو ایک کتاب دہرمشاستر متعلق بہ سومات ہے جو مسلمہ طور پر فریقین چال کی قوم کے برہمنان پر حاوی ہے ایک بہن کا پوتا اپنے دادی کے بہائی کی رسوم کریاکرم ادا کر سکتا ہے۔ مگر ایک ماموں کا بیٹا کسی کتاب دہرمشاستر مین اس امر کے قابل بیان نہین کیا گیا۔

"اس کتاب کا امتحان ایک سنسکرت پنڈت کی امداد کے ساتہہ کر کے (کیونکہ اوسکا ترجمہ نہین ہوا) مین قرار دیتا ہون کہ نہ تو ماموں کے پسر اور نہ ایک ہمشیرہ کے پوتے کا نام ان اشخاص مین شامل ہے جو ایسی رسوم کریاکرم کے ادا کرنیکے مستحق ہین اس باب مین جو شرادہ پراکرام کے ساتہہ علاقہ رکہتا ہے ۱۵ اشخاص کا ذکر بطور ایسے اشخاص کے کیا گیا ہے جو ان رسوم کے ادا کرنے کے مستحق ہین اور انمین ہمشیرہ کا بیٹا سب سے اخیر پر ہے ہمشیرہ کے پوتے کا ذکر اوس مین نہین کیا گیا۔ اس کتاب کے صفحہ ۲۰۹ مین (مین اوس کتاب کا حوالہ دیتا ہون جو دیوناگری حروف مین سنہ ۱۸۹۰ء مین سریدہر سوالا لانے طبع کی ہے) ایک فقرہ کتیایانا مندرجہ مدانا رتنام مقتبس کیا گیا ہے جو حسب ذیل ہے:۔ کہ ایک ہمشیرہ کو اوسکے پسران پر تقدم حاصل ہے۔ انہین سے اوسکو بڑی ہو یا چہوٹی ہو چاہئے کہ اپنے بہائی کا سمسکرام ادا کرے۔ انکی عدم موجودگی مین ایک سوتیلی بہن کو ایسا کرنا چاہئے اسیطرح انکی پسران کو کرنا چاہئے اسی کتاب کے صفحہ ۲۰۵ پر اس قاعدہ کی مزید تائید مین ایک فقرہ سمجہا وکیا مقتبسہ کتاب مذکور کے کی گئی ہے جو بالفاظ ذیل ہے:۔ بیٹا۔ پوتا۔ پڑپوتا۔ ترکیپوترن عورت۔ بہائی۔ اوسکا بیٹا۔ باپ۔ ماں۔ بہو۔ بہن۔ بہن کا بیٹا۔ سپنڈگان۔ سمانودکن علے الترتیب بصورت عدم موجودگی ان اشخاص کے جنکا اوپر ذکر کیا گیا ہے پہلے ام کے ادا کرنے کے مجاز ہین۔

"کتاب کالا دتار ییام کا ایک اقتباس اسی کتاب کے صفحہ ۲۱۰ پر کیا گیا ہے جسمین اہم طور پر قاعدہ مذکورہ بالا ایزادی کے ساتہہ اختیار کیا گیا ہے کہ اوس مین دختر کا پسر بعد ترکیپوترن کے ایزاد کیا گیا ہے۔ لیکن اسی صفحہ پر ایک فقرہ حسب ذیل تحریر ہے:۔ ایک بہو اور ایک ہمشیرہ زادہ اور اوسکا پسر۔ اور نانہی اور سمندہی اور بندہو ان کو چاہئے کہ اوس شخص کی رسوم ادا کرین جو لاولد فوت ہو۔

"صرف اسی فقرہ مین ہمشیرہ زادہ کے پسر کا نام ایزاد کیا گیا ہے اور ہمشیرہ کا نام بعد نواسہ کے ترک کیا گیا ہے اوسمین بعد سمانودکان کے مہتا سپنڈان اور مہتا سمانودکان اور سشیا اور تہوک اور اچاریان اور داماد

سنہ ۱۸۹۷ء
بالوسامی پنڈیتہار
بنام
نرائنا راؤ

اور ہم رکتب ایزاد کیئے گئے ہین نیز اوسمین زوجہ کا ذکر بعد متہا سانو دکان کے بجائے سوتیلی برادر کے کیا گیا ہے اگر
یہ فقرہ درست ہو اور مدعا علیہ نمبر ۲ نے اسی پر انحصار کیا ہو تو وہ مدعا علیہ نمبر ۲ کے حق مین ایک سند ہوسکتا ہے۔
لیکن بلحوظی دیگر فقرات محولہ بالا کے یہ معلوم ہوتا ہے اس فقرہ کے پڑہنے مین کسی قدر غلطی واقعہ ہوئی ہے۔
یہ امر صریح نہین ہے کہ کس طرح پر بہن کی اولاد بلا اونکی مان کے شامل کئے گئے ہین۔ اوسکا نام صریح طور پر جملہ
شلوک ہائے محولہ بالا مین درج ہے بلکہ بجہ حقیقی بہن کے سوتیلی بہن کا ذکر کیا گیا ہے۔

اگر لفظ تت پترابعدہٗ سوا سا ٹی کے مولفظ رچا کے بعد اوسکو یعنے سوا سا چاتت پترا استعمال کیا گیا ہوتا تو کل شلوک مذکور دیگر شلوکہائے محولہ کے مطابق ہوجاتا اور اوسکے روسے بہن اور اوسکے پسر کو ان ہردو کے اداکرنیکا حق حاصل ہوجاتا نہ کہ صرف پوتے ہی کو۔ یہ امر اوس شلوک کے مطابق ہے جو دہرم سندہو مین اقتباس کیا گیا ہے جو ایک بڑی کتاب موسومہ بہ نرائنا سندہو کا خلاصہ ہے (ملاحظہ ہو صفحہ ۱۶۱ دہرم سندہو مولفہ کرشنا تی رام چند رسستری نانیہ مطبوعہ سنہ ۱۸۸۲ء)

ان وجوہات کے روسے مین یہ قرار دیتا ہون کہ یہہ کتاب کسی فریق کے حق مین سند نہین ہے لیکن دیگر کتابہائے محولہ بالا کے روسے میری یہ رائے ہے کہ مین اس امر کے قرار دینے کا مجاز ہونگا کہ مدعیکو کسی قدر فوقیت حاصل ہے اور کہ بہرصورت اوسکے حقوق مدعا علیہ نمبر ۲ کے حقوق سے کمتر نہین ہین۔

نتیجہ یہ ہوا کہ سبارڈینیٹ جج نے ڈگری بدین قرار داد صادر کی کہ انتقالات زیر بحث بعد وفات مدعا علیہا نمبر ۱ کے موثر نہ تہے۔

مدعا علیہ نمبر ۲ نے اپیل رجوع کیا۔

سوامی ایار منجانب اپیلانٹ۔

پتابہی رام ایار منجانب رسپانڈنٹ۔

تجویز: مقدمہ نالش ہذا واسطے استقرار اس امر کے رجوع کیگئی ہے کہ بعض انتقالات جو مدعا علیہا نمبر ۱ بیوہ واسودیوا پنڈیتہار نے کئے ہین مدعی رسپانڈنٹ پر جو نزدیک ترین وارث بازگشت واسودیو کا ہے قابل پابندی نہین ہین۔ مدعا علیہ نمبر ۲۔ اپیلانٹ نے بہی واسودیو کے وارث بازگشت نزدیک تر ہونے کا دعوے کیا ہے۔ عدالت ہذا مین کوئی تنازعہ دربارہ واقعی رشتہ فریقین کے موجود نہین ہے۔ مدعی واسودیو کے ماموں کا پسر ہے اور مدعا علیہ نمبر ۲۔ اوسکی ہمشیرہ کے متبنٰی کا پسر ہے۔

نسبت مدعی کے اس امر سے انکار نہین کیا گیا وہ ان جماعتہائے مین سے جماعت اول کے ساتہ علاقہ رکہتا ہے جنمین وہ بندہو یا رشتہ داران پدری منقسم ہین جو متوفی کی جایداد کے وراثت مین پانے کے مستحق ہین

۱۸۹۶ء
بالوسامی بندیار
بنام
نرائنا مراد

آب بحوالہ اول الذکر امر مذکور کے مدعی کا دادا اور پڑدادا جنکے کہ سرادہ اُس نے وقتاً فوقتاً کئے ہین واسودیوا کے نانا اور پڑنانا تہے اور اس حیثیت سے وہ واسودیوا سے بہی اسی رسم کی ادائگی کے مستحق تہے اسلئے وہ اُن رسومات مین حصہ دار تہا جو مدعی نے بحق اُن مشترک اجداد کے ادائگی مین لیکن بخلاف ازین مابین مدعا علیہ ۳ اور واسودیوا کے کوئی امکان ایسی حصہ داری کا نہتا کیونکہ اُن اشخاص سے کوئی بہی جنکے حق مین مدعا علیہ ۳ نے ایسی رسوم ادائگی مین واسودیوا سے رسوم مذکورہ کے ادا کئے جانیکا مستحق نہتا۔

بحوالہ امر دوم کے یعنی قابلیت ادائگی رسوم کریا کرم واسودیو منجانب مدعی کے کسی ایسے فقرہ کا حوالہ نہین دیا گیا جسکے رو سے صریح طور پر پالون کے بیٹے کا بیٹا ان اشخاص مین کیا گیا ہو جو ایک شخص کی رسوم کریا کرم کی ادائگی کے مجاز ہین لیکن مدعا علیہ ۳ کیطرف سے ایک فقرہ مقتبسہ کملاکا اور یا ایک دونون رسومات (نرائنا سندہو) کا حوالہ دیا گیا ہے جسکا یہ منشاء ہے کہ ایک شخص کی ہمشیرہ کا پوتا اُس شخص کی رسوم کریا کرم ادا کرنیکا مجاز ہے سبارڈینیٹ جج نے یہ قرار دیا ہے کہ اقتباس زیربحث کے پڑہنے مین کسیقدر غلطی ہے مگر یہہ رائے بہتر وجہ پر مبنی نہین ہے کیونکہ وہ صحیح ترجمہ ہے اور مدعی نے رائے مذکور کی تائید مین انحصار کیا ہے جو یہ ہے کہ کسی اور فقرہ مین اسطرح ایک ہمشیرہ کے پوتے کی قابلیت کا حوالہ نہین دیا گیا ایک کمزور بناء اس خیال کی ہے۔

اِن واقعات کی موجودگی مین جنت طور پر یہ قرار دینا آسان نہین ہے کہ روحانی لحاظ سے فرق مابین مدعیان کے نہایت اہم ہے اور کہ مدعی کی قابلیت دربارہ ادائگی رسوم بحق واسودیو کے فائق تر ہے لیکن یہ فرض کر کے جیسا کہ سبارڈینیٹ جج نے قرار دیا ہے (گو نہایت اعتماد کے ساتھ نہین) کہ مدعی کی قابلیت فائق تر ہے۔ آیا وہ اُسے بہتر حق عطا کرتی ہے؟ گو اصول فائدہ مذہبی نہایت موثر طور پر بہت سے مولفان دہرم شاستر نے تسلیم کیا ہے۔ تاہم اب درست طور سے یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ بجانب میسور اور مدراس کے بہت سے پیرو کاران نے اس طریق کو ایک مختلف بناء پر مبنی رکہا ہے (ملاحظہ ہو دہرم شاستر مین صاحب دفعہ ۹ و واقعات ۶۸۴ لغایت ۷۰۸ و مقدمہ سوہا سنگہ بنام سرفراز کنوار (۱))۔

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۵ صفحہ ۲۱۵۔

سنہ ۱۸۹۷ء
بالوسامی پنڈیچلا
بنام
نرائنا راؤ

ساتھہی یہ امر بھی تسلیم کیا جانا چاہئے کہ اعلی سند اوسی سکول کی (ویرامتر ودیا) مین اس امر کو وقعت دیگئی ہے کہ حصول فائدہ مذہبی بروئے متاکشرا کے بھی متعلق ہوتا ہے (ملاحظہ ہو باب ۲ حصہ ۱ دفعہ ۲ صفحہ ۱۵۸) (ترجمہ گولپ چندر سرکار) مقدمہ الہ آباد محولہ بالا مین نالش صاحب جسٹس نے یہ قرار دیا ہے کہ اصول ویرامترودیا کسی موازنہ کا مستحق نہین ہے (صفحہ ۲۲۶ و ۲۲۷) لیکن بنرجی صاحب جسٹس نے یہ قرار نہین دیا (صفحہ ۲۲۹)۔ عدالت ہذا مین بھی تہوڑا عرصہ ہوا ہی کہ اصول مذکور کا حوالہ دیا گیا تھا اور اوسپر اس مسئلہ کی تائید مین انحصار کیا گیا تھا کہ مابین ایک ہی جماعت کے بندھوا کے قاعدہ فوقیت اس فایدہ روحانی مین پایا جاسکتا ہے جو وہ عطا کرین (ملاحظہ ہو متوسامی بنام متوکمار اسامی (۱)) اسلئے یہ قرار دینا شائد نامناسب ہوگا کہ اصول زیر بحث کبہی متعلق نہین کیا جاسکتا بروقت اون مشکل سوالات کی نسبت کارروائی کرنیکی جو قانون متاکشرا کے روسے پیدا ہوتے ہین اور جس کے کہ حل کرنے کیواسطے کوئی خاص قاعدہ صریح یا مفہوم طور پر اہم رسالجات سکول مذکور مین بیان نہین کیا گیا۔ لیکن خواہ یہ امر سیط حبپر ہو اس امر کے بیان کرنے مین کوئی تامل نہین ہو سکتا کہ اصول مذکور پر ان اہم اصولہائے کی خلاف ورزی کر کے انحصار نکیا جانا چاہئے جو بروئے قانون وراثت زیر طریق متاکشرا کے قائم کئے گئے ہین۔ اصولہائے مذکور مین سے اصول اول یہہ ہے کہ نزدیک تر سلسلہ دور تر سلسلہ کو مستثنے کرتا ہے۔ اگر اصول مذکور بصورت حال سے متعلق کیا جائے تو مدعی کو بلاشبہ طور پر ناکامیاب ہونا چاہئے کیونکہ اوسنے اپنا استحقاق بطور بندہو کے بوساطت واسدیو کے نانا کے ثابت کیا ہے۔ ذیلعیم وکیل مدعی نے اس امر واقعہ پر بہت زور دیا ہے کہ مدعی واسو دیو کے نانا کا پوتا ہے مگر مدعا علیہ نمبر ۳ واسو دیو کے باپ کا پرپوتا ہے لیکن یہ معلوم کرنا آسان نہین ہے کہ کسطرح اس امر تفاوت رشتہ سے سوال زیر بحث مین فرق آتا ہے کیونکہ مقابلہ مابین ان اشخاص کے نہین ہے جو ایک ہی شخص کی اولاد ہون بلکہ ایسے اشخاص کے مابین ہے جو اپنے حقوق کو بوساطت مختلف اشخاص کے ثابت کرنا چاہتے ہین جن مین سے ایک بلاشبہ طور پر ایک نزدیک تر جد مورث اعلی کا بہ نسبت دوسرے کے ہے اور اسلئے اوسکے سلسلہ نسب کو فوقیت دیجانی چاہئے۔ اگر ایک زیادہ تر مشہور تمثیل تائید مسئلہ مذکور ضروری ہو تو اوس شخص کی صورت کا حوالہ دینا کافی ہے جو ایک منقسم بہتیجا اور منقسم چچا چہوڑ کر فوت ہو بہتیجا چچے کو خارج کر دیتا ہے گو شخص اول الذکر مورث اعلی کے باپ سے زیادہ تر دور بہ نسبت شخص موخر الذکر کے اوس کے دادا سے ہے

---

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۶ صفحہ ۲۳ مجنبہ دیکہو پریوی کونسل انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۴۰۵

اس مین شبہ نہین کہ باپ اور دادا علی الترتیب مشترک اجداد ہین جنکی کہ وساطت سے بھتیجا اور چچا اپنے استحقاق وراثت کو ثابت کرتے ہین۔

ایک اور اہم اصول قانون بحق فوقیت مدعاعلیہ نمبر ۳ یہ ہے کہ ایک ہی جماعت کے بندہوان مین وہ جو بکطرفہ پدری ہون ان بندہوان سے فوقیت رکھتے ہین جو بکطرف مادری ہون۔ یہ ظاہر کرنیکی ضرورت نہین ہے کہ گوماں کی قرابت بحق لیسپرکے بمقابلہ سناکشر اکے باپ کے زیادہ ہے تاہم "دوسرسوتبی والا سا کے" زیادہ تر قابلیت صرف ماں کو حاصل ہے بلکہ اُسکے بندہوان کو بھی" (فقرہ ۵۹۸ ترجمہ نولکس صاحب) اور عدالت ۱۰ اکی فیصلہ مقدمہ سسندہ ال بنام منگا سامی مدلیار (۱) سے امر مذکور کے متعلق دیگر سندات کا حوالہ دینا غیر ضروری ہوجاتا ہے۔

اسلئے ہر دو وجوہات مذکور پر لیہر بالکل صریح ہے کہ مدعاعلیہ منکر نزدیک ترحارث بندہوا ہوا کا بہ نسبت مدعی کے ہے اور چونکہ کسی ایسے واقعات کا موجود ہونا بیان یا ثابت نہین کیاگیا جنکے رو سے مدعی بحیثیت ایک دور تر وارث بازگشت کے استقرار یہ نالش کے دائر کرنیکا مستحق ہو اسلئے نالش اسی ابتدائی امر پر ناکامیاب رہنی چاہیئے۔

چنانچہ اپیل ہذا منظور کیا جاتا ہے اور سبارڈنیٹ جج کی ڈگری منسوخ کیجاکر نالش معہ خرچہ مدعاعلیہ نمبر ۳ بعدالت ہذا و عدالت ماتحت کے خارج کیجاتی ہے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سبرامنیا ایار صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

میناکشی ال (مدعاعلیہ نمبر ۶) اپیلانٹ **بنام** کلیانا راما رائیر (مدعی) رسپانڈنٹ *

مجموعہ ضابطہ دیوانی۔ ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعات ۳۱۷ و ۲۴۴۔ خرید منجانب بینامیدار کے اُس سرمایہ سے جو ایک خاندان مشترکہ اہل ہنود کا ہو۔ حق اُس رکن خاندان کا جو معاملہ بینامی مین فریق نہ ہو واسطے ارجاع نالش حصہ خود کو۔

ایک ہندو نے اپنے حصہ جائیداد خاندانی کے تقسیم کرانے کی نالش کرکے ایک ڈگری حاصل کی جسکا اُس نے جزو آ اجرا کرایا۔ ازان بعد وہ ایک بیوہ چھوڑکر لاولد فوت ہوگیا۔ باقی خاندان غیر منقسم رہا اور مدعی بعد

---

* اپیل نمبر ۹۵ سنہ ۱۸۹۶ء

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۱۹۳۔

سنہ ۱۸۹۷ء
میناکشی امل
بنام
سکیانارامائیر

"مقدمات کنیز کی سکینہ بنام منوہر داس (۱) وصبح بیبی بنام ہری لال داس (۲) بہی جسکی تائید مین ہین اور گو مقدمہ اول الذکر سے چیف جسٹس صاحب ہینڈے صاحب جسٹس مقدمہ راماکرپ بنام سری دیوی (۳) مین اختلاف کیا تہا تاہم بیان یہ کیا گیا تہا کہ جہانتک اُسکا تعلق دفعہ ۲۱۴ کے ساتہہ ہے وہ ایک ایسی رائے ہے جسکا فیصلہ مقدمہ کے ساتہہ تعلق نہیں۔ خواہ یہ امر سطر جسپر تہا یا نہین تاہم حکام موصوف نے دو پہلے مقدمات مدراس سیج رپورٹ شدہ جلدہائے ۶ و ۱۱ پر غور نکیا تہا اور نہ اُن سے اختلاف کیا گیا تہا۔

" دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی بہی نالش حال کی مانع نہین ہوسکتی۔ عذر یہ کیا گیا تہا کہ چونکہ نابالغ مدعی اُس ڈگری مین فریق تہا جسکے کہ اجرا مین جائدادہائے مذکور نیلام کیگئی تہین اسلئے اگر نیلام ناجائز طور پر کیا گیا تہا تو اُسکو چاہئے تہا کہ زیر دفعہ ۲۴۴ تنسیخ نیلام کی درخواست کرتا نہ کہ ایک جداگانہ نالش رجوع کرتا۔ مقدمہ پروسنو کمار سنیال بنام کالی داس سنیال (۴) ومہندر و نرائن چٹرجی بنام گوپال منڈل (۵) وکرشنان بنام اروناچلم (۶) پر انحصار کیا گیا تہا۔ میری رائے مین نالش حال کی غرض تنسیخ نیلام کی نہین ہے بلکہ اس امر کے قرار دینے کی ہے کہ وہ خرید جو کیگئی تہی بینامی تہی اور وہ خاندان کے سرمایہ سے کیگئی تہی اور نیز جملہ کارروائیات زیر ڈگری مذکور ناجائز اور سازشی تہین کیونکہ ڈگری مذکور کا ایفا ایسے سرمایہ سے کیا گیا ہے جو ملکیت خاندان تہا فیصلہ مدراس محولہ بالا متعلق نہین ہے سوہ سوال جسپر مقدمہ مذکور مین غور کیا گیا تہا اور جو فیصل کیا گیا تہا ایک ایسا سوال تہا جو اجراء ڈگری کے متعلق بدینمضمون پیدا ہوا تہا کہ آیا بعض جائدادہائے جو مدیون ڈگری کے قائم مقام کے قبضہ مین ہین۔ اُسکی ذمہ دار ہین یا نہین۔

" مقدمہ نرائن چٹرجی بنام گوپال منڈل (۵) مین بالتصریح طور پر قرار دیا گیا تہا کہ جب ایسے واقعات جو جواز نیلام مین خلل انداز ہون بیچے از فریقہائے نالش کے فریب سے عمل مین آئے ہون اور اُن کے رو سے ایک سوال ہین فریقین کے علاوہ فریب کے پیدا ہو تو آیا نالش دفعہ ۲۴۴ کی ذیل مین آتی ہے کیونکہ نالش نسبت کرنے اعتراض دربارہ جواز نیلام کے اسوجہ پر نہوگی کہ فریب کیا گیا ہے اور کہ ایسی صورت مین مدیون ڈگری مستحق ہے خواہ نیلام منظور کیا گیا ہے یا نہین کہ شخص مجرم فریب یا اوسکے معین کے برخلاف ایک درخواست (اگر کوئی ہو) زیر دفعہ ۳۱۱ گذرانے جسکے کہ کرنیکا وہ مستحق ہو۔ اُسکے گذرانے کی میعاد اوسوقت سے شمار کیجائیگی جبکہ اوسکو اوّلاً فریب کا علم ہوا تہا۔

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۲۰۴۔ (۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۵۱۹۔ (۳) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۷ صفحہ ۲۹۱۔ (۴) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۶۸۳۔ (۵) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۷۶۹۔
(۶) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۳۴۰۔

سنہ ۱۸۹۷ء
مینا کشی امل
بنام
کلیانا راما ایر

اُنہی مقدمہ مین یہ بھی قرار دیا گیا تھا کہ اُن مقدمات مین جنمین ڈگری خرید بینامی صادر کیگئی ہو دفعہ ۲۴۴ متعلق نہین ہوتی اور نالش واسطے منسوخی نیلام کے رجوع کیجانی چاہیئے۔

"مقدمہ حال اِس آخری قاعدہ کی ذیل مین آتا ہے۔ گو ڈگری بینامی طور پر صادر کیگئی تھی ہم اُسکا انتقال اور جملہ کارروائیات زیر انتقال مذکور بینامی بیان کیگئی ہین اور ثابت ہوتی ہین۔

"فیصلہ پریوی کونسل بمقدمہ پرسنو کمار سنیال بنام کالی داس سنیال (۱) اِس قاعدہ کو محدود نہین کرتا۔ اُسمین صرف یہ تجویز ہوگئی تہی کہ ایک اجنبی خریدار کے حقوق کی تحقیقات بہی زیر دفعہ ۲۴۴ کیجانی چاہیئے جبکہ دفعہ مذکور متعلق ہو۔"

مدعا علیہ ۱ نے اپیل حال رجوع کیا۔

پتا بھی رام ایار و مہادیوا ایار بجانب اپیلانٹ۔

کرشنا سامی ایار بجانب رسپانڈنٹ۔

تجویز:- سبارڈینیٹ جج نے نہایت عمدہ وجوہات جو صریح دستاویزی اور زبانی شہادت پر مبنی ہین اپنے اِس نتیجہ کی نسبت ظاہر کی ہین کہ انتقالہائے بحق مدعا علیہا ۲ کے مدعی و مدعا علیہم ۱ لغایتہ ۳ کے خاندان کیواسطے بینامی ہین۔ اُس بحث مین جو ہمارے روبرو کیگئی ہے وجوہات مذکور نادرست ثابت نہین کیگئین۔ ہم سبارڈینیٹ جج کی قرارداد متعلق بہ تنقیح ہذا سے اتفاق کرتے ہین۔ بنسبت اثر دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی دربارہ استحقاق ارجاع نالش مدعی کے تاکہ وہ اپنا حصہ جائیداد خاندانی حاصل کرے ہم یہ خیال کرتے ہین کہ مقدمہ حال فیصلہ مقدمہ تیسا بنام وینکٹا راسیان (۲) کی تابع ہے۔ مقدمہ مذکور مقدمہ حال کے عین مطابق ہے اور وہ اُن مقدمات کے روسے منسوخ نہین کیا گیا اور نہ اصل مین اُس سے اختلاف کیا گیا ہے جنکا کہ حوالہ اپیلانٹ کے وکیل نے دیا ہے رماکرو پنا بنام سری دیوی (۳) شنکی نیار بنام نرائن نمبودری (۴) بکبا لنگا پلائی بنام اریا تیرا پدیاچی (۵)۔ بالآخر اِس قرارداد پر کہ مدعا علیہا ۶ اصلی منتقل الیہ ڈگری کی نہتی کوئی سوال دربارہ اثر دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی نسبت مدعی کے استحقاق ارجاع نالش حال کے پیدا نہین ہو سکتا۔ اِسلیئے ہمکو چاہیئے کہ ڈگری سبارڈینیٹ جج کو بحال رکھکر اپیل ہذا کو معہ خرچہ خارج کرین۔

---

(۱) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۶۸۳۔
(۲) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۶ صفحہ ۱۳۵۔
(۳) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۱۰ صفحہ ۲۹۰۔
(۴) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۱۷ صفحہ ۲۸۲۔
(۵) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۱۸ صفحہ ۴۳۶۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر آرتھر جے ایچ کالنس صاحب چیف جسٹس و شفرڈ صاحب جسٹس

پونم بالاپالی (مدعی) اپیلانٹ **بنام** سندا پیار (مدعاعلیہ) رسپانڈنٹ*

دہرم شاستر - مشروط معاہدہ بابت فروخت کرنے اراضیات خاندان کے - بائع کے پسر کا قبل تعمیل شرط مذکور کے پیدا ہونا -

۲۶ و ۲۹ جولائی سنہ ۹۷ء

ایک ہندو نے بعض اراضی کے بیع کرنیکا معاہدہ کیا جو جائداد خاندانی تھی اور جسپر وہ قابض تھا اس شرط پر کہ قبضہ کے حاصل ہونے تک وہ اسے منتقل کریگا قبل حصول قبضہ زمین مذکور کے اسکے یہاں ایک پسر پیدا ہوا ایک ڈگری تعمیل مختص اسکے برخلاف صادر ہوئی تھی اور اس کا اجرا کیا گیا تھا اور اسکا پسر شامل مسل نکیا گیا تھا - ایک نالش مین جو پسر مذکور نے تقسیم جائداد کیواسطے رجوع کی تھی -

تجویز ہوئی کہ مدعی کو ایک موجودہ حق اس جائداد مین حاصل تھا اور پسر ڈگری اور کارروائیات مابعد قابل پابندی نہین اور کہ وہ دادرسی مستدعیہ کا مستحق تھا -

تجویز ضمنی :- ایک معاہدہ بیع اراضی جو ایک ہندو نے قبل اُسکے یہاں بیٹا پیدا ہونیکے کیا ہو اُس پسر پر قابل پابندی نہین ہے جو قبل انتقال جائداد کے عمل مین آنیکے پیدا ہوا ہو -

اپیل دوم بارضی ڈگری ٹی ایم ہارسفال صاحب ڈسٹرکٹ جج تجویز مقدمہ اپیل نمبر ۲۵۵ سنہ ۱۸۹۵ء منسوخ کنندہ بحالی ڈگری ٹی وینکٹ راممیا منصف ضلع کمبا کونم مقدمہ ابتدائی نمبر ۲۲۳ سنہ ۱۸۹۳ء -

مدعی نے تقسیم و قبضہ نصف اراضی کا دعوی معہ زر واصلات کے کیا تھا جائداد متنازعہ مدعی کے خاندان کی ملکیت تھی مگر مدعی سنہ ۱۸۷۳ء تک پیدا نہوا تھا جس تاریخ سے پہلے چند معاملات جنمین مدعی کے باپ و چچا کے منجوت ہو چکے ہے اور مدعاعلیہ ال کے عمل مین آئے تھے سنہ ۱۸۷۳ء مین باپ و چچا نے مدعاعلیہ کے پاس اپنی اراضیات خاندان متنازعہ ایک دفعہ کے بیع کرنیکا معاہدہ بشمولیت جائداد متنازعہ حال کے کیا تھا اور اسکے بعد اوسی سال انہون نے ایک انتقال اسقدر جائداد کا جو اسوقت انکے قبضہ مین تھی تحریر کیا اور اسمین انہون نے اس امر کی نسبت ظاہر کی کہ وہ باقی زمین کی نسبت بھی جسکا قبضہ حاصل ہونیکی انکو امید ہے فوراً حصول قبضہ کے بعد بیعنامہ تحریر کر دینگے قبضہ سنہ ۱۸۷۴ء مین حاصل کیا گیا تھا لیکن مدعی کے باپ نے انتقال کرنیسے انکار کیا تھا اور ایک نالش تعمیل مختص اُس کے برخلاف رجوع کیگئی تھی -

* اپیل دوم نمبر ۵۴۳ سنہ ۱۸۹۶ء -

۱۸۹۷ء

پونمبالا پلائی
بنام
سندریا یر

اس نالش میں جس میں مدعی حال فریق تہا ایک ڈگری حسب استدعا صادر کیگئی تہی اور بالاخر وہ زمین جسکی تقسیم کی اب استدعا کی گئی ہے مدعاعلیہ کے نام منتقل کیگئی تہی

یہ قرار دیا گیا تہا کہ بیع مذکور کی ضرورت بباعث ضروریات خاندان کے پڑی تہی لیکن بر دعدالت ماتحت نے یہ قرار دیا کہ مدعی دلاپانیکا مستحق تہا۔ صاحب جج ضلع نے یہ رائے ظاہر کی کہ وہ معاملہ جو معاہدہ ۱۸۷۰ء یعنی تہا معاہدہ ۱۸۷۲ء سے جدا نہو سکتا تہا اور اسلئے وہ مدعی پر قابل پابندی تہا جو تاریخ موخرالذکر پر پیدا نہوا تہا۔

مدعی نے اپیل عالی رجوع کیا۔

ایکٹنگ ایڈووکیٹ جنرل (آنریبل وی بہشیام ایانگر) وکرستنا سامی ایار منجانب اپیلانٹ۔

پتابہی رام ایار منجانب رسپانڈنٹ۔

تجویز۔ واقعات مقدمہ ہذا بہت مختصر ہیں اور انکی نسبت اسقدر خفیف تنازعہ تہا کہ کوئی تنقیح امر واقعہ عدالت اول میں قایم نکی گئی تہی ۱۸۷۰ء میں قبل مدعی کی پیدایش کے اُسکے باپ اور اسکے بہائی سامی ناتہ نے بغرض ادا بعض قرضہ جات کے ایک زبانی معاہدہ مدعاعلیہ کے ساتہہ واسطے بیع کرنے اراضیات خاندانی واقعہ موضع اناکڈی اور اپنے حصہ مکانات واقعہ موضع مذکور کے بعوض مبلغ لوصہ ۔۔۔ کے کیا۔ ۲ جنوری ۱۸۷۲ء کو بائعان نے مدعاعلیہ کے نام ایک چٹہی نمبر ۱۵ تحریر کی جسمیں انہوں نے بیان کیا ہے کہ تین قطعات اراضی کا قبضہ اونکو ابہی تک بذریعے ڈگری عدالت کے عطا نہیں ہوا اور انہوں نے مدعاعلیہ سے یہ استدعا کی ہے کہ اس معاملہ کو ابہی تک ملتوی رہنے دیا جاوے اور باقی جائداد منقولہ کا بیعنامہ بعوض مبلغ ۔۔۔ کے تحریر کر دیا اور انہوں نے اپنی مرضی اس امر پر ظاہر کی کہ وہ اُس باقی نیام اراضی پنجاوغیرہ کا بیعنامہ بعوض مبلغ ۔۔۔ کے فوراً بعد حصول اُنکے قبضہ کے تحریر کر دینگے اس استدعا کو مدعاعلیہ نے منظور کیا چنانچہ ایک انتقال اُسکے حق میں ۱۲ مئی ۱۸۷۲ء کو دربارہ دیگر اراضیات مشمولہ معاہدہ کے تحریر کیا گیا تہا جسکی تفصیل دستاویز مذکور میں درج ہے۔ کار روائیات نالش تقسیم جنکا حوالہ انکی چٹہی نمبر ۱۵ میں دیا گیا ہے ہمارے روبرو پیش نہیں ہیں لیکن اُن دستاویزات سے جو مدعاعلیہ نے پیش کی ہیں (نمبر ۱۴ و ۱۵) یہ معلوم ہوتا ہے کہ ماہ مئی ۱۸۷۲ء میں یہ امر غیر محقق تہا کہ کونسا حصہ اراضیات پنجا بائعان کے قبضہ میں آئیگا اور نتیجہ یہ ہوا کہ اونکو وہ اراضیات حاصل نہوئیں جنکے کہ حاصل کرنیکی انکو امید تہی۔ یہ امر ماہ فروری ۱۸۸۰ء تک وقوع میں نہ آیا تہا جس تاریخ سے پہلے کہ مدعی پیدا ہوا تہا اور اُسکے باپ کا بہائی فوت ہو چکا تہا اُسوقت تک مدعی کے باپ کو

سنہ ۱۸۹۷ء

پونمبالا پلائی

بنام

سندراپایار

اپنے اس معاملہ پر افسوس ہوا تھا چنانچہ اسنے مدعاعلیہ کے نام آن اراضیات پنجا کے منتقل کرنیسے انکار کیا تھا جنکا قبضہ اوسکو حاصل ہوا تھا اس طریق عمل کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ ایک نالش تعمیل مختص مدعاعلیہ حال نے رجوع کی تھی متنازعہ مذکور سنہ [illegible] و سنہ [illegible] میں جاری رہا تھا اور اوس میں ایک ڈگری بخلاف مدعی کے باپ کے صادر ہوئی تھی۔ خود مدعی اس نالش میں شامل نکیا گیا تھا اور یہ قرار دینا بالکل ناممکن ہے جیسا کہ رسپانڈنٹ کے وکیل نے حجت کی تھی کہ مدعی کی طرف سے کسی طرح پر اوسکا باپ نالش میں قائم مقام تھا۔ نالش حال میں جو مدعی کے بالغ ہوتے ہی دائر کیگئی تھی اُس نے نصف جائداد منتقل کردہ بحق مدعاعلیہ بتعمیل ڈگری تعمیل مختص مصدرہ بخلاف پدر مدعی کے دلاپانیکا دعوی کیا ہے مدعی کا دعوی یہ ہے کہ چونکہ وہ قبل صدور ڈگری یا تحریر انتقال مذکور کے پیدا ہوا تھا اور بیع جائداد کی ضرورت کسی ایسے قرضہ کے باعث نہ پڑی تھی جو اُسکے باپ پر بالضرور ادا کرنا واجب تھا اور چونکہ وہ پیدائش سے اپنے باپ کا ایک شریک تھا اسلئے وہ بیع مذکور کی منسوخی کا مستحق اُس حد تک ہے جہاں تک کہ اُسکے نصف حصہ کا تعلق ہے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب جج ضلع نے اپنے فیصلہ بحق مدعاعلیہ کو اس وجہ پر مبنی رکھا ہے کہ بیع بروئے ابتدائی معاہدہ کے کیگئی تھی اور مدعی پر وہ بیع قابل پابندی تھی جو ۱۱ اپریل سنہ [illegible] کو کیگئی تھی پس اُس پر وہ مزید بیع بھی قابل پابندی ہونی چاہئے جو اوسی معاہدہ کی تعمیل میں کیگئی تھی۔ کسی عدالت نے یہ قرار نہیں دیا کہ کوئی ضرورت اُس بیع کی تھی جسکی کہ منسوخی کی استدعا مدعی نے کی ہے اسلئے مدعاعلیہ کا دعوی اس وجہ پر مبنی ہونا چاہئے کہ ایک معاہدہ بیع جو ایک ہندو نے قبل اسکے کہ اسکے یہاں ایک بیٹا پیدا ہونے کے کیا ہو پسر مذکور پر قابل پابندی ہے باوجودیکہ وہ قبل انتقال جائداد کے عمل میں آنیکے پیدا ہوا ہو اس امر کے متعلق کسی سند کا حوالہ ندیا گیا تھا اور ہماری رائے میں یہ درست نہیں ہے۔ ایک ہندو کا پسر پیدا ہونے پر جائداد خاندانی کا شریک اپنے باپ کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ اس استحقاق پسر کی تردید ایک انتقال کے قبل از پیدائش پسر کئے جانیسے کیجا سکتی ہے بلکہ وہ استحقاق وجود میں آنے سے رد کیا جا سکتا ہے۔ اب یہ قرار دینے کی حجت کیگئی ہے کہ محض معاہدہ بیع بطور ایک انتقال کے عمل ہوتا ہے اور کہ اُس نالش میں جو بربنائے معاہدہ خریدار کیطرف سے دائر کیجائے بیٹے کو کوئی جداجوابدعوی بنسبت باپ کے حاصل نہیں ہے۔ اس حجت کی تائید میں اس اصول انصاف کا حوالہ دیا گیا ہے جسکے کہ مطابق ایک خریدار بروئے معاہدہ بیع بعض اغراض کیواسطے بطور مالک جائداد کے متصور کیا جاتا ہے۔ اگر بصورت دیگر یہ اصول متعلق بھی ہو سکتا ہے تاہم ہم معلوم نہیں کرتے کہ

کسطرح پر وہ مدعاعلیہ کو فایدہ پہونچا سکتا ہے اور اِس امر واقعہ کو تبدیل کر سکتا ہے کہ اُسکے بذریعہ پیدایش ایک بیٹے کے کم ہو سکتا تہا - یہہ صورت ایسی نہیں ہے جبکہ ایک بیسر بوساطت اپنے ہو یا ایک مدعاعلیہ بحیثیت خریدار کی حیثیت ایک حصہ دار بجانب ایک شریک غیر منقسمہ کی حیثیت بدتر نہیں ہے جیسا بجز اُس کے تابع اِس اتفاق کے خرید کرتا ہے کہ اُسکے باپ کا حصہ قبل عمل مین آنے تقسیم کے کم ہو جائے اسیطرح پر ایک مدعاعلیہ بحیثیت خریدار کو جسنے ایک ایسے شخص کے ساتہہ معاہدہ کیا ہو جسکا حصہ کم ہونیکے قابل ہو ذمہ داری مذکور کے تابع خرید کرنا پڑتا ہے -

لیکن کل حجت مجانب مدعاعلیہ اس قیاس پر مبنی ہے کہ وہ معاہدہ جسکا حوالہ نالش سنہ ۱۸۸۰ع مین دیا گیا ہو ابتدائی معاہدہ سنہ ۱۸۷۰ع ہوتا تہا - ہماری رائے مین ایک کامل غلطی ہے - اُس رائے کے قبول کرنے پر جو چٹھی مذکورہ بالا مین ظاہر کیگئی تہی ایک جدید معاہدہ معہ جدید شرائط کے اُن اراضیات کی نسبت کیا گیا تہا جو اُسوقت مدعی کا باپ حوالہ کر سکتا تہا - اوس جدید معاہدہ مین ایک ایسی شرط درج تہی جو مدعی کے پیدا ہونیکے بہت عرصہ بعد تک پوری کیگئی تہی اسلئے یہ قرار دینا ناممکن ہے کہ اوسکی پیدایش کی تاریخ پر کوئی ایسی جائداد موجود تہی جس سے کہ مدعی کا حق متعلق ہو سکتا تہا - اسوجہ یہ کہ وہ جائداد جسکی تقسیم کا دعوی اب کیا گیا ہے اوسوقت خاندان کی طرف سے منتقل نہوئی تہی جبکہ مدعی پیدا ہوا تہا ہکو یہ قرار دینا چاہیئے کہ مدعی اُس ڈگری کا مستحق ہے جسکی کہ اُسنے استدعا کی ہے - بیان یہ کیا گیا ہے کہ اُسکی طرف سے رضامندی ظاہر کیگئی ہوگی اور قیاس یہ کیا جانا چاہیئے کہ اُسکا حصہ زرثمن اُسے دیا گیا تہا - مگر یہ ایک ایسا امر ہے جو عدالت اول مین اوٹہایا جانا چاہیئے تہا اور اُس کے متعلق ایک تنقیح قایم کیجانی چاہیئے تہی - یہ قیاس نہین کیا جاسکتا کہ مدعی کو کوئی حصہ زرثمن دیا گیا تہا اور سرسری طور پر کوئی شہادت بتائید اُس رائے کے موجود نہین ہے جو اِس امر کے متعلق صاحب جج ضلع نے ظاہر کی ہے -

ڈگری منسوخ کیجانی چاہیئے اور ایک ڈگری بحق مدعی صادر کیجانی چاہیئے - رسپانڈنٹ کو چاہیئے کہ جملہ عدالتہاے کا کل خرچہ ادا کرے -

سنہ ۱۹۲۵ء

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر آر تھر ایچ کالنس صاحب جناب چیف جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

۲۶ اکتوبر ۱۹۲۵ء

سیشال (مدعیہ) سائل **بنام** منوسامی مدلی (مدعا علیہ) رسپانڈنٹ *

ایکٹ عدالتہائے مطالبات خفیفہ پریذیڈنسی - ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۸۲ء دفعات ۳۷ و ۳۸ و ۶۹ - ایک درخواست تجویز جدید پر مقدمہ کا بیان کرنا -

جبکہ ایک درخواست تجویز جدید بعدالت مطالبہ خفیفہ پریذیڈنسی مین ججان کے مابین کسی سوال قانونی کی نسبت اختلاف رائے ہوا اور کثرت رائے سے بالحکم تجویز جدید دیئے جانے کے اُس جج کی ڈگری منسوخ کیجائے جسنے نالش کی تجویز کی ہو تو عدالت پر لازم ہے کہ مقدمہ کو ہائیکورٹ کی اظہار رائے کے واسطے زیر دفعہ ۶۹ ایکٹ عدالتہائے مطالبات خفیفہ پریذیڈنسی بیان کرے -

درخواست زیر دفعہ ۱۱۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی جسکے روسے ہائیکورٹ مین استدعا کیگئی کہ عدالت مطالبات خفیفہ پریذیڈنسی مدراس کی ڈگری بمقدمہ نالش نمبر ۳۳۰۵ سنہ ۱۹۲۳ء منسوخ کیجائے -

مدعیہ و مدعا علیہ نے عدالت مطالبات خفیفہ پریذیڈنسی مین ایک نالش واسطے دلاپانے ایک رقم مبلغ ... کے جو اس نے اپنی دختران کی شادی پر خرچ کی تہی دائر کی مقدمہ کی تجویز چیف جج نے کی تہی جنہوں نے ایک ڈگری بحق مدعیہ صادر کی مدعا علیہ نے ... سنہ ۱۹۲۴ء کو ایک درخواست اجلاس کامل مین واسطے تجویز جدید کے گذرانی چیف جج نے اپنی اس رائے پر اصرار کیا کہ مدعیہ زر خرچ کردہ کے دعویٰ کی مستحق تہی لیکن دیگر ججان عدالت نے یہ قرار دیا کہ نالش چل نہ سکتی تہی نتیجہ یہ ہوا کہ عدالت نے چیف جج کی ڈگری کو منسوخ کیا -

مدعیہ نے درخواست حال گذرانی -

کوتھنڈرامیار منجانب سائل -

پتابہی رام ایار منجانب رسپانڈنٹ -

تجویز - مدعیہ نے عدالت مطالبات خفیفہ پریذیڈنسی مین ایک نالش کی اور اسکے دعویٰ کی ڈگری چیف جج نے عطا کی - زیر دفعہ ۳۸ ایکٹ مذکور مدعا علیہ نے ایک درخواست بغرض تجویز جدید گذرانی اور عدالت مطالبہ خفیفہ نے جسمین چیف جج صاحب مع دیگر دو ججان اجلاس فرما تہے درخواست مذکور کی سماعت کی اور انہوں نے واقعات مقدمہ پر غور کیا چیف جج نے اپنے ہم جلیسان سے ایک امر قانونی کی نسبت اختلاف کیا اور اُس نے اس امر پر اصرار کیا کہ دعویٰ کی ڈگری دیجانی چاہیے لیکن اُسکے ہم جلیسان نے امر قانونی مذکور کی نسبت مختلف رائے اختیار کی

* درخواست نگرانی دیوانی نمبر ۹۰۴ سنہ ۱۹۲۴ء

۱۸۹۶ء
سیتارام
بنام
سمساسامی

عدالت نے اُس ڈگری کو جو منصف نے صادر کی تھی منسوخ کرکے فیصلہ بحق مدعاعلیہ معہ خرچہ صادر کیا۔

اب مدعی نے درخواست نگرانی حال زیر دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی اس وجہ پر رجوع کی ہے کہ چونکہ جحان کے ... امر قانونی کی نسبت اختلاف رائے ہوا تہا اسلئے اُنپر زیر دفعہ ۶۹ ایکٹ عدالتہائے مطالبات خفیفہ پریذیڈنسی لازم تہا کہ مقدمہ کا استصواب بغرض اظہار رائے ہائیکورٹ سے کرتے اور اپنا فیصلہ منسوخ کرتے یا ایک فیصلہ مشروط برائے اظہار رائے کے صادر کرتے۔

ہماری یہ رائے ہے کہ درخواست مذکور منظور کیجانی چاہئے۔ احکام دفعہ ۶۹ امر یہ ہیں اُس مین بیان کیا گیا ہے کہ "اگر دو یا زیادہ جحان ایک نالش کی سماعت کرین ...... اور اُن کے مابین کسی سوال قانونی کی نسبت اختلاف رائے ہو ...... تو عدالت مطالبہ خفیفہ کو چاہئے کہ واقعات مقدمہ کی نسبت ایک بیان مرتب کرکے اوسکو ...... اظہار رائے ہائیکورٹ کیواسطے ارسال کرین اور اونکو چاہئے کہ اپنے فیصلہ کو منسوخ کرین یا ایک فیصلہ مشروط براظہار رائے مذکور صادر کرین"

فریق مخالف کی طرف سے یہ عذر کیا گیا ہے کہ اختلاف رائے زیر بحث حال جو کسی نالش مین پیدا نہوا تہا۔ جس سے کہ وہ دفعہ ۶۹ کی ذیل مین آسکتا بلکہ وہ صرف بر طبق درخواست زیر دفعہ ۳۸ کے پیدا ہوا تہا اور ظاہر کیا گیا ہے کہ اوک شاٹ بنام برٹش انڈیا سٹیم نیویگیشن کمپنی (۱) و نسر و انجی بنام پرسوتم داس (۲) و مال بنام جوہم (۳) مین یہ قرار دیا گیا ہے کہ عدالت مطالبات خفیفہ ایک مقدمہ کو بغرض اظہار رائے ہائیکورٹ بر طبق ایک درخواست تجویز جدید زیر دفعہ ۳۸ ایکٹ مذکور کے بیان نہیں کرسکتی اس حجت مین غلطی اس امر پر غور نکرنیکی وجہ سے کیگئی ہے کہ صورت حال مین عدالت مطالبہ خفیفہ کے اجلاس کامل نے درخواست تجویز جدید پر غور کرنیکے علاوہ کچہہ اور بہی کیا تہا۔ ہمین شبہ نہین کہ مقدمات محولہ امر قرار دینیکی سند مین کہ جب عدالت اس امر پر غور کرتی ہو کہ آیا ایک تجویز جدید منظور کیجانی چاہئے یا نہین تو دفعہ ۶۹ کوئی علاقہ نہین رکہتی لیکن ہماری یہ رائے ہے کہ جب عدالت علاوہ ازین از سر نو واقعات مقدمہ پر غور کرے تو قرار دیا جانا چاہئے کہ تجویز جدید منظور کیگئی ہے اور زان بعد عدالت نالش کی تجویز کرنے مین مصروف ہوئی ہے جبکہ مقدمات محولہ بالا مین درخواست نامنظور کیگئی تہی پس دفعہ ۶۹ انکے متعلق نہوسکتی تہی لیکن صورت حال مین گو کوئی جداگانہ حکم شعر منظوری تجویز جدید کے صادر نکیا گیا تہا تاہم ایسی تجویز جدید کی منظوری بذریعہ ضروری مفہومیت کے قبل سماعت کے عطا کیگئی تہی جبکہ عدالت نے نالش کی تجویز جدید شروع کی تہی اسلئے مقدمات محولہ فریق مخالف کے عذر کی تائید مین کوئی سند نہین ہین۔ ہمین شبہ نہین

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۵ صفحہ ۹ (۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۲۹۰ (۳) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۲ صفحہ ۴۰۳

دفعہ ۳۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے رو سے عدالت کو اختیار دیا گیا ہے کہ کسی ایسے مدعا علیہ کا نام خارج کرے جو مناسب طور پر بطور فریق مقدمہ کے شامل کیا گیا ہو لیکن یہ امر تاریخ سماعت اول پر یا اوس سے پہلے کیا جانا چاہیئے صورت حال مین حکم مذکور بعد قایم کئے جانے تنقیحات کے بھی کسی عرصہ تک صادر نکیا گیا تھا نیز اگر عدالت کو یہ معلوم ہوا تھا کہ اُس بنائے دعوی کی تجویز جو صرف مدعا علیہ نمبر ۱ کے برخلاف بیان کیا گیا ہے اور دیگر جو مشترک طور پر بخلاف مدعا علیہ نمبر ۱ و دیگر مدعا علیہم کے بیان کیا گیا ہے آسانی سے یکجا نہین کیجا سکتی تو عدالت مجاز تہی کہ زیر دفعہ ۴۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی عمل کر کے یہ حکم دیتی کہ جداگانہ بناہائے دعوی کی تجویز جداگانہ کیجائے لیکن دالاجبکہ فریقین بصورت دیگر رضامندی ظاہر کرتے تہے بکا بیان مقدمہ حال مین نہین کیا گیا اس اختیار کا استعمال صرف سماعت اول سے پہلے ہی کیا جا سکتا تہا۔

بالآخر مدعا علیہ نمبر ا مجاز تہا کہ زیر دفعہ ۴۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی یہ درخواست کر سکتا تہا کہ نالش صرف اُس بنائے دعوی یا اُن بناہائے دعوی تک محدود کیجائے جنکی تجویز آسانی سے یکجا کیجا سکتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب جج ضلع نے اُس دفعہ کے مطابق بہی عمل نہین کیا کیونکہ اُنہنے نالش کو حسب منشاء دفعہ مذکور محدود نہین کیا بلکہ اُنہنے اُسکو کلیتاً معہ خرچہ بخلاف مدعا علیہ نمبر ا کے خارج کیا ہے۔

صاحب جج ضلع نے کوئی قانونی وجوہات ایسا حکم صادر کرنیکی نسبت بیان نہین کین اور نہ ہم کوئی ایسی وجہ اُن کاغذات سے معلوم کر سکتے ہین جو ہمارے روبرو موجود ہین۔

اسلئے ہمکو چاہیئے کہ صاحب جج ضلع کے حکم کو فسخ کر کے یہ ہدایت کرین کہ نالش بخلاف مدعا علیہ نمبر ا کے رجوع فہرست کیجاوے اور اوسکا فیصلہ مطابق قانون کے کیا جائے خرچہ نتیجہ مقدمہ پر عاید ہوگا۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سبرامنیا ایر صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

کولنتا ودامانگوتہہ اونا کن (مدعی) اپیلانٹ بنام ترووپل کلندن الیا وغیرہ (مدعا علیہم) رسپانڈنٹان *

مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۳۱۷ نیلام بعلت اجراء استحقاق نسبت ثابت کرنے خرید بینامی کے۔

بعض جایداد سنہ ۱۸۸۱ء مین اور پہر سنہ ۱۸۸۲ء مین رہن کی گئی تہی سنہ ۱۸۸۳ء مین بکو از راہن کا استحقاقی جایداد مذکور ایک ڈگری کے اجراء مین جو اُس کے برخلاف صادر ہوئی تہی تابع رہن ہائے مذکور کے نیلام کیا گیا تہا۔

* اپیل دوم نمبر ۱۳۱ سنہ ۱۸۹۵ء

سنہ ۱۸۹۷ء

کولنتا ودا مالکوتہہ ادناکن

بنام

نزو دلیل کلندن الیاتا

اور وہ مدعا علیہ نمبر ۵ کے انتقال کنندہ نے خرید کیا تھا۔ سنہ ۱۸۸۲ء میں ایک ڈگری نیلام بربنا رہن سنہ ۱۸۷۸ء کے حاصل کی گئی تھی
اور اُس کو مدعا علیہ نمبر ۴ و ۵ نے اُسکے منتقل کنندہ شامل مسل کیا گیا تھا۔ اجراء ڈگری مذکور میں جائداد متنازعہ حال مدعی کے
جانشین سابق نے خرید کی تھی جسنے نالش حال اب بغرض انفکاک میں بیان رجوع کی ہے کہ خرید سنہ ۱۸۸۳ء
بحق راہنان کے بینامی تھی۔

تجویز ہوئی کہ مدعی بموجب دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بیان ہذا کے ثابت کرنے سے ممتنع نہ تھا۔

اپیل دوم بنا راضی ڈگری مسٹر ماسن صاحب ڈسٹرکٹ جج ملابار شمالی بمقدمہ نالش اپیل نمبر ۲۶۴ سنہ ۱۸۹۴ء
متعلقہ اپیل ڈگری ایم اے انانامامی ایار منصف ضلع پنور بمقدمہ نالش ابتدائی نمبر ۱ سنہ ۱۸۹۴ء۔

نالش بغرض انفکاک ایک کانم سوزنہ ۲۲ مارچ سنہ ۱۸۲۹ء کے ہے جو بحق مدعا علیہ نمبر ۱ کے تحریر کیا گیا تھا۔ ماہ فروری
سنہ ۱۸۳۲ء میں راہنان نے بعض جائداد بشمولیت جائداد متنازعہ حال کے ایک شخص کنجو نرائن نمبیار کے پاس رہن
کی تھی جسنے ایک ڈگری نیلام سنہ ۱۸۴۳ء میں حاصل کی۔ ماہ جولائی سنہ ۱۸۸۵ء میں بعلت اجراء ڈگری مذکور جائداد
مذکور دائرہ نیلام کیگئی تھی اور اُس کا وہ جزو جو نالش حال میں زیر تنازعہ ہے مدعا علیہ نمبر ۵ نے خرید کیا تھا جس نے
اُس کا انتقال ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۸۵ء میں مدعی کی ہمشیرہ کے نام کر دیا تھا۔ مدعی کی ہمشیرہ بعد میں فوت ہوگئی تھی اور
نالش حال مدعی نے بطور اُسکے قائم مقام وکرنادن تاروادکے رجوع کی تھی۔ اس اثنا یعنی سنہ ۱۸۸۳ء میں
بعلت اجراء ایک ڈگری کے جو کہ ازراہنان کے برخلاف صادر ہوئی تھی اُسکا استحقاق وقیمہ جائداد متنازعہ
حال تاریخ رہن ہائے سنہ ۱۸۸۱ء وسنہ ۱۸۸۲ء کے نیلام کیا گیا تھا اور وہ ایک شخص راماکرو پنے خرید کیا تھا جسنے اُسکا
انتقال سنہ ۱۸۸۵ء میں بحق مدعا علیہ نمبر ۲ حال کے کر دیا تھا لیکن وہ اُس نالش میں فریق نہ بنایا گیا تھا جس میں
ڈگری نیلام صادر ہوئی تھی۔ مدعی نے اب یہ بیان کیا ہے کہ راماکرو پنے دو راہنان کیطرف سے بینامی خرید
کی تھی۔ منصف ضلع نے یہ قرار دیا کہ یہ بیان بحوالہ دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نہیں کیا جا سکتا اور چونکہ
مدعی نے اس امر کی نسبت عذر کیا کہ مدعا علیہ نمبر ۲ کو رہن سنہ ۱۸۸۲ء کے انفکاک کا موقعہ دیا گیا ہے اُسنے نالش کو
خارج کر دیا۔ اُسکی ڈگری برطبق اپیل کے صاحب جج ضلع نے بحال رکھی تھی۔ مدعی نے اپیل دوم رجوع کیا۔

مسٹر کرشنن و دیتی ناتہا ایار منجانب اپیلانٹ۔

ریرو نیمیر منجانب رسپانڈنٹ نمبر ۶۔

حکم:۔ مدعی ایک خریدار نیلام عدالت موقوعہ سنہ ۱۸۸۵ء زیر ڈگری حاصل کردہ سنہ ۱۸۸۴ء بربنائے رہن رد تنازعہ
جم مورخہ ۲۳ فروری سنہ ۱۸۶۲ء کا منتقل الیہ ہے۔ مدعا علیہ نمبر ۲ رسپانڈنٹ نے حق حقوق و مراتق بکیے ازراہنان کے

۱۸۹۷ء
دلشاد وحا ما تنک گوشٹہ
احناکن
بنام
ترو ولیل کلندن
الیا ما

بعلت اجراء ایک ڈگری عدالت سطالیہ خفیفہ مصدرہ ۱۸۸۳ء کے خرید کئے تہے لیکن وہ نالش بربنائے رہن دستاویز ج مین فریق نہ بنایا گیا تھا سوال یہ ہے کہ آیا مدعی یہ ثابت کرنیکا مستحق ہے کہ مدعاعلیہ نمبر ۲ نے راہنان دستاویز ج کی طرف سے بینامی خرید کی تہی - ہر دو عدالتہائے ماتحت نے یہ قرار دیا ہے کہ وہ ایسا مستحق نہین - بردئے خرید متنازعہ حال یا دستاویز ج کے مدعی نے نہ صرف راہنان کے وہ حقوق حاصل کئے ہین جو ۱۸۸۵ء مین تھے بلکہ مرتہن بروئے دستاویز ج کے حقوق بہی حاصل کئے ہین جیسے کہ وہ اسکے تحریر کئے جانیکی تاریخ یعنے ۲۳ فروری ۱۸۸۲ء کو تہے رسپانڈنٹ کیطرف سے یہ عذر کیا گیا ہے کہ زیر دفعہ ۳۱۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے جیسی کہ اسکی تعبیر مقدمہ راما کروپ بنام سری دیوی (۱) مین کیگئی ہے کوئی شخص کسی واقعات کی موجودگی مین یہ ثابت نہین کرسکتا کہ سرٹیفکیٹ یافتہ خریدار نیلام اصلی خریدار نہین ہے لیکن یہ امر خلاف اُن نتایج کے ہے جو مقدمات نینا نام ونیکٹا راسیان (۲) و راما کرشنا ما بنام ادی نرا سنا (۳) مین اخذ کئے گئے ہین - مقدمہ اول الذکر مین یہ قرار دیا گیا تہا کہ دفعہ ۳۱۷ کے رو سے ایک ہندو کا پسر ایک نالش تقسیم مین اس امر کے ثابت کرنیسے ممتنع نہین ہے کہ سرٹیفکیٹ یافتہ خریدار اسکے باپ کی طرف سے بینامی طور پر عمل کرتا تہا - مقدمہ موخر الذکر مین یہ قرار دیا گیا تہا کہ وہ شخص جو بوساطت خریدار بینامی کے مدعی نہین ہوئے دفعہ ۳۱۷ کے اس امر کے ثابت کرنیسے ممتنع نہین ہے کہ اصلی نوعیت خرید کی کیا ہے اس مین کوئی شبہ نہین ہوسکتا کہ مرتہن بروئے دستاویز ج بطور ایک ایسے شخص کے جو کسی فریق معاملہ بینامی کی وساطت سے دعویدار نہ تہا اُس نالش مین جو اُسنے بربنائے رہن کے دائر کی ہو اس امر کے ثابت کرنے کا مستحق تہا کہ اصلی نوعیت معاملہ کی کیا ہے -

اس لیئے مدعی حال جو اُس کا قایم مقام ہے ایسا ہی مستحق ہے -

اس لئے ہم کو چاہیئے کہ صاحب جج ضلع سے اس امر کی قرارداد طلب کرین کہ آیا خرید مدعاعلیہ نمبر ۲ کی راہنان کیطرف سے بینامی تہی جیسا کہ مدعی کیطرف سے بیان کیا گیا ہے - اگر قرارداد بر تنقیح مذکور بحق مدعاعلیہ نمبر ۲ کے ہو تو ہم صاحب جج ضلع سے یہ قرارداد طلب کرینگے کہ آیا مدعاعلیہ نمبر ۲ نے بذریعہ اپنی خرید کے ہر دو راہنان کے حقوق حاصل کئے تہے یا کہ صرف اُنمین سے ایک کے جسکے کہ بخلاف ڈگری صادر ہوئی تہی -

ان تنقیحات پر فریقین کیطرف سے جدید شہادت لیجاسکتی ہے - قرارداد مذکور تاریخ وصولی حکم ہذا سے دو ماہ کے اندر واپس بہیجی جانی چاہیئے - اور بعد نوٹس رسید قرارداد مذکور کے عدالت ہذا مین آویزان کئے جانے کے سات یوم کی میعاد داخل عذرات کیواسطے عطا کی جایگی +

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۷ صفحہ ۱۹۲ - (۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۷ صفحہ ۱۳۵ -
(۳) " " " جلد ۹ صفحہ ۴۸۳ -

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر آرتھر جان ہیج کالنس صاحب چیف جسٹس و بنسن صاحب جج

سنہ ۱۸۹۶ء ۶ر نومبر

نرسماچاریر (مدعی) سایل **بنام** سناون (مدعا علیہ) رسپانڈنٹ *

ایکٹ اشخاص قانون پیشہ - ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۷۹ء دفعہ ۲۸ - زبانی اقرارنامہ واسطے محنتانہ وکیل کے کارروائیات فوجداری "اسقدر جسقدر کہ وہ مستحق ہے"

ایک وکیل کو ایک ملزم نے مقدمہ کی جوابدہی کے واسطے مقرر کیا - ملزم نے محنتانہ مقرر کردہ ادا نہ کیا اسپر مدعی نے اسکیطرف سے مقدمہ کی پیروی کرنیسے انکار کیا - مدعا علیہ نے جو کہ ازملزمان تھا ایک بانی اقرار محنتانہ کے ادا کرنیکا کیا لیکن بعد اسکے کہ مدعی نے دو نو ملزمان کیطرف سے جوابدہی کی تھی اسنے زر مذکور ادا نہ کیا - اب مدعی نے مدعا علیہ پر زر مذکور کے دلاپانیکی نالش کی ہے -

تجویز ہوئی کہ بموجب ایکٹ اشخاص قانون پیشہ دفعہ ۲۸ کے مدعی بروئے معاہدہ کے دلاپانیکا مستحق تھا بلکہ وہ ان خدمات کے عوض جو اسنے کی تہین مناسب معاوضہ کے دلاپانیکا مستحق تھا -

درخواست زیر دفعہ ۲۵ - ایکٹ عدالتہائے مطالبات خفیفہ پریزیڈنسی جسکے روسے ہائیکورٹ مین یہ استدعا کیگئی کہ کے کرشناچیریر مصنف ضلع مدورا کی ڈگری بمقدمہ مطالبہ خفیفہ نمبر ۴۸ سنہ ۱۸۹۵ء کی نگرانی کی جائے -

مدعی درجہ اول کا وکیل تھا اور اسنے مبلغ صہ کے دلاپانے کی نالش واقعات ذیل کی موجودگی مین کی - ایک شخص تہوراینا گم پلائی نے مدعی کو ایک مقدمہ فوجداری مین جوابدہی کرنیکے واسطے مقرر کیا لیکن اسنے اسکا محنتانہ ادا نہ کیا جسپر مدعا علیہ نے جو نیز اسی مقدمہ مین ملزم تھا مبلغ صہ کے ادا کرنیکا وعدہ کیا جسکے ادا کرنے کا اقرار تہوراینا گم پلائی نے کیا تھا - اس وعدہ پر انحصار کرکے مدعی نے مقدمہ کی جوابدہی کی لیکن مدعا علیہ نے زر مذکور ادا نہ کیا جسکی وجہ سے نالش حال رجوع کیگئی ہے -

مصنف ضلع نے نالش کو بحوالہ دفعات ۲۸ و ۲۹ ایکٹ اشخاص قانون پیشہ و مقدمہ سندرا راجا اینگر بنام ناتہو سامی توار (۱) کے یہ قرار دیکر خارج کیا کہ دعوی کی تائید زبانی معاہدہ کے روسے نہین ہوسکتی جسکا کہ مدعی نے ذکر کیا ہے اور اسنے یہ رائے ظاہر کرکے کہ بموجب واقعات کے مدعی نالش حال کے بغرض رقم متدعویہ کے دلاپانیکے دایر کرنے کا مستحق نتہا اسنے مدعیکے دعوی پر اس بنا پر غور کرنے سے انکار کیا -

مدعی نے درخواست حال رجوع کی -

* درخواست نگرانی دیوانی نمبر ۳۰ سنہ ۱۸۹۶ء - (۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۷ صفحہ ۴۰۶ -

سنہ ۱۸۹۶ع

نرسماچاریہ

بنام

ستادن

مہا دیوا ایار منجانب سائل -

سیری رنگاچریر منجانب رسپانڈنٹ -

تجویز: ہم منصف ضلع کے ساتھ اس امر میں اتفاق کرتے ہیں کہ دفعہ ۲۰ ایکٹ اشخاص قانون پیشہ متعلق ہوتی ہے مگر مدعی اُس کام کا مناسب معاوضہ جو اُسنے موکل فائدہ کیواسطے کیا ہے بربناء اصول "جو شخص کسی حق کا وہ مستحق ہے" کے اور مقدمہ کرشنا سامی بنام کیسا وا (۱) کے حاصل کرسکتا ہے -

منصف ضلع نے اس سوال پر غور کرنیسے اس وجہ پر انکار کیا تہا کہ وہ شخص جسکو فائدہ پہنچا ہے یعنے مدعا علیہ نمبر ۲ مقدمہ فوجداری کوئی فریق نالش ہذا میں نہیں ہے - مگر ہم یہ معلوم کرتے ہیں کہ مدعی ہرگز عدالت سے چارہ جوئی نہ کرسکتا اگر مدعا علیہ نے ضمانت نہ دی ہوتی اور شخص موخر الذکر کیطرف سے مقدمہ مذکور میں کوئی جوابدہ نہ ہوتا پس مدعا علیہ نمبر ۱ نے اسطرح جو فائدہ اٹھایا تہا کہ مدعی عدالت میں اُسکی طرف سے اور مدعا علیہ نمبر ۲ کیطرف سے مشترک طور پر جوابدہی کریگے واسطے گیا تہا اس لیئے ہماری یہ رائے ہے کہ مدعی مناسب معاوضہ اُن خدمات کا لے سکتا ہے جو اُسنے کی ہیں - اس لیئے ہم ڈگری منصف ضلع کو معہ خرچہ خارج کرکے ہدایت کرتے ہیں کہ مقدمہ کو بازفہرست بحال کرکے اُسکا فیصلہ واقعات پر کرے -

صیغہ اپیل دیوانی

سنہ ۱۸۹۶ع

۱۶ اکتوبر

باجلاس مسٹر آرتھر جارج کالنس صاحب چیف جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

لنگم کرشنا بھوپاتی دیوو (سائل) **بنام** کنڈلا سوارامیا (فریق مخالف) رسپانڈنٹ *

مجموعہ ضابطہ دیوانی - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع دفعات ۲۴۴ و ۵۸۸ - التوائے اجراء دوران نالش مابین ڈگریدار و مدیون ڈگری میں - التوائے اجراء کا منظور نہ کیا جانا - اپیل -

اُس حکم کی ناراضی سے اپیل ہوسکتا ہے جسکے رو سے زیر دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی اُس نالش کے دوران میں التوائے اجراء منظور نہ کیا گیا ہو جو مابین ڈگریدار اور اُسکے مدیون ڈگری کے ہو -

اپیل بنارامنی حکم ایچ آر فارمر صاحب ڈسٹرکٹ جج وزیگاپٹم مقدمہ درخواست متفرق نمبر ۸ سنہ ۱۸۹۶ع -

درخواست ہذا زیر دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی مدیون ڈگری نالش ابتدائی نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۸۱ع نے بدین استدعا کی تہی کہ

---

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۳ صفحہ ۶۳ -

* اپیل بنارامنی حکم نمبر ۴۲ سنہ ۱۸۹۶ع -

۱۸۹۶ء
لنگم گرستشنا
بنام
کندولا سوارامیا

اجرائے ڈگری صادرہ بنالش مذکورہ بالش کے دوران مین ملتوی رکھا جاوے جو ہمنے ڈگریدار کے خلاف رجوع کی ۔

صاحب جج ضلع نے اپنے حکم مین بیان کیا ہے کہ بہ ثبوت واقعات کے میری یہ رائے ہے کہ اجراء کے زیر دفعہ ۲۴۳ ملتوی کئے جانیسے کامل طور پر انکار کیاجائے لیکن فریق مخالف کے وکیل کی استدعا سے اسکو ایکماہ کی میعاد ہائیکورٹ مین درخواست کرنیکے لئے دیجاتی ہے ...... اگر کوئی حکم مشعر التوائے اجرائے ایکماہ کے اندر ہائیکورٹ سے وصول نہو اور اگر کوئی مزید میعاد عطا نکیجائے تو اجراء شروع کیا جائیگا ۔

دیون ڈگری نے اپیل حال رجوع کیا ۔

مسٹر ایدم وار سبرامنیا ایار منجانب اپیلانٹ ۔

رام چندر راؤ صاحب منجانب رسپانڈنٹ ۔

تجویز :- ایک ابتدائی عذر اسپر کیا گیا ہے کہ وہ حکم جسکی نارضی سے اپیل کیا گیا ہے زیر دفعہ ۲۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی صادر کیا گیا تہا اور کہ ایسے حکم کی نارضی سے کوئی اپیل نہین ہو سکتا ۔ ہماری رائے مین یہ عذر قایم نہین رہ سکتا ۔ بہ پیروی وجوہات فیصلجات غازی دین بنام فقیر بخش (۱) وکستا مل بنام گوپی (۲) وسٹیل اینڈ کمپنی بنام اچہاسوئی چودہرائن (۳) کے ہم قرار دیتے ہین کہ اپیل ہو سکتا ہے اسلئے ہم ابتدائی عذر کو نامنظور کرتے ہین ۔

نسبت واقعات کے صاحب جج ضلع نے بیان کیا ہے کہ انکی رائے مین اپیلانٹ کو کوئی مشکل اس رقم کے دلاپانے مین پیش نہ آئیگی جو اسے رسپانڈنٹ کو اجرا ڈگری مین ادا کی جائیگی ڈگری ۱۸۹۳ء مین صادر ہوئی تہی ہم اپیل ہذا کو معہ خرچہ خارج کرتے ہین ۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سبرامنیا آیار صاحب جسٹس و باڈم صاحب جسٹس

۱۸۹۶ء
۲۹ اکتوبر و ۹ نومبر

رنگیا اپا راؤ (مدعی) اپیلانٹ **بنام** کیسوا راؤ و یک کس دیگر (مدعا علیہم) رسپانڈنٹان ۔

ایکٹ رجسٹری ایکٹ ۳ ۱۸۷۷ء دفعہ ۱۷ ۔ دستاویز دست برداری منجانب مزارعہ بحق مالک اراضی ۔ ایک دستاویز جسکے روسے ایک مزارعہ زمینداری بعوض اس امر کے کہ زمیندار نے اپنا حق بقایا لگان واجب الادا کا ترک کر دیا ہے اراضی سے انکے حق مین دست بردار ہو جائے مقابل پذیرائی شہادت نہین ہے

(۱) انڈین لاء رپورٹ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۷۳ ۔ (۳) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۱۱۱ ۔
(۲) " " " جلد ۱۰ صفحہ ۳۰۹ ۔ ملخص اپیل دوم نمبرہ ۹۲۵ ۱۸۹۵ء ۔

سنہ ۱۸۹۶ء
ونکیٹاپاراؤ
بنام
کیسوراؤ

اِلّا جبکہ اُسکی رجسٹری مطابق قانون کے کیگئی ہو۔ گو کہ وہ تحریر کیجا کر ملازمان زمیندار کے حوالہ قبل اُس وقت کے کیگئی ہو جبکہ اُسنے اپنی رضامندی دربارہ ترک کرنے اپنے حقوق بقایا لگان کے ظاہر کی تہی۔

اپیل دوم بنا راضی ڈگری ای لے الون صاحب ایکٹنگ ڈسٹرکٹ جج کستنا بمقدمۂ اپیل نمبر ۵۶۷ سنہ ۱۸۹۶ء متعلق ڈگری ایم ونیکٹا رتنام ایکٹنگ منصف ضلع گدی واد ابمقدمۂ ابتدائی نمبر ۱۶۰ سنہ ۱۸۹۲ء۔

مدعی ایک زمیندار تہا اور اُسنے اپنے استقرار حق اور قبضہ بعض اراضیات کا دعوی کیا جو ایک جزو زمینداری بناتی تہین جسپر کہ مدعا علیہ نمبر اول بطور مزارعہ کے قابض تہا۔ معلوم یہ ہوتا تہا کہ مزارعہ مذکور نے بباعث مشکلات کے پیش آنیکے ایک دستاویز ۲۰ جون سنہ ۱۸۸۲ء کو بحق مدعی کے حسب ذیل الفاظ مین تحریر کی تہی: "بحق زمیندار وغیرہ کے رپورٹ دست برداری داخل کردہ گووندا راز ولد کیسو راؤ کاشتکار گرازادا۔ بباعث اِس امر کے ناقابل ہونیکے کہ ۱۶۱ ایکڑ ۳۰ سنٹ اراضی خشک کے اور ۷ ایکڑ ۸۰ سنٹ اراضی تر کے کل ۲۴ ایکڑ ۷۰ سنٹ اراضی کو کاشت کرسکون جو مین ابتک موضع گرازادا مین کاشت کرتا رہا ہون اور اُسکے بقایا لگان کو اداکرنیکے ناقابل ہونیکے باعث مینے اپنا حق بحق سرکار (یعنے زمیندار) کے ترک کردیا ہے۔ مین اقرار کرتا ہون کہ اراضی مذکور کو اپنے نام سے کاغذات دیہہ مین سے سنہ ۱۲۹۱ فصلی مین خارج کرادونگا اور مین اقرار کرتا ہون کہ تم اُسکو اپنی مرضی کے مطابق بلا کسی مزاحمت کے میری طرف سے کئے جانیکے منتقل کرسکتے ہو اور مجہے اُسکے بقایا لگان مبلغ سمار کے ساتہہ کوئی علاقہ نہین ہے۔ یہ رپورٹ دست برداری رضامندی سے داخل کیگئی ہے"۔ اِسکے بعد مدعا علیہ نمبر اول نے مدعا علیہ نمبر ۲ کے حق مین ایک رہن اراضی متنازعہ کا تحریر کیا جسپر کہ مرتہن نے ایک ڈگری نالش ابتدائی نمبر ۶ سنہ ۱۸۸۹ء مین حاصل کی اور اجراء ڈگری مذکور مین اراضی مذکور نیلام کیگئی تہی اور اُسکا ایک جزو ڈگریدار نے خرید کیا تہا۔

مدعی کا دعوی یہ تہا کہ دستاویز رہن ایک اصلی معاملہ نہ تہا اور کہ کارروائیات نالش ما قبل سازشی تہین۔ دستاویز سنہ ۱۸۸۲ء غیر رجسٹری تہی۔ وجہ مذکور پر منصف ضلع نے اُسکو شہادت مین پذیرا کرنے سے انکار کیا اور نالش کو خارج کیا۔ اُسکا فیصلہ بر طبق اپیل کے صاحب جج ضلع نے بحال رکہا۔

مدعی نے اپیل دوم حال رجوع کیا۔

سندرا آیار و راماسیا آیار منجانب اپیلانٹ۔

پتابہی راما ایار منجانب رسپانڈنٹان۔

تجویز۔ اگر دستاویز زیر بحث موضع دست برداری پیش کردہ مزارعہ سے زیادہ نہ تہی جو مدعا علیہ نمبر ۱ نے بحق مالکِ اراضی مدعی کے تحریر کی تہی تو زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۶۵ء جسکے رو سے شخص اول الذکر کو اختیار دیا گیا

سنہ ۹۶ء
رنگیا اپاراؤ
بنام
کیسوراراؤ

کہ اپنے مقبوضہ کو کسی سال فصل کے انجام پر بذریعہ ایک تحریر کے ترک کر دے جس پر گواہان کے روبرو دیلا رعیتی مالک اراضی کے دستخط کئے جائیں اس مین کچھ شبہ نہیں ہو سکتا کہ دستاویز مذکور کا رجسٹری شدہ ہونا زیر دفعہ ۱۷ ایکٹ رجسٹری ضروری تھا لیکن دستاویز مذکور ایسی تھی جو بعوض زر بدل کے تحریر کیگئی تھی جو مدعی کی طرف سے مدعا علیہ نمبر ۱ کو ادا کیا گیا تھا یعنے اُسنے اپنے استحقاق بقایائے لگان کو ترک کر دیا تھا جو مبلغ ۔۔۔ سو ۔۔۔ روپیہ کے قریب تھا جو بروقت دست برداری مذکور کے واجب الادا تھا۔ یہ امر خود دستاویز مذکور کی شرائط سے صریح طور پر ظاہر ہوتا ہے یہ سچ ہے کہ وہ فقرہ مندرجہ عرضیدعوی جس پر مدعی کیطرف سے زور دیا گیا ہے یہ ظاہر کرتا ہے کہ کاغذ زیر بحث ملازمان مدعیکو اُس وقت دیا گیا تھا جبکہ اُسنے اپنی رضامندی نسبت ترک کرنے دعوی مبلغ ۔۔۔ کے ظاہر کی تھی لیکن نہ تو یہ امر واقعہ کہ مدعی نے مدعا علیہ نمبر ۱ کی بات کو صرف بعد حوالگی کاغذ مذکور کے منظور کیا تھا جو بطور شہادتِ دست برداری کے عامل ہونا تھا اور نہ یہ امر واقعہ کہ قبولیت تحریری نہ تھی ایک اہم امر ہے۔ جبوقت کہ وہ بات منظور کیگئی تھی وہ کاغذ کامل طور پر مابین فریقین اقرار نامہ کے عامل ہوگیا تھا اور اُسکے رُو سے وہ حقوق زائل ہو گئے تھے جو مدعا علیہ نمبر ۱ کو بطور مزارعہ کے حاصل تھے اسلئے یہ نتیجہ عدالت ماتحت کہ دست برداری صرف ایک ترکِ حق زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ وصولیابی لگان منجانب مدعا علیہ نمبر ۱ در بارہ استحقاق قبضہ اراضی کے نہتی بلکہ وہ ایک معاہدہ مابین مدعی اور مدعا علیہ ۱ کے تہی جو دفعہ ۱۷۔ ایکٹ رجسٹری کی ذیل مین آتی تہی اور اس لیئے وہ بباعث غیر رجسٹری شدہ ہونیکے ناقابل پذیرائی شہادت تہی۔ ہماری رائے مین درست معلوم ہوتا ہے۔

اپیل دوم ناکامیاب ہتا ہے اور معہ خرچہ کے خارج کیا جاتا ہے۔

اپیل دیوانی

باجلاس سبرامنیا آیار صاحب جسٹس و ڈیوس صاحب جسٹس

سنہ ۱۸۹۶ء
۴ ردسمبر

کرشنا سامی ایانگر (مدعی) اپیلانٹ بنام رنگا ایانگر (مدعا علیہ) رسپانڈنٹ

مجموعہ ضابطہ دیوانی ۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۲۵۸ ۔ تصفیہ ڈگری بیرون از عدالت ۔ اقرار نامہ جسکی تصدیق عدالت مین نکیگئی ہو ۔ نالش ہرجانہ ۔

ایک ڈگری تقسیم جائیداد خاندانی بحق دو مدعیان کے صادر ہوئی تہی ۔ ایک از مدعیان قبل اجرا کے فوت ہو گیا اور ایک سوال مابین پسماندہ مدعی اور دیگر مدعا علیہم کے دربارہ انتقال اُسکے استحقاق کے پیدا ہوا ۔ فیصلہ کیا

سنہ ۹۶ء
کرشنا سامی ایانگر
بنام
رنگا ایانگر

لپمانده مدعیکے کیا گیا۔ عذرکنندہ فریقہاؤ نے ایک انتظام کیا جسکے روسے بعض اراضی جو متوفی مدعی کا حصہ بنا تی تھی مدعا علیہ کو دیجانی چاہیئے تھی۔ انتظام مذکور کی تصدیق عدالت مین نکیگئی تھی اور ڈگری مذکور کا اجرا لپسماندہ مدعیکی درخواست پر کیا گیا۔ تھا جسکے بعد مین انتظام مذکور کو موثر کرانے سے انکار کیا۔ مدعا علیہ نالش مذکور نے اب عدالت ابتدائی مین اس اراضی کے قبضہ کی نالش کی ہے جو اُسے دیگئی تھی یا یہ کہ ہرجانہ دلایا جائے۔

تجویز ہوئی (۱) کہ مدعیکا دعویٰ اراضی مذکور کی نسبت چل نہ سکتا تھا۔

(۲) کہ دعویٰ ہرجانہ فسخ اقرارنامہ چل سکتا تھا۔

اپیل بنا راضی ڈگری دی سرینواسا چرلو سبارڈینیٹ جج کمبا کونم بمقدمہ ابتدائی نمبر ۵۶ سنہ ۱۸۹۳ء۔

مدعی مدعا علیہ ۱ کا بھائی تھا اور معلوم یہ ہوتا تھا کہ اُنکے باپ اور مدعا علیہ نمبر ۱ نے نالش ابتدائی نمبر ۲۲ سنہ ۱۸۸۴ء واسطے تقسیم جائداد جائدادی کے مدعی حال اور ایک اور شریک کے برخلاف دائر کی تھی۔ اور مدعیان نالش مذکور نے ۳/۴ حصہ کی ڈگری حاصل کی تھی۔ قبل اجراء ڈگری مذکور کے انکا باپ فوت ہوگیا تھا اور سوال یہ پیدا ہوا تھا کہ آیا لپسماندہ مدعی کل ۳/۴ حصہ کا مستحق تھا اور اس سوال کا فیصلہ اُسکے حق مین ہوا تھا۔ مدعی حال نے ناکامیابی سے ہائیکورٹ مین اپیل کیا تھا۔ اسکے بعد فیصلہ عدالت ماتحت ہائیکورٹ سے بحال رکھے جانیکے بعد مدعی حال اور اُسکے برادر نے یہ اقرار کیا تھا کہ معاملہ زیر تنازعہ ثالثی کے واسطے وراسامی ایانگر کے سپرد کیا جائے جسکے فیصلہ ثالثی معدرہ ۲۲ جون سنہ ۱۸۸۹ء کے رو سے مدعی کا دعویٰ حال پیدا ہوا تھا۔ اس معاملہ کی تصدیق عدالت مین نہ کیگئی تھی لیکن اسکی اطلاع عدالت کو اجراء کے ملتوی کرانیکی غرض سے دیگئی تھی لیکن باوجود اسکے اجراء کیا گیا کیونکہ نوعیت اقرارنامہ مذکور کی نسبت تنازعہ موجود تھا اور مدعی حال اُس وقت سے انتظام مذکور کو موثر نہین کرسکا۔ سبارڈینیٹ جج نے اُس نالش کو خارج کیا ہے جو اپیلی نے واسطے دلاپانے اُس اراضی کے دائر کی ہے جو اُسے عطا کیگئی ہے اور علاوہ سبیل البدلیت ہرجانہ کا دعویٰ کیا ہے۔

مدعی نے اپیل حال رجوع کیا۔

(م) چیدمبرا صاحب منجانب اپیلانٹ۔

سنکران نیر و سنکرا ماریا سستری منجانب ریسپانڈنٹ۔

تجویز:۔ جہانتک کہ مدعیکا دعویٰ اُن اراضیات کی نسبت کیا گیا ہے جنکا تصفیہ بحق مدعا علیہ کے نالش ابتدائی نمبر ۲۲ سنہ ۱۸۸۴ء مین ہوا ہے وہ بمقابلہ تصفیہ مذکور کے چل نہین سکتا۔ لیکن دربارہ دعویٰ ہرجانہ فسخ اقرارنامہ ہمینہ کہ نالش ممنوع السماعت نہین ہے اور ارگہاوا بنام سبا (۱)

(۱) انڈین لا رپورٹ ۱۰ مدراس جلد ۵ صفحہ ۳۴۹۔

سنہ ۱۸۹۶ء
کرشناسامی آئنگر
بنام
رنگا آئنگر

بلاتا بنام وینکپا (۱)، اگر سبارڈینیٹ جج نے اپنے حکم متعلق اجراء ڈگری بمقدمہ نالش ابتدائی میں یہ فیصلہ کیا ہوتا کہ کوئی اقرارنامہ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے موجود نہیں ہے تو فیصلہ مذکور بلا شبہ بطور امر فیصل شدہ کے نالش ہذا کا مانع ہوتا جو اقرارنامہ مذکور پر مبنی ہے لیکن ہم معلوم کرتے ہیں کہ کوئی ایسا فیصلہ نہیں کیا گیا تھا انتظام مذکور کا ذکر صرف التوا اجرا کے واسطے اسوقت تک کیلئے کیا گیا تھا جبتک کہ انتظام مذکور کی تصدیق عدالت میں ایک تصفیہ ڈگری کے طور پر کیجا سکے۔ سبارڈینیٹ جج نے ڈگری کا اجرا کیا تھا اس وجہ سے کہ اس نے یہ معلوم کیا تھا کہ کوئی اقرارنامہ موجود نہ تھا بلکہ بخلاف ازین اسوجہ سے کہ نوعیت اقرارنامہ کی نسبت تنازعہ موجود تھا۔ کسی فریق نے زیر دفعہ ۲۵۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی اقرارنامہ مذکور کی تصدیق کرانیکی درخواست نہکی تھی اور نہ کوئی حکم زیر دفعہ مذکور صادر ہوا اسلئے مقدمہ گروتا بنام ورایا پا (۲) متعلق نہیں ہوتا۔

چنانچہ ہمکو چاہئے کہ ڈگری عدالت ماتحت کو منسوخ کریں، مقدمہ کو مطابق قانون فیصل کئے جانیکو عدالت ضلع واپس بھیجیں جہانتک کہ دعویٰ ہرجانہ کا تعلق ہے۔ نالش بطور ایک نالش جو اگلی قبضہ اراضی کے خارج کیجاتی ہے۔ خرچہ نتیجہ مقدمہ پر عائد ہوگا۔

اپیل دیوانی

باجلاس سبرامنیا ایار صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

۵ فروری سنہ ۱۸۹۷ء

نتیا نند اپتنا یودو وغیرہ (مدعیان)، اپیلانٹان بنام سری راوا جہ نا دیو وغیرہ (مدعا علیہم) رسپانڈنٹان۔ (۳)

رہن۔ سود بعد از تاریخ ادائگی میعاد۔

ایک مرتہن تاریخ ادائگی کے بعد کے سود کا مستحق ہے اگر کسی امر مندرجہ دستاویز سے یہ ظاہر نہوتا ہو کہ فریقین کا یہ منشاء تھا کہ تاریخ ادائگی کے بعد سود ادا کیا جانا چاہئے۔

اپیل بنا راضی ڈگری آر ایچ سپلی صاحب ایکٹنگ ڈسٹرکٹ جج گنجام بمقدمہ ابتدائی نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۹۴ء، نالش واسطے دلاپانے زر اصل معہ سود واجب الادا بر بنائے رہن نامہ مورخہ ۱۶ اپریل سنہ ۱۸۸۰ء کے

جو مدعا علیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ نے

---

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۹ صفحہ ۲۷۷

(۲) ” ” ” جلد ۱۸ صفحہ ۲۷۔

(۳) اپیل نمبر ۶۱ سنہ ۱۸۹۶ء

سنہ ۱۸۹۳
تنیا لال ایپٹابودہ
بنام
راو باپر تاد یو

ای مرہونہ قبل ازین کسی اور شخص کے حق مین اس تقدم کو عوض رہن نہین کیگئی جو اُس نے قرض لیگئی ہین ۔

مقدمہ ہذا مین منجملہ دیگر تنقیحات کے تنقیحات ذیل قایم کی گئی تہین ۔

آیا مدعیان کا دعوی کلاً یا جزواً زائد المیعاد ہے ۔

آیا مدعیان سود کے مستحق بعد تاریخ ادائگی کے بطور ہرجانہ کے یا کسی مد طرح ہین ؟

آیا مدعا علیہ نے مدعیان کے حق مین جائز طور پر کوئی رقم یا رقوم دستاویز تنازعہ حال ادا کی ہین ؟ اگر ایسا ہے تو کسقدر رقم ادا کی ہے اور کن واقعات کی موجودگی مین ۔

مدعیان کس دادرسی کے مستحق ہین ؟

صاحب جج ضلع نے قرار دیا کہ دعوی سود بروے دستاویز مذکور کے بربناے قاعدہ ۳ سال کے زائد المیعاد تہا اسلئے یہ بہی قرار دیا کہ مدعیان قطع نظر قانون میعاد کے کسی سود بعد از تاریخ ادائگی کے مستحق نتہے ۔ اِسکی نسبت آپنے منجملہ دیگر آرا کے ذیل کی راے ظاہر کی ۔

" مدعیان سود بعد از تاریخ ادائگی کا دعوی اولاً بروے استحقاق کے کرتے ہین اور ثانیاً وہ عذر کرتے ہین کہ یہ ایک بخشش ہے جو عدالت کو چاہیے کہ انہین عطا کرے ۔ جہانتک کہ امر موخر الذکر کا تعلق ہے مین انکو کوئی سود مابین تاریخ ادائگی اور تاریخ رجوع نالش کے عطا کرونگا انہون نے چہ سال تک مدعا علیہم پر نالش نہین کی ۔ انہون نے اونکو کوئی حساب کتاب نہین دیا ۔ اور میری راے میں یہ امر کافی طور پر صریح ہے کہ انہون نے قرضہ کو اسوقت تک جاری رہنے دیا ہے جہانتک اُن سے مسابقت ہوسکی ہے محض اس غرض سے کہ مدعا علیہم کو خوف زدہ کرین اور اپنے روپیہ کا سود بہت سا حاصل کرین ۔ میری یہ راے ہے کہ انکو چاہیے تہا کہ تاریخ ادائگی کے گذرنیکے بعد فوراً مدعا علیہم کو نوٹس دیتے کہ چونکہ قرضہ ادا نہین کیا گیا اسلئے جائداد فرق کیجائیگی ۔ انکا فرض یہ عذر کرنا نہین ہے کہ وہ اُس روپیہ کے ہرجانہ کے مستحق ہین جو بیکار پڑا رہا ہے درصورتیکہ خود انکی غلطی سے وہ بیکار رہا ہے ۔

نسبت جواز ایسے دعوی کے دو مقدمات کا حوالہ دیا گیا ہے یادی بیبی مسمل بنام سامی پلائی (۱) و گوپالو دو بنام وینکٹا رتنام (۲) ان ہر دو فیصلجات سے مین اقتباس کرتا ہون کہ جبتک کوئی شرط ادائگی سود بعد از تاریخ ادائگی کی صریح نہو تبتک اُسکا دعوی نہین کیاجاسکتا الا بطور ہرجانہ کے اور کہ ایسی شرط صریح یا مفہوم ہوسکتی ہے ۔ مین قرار دیتا ہون کہ صورت حال مین کوئی ایسی شرط موجود نہین ہے بخلاف ازین ایک صریح شرط موجود ہے کہ

(۱) انڈین لا رپورٹ جلد ۱۸ صفحہ ۲۶۱ ۔

(۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۸ صفحہ ۱۷۵ ۔

۱۸۹۷ء

نتیا نند اپتنا یوڈو
بنام
راماچریا دیو

زر اصل مع سود ایک خاص تاریخ پر بذریعہ جایداد مرہونہ کے یا اگر ضرورت ہو تو بذریعہ دیگر جایداد کے ادا کیا جانا چاہیے یعنے اگر زر مذکور تاریخ ادائیگی پر ادا نکیا جائیگا تو مرتہنان کو چاہئے کہ بیعبات کر کے قرضہ کو زر ثمن جایداد مرہونہ سے وصول کرین۔ مین اس اقرار نامہ مین کوئی ایسی شرط ایزاد کرنا ناممکن سمجھتا ہون جو دربارہ سود بعد از تاریخ ادائیگی کے ہو۔ سود کے ختم ہونیکی تاریخ صریح طور پر ظاہر کیگئی ہے اور الفاظ دستاویز مذکور کی کوئی اور تعبیر نہین کیجا سکتی۔ مدعی کا یہ دعوی کہ دستاویز مذکور مین سود بعد از تاریخ ادائیگی کی شرط ہے نامنظور کیا جاتا ہے اور چونکہ تاریخ ادائیگی ۱۸۸۸ء مین تہی اسلئے کوئی دعوی نسبت سود بعد از تاریخ ادائیگی کے بطور ہرجانہ زاید المیعاد ہے۔ اسلئے مین تنقیح سوم کا فیصلہ بخلاف مدعی کے کرتا ہون۔

مین زر اصل اور سود کے مابین تمیز کر کے قرار دیتا ہون کہ زر اصل یعنے مبلغ [illegible] زاید المیعاد نہین ہے میعاد ۱۲ سال ہے اور نالش مین الیہا دائر کیگئی تہی۔ سود کی نسبت معاملہ کی صورت دگرگون ہے۔ آخری قسط سود کی ۱۷ اپریل ۱۸۸۸ء کو واجب الادا ہوئی تہی اور سوال یہ ہے کہ آیا اسکی میعاد ۱۲ سال ہے یا کہ ۳ سال۔

وکیل مدعی نے یہ حجت کی ہے کہ جب تاریخ ادائیگی آئی تہی اسوقت نہ تو لقایا سود اور نہ زر اصل ادا کیا گیا تہا اسلئے دونون رقوم سود و زر اصل مخلوط ہو کر ایک ہی رقم بنگئی تہین لیکن مین اس رائے سے اختلاف کرتا ہون مین قرار دیتا ہون کہ اس امر پر غور کرنیکے لئے کہ کونسی میعاد متعلق ہوتی ہے دونو رقوم جدا کیجانی چاہئین اور اس رائے کی تائید خود عرضیدعوی سے ہوتی ہے۔ یہان دعوی مین آخری رقم مبلغ [illegible] کی بطور سود بشرح ۹ فیصدی فی سال کے ۲۱ اپریل ۱۸۸۸ء سے ۲۴ اگست ۱۸۹۵ء تک کی ہے۔ یہ رقم بطور زر اصل مبلغ [illegible] کے شمار کیگئی ہے لیکن اگر سود زر اصل مین مخلوط ہوجاتا تو وہ رقم حسبِ سود بعد از تاریخ ادائیگی محسوب کیا جاتا مبلغ [illegible] ہوتی۔

وہ حد جسکے کہ اندر ایک نالش سود واجب الادا کی نسبت ہو سکتی ہے ۳ سال ہے ملاحظہ ہو ضمیمہ ۲ دفعہ ۶۳ ایکٹ میعاد۔

نتیجہ یہ ہوا کہ صاحب جج ضلع نے ایک ڈگری صرف زر اصل کی بلا سود معہ ان عام ہدایات کے صادر کی کہ عدم ادائیگی کی صورت مین جایداد نیلام کیجائے۔

مدعیان نے اپیل حال رجوع کیا۔

پتابھی رام ایار منجانب اپیلانٹان۔

مسٹر سبرامنیام منجانب رسپانڈنٹان۔

۱۸۹۷ء
نتیانندا اپنیا پیہ
بنام
رادہا پرتا دیو

تجویز۔ دستاویز مذکور مین کوئی ایسا امر موجود نہین ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ فریقین کا یہ منشا تہا کہ سود بعد انقضائے عرصہ آٹھ سال کے ادا کیا جائیگا جبکہ اندر زر اصل ادا کیا جاتا تہا اسلئے ہمکو یہ قرار دینا چاہیے کہ بلحاظ عام امید مشترکہ فریقین کے جو اس قسم کے معاملات کرتے ہین فریقین کی یہ نیت تہی کہ سود برابر ادا کیا جاتا رہیگا جبتک کہ قرضہ کا ایفا ہو جائے ۔ یہ امر مطابق اُن اصولہائے کے ہے جو ایک جدید مقدمہ پریوی کونسل متہو لال بنام راجہ نندر بہادر پال (۱) مین قائم کئے گئے ہین جواب یک مستند رہا سوال سود بعد از تاریخ ادائیگی کی نسبت ہے۔

ہمکو چاہیے کہ اپیل ہذا کو معہ خرچہ ہر دو عدالتہائے منظور کرین اور ڈگری کی ترمیم بذریعہ عطا کرنے سود کے بشرح ۱۰ فیصدی کے تاریخ عدم ادائیگی سنہ ۱۶ اپریل سنہ ۱۸۸۱ء تک اور بشرح ۹ فیصدی کے تاریخ ڈگری عدالت ماتحت تک کرین اور مزید سود کل رقم پر بشرح ۶ فیصدی فی سال کے تاریخ ادائیگی تک دلائین۔ وہ رقم مجرا دیجانی چاہیے جو بحساب سود کے مدعا علیہم نے ادا کی ہے جیسا کہ صاحب جج ضلع نے قرار دی ہے۔ آج کی تاریخ سے عرصہ ۶ ماہ کے اندر عدم ادائیگی کی صورت مین عام حکم نیلام کا صادر کیا جائیگا۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سبرامنیا ایار صاحب جسٹس و وِلکنس صاحب جسٹس

۲۳ دسمبر ۱۸۹۲ء

سنکرن نرائین (مدعا علیہ ۱) اپیلانٹ بنام اننتہا نرائنیان وغیرہ (مدعی و مدعا علیہم ۲ لغایت ۴) ریسپانڈنٹان

مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۳۲ شامل فریقہائے۔ تبدیلی بنوعیت نالش۔

ایک نالش بیدخلی منجانب مالک اراضی بخلاف مزارعہ مین عدالت کو چاہیے کہ اُس شخص کو شامل مسل کرے جسے کہ مدعی نے اراضی کا قبضہ حاصل کیا ہو اور نہ اُن اشخاص کو شامل کرنا چاہیے جو آپسمین قابض ہونیکا دعویٰ بوساطت شخص ثالث کے کرتے ہون اور نہ فریق ثالث مذکور کو۔

اپیل دوم بنارا ضی ڈگری وی پی ڈی روزریو صاحب سبارڈینٹ جج مالابار جنوبی بمقدمہ اپیل ۲۰۱ سنہ ۱۸۹۰ء مشعر بحالی ڈگری وی راما سستری منصف ضلع پالگہاٹ بمقدمہ ابتدائی ۴۱۹ سنہ ۱۸۸۸ء۔

(۱) لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۲۳ صفحہ ۱۳۰۔

* اپیل دوم ۱۲۳۷ سنہ ۱۸۹۱ء

اپیلہائے دوم نمبری ۶۵۸ و ۳۴۳ سنہ ۱۸۹۵ء مین جو بنارا ضی ڈگری سبارڈینٹ جج کلیکٹ بمقدمہ اپیل ۲۱۷ سنہ ۱۸۹۳ء رجوع کئے گئے تھے ڈیویس صاحب و باڈم صاحب جسٹسان نے حسب ذیل فیصلہ صادر کیا تہا۔

سنہ ۹۷ء
سنکرن نرائین
بنام
انتہائیہ نیتیان

مدعی نے بعض اراضی کے قبضہ کا دعوی معہ بقایا لگان کے دلاپانیکے کیا بعد اسکے کہ مدعا علیہم ان ترقیات کو اٹہالین جو انہون نے کین ہین -

منصف ضلع نے ایک ڈگری حسب استدعا صادر کی جو بر طبق اپیل کے سبارڈینیٹ جج نے بحال رکہی تہی -

فقرہ ۱۵ فیصلہ منصف ضلع بحوالہ ولکنسن صاحب جسٹس کا حسب ذیل ہے :-

وہ پہلے جوابدعوی تحریری مین مدعا علیہم ۲ لغایتہ ۵ و ۹ نے خود اپنا استحقاق اراضی متدعویہ کی نسبت بیان کیا تہا لیکن دوسری درخواست مین جو انہون نے داخل کی تہی انہون نے بیان کیا تہا کہ وہ ماتحت مدعا علیہ ۱۱ کے خاندان کے قابض ہین لیکن انہون نے خاص طور پر یہ بیان نکیا تہا کس استحقاق کے رو سے وہ اوس کی وساطت سے دعوی کرتے ہین مدعی کے گواہ ۲ نے جو نالش ۲۵ سنہ ۱۸۸۲ء مین مدعا علیہ ۱ تہا اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ مدعا علیہ ۱۱ کے ساتہہ مشورہ کرنیکے بعد اوس نے ایک ایسی ہی درخواست نالش مذکور مین گذرانی تہی جسکے رو سے اُس نے خود اپنے استحقاق کو ترک کر دیا تہا اور ایک مقبوضہ تابع مدعا علیہ ۱۱ کو قایم کیا تہا بلاتخصیص نوعیت استحقاق کے (ملاحظہ ہو مقدمہ مدراس ۱۴۱ سنہ ۱۸۸۸ء) اس امر واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ بروقت داخل کئے جانے درخواست مذکور کے مدعا علیہ مذکور اور مدعا علیہ ۱۱ نے اُس استحقاق کی نسبت اپنی رائے قایم نکی تہی جو شخص اول الذکر نے قایم کرنا تہا - دستاویزات الف ۹ و الف ۱۰ ڈگری و فیصلہ ایک حال جیسی نالش کے ہین جو واسطے دلاپانے کدی یا پٹ مشمولہ دستاویز سوتہوم کے دایر کی گئی تہی ویلا جو مدعا علیہ ۲ نالش مذکور مین تہا بروئے دستاویز ۱۶ کے موہوب لہ ہے لیکن اُس نے خود اپنے حق کو ثابت کیا ہے اور اُسنے کوئی ذکر مقبوضہ جانم تابع مدعا علیہ ۱۱ کا نہین کیا - یہ واقعات دستاویزات ۱۵ و ۱۶ کی تردید کیواسطے کافی ہین دستاویز ۱۴ بیعنامہ مورخہ سنہ ۱۸۴۱ء اس مکان کے متعلق ہے جو مکانات متنازعہ بناشات حال کے علاوہ ہے - ویلونیر گواہ ۱۲ مدعی سنہ بیعنامہ موہوب لہ بروئے دستاویز ۸ کے ہے کا مکو ترک کر دیا ہے اور اس نے جائداد کا دعوی بطور اپنی جائداد جنم کے کیا ہے وہ اراضیات جو مشرقی اور شمالی حدود دستاویز ۸ مین بتاتی ہین

نتیجہ :- یہ اپیلہائے دوم صرف سوالات امور واقعہ کے متعلق ہین اسلئے معہ خرچہ خارج کئے جانے چاہئین یہ مقدمہ ایک امر متعلق اُس قابل اعتراض طریق عمل ملابار کی ہے جسکو ولکنسن صاحب جسٹس نے اپنے اُس فیصلہ مین حقارت سے دیکہا ہے جسکے کہ ساتہہ ہمنے اپیل ۱۶۴۲ سنہ ۱۸۹۱ء مین کامل طور سے اتفاق کیا ہے - اس غرض سے کہ طریق عمل مذکور مسدود کیا جائے فیصلہ مذکور درج رپورٹ کیا جائیگا -

سنہ ۱۸۹۳

سنکرت نرائن
بنام
اننتا نرائنیان

مدعاعلیہ ملاکی جو مہربان کیگئی ہین لیکن مدعی کے گواہ عٹ ۲ وکیل سنکنی ہیر نے انکا دعویٰ بطور اپنی ملکیت کے کیا ہو۔
مزید واقعات مقدمہ ہذا کافی طور پر اغراض مرافعہ ہذا کیلئے تجویز ولکنسن صاحب جسٹس سے ظاہر ہوتے ہین۔

سندرا ایار منجانب اپیلانٹ۔

تیاجی رام ایار منجانب رسپانڈنٹان۔

ولکنسن صاحب جسٹس:۔ مینے مقدمہ ہذا مین کسی امر قانونی کے باعث فیصلہ کو محفوظ کیا تھا جسپر مزید غور کرنا ضروری تھا کیونکہ بروے واقعات قرار دادہ کے اپیل دوم ناکامیاب ہونا چاہئے بلکہ سبب یہ ہے کہ میری راے مین مقدمہ بروقت سماعت کے ایک اہم تمثیل اُس جماعت مقدمات کی معلوم ہوا تھا جو ملابار مین بہت کثرت سے ہوتے ہین جنمین ایک معمولی نالش مابین مالک اراضی و مزارعہ کے جسکی مالیت چند روپیہ کی ہو ایک ایسی نالش مین تبدیل کیے جانیکی اجازت دیجاتی ہے جسمین نہایت وسیع جائیداد ہاے کے استحقاق کا فیصلہ کیا جاوے۔ مقدمہ استحقاق پر پہلے معلوم ہوتا ہے کہ نالش حال ایک اہم تمثیل اسی قسم کی ہے۔ نالش کی بابت مبلغ ۔ سپاہ ۔ معہ سود عدالت ادا کردہ مبلغ ۔ ہے۔ مدعی عٹ نے ایک نالش سنہ ۱۸۸۸ع مین ایک پرچہ کے معہ بقایا لگان از سنہ ۱۸۸۱ع کے دلاپانیکا دعویٰ کیا تھا جسکا پٹہ مدعی عٹ کے متوفی بہائی نے ماہ فروری سنہ ۱۸۸۰ع مین بعد ایک رجسٹری شدہ ہتم چیٹ کے مدعاعلیہم ۱ لغایت ۔ کے نام تحریر کیا تھا۔ صرف یہی یعنی مدعی ومدعاعلیہم ۱ و ۔ ضروری فریق نالش ہذا کے تھے لیکن کسی وجہ کے باعث پسران اور پوتے مدعاعلیہم ۔ و ۔ کے فریقین بنائے گئے تھے۔ پٹہ داران حاضر نہوئے تھے لیکن اُن کے پسران اور پوتے حاضر ہوئے تھے اور انہون نے پٹہ کے تحریر کئے جانے اور مدعی کے استحقاق پر ہما سے انکار کیا تھا اور جائداد کا دعویٰ بطور اپنی ملکیت کے کیا تھا۔ مگر معلوم ہوتا ہے (ملاحظہ ہو فقرہ ۔ فیصلہ منصف) کہ ابتدا مین مدعاعلیہم مذکور کو مدعاعلیہ ۔ نے طلب کرایا تھا اور اُسکی تحریک سے انہون نے ایک درخواست بدین بیان کی تھی کہ وہ تابع مدعاعلیہ مذکور کے قابض ہین لیکن انہون نے محتاط طور پر اُس استحقاق کو خاص نکیا تھا جسکے رو سے وہ قابض تھے۔ مدعی عٹ نے اُس پٹہ کو ثابت کیا تھا جسکی کہ بنا پر نالش کیگئی تھی اور منصف ضلع نے اُسکو ایک ڈگری عطا کی تھی۔ مگر عدالت اپیل نے نالش کو معہ ان ہدایات کے واپس بہیجا کہ آیا جنمی کو جسکے تابع مدعی قبیت ہے یا بعض بھی پر قابض ہے اور اس جنمی کو جسکو کہ پٹہ داران کے پسران اور پوتوں نے کیا ہے فریقین بنا کر سوال استحقاق کا فیصلہ کیا جاوے۔ ایسا ہی کیا گیا تھا اور بعد طویل تنازعہ کے مدعی کا استحقاق ثابت کیا گیا ہے مین اس سے زیادہ تر ہولناک کوئی مقدمہ معلوم نہین کر سکتا۔ ایک سوال استحقاق اہم جائیداد کا ایک ایسی نالش مین کیا گیا ہے جو ایک پٹہ دہندہ نے بمخالف پٹہ دار بر بنا ایک ایسی رجسٹری شدہ دستاویز کے دائر کی تھی

سنہ ۱۸۹۲ء
سنکرن نرائنین
بنام
اننتہا نرائنینان

جس کے کہ تحریر کئے جانے سے پٹہ داران انکاری تھے اور جسکو بلا شبہ طور پر پٹہ دہندہ نے ثابت کیا تھا پیدا ہوا اور ہونے پٹہ داران کے ناجایز طور پر ادلا فریق بنائے گئے تھے اور اس سے زیادہ ناجایز طور پر انکو اجازت دیگئی تھی کہ اپنا جوابدعوی دوران نالش مین تبدیل کرین اور ایک ایسے شخص کو کھڑا کرین جسکی نسبت اب ثابت ہوا ہے کہ اُسے کوئی حق حاصل نہ تھا اور جسکا پٹہ اب ایک جعلی دستاویز ثابت ہوا ہے نالش سنہ ۱۸۸۹ء مین رجوع کیگئی تھی۔ اُس مین تین عدالتہائے کا وقت اور دماغ چار سال تک ضایع کیا گیا ہے مدعاعلیہ نمبر ۱ کو اجازت دیگئی ہے کہ اپنے استحقاق کی نسبت صرف تھوڑا سا خرچ دیکر فیصلہ کرائے اور مالیت ہشام کو نہایت سخت طور پر نقصان پہنچایا گیا ہے۔ نالش ایک قسم کے مقدمہ سے بالکل دوسری قسم کے مقدمہ مین تبدیل نکیجانی چاہیے تھی ریسپان اور پوتون اور اونکے غیر اصلی زمیندار ایک جدگانہ نالش کے دایر کرنیکے لئے حکم دیا جانا چاہئے تھا جو سوال استحقاق کے فیصل کئے جانے کیواسطے دایر کیجاتی۔ یہ نہایت بدانتظامی ہے کہ مقدمہ کا فیصلہ مقدمہ حال کیطرح کیا جائے۔

ہر دو عدالتہائے نے یہ قرار دیا ہے کہ وہ پٹہ جسکی بنا پر نالش کیگئی تھی جعل کیا گیا تھا اور اراضی کا قبضہ اُسی پٹہ کے رو سے کہا گیا ہے اور کہ مدعی مدعا جسکے تابع مدعی ہا قابض ہے جنبی ہے اور کہ وہ مرتہن جسپر کہ اپیلانٹ نے انحصار کیا ہے ایک جدید جعلسازی ہے۔ کوئی وجہ اپیل دوم ہذا کے لئے موجود نہین ہے اور وہ معہ خرچہ خارج کیا جاتا ہے۔

متوسامی ایار صاحب جسٹس: میری بھی یہ رائے ہے کہ بروئے واقعات قرار دادہ کے صاحب جج کا فیصلہ درست ہے اور کہ کوئی وجوہات دربارہ اس امر کے موجود نہین کہ بابت اپیل دوم دست اندازی کیجائے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سبرامنیا ایار صاحب جسٹس و باڈم صاحب جسٹس

۱۸۹۶ء ۱۲ نومبر ۱۸۹۶ء

پرمانند داس وغیرہ (فریق مخالف) اپیلانٹان بنام مہابیر داس جی (سایل) رسپانڈنٹ*

مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعات ۲۴۴ و ۲۵۷ (الف)۔ قائم مقام مدیون ڈگری۔ اقرارنامہ ایفائے زر ڈگری۔

ایک ڈگری زر نقد بخلاف ایک زمیندار کے ہائیکورٹ نے سنہ ۱۸۸۳ء مین صادر کی تھی اور وہ اجرا کیواسطے عدالت ضلع مین منتقل کی گئی تھی۔ ڈگریدار نے بعض مواضعات مدیون ڈگری کو قرق کرکے انکے نیلام کرنیکا قصد کیا

---

* اپیل بنا راضی حکم نمبر ۲۳ سنہ ۱۸۹۶ء۔

پرمانند داس
بنام
مہابیرداس جی

مواضعات مذکور اُس رہن مین شامل کئے گئے تھے جو بعد مین مدیون ڈگری نے بحق فریق ثالث کے تحریر کیا تہا۔ رہن مذکور کے پہلے اور نیز اُسکے بعد بہی ڈگریدار نے زمیندار سے بعض قوم بموجب اس اقرار کے حاصل کی تہین کہ نیلام ملتوی رکہا جائیگا نیز اُنکے مابین تاریخ رہن کے بعد یہ قرار پایا تہا کہ سود اُس شرح سے زیادہ شرح پر محسوب کیا جائیگا جو ڈگری مین درج ہے۔ اسکے بعد ڈگریدار نے مدعی مذکور کے نیلام کرانیکی استدعا کی اور اُس مقدار کے محسوب کرنیمین جو اُس وقت واجب الادا تہی اُسنے کوئی وہ رقم مجرا نہ دی جو اُسنے اسطرح حاصل کی تہی اور اُسنے سود زائد شرح سے محسوب کیا۔ مرتہن نے یہ عذر کیا کہ حساب ہر دو امور مذکور کے متعلق غلط طور پر کیا گیا ہے اور صاحب جج ضلع نے اُسکے عذر کو منظور کیا۔ مدیون ڈگری نے اس تنازعہ مین کوئی حصہ نہ لیا۔

تجویز ہوئی (۱) کہ مرتہن مدیون ڈگری کا قایم مقام حسب منشاء دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی تہا اور کہ صاحب جج ضلع کے حکم کی نارضی سے اپیل ہو سکتا تہا۔

(۲) چونکہ عدالت ضلع ایک ایسی عدالت نہین ہے جس نے ڈگری صادر کی ہو اسلئے اوسکو کوئی اختیار دربارہ منظور کرنے اقرارنامجات کے زیر دفعہ ۲۵۷ الف حاصل نہ تہا اور کہ فیصلہ درست تہا۔

اپیل بنارضی حکم اے جے سیول صاحب ایکٹنگ ڈسٹرکٹ جج ارکاٹ شمالی صادرہ برطبق درخواست متفرق نمبر ۹۴۲ سنہ ۱۸۹۴ء۔ درخواست مذا اُس ڈگری ہائیکورٹ کے اجرا مین گذرانی گئی ہے جو بصیغہ ابتدائی نالش دیوانی نمبر ۴۱۹ سنہ ۱۸۸۲ء مین صادر کیگئی تہی اور اجرا کیواسطے عدالت ضلع ارکاٹ شمالی مین منتقل کیگئی تہی۔

ڈگری زیر بحث ایک ڈگری زرنقد تہی جو ۲۰ ستمبر سنہ ۱۸۸۳ء کو بخلاف زمیندار کروتناگرام کے اور اُسکے بڑے پسر کے صادر ہوئی تہی۔ اور اُسکے اجرا مین ڈگریدار نے ایک وارنٹ قرقی بعض مواضعات کی نسبت حاصل کیا تہا اور ایک نوٹس نیلام کا دیا گیا تہا۔ حکم نیلام ۸ ستمبر سنہ ۱۸۸۳ء کو دیا گیا تہا۔ ۲۲ دسمبر کو مدیون ڈگری نے اراضی متنازعہ کو سائلان حال کے پاس باقبضہ رہن کر دیا اور نیلام بعلت اجرا بذریعہ انتظام مابین ڈگریدار و مدیون ڈگری کے پے درپے ملتوی رکہا گیا تہا۔ بالآخر نیلام کی تاریخ ۱۵ فروری سنہ ۱۸۹۴ء مقرر کیگئی تہی اس سے ایک دن پہلے درخواست حال مرتہن نے بدین بیان دائر کی تہی کہ اس اثنا مین ڈگری کا ایفا کیا گیا ہے اور اُسنے استدعا کی کہ قرقی اٹہائی جائے یا نیلام اُسکے حقوق بحیثیت مرتہن کے تابع عمل مین لایا جائے۔ درخواست مذکور زیر دفعات ۲۴۵ و ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی گذرانی گئی تہی۔ صاحب جج ضلع نے یہ قرار دیا تہا کہ دفعہ ۲۴۴ اسوجہ سے متعلق نہین ہوتی کہ سائل کو کوئی حق جائداد مین تاریخ قرقی پر حاصل نہ تہا جو ماہ اپریل سنہ ۱۸۸۳ء مین کیگئی تہی۔ بنسبت دفعہ ۲۴۵ کے اُسنے یہ رائے ظاہر کی کہ اسکے رو سے صرف اُس وقت عذر کیا جا سکتا ہے جبکہ اشتہار نیلام جاری نہ کیا گیا ہو

سنہ ۱۸۹۶ء
پرماتند اداس
بمقابلہ
سہابیرواس جی

لیکن اُسنے یہ فیصلہ کیا کہ عدالت کو چاہیئے کہ ایک جدید اشتہار نیلام زیر دفعہ ۲۸۷ جاری کرے اور کہ قبل الیا
کرنے کے اُس کو وہ رقم معلوم کرنی چاہیئے جو بروئے ڈگری کے واجب الادا ہے ایسی اطلاع پر جو خواہ مرتہن سے
یا کسی اور شخص سے حاصل ہو سکے چنانچہ اُسنے تحقیقات مذکور شروع کی۔ وہ رقم جو ڈگریدار نے واجب الادا بیان
کی تھی اسطرحپر حاصل ہوئی تھی کہ زر اصل پر بشرح ۱۲ فیصدی فی سال کے مطابق اُس اقرار کے سود محسوب کیا
گیا تھا جو اُسنے بدلیہ ڈگری کے ساتھہ ماہ جولائی ۱۸۸۵ء مین کیا تھا بجائے اسکے کہ چھہ فیصدی شرح کے حساب سے
جیسا کہ ڈگری مین حکم کیا گیا ہے محسوب کیا جاتا۔ مزید برآن وہ رقوم مجرا نہ دی گئی تھین جو مدیونِ ڈگری نے
ڈگریدار کی رضامندی التواء نیلام بحوالۂ بالا کے حاصل کرنیکے واسطے ادا کی تھین کوئی انتظام مذکور عدالت سے
منظور نہ کیا گیا تھا جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ سائل نے یہ عذر کیا کہ وہ کل رقوم جو مطابق انتظام مذکور کے
وصول کیگئی تھین دعویٰ بروئے ڈگری کے ایفا مین مجرا دیجانی چاہیئین۔ اس امر کی نسبت صاحب جج نے
بیان کیا کہ ڈگریدار (مدعا علیہ) اور مدعی نے ایک مشترکہ درخواست ۱۳ جولائی ۱۸۸۵ء کو (درخواست
متفرقہ نمبر ... سنہ ۱۸۸۵ء) بدین بیان گذرانی ہے کہ مدعا علیہ نے مبلغ ... رقم واجب الادا مین سے
ادا کر دیا ہے اور کہ مبلغ الصمار ... اب باقی مین جسکے ادا کرنے کا اقرار مدعا علیہ نے مدعی کے ساتھہ قبل
۲۹ جولائی ۱۸۸۵ء کے مع سود بشرح ۱۲ فیصدی فی سال کے کیا ہے اور کہ بصورت قصور کئے جانیکے جائداد
مرہونہ بلا مع یدا اشتہار نیلام کے نیلام کیجانی چاہیئے۔ درخواست مذکور مین یہ استدعا کیگئی تھی کہ نیلام ۲۹ جولائی
تک ملتوی رکھا جانا چاہیئے۔ اُس حکم پر جو درخواست مذکور پر دیا گیا ہے دستخط نہین ہین لیکن اُسپر لکھا ہوا ہے
کہ "حکم دیا گیا" اور اُسپر ۱۵ جولائی ۱۸۸۵ء کی تاریخ درج ہے۔ دستخط مسٹر ایچ ٹی ناکس صاحب کے ہین جو
اُس وقت ڈسٹرکٹ جج تھا اور دفتر کی کتاب احکام مین وہی حکم درج ہے جسپر اُنکے دستخط کئے گئے ہین۔ میری
یہ رائے ہے کہ وہ بطور ایک منظوری اقرار نامہ ادائیگی ۱۲ فیصدی بجائے ۶ فیصدی کے متصور نہین کیا
جا سکتا جسکا کہ حکم ڈگری مین دیا گیا ہے۔ اس امر واقعہ کا خفیف ذکر بھی نہین کیا گیا کہ وہ شرح جسکا اقرار کیا گیا تھا
شرح مندرجہ ڈگری سے مختلف ہے اور نہ کوئی ایسا امر موجود تھا جس سے صاحب جج کی توجہ اُس امر کیطرف
راغب ہوتی کہ جسکی وجہ سے وہ ڈگری کو طلب کر کے اُسکا معائنہ کرتا۔ کوئی استدعا واسطے منظوری انتظام
مذکور کے نہین کیگئی تھی اور نہ کسی دفعہ کا حوالہ مطابق قواعد طریق عمل کے دیا گیا ہے جو متعلق ہوتی ہو استدعا صرف
یہ تھی کہ نیلام ۲۹ جولائی تک ملتوی کیا جائے اور اقرار نامہ مذکور کا ذکر بطور ایک وجہ عطاء التواء کے کیا گیا تھا

پرمانند داس بنام مہا پیر داس جی

یہ امر میری رائے میں بالکل صریح معلوم ہوتا ہے کہ اقرارنامہ مذکور ہرگز منظور نہ کیا گیا تھا اگر یہی قرار دیا جائے کہ وہ باضابطہ طور پر پسند کیا گیا تھا تاہم وہ پسندیدگی صرف ۲۹ جولائی تک تھی کیونکہ اقرار صرف اسوقت تک نیلام کو ملتوی کرنے کیواسطے تھا اور یہ صریح طور بیان کیا گیا تھا کہ بعد ۲۹ جولائی کے کوئی مزید میعاد نہ دیجائیگی - ۲۹ جولائی کو ایک درخواست درخواست متفرق نمبر ۱۰۲۰ (سنہ ۱۹۱۴ع) گذرانی گئی تھی - اُسمین دفعہ ۱۹۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کا حوالہ دیا گیا تھا - درخواست مذکور صریح طور پر التوائے نیلام کے واسطے ہے - اور کوئی مزید حوالہ اُس شرح سود کا نہیں دیا گیا جو عائد ہوتا تھا لیکن اسوقت کے بعد سود بشرح ۱۲ فیصدی فیماہ کے جملہ درخواست ہائے اجراء مین طلب کیا گیا ہے - دوسرا سوال یہ ہے کہ آیا عدالت ضلع ارکاٹ شمالی کسی ایسے اقرارنامہ کو منظور کرسکتی تھی - یہ ضروری ہے کہ اس سوال پر بحوالہ اُن رقوم کے غور کیا جائے جو وقتاً فوقتاً التواء کیواسطے ادا کیجاتی رہی ہین - سوال امر واقعہ اُنکے متعلق چندان صریح نہین ہے یعنی رقوم کی نسبت ادائگی کا ذکر بطور معاوضہ التوائے نیلام کے نہین کیا گیا - آیا وہ کبھی اس امر کے عوض مین ادا کیگئی تہین یا یہ ایسا سوال امر واقعہ ہے جسکے متعلق شہادت لیجانی چاہیئے - لیکن اگر عدالتہائے ضلع کو کوئی اختیار بابت منظور کرنے ایسی ادائگی ہائے بعوض التواء نیلام کے حاصل نہ تھا تو اس امر کی تحقیقات کرنا ضروری نہین ہے کہ آیا فی الواقعہ ایسا کیا گیا تھا یا نہین - وہ عدالت جسنے ڈگری صادر کی تھی ہائیکورٹ کی عدالت تھی اور ڈگری عدالت ضلع ارکاٹ شمالی مین اجراء کیواسطے منتقل کیگئی تھی - ہائیکورٹ نے بلاشبہ طور پر اقرارنامجات مذکور کو منظور نہ کیا تھا - سائل یہ عذر کرتا ہے کہ عدالت ضلع کو کوئی اختیار اُنکے منظور کرنیکا حاصل نہ تھا - فریق مخالف یہ عذر کرتا ہے کہ عدالت کو زیر دفعہ ۲۲۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایسا اختیار حاصل تھا - سائل یہ عذر کرتا ہے کہ انتظام مذکور کے منظور کئے جانیسے در اصل نوعیت ڈگری تبدیل ہو جاتی تھی اور کہ ڈگری صرف زیر دفعہ ۲۰۶ یا دفعہ ۲۱۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی تبدیل کیجاسکتی ہے - اسمین کچھ شبہ نہین کہ عذر مذکور درست ہے اور مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سود کا بشرح ۱۲ فیصدی کے عطا کرنا بجائے ۶ فیصدی کے جسکا حکم ڈگری مین دیا گیا تھا اُسکا اجراء کرنا نہ تھا بلکہ ڈگری کا تبدیل کرنا تھا - اُن رقوم کی صورت مختلف ہے جنکے بعوض التوائے نیلام ادا کئے جانیکا اقرار کیا گیا تھا - ایسی رقوم کا اجراء ڈگری مین حاصل کرنا بلاشبہ طور پر ڈگری کو تبدیل کرنا ہے - اگر ایسا کئے جانیکا اقرار کیا جائے تو مجھے کوئی شبہ نہین رہتا کہ وہ غلط ہے لیکن سائل نے علاوہ ازین یہ عذر کیا ہے کہ یہ جملہ رقوم بعد انفصال ڈگری مین مجرا دیجانی چاہئین - یہ عذر نہین کیا گیا کہ زمیندار نے اسیطرح جبراً ادا کی تہین

۱۸۹۷
مانند داس
بنام
بہا یہ داس جی

لیکن عذر یہ کیا گیا ہے کہ برو‌ئے آخری فقرہ دفعہ ۲۵۷ (الف) کے وہ اسطرح پر ادا کردہ مستوجب کیجائی چاہئیں کیونکہ وہ خلاف احکام دفعہ مذکورہ ادائیگی میں اور وہ اسوجہ سے خلاف ہیں کہ انکی ادائیگی کا اقرار نامہ عدالت مناسب نے منظور نہ کیا تھا پس ہر ایک امر اس سوال پر مبنی ہے کہ آیا فقرہ یہ عدالت صادر کنندہ ڈگری '' مندرجہ دفعہ ۲۵۷ (الف) کی تعبیر سخت طور پر کیجانی چاہیئے اور حرف لفظی معنے لئے جانے چاہئیں یا کہ آیا دفعہ ۲۲۸ کی نسبت یہ قرار دیا جانا چاہیئے کہ اسکے رو سے ایسے اختیارات اس عدالت کو عطا کئے گئے ہیں جسکی کہ طرف ڈگری اجرا کیواسطے منتقل کیگئی ہے ''

نتیجہ پر اُسنے بیان کیا ہے کہ '' میری یہ رائے ہے کہ عدالت ضلع کو کوئی اختیار زیر دفعہ ۲۵۷ (الف) میعاد عطا کرنیکا حاصل نہ تھا۔ اس لئے نتیجہ یہ ہے کہ کوئی رقوم جو بعوض التوا ءاُسے نیلام کے ادا کیگئی ہیں برو‌ئے فقرات دوم و سوم دفعہ ۲۵۷ (الف) کے الغا رز ڈگری میں مجرا دیجانی چاہئیں ''

نتیجہ پر یہ معلوم ہوا تھا کہ ڈگریدار کو اصل سے زیادہ رقم وصول ہوگئی تھی اور حکم یہ دیا گیا تھا کہ کوئی اشتہار نیلام جاری نہ کیا جائے۔

ڈگریدار نے اپیل حال رجوع کیا۔

ایڈووکیٹ جنرل (آنریبل مسٹر سپرنگ برینسن) و رنگاراؤ و راما نوجا چیریر بجانب اپیلانٹان۔

بہشیام آیانگر و گوپالا سامی آینگر بجانب رسپانڈنٹ۔

تجویز:- اسمیں شبہ نہیں کہ مقدمہ بھگت نرائن بنام جگروپ (۱) میں اولڈ فیلڈ صاحب جسٹس نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ لفظ قائم مقام مندرجہ دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی بہ نسبت وارث یا موہوب لہ یا وصی کے کوئی زیادہ وسیع معنے نہیں رکھتا لیکن مقدمہ بیری نرائن بنام جکیشن داس (۲) میں ایج صاحب چیف جسٹس و پیرجی صاحب جسٹس نے اس امر کے قرار دینے کی اہم وجوہات بیان کی ہیں کہ لفظ زیر بحث کے معنے متن میں زیادہ تر وسیع ہیں چنانچہ جب ایک شخص نے جائداد مرہونہ کو راہن سے بعد اُس وقت کے خرید کیا تھا جبکہ اسکے برخلاف مرتہن نے ایک ڈگری حاصل کی تھی تو خریدار مذکور کو ہائیکورٹ ہائے کلکتہ و الہ آباد نے حسب منشا دفعہ ۲۴۴ (الف) راہن مدعا علیہ کا قائم مقام قرار دیا ہے (ملاحظہ ہو گورسندری لاہری بنام ہیم چندر چودہری (۳) و جانکی پرشاد بنام الفت علی (۴))۔

پس اسصورت میں رسپانڈنٹ حال کے مقدمہ کو فیصلجات محولہ بالا سے ممیز کرنا اصولاً مشکل ہے کیونکہ گو صورت حالمیں اپیلانٹ کی ڈگری کیخلاف راہن نے کہ اجرائے میں سوال زیر بحث پیدا ہوا ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۴۵۲۔ (۳) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۳۵۵۔
(۲) " " " جلد ۱۹ صفحہ ۴۰۳۔ (۴) " " الہ آباد جلد ۱۶ صفحہ ۲۰۴۔

سنہ ۱۸۹۶ع

پرانندادہس بنام سہابیڑہس جی

صرف زرنقد کی ڈگری تھی تاہم چونکہ اس وقت جبکہ رسپانڈنٹ نے راجہ سے تعلقہ مذکور رہن پر حاصل کیا تھا جائداد مذکور اپیلانٹ کی ڈگری کیو جسے قرق کیجا چکی تھی۔ رسپانڈنٹ کی نسبت جسکے حق مین رہن تابع سواقت مذکور کے تحریر کیا گیا ہے یہ قرار دیا جانا چاہیئے کہ اُسکی حیثیت بالکل ویسی ہی ہے جیسی کہ خریداران استحقاق انفکاک بعد از صدور ڈگری رہن کی مقدمات الہ آباد و کلکتہ محولہ بالا مین تھی۔

اس لیئے یہ عذر کہ رسپانڈنٹ مدیون ڈگری کا قائم مقام حسب منشاء دفعہ ۲۴۴ نہین ہے اور وہ ابتدائی عذر جو اسپر مبنی ہے کہ کوئی اپیل عدالت ہذا مین نہین ہوسکتا ہماری رائے مین ناقابل قیام ہین۔

دوسرا سوال جسپر بحث کیگئی ہے یہ ہے کہ آیا عدالت ضلع ارکاٹ شمالی کو ایسے قرارنامجات کے منظور کرنیکا اختیار حاصل تھا جنکا کہ حوالہ دفعہ ۲۵۷ (الف) مجموعہ ضابطہ دیوانی مین دیا گیا ہے۔ صریح طور پر اُسکو ایسا اختیار حاصل نہ تھا کیونکہ وہ عدالت صادر کنندہ ڈگری نہ تھی۔ الفاظ دفعہ مذکور کے رُو سے کامل طور پر منظوری کے عطا کرنے کا اختیار عدالتہائے صادر کنندہ ڈگری تک محدود کیا گیا ہے۔

وہ رائے جو صاحب جج ضلع نے اس امر کے متعلق اختیار کی ہے درست ہے۔

اپیل ہذا ناکامیاب رہتا ہے اور معہ خرچہ کے خارج کیا جاتا ہے۔

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس سر آرتھر جی ایچ کالنس صاحب نیٹ چیف جسٹس و منسن صاحب جسٹس

سنہ ۱۸۹۶ع ۲۹ راکتوبر

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام سپیشاوری ایاںگر٭

مجموعہ ضابطہ فوجداری۔ ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ع دفعہ ۱۹۵ بیکار روایات جو ذیل۔

وہ مجسٹریٹ جسنے ایک حکم مشعر منظوری استغاثہ جرم حلف دروغی کی منظوری سے انکار کیا ہو روئے دفعہ ۴۳۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے مقدمہ کی تجویز خود کرنیکا مجاز نہین ہے۔

اپیل زیر دفعہ ۴۱۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری بنا راضی فیصلہ برتیت معہ متقدمہ اپیل فوجداری نمبر ۶۹ سنہ ۱۸۹۶ع

٭ اپیل فوجداری نمبر ۲۰ سنہ ۱۸۹۶ع -

۱۸۹۶

ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
سیشادری

ملزم پر زیر دفعہ ۱۹۳ مجموعہ تعزیرات ہند یہ الزام لگایا گیا تھا کہ اُسنے دوران جوڈیشل کارروایات مین جھوٹی گواہی دی ہے۔

جائینٹ مجسٹریٹ ارکاٹ شمالی نے اولاً ایک درخواست کو جو اُسکے روبرو واسطے منسوخی اُس منظوری کے گزرانی گئی تھی نامنظور کیا جو زیر دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری اُس مجسٹریٹ نے عطا کی تھی جسکے روبرو جرم کا ارتکاب کیا جانا بیان کیا گیا تھا۔ اور زان بعد اُسنے مقدمہ کی تجویز کرکے ملزم کو مجرم قرار دیا جسنے سشن جج کے پاس اپیل کیا سشن جج نے بحوالہ دفعہ ۴۰۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری و مقدمہ مادھب چندر سوزدر بنام نوودیپ چندر پنڈت (۱) کے یہ قرار دیا کہ جائینٹ مجسٹریٹ کو برُوئے واقعات مقدمہ کے کوئی اختیار مقدمہ کی تجویز کرنیکا حاصل نہ تھا۔ چنانچہ اُسنے تجویز ثبوت جرم کو منسوخ کرکے ملزم کو بری کیا۔

سرکار کیطرف سے اپیل کیا گیا تھا۔

ایکٹنگ پبلک پراسیکیوٹر (مسٹر این سبرامنیام) منجانب سرکار۔

سیشاگری ایا منجانب ملزم۔

تجویز:- ہائیکورٹ کا حکم مورخہ ۲۰ جنوری ۱۸۹۶ء جسپر اپیلانٹ نے انحصار کیا ہے محض اس وجہ پر صادر کیا گیا تھا کہ درخواستِ انتقال کے گزراننے مین نامناسب درنگ لیگئی ہے۔ دفعہ ۴۰۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کا حوالہ اُس درخواست مین نہ دیا گیا تھا جو اُسوقت ہائیکورٹ کے روبرو پیش تھی اور نہ ہائیکورٹ کے حکم مین حوالہ دیا گیا تھا اور بظاہر اُسپر غور نہ کیا گیا تھا۔

واقعات پر ہماری یہ رائے ہے کہ یہ کہنا ناممکن ہے کہ ایک حکم خواہ وہ ابتدائی ہو یا برطبق اپیل جسکے رو سے منظوری زیر دفعہ ۱۹۵ مجموعہ تعزیرات ہند عطا یا نامنظور کیگئی ہے ایک "جوڈیشل کارروائی" نہین ہے جیسی کہ اُسکی تعریف دفعہ ۴ ایکٹ مذکور مین کیگئی ہے اور یہ بلحاظ ان وسیع الفاظ کے "کہ جسکی اُنکو اطلاع دیگئی ہو" جو دفعہ ۴۰۸ مین مستعمل ہین ہماری یہ رائے ہے کہ وہ مجسٹریٹ جسنے منظوری کے منسوخ کرنے سے انکار کیا تھا خود مقدمہ کی تجویز کرنے سے ممتنع تھا۔

اس لیئے سشن جج ایک جدید تجویز کا حکم صادر کرنے مین درستی پر تھا۔ ہم اپیل ہذا کو خارج کرتے ہین۔

---

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۱۲۱۔

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس مسٹر آرتھر جان ہیچ کالنس صاحب بہادر چیف جسٹس و شفرڈ صاحب جسٹس

سنہ ۱۸۹۷ع
۱۴ جنوری

ملکہ معظمہ قیصر ہند **بنام** سبرا منیا آیار۔ (۱)

ایکٹ ریلوے۔ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۹۰ع دفعہ ۱۱۳۔ مطالبہ مزید اور کرایہ بطور جرمانہ کے واجب الوصول ہے۔ مجسٹریٹ مجاز نہین ہے کہ بصورت عدم ادائگی کے قید کی سزا دے۔ جرمانہ۔ قید۔

دفعہ ۱۱۳ ضمن (۴) ایکٹ ریلوے ہند (۹ سنہ ۱۸۹۰ع) جسمین یہ ہدایت کیگئی ہے کہ مطالبہ مزید اور کرایہ واجب الادا کی عدم ادائگی کیصورت مین مقدار مذکور بطبق درخواست کے مجسٹریٹ سے ایسے طریق پر وصول کیجائیگی گویا کہ وہ جرمانہ ہے۔ مجسٹریٹ کو یہ اختیار عطا نہین کرتی کہ اسکی عدم ادائگی کیصورت مین قید کا حکم دے۔ وہ مطالبہ مزید اور کرایہ جسکا حوالہ دفعہ مذکور مین دیا گیا ہے جرمانہ نہین ہے گو وہ بطور جرمانہ کے قابل وصولی ہے۔

مقدمہ ہذا کی رپورٹ بغرض حصول احکام ہائیکورٹ کے زیر دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری اے۔ اي۔ سی۔ سٹوارٹ صاحب مجسٹریٹ ضلع ارکاٹ جنوبی نے کی ہے۔

مقدمہ حسب ذیل بیان کیا گیا تھا:۔ ایک مسافر مسمی سبرامنیا آیار تیسرے درجہ کی گاڑی مین سوتھ انڈین ریلوے ٹرین نمبر ۱۴ مین چدامبرام کے ریلوے سٹیشن پر ۱۲ جولائی گذشتہ کی رات کو پایا گیا تھا سٹیشن ماسٹر نے اس مسافر کو سٹیشن ہوس افسر مقام مذکور کے سپرد کیا اور ایک چٹھی اُنکے نام تحریر کی کہ اُسی مسافر سے ریل کا کرایہ وصول کر کے اُنکے پاس بھیجا جائے۔ سٹیشن ہوس افسر نے اُس مسافر کو معہ اُس چٹھی کے سب مجسٹریٹ چدامبرام کے پاس بھیجدیا۔ سب مجسٹریٹ نے مقدمہ کی تجویز زیر دفعہ ۱۱۳۔ ایکٹ ریلوے ۹ سنہ ۱۸۹۰ع کی اور اُسنے مسافر کا بیان لیا جسنے بیان کیا کہ اُسنے ایک ٹکٹ سیاوارام سٹیشن سے چدامبرام تک کا لیا تھا اور کہ راستہ مین اُسکا تھیلہ چوری چلا گیا ہے جسمین روپیہ اور وہ ٹکٹ تھا اور کہ وہ کسی شخص کو نہین جانتا جو چدامبرام مین اُسکا ضامن ہوسکے جہاں وہ ایک مسافر کی حیثیت رکھتا ہے سب مجسٹریٹ نے مسافر کا اعتبار کیا اور اُسکا صحیح پتہ تحریر کر کے اُسکو خود اپنی ضمانت مبلغ عـــہ پر رہا کر دیا جو بشرط اس امر پر تھی کہ وہ ۱۸ جولائی سنہ ۱۸۹۶ع

(۱) نگرانی فوجداری نمبر ۵۳۰ سنہ ۱۸۹۶ع۔

سنہ ۱۸۹۷ء

پرماننداداس
بنام
مہاسیرداس جی

کو حاضر ہو۔ مگر وہ مسافر پھر حاضر نہ ہوا۔ ایک وارنٹ قرقی سب مجسٹریٹ مذکور نے واسطے وصولی زر مذکور کے
جاری کیا تھا لیکن وارنٹ مذکور اس تحریر ظہری کے ساتھہ واپس کیا گیا کہ مسافر مذکور اس جگہ پر نہیں پایا گیا
سب مجسٹریٹ مذکور نے اس امر کی اطلاع عہدہ داران سوتھہ انڈین ریلوے کمپنی کو دی جنہوں نے میرے
روبرو یہ بیان کیا ہے کہ سب مجسٹریٹ کا ضابطہ درست نہتھا۔ جب سب مجسٹریٹ مذکور اس امر کی کیفیت
بیان کرنے کو طلب کیا گیا تو اُسنے اپنے ضابطہ کو درست ظاہر کرنیکی کوشش میں یہ بیان کی ہے کہ دفعات
۶۴ لغایت ۷۰ مجموعہ تعزیرات ہند اُن مقدمات سے متعلق نہیں ہیں جنکا کہ ذکر دفعہ ۱۱۳۔ ایکٹ ریلوی
میں کیا گیا ہے اور کہ اُسے کوئی اختیار قید کرنے کا بصورت عدم ادائگی رقم مذکور کے حاصل نہ تھا بظاہر
اُسکی رائے کی تائید مقدمہ بمبئی ہائیکورٹ ملکہ معظمہ بنام کنترایا (۱) سے ہوتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ
فیصلہ مذکور حکام ہائیکورٹ نے کسی قدر تامل کے ساتھہ کیا ہے اور چونکہ یہ امر نہایت اہم ہے اس لیئے
مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک مستند فیصلہ اس ہائیکورٹ کا واسطے ہدایت مجسٹریٹان پریزیڈنسی ہذا کے
حاصل کیا جائے اگر یہ امر مسلمہ طور پر ثابت ہو جائے کہ بصورت عدم ادائگی مطالبہ مذکورہ کرایہ کے قید
کا حکم نہ دیا جانا چاہیئے گو قانون میں صریح طور پر یہ حکم ہے کہ رقم مذکور بطور جرمانہ کے وصول کیجانی چاہیئے
تو ریلوے کمپنی ہائے پر صورت حال کیطرح فریب کرنے کو بہت امداد حاصل ہوگی۔

پبلک پراسیکیوٹر (مسٹر پاول) منجانب سرکار۔

رامامادو منجانب ملزم۔

حکم: ـ ہم فیصلہ بمبئی ہائیکورٹ بمقدمہ ملکہ معظمہ بنام کنترایا (۱) سے اتفاق کرتے ہیں۔ ہم دست اندازی کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۸ صفحہ ۴۴۔

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس سر آرتھر جے. ایچ. کالنس صاحب چیف جسٹس و شفرڈ صاحب جسٹس

۱۸ اپریل ۱۸۹۱ء

ملکہ معظمہ قیصر ہند **بنام** کنا پاپڈائی *

مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۲۰۲ - مقدمات کا بغرض تحقیقات حوالہ پولیس کرنا -

ایک مجسٹریٹ ایک مقدمہ کو تحقیقات پولیس کیواسطے زیر دفعہ ۲۰۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری صرف اُس صورت مین ارسال کر سکتا ہے جبکہ اُن وجوہات کے باعث جو اُس نے بیان کی ہون اُس نے استغاثہ کی صداقت کو معتبر نہ سمجھا ہو - اُن مقدمات مین جنمین ملزم ایک کن پولیس کا ہو بالعموم بہتر یہ ہے کہ تحقیقات مجسٹریٹ کی جائے

درخواست زیر دفعات ۴۳۵ و ۴۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری جسکے رو سے ہائیکورٹ سے یہ استدعا کیگئی کہ اے ڈبلیو بی ہگنس صاحب مجسٹریٹ ضلع تنی ولی کی کارروائیات متعلقہ مقدمہ نمبر ۱۱ سنہ ۱۸۹۰ء کی نظر ثانی کیجائے

ملزم ایک انسپکٹر پولیس تہا اور اُس مجسٹریٹ ضلع نے جسکی کارروائیات کی نظر ثانی کرنے کی استدعا کیگئی ہے مقدمہ کو تحقیقات کیلئے سپرنٹنڈنٹ پولیس کے پاس ارسال کیا تہا اور خود اُس نے کوئی رائے دربارہ صداقت استغاثہ کے ظاہر نہ کی تہی یہ ضابطہ مطابق اُس قاعدہ کے تہا جو پہلے سے مجسٹریٹ ضلع نے بغرض ہدایت مجسٹریٹان ضلع مذکور کے ایسے مقدمات مین جاری کیا تہا -

مسٹر [illegible] درخواست [illegible] کی

مسٹر ویڈربرن منجانب سائل -

تجویز - معلوم ہوتا ہے کہ صاحب جج ضلع نے کوئی وجوہات نسبت غیر معتبر سمجھنے صداقت استغاثہ کے اور نسبت ارسال کرنے مقدمہ کے بغرض تحقیقات سپرنٹنڈنٹ پولیس کے پاس بیان نہین کین ہم نتیجہ نکالتے ہین کہ اُس نے اُس رائے پر عمل کیا تہا جو خود اُنکے سرکلر نمبر ۵۵ مورخہ ۱۸ اپریل سنہ ۱۸۹۰ء کے فقرہ چہارم مین ظاہر کیگئی ہے ہماری یہ رائے ہے کہ وہ قاعدہ جو اُسمین درج ہے خلاف قانون ہے کیونکہ دفعہ ۲۰۲ مجموعہ مذکور مین یہ ہدایت کیگئی ہے کہ مجسٹریٹ کو چاہئے کہ مقدمہ کو پولیس کی تحقیقات کیواسطے صرف اُس صورت مین ارسال کرے جبکہ اُسنے استغاثہ کی صداقت کو غیر معتبر سمجھا ہو اور اسکے رو سے مجسٹریٹ پر لازم ہے کہ اپنی وجوہات امر مذکور کی نسبت بیان کرے مجسٹریٹ ضلع کے سرکلر کے فقرہ چہارم کی شرائط واقعی ظاہرا احکام دفعہ ۲۰۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے خلاف ہین -

---

* مقدمہ نگرانی فوجداری نمبر [illegible] سنہ ۱۸۹۰ء

احکام پولیس مجسٹریٹان پر قابل پابندی نہین ہین۔

نیز ہماری یہ رائے ہے کہ اُن استغاثہ جات کے بغرض تفتیش پولیس ارسال کرنے مین بہت احتیاط کیجانی چاہیے جو اسی قسم کے آئین کے برخلاف ہون ایسے مقدمات مین بالعموم بہتر یہ ہوگا کہ تحقیقات خود مجسٹریٹ سے کی جائے۔

مجسٹریٹ ضلع کو یہ ہدایت کیگئی ہے کہ مقدمہ کی تحقیقات مطابق قانون کے کرے۔

حکم مطابق اسکے۔

صنیع اپیل فوجداری

باجلاس مسٹر سبرامنیا ایار صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس۔

ملکہ معظمہ قیصر ہند **بنام** سنائی گونڈن وغیرہ *

مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۲۰۴ مجسٹریٹ کا فرض در بارہ لینے بیان گواہان مستغیث کے۔

جبکہ ایک مقدمہ کا فیصلہ زیر دفعہ ۲۰۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری نکیا گیا ہو اور مستغیث کے گواہان کے نام سمن جاری کئے گئے ہون تو مجسٹریٹ پر لازم ہے کہ اُن گواہان کا بیان لے جنکو مستغیث پیش کرے اور وہ مستحق اس امر کا نہین ہے کہ صرف مستغیث کے بیان پر غور کر کے ملزم کو بری کرے۔

مقدمہ ہذا کی رپورٹ واسطے صدور احکام ہائیکورٹ کے زیر دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری ایچ بریڈلے صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کمباکونم نے کی ہے۔

مقدمہ ہذا مین ملزمان پر سب مجسٹریٹ پلادم کے روبرو جرائم ذیل کا الزام لگایا گیا تھا یعنے اُن مویشیان کا جبراً چھوڑا لیجانا جو احاطہ مین لیجائے گئے ہون اور حملہ و تخویف مجرمانہ کا۔ سب مجسٹریٹ مذکور نے اُن گواہان کے نام سمن جاری کئے جنکا نام مستغیث نے لیا تھا لیکن اُسنے صرف مستغیث کا بیان لیکر ملزمان کو بری کردیا۔

پبلک پراسیکیوٹر مسٹر پاول منجانب سرکار۔

وینکٹا سبا ایار منجانب ملزم۔

حکم:- چونکہ مقدمہ کا فیصلہ زیر دفعہ ۲۰۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری نکیا گیا تھا بلکہ مستغیث کے گواہان کے نام سمن جاری کئے گئے تھے اسلئے مجسٹریٹ مجاز نتھا جیسا کہ اُسنے قیاس کیا ہے کہ حسب مرضی خود مقدمہ کو بند کردیتا۔ اُسپر لازم تھا کہ اُن گواہان کا بیان لیتا جو ملزم نے پیش کئے تھے قبل اسکے کہ

* مقدمہ نگرانی فوجداری ۱۶ سنہ ۱۸۹۷ء

سنہ ۱۸۹۷ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
سنائی گونڈن

۲۳ اپریل سنہ ۱۸۹۷ء

سنہ ۱۸۹۷ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
سُنائی گُنڈان

ملزمان کو بری کرتا مجسٹریٹ مذکور اس امر کو تسلیم کرتا ہے کہ اُسنے ایسا نہیں کیا۔

اسلیئے ہمکو چاہیئے کہ حکم بریت کو منسوخ کرکے تجویز جدید کا حکم دیں۔

ہماری رائے مین مجسٹریٹ نے گو اُسنے مستغیث کے گواہان کے نام سمن جاری کئے تہے اُنکا بیان نہ لیا تہا بلکہ اُسنے ملزمان کو صرف مستغیث کے بیان پر غور کرکے بری کردیا تہا۔ یہ امر صریح نہیں ہے کہ کیوں امر غیر معمولی اور خلاف قانون ضابطہ کی پیروی کیگئی تہی۔ بلحاظ امر مذکور اور اس امر واقعہ کے کہ مجسٹریٹ نے ایک قطعی رائے اس مقدمہ مین قبل سماعت گواہان استغاثہ کے قائم کی ہے۔ ہم ہدایت کرتے ہین کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع کو چاہیئے کہ مقدمہ کو تجویز کیواسطے کسی اور مجسٹریٹ کے پاس ارسال کرے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سبرامنیا ایار صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

۱۸۹۷ء
۳۰ مارچ و ۱۰ ستمبر

پلانیہانڈی تیون وغیرہ (مدعاعلیہم) اپیلان **بنام** تہیرن گونڈانادان وغیرہ (مدعیان علیہ ۱ تا ۳ ... ۵) مسپانڈنٹان[illegible]

ایکٹ حق آسائش ایکٹ ۵ ۱۸۸۲ء دفعہ ۲ (ب)۔ حق آسائش ایک کنوئین کی نسبت۔ مروجہ حق نسبت استعمال کرنے کنوئین کے۔

کوئی مقررہ میعاد استعمال بروئے قانون کے بغرض قائم کرنے مروجہ استحقاق کے مقرر نہیں کیا گیا اور ایک مروجہ استحقاق استعمال ایک کنوئین کی نسبت قطع نظر ملکیت مالک کے موجود ہوسکتا ہے۔

اپیل دوم بنا راضی ڈگری ٹی راماسامی ایانگر سب آرڈینیٹ جج مدورا (مغربی) بمقدمہ اپیل ۱۲۲ سنہ ۱۸۹۵ء منسوخ کنندہ ڈگری کے کرشنا ماچیریر منصف ضلع مدورا بمقدمہ نالش ابتدائی ۵۶۶ سنہ ۱۸۹۳ء۔

مدعیان نے زیر دفعہ ۳۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی اجازت حاصل کرکے خود اپنی طرف سے اور دیگر اراکین قوم شنار کیطرف سے اپنے اس استحقاق کے قائم کرانیکا دعوی کیا کہ انکو ایک خاص کنوئین مین سے پانی لینے کا حق حاصل ہے اور یہ کہ ایک حکم امتناعی صادر کیا جائے جسکے رو سے مدعاعلیہم انکے استعمال استحقاق مذکور مین دست اندازی کرنے سے منع کئے جائین۔

مدعاعلیہم ۱ لغایتہ ۳ نے دعوی کیا کہ کنوا انکی ملکیت تہا اور مدعاعلیہم ۴ و ۵ نے بیان کیا کہ وہ اس مین سے دیگر مدعاعلیہم کی رضامندی سے پانی لیتے رہے ہین۔ منصف ضلع نے یہ قرار دیا کہ کنوا مدعاعلیہم ۱ لغایتہ ۳ کی زمین پر تہا نہ کہ زمین پر امبوک پر جیسا کہ مدعیان نے بیان کیا ہے اور مدعیان کو

اپیل دوم ۲۱۳ سنہ ۱۸۹۶ء

اُسکے استعمال کرنیکا کوئی حق حاصل نہین ہے۔ چنانچہ اُسنے نالش کو خارج کیا۔ سباڈینٹ جج نے اُسکی ڈگری کو منسوخ کرکے ایک ڈگری بحق مدعیان صادر کی۔ اُسنے اس امر کو ثابت شدہ قرار دیا کہ جملہ اقوام کے لوگ موضع مذکور مین بشمولیت شناران کے بلاکسی مزاحمت کے زاید از عرصہ تیس سال سے اس کوئین کا استعمال کرتے رہے ہین اور اوس نے قرار دیا کہ مدعیان نے بشمولیت دیگر باشندگان دیہہ کے کوئین کا استعمال کیا ہے اور ایک استحقاق حق آسایش رواجی حاصل کیا ہے

مدعیان نے اپیل دوم رجوع کیا۔

دلسیکا چیریر بجانب اپیلانٹان۔

مسٹر جے ستیانادر وسندرایار بجانب ریسپانڈنٹان۔

حکم۔ وہ دعوے جو عرضیدعوے مین بیان کیا گیا ہے یہہ ہے کہ کنوا مدعاعلیہم کی ذاتی ملکیت نہ تہا بلکہ وہ زمین پاسوک پہدا فتہ تہا اور مدعیان سے اور نیز اون اشخاص سے جنکی طرف سے وہ دعویدار ہین بطور ایک امر استحقاق کے زاید از عرصہ ۶۰ سال سے استعمال کیا جاتا تہا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مدعیان بہ رواجی استحقاق (۱) کے دعویداران ہین جیسا کہ حوالہ دفعہ ۲ (ب) ایکٹ حق آسایش سنہ ۱۸۸۲ء اور مقدمہ چنا نام پلائی بنام منو پنترا (۱) مین دیا گیا ہے۔ سباڈینٹ جج نے یہہ قرار دیا کہ کنوان مدعاعلیہم کی ملکیت تہا لیکن وہ مدعیان اور اُن اشخاص سے جنکی طرف سے وہ دعویداران ہین بلاکسی مزاحمت کے زاید از عرصہ تیس سال تک استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ اس لئے اُس نے قرار دیا کہ انہون نے ایک مروجہ حق آسایش اُس کنوے پر حاصل کیا ہے۔ مدعیان کا دعوی عرضیدعوے مین بطور حق آسایش کے نہ کیا گیا تہا اور کوئی بیان یا تنقیح یا صریح قرارداد دربارہ انکی ملکیت غالب کے موجود نہین جسکی وجہ سے وہ حق آسایش کے مستحق ہون۔

بدون ملکیت غالب کے کوئی حق آسایش قایم نہین ہو سکتا۔

سباڈینٹ جج نے صریح طور پر اپنے دل مین رواجی حق کو رواجی حق آسایش سے ممیز نہین کیا۔ کوئی خاص عرصہ استعمال قانونًا ایک رواجی حق کے قایم کرنیکے لئے مقرر نہین کیا گیا۔ نوعیت اور مقدار اُس عرصہ استعمال کی جو مطلوب ہو کیونکہ اسکے فیصلہ مین ہماری رائے مین درست طور پر مقدمہ کو اسین پنام تمب در اہمن (۲) کے فیصلے مین بیان کیا گیا ہے۔ ہمکو چاہیئے کہ سباڈینٹ جج سے تنقیحات ذیل کے متعلق قراردادین بربنائے شہادت مندرجہ مسل کو طلب کرین:۔

(۱) مدراس ہائیکورٹ رپورٹس جلد ۲ صفحہ ۳۷۔
(۲) انڈین لا رپورٹس مدراس جلد ۱۷ صفحہ ۸۷۔

۱۸۹۷ء
پلانیاندی تیون
بنام
پتھیرن گونڈا

(۱) آیا مدعیان اور اُن اشخاص نے جنکی طرف سے وہ قایم مقام ہین کنوئین کے پانی کے استعمال کرنے کا مروجہ حق حاصل کیا ہے جیسا کہ عرضیدعوی مین بیان کیا گیا ہے ؟

(۲) اگر نہین تو آیا مدعیان اور وہ اشخاص جنکے کہ وہ قایم مقام ہین ملکیت غالب کے قابض موضع مذکور مین ہین اور اسطرح پر انکو مروجہ حق آسایش (دفعہ ۱۸ ایکٹ حق آسایش) کنوئین کے پانی کے استعمال کرنیکی نسبت حاصل ہے جیسا کہ عرضیدعوی مین بیان کیا گیا ہے ۔

سبارڈینیٹ جج کو چاہیے کہ اپنی قرارداد بعد حکم ہذا کے وصول کرنے سے ایک ماہ کے اندر ارسال کرے سات یوم کی میعاد واسطے داخل کرنے یادداشت عذرات کے عطا کیجاویگی بعد اسکے کہ قرارداد عدالت ہذا مین موصول [illegible]

[سبارڈینیٹ جج نے اپنی قرارداد ملفوفہ حسب ذیل بھیجی :

مدعیان کے وکیل نے تنقیح اول کو ترک کرکے اپنے آپکو تنقیح دوم تک محدود کیا ہے اُنہون نے عذر کیا ہے کہ وہ ملکیت ایسی ہے جس سے رواجی حق آسایش ملحق ہے مدعیان اور اُن اشخاص کی رہایش رکھنا ہے جنکے کہ وہ قایم مقام ہین۔ میری راے مین عذر مذکور کامیاب ہونا چاہیے کیونکہ مدعیان کے گواہان کی شہادت سے معلوم ہوتا ہے کہ جملہ باشندگان کوکلاپورم سوائے پنچمان اور پاریان اور پلارون کے کنوئین کے پانی کو استعمال کرتے رہے ہین مدعیان نے بباعث مالکان مکان ہونے اور کلاپورم مین رہایش اختیار کرنیکے اُس کنوئین کے پانی کو استعمال کرنیکا حق آسایش حاصل کیا ہے ۔

اسلئے مین تنقیح اول پر نفی مین اور تنقیح دوم پر اثبات مین قرارداد صادر کرتا ہون]۔

اپیل دوم کے بغرض سماعت آخری پیش ہونے پر عدالت نے فیصلہ ذیل صادر کیا :-

تجویز :- ہم قرارداد مذکور کو منظور کرکے اپیل دوم کو معہ خرچہ خارج کرتے ہین ۔

صیغۂ اپیل دیوانی

باجلاس سبرا منیا ایار صاحب جسٹس و باڈم صاحب جسٹس

۲۷ اکتوبر و ۶ نومبر ۱۸۹۶ء و ۲۵ اگست ۱۸۹۵ء

رنگیا اپا راؤ (مدعی) اپیلانٹ **بنام** ریتنام وغیرہ (مدعا علیہم) ریسپانڈنٹان بمقدمہ اپیل دوم نمبر ۹۰۶

سررامولو (مدعا علیہ) ریسپانڈنٹ بمقدمہ اپیل دوم نمبر ۹۰۷

کرشناما وغیرہ (مدعا علیہم) ریسپانڈنٹان بمقدمہ اپیل دوم نمبر ۹۰۸

پنڈالا بہوتی (مدعا علیہ) ریسپانڈنٹ بمقدمہ اپیل دوم نمبر ۹۰۹

لکشمی تیپی (مدعا علیہا) ریسپانڈنٹ بمقدمہ اپیل دوم نمبر ۹۱۰

کوٹیا (مدعا علیہا) ریسپانڈنٹ بمقدمہ اپیل دوم نمبر ۹۱۱

لکشمی نراین وغیرہ (مدعا علیہم) ریسپانڈنٹان بمقدمہ اپیل دوم نمبر ۹۸۹

اچیا وغیرہ (مدعا علیہم) ریسپانڈنٹان بمقدمہ اپیل دوم نمبر ۹۹۰ *

امر فیصل شدہ ـ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۱۳ ـ فیصلہ عدالت مال ـ

ایک زمیندار نے لگان کے واسطے زیر ایکٹ وصولیابی لگان ۸ سنہ ۱۸۶۵ء قرقی کرائی ـ اسپر مزارعہ نے ایک نالش نمبری زیر ایکٹ مذکور عدالت مال مین رجوع کی اور قرقی اسوجہ پر رفع کرگئی تھی کہ زمیندار نے مناسب پٹہ حسب منشاء دفعہ ۷ پیش نہین کیا ـ اب زمیندار نے عدالت منصف ضلع مین بقایائے لگان کے دلاپانے کی نالش کی ہے ـ

تجویز ہوئی کہ سوال مناسبت پٹہ پیش کردہ ایک امر فیصل شدہ نتہا ـ

اپیل ہائے دوم بناراضی ڈگریات اے ایل صاحب ایکٹنگ ڈسٹرکٹ جج کستنا بمقدمات نالشات اپیل نمبری ۲۱۵ و ۲۱۵ و ۲۱۶ و ۲۱۶ و ۲۱۷ و ۲۱۸ و ۲۲۱ و ۲۱۹ و ۲۲۴ و ۲۱۳ سنہ ۱۸۹۳ء مشعر بحالی ڈگریات سی راما راؤ منصف ضلع بزواڈا بمقدمات نالشات ابتدائی نمبری ۸۸ و ۸۲ و ۸۴ و ۸۵ و ۸۶ و ۸۳ و ۸۷ سنہ ۱۸۹۳ء ـ

ان جملہ نالشات مین مدعی زمیندار نوزود تہا اور مدعا علیہم اسکے مزارعان تھے اور اُسنے اُنپر بقایا لگان کے دلاپانیکی نالش کی تہی ـ وہ دو سوالات جو ہر ایک نالش مذکور مین پیدا ہوئے تھے یہ تھے (۱) کہ آیا مدعی نے حسب منشاء ایکٹ مذکور ایک مناسب پٹہ پیش کیا تہا (۲) آیا دعوی زائد المیعاد تہا ـ امر اول کی نسبت عدالت ماتحت نے اسوجہ پر مدعی کے برخلاف فیصلہ کیا تہا کہ پٹہ جات جو پیش کئے گئے تہے دوران کارروائیات زیر ایکٹ وصولیابی لگان مین نادرست قرار دیئے گئے ہین ـ سوال دوم کا فیصلہ بھی مدعی کے برخلاف کیا گیا تہا ـ

* اپیلہائے دوم نمبری ۹۰۶ لغایت ۹۱۱ و ۹۸۹ و ۹۹۰ سنہ ۱۸۹۵ء

سنہ ۱۸۹۷ء
رنگیا اپاراؤ
بنام
رتنامہ وغیرہ

چنانچہ نالشات خارج کیگئی تہین۔

مدعیان نے اپیلہائے دوم حال رجوع کیے۔

سندلا ایا منجانب اپیلانٹ جملہ مقدمات مین۔

ایکٹنگ ایڈووکیٹ جنرل (آنریبل وی بہشیام ایانگر) منجانب اپیلانٹ بمقدمہ اپیل دوم ۹۹۹ سنہ ۱۸۹۵ء۔

مسٹر کرشنن منجانب رسپانڈنٹان جملہ مقدمات مین۔

حکم:- بمقدمہ اپیل دوم ۹۰۶ - واقعات مقدمہ ہذا جہانتک کہ اس سوال کا تعلق ہے جو دعوی لگان فصلی سنہ ۹۹ کی نسبت اٹہایا گیا ہے حسب ذیل ہین۔ قبل اجرائے نالش ہذا کے اپیلانٹ دعی نے لگان مذکور کے بابت زیر ایکٹ وصولیابی لگان سنہ ۱۸۶۵ء قرقی کرائی تہی۔ اسپر رسپانڈنٹان (مدعا علیہم) نے ایک نالش کلکٹر کے روبرو بدین الزام ایکٹ مذکور واسطے منسوخی قرقی مذکور کے دائر کی۔ معلوم ہوتا ہے کہ قرقی اسوجہ پر منسوخ کیگئی تہی کہ اپیلانٹ نے حسب منشاء دفعہ ۷ ایکٹ مذکور مناسب پٹہ پیش نکیا تہا۔ اس قرارداد کلکٹر کی نسبت اب منصف ضلع اور صاحب جج ضلع نے یہ قرار دیا ہے کہ اوسکی وجہ سے اپیلانٹ نالش حال مین یہ ثابت نہین کرسکتا کہ پٹہ پیش کیا گیا تہا۔ سوال یہ ہے کہ آیا فیصلہ مذکور درست ہے۔

ہماری رائے مین وہ درست نہین مقدمہ گاما بنام راجہ گوپال (۱) جسپر رسپانڈنٹان کیطرف سے انحصار کیا گیا ہے بلا شبہ طور پر اس رائے کی تائید مین ہے جو عدالتہائے ماتحت نے اختیار کی ہے لیکن مقدمہ مذکور پہلے فیصلہ بمقدمہ راما بنام ترتا سامی (۲) کے مخالف نہین ہے اور اس سے مقدمہ گنگا راجو بنام گوندی ریڈی سوامی (۳) مین متوسامی ایار صاحب جسٹس و بسٹ صاحب جسٹس نے اختلاف کیا تہا جنہون نے مقدمہ راما بنام ترتا سامی (۲) کی پیروی کی تہی یعنی فاضل ججان مقدمہ الیہ بنام مرگنڈیان (۴) مین بہی یہ تجویز کی تہی کہ فیصلجات عدالتہائے مال بطور امر فیصل شدہ کے مانع نہین جبکہ وہی سوال مابین فریقین کے عدالت دیوانی مین پیدا ہو۔ نیز چونکہ عدالتہائے مال نالشات لگان از قسم حال کی سماعت نہین کرسکتین تاہم عدالتہائے مذکور حسب منشاء دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایسی عدالتہائے مجاز سماعت نہین ہین جو ایسی نالشات مین عدالتہائے دیوانی کی نسبت اس امر کا فیصلہ کرنیکی مستحق ہون کہ آیا وہ اس سوال کا فیصلہ کرسکتی ہین جو پہلے سے دیگر عدالتہائے نے فیصل کیا ہے پس اس صورت مین یہ امر واقعہ کہ دفعہ ۱۳ اس امر کے متعلق مکمل نہین ہے جس سے کہ وہ علاقہ رکہتی ہے صورت حال سے ان آراء کو متعلق نہین کرسکتا

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۹ صفحہ ۳۹ (۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۶۱ (۳) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۷ صفحہ ۱۰۶ (۴) اپیلہائے دوم ۸۱ لغایت ۸۶ سنہ ۱۸۹۲ء غیر رپورٹ شدہ۔

سنہ ۹۷ء
زنگیا اپاراؤ
بنام
رتنام وغیرہ

جو برکٹ صاحب جسٹس نے مقدمہ برجن سنگہ بنام ہرشنکر سنگہ (۱) مین اختیار کی ہین جو صرف اُس صورت مین جایز ہونگی اگر مقدمہ دفعہ مذکور کی شرائط کی ذیل مین نہ آئے - الفاظ مندرجہ دفعہ مذکور "جو الیسی مابعد نالش کی سماعت کرنیکی مجاز ہے" کامل طور پر فیصلہ عدالتہای سے مال کو بطور امر فیصل شدہ عامل ہونیسے مانع ہوتے ہین - ان واقعات کی موجودگی مین بصورت دیگر قرار دینا صریح طور پر احکام واضعان قانون کے خلاف ہوگا اور وہ عام اصول امر فیصل شدہ کا ایسے مقدمہ سے متعلق کرنا ہوگا جسکی نسبت قانون مین حکم نہین
نسبت دعوی لگان سنین ۱۲۹۶ و ۱۲۹۷ و ۱۲۹۸ فصلی کے جو مقدمہ مسمی امولو بنام سبہاندی اپاراؤ (۲) کی سند پر زاید المیعاد قرار دیا گیا جسکے روسے فیصلہ متوسامی ایار صاحب جسٹس بر مقدمہ سبہاندی اپاراؤ بنام علا اسنا (۳) منسوخ کیا گیا تھا - ہماری رائے مین اپیلانٹ اس امر کے ثابت کرنیکا مستحق ہے کہ اُسکو مقدمہ راما کرشنا بنام زنگیا اپاراؤ (۴) مین اجازت دیگئی تھی کہ اُسکا استحقاق تسلیم کیا گیا تھا یا کہ میعاد کا امتناع کسی اور طرح پر رفع ہوگیا تھا -
اسلئے ہمکو چاہئے کہ تنقیحات ذیل کی نسبت جدید قرار دادین طلب کرین - شہادت مندرجہ مسل اور دیگر شہادت کی بنا پر جو فریقین دوران تحقیقات مین پیش کرین صادر کیجانی چاہئین -
(۱) آیا مشی کا دعوی نسبت سنین فصلی قبل از سنہ ۱۲۹۹ کے زاید المیعاد ہے ؟
(۲) آیا مناسب پٹہ جات پیش کئے تھے ؟
قرار دادہائے مذکور تاریخ وصولی حکم ہذا سے ایک ماہ کے اندر ارسال کیجانی چاہئین - سات یوم کی میعاد ادخال عذرات کے واسطے بعد قرار دادہائے مذکور کے عدالت ہذا مین موصول ہونیکے عطا کیجائیگی -
مقدمہ اپیلہائے دوم ۹۰۹ لغایتہ ۹۱۱ و ۹۸۹ و ۹۹۰ سنہ ۱۸۹۵ء :- اُن وجوہات پر جو ہمنے اپنے فیصلہ اپیل دوم ۹۰۶ سنہ ۱۸۹۵ء مین بیان کی ہین ہم اس تنقیح کی قرار داد طلب کرتے ہین کہ آیا دعوی زاید المیعاد ہے - جدید شہادت لیجا سکتی ہے - قرار داد تاریخ وصولی حکم ہذا سے ایک ماہ کے اندر ارسال کی جانی چاہیے -

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۴۶۴ -
(۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۲۱ -
(۳) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۷ صفحہ ۲۲۵ -
(۴) [illegible] استیناف [illegible] ۱۱ و ۱۹۰ لغایتہ ۲۰۵ سنہ ۱۸۹۵ء غیر رپورٹ شدہ

سنہ ۱۸۹۶
منگیا آپاراؤ
بنام
رتنام وغیرہ

سات یوم کی میعاد داخل عذرات کیواسطے بعد قرار داد مذکور کے عدالت ہذا مین موصول ہونیکے عطا کیجائیگی ۔

[بتعمیل حکم مذکور کے صاحب جج ضلع نے اپنی قرار داد دربارہ تنقیح دوم کے حسب ذیل ارسال کی :-

مین تنقیح ہذا کی نسبت یہ قرار دیتا ہون کہ پٹہ جات سنہ ۱۲۹۹ و سنہ ۱۳۰۰ فصلی مین پیش کئے گئے تہے لیکن پٹہ جات مذکور مناسب نہ تہے یا ایسے نہ تہے جنکا کہ قبول کرنا مدعا علیہ پر لازم تہا کیونکہ انمین نامناسب شرائط دربارہ تعمیر بانے کے درج تہین اور انکے روسے لگان بلا منظوری کلکٹر کے زیادہ کیا گیا تہا ۔

صاحب جج ضلع نے یہ رپورٹ کی کہ ان اپیلہائے دوم کا جنکے متعلق تنقیح اول قایم کیگئی تہی تصفیہ کیا گیا ہے نتیجہ یہ ہوا کہ اپیل دوم پہر فیصلہ کے واسطے پیش ہوا اور بعض انمین سے واپس لئے گئے تہے ۔

ہائیکورٹ نے ایک فیصلہ شعر و مسمی باقی اپیل ہائے صادر کیا ۔

پریوی کونسل

باجلاس لارڈ میکفرسن صاحب و لارڈ مارس صاحب و مسٹر [illegible] صاحب و سر جی ہنری ڈی ویلیرس صاحب و سر ہنری سٹرونگ صاحب

سنہ ۱۸۹۰
۱۳ر جولائی

راجہ راؤ وینکٹا سوریا مہی پتی رام کرشنا راؤ بہادر (مدعی) اپیلانٹ بنام کورٹ آف وارڈس وغیرہ (مدعا علیہم) ریسپانڈنٹان

[برطبق درخواست اپیل از فیصلہ ہائیکورٹ مدراس]

نقل مسل کا مرتب کرنا ۔ کاغذات جو ترک کئے جانے چاہئین ۔

ایک نالش مین جسمین عدالت ابتدائی نے چند تنقیحات قایم کرکے انکا فیصلہ کیا تہا ہائیکورٹ نے برطبق اپیل کے اپنے فیصلہ کو ان سوالات تک محدود کیا جو انکی رائے مین مقدمہ پر حاوی تہے اور انہون نے باقی تنقیحات کو اسوجہ سے غیر منفصل رہنے دیا تہا کہ وہ اس نتیجہ پر موثر نہین ہو سکتین جو انہون نے بعد فیصلہ کے اخذ کیا ہے ۔

اسکے بعد نالش مذکور کا اپیل مطابق دفعہ ۶۰۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے منظور لیا گیا تہا ۔

مطبوعہ نقل مسل کی تیاری مین یہ سوال پیدا ہوا تہا کہ آیا کل مسل کی نقل تیار کیجانی چاہیئے یا صرف اسقدر مسل کی جسقدر کہ درستی فیصلہ ہائیکورٹ کے واسطے ضروری تہی ۔

حکام عالی مقام نے یہ ہدایت کی کہ صرف اس قدر حصہ ابتدائی مسل کا جو ان سوالات سے علاقہ رکہتا تہا اور انکے واسطے ضروری تہا جنکا کہ فیصلہ ہائیکورٹ نے کیا ہے اور جسکی نسبت اپیل کیا گیا ہے نقل مین طبع کیا جانا چاہیئے ۔

۱۸۹۶ء
ماجر راؤ وینکٹا
سریاپاہی پتی
بنام
کورٹ آف
وارڈس

درخواست دربارہ حصول ایک حکم بغرض ترمیم اُن ہدایات (مورخہ ۳۰ اپریل ۱۸۹۶ء) کے جو ہائیکورٹ نے دربارہ تیاری نقل مسل ایک اپیل کے کی تہین۔

سائل اُس نالش مین مدعی تہا جسکا اپیل مطابق احکام دفعہ ۶۰۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے منظور کیا گیا تہا اُسنے ایک ہدایت کی استدعا کی ہے جسکے رو سے وہ ہدایت منسوخ کیجائے جو درخواست مذکور پر ہائیکورٹ نے دربارہ اس طریق کے کی ہے جسکی پیروی اُس نقل کی تیاری مین کیجانی چاہیئے جو بغرض سماعت اپیل کے حکام عالیمقام جوڈیشل کمیٹی کے روبرو پیش کیجانی ہے۔ وہ ہدایت جسکی استدعا کیگئی ہے یہ ہے کہ صرف اسقدر مسل ابتدائی کی نقل طبع کیجانی چاہیئے جو اُن سوالات سے اہم علاقہ رکہتی ہو جنکا فیصلہ ہائیکورٹ نے فیصلہ زیر اپیل ہذا مین کیا ہے۔

درخواست مذکور مین یہ بیان کیا گیا تہا کہ وہ نالش جس سے وہ علاقہ رکہتی ہے ۱۸۹۱ء مین عدالت ضلع گوداوری مین بغرض استقرار اس امر کے کیگئی تہی کہ نابالغ مدعا علیہ متوفی راجہ پتاپد کا صحیح النسب پسر نہین ہے اور کہ وصیت مورخہ ۱۸ مارچ ۱۸۲۹ء جسکے رو سے راجہ مذکور نے اپنی کل جائداد کا ہبہ نابالغ مدعا علیہ کے حق مین کیا ہے مدعی کے مقابلہ مین ناجائز ہے اور کہ شخص موخر الذکر بحیثیت پسر متبنے متوفی راجہ کے کل جائداد کا وارث ہونیکا مستحق تہا۔

کورٹ آف وارڈس نے بحیثیت مدعا علیہ بجانب نابالغ مدعی کی تبنیت کو تسلیم کیا ہے لیکن اُسنے بیان کیا ہے کہ نابالغ مدعا علیہ متوفی راجہ کا صحیح النسب پسر تہا اور کہ وہ وصیت جسکے رو سے پسر مذکور مستحق ہوا ہے جائز اور موثر ہے۔

ان اہم تنقیحات مین جو عدالت ضلع نے قائم کی تہین جواز وصیت کی نسبت سوال اٹہایا گیا تہا اور دربارہ نابالغ کے صحیح النسب ہونیکے۔ صاحب جج ضلع نے تنقیحات مذکور پر یہ فیصلہ کیا کہ نابالغ راجہ کا پسر نہ تہا اور کہ مدعی جو مذکور کی تبنیت مین اس صریح خیال مابین راجہ وطبعی پدر مدعی سے دیا گیا تہا کہ پسر متبنے کے نام کل وراثت منتقل ہوگی۔ اس لیئے فیصلہ یہ کیا گیا تہا کہ مدعی کا حق کامیاب ہونا چاہیئے اور اس فیصلہ کی تاریخ سے ۱۸۹۵ء مین مدعا علیہم نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا تہا۔

اس امر کی نسبت عدالت اپیل مین کوئی تنازعہ نہ تہا کہ جائداد ناقابل تقسیم تہی۔ عدالت نے یہ قرار دیا تہا کہ اس امر کا کوئی ثبوت نہین ہے کہ جائداد آخری مالک سے منتقل کئے جانیکے قابل نہ تہی۔ تجویز ہوئی تہی کہ وصیت ۱۸۲۹ء اس وجہ سے ناجائز نہ تہی کہ کوئی انتظام مابین راجہ اور مدعی کے باپ کے کیا گیا تہا۔ پس ہائیکورٹ نے یہ فیصلہ کیا تہا کہ وصیت ایک جائز وصیت ہے اور اس مین نالش کا خارج کیا جانا شامل تہا اور انہون نے قرار دیا تہا کہ

سنہ ۱۸۹۷ء

ماجہ راؤ وینکٹ بنام کورٹ آف وارڈس

امر صحیح النسب نابالغ کی تحقیقات کرنا غیر ضروری تہا اور دکسی مزید تنقیح پر اپیل کی سماعت کرنا ضروری ہے (ملاحظہ ہو کورٹ آف وارڈس بنام وینکٹا سریا پاہی پتی راما کرشنا راؤ (۱))

۲۷ جنوری سنہ ۱۸۹۵ء کو ایک اپیل بنا راضی فیصلہ مذکور کی منظوری مطابق احکام دفعہ ۶۰۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عطا کیگئی تہی ۱۹ فروری کو ڈپٹی رجسٹرار ہائیکورٹ نے ہر ایک فریق اپیل مذکور کے وکیل کو ایک نقل فہرست کاغذات شامل مسل کی اس غرض سے دی تہی کہ کونسے کاغذات ارسال کرنیکے واسطے طبع کیے جانے چاہیئے سائل کے وکیل نے ایک فہرست صرف ان کاغذات کی داخل کی جو انکی رائے مین اس سوال کی نسبت اہم تہے جسکا کہ فیصلہ ہائیکورٹ نے کیا تہا لیکن وکیل مدعاعلیہم نے ایسی رائے ظاہر کی تہی جسکا منشاء عملاً طور پر کل مسل کے طبع کرنیکا تہا۔ وہ وجوہات جو اُسنے بیان کی تہین یہ تہین کہ جوڈیشل کمیٹی مطابق اپنے طریق عمل کے کل مقدمہ پر غور کریگی اگر وہ ڈگری ہائیکورٹ کو منسوخ کرے اور وہ مقدمہ کو ہندوستان مین سماعت کیواسطے واپس نہ بہیجیگی اس غرض کے واسطے ضروری ہے کہ انکے روبرو کل مسل موجود ہو بخلاف ازین مدعی کی طرف سے یہ عذر کیا گیا تہا کہ اس مرحلہ مین کل مسل کی نقل کرنا غیر ضروری ہوگا خواہ اپیل کا فیصلہ کسی طرح پر کیا جائے سا گر ہائیکورٹ کا فیصلہ بحال رکہا جائیگا تو تنازعہ کا اختتام ہو جائیگا۔ اگر فیصلہ مذکور منسوخ کیا جائیگا تو نالش ہندوستان مین واپس بہیجی جائیگی اور ہر ایک فریق مستحق ہوگا کہ ہائیکورٹ کا فیصلہ جملہ واقعات کی نسبت حاصل کرے۔

۳۰ اپریل سنہ ۱۸۹۵ء کو ہائیکورٹ نے یہ حکم دیا کہ رجسٹرار کو عام طریق استعمال کرنا چاہیئے اور کل مسل کی نقل کیجانی چاہیئے اور اسکو فیصل کرنا چاہیئے کہ کونسا کاغذ طلب شدہ ملیئے فریقین کے ایکجز و مسل بنتا ہے اس حکم کی ناراضی سے درخواست حال رجوع کیگئی تہی۔

مسٹر جے ڈی مین منجانب سائل نے یہ استدعا کی کہ ہائیکورٹ کے حکم کی تعمیل کرنے سے غیر ضروری التوا اور خرچ عمل مین آئیگا۔ قریباً ۵۰ گواہان کی مدعی کی شہادت قلمبند کیگئی ہے اور ۲۵ گواہان مدعاعلیہم کی ۱۰۶۰ دستاویزات مدعی کیطرف سے داخل کیگئی ہین اور زائد از ۴۰۰ دستاویزات کے مدعاعلیہم کی طرف سے مگر کوئی زبانی شہادت ایسی نہین اور بہت کم دستاویزات اغلباً صرف دستاویز متنبیت اور وصیت

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۰ صفحہ ۱۹۷۔

سنہ ۱۸۹۷ء
راجہ راؤ وینکٹ
بنام
کورٹ آف
وارڈس

کاغذات متوفی رجہ کے ایسے ہین جو اُن سوالات قانونی کے ساتھہ کوئی علاقہ رکھتے ہین جنکا کہ فیصلہ ہائیکورٹ نے کیا ہے - اگر سل صرف اُن کاغذات تک محدود کیجائیگی جو صرف اُن تنقیحات کے ساتھہ علاقہ رکھتے ہین جنسے کہ انکا تعلق ہے تو اپیل کی سماعت چند ماہ مین کیجاسکتی ہے - لیکن اگر کل مسل ارسال کیجائے تو اپیل کی سماعت کئی سال تک نہ کیجائیگی -

رسپانڈنٹان کیطرف سے کوئی حاضر نہ تہا -

حکام عالیمقام کی یہ رائے تہی کہ وہ ہدایت جسکی استدعا کیگئی ہے دیجانی چاہیئے - حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا باجلاس کونسل کا حکم رپورٹ مذکور پر یہ تہا کہ ہائیکورٹ کا حکم منسوخ کیا جائے اور رجسٹرار ہائیکورٹ کو یہ ہدایت کیجائے کہ صرف اُسقدر جزو ابتدائی سل کا طبع کرکے ارسال کرے جو اُن سوالات قانونی کے فیصلہ سے علاقہ رکہتا ہو جنکا فیصلہ ہائیکورٹ نے کیا تہا اور جو اپیل ہذا مین زیر بحث مین -

سالسٹران منجانب سائل :- میسٹرز فرنیک رچرڈسن اینڈ سیڈلر -

چیف کورٹ پنجاب اپیل دیوانی

باجلاس شفرڈ صاحب جسٹس و ڈیولیس صاحب جسٹس

یکم ستمبر سنہ ۱۸۹۶ء و ۲۰ اگست سنہ ۱۸۹۶ء

زنگاپائی دیکسن دیگر (مدعیان) اپیلانٹان بنام پاپادیکسن دیگر (مدعاعلیہم) رسپانڈنٹان * ایکٹ میعاد - ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء دفعہ ۱۰ - نالشات مین شریک امنار کے خیانت - ایکٹ رسوم عدالت - ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۷۰ء دفعہ ۵ - عذر نسبت رسوم عدالت کے جو بطریق اپیل کے ادا کیا گیا ہو -

مدعیان اور مدعاعلیہم سے ایک شخص ستارایاپانی جو سنہ ۱۸۸۲ء مین فوت ہوا تہا ایک مندر کے مناست ہے جو کیٹی نے زیر ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۳ء مقرر کئے تہے انکی وفات سے چند سال پہلے ستارایاپائی بلاشرکت غیرے مہتمم رہا تہا - اسکے بعد علیہم مندر مذکور کے مہتمان کامل طور پر سنہ ۱۸۹۱ء تک رہے - جبکہ مدعیان نے نالش حال مین دعوی اداکی کہ مدعاعلیہم نے انکو استحقاق اہتمام سے محروم کردیا ہے اور انکو وہ رقوم مندر کی پوری کرنی چاہئین جو انکی طرف سے خیانت کئے جانیکے باعث کم ہوگئی ہین - بعض خیانت ہائے قبل سنہ ۱۸۸۳ء کے عمل مین آئی تہین - باقی خیانت اُسکے مین جو سنہ مذکور کے بعد کیگئی تہین بعض یہ تہین کہ ناجائز کار روایات جائداد مندر کے متعلق کیگئی ہین جنسے مندر کی حیثیت کم ہوگئی ہے اور بعض رشتہ داران مدعاعلیہم کو فائدہ پہنچا ہے - نیز مدعیان نے استدعا کی کہ ایک حکم امتناعی مدعاعلیہم کے برخلاف صادر کیا جائے جسکے روسے وہ مدعیان کو اہتمام سے خارج رکہنے سے باز رکہے جائین * تجویز ہوئی (۱) بصورت عدم موجودگی اس امر کی شہادت کے کہ مدعاعلیہم نے مدعیان کے استحقاق امنار سے

* اپیل نمبر ۱۵۶ سنہ ۱۸۹۴ء -

۱۸۲۹ء
رنگاپائی
بنام
بابا

کامل طور پرانکا کیا تہا نالش بحکم امتناعی زائد المیعاد نہ تہی۔

(۲) کہ نالش بطور ایک ایسی نالش کے متصور نہیں کیجا سکتی جو متوفی مہتمم کیطرف سے ہو اور اُس سے دفعہ ۱۰ ایکٹ میعاد متعلق نہیں ہوتی۔

(۳) کہ نالش اُن خیانت ہائے کی نسبت چل سکتی تہی جو متوفی مہتمم کی حین حیات مین کیگئی تہین کیونکہ وہ اُس حد تک زائد المیعاد تہا اور نیز اسوجہ سے کہ خیانت ہائے مذکورہ مدعا علیہم کیطرف سے بہ نسبت مدعیان کے زیادہ تر منسوب ہو سکتی تہین۔

(۴) اگر یہ ثابت بہی کیا جاتا کہ اُس قوم نے جسکو سند مین حق حاصل ہے اُن افعال مدعا علیہم کو منظور کیا ہے جنکی شکایت کیگئی ہے تاہم امر مذکور مدعا علیہم کیطرف منسوب کئے جانیکے واسطے کافی تہا۔

(۵) مدعا علیہم اُس نقصان کے پورا کرنیکے ذمہ دار تہے جو کسی ایسی خیانت کے باعث ہوا ہو جو تاریخ ارجاع نالش سے چہہ سال کے اندر کیگئی ہو خواہ فریب نہ کیا گیا ہو اور کہ ایسے نقصان کا تخمینہ کرنے مین ضروری نقصان آئندہ بہی ملحوظ رکہا جانا چاہیئے۔

نیز تجویز ہوئی کہ وہ عذر جو رسپانڈنٹان کیطرف سے بروقت سماعت اپیل کے اُس رسوم عدالت کی نسبت کیا گیا ہے جو اپیل پر لگایا گیا تہا مسموع نہیں ہو سکتا۔

اپیل بنارا ہی ڈگری ڈبلیو سی ہوس صاحب ڈسٹرکٹ جج کنارا جنوبی بمقدمہ نالش ابتدائی نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۲۹ء عرضیدعوی مین یہ بیان کیا گیا تہا کہ مدعیان اور مدعا علیہم سندر ونکٹ راسنا داقوہ ٹنگلو کے اسنار تہے اور کہ مدعا علیہم اور سیتارایا پائی (جو ایک امین تہا اور سنہ ۱۸۶۴ء مین فوت ہوا تہا) نے سرمایہ سندر کو علاوہ اغراض سندر کے دیگر اغراض مین صرف کیا ہے اور کہ بعد وفات سیتارایا پائی کے مدعا علیہم نے سندر کو نقصان پہنچایا ہے اور مدعا علیہم بلا شمولیت مدعیان کے سندر کا کاروبار کرتے رہے ہین اور اُس مین اس ڈگری کی استدعا کیگئی تہی (۱) کہ ایک حساب وکتاب اہتمام سندر کے لئے جانیکا حکم سنہ ۱۸۶۶ء سے حال تک دیا جاوے اور مدعا علیہم کو نقصان کے پورا کرنیکا حکم دیا جائے جسکا تخمینہ مبلغ ۱۳۰۰۰ روپیہ لگایا گیا تہا اور (۲) مدعا علیہم کو بذریعہ حکم امتناعی کے کاروبار سندر کے بلا شمولیت مدعیان کرنے سے باز رکہا جاوے۔ مدعا علیہم نے ایک مشترک جوابدعوے بدینمضمون داخل کیا کہ مدعیان سنہ ۱۸۷۵ء مین امنا سندر مقرر کئے گئے تہے لیکن انہوں نے فرائض عہدہ مذکور کی تعمیل نہ کی تہی اور کہ مدعیان نے بعض خارج از قوم کردہ اشخاص کی طرفداری سنہ ۱۸۷۶ء مین کی تہی اور انکو کسی کاروبار سندر کے کرنے سے منع کیا گیا تہا۔ لیکن کاروبار سندر کا اہتمام ہمیشہ ایک ہی امین سے کیا جاتا رہا ہے جو قوم مین سے منتخب کیا جاتا ہے اور کہ اُسکی وفات کے وقت سنہ ۱۸۶۴ء مین سیتارایا پائی تنہا مہتمم تہا اور کہ اُس وقت سے مدعا علیہم نمبر ۲ تنہا مہتمم تہا

سنہ ۱۸۹۷ء
منگاپاٹی
بنام
بابا

رجوع کیجانی تھی وہ مدعاعلیہم کے ساتھہ بطور مدعا رکے شامل کئے گئے تھے چونکہ نالش حال ماہ اگست سنہ ۱۸۹۰ء میں رجوع کیگئی ہے اس لئے اس مین کچھہ شبہ نہین ہوسکتا کہ نالش ایذ المیعاد نہین ہے جہانتک کہ دوسرے عنوانِ دعویٰ کا تعلق ہے اور کوئی وجہ ریسپانڈنٹان کے وکیل نے اس ڈگری کی تردید مین بیان نہین کی جیکے ذریعے داد رسی اس دعوی کے متعلق عطا کیگئی ہے بلنسبت دوسرے دعوی کے جو مدعاعلیہم کے برخلاف کیا گیا تہا مدعیان کیطرف سے یہ عذر کیا گیا ہے کہ نالش ایک ایسی نالش ہے جس مین وہ استفادہ دفعہ ۱۰ ایکٹ میعاد کا دعوی کرنیکے مستحق ہین چنانچہ مدعاعلیہم اس خیانت کے ذمہ دار بنائے جاسکتے ہین جو کسی تحت انکے اسناد مقرر کئے جانیکے بعد عمل مین آئی ہو اس عذر کی تائید کرنیکے واسطے مدعیان پر لازم ہے کہ یہ ثابت کرین وہ بحیثیت قایم مقامان مندر کے اس غرض سے دعوے کرتے ہین کہ اسکے فائدہ کیواسطے اس جائداد کو حاصل کرین جو انکی ملکیت ہے اور مدعیان کے وکیل نے یہ حجت کی تہی کہ دراصل نالش کی نوعیت یہی ہے - مطابق اس رائے کے جو ہم نے اختیار کی ہے اس مشتبہ سوال کا فیصل کرنا غیر ضروری ہے کہ آیا دفعہ ۱۰ ایکٹ مذکور حال جیسی نالش سے متعلق ہوتی ہے جسمین خیانت ہانے کا الزام لگایا گیا ہے اور حساب وکتاب کا دعوی کیا گیا ہے (ملاحظہ ہو سرجودا پرشاد چٹوپادھیا بنام برجونا تہہ بھٹاچارجی (۱) دہاکرسے دیوراج بنام برہم نرسے (۲)) کیونکہ ہماری رائے مین نالش دراصل مدعیان کے حقوق بحیثیت شریک اسناد مدعاعلیہم کے قایم کرانے اور انکے حق کو محفوظ کرانیکے واسطے رجوع کیگئی ہے نہ کہ مندر کے فائدہ کیواسطے الا بالواسطہ طور پر - یہ امر کہ نالش کی نوعیت حسب مذکور ہے اس استدعا وحکم امتناعی سے ظاہر ہوتا ہے جسکا ذکر قبل ازین کیا گیا ہے - کم ازکم استدعا مذکور کی نسبت مدعیان یہ نہین کہہ سکتے کہ وہ موتن لہم کے قایم مقام ہین - ہم اس عبارتِ عرضیدعوی کو نظرانداز نہین کرتے جسپر کہ مدعیان کے وکیل نے انحصار کیا ہے - یہ بیان کہ مندر کو نقصان پہنچا ہے اور یہ استدعا کہ رقم واجب الادا بحق مندر مدعاعلیہم سے ادا کیجانی چاہیئے نالش کے نا مطابق نہین ہین جو مدعیان نے خود اپنی طرف سے دائر کی ہے کیونکہ جائداد مندر کے واپس کرانے اور محفوظ کئے جانیمین خود انکا فائدہ ہے - اس معاملہ کی معیار یہ سوال ہے کہ آیا مدعیان مندر کے برخلاف اپنا خرچہ تنازعہ حال عائد کرنیکے مستحق ہین - کسطرح پر یہ خرچہ دلایا جاسکتا ہے جبکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر مدعیان غفلت نہ کرتے تو کوئی خیانت نہ کیجاتی اور کسی تنازعہ کی ضرورت نہ پڑتی ؟

---

(۱) انڈین لا رپورٹس کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۹۱۰ -

(۲) ” ” بمبئی جلد ۸ صفحہ ۴۳۲ -

سنہ ۱۸۹۷ء
رنگاپالی
بنام
بابا

یہہ امر صریح طور پر بے انصافی پر مبنی ہوگا کہ مثل کو یہہ اجازت دیجائے کہ ایک غرض کے واسطے ایک حیثیت اختیار کرے اور دوسری غرض کیواسطے دوسری حیثیت اختیار کرے یہہ امر ممکن طور پر مختلف ہوسکتا ہے اگر مدعاعلیہم اور نیز مدعیان امناء سند نہو تے لیکن بخلاف مدعیان کے مدعاعلیہم کو جو ان کے شریک امناء ہین ایسے جوابات حاصل ہین جو اشخاص ثالث کے مقابلہ مین ان کو حاصل نہین ہوسکتے جو سند کے قایم مقام ہون۔ مقدمہ ہذا مین یہہ بحث کیگئی ہے کہ ایک امین مجاز نہین ہے کہ اپنے شریک امین پر نالش کرے الّا خاص واقعات کی موجودگی مین یہی جواب دعوے مدعاعلیہم کو بخلاف مدعیان کے حاصل ہے لیکن بلاشبہ طور پر وہ یہہ جواب نہ دے سکتے تھے اگر ان سے وہ اشخاص ثالث حساب و کتاب طلب کرتے جو صرف فایدہ وہ دیستہائی کیواسطے نالش کرتے ہون۔ اس امر سے انکار نہین کیا گیا کہ ایک امین دوسرے امین کے برخلاف ایک نالش خیانت رجوع کرسکتا ہے۔ ایسی نالش کی تمثیلات موجود ہین لیکن مثل کا وکیل کسی ایسے مقدمہ کا حوالہ دینے سے قاصر رہا ہے جسمین ایک ایسی نالش جو کہ بالعموم ایک موتمن لہٗ کی طرف سے رجوع کیجاسکتی ہے ایک امین کیطرف سے بخلاف دوسرے امین کے رجوع کیگئی ہو۔ ہماری یہہ راے ہے کہ نالش حال ایک ایسی نالش متصور نہین ہوسکتی جو ایک شخص موتمن لہٗ نے رجوع کی ہو۔ نالش ہذا بباعث تنازعہ مابین چار امناء کے پیدا ہوئی ہے جو صرف قیاسی طور پر سند کے حق مین مفید ہوسکتی ہے۔ ہماری راے مین ایسی نالش دفعہ ۱۰ کی ذیل مین نہین آسکتی۔ پس عام قانون میعاد کو متعلق کرکے ہمنے یہہ معلوم کرنا ہے کہ آیا مدعیان کا دعوے جو بسبب خیانت کے ہے مبنی ہے کلّاً یا جزواً زایدالمیعاد ہے۔

بعض الزامات ایسے افعال کے متعلق ہین جو قبل وفات سبارایا پائی کے کئے گئے ہین۔ دیگر الزامات ایسے معاملات سے علاقہ رکھتے ہین جو تاریخ مذکور کے بعد کئے گئے ہین اور وہ تاریخ ارجاع نالش سے عرصہ چھہ سال کے اندر ہین۔ نالش ہماری راے مین اوس حد تک زایدالمیعاد ہے جہانتک کہ اوس کا علاقہ معاملات اول الذکر کے ساتھہ ہے کیونکہ سبارایا پائی ماہ جولائی سنہ ۱۸۸۳ء مین فوت ہوا تھا جسکو تاریخ ارجاع نالش سے زاید از چھہ سال کا عرصہ ہوا ہے بلالحاظ امتناع میعاد کے مدعاعلیہم نے ایک اور جواب اون الزامات کا دیا ہے جنکا علاقہ اوس اہتمام کے ساتھہ ہے جو دوران حیات سبارایا مین کیا جاتا تھا جیسا کہ ہم نے قبل ازین بیان کیا ہے ہر ایک خیانت کی صورت مین ایک امین دوسرے امین پر نالش کرنیکا مستحق نہین ہے (ملاحظہ ہو بامن بنام ہیوگس (۱) دفعہ ۲۷ ایکٹ امانت ہاے ہند) جبکہ خیانت مساوی طور پر ہر دو امناء کیطرف منسوب ہوسکتی ہو تو بظاہر کوئی ایسی نالش چل نہین سکتی۔

(۱) لارپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۱۳ صفحہ ۳۹۰۔

۱۸۹۷ء
رانگا پائی
بنام
...

اور جہان تین امناء ہون اور اہتمام کاروبار صرف ایک کے سپرد کیا گیا ہو تو یہہ امر صحیح ہے کہ باقی دو امناء کے
بابین جو بالکل بےخطا ہین گو وہ کیسا ہی طور پر موتمن لہ کے ذمہ دار ہو سکتے ہین کوئی نالش رجوع نہین ہو سکتی۔
ان ہر دو صورتون مین فیریقین یکسان خطا وار ہین صورت حال مین یہہ ایک جز دعوے مدعا علیہ کا ہے اور
شہادت سے بہی صحیح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ ستا رنیا پائی اپنی وفات تک کامل طور پر کاروبار کا مہتمم تہا مدعی کے
یا اوس کے قائم مقامان کے برخلاف ایک نالش ناکامیابی سے دیگر امناء کیطرف سے رجوع کیجا سکتی تہی لیکن مدعا علیہم
اوس کے افعال کے زیادہ تر ذمہ دار بہ نسبت خود مدعیان کے ثابت نہین کیئے گئے نظر بہ مدعیان اور مدعا علیہم دونون
نے اپنے فرض کی تعمیل مین غفلت کی ہے ان وجوہات پر ہماری یہہ رائے ہے کہ مدعیان اوس ... کا حق
رہنے چاہئیں جہانتک کہ وہ مدعا علیہم کو اون خیانت ہائے کا ذمہ دار بنانا چاہتے ہین جو ستا رنیا کی حین حیات مین عمل
مین آئی تہین۔ اگر اس سوال پر غور کرنا ضروری ہوتا ہم صاحب جج کے ساتہہ اس امر مین اتفاق نہین کر سکتے ہم اوس
"شنانہ" کا خرچہ جو ستا رنیا پائی نے کیا تہا مناسب طور سے بخلاف سرمایہ سندر کے عائد کیا جا سکتا تہا۔

اب ہمارے واسطے اون دیگر الزامات پر غور کرنا باقی ہے جو تنقیح چہار دہم و تنقیحات مابعد کا مدعا ہا ہین۔
واقعات زیادہ تر تسلیم کئے گئے ہین بسوائے اون خاص تمثیلات کے جنکا ذکر ذیل مین کیا گیا ہے شہادت بغرض ظاہر
اس امر کے موجود ہے کہ مدعا علیہم اون باقی افعال اور قصور ہائے کے ذمہ دار ہین جنکی کہ شکایت مدعیان نے کی ہے
بخلاف ازین کوئی شہادت بخلاف مدعیان کے موجود نہین اسلئے سوال صرف یہہ ہے کہ آیا افعال مذکور مدعا علیہم
کیطرف سے خیانت ثابت کرتے ہین صاحب جج ضلع نے یہہ خیال کیا ہے کہ مدعا علیہم کافی طور پر ان الزامات کا جواب
بدین بیان دے سکتے ہین کہ اونہون نے قوم کے مشورہ سے ایسا کیا تہا۔ اوس نے اس وجہ پر جوابدعوے کا
حوالہ قریباً اون الزامات کے متعلق دیا ہے جو مدعا علیہم پر لگائے گئے ہین ہماری رائے مین یہہ جوابدعوے دو
وجوہات پر منظور نہین کیا جا سکتا۔ اولاً کافی طور پر یہہ ثابت نہین کیا گیا کہ قوم نے افعال مدعا علیہم کی منظوری دی
تہی اور ثانیاً اگر ایسی منظوری دیگئی تہی تو وہ مدعا علیہم کو محفوظ نہین کر سکتی اگر بصورت دیگر وہ خیانت کے مجرم ہون
یہہ امر بلا شبہ طور پر ایسا ہی ہونا چاہیئے کیونکہ امناء سندر قوم کیطرف سے مقرر نہ کئے گئے تہے وہ سب زیر ایکٹ
۲۰ بابت ۱۸۶۳ء کمیٹی کی طرف سے مقرر کئے گئے تہے اور کمیٹی کے مقابلہ مین وہ اپنے جملہ افعال کے ذمہ دار ہین۔ یہہ امر
واقعہ کہ قوم نے امناء کے افعال کو پسند کیا ہے اس امر کی شہادت ہو سکتا ہے کہ افعال مذکور نامناسب نہ تہے۔

سنہ ۹۷ء
رنجیت پانڈے
بنام
بابا

لیکن ہم معلوم نہین کر سکتے کہ کسطرح جبر کسی اور طریق سے اون کی رضامندی یا پسندیدگی مدعا علیہم کے افعال کو جایز قرار دیا جا سکتی ہے۔

پہلا فعل جسکا الزام مدعا علیہم پر لگایا گیا ہے یہہ ہے کہ اونہون نے مبلغ فاضل بقایا لگان ایک شخص سے وصول نہین کیا جو ہر دو اسناء مذکور کا رشتہ دار تہا اوس کے بعد ما بعد ادر مبلغ صارف واجب الادا بہ بنا ئے دستاویزات تحریر کردہ یکے از مدعا علیہم رگہو ناتہہ کینی وصول نہین کئے گئے۔ یہہ افعال مدعا علیہم بالخصوص اوس صورت مین جبکہ اون اشخاص کو ملحوظ رکہا جاوے جنکو اون سے فائدہ پہونچا یا ہے اسقدر نقصانات بحق مندر کے ہین کہ اون کا جایز ہونا ثابت مشکل ہے اگر کوئی کوشش واسطے ثابت کرنے ایسے خاص واقعات کے نہین کیگئی۔ صرف ہینا پسندیدگی قوم کی بیان کیگئی ہے جس کو صاحب جج ضلع نے کافی جرا سمجہا ہے بظاہر اوس کا یہہ خیال تہا کہ مدعا علیہم کے ذمہ وار بنانے کیواسطے اون کے برخلاف واقعی فریب ثابت کیا جانا چاہئیے اس سے زیادہ ترصیح شہادت خیانت کی جو بحوالہ اون الزامات کے دیگئی ہے جو تنقیح چہارم مین شامل ہین مشکل سے مہیا ہو سکتی ہے۔

وہ الزامات جو تنقیح چہارم مین شامل ہین اوسی قسم کے ہین اور وہ ارامے اون کے ساتہہ متعلق ہوتی ہین جو ابہی ظاہر کیگئی ہین صورت حال مین بہی وہ شخص جسکو ترک افعال مذکور سے فائدہ پہنچا ہے مدعا علیہم کا رشتہ دار ہے۔ وہ الزامات بہی ہم کو ثابت شدہ قرار دینے چاہئیں۔ تنقیح ششم ہم اون امور سے علاقہ رکہتی ہے جو ستیا رایا کی حین حیات مین وقوع مین آئے تہے۔ اسلئے مدعیان کو تنقیح مذکور مین ناکامیاب رہنا چاہئیے تنقیح ہفتم ہم اون ترضیحات کے متعلق ہے جو بحق مندر کے واجب الادا ہین لیکن مدعا علیہم سے وصول نہ کئے ہین قرار دادا سے متعلق بہ تنقیح مذاہبت صحیح نہین ہین لیکن ہم یہہ نہین کہہ سکتے کہ صاحب جج نے اوس کے متعلق غلطی کی ہے نسبت بہت سے ترضیحات کے یہہ ثابت نہین کیا گیا کہ مدعا علیہم پر عدم وصول کا الزام عاید ہو سکتا ہے۔ تنقیح ہشتم ہم مین تین امور شامل ہین امر اوّل یہہ ہے کہ مبلغ ما رہے یکے از مدعا علیہم کے بہتیجے سے وصول نہین کئے گئے کوئی جواز اس امر کا پیش نہین کیا گیا یہہ الزام منظور کیا جانا چاہئیے دوسرا وہ امر ہے جو ستیا رایا کی حین حیات مین کیا گیا تہا وہ نامنظور کیا جانا چاہئیے بنسبت امر سوم کے ہم کو یہہ تسلیم کرنا چاہئیے کہ ہم اوس الزام کو سمجہہ نہین سکتے۔ اور نہ صاحب جج کی آرائے بر امر مذکور سے ہم کو کوئی درست اطلاع اوس کی نسبت ملتی ہے۔ کوئی تفصیل ان خیانت ہائے کی مدعیان نے نہین کی اور صرف تنقیحات سے ہم اونکی نوعیت معلوم کر سکتے ہین ہمارے روبرو چند سوالات کے جوابات کا حوالہ دیا گیا ہے لیکن وہ چند سوالات

سنہ ۱۸۹۷ء
رنگاپائی - بنام بابا

ہمارے روبرو موجود نہین ہین بصورت عدم موجودگی کسی اہم شہادت کے ہکو چاہیے کہ اس الزام کو نامنظور کرین۔

نتیجہ یہہ ہے کہ ہکو اپیل ہذا اون قوم کی نسبت منظور کرنا چاہیے جنکے متعلق ہمنے مدعا علیہم کو ذمہ دار قرار دیا ہی ایک ڈگری اون رقوم کی جنکا ذکر صاحب جج نے کیا ہے اور جو بروئے فیصلہ ہذا کے منظور کیگئی ہین معہ سود بشرح ۶ فیصدی کے اوس تاریخ سے جبکہ ہر ایک رقم کی خیانت کیگئی تہی عطا کیجانی چاہیے پہلا شان عدالت ہذا اور عدالت ماتحت مین علے التناسب اون رقوم کے خرچہ کے مستحق ہین جنکی کہ ڈگری اون کے حق مین صادر کیجائیگی یادداشت عذرات معہ خرچہ خارج کیجاتی ہے۔

قبل مرتب کرنے ڈگری کے ہکو چاہیئے کہ صاحب جج ضلع سے ایک قرارداد بربنائے شہادت مندرجہ مسل تنقیح پانزدہم کی نسبت طلب کرین یعنے یہہ کہ کس رقم کا نقصان مستدعی کو اون خیانتہائے سے پہونچا ہے جنکا کہ ذکر تنقیح مذکور مین کیا گیا ہے ۔ قرارداد مذکور تاریخ وصول حکم ہذا سے عرصہ چہہ ہفتہ کے اندر ارسال کیجانی چاہیئے اور بعد موصول ہونے قرارداد مذکور کے عدالت ہذا مین سات یوم کی میعاد داخل عذرات کے واسطے عطا کیجائیگی۔

صاحب جج ضلع نے یہہ قرارداد بہ تعمیل حکم مذکور کے ارسال کی اور فریقین نے عذرات داخل کئے اور عدالت نے ایک مزید قرارداد منجملہ دیگر آرائے کے رائے ذیل ظاہر کرکے طلب کی ۔ بجز اوس عرصہ میعاد کے جسکے نسبت نقصان محسوب کیا جاتا چاہیئے یہہ امر قابل لحاظ ہے کہ نقصان مذکور معہ نقصان گذشتہ کے محسوب کیا جانا چاہیئے کیونکہ کوئی نالش دوم رجوع نہین کیجاسکتی۔

اپیل ہذا کے بغرض سماعت آخری پیش ہونے پر عدالت نے تجویز ذیل صادر کی :۔

تجویز :۔ علاوہ اوس رقم کے جسکا ذکر ابتدائی فیصلہ مین کیا گیا ہے مدعیان مبلغ [illegible] اور نیز مبلغ [illegible] کے جو اوس سود کا نقصان ہے جو [illegible] کی رقم کا بشرح ۶ فیصدی از ستمبر سنہ ۱۸۸۶ء سے ۳ جنوری سنہ ۱۸۹۷ء تک مستدعی کے حق مین واجب الادا ہوا مستحق ہین۔ اس سے مقدمہ کا فیصلہ ہوجاتا ہے۔

۲۶ جولائی
۲۳ اگست ۱۸۹۶ء

ضمیمہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر امینا ایا صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

داسوویوا ادیا دریا وغیرہ مدعاعلیہم — اپیلانٹ
بنام
واسوا راجا تھر تھا سامی دیکس بگرس ڈمدعاعلیہم رسپانڈنٹ

فرمان شاہی دفعہ ۱۵ ـ مجموعہ ضابطہ دیوانی ـ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۵۸۸۔

منصف ضلع نے ایک نالش کو ایک ابتدائی عذر پر خارج کیا ـ عدالت ضلع نے بطبق اپیل کے ایک حکم شعر اسبی مقدمہ بغرض اس امر کے کہ اوسکا فیصلہ روئداد پر کیا جاوے صادر کیا اس حکم کی ناراضی سے ایک اپیل ہائیکورٹ مین رجوع کیا گیا تہا جو بغرض فیصلہ ایک تنہا جج کے روبرو پیش ہوا جنہے ایک فیصلہ شعر دسمی نالش صادر کیا۔

تجویز ہوئی کہ کوئی اپیل زیر دفعہ ۱۵ فرمان شاہی اوسکے فیصلہ کی ناراضی سے نہو سکتا تہا۔

اپیل زیر دفعہ ۱۵ فرمان شاہی بناراضی حکم شفرڈ صاحب جسٹس درج رپورٹ شدہ بعنوان داسوویوا دیا دیا بنام واسوا راجہ تھر تھا سامی (۱) رجوع کیا گیا ہے جہانکہ واقعات بیان کئے گئے ہین۔

صاحب موصوف کے حکم کا اثر یہہ تہا کہ صاحب جج ضلع کے اوس حکم کی ناراضی سے اپیل خارج کیا گیا تہا جسکو رو سے وہ نالش جو منصف ضلع نے ایک ابتدائی امر پر خارج کی تہی واقعات پر فیصل کئے جانے کیواسطے واپس بہیجی گئی تہی پس اپیل ہذا مدعاعلیہم نے رجوع کیا ہے۔

نرائن راؤ صاحب منجانب اپیلانٹ۔

رامچندر راؤ صاحب منجانب رسپانڈنٹان۔

بنسن صاحب جسٹس:- اپیل ہذا زیر دفعہ ۱۵ فرمان شاہی بناراضی حکم شفرڈ صاحب جسٹس کے کیا گیا ہو جسکی رو سے اپیل بناراضی حکم ڈسٹرکٹ جج کنارا جنوبی متعدمہ اپیل نمبر ۲۷۹ سنہ ۱۸۹۳ء بابت شعر واپسی مقدمہ بعد الغت اوّل زیر دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی ـ خارج کیا گیا تہا۔

ایک ابتدائی عذر یہہ کیا گیا ہے کہ کوئی اپیل نہین ہو سکتا کیونکہ شفرڈ صاحب جسٹس کا حکم بطبق اپیل زیر دفعہ ۵۸۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے صادر کیا گیا تہا اور دفعہ مذکور کے آخری فقرہ مین یہہ حکم ہے کہ "وہ احکام جو بطبق اپیل اسے زیر دفعہ ہذا صادر کئے جائین قطعی ہون گے" اس کے جواب مین یہہ عذر کیا گیا ہے کہ دفعہ مذکور سال جیسے مقدمہ سے متعلق نہین ہوتی جہانکہ صاحب جج ہائیکورٹ نے کمرہ واحد مین حکم صادر کیا ہے اور کہ بموجب احکام دفعہ ۱۵ فرمان شاہی کے باوجود احکام دفعہ ۵۸۸ کے اپیل ہو سکتا ہے مختصراً سوال یہہ ہے کہ آیا استحقاق اپیل

* اپیل فرمان شاہی نمبر ۹ سنہ ۱۸۹۶ء۔

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۹ صفحہ ۳۳۱۔

سنہ ۱۸۹۷ء

دراسو دیوا الرپایا
بنام
داسو اجہ تہرتہا
سامی

مدراس مین قایم کرنیکا اختیار دیا گیا تہا جس مین چیف جسٹس اور بہت سے ججان اجلاس کر سکین جن کی تعداد پندرہ سے زیادہ نہ ہو جنکو کہ ملکہ معظمہ وقتاً فوقتاً مقرر کرنا مناسب سمجہے۔ ایکٹ مذکور کی دفعہ ۹ کے رو سے ہائیکورٹ کو ایسا اختیار سماعت ابتدائی اور اختیار اپیل عطا کیا گیا ہے جو کہ ملکہ معظمہ بروئے فرمان شاہی کے عطا کرے اور جس کی ہدایت کرے مگر وہ اختیارات تابع اون قانونی اختیارات جناب نواب گورنر جنرل صاحب ہند با جلاس کونسل کے ہین جو بروئے انڈین کونسلز ایکٹ ۱۸۶۱ء ۲۴ و ۲۵ وکٹوریہ باب ۶۷ کے عطا کئے گئے ہین جس کی دفعہ ۲۲ کے رو سے نواب گورنر جنرل بہادر کو جملہ عدالتہائے اضلاع ہندوستان کے واسطے قوانین کے اور ریگولیشن بنانے کے بنا بنیکا اختیار عطا کیا گیا ہے جس مین بلاشبہ طور پہ ہائیکورٹ بنانے بہی شامل ہین۔ ایکٹ ہائیکورٹ کی دفعہ ۱۳ مین یہہ حکم ہے کہ تابع اون قوانین اور ریگولیشن بنائے کے جو جناب نواب گورنر جنرل با جلاس کونسل سے صادر کئے جائین۔ ہائیکورٹ مجاز ہے کہ بذریعہ خود اپنے قواعد کے دربارہ استعمال اپنے اختیار سماعت ابتدائی یا اپیل کے منجانب ایک یا زیادہ ججان کے یا منجانب ڈویژنل کورٹہائے کے جن مین دو ججان ہون حکم صادر کرے۔

ایسے قواعد ہائیکورٹ نے مرتب کئے ہین اور بروئے اون قواعد کے جو اس طرح پر مرتب کئے گئے ہین ایک تنہا جج عدالت نے وہ حکم صادر کیا تہا جسمین سے اپیل ہذا پیدا ہوا ہے۔

بہ تعمیل اوس اختیار کے جو بروئے دفعہ ۹ ایکٹ ہائیکورٹ کے عطا کیا گیا تہا حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا نے ترمیم کردہ فرمان شاہی ۱۸۶۵ء جاری کیا تہا جسکی دفعہ ۳۶ ججان واحد اور عدالتہائے ڈویژن کورٹ کے اختیارات کے متعلق ہے اوس مین یہہ ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ کوئی اختیار جسکے منجانب ہائیکورٹ جو دیگر مدراس استعمال کئے جانے کی ہدایت بہ تعمیل اختیار سماعت ابتدائی یا اپیل کے کیگئی ہے کسی جج یا کسی ڈویژن کورٹ ہائیکورٹ مذکور سے استعمال کیا جا سکتا ہے جو ایسی غرض کیواسطے زیر دفعہ ۱۳ مقرر کیا گیا ہو۔ ایکٹ ہائیکورٹ مذکور اور دفعہ مذکور مین ایک قطعی فیصلہ کی بابت حکم ہے جبکہ ایک بنچ کے ججان مین اختلاف رائے ہو جائے۔

دفعہ ۱۵ مین یہ حکم ہے کہ ایک اپیل ہائیکورٹ جوڈیکچر مدراس مذکور مین بنا راضی فیصلہ ایک جج ہائیکورٹ مذکور کے (جو حکم سزا یا حکم مصدرہ بطبق تجویز فوجداری کے نہ ہو) یا کسی ایک جج ڈویژن کورٹ کے بہ تعمیل دفعہ ۱۳ ایکٹ مذکور ہو سکیگا اور نیز ایک اپیل ہائیکورٹ مذکور مین بنا راضی اوس فیصلہ کے ہو سکیگا جو حکم سزا یا حکم از قسم مذکور ہو جو دو یا زیادہ ججان ہائیکورٹ مذکور نے یا ایسے ڈویژن کورٹ نے صادر کیا ہو

سنہ ۱۸۹۶ء

واسودیوا اوپادیایا بنام واسوراجیہ تہرتہا سامی

جبکہ ایسے ججان کی رائے مین اختلاف ہو اور وہ تعداد مین کل ججان موجود الوقت ہائیکورٹ مذکور کی حد تک نہ پہنچتا ہو لیکن استحقاق اپیل بنا راضی فیصلہ دیگر ججان ہائیکورٹ مذکور کے یا ایسے ڈویزن کورٹکے ہاتھ سے یا ہاتھ سے جا اشیان یا احکام پریوی کونسل کے روبرو ہوسکیگا جیساکہ بعد مین حکم دیا گیا ہے۔

دفعہ ۴۴ مین یہہ حکم ہے کہ وہ جملہ احکام فرمان شاہی اور (؟) اختیارات وضع قانون جناب نواب گورنر جنرل بہادر با جلاس کونسل کے تابع ہین جو مجالس مین قوانین اور ریگولیشن ہائے کے بنانے کی غرض مین استعمال کیئے جاتے ہین اور وہ جملہ امور ہین اوس کے رو سے ترمیم اور تبدیل کیئے جاسکتے ہین۔

مجموعہ ضابطہ دیوانی بعد مین جناب نواب گورنر جنرل بہادر با جلاس کونسل نے اپنے اختیارات کے حسب ضابطہ استعمال مین اس غرض سے نافذ کیا تہا کہ عدالت ہائے دیوانی کے ضابطہ پر جاری ہو اور اس امر سے انکار نہین کیا جاسکتا کہ کوئی تبدیلی ہائے جو اوس کے رو سے احکام فرمان شاہی مین کی گئی ہین عدالت ہذا پر قابل پابندی ہین۔ یہہ امر ایک کل اور از وجوہات فیصلہ عدالت ہذا مین قرار دیا گیا تہا جسکا کہ مین حوالہ قبل ازین دیا ہے یعنے مقدمہ اچاپایا بنام اتھا ویلو (۱) مین جہان یہہ فیصلہ کیا گیا تہا کہ وہ استحقاق اپیل جو بر و ئے دفعہ ۱۵ فرمان شاہی کی تابع دفعہ ۵۸۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے اور کوئی اپیل اوس فیصلہ واحد جج ہائیکورٹ کی ناراضی سے نہین ہوسکتا جو بہ دفعہ ۵۹۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی صادر کیا گیا ہو جسکے رو سے ایک درخواست اجازت اپیل بصیغہ مفلسی نامنظور کیگئی ہو۔

مجہے معلوم ہوتا ہے کہ فیصلجات مذکور صحیح اور متعلق سندات سوال زیر بحث حال کی نسبت ہین۔ فیصلجات مذکور کو درج رپورٹ ہوئے گیارہ سال کا عرصہ ہوا ہے لیکن جہانتک مجہو معلوم ہے اونسے کبہی اختلاف نہین کیا گیا اور نہ اون کی نسبت ہائیکورٹ ہذا یا دیگر ہائیکورٹ ہائے ہند نے کوئی سوال اوٹہایا ہے وہ صحیح طور پر پسند کیئے گئے ہین اور اون کی پیروی ہائیکورٹ الہ آباد سے مقدمات ہنومین (؟) بنام مہدی حسین (۳) و محمد نعیم اللہ خان بنام احسان اللہ خان (۴) (اجلاس کامل) مین کی ہے اور وہ سلسلہ وجوہات جنپر وہ مبنی ہین میری رائے مین ناممکن ابطال ہے۔

---

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۹ صفحہ ۲۵۳ (۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۹ صفحہ ۴۴۷۔

(۳) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۳۷۵۔ (۴) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۴ صفحہ ۲۲۶۔

۱۸۹۷ع
راموديوا اوپاديا
بنام
دیوارا جاترتہا سامی

مگر عذر یہ کیا گیا ہے کہ آرائے عدالت ہذا جو اُن مقدمات مین ظاہر کیگئی ہین جنکی رپورٹ بطور آر بنام آر (۱) و وینگا سوامی بنام راما سامی (۲) کے کیگئی ہے اسکے خلاف رائے کی تائید مین معلوم ہوتی ہین ۔

میری رائے مین یہ درست نہین ہے۔ اُن مقدمات مین سے کسی مین کوئی حکم مثل مقدمہ انچگا بنام ترنا ملیو (۳) معاملہ راجا گوپال (۴) کا نہ مانگیا تہا اور درحقیقت ہر دو مقدمات مذکور فیصلہ دیگر وجوہات پر بلا کسی حوالہ اثر مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کیا گیا تہا جو دربارہ قطع کرنے اُس استحقاق اپیل کے ہے جو بروئے دفعہ ۱۵ فرمان شاہی کے عطا کیا گیا ہے ۔ درحقیقت سوال مذکور پر عدالت ہذا نے ہرگز غور نکیا تھا ۔

مگر ایک رائے حکام عالیمقام پریوی کونسل بمقدمہ ہرش چندر چودہری بنام کالی سندری دیبی (۵) پر اس غرض کیواسطے نہایت زور سے انحصار کیا گیا ہے کہ اُس مین مثبت طور پر یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ دفعہ ۵۸۸ کوئی علاقہ اُن اپیلون سے نہین رکہتی جو ایک جج کمرہ واحد عدالت کے حکم کی ناراضی سے کئے گئے ہون ۔ وہ رائے حسب ذیل ہے :۔ "اب صرف یہ معلوم کرنا باقی ہے کہ حکام ممدوح کی یہ رائے نہین ہے کہ دفعہ ۵۸۸ ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۷ع جس کا اثر بعض اپیلہائے محدود کرنیکا ہے حال جیسے مقدمہ کے متعلق ہوتی ہے جہانکہ اپیل ایسے از ججان ہائیکورٹ کے حکم کی ناراضی پر اجلاس کامل کے پاس کیا گیا ہے"۔

میری رائے مین الفاظ مذکور مین یہ عام قاعدہ درج نہین ہے کہ دفعہ ۵۸۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی اُن مقدمات سے متعلق نہین ہے جن مین اپیل کے اجلاس کامل کے روبرو کئے جانیکی استدعا زیر دفعہ ۱۵ فرمان شاہی بناراضی حکم جج کمرہ واحد کیگئی ہو میری یہ رائے ہے کہ الفاظ مذکور صرف اُس واقعی مقدمہ سے علاقہ رکہتے ہین جو حکام پریوی کونسل کے روبرو تہا۔ اُس مقدمہ مین ایک جج ہائیکورٹ نے ایک ڈگری پریوی کونسل کے بغرض اجراء عدالت اول مین ارسال کرنیسے انکار کیا تہا۔ اُسکے اِس انکار کی ناراضی سے زیر فرمان شاہی اجلاس کامل مین اپیل کیا گیا تہا۔ گو معاملہ مذکور صاحب جج کے روبرو بذریعہ ایک ایسی درخواست کے لایا گیا تہا جو زیر دفعہ ۶۱۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کیگئی تہی اور اسلئے حکم مذکور ایک حکم زیر دفعہ مذکور کہا جا سکتا ہے ۔ تاہم وہ ایک ایسا حکم تہا جسکے رو سے "ایک ایسے سوال کا فیصلہ کیا گیا جو اُس نالش کے فریقین کے مابین پیدا ہوا تہا جسمین ڈگری صادر کیگئی تہی اور جو اسکے اجراء سے علاقہ رکہتا تہا" (دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی)

اسلئے وہ ایسی قسم کا حکم تہا جو صریح طور پر بروئے دفعہ مجموعہ مذکور کے ایک "ڈگری" کی تعریف کی ذیل مین آتا تہا

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۸۸ (۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۴۰۶ (۳) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۹ صفحہ ۲۵۳ (۴) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۹ صفحہ ۴۴۴ (۵) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۴۸۲۔

۱۸۹۶ء

واسودیوا اوپا بنام وسوا اجا تریتا سامی

اور اس حیثیت سے صریح طور پر ایک ایسا حکم تہا جسکی ناراضی سے ایک اپیل بنا رضی ایک ڈگری کے ہوسکتا تہا اور بلاواسطہ احکام دفعہ ۵۸۸ کے جسمین صرف احکام ما سوائے ڈگریہائے کے شمار کئے گئے ہین جنکی ناراضی سے اپیل کی اجازت مجموعہ مذکور کے رو سے دیگئی ہے دفعہ ۵۸۸ مجموعہ مذکور صریح طور پر کوئی علاقہ ایسے حکم زیر اجراء کے ساتہہ نرکہتی تہی جسپر کہ حکام ممدوح اسوقت غور کر رہے تہے اور اسلئے جب ایسا حکم ایک جج واحد نے صادر کیا تہا تو وہ مناسب طور پر اپیل باجلاس کامل کے تابع بنایا گیا تہا۔

میری رائے مین صرف یہی منشاء حکام عالیمقام ممدوح کا تہا اور درحقیقت انہون نے یہی بیان کیا تہا۔ وہ عبارت جو استعمال کیگئی ہے اس سے زیادہ تر وسیع نہین ہے کہ دفعہ بلاشبہ طور پر دفعہ ۵۸۸ کا اثر یہانتک کہ ان احکام کی صورت مین محدود کرنیکا نہین ہے جو ڈگریات نہین ہین لیکن وہ حال حبیسے مقدمہ سے متعلق نہین ہے جو ایک حکم اجراء اور اسلئے وہ ایک "ڈگری" ہے پس جب ایسا حکم ایک جج واحد نے صادر کیا ہو تو ایک اپیل اجلاس کامل مین ہوسکتا ہے پس اس رائے حکام عالیمقام مین مین کوئی ایسا امر نہین دیکہتا جو اس عذر کی تائید کرتا ہو کہ ایک اپیل زیر دفعہ ۱۵ فرمان شاہی ہر ایک حکم سے ایک جج مگر وہ واحد کی ناراضی سے ہوسکیگا بلا کسی لحاظ ان حدود عائد شدہ پر اسلیے کہ جو بہت سی دفعات مجموعہ ضابطہ دیوانی کے رو سے عائد کیگئی ہین۔ وہی نتیجہ گو کسیقدر مختلف وجوہات پر الہ آباد ہائیکورٹ کے اجلاس کامل نے مقدمہ مجولی بالا محمد نعیم اللہ خان بنام احسان اللہ خان (۱) مین اخذ کیا ہے یہ قیاس کرنا ممکن ہے کہ حکام موصوف نے صرف چار سطر ذیل کی رائے مذکور مین بلا کسی تشریح اظہار وجوہات کے اسقدر اہم قاعدہ قایم کیا ہے جو صریح عبارت و منشاء و اضعان قانون کے خلاف معلوم ہوتا ہے دفعہ ۵۸۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی اور کل باب ۴۳ جسمین دفعہ مذکور واقع ہے بربنا دفعہ ۶۳۲ کے صریح طور پر ہائیکورٹ سے متعلق کیا گیا ہے۔

مزید بران دفعہ ۶۳۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین صریح طور پر بہت سی دفعات مجموعہ مذکور خاص کیگئی ہین جو ہائیکورٹ سے متعلق نہین بطور (۱) عدالت اختیار سماعت ابتدائی کے اور (۲) بطور عدالت اختیار سماعت اپیل کے۔ دفعہ ۵۸۸ و باب ۴۳ ان دفعات مین شامل نہین ہین جو اسطرحپر خاص کیگئی ہین۔ نیز دفعہ ۶۳۶ مین یہ ایزاد کیا گیا ہے کہ "کوئی امر مندرجہ مجموعہ ہذا کسی جج ہائیکورٹ سے متعلق نہوگا جو بطور عدالت دیوانی کے اپنے اختیار سماعت کا استعمال کرتا ہو" لیکن واضعان مجموعہ ہذا کے روبرو صریح طور پر وہ اختیارات سماعت مد نظر تہے جنکا استعمال ہائیکورٹ سے زیر فرمان شاہی کیاجاتا ہے۔ اور جب انہون نے مجموعہ مذکور کو ایک جزو اختیار

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۴ صفحہ ۲۲۶

سنہ ۱۸۹۷ء

واسودیوا اوپا
بنام
دسوارلیا ترتہا سامی

مذکور کی نسبت مستثنیٰ رکہا ہے انہون نے یہ ظاہر کیا ہے کہ وہ دیگر معاملات کی نسبت متعلق ہونا چاہیئے میری رائے مین یہ قیاس کرنا ممکن ہے کہ اگر واضعان مجموعہ مذکور کا یہ منشا ہوتا کہ ایکجج بکمرہ واحد کے حکم کی نارضی سے اپیل کرنیکا حق جو بروئے دفعہ ۱۵ کے عطا کیا گیا ہے محفوظ کیا جائے تو انہون نے دفعہ مذکور کا کوئی حوالہ دیا ہوتا جبکہ وہ اُس ضابطہ کے مضمون کی نسبت کاروائی کر رہے تہے جو بابۃ اطلاق مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اور ہائیکورٹ کے اختیار سماعت کی نسبت ہے۔ حجت یہ کیگئی ہے کہ چونکہ دفعہ ۱۵ فرمانشاہی کے منسوخ یا ترمیم شدہ بذریعہ مجموعہ ضابطہ دیوانی کئے جانے کا ذکر صریح طور پر نہین کیا گیا اسلئے وہ استحقاق اپیل جو دفعہ مذکور کے روسے عطا کیا گیا ہے موثر سمجہا جانا چاہیئے لیکن امر صریح طور پر درست نہین ہے کیونکہ دفعہ ۳۹ فرمانشاہی کے منسوخ یا ترمیم کئے جانیکا ذکر مجموعہ ضابطہ دیوانی مین صریح طور پر نہین کیا گیا تاہم اُسکی دفعہ ۵۹۷ کے روسے ایک حد نسبت اپیل بحضور پریوی کونسل کے اُس قسم کی نالشات کی ڈگریات کے متعلق عاید کیگئی ہے جو عدالت مدار الخفیفہ کی سماعت کے قابل ہون جو حد دفعہ ۳۹ فرمانشاہی مین بالکل درج نہین ہے اسلئے وہ دفعہ ۵۹۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے روسے دفعہ ۳۹ فرمانشاہی کی ترمیم کیگئی ہے۔ میری رائے مین یہ امر بہی ویسا ہی صریح ہے کہ دفعہ ۵۸۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی وسیع الفاظ دفعہ ۱۵ فرمانشاہی کی ترمیم کرتی ہے اور وہ اسی غرض سے وضع کیگئی تہی ۔

مگر حجت یہ کیگئی ہے کہ مابین "ہائیکورٹ" اور ایکجج ہائیکورٹ بکمرہ واحد کے تمیز کیجانی چاہیئے بظاہر یہ بحث کیگئی ہے کہ ایکجج کمرہ واحد اپنا اختیار فرمانشاہی سے اخذ کرتا ہے اور وہ اُس حد کے تابع ہے جو اُسکے اختیارات پر بروئے دفعہ ۱۵ فرمانشاہی کے عائد کیگئی ہے یعنے یہ کہ وہ کوئی قطعی فیصلہ صادر نہین کرسکتا بلکہ اُسکے کل فیصلجات تابع اپیل بحضور ہائیکورٹ کے ہین بالفاظ دیگر عدالت جج کمرہ واحد کے فیصلجات ہمیشہ تابع اپیل بحضور ہائیکورٹ کے ہونے چاہئین ۔

حجت یہ کیگئی ہے کہ دفعات ۶۲۲ و ۶۳۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین یہ قرار دیا گیا ہے کہ دفعہ ۵۸۸ اور دیگر دفعات ہائیکورٹ سے متعلق ہین اور اسلئے وہ قطعیت جو زیر مجموعہ ضابطہ دیوانی حکم ہائیکورٹ کو عطا کیگئی ہے ایکجج بکمرہ واحد کے حکم سے متعلق نہین ہوتی مین اس حجت کے جواز کو تسلیم کرنیکے ناقابل ہون

سنہ ۱۸۹۷ع
واسودیوا ادیاپادیا
بنام
وسوا راجا تیرتھا سوامی

جیسا کہ قبل ازین ظاہر کیا گیا ہے دفعہ ۱۳ ہائیکورٹ ایکٹ کے رو سے ہائیکورٹ کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ قواعد واسطے استعمال اختیارات سماعت ابتدائی و اپیل منجانب ایک یا زیادہ ججان کے مرتب کرین ؛ اور فرمان شاہی کی دفعہ ۳۶ مین یہ قرار دیا گیا ہے کہ ہر کوئی اختیار جسکے استعمال کرنیکی اجازت بذریعہ دفعہ ہذا کے دیگئی ہے جو ہائیکورٹ سے بہ تعمیل اختیار سماعت ابتدائی یا اپیل کے استعمال کیا جائے ایک جج کمرہ واحد سے بروئے قواعد زیر دفعہ ۱۳ ایکٹ ہائیکورٹ کے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

جبکہ دفعات ۲۷ ۳۲ ۶ ۲۰۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ قریباً کل مجموعہ ہائیکورٹ سے متعلق ہے تو یہ بحث کرنا قرین مصلحت نہین ہے کہ ہائیکورٹ سے مراد اس موقع پر چیف جسٹس اور کل ججان سے ہے۔ وسیع طور پر یہ بیان کیا جا سکتا ہے کہ ہائیکورٹ اُن معنون مین ہرگز اختیار مذکور کا استعمال نہین کرتا۔ وہ اپنے اختیارات کا استعمال بالعموم بوساطت ڈویژن بنچ دو ججان کے اور بعض صورتون مین بوساطت ایک جج کمرہ واحد کے کرتا ہے مجھے اس امر مین کوئی شبہ نہین ہے کہ جب ہائیکورٹ کا حوالہ دفعات مذکور مین دیا گیا ہے تو اُس سے مراد یا تو جج کمرہ واحد یا بنچ دو ججان کی عدالت ہے جو وقتاً فوقتاً ہائیکورٹ کے اختیار کا استعمال کرتی ہیں۔ اگر دفعات مذکور مین ہائیکورٹ استعمال اُن معنون مین نہین کیا گیا تو مجموعہ ضابطہ دیوانی عدالت ہائے جج کمرہ واحد یا ڈویژن بنچ ہائیکورٹ سے متعلق نہین ہوتا اور کوئی قانون اُن کے ضابطہ پر حاوی نہین ہے گو اجلاس کامل کے ضابطہ پر ایک کامل قانون حاوی ہے۔

یہ ایک طریق تردید ایک بحث کا بذریعہ ثبوت اس امر کے ہے کہ اس سے ایک بیجا نتیجہ حاصل ہوتا ہے۔ یہ تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ فرمان شاہی کی بہت سی دفعات کے رو سے مابین ہائیکورٹ کے اور اُس جج ہائیکورٹ کے تمیز کی گئی ہے جو اُسکے اختیارات کا استعمال کرتا ہو اور یہ بھی تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ اگر فرمان شاہی بلا موجودگی مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہوتا تو دفعہ ۱۵ فرمان شاہی کے رو سے ایک استحقاق اپیل ہر ایک جج کمرہ واحد کے فیصلہ کی نارضی سے عطا کیا گیا ہوتا۔ کیونکہ اُس حق کی کوئی حد دفعہ مذکور مین عاید نہین کیگئی لیکن مجموعہ ضابطہ دیوانی منجملہ دیگر اغراض کے اس غرض کیواسطے نافذ کیا گیا تھا کہ اُن مقدمات کو جنمین اپیل ہو سکتا ہو اور اُنکو جنمین اُس سے منع کیا گیا ہو ظاہر کیا جائے۔ اُس مین صریح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ بنا راضی بعض احکام کے جو بروئے مجموعہ ہذا کے صادر کئے جاتے ہین کسی اپیل کی اجازت نہ دیجانی چاہئے اور اوس مین ایسا ہی صریح طور پر یہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ دفعات جنمین حدود مذکور قایم کیگئی ہین

۱۸۹۷ء

داسو دیوا اپادیا
بنام
دسوا لجا ترتھا سمی

ہائیکورٹ ہائے سے متعلق ہین ۔ یہ قرار دینا جیسا کہ پیشتر بیان کیا گیا ہے ایک صریح بیہودگی ہوگا کہ حدود مذکور احکام سے متعلق نہین ہین جبکہ وہ ایک جج کرہ واحد یا دو ججان کے بنچ نے صادر کئے ہون بلکہ صرف اُس صورت مین جبکہ وہ اجلاس کامل نے صادر کئے ہون ۔

دفعہ ۴۴ فرمان شاہی مین صریح طور پر یہ غور کیا گیا ہے کہ جناب نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل ایسے قوانین صادر کر سکتے ہین جنکا اثر فرمان شاہی کے احکام کو ترمیم یا منسوخ کرنیکا ہو اور اوس مین یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ "جملہ احکام" فرمان شاہی "ایسے قوانین کے تابع ہین" اور وہ جملہ امور مین اُن قوانین کے رو سے ترمیم یا منسوخ کئے جا سکتے ہین "

جبکہ جناب نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل نے مجموعہ ضابطہ دیوانی کو نافذ کیا تہا نواب ممدوح نے بالارادہ استحقاق اپیل کو بعض مخصوص احکام کی نسبت محدود کیا تہا اور صریح طور پر یہ ظاہر کیا تہا کہ حدود مذکور ہائیکورٹ ہائے سے متعلق ہین اسلئے وہ تمام حجت جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عام الفاظ مندرجہ عام ایکٹ ہائے از قسم مجموعہ ضابطہ دیوانی کی تعبیر اسطرح نہ کی جانی چاہئے کہ اُن کے رو سے خاص احکام ایکٹ ہائے خاص از قسم فرمان شاہی منسوخ کئے گئے ہین بے موقعہ ہے کیونکہ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین صریح طور پر اختیارات ہائیکورٹ کے متعلق کارروائی کیگئی ہے ۔ اور یہ کام بتعمیل صریح احکام اُس سٹیٹوٹ کے کیا گیا ہے جسکے رو سے فرمان شاہی جاری کیا گیا تہا اور مطابق صریح محفوظیت خود فرمان شاہی کے ۔ اب صرف اُس بحث کا ذکر مختصر طور پر کرنا باقی ہے جو خود مجموعہ مذکور کی دفعات ۵۹۵ و ۵۹۷ و ۵۸۹ کے الفاظ پر مبنی ہے ۔

وہ حجت جو عبارت دفعات ۵۹۵ و ۵۹۷ پر مبنی ہے مختصر طور پر یہ ہے :-

دفعہ ۵۹۵ کے رو سے ایک عام استحقاق اپیل حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا باجلاس کونسل کو بنا ضی قطعی فیصلجات و ڈگریات و احکام ہائیکورٹ کے عطا کیا گیا ہے جو چند شرائط کے تابع ہے اور دفعہ ۵۹۷ مین یہ حکم ہے کہ باوجود کسی امر مندرجہ دفعہ ۵۹۵ کے کوئی اپیل ملکہ معظمہ باجلاس کونسل کے حضور مین نہو سکیگا جو بنا ضی حکم جج واحد ہائیکورٹ یا بنچ دو ججان ہائیکورٹ کے ہو جبکہ ججان مذکور مین اختلاف رائے ہو ۔ بحث یہ کیگئی ہے کہ اس حد کی وجہ یہ ہے کہ استحقاق اپیل ایسے مقدمات مین بروئے دفعہ ۱۵ فرمان شاہی کے عطا کیا گیا ہے اسلئے وہ استحقاق متصور کیا جانا چاہئے جو ابتک موثر ہے اور بروئے مجموعہ ضابطہ دیوانی کے منسوخ نہین کیا گیا ۔ یہ سچ ہے کہ وہ منسوخ نہین کیا گیا اور وہ اُن احکام کے متعلق ابتک موثر ہے جو زیر مجموعہ ضابطہ دیوانی صادر کئے گئے اور جو مجموعہ مذکور کے رو سے قابل اپیل قرار دیئے گئے ہون اور نیز اُن احکام کی نسبت جو بروئے احکام دیگر قوانین ماسوائے مجموعہ ضابطہ دیوانی کے صادر ہوئے ہون لیکن دفعہ مذکور مین کوئی ایسا امر موجود نہین ہے

سنہ ۱۸۹۰ع
واسودیوا او پادیا
بنام
وسوا لیھا تریھا سامی

جس سے یہ قیاس پیدا ہوسکے کہ منشا ریہ تھا کہ جملہ فیصلجات جج کمرہ واحد بشمولیت اُن احکام کا اپیل محفوظ
کیا جائے جو بروئے مجموعہ مذکور کے صریح طور پر قطعی قرار دیئے گئے ہین ۔ بالفاظ دیگر دفعہ ۵۸۷ کا منشا استحقاق
اپیل کے اُن مقدمات مین محفوظ رکھنیکا نہین ہے جو بروئے دفعہ ۵۸۸ کے تابع اپیل قرار نہین دیئے گئے۔
اُسکے روسے صرف اُن مقدمات مین اپیل بحضور پریوی کونسل کی اجازت نہین دیگئی جبکہ ایک جج کمرہ واحد کے حکم کی
نارضی سے ایک اپیل زیر دفعہ ۱۵ فرمان شاہی ہوسکتا ہو کیونکہ ایک اور عدالت یعنے ہائیکورٹ کو ایسے اپیل کی سماعت
کا اختیار دیا گیا ہے۔

وہ حجت جو دفعہ ۵۸۸ پر مبنی ہے یہ ہے کہ دفعہ مذکور کے روسے ایک عدالت اُن احکام کی نارضی سے
اپیل کی سماعت کرنیکواسطے مقرر کیگئی ہے جو جملہ عدالتہائے ابتدائی نے صادر کیے ہون ماسوا اُن احکام کے
جو ہائیکورٹ نے باستعمال اپنے اختیار سماعت اپیل کے صادر کئے ہون اور چونکہ کوئی عدالت مقرر نہین کیگئی
اسلئے یہ باب مجموعہ مذکور کا جملہ ایسے احکام ہائیکورٹ سے متعلق نہین کیا گیا۔ اس حجت کا جواب یہ ہے کہ دفعہ
۶۳۲ مجموعہ مذکور مین صریح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ باب مذکور ہائیکورٹ سے متعلق ہوتا ہے لیکن دفعہ ۵۸۸ کے
واسطے کوئی ضرورت عدالت اپیل کے مقرر کرنیکی نہ تھی ان احکام کے لئے جو ہائیکورٹ نے باستعمال اختیار سماعت
اپیل کے صادر کئے ہون کیونکہ اُنکی نسبت بصراحت دفعہ ۱۵ فرمان شاہی مین حکم دیا گیا ہے مین ایک
فقرہ بھی دفعات مذکور یا دیگر دفعات مجموعہ ضابطہ دیوانی مین ایسا معلوم نہین کرتا جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو
کہ اسکے احکام تابع فرمان شاہی کے ہے لیکن برخلاف اسکے میرا نتیجہ یہ ہے کہ مجموعہ ضابطہ دیوانی کا منشا
بعض امور مین فرمان شاہی کے ترمیم کرنیکا ہے اور اُس سے وہ ترمیم کیا گیا ہے۔ مجموعہ مذکور ایک ایسا
عام قانون ہے جسکے روسے وہ مقدمات جنمین احکام مصدرہ زیر مجموعہ مذکور کا اپیل ہوسکتا ہے یا نہین
ہوسکتا محدود کیے گئے ہین اور یہ عام قانون مساوی طور پر جملہ عدالتہائے سے متعلق ہوتا ہے جسمین ایک
جج کمرہ واحد ہائیکورٹ کی عدالت شامل ہے۔ جب ایسی عدالت جج کمرہ واحد ایک حکم صادر کرے جو بروئے
مجموعہ ضابطہ دیوانی کے قابل اپیل قرار دیا گیا ہو تو دفعہ ۱۵ فرمان شاہی کے روسے وہ عدالت مقرر کیگئی ہے
جسمین اپیل کیا جانا چاہئے اور نیز اسکے روسے استحقاق اپیل بنارضی اُن جملہ احکام کے عطا کیا گیا ہے جو ایک
جج کمرہ واحد نے بروئے دیگر قوانین کے ماسوائے مجموعہ ضابطہ دیوانی صادر کیے ہون ۔ لیکن اُس کے
روسے وہ استحقاق اپیل قائم نہین رکھا گیا جو صریح طور پر مجموعہ ضابطہ دیوانی کے دفعہ ۵۸۸ یا کسی اور دفعہ
کے روسے زائل کیا گیا ہو۔

سنہ ۱۸۹۷ء

واسودیوا ادپادیا

بنام

وسوا یجاتر تہا سوامی

اسلئے مین اپیل ہذا کو مع خرچہ اسوجہ پر خارج کرتا ہون کہ زیر دفعہ ۵۸۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کوئی اپیل نہین ہو سکتا۔

سبرامنیا ایار صاحب جسٹس :- اسمین کچھہ شبہ نہین ہو سکتا کہ وہ حکم فاضل جج کا جسکی نارضی سے اپیل حال رجوع کیا گیا ہے حسب منشاء دفعہ ۱۵ فرمان شاہی ایک فیصلہ ہے۔ وہ سوال جسکا فیصلہ اب کیا جاتا ہے یہ ہے کہ آیا دفعہ ۵۸۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی صورت حال سے متعلق ہوتی ہے اور اپیل حال کی مانع ہے۔ مقدمات معاملہ راجا گوپال (۱) و سنکرن بنام راسن کٹی (۲) صریح سندات اس رائے کی تائید مین ہین کہ دفعہ مذکور متعلق ہوتی ہے لیکن تہوڑا عرصہ ہوا ہے کہ اس امر کے متعلق شبہات ظاہر کئے گئے ہین کہ آیا مقدمات مذکورہ مین درست قانون قایم کیا گیا ہے اسلئے امر مذکور اجلاس کامل کی اظہار رائے کیواسطے ارسال کیا گیا تہا۔ مگر اس اجلاس کامل نے جسکے روبرو امر مذکور پر بحث کیگئی تہی اسکا فیصلہ قطعی نہین کیا اور جیسا کہ میرے فاضل ہمجلیس نے قرار دیا ہے ایک اور رائے واپس اجلاس کامل سے نہین کیگئی اسلئے مجہکو چاہیے کہ اپنے آپکو سندات مقدمات محولہ کا پابند سمجہون۔

بالخصوص مین اس رائے کو قبول کرنیکو ناقابل ہون کہ آرائے جوڈیشل کمیٹی بمقدمہ ہرش چندر چودہری بنام کالی سندری دیبی (۳) جو بدین مضمون ہین کہ دفعہ ۵۸۸ مجموعہ مذکور اس صورت سے غیر متعلق ہے جبکہ ایک جج ہائیکورٹ کے حکم کی نارضی سے اجلاس کامل مین اپیل ہو سکتا ہے محض ضمنی آرائے ہین۔ آرائے مذکورہ سے صریح طور پر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اونکا منشاء ایک فیصلہ برامر مذکور کا تہا بلالحاظ اُس خاص مقدمہ کے واقعات کے جسمین وہ ظاہر کیگئی تہین کیونکہ حکام ممدوح کی آرائے مذکورہ کی وجہ مین نہ صرف نوعیت حکم زیر اپیل کا حوالہ دیا گیا ہے یعنے یہ کہ آیا وہ دفعہ ۲۴۴ کی ذیل مین آتا ہے یا دفعہ ۵۸۸ کی بلکہ اُس جج کی حیثیت کا بہی جسنے حکم صادر کیا ہو اور اس عدالت کا جسکے روبرو اپیل بنارضی حکم مذکور کیا گیا تہا۔ اسمین شبہ نہین کہ آرائے مذکور مختصر ہین لیکن وہ امر جو شامل ہے بلاشبہ طور پر ایک صریح اور سادہ امر ہے۔ بلکہ وہ ایک ہی وجہ جو آخری حصہ آرائے مذکور مین واسطے قرار دینے اس امر کے ظاہر کیگئی ہے کہ دفعہ ۵۸۸ متعلق نہین ہوتی دراصل ایسی اہم وجہ ہے جو رائے مذکور کی تائید مین پیش ہو سکتی ہے اور وجہ مذکور جیسا کہ مین معلوم کرتا ہون یہ ہے کہ تجویز مجموعہ مذکور دربارہ اپیلہاے کے یہ ہے کہ وہ ایک عدالت کے حکم کی نارضی سے دوسری عدالت مین ہو سکتے ہین۔ اسلئے دفعہ ۵۸۸ جسکی تعبیر بلحاظ اس عام تجویز کے کیجانی چاہیئے اُس صورت سے کوئی علاقہ نہین رکہتی جہانکہ اپیل ایک جج عدالت کے حکم کی نارضی سے اجلاس کامل مین کیا جا سکتا ہو

(۱) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۹ صفحہ ۴۴۷۔ (۲) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۲۰ صفحہ ۱۵۲۔

(۳) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۴۸۲۔

سنہ ۹۷ء

لیکن خواہ رائے زیربحث جوڈیشل کمیٹی کی ایک ضمنی رائے ہے تاہم اسکی توضیح کیجاسکتی ہے یا اُس فیصلہ کا جواب جو عدالت ہذا پر قابل پابندی ہے موجودہ واقعات کے لحاظ سے جہانتک کہ عدالت ہذا کا تعلق ہے کافی طور پر صرف اجلاس کامل کے فیصلہ سے دیاجاسکتا ہے۔ ایسے فیصلہ کی عدم موجودگی مین جیسا کہ قبل ازین بیان کیا گیا ہے مجھے یہ قرار دینا چاہئے کہ مجہپر فیصلجات عدالت ہذا محولہ بالا قابل پابندی ہین۔

اسوجہ پر مین اپیل ہذا کے معہ خرچہ خارج کرنے مین اتفاق کرتا ہون۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر آرتھر جے ایچ کالنس صاحب چیف جسٹس و شفرڈ صاحب جسٹس

رامالنگا چٹی (مدعی) اپیلانٹ **بنام** رگوناتھا راؤ وغیرہ (مدعاعلیہم) رسپانڈنٹان *

۱۹ و ۲۰ و ۲۹ جولائی سنہ ۹۷ء

مجموعہ ضابطہ دیوانی۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۱۲۔ نالش زرنقد۔ درخواست منجانب مدعاعلیہ واسطے حساب کتاب اُس کاروبار کے جو مدعی کے ساتھہ تھا۔ مدعاعلیہ کا حق واسطے ارجاع نالش حساب کتاب جداگانہ کے۔

ایک نالش زرنقد مین مدعاعلیہ نے تسلیم کیا کہ اُسکے اور مدعی کے مابین زرنقد کا حساب کتاب جاری ہے لیکن اُسنے یہ بیان کیا تھا کہ حساب کتاب کے لینے سے معلوم ہوگا کہ مدعی اوسکا مقروض ہے۔ عدالت نے مدعی کی نالش کو خارج کیا لیکن اسنے مدعی کے مقابلہ مین حساب کتاب کے لئے جانیسے انکار کیا۔

تجویز ہوئی کہ مدعاعلیہ مستحق نتہا کہ اس نالش مین حساب کتاب کراتا اور مجموعہ ضابطہ دیوانی کی دفعہ ۱۲ کے رو سے وہ ایک نالش حساب کتاب کی دوران نالش مدعی مین رجوع کرنیسے ممتنع نتہا۔

یادداشت عذرات مدخلہ مدعاعلیہ نمبر ۱ زیر دفعہ ۵۶۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی بمقدمہ اپیل نمبر ۲۰ سنہ ۹۶ء جو مدعی نے بنا راضی ڈگری وی سرنیواسا چیریر سب آرڈینیٹ جج کمباکونم بمقدمہ ابتدائی نمبر ۳ سنہ ۹۴ء کے رجوع کیا تہا۔

مدعی نے یہ بیان کیا کہ مدعاعلیہ نمبر ۱ بشمولیت دیگر مدعاعلیہم کے جو اوسکے متوفی بہائی کے پسران تھے ایک خاندان غیر منقسمہ اہل ہنود بناتے تہے اور کہ مدعی نے مدعاعلیہ نمبر ۱ اور اوس کے بہائی کی استدعا پر

---

* یادداشت عذرات بمقدمہ اپیل نمبر ۲۰ سنہ ۹۶ء۔

سامارتکا چیتی
بنام
راونا تبا پلے

بہت سی رقوم نقد واسطے قایم رکہنے خیرات نام سے خاندان کے اور دیگر اغراض خاندانی کے معاکی نہیں
اور کہ اونہون نے بہی وقتاً فوقتاً اوس کو بعض رقوم ادا کی ہین اور کہ مطابق حساب وکتاب مدعی کے خاندان
کیطرف سے اوس کے حق مین ۱۴ اکتوبر سنہ ۱۸۹۲ء کو مبلغ معہ ۱۸۶ روپیہ واجب الادا تہے اور اوس نے
اب نالش حال واسطے دلا پانے رقم مذکور کے معہ سود دائیر کی ہے۔ جو منید عرض دعوے کا آخری فقرہ حسب ذیل
تہا:-

مدعی یہہ استدعا کرتا ہے کہ گو کاروبار زائید از عرصہ تین سال قبل رجاع نالش کے شروع ہوا تہا
تاہم نالش زائد المیعاد نہین ہے کیونکہ حساب وکتاب جانبینی اور جاری ہے اور نیز اس وجہ سے کہ مدعی
نے مدعا علیہم سے قبل رجاع نالش ہذا کے عرصہ تین سال کے اندر اوس حساب مین رقوم وصول کی ہین
جو زائید از عرصہ تین سال سے شروع ہے۔

مدعا علیہ نمبر ا نے اپنے جواب دعوے تحریری مین منجملہ دیگر عذرات کے یہہ بیان کیا ہے کہ مدعا علیہ نمبر
ا یہہ بہی استدعا کرتا ہے کہ کوئی شے اوس کی طرف سے بحق مدعی کے واجب الادا نہین بلکہ برخلاف
ازین بہت سی رقم زائید از صہ ... کے بحق مدعا علیہ نمبر ا کے مدعی کیطرف سے واجب الادا ہے جس کا
دعوے مدعا علیہ نمبر ا مدعی پر ایک جداگانہ نالش مین کریگا۔

سبارڈینیٹ جج نے یہہ قرار دیا کہ کوئی رقم بحق مدعی کے واجب الادا نہین ہے اور اوس نے نالش کو خارج کیا
اور فریقین کے مابین اس غرض سے حساب وکتاب کرنے سے انکار کیا کہ کونسی رقم منجانب مدعی کے بحق مدعا علیہ
نمبر ا واجب الادا ہے مدعا علیہ نمبر ا کا منشا تہا کہ حساب وکتاب کیا جاوے اور اس غرض کے واسطے اوس نے
ایک درخواست ترمیم جواب دعوے تحریری گذرانی۔

مدعی نے اس ڈگری شعر ڈسمی نالش کی نارلمی سے اپیل کیا اور مدعا علیہ نمبر ا نے ایک یادداشت
عذرات زیر دفعہ ۵۶۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی اس غرض سے داخل کی کہ حساب وکتاب لیا جاوے اور ایک
ڈگری رقم واجب الادا کی عطا کیجاوے۔

مسٹر مارٹن وراماراؤ وسواسامی آیار وما ناؤ چاماد منجانب اپیلانٹ۔
ایکٹنگ ایڈوکیٹ جنرل دی آنریبل وی بہشیام ایگر ہو بہنیا ہی رام آیار و جیسو اجی منجانب مسانڈنٹ نمبر ا۔
کے عدالت نے ایک فیصلہ شعر ڈسمی اپیل صادر کر کے یادداشت عذرات پر حسب ذیل فیصلہ صادر کیا:-

نتیجہ:- صرف ایک ہی امر جسکی حجت بنا ئید یادداشت عذرات کے کیگئی ہے یہہ ہے کہ سبارڈینیٹ جج نے

۱۸۹۷ء
انگا چٹی
بنام
... گونا تہہ راؤ

حساب وکتاب کے اس غرض سے لئے جانے کی ہدایت نہ کرنے مین غلطی کی ہے کہ رقم واجب الادا بحق مدعا علیہ
علے معلوم ہوجائے اور اوس کی ڈگری اوس کے حق مین صادر کیجائے - حجت یہہ کیگئی تہی کہ مدعی کی نالش درصل
ایک نالش حساب وکتاب تہی اور کہ مدعا علیہ ایسی نالش مین حساب وکتاب کے استفادہ کا مستحق تہا اگر وہ اوس کے
حق مین معلوم ہوتا اور اس رائے کی تائید مین یہہ عذر کیا گیا تہا کہ مدعا علیہ علے بروئے احکام دفعہ ۱۲ مجموعہ
ضابطہ دیوانی کے ایک نالش بخلاف مدعی خود رجوع کرنے سے ممتنع تہا - ہماری رائے مین ان حجت ہائے کا
جواب صریح ہے اگر یہ درست ہے کہ نالش ایک نالش حساب وکتاب لفظ مذکور کے مناسب معنون مین تہی تو مطابق
فیصلہ مقدمہ ہرناتہ رائے بنام کرشنا کمار بخشی (۱) کے یہہ نتیجہ نکلتا ہے جس فیصلہ مین طریق عمل انگلستان کا
ذکر کیا گیا ہے کہ مدعا علیہ علے اس غرض سے حساب وکتاب لینے کا مستحق تہا کہ اوس رقم کی ڈگری حاصل کرے
جو اوس کے حق مین واجب الادا معلوم ہو - لیکن بلحوظی عرضیدعوے نالش حال کے ہماری صریح طور پر یہہ رائے
ہے کہ نالش کی وہ نوعیت نہین ہے - عرضیدعوے مین اس امر کا کوئی ذکر نہین کیا گیا کہ مدعا علیہ علے پر
لازم تہا کہ مدعی کو حساب وکتاب دے - کوئی بیان حساب وکتاب بالمقابل کا نہین کیا گیا یعنی ایسے حساب و
کتاب کا جس مین ادائیگی اور وصولی ایک فریق کیطرف سے اور ایسا ہی دوسرے فریق کیطرف سے ظاہر ہوتی
ہو (فلپس بنام فلپس (۲) ملاحظہ طلب) اور نیز کوئی استدعا حساب وکتاب کی نہین کیگئی - یہہ سچ ہے کہ مدعا علیہ
علے مجاز تہا کہ ایک نالش حساب وکتاب بخلاف مدعی کے دائر کرتا لیکن اس امر سے نالش کی نوعیت مین فرق
نہین آسکتا جو واقعی طور پر مدعی نے رجوع کی ہے اور نہ اوس کے رو سے مدعی ایک نالش حساب وکتاب کے
رجوع کرنیکا مستحق ہو سکتا ہے اگر بصورت دیگر وہ ایسا کرنیکا مستحق نہ تہا - (پڈک بنام ٹینلے (۳)) بلحوظی نوعیت
عرضیدعوے اور سرشتہ فریقین کے ہماری رائے مین فیصلہ مقدمہ ہرناتہ رائے بنام کرشنا کمار بخشی (۱)
کوئی علاقہ مقدمہ حال کے ساتہ نہین رکہتا - ان آرائے سے عملی طور پر اوس حجت کا فیصلہ ہو جاتا ہے
جو دفعہ ۱۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی سے اخذ کیگئی ہے - احکام دفعہ مذکور مین کوئی ایسا امر موجود نہین ہے جسکے رو سے
مدعا علیہ علے ایک نالش حساب وکتاب کی بخلاف مدعی رجوع کرنیسے ممتنع ہو گو نالش حال ابہی دائر ہی ہو - ایک
نالش حساب وکتاب مین جو مدعا علیہ علے نے دائر کی ہوتی بلاشبہ طور پر معاملہ زیر تنقیح وہی ہوتا جو زیر تنقیح نالش
حال مین ہے - لیکن وہ دادرسی جسکا دعوے ایک نالش حساب وکتاب مین کیا جاتا اوس دادرسی سے مختلف ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۱۴۷ (۲) بیور رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۴۷۳ -
(۳) بیور رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۶۲۷ -

بنکا دعوے نالش حال مین کیا گیا ہے ان وجوہات کے رو سے ہماری یہہ رائے ہے کہ سبارڈینیٹ جج ترمیم
بوابدعوے تحریری کی اجازت نہ دینے مین درستی پر تہا اس لئے یادداشت عدالت ہی مع خرچہ خارج کیجاتی ہو -

بصیغہ اپیل دیوانی

باجلاس شفرڈ صاحب جسٹس و ڈیویس صاحب جسٹس

تمبر ۹۰ ۱۸۹۹ء ۲۵ اگست ۱۸۹۹ء

کلیانہ سندرام ایار وغیرہ (مدعا علیہم ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۹ و ۱۱ و ۱۹) اپیلانٹان

بنام

امسیا بائی صاحب وغیرہ (مدعی و مدعا علیہم ۱۳ لغایت ۱۸) رسپانڈنٹان

اوقاف مذہبی - قلعہ پگودا واقعہ تنجور - استحقاق اہتمام بعد وفات بڑی بیوہ مہاراجہ تنجور کے -

بعد وفات موقوعہ ۱۸۵۵ء مہاراجہ تنجور بلا اولاد نرینہ کے گورنمنٹ نے قلعہ پگودا کا اہتمام حاصل کر لیا جسکا وہ
موروثی امین تہا اوس کے بعد اوس کی بڑی بیوہ حضور کماکشی بائی صاحبہ نے یہ درخواست کی کہ وہ اوس کو بطور
اعلے رکن خاندان موجود الوقت کے عطا کیا جانا چاہئے گورنمنٹ نے ۱۸۶۳ء مین ایک حکم مین بیان مندرجہ کیا کہ
بمقتضی مصلحت یہ ہے کہ گورنمنٹ کا تعلق پگودا کے ساتہہ بند ہوجانا چاہئے چنانچہ وہ حضور بائی صاحبہ
کے حوالہ کئے جاتے ہین " پگودا اور اون کے اوقاف بتعمیل حکم مذکور کے حوالہ کئے گئے تہے اور وہ بڑی بیوہ کے
قبضہ مین اوس کی وفات موقوعہ ۱۸۹۲ء تک تہے اوس کی وفات پر گورنمنٹ نے یہہ حکم دیا کہ دیوستہان
کیٹی ٹامے کے سپرد کئے جانے چاہئین - اب بڑی بسماندہ بیوہ نے قبضہ کی مستحق ہونیکا دعوے کیا
اور استحقاق اہتمام بروے وراثت کا چنانچہ اوس نے ایک نالش دائر کی ہے -

تجویز ہوئی کہ گورنمنٹ کا منشاء ایک کامل انتقال کے کرنیکا ۱۸۶۳ء مین تہا بلا محفوظیت اوس استحقاق
بازگشتی کے جو واسطے تقرر جدید کے ہو اور کہ خواہ حضور کماکشی بائی صاحبہ نے جائداد امانت کو بطور جائداد
بیوہ کے حاصل کیا تہا یا بطور استری دہن کے بہرحال مدعیہ کامیابی کی مستحق ہے -

اپیل بناراضی ڈگری سی دینکوباچیر سبارڈینیٹ جج تنجور مقدمہ ابتدائی ۳ سنہ ۱۸۹۴ء -

مدعیہ نے بطور اعلے پس ماندہ بیوہ حضور سیواجی مہاراجہ صاحب آخری راجہ تنجور کے ایک نالش واسطے
دلاپانے قبضہ دیوستہانہاے قلعہ اور اون کے اوقاف کے دائر کی -

اپیل ۲۳۴ سنہ ۱۸۹۵ء

۱۸۹۷ء
تلیانہ سندرام ایار وغیرہ بنام احمبا بائی صاحبہ وغیرہ

سات پس ماندہ بیوگان متوفی راجہ مذکور بطور مدعا علیہم کے شامل کیگئی تہین اور سوال یہ اوٹہایا گیا تہا کہ آیا مدعیہ درصل بڑی بیوہ تہی اور اس حیثیت سے اعلے رکن خاندان تہی اس سوال کا جواب مدعیہ کے حق مین عدالت ماتحت مین دیا گیا تہا اور وہ بر طبق اپیل کے بہر اوٹہایا نہ گیا تہا مدعا علیہ ۱ سکرٹری آف سٹیٹ ہند تہا دیگر مدعا علیہم علی الترتیب اراکین کیٹی ہائے دیوستنام تنجور و کمبا کونم کے تہے ان کیٹی ہائے کے قبضہ مین علے الترتیب دیوستنام اور جایداد ہائے متنازعہ تہے جو بروئے کارروائیات بصیغہ ملکی گورنمنٹ مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۸۹۲ء اون کے قبضہ مین آئے تہے۔

راجہ متوفی ۲۷ اکتوبر ۱۸۵۵ء کو فوت ہوا تہا اور گورنمنٹ مدراس نے بذریعہ ایک فعل ریاست کے اوس کی ریاست اور ذاتی جایداد کا قبضہ حاصل کر لیا تہا۔ اسکے بعد بروئے کارروائیات مدراس گورنمنٹ مورخہ ۲۱ اگست ۱۸۶۲ء کے جایداد اوس کی بڑی بیوہ حضور کماکشی بائی صاحبہ کو دیگئی تہی۔ کارروائیات مذکورہ مین ہدایات ذیل درج تہین۔

"اسلئے جایداد بڑی بیوہ کے حوالہ کیجائے گی جسکو اہتمام اور اختیار جایداد مذکور پر حاصل ہوگا اور اوس کا فرض ہوگا کہ جایداد متنازعہ کے تقسیم کردہ تصرف منجانب دیگر بیوگان کی نسبت مناسب ہدایت کرے جو اوسکی شرکا ہین۔ آخری پس ماندہ بیوہ کی وفات پر متوفی راجہ کی دختر اور اوس کی عدم موجودگی مین ورثائے قریب تر متوفی راجہ کی جایداد کے وارث ہون گے۔"

اس کے بعد حضور کماکشی بائی صاحبہ نے ۱۸۶۲ء مین گورنمنٹ کو مصرفات زیر بحث کی نسبت خط لکہا جسکے متعلق اوس کے میموریل مورخہ ۴ دسمبر ۱۸۶۲ء مین فقرات ذیل درج تہے:۔

"بالآخر سائلہ استدعا کرتی ہے کہ دیوا ہائے اور خیراتی علاجات جو وقتاً فوقتاً اوس کے خاندان کے اراکین نے قائم کئے ہین اب اوس کے حوالہ کئے جا سکتے ہین کیونکہ وہ اعلے رکن خاندان موجود الوقت ہے اور سائلہ مستدعی ہے کہ کوئی عذر بباعث اوس کے اناث ہونے کے نہین کیا جا سکتا کیونکہ رانیوں کی تسلیم کردہ قسم جملہ خیرات شاہی زمینداری کی ہے اور وہ صدر عدالت سے ایسی ہی قرار دیگئی ہے اور نیز ایسی امانت ہائے عورتون کے قبضہ مین آنے کے متعلق سندات کئی ہے۔ گورنمنٹ نے تہوڑے عرصہ سے یہ وعدہ کیا ہے وہ کوئی تعلق اہل ہنود کے اوقاف سے نہ رکہیگی سائلہ کو اطلاع دیگئی ہے کہ اغراض مذکور کے بل ہائے مجلس لیجسلیٹو کونسل اور سپریم کونسل کلکتہ مین اس مین شبہ نہین کہ سائلہ کو بہتر سند پر اطلاع

سنہ ۱۸۹۶ء
کلکٹر سنہ ۳ م
پٹا وغیرہ
بنام
امبا بائی صاحبہ
وغیرہ

ارکین نزدیکی متوفی راجہ کے موجود تہا اور بباعث اوس وقت کے جو ایک خاص شخص کے بیچ میں نہانے مین پیش آئی تہی مگر اب حضور کماکشی بائی صاحبہ بطور اعلے رکن خاندان کے تسلیم کیگئی ہے اور کل ذاتی جایداد متوفی راجہ کی اوس کے سپرد کیگئی ہے اس لیے میری رائے مین گورنمنٹ اوس کی استدعا کو منظور کریگی جہانتک کہ اوس کا تعلق اہتمام گوداما ئے کے ساتھہ ہے۔

در نسبت چترام ہاے کے مین ادب سے بیان کرتا ہون کہ مین سائل کی استدعا کی تائید نہین کر سکتا اگر میرے پاس اس امر کی کوئی سند موجود ہوتی کہ حضور کماکشی بائی صاحبہ ان کا مناسب اہتمام کریگی تو مین نہایت خوشی سے سفارش کرتا کہ وہ اوس کے حوالہ کئے جائین لیکن افسوس کی بات ہے کہ یہ امر ایسا نہین ہے بائی صاحبہ موصوف بباعث مونث ہونیکے اور اوس کی حیثیت کے اپنے کاروبار ذاتی اختیارات عمل مین لانیکے ناقابل ہے اور مین مجبوراً بیان کرتا ہون کہ اوس گفتگو کے دوران مین جو مین نے گذشتہ چند ماہ مین اون ملازمان کے ساتھہ کی ہے جنکو کہ اوس نے مقرر کیا ہے مجھے اون کی ناقابلیت بہتر معلوم نہین ہوئی اور مجھے یہہ معلوم ہوا ہے کہ وہ جایداد چترام کو خود اپنے فایدہ مین استعمال کرین گے۔ مجھے امید ہے کہ میری یہ رائے غلط طور پر نہ سمجھی جائیگی مین خود سائل کی نیک نیتی کی نسبت شک نہین کرتا لیکن مین اوس کے رشتہ داران کی نسبت یہہ نہین کہہ سکتا کہ چترام ہاے مذکورہ کے قبضہ مین جیسا کہ گورنمنٹ کو معلوم ہے بہت سے اوقاف مین جن کی سالانہ آمدنی ڈیڑھ لاکھہ روپیہ سالانہ سے زیادہ ہے اور چونکہ اوس طریق پر جو گورنمنٹ نے اپنی کارروائیات ۵ اردسمبر ۱۸۶۳ء نمبر ۱۲۳۲ مین تسلیم کیا ہے جس کی رو سے اوقاف مذکور کا انتظام زیر احکام ریگولیشن ۷ سنہ ۱۸۱۷ء کے کلکٹر کو سپرد کیا گیا ہے گذشتہ پانچ سال کے عرصہ مین نہایت عمدہ طور پر عمل کیا جاتا رہا ہے اور اہتمام قابل اطمینان رہا ہے اس لئے مین نہایت ادب سے ضلع تنجور کے واسطے اور اون جملہ اشخاص کے فایدہ کے واسطے جو چترام ہاے مذکور مین حق رکہتے ہین یہ التجا کرتا ہون کہ وہ سائلہ کے حوالہ نہ کئے جانے چاہئیین۔

ان دستاویزات اور بعض دیگر دستاویزات پر گورنمنٹ نے ۱۹ ارمارچ سنہ ۱۸۶۳ء کو ایک حکم صادر کیا جو اوس حد تک جہانتک کے اوسکا تعلق معاملہ حال کے ساتھہ ہے حسب ذیل الفاظ مین ہے:۔ نواب گورنر

کلیانہ سندرم ایار
بنام
امبیا بائی صاحبہ

باجلاس کونسل قایم مقام گورنمنٹ ایجنٹ کی اس رائے سے اتفاق کرتا ہے کہ یہ امر قرین مصلحت نہین ہے
کہ چترام ہائے ملوکہ متوفی راجہ کا اہتمام کلکٹر سے لے لیا جائے یہ امر قرین انصاف ہے کہ گورنمنٹ کا تعلق
پگودا ہائے کے ساتھ نہ رہنا چاہیے چنانچہ وہ ہر ہائینس کماکشی بائی صاحبہ کے حوالہ کیے جائیں گے۔
اس حکم کی تعمیل مین دیو ستانم ہائے مذکور ہر ہائینس کماکشی بائی کے سپرد کیے گئے تھے اور اوس نے
اون کا قبضہ اپنی وفات مطلوعہ ماہ جنوری سنہ ۱۸۹۲ء تک اپنے پاس رکھا تھا مدعیہ حال نے اب یہ دعوی
کیا ہے کہ تاریخ سوخر الذکر سے وہ اون کے قبضہ اور اہتمام کی مستحق بطور وارثہ متوفی رانی کے ہوگئی تھی -
بعد حوالہ دینے واقعات مذکور اور بیان کرنے اس امر کے کہ امانت بہت عرصے سے متوفی راجہ کے خاندان
مین موروثی چلی آئی ہے عرضیدعوے مین بیان کیا گیا تھا کہ:-
لیکن گورنمنٹ نے بذریعہ اپنے حکم مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۸۹۲ء نمبر ۵۳۰ کے جو صیغہ ملکی مین صادر کیا گیا ہے
مدعیہ کو یہ اطلاع دی ہے کہ اون کا اہتمام مقامی کمیٹی ہائے مندر کے نام منتقل کیا گیا ہے اور کہ اس حکم کے
پہنچنے پر کلکٹر اور گورنمنٹ ایجنٹ تنجور نے ماہ اکتوبر مین ناجائز طور پر دیو ستانم ہائے مذکور اور اوس کے کل خزانہ
کا قبضہ حاصل کر لیا جس مین زر نقد اور جواہرات اور دیگر مالیتی اشیاء تہین علاوہ بران اونہون نے لنگا راجہ
پنت کے ساتھ انتظام کر لیا جو ہر ہائینس کماکشی بائی نے دیو ستانم کا ایجنٹ مقرر کیا ہوا تہا اور جو اوس کی وفات
کے بعد واقعی مہتمم تہا تاکہ وہ اوس کا اہتمام تابع احکام کلکٹر کے رکہے اور بالآخر اوس نے کل جائیداد ہائے کمیٹی
مندر علاقہ تنجور کے حوالہ کر دین جنہون نے کمباکونم سرکل کی کمیٹی کی درخواست پر اون پگودا ہائے کو جو اون کے
سرکل کے اندر تہین معہ اون کے اوقاف کے اون کے نام منتقل کر دین۔ اسطرح پر وہ پگودا ہائے اوقاف جنکا
ذکر فہرست الف مین کیا گیا ہے اور نیز جائیداد ہائے مذکورہ فہرست ج جو جملہ پگودا ہائے کے حق مین وقف
کیگئی ہین بشمولیت اون کے جنکا ذکر فہرست الف ب مین کیا گیا ہے اور دون جائیداد ہائے عدالت ہذا کے حدود
اختیار کے اندر ہین علاقہ تنجور کی کمیٹی مندر کے قبضہ مین رہی تہین جسکے قائم مقامان مدعا علیہم نمبر ۲ لغایت
نمبر ۵ ہین۔ اور وہ پگودا ہائے اور اون کے اوقاف جنکا ذکر فہرست ب مین کیا گیا ہے کمباکونم کی عدالت
سب آرڈینیٹ جج کے حدود اختیار کے اندر ہین اور وہ کمباکونم کی کمیٹی کے نام منتقل ہوئے ہین جسکے قائم مقامان
مدعا علیہم نمبر ۶ لغایت نمبر ۱۲ ہین نیز مدعیہ استدعا کرتی ہے کہ گورنمنٹ کو کسی قسم کا کوئی حق بدبارہ ضبط

کرنے دیوستانم ہائے مذکور کے حاصل نہ تہایا دوبارہ منتقل کرنے اون کے اہتمام اور قبضہ کے مستحق کیٹیٔ مندر
ہائے حلقہ تنجور یا کمبا کونم کے اور کیٹی ہائے مذکور کو جو بروے ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۳ء کے مقرر کیگئی ہین کوئی
اختیار زیر احکام دفعہ مذکور دیوستانم ہائے مذاپر حاصل نہین ہے اور کہ دعوے اون کی طرف سے دوبارہ قبضہ
اور اہتمام یا استعمال اختیار بر دیوستانم ہائے مذکور کے بروے احکام ایکٹ مذکور کے بہت عرصہ سے زائدالمیعاد
ہوگیا ہے اور کہ مدعیہ نے نالش کا نوٹس سکرٹری آف سٹیٹ سہند باجلاس کونسل کو ۲۷ اپریل سنہ ۱۸۹۳ء
کو دیا تہا اور نیز اوس نے نوٹس ہائے کی تعمیل کیٹی ہائے مندر پر ہی کی تہی جن مین جایداد ہائے کے قبضہ
اور اون کے اہتمام کا مطالبہ کیا گیا تہا لیکن اون کا کچھہ اثر نہ ہوا تہا۔

وہ تحریری جواب دعوے جو سکرٹری آف سٹیٹ سہند کیطرف سے داخل کیا گیا تہا بالفاظ ذیل تہا:۔

مدعا علیہ نمبر ا یہ بیان کرتا ہے کہ پگوڈا ہائے متنازعہ اور اون کے اوقاف راجہ تنجور کی ذاتی جایداد نہ تہے اور کہ
بروے صلحنامہ ۲۵ اکتوبر سنہ ۱۷۹۹ء کے جسکے رو سے صوبہ مذکور ترک کیا گیا تہا کوئی حکم دربارہ اس امر کے
نہ کیا تہا کہ راجہ اون کے باکسی اور پگوڈا یا اون کے اوقاف کے کسی حصہ کا اہتمام اپنے پاس رکہیگا مگر بعدمین
گورنمنٹ نے بروے اپنے حکم مورخہ ۵ جولائی سنہ ۱۸۰۰ء کے راجہ کو اختیار دیا تہا کہ پگوڈا ہائے واقع قلعہ تنجور پر
اپنے اختیار اور نگرانی کا استعمال کرے جن کی تعداد ۵۹ کے قریب تہی اور اوس کو یہ ہدایت کیگئی تہی کہ اون
اوقاف کی رقوم کلکٹر سے ریذیڈنٹ کے حوالہ از طرف راجہ کیجائے اور نیز اوس نے اس امر مین یہ ضمانت کی
دی تہی کہ ایک عہدہ دار اس امر کے معلوم کرنیکے واسطے مقرر کیا جاوے کہ دیگر ۳۴ پگوڈا ہائے کی مالگذاری
کس طرح صرف کیجاتی ہے مگر عہدہ دار مذکور کو کوئی اختیار اوس کے خرچ کرنے کی نسبت عطا نہ کیا گیا تہا بباعث
حکم مذکور کے اور گورنمنٹ کی منظوری سے مندر ہائے متنازعہ کا اہتمام راجہ کی تفویض مین دیا گیا تہا اور وہ
تابع اون شرائط کے تہا جو کہ مذکور مین درج تہین نیز جب جایداد ہائے مذکور کا قبضہ گورنمنٹ نے ہز ہائینس
سیواجی کی وفات پر حاصل کیا تہا مع اوس کے بقیہ جایداد ہائے کے تو گورنمنٹ نے خود اپنے عہدہ داران
اون کے اہتمام کیواسطے مقرر کئے تہے کیونکہ اوس وقت کوئی موجودہ وسائل نگرانی کے موجود تہے
اور ایکٹ اوقاف نمبر ۲۰ سنہ ۱۸۶۳ء صادر نہ کیا گیا تہا اور وہ ایسا کرنے کے کامل طور پر مجاز تہے۔

سنہ ۱۸۹۰ء
تھلیا ناسندلمبار
بنام
امیا بائی

اور وہ عہدہ داران جو اسطرح پر مقرر کئے گئے تہے جائداد کا اہتمام قریباً ۱۹ مارچ سنہ ۱۸۶۳ء تک کرتے رہے تہے جبکہ ہر ہائینس کماکشی بائی صاحبہ نے اُنکا اہتمام اپنے ذمہ لیا تہا۔ اور کہ اسکے اہتمام حاصل کرنے پر جائداد ہائے مذکور کا قبضہ اُنکو دیا گیا تہا لیکن وہ غیر مشروط تہا جیسا کہ عرضیدعوی مین بیان کیا گیا تہا اور کہ وہ جائداد ہائے مذکور کا اہتمام اپنی وفات تک بروئے استحقاق کے نکرتی تہی اور نہ بعہدہ سے کہ وہ اعلی رانی تہی اور راجہ کی ذاتی جائداد ہائے کی وارثہ ہونیکی مستحق تہی بلکہ بطور ایسے شخص کے جسکو گورنمنٹ نے اُنکے اہتمام کے واسطے مقرر کیا تہا۔ اور کہ اسکی وفات کے بعد گورنمنٹ نے باستعمال اپنے حقوق اہتمام جائداد ہائے مذکور کے اور اختیار تقرر امناء یا مہتممان سپرنٹنڈنٹان کے جو حق انہون نے ہمیشہ محفوظ رکہا تہا اُنکا انتقال کمیٹی ہائے مندر مقرر کردہ زیر ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۳ء کے نام کردیا۔ مدعا علیہ مذکور یہ عذر کرتا ہے کہ بذریعہ حکم دینے حوالگی اِن جائداد ہائے کے بحق ہر ہائینس کماکشی بائی صاحبہ کے گورنمنٹ نے اپنے آپکو اس حق سے محروم نکیا تہا کہ مزید اور دیگر انتظام جیسا کہ وہ مناسب سمجہے دربارہ اُنکے اہتمام اور نگرانی کے کرے اور کہ اُسکے رو سے گورنمنٹ نے کوئی حق راجہ کا یا ہر ہائینس کماکشی بائی صاحبہ کا یا کسی اعلی رانی تجویز کا اُنکے اہتمام کی نسبت تسلیم نکیا تہا اور کہ حکم مذکور بہرحال ایک عاملانہ حکم تہا اور وہ کسی وقت منسوخ یا ترمیم کیا جاسکتا تہا اور نیز وہ حکم جسکے رو سے جائداد ہائے مذکور کمیٹی ہائے مندر کے نام منتقل کیگئی تہین عین مطابق قانون اور گورنمنٹ کے حقوق کے اندر تہا جسنے اُنکو بذریعہ حکم مذکور کے ضبط نکیا تہا جیسا کہ مدعیہ نے بیان کیا ہے اور کہ اعلی رانی کو منجملہ بیوگان متوفی راجہ کے اور اوسی حیثیت سے مدعی کو کوئی حق اُنکے اہتمام کا حاصل نہین ہے اور کہ کلکٹر کا فعل اونکا قبضہ حاصل کرنیکا ناجائز نتہا بلکہ بہ تعمیل حکم گورنمنٹ کے تہا اور کہ کمیٹی ہائے مندر مستوجب انتقال کے جو اونکے حق مین کیا گیا تہا جملہ حقوق عطا کردہ حاصل کئے تہے اور بانیر لازم تہا کہ اُن جملہ فرائض کی تعمیل کرین جو اُنپر بروئے ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۳ء کے عائد کئے گئے ہین اُس نے اس امر سے بہی انکار کیا ہے کہ کمیٹی ہائے مندر کا دعوی زائد المیعاد ہے جیسا کہ مدعیہ نے بیان کیا ہے مدعا علیہ ملا کے جواب دعوی تحریری مین ایک مزید سوال یہ بہی اوٹہایا گیا تہا کہ کماکشی بائی ...

سنہ ۱۸۹۷ء

کلیانا سندرام ایّر بنام امبیا بائی

بذریعہ حوالگی دیوستانم ہائے متنازعہ کے جو اُسکے حق مین کیگئی تھی نیز یہ کہ وہ مائے مذکور اوسا وقت کے اوقاف کی امین نہ ہوگئی تھی اور اسطور پر وہ بدنظمی کی ذمہ وار نہتی بلکہ وہ گورنمنٹ کی مرضی کے مطابق مہتمم تھی یا مگر یہ عذر قبل قایم کئے جانے تنقیحات کے مدعاعلیہ ۸ کی تحریک سے واپس کیا گیا تھا چنانچہ جوابدعوی تحریری کی ترمیم کیگئی تھی اور فقرہ ۱۰ جسمین یہ سوال درج تھا خارج کیا گیا تھا۔

دیوستانم کمیٹی کمباکونم سرکل (حلقہ) نے جوابدعوی سکرٹری آف سٹیٹ ہند کو اختیار کیا تھا اور ایسا ہی دیوستانم کمیٹی تنجور سرکل نے بھی کیا تھا مگر اُسنے یہ بھی ایزاد کیا تھا کہ استحقاق اہتمام جائداد ہائے متنازعہ کو وہ خاندان بیوگان متوفی راجہ کی ملکیت تہا جملہ پس ماندہ رانی ہائے کی تفویض مین آیا تھا اور مدعی کا دعوی جو مجرد وہی دیگر رانی ہائے کیا گیا ہے چل نہین سکتا۔ اور کہ مدعیہ اور دیگر رانی ہائے بروئے جوڈیشل فیصلہ کے امانت زیر بحث کے اہتمام کے ناقابل قرار دیجا چکی ہین اور نالش اسوجہ سے بہی قایم نہین رہ سکتی اور بالآخر یہ کہ جائداد ہائے متنازعہ کا قبضہ گورنمنٹ کیطرف سے حاصل کیا جانا اور اوسکا کمیٹی ہائے دیوستانم کے نام منتقل کیا جانا گو اُن وجوہات کے رو سے مطابق قانون نہین ہے جو مدعاعلیہ ۸ کے جوابدعوی مین بیان کیگئی ہین تاہم وہ ایک ایسا فعل ریاست ہے جسکے جو اُسکی نسبت تحقیقات کرنیکا کوئی اختیار عدالت کو حاصل نہین ہے۔

بہت سے دیگر عذرات بعض مدعاعلیہم کی طرف سے کئے گئے تھے بشمولیت اُنکے جنکا کہ حوالہ قبل ازین دیا جا چکا ہے جو دربارہ مدعیہ کی حیثیت رانی اعلی کی تھی اور بعض بدین مضمون تھے اگر استحقاق اہتمام مدعیہ کی تفویض مین آتا بھی تھا تو وہ اُسکی تفویض مین بشمولیت دیگر بیوگان کے آتا تھا۔ مگر یہ عذرات عدالت ماتحت مین نامنظور کئے گئے تھے اور بعد مین ترک کئے گئے تھے۔

سبارڈینٹ جج نے یہ قرار دیا کہ متوفی مہاراجہ موروثی امین مندر ہائے متنازعہ کا تھا اور گورنمنٹ نے اونکو غیر مشروط طور پر ہر ہائینس کماکشی بائی کے سپرد کیا تھا اور اسطرح پر گورنمنٹ اُنکی نسبت کل حقوق کے محروم ہوگئی تھی اور کہ بذریعہ ایسی حوالگی کے ہر ہائینس کماکشی بائی نے ایک قابل وراثت حق حاصل کیا تھا جو اوسکی وفات کے بعد مدعیہ کے نام بطور اعلی پس ماندہ بیوہ کے منتقل ہوا تھا چنانچہ گورنمنٹ نے اُسکی وفات کے بعد قبضہ حاصل کرنیمین خلاف قانون طور پر عمل کیا ہے اُسنے بعد مین ایک ڈگری بحق مدعیہ کے صادر کی۔

اراکین کمیٹی دیوستانم سرکلہائے تنجور و کمباکونم نے اپیل حال رجوع کیا۔

پتابھی رامایار منجانب اپیلانٹان۔

کلیانا سندلعل بنام امیا بائی

ایکٹنگ ایڈووکیٹ جنرل (آنریبل دی بہشیام اینگر) دیوانجی منجانب رسپانڈنٹ نمبر ۱ ۔

کے این آئیا منجانب رسپانڈنٹان نمبر ۲ و ۳ ۔

شفرڈ صاحب جسٹس :- اپیلانٹان و دیگر کمیٹی ہائے دیوستانم ہائے تنجور و کمباکونم کے ارکین ہین۔ رسپانڈنٹ نمبر ۱ علی رانی متوفی مہاراجہ تنجور کی ہے۔

نالش ہذا کا تعلق بعض دیوستانم ہائے اور اونکے اوقاف کے ساتھ ہے جو قلعہ یا محل کے دیوستانم کے نام سے موسوم ہین جنکی نسبت رسپانڈنٹ نمبر ۱ نے موروثی امین ہونیکا دعوی بروے وراثت شریک بیوہ ہرہائینس کماکشی بائی کے کیا ہے جو ۱۸۹۲ء مین فوت ہوگئی تہی معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے سوالات بروقت تجویز کے عدالت ماتحت مین اٹہائے گئے تہے۔ لیکن اپیل ہذا مین اپیلانٹ کے وکیل نے ان سوالات پر بحث نہین کی جو آخری سات تنقیحات مین شامل تہے اور اُسنے اپنے آپکو اُن عذرات تک محدود کیا تہا جنکا ذکر ذیل مین کیا گیا ہے۔

جو کوئی حق کہ متوفی کماکشی بائی نے حاصل کیا تہا وہی بلاشبہ طور پر اُسنے بہی حاصل کیا تہا بروئے حکم گورنمنٹ مورخہ ۱۹ مارچ ۱۸۶۳ء کے جسکے آخری الفاظ یہ ہین کہ مناسب یہ ہے کہ گورنمنٹ کا تعلق بگوداہائے مذکور کے ساتھ نرہے چنانچہ وہ ہرہائینس کماکشی بائی صاحب کے حوالہ کئے جاینگے۔ اسیقدر کوشش بغرض اظہار اس امر کے کیگئی تہی کہ متوفی مہاراجہ جو ۱۸۵۵ء مین فوت ہوا تہا اور جسکی جائیداد اوسکی وفات پر گورنمنٹ نے باستعمال اختیارات شاہی کے ضبط کرلی تہی (ملاحظہ ہو سکرٹری آف سٹیٹ ہند باجلاس کونسل بنام کماچی بائی صاحبہ (۱)) بگوداہائے مذکور کا امین نہتا بلکہ اُسکو اُنپر صرف ملکویا شاہی حق نگرانی حاصل تہا۔ میری رائے مین اس امر کی نسبت کافی کارروائی سبارڈینٹ جج نے اپنے فیصلہ کے فقرہ ۱۸ مین اور فقرہ ذیل مین کی ہے۔ ایک صریح تمیز دستاویزات پیش کردہ مین بابین عام اور قلعہ کے مندرہائے کے کیگئی ہے مندرہائے موخرالذکر کا بیان کمشنر فلپس صاحب نے اپنی چٹہی مورخہ ۱۳ جون ۱۸۵۷ء مین بطور یہ مقبوضجات راجہ کے کیا ہے جسکا اہتمام ہمیشہ عہدہ داران سرکار کے پاس تاوقت قطعی بندوبست کاروبار کے تنجور کے رہنا چاہئے۔ میری رائے مین سبارڈینٹ جج صریح طور پر اس امر کے قرار دینے مین راستی پر ہے کہ متوفی راجہ بگوداہائے مذکور کا امین تہا۔

پس اس صورت مین سوال صرف یہ ہے کہ گورنمنٹ کی نیت مذکورہ بالا حکم ۱۹ مارچ ۱۸۶۳ء کے صادر کرنے مین کیا تہی اُن واقعات پر غور کرنا ضروری ہے جنکے باعث حکم مذکور صادر کیا گیا تہا

(۱) مورز انڈین اپیل جلد ۷ صفحہ ۴۷۶۔

لیانا سندرام ایار بنام امیا بائی

مسٹر فلپس کی چٹھی مذکور پر گورنمنٹ نے ایڈووکیٹ جنرل کی رائے دربارہ اُس طریق کے حاصل کی تھی جسکو وہ حقوق قانونی طور پر گوداناے مذکور اور اونکی مالگذاری کے متعلق اختیار کرسکتی تھی اور ۲۱ جولائی سنہ ۱۸۵۵ء کو ایک حکم صادر کیا گیا تھا جسکے آخری الفاظ حسب ذیل تھے " ان واقعات کی موجودگی مین نواب گورنر باجلاس کونسل مستدعی ہے کہ کمشنر کو چاہیے کہ فوراً گوداناے مذکور کا فیصلہ جو ہے مذکورہ بالا پر کرے اور انکو اشخاص کے سپرد کرے اور اُسے چاہیے کہ ان انتظامات کی رپورٹ جو کئے جائیں قبل اُنکے عمل مین لانیکے گورنمنٹ کے پاس کرے گورنمنٹ کو یہ معلوم ہوا ہے کہ دیوستانم مذکور کا اہتمام کلاً یا جزواً سکھا رام صاحب کو بطور تنہا امین کے عطا کیا جانا چاہیے جو متوفی راجہ کا داماد ہے لیکن اس امر کے متعلق اسکو مسٹر فلپس کی رائے لینی چاہیے "

۱۲ اگست سنہ ۱۸۶۳ء کو ایک حکم گورنمنٹ نے بدیں مضمون صادر کیا تھا کہ ذاتی جائداد متوفی راجہ کی بڑی رانی کو عطا کیجانی چاہیے یعنی متوفی کما کشی بائی کو اُن شرائط پر جنکا انتخاب کیا گیا ہے (ملاحظہ ہو ججا یہ بابائی صاحب بنام کما کشی بائی صاحبہ (۱)) ان شرائط کی نوعیت ایسی تھی کہ بڑی رانی اور دیگر رانیاں اور راجہ کی دختر عملی طور پر ایسی حیثیت مین رکھی گئی تھین جو اونکو بروے دہرم شاستر کے حاصل ہوتی اگر کوئی اصلی جائداد عمل مین ذاتی۔ ۱۳ جنوری سنہ ۱۸۶۳ء کو ایجنٹ گورنمنٹ نے ایک میموریل بڑی رانی کی طرف سے مع اپنی رپورٹ کے ارسال کیا میموریل مذکور مین یہ فقرہ درج ہے " بالآخر سائلہ مستدعی ہے کہ گوداناے اور اوقاف مذہبی جو وقتاً فوقتاً اُسکے خاندان کے اراکین نے قائم کئے ہین اب اُسکے حوالہ بطور اعلی رکن خاندان موجود الوقت کے کئے جانے چاہئین۔ اُسنے استدعا کی ہے کہ کوئی عذر اُسکے مونث ہونے کی وجہ پر نہین ہوسکتا۔ کیونکہ رامند کی رانی مسلم رکن اعلی مع خیراتہاے زمینداری کے ہے اور وہ عدالت صدر سے ایسی ہی قرار دیگئی ہے " میموریل مذکور کے آخر مین یہ استدعا کیگئی ہے کہ سائلہ " مناسب شخص بحیثیت بڑی بیوہ اپنے متوفی شوہر کے اہتمام اوقاف خیراتی خاندان کے حاصل کرنیکے لئے ہے "

اپنی رپورٹ مین گورنمنٹ ایجنٹ نے گوداناے اور چتراماے کے بابین تمیز کی ہے نسبت گوداناے کے اُسنے تحریر کیا ہے کہ " مگر اب ساتھ ہر ہائینس کما کشی بائی صاحبہ بطور اعلی رکن خاندان کے تسلیم کیگئی ہے

(۱) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۴۲۸۔

سنہ ۹۵ء
بھیانا سند اماہا
بنام
اسمیا بائی

اور کل ذاتی جائیداد متوفی راجہ کی اسکے سپرد کیگئی ہے میں معلوم کرتا ہون کہ گورنمنٹ اسکی بابت ملکو تحویل کریگی جہانتک کہ اسکا تعلق نگوداما ئے کے ساتھہ ہو" انہی ذرائع سے ۱۹ مارچ سنہ ۱۲۶۳ھ کا حکم [illegible] ذیل مین صادر کیا گیا تہا۔ "مناسب ترین مصلحت یہہ ہے کہ گورنمنٹ کا تعلق نگوداما ئے کے ساتھہ ترک ہونا چاہئے چنانچہ وہ ہر ہائینس کمکشی بائی صاحبہ کے حوالہ کئے جائینگے"

اسم عذر جانب اپیلانٹان کے جو عدالت ماتحت مین کیا گیا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کی نیت یہہ تہی کہ بڑی رانی محض مہتمم ہو جو سرکار کی مرضی پر موقوف کیجا سکتی ہے نہ یہ کہ اسکی قبضہ مین کوئی جائیداد دیجائے اس عذر پر ہمارے روبرو بروقت سماعت اپیل ہذا کے زور دیا گیا تہا لیکن حجت یہہ کیگئی تہی کہ اگر بڑی رانی نے کوئی جائداد حاصل کی تہی تو وہ صرف جائیداد حین حیاتی تہی اور ہماری توجہ ان شرائط انتقال ذاتی جائیداد راجہ کیطرف راغب کیگئی تہی جو مناسب طور پر ۱۲ اگست سنہ ۱۲۶۲ھ کے حکم مین ظاہر کیگئی ہین۔

خواہ گورنمنٹ کی نیت دربارہ انتقال جائیداد مذکور بعد از وفات کمکشی بائی صاحبہ کے کچھہ ہی تہی تاہم یہ امر میری رائے مین صریح ہے کہ اسکا منشا مالک کامل انتقال کرنیکا بلا مشروطیت کسی استحقاق بازگشتی دربارہ تصرف جدید کے تہا۔ شہادت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اوسوقت گورنمنٹ یہ چاہتی تہی کہ اپنے آپ کو اور اپنے عہدہ داران کو اوقاف مذہبی کے اہتمام سے سبکدوش کرے حکم گورنمنٹ کے صادر ہونے سے صرف نو یوم پہلے ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۲۶۳ھ گورنر جنرل کی منظوری حاصل کی تہی۔ بروئے ایکٹ مذکور کے ایک تمیز مابین ان مندروں کے جنکے امناء گورنمنٹ کی طرف سے مقرر کئے گئے تہے اور ان مندروں کے کیگئی تہی جنکا اہتمام موروثی امناء سے کیا جاتا ہو۔ گورنمنٹ مجاز تہی کہ نگوداما ئے قسم کی نسبت اس طرحپر کارروائی کرتی جسطرح کہ وہ مناسب سمجہتی۔ اسنے نگوداما ئے مذکور کو ایسا سمجہا تہا کہ وہ موخر الذکر جماعت سے علاقہ رکہتی ہین اور انکی نسبت اسنے مطابق احکام دفعہ ۳ ایکٹ مذکور کے کاروائی کی تہی کسی امر سے یہ ظاہر نہین ہوتا کہ انکے ایسا مقصور کرنیکا ریزولیوشن کسی طرحپر مشروط قرار دیا گیا تہا یا کہ یہ ایک غیر منفصل سوال چہوڑا گیا تہا کہ آیا کسی آئندہ وقت مین نگوداما ئے کی نسبت کسی اور طرحپر کاروائی کیجانی چاہئے۔

یہ سوال ابتک باقی ہے کہ اس جائیداد کی اصلی نوعیت کیا تہی جو بڑی رانی حاصل کرنا چاہتی تہی فرض یہ کیا جانا چاہئے کہ جائیداد مذکور کی نوعیت رانی کے قبضہ مین بطور جائیداد محصلہ خود کے تہی۔ کیونکہ اسکے حقوق گورنمنٹ سے حاصل کئے گئے تہے اور اونکا کوئی تعلق وراثت بعد از وفات راجہ کو ساتھہ نتہا۔

سنہ ۱۸۹۷ء
کلیانا سندرام ایار
بنام
امبیا بائی

وہی رائے نسبت اُس ذاتی جائداد کے اختیار کیگئی تہی جو بروئے حکم مورخہ ۱۸ اگست سنہ ۱۸۶۲ء کے بحال کیگئی تہی (ملاحظہ ہو جیا امبا بائی صاحبہ بنام کماکشی بائی صاحبہ (۱)) اُس حکم مین جو تنگوداہائے کے ساتہہ علاقہ رکہتا تہا کوئی صریح شرائط موجود نہین ہین جیسی کہ پہلے حکم مین دربارہ انتقال و استقبال جائداد کے تہین - مگر میری رائے مین گورنمنٹ کی نیت میموریل کے الفاظ اور اُس رپورٹ سے معلوم کیجاسکتی ہی جسپر کہ حکم مذکور صادر کیا گیا تہا - میموریل مذکور مین بڑی رانی نے یہ استدعا کی ہے کہ تنگوداہائے کا قبضہ اسکو بحیثیت اعلی رکن خاندان موجودہ کے "عطا کیا جانا چاہئے - گورنمنٹ کے ایجنٹ نے اسکے دعوی کی تائید انہی وجوہات پر کی ہے اور اُس نے بیان کیا ہے کہ چونکہ وہ بطور اعلی رکن خاندان کے تسلیم کیگئی ہے اور راجہ کی جائداد اوسکو عطا کیگئی ہے اسلئے اسکی یہ رائے ہے کہ گورنمنٹ کو اوسکی استدعا تنگوداہائے کے متعلق منظور کرنی چاہئے گورنمنٹ نے اُسکی استدعا کو قبول کیا ہے جسکی کہ سفارش ایجنٹ مذکور نے کی تہی اور میری رائے مین مناسب طور سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ نیت یہ تہی کہ اوسکو اوس حیثیت سے اہتمام تنگوداہائے حاصل کرنا چاہئے جس حیثیت سے کہ اُسنے اسکی استدعا کی تہی یعنے بطور اعلی رکن خاندان موجود الوقت کے - یہ ظاہر نہین کیا جاسکتا کہ ماسوائے حیثیت بیوہ متوفی راجہ کے کسی اور حیثیت سے وہ بطور ایک ایسے شخص کے ممیز کیگئی تہی جسکے کہ حوالہ امانت کیجانی چاہئے تہی اور قیاس یہ کیا جانا چاہئے کہ گورنمنٹ نے عطیہ مذکور کرنے مین اُس خاندان کے ذاتی قانون کو ملحوظ رکہا تہا جس سے کہ بیگم علاقہ رکہتا تہا اور اوسکی نیت یہ تہی کہ ایک جائداد مطابق قانون مذکور کے پیدا کیجائے (ملاحظہ ہو محمد شمس الدین بنام شیو کرام (۲) کنہیا چا اما بنام کٹی ممی جابی (۳)) پس اس صورت مین نتیجہ میری رائے مین یہ ہے کہ نیت ایک جائداد بیوہ کے عطا کرنے کی تہی یعنے کماکشی بائی کو ایسی حیثیت عطا کرنیکی جو اسکو اُس صورت مین حاصل ہوتی اگر کوئی ضبطی بعد وفات اُسکے شوہر راجہ کے نکیجاتی -

ایڈووکیٹ جنرل نے مقدمہ پر دو طریق پر بحث کی ہے - اُسنے یہ حجت کی ہے کہ گورنمنٹ کی یا تو یہ نیت تہی کہ کماکشی بائی کو ایک بیوہ کی جائداد عطا کیجائے یا یہ کہ اُسے جائداد امانت بطور استری دہن کے دیجائے اُس نے عذر کیا ہے کہ کسی رائے کے مطابق مدعیہ کماکشی بائی کے لاولد فوت ہونے پر ایک شخص مستحق کامیابی نہین ہوسکتی اُن واقعات پر غور کرنے سے جنکے رو سے عطیہ مذکور کیا گیا تہا

(۱) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۴۲۴ (۲) لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۲ صفحہ ۷ -
(۳) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۶ صفحہ ۲۰۱ -

۱۸۹۶ء
کھیانا سندرالمہ
بنام
امیابائی

میری رائے مین صریح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کی نیت واسطے اختیار کرنے اول الذکر طریق کے تہی۔ اور اس رائے عطیہ مذکور کی مزید تائید اس قیاس سے ہوتی ہے جو اس رائے کی تائید مین پیدا ہوتا ہے کہ جب جائداد ابتدائی خاندان کے ایک رکن کو پھر عطا کیجائے تو اسکو وہی حیثیت حاصل ہوتی ہے جو اسی پہلے قابض کے پاس حاصل تہی۔ ان وجوہات پر میری یہ رائے ہے کہ سبارڈینٹ جج نے ایک درست نتیجہ اخذ کیا ہے اور مین اپیل ہذا کو مع خرچہ ریسپانڈنٹ ۱ بذمہ اپیلانٹان کے خارج کرتا ہون۔

ڈیویس صاحب جسٹس:- مین کلیۃً اتفاق کرتا ہون۔

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس سر آرتہر جے ایچ کالنس صاحب نائٹ چیف جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

۱۰ و ۱۷ دسمبر ۹۶

ملکہ معظمہ قیصر ہند **بنام** ورایاچٹی بتو

مجموعہ تعزیرات ہند ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء دفعات ۲۶۸ و ۲۸۳ - مداخلت بیجا شارع عام مین - مداخلت تکلیف عام - جو کوئی شخص ایک سڑک کے کسی حصہ کو اوپر عمارت تعمیر کر لیے استعمال مین لے آئے تو وہ عوام کے استحقاق حفظ معنہ مذکور کا غصب کرتا ہے اور ایک جرم قابل سزا زیر دفعہ ۲۹۰ مجموعہ تعزیرات ہند کا ارتکاب کرتا ہے اگرایسے جرم کا ارتکاب نہ بہی ہو جو زیر دفعہ ۲۸۳ قابل سزا ہے۔

اپیل منجانب گورنمنٹ زیر دفعہ ۴۱۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری بنا راضی فیصلہ بریت مصدرہ مجسٹریٹ درجہ دوم ننی لام بمقدمہ قلمندرہ ۲۲۵ سنہ ۱۸۹۶ء۔

ملزم پر یہ الزام لگایا گیا تہا کہ اُسنے جرم قابل سزا زیر دفعہ ۲۸۳ مجموعہ تعزیرات ہند کا ارتکاب شارع عام مین مزاحمت قائم کرنیکے باعث کیا ہے۔ ملزم ایک مالک مکان ننیلام یونین کے بازار مین تہا الزام یہ تہا کہ ۱۸۹۵ء کے شروع مین اُسنے ان تہڑ کو جو اُسکے مکان کے سامنے کیطرف تہے قریباً تین فٹ کے چوڑا کر دیا ہے اور اسطرح سڑک مین مداخلت بیجا کی ہے۔ اُسکے برخلاف ایک نوٹس زیر دفعہ ۹۸ لوکل بورڈ ایکٹ کے بدین ہدایت جاری کیا گیا تہا کہ مزاحمت ہائے مذکور کو اوٹہانے

* اپیل فوجداری ۴۲۲ سنہ ۱۸۹۶ء۔

۱۸۹۵
جلد قیصر سنہ
بنام
راجا پاپٹی

مزاحمت بذریعہ مذکورہ منع کی گئی تہین اور راستہ پر حسب مذکورہ بالا برخلاف احکام متعلق بورڈ کے الزام لگایا گیا تہا۔ مجسٹریٹ نے اپنے فیصلہ مین یہ بیان کیا کہ ”یونین کے ناظم کا بیان ہے کہ چبوترے جو فراغ کئے گئے ہین مشرقی اور مغربی جانب کے مکانات کے برابر ہین اور اسکے بیان اور خود میرے ذاتی معاینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مداخلت ہائے زیر بحث سے کوئی خطرہ یا مزاحمت یا دقت عوام الناس کو نہین پہنچتی۔

اسوجہ پر اُسنے ملزم کو بری کیا اور یہ اپیل حال گورنمنٹ کیطرف سے بنا رضی حکم بریت کے دائر کیا گیا تہا۔

پبلک پراسیکیوٹر (مسٹر پاول) منجانب سرکار۔

تیاگا راجا ایار منجانب ملزم۔

تجویز: مجسٹریٹ درجہ دوم نے ملزم کو جرم زیر دفعہ ۲۸۳ مجموعہ تعزیرات ہند سے اسوجہ پر بری کیا ہے کہ حال جیسی مداخلت سے کوئی خطرہ یا مزاحمت یا دقت عوام الناس کو نہین ہوئی۔

ممکن ہے کہ بصورت عدم موجودگی شہادت خطرہ یا مزاحمت یا نقصان کے بحق کسی خاص شخص کے عائد ہونیکے دفعہ ۲۸۳ متعلق نہوتی ہو لیکن ملزم کے افعال صریح طور پر تعریف ”امر باعث تکلیف عام“ مندرجہ دفعہ ۲۶۸ مجموعہ تعزیرات ہند کی ذیل مین آتے ہین اسلئے وہ زیر دفعہ ۲۹۰ قابل سزا ہین۔

عوام الناس کل عرض سڑک کے استعمال کرنیکے مستحق ہین خواہ وہ کیسی ہی فراخ ہو۔ جو کوئی شخص کسی حصہ سڑک کو بسبب عمارت بنانے سے استعمال مین لاتے وہ اُس حصہ کی نسبت عوام الناس کے حق کو غصب کرتا ہے فعل مذکور کے باعث خواہ مخواہ اُن اشخاص کی مزاحمت ہوئی ضروری ہے جنکو اپنے حقوق پبلک کے استعمال کرنیکا موقعہ اُس حصہ کی نسبت ملسکتا ہے جسپر مداخلت کیگئی ہے۔

مجسٹریٹ درجہ دوم نے اس امر کا فیصلہ نہین کیا کہ آیا وہ زمین جسپر عمارت بنائی گئی تہی دراصل شارع عام کا ایک حصہ تہی یا کہ خود اونکی ذاتی ملکیت تہی جیسا کہ ملزمان نے عذر کیا ہے۔ اسلئے ہم ہر دو مقدمات مین احکام بریت کو منسوخ کر کے ہدایت کرتے ہین کہ ملزمان کی تجویز جدید کیجائے اور ان الزامات کا فیصلہ جو اُنکے برخلاف لگائے گئے ہین مطابق قانون کے کیا جائے۔

حکم مطابق اسکے۔

بصیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر مٹیا آیاں صاحب جسٹس و ڈیوس صاحب جسٹس

اونھنگنا کتہ او تہانا (مدعی) اپیلانٹ

بنام

تہنہ ہتیار ایل کنہالی وغیرہ (مدعا علیہم) مدعا علیہم ریسپانڈنٹان

۱۰ ستمبر ۱۸۹۵ء

ایکٹ معاوضہ ترقیات مزارعان مالابار ایکٹ ۱۸۸۷ء (مدراس) دفعات ۶ و ۱۹ جو ہوتہ مزارعہ کا قبولیت اقرار نامہ میں جو اس غرض سے کیا گیا تہا کہ ان ترقیات کے معاوضہ کا دعوے نہ کیا جائیگا جو پہلے سے کیجا چکی ہین کمی لگان۔ دعوے واسطے کم کرنے مالیت ترقیات کے باعث کمی لگان کے۔

ایک نالش سید علی مین جو جائیداد متنازعہ واقعہ مالابار سے علاقہ رکہتی تہی یہ معلوم ہوا تہا کہ مزارعہ بروئے ایک اقرار نامہ کے قابض تہا جو ۱۸۹۰ء مین تحریر کیا گیا تہا اس مین یہ بیان کیا گیا تہا کہ مزارعہ کا باپ تین سال گذشتہ اس اراضی پر بروئے پٹہ کے ایک خاص شرح لگان پر قابض رہا ہے اور اس نے کچھ ترقیات اراضی مین کی تہین اور مدعا علیہ نے کمتر شرح لگان پر قابض رہنے کا اقرار کیا تہا اور یہ کہ ترقیات ماقبل کے معاوضہ کا مطالبہ نکریگا۔ مدعی نے مو خرالذکر شرائط اقرار نامہ پر انحصار کیا جو مسلہ طور پر ان ترقیات سے تعلق رکہتی تہین جو ماہ جنوری ۱۸۸۶ء سے کیگئی تہین۔

تجویز ہوئی کہ وہ شرائط جنپر مدعی نے انحصار کیا ہے بروئے ایکٹ معاوضہ ترقیات ۱۸۸۶ء دفعہ ۱۹ کے ناجائز ہین۔

نیز **تجویز ہوئی**۔ از مسٹر مٹیا ایار صاحب جسٹس (باختلاف رائے ڈیوس صاحب جسٹس) کہ کوئی کمی لگان یا کوئی اور فایدہ مالک اراضی نے مزارعہ کو حسب منشاء دفعہ ۶ (۲) ۳ عطا نہ کیا تہا چنانچہ مدعی صرف بعد ادا کرنے قیمت ترقیات کے بدون کسی کمی کے مستحق بیدخل کرنیکا تہا۔

اپیل بدوم منجانب مدعی ڈگری ای کے کرشنن صاحب سب آرڈینیٹ جج مالابار جنوبی واقعہ پالگہاٹ مقدمہ اپیل نمبر ۱۸۹۵ء مشعر بحالی ڈگری ٹی وی انتن نمبیار منصف ضلع کتنہ مقدمہ ابتدائی نمبر ۱۸۹۳ء۔

مدعی نے ایک نالش واسطے دلا پانے قبضہ اراضی واقعہ مالابار کے دائر کی جو اوس نے مدعا علیہ نمبر ۵ سے خرید کیا تہا۔ مدعی نمبر ۲ کے باپ نے اراضی متنازعہ مدعا علیہ نمبر ۱ کے پاس رہن کی تہی جسنے ۱۹ ستمبر ۱۸۸۸ء کو ایک دستاویز دوم بہ تتمیم جیٹ تحریر کی تہی جو نالش مین بطور دستاویز الف کے داخل کی گئی تہی۔

۱۸۹۷ء
اوچانکھا کتبہ ابتیا
بنام
تونہتیا را ایل کنہالی
وغیرہ

دستاویز مذکور جہانتک کہ وہ اغراض رپورٹ ہذا کے لئے ضروری ہے بالفاظ ذیل تھی۔

"میرے باپ متوفی تنباما نے ۱۸۳۰ء میں تمسے اوس قطعہ زمین کا قبضہ حاصل کیا تھا جو تمہاری ملکیت تھی جسکا کہ ذکر ضمیمہ منسلکہ میں کیا گیا ہے تاکہ کنز میکر ادرچایام ترقیات اوس مین کیجائیں اور اوس نے تمہارے حق مین ایک چیٹ لگان تحریر کیا ہے جسکے رو سے تمہارے حق مین ۱۶ پارا شالی سالانہ لگان کے ادا کرنیکا اقرار کیا گیا ہے جو مطابق پیمانہ مروجہ تنز میپارا کے ناپا جاتا ہے اور ۴ ر پاؤ کیلون کے خوشہ کے واسطے مطابق اس چیٹ لگان کے تنباما مذکور نے کنز میکر ادرچایام ترقیات جایداد مذکور مین کی ہین اور وہ اوسپر اپنی وفات تک قابض تہا جسکے بعد میرے بڑے بھائی کنجان نے جو تہوڑے عرصہ سے فوت ہوا ہے اور خود مین اوس کا قبضہ رکہا ہے اب چونکہ مینے پر تسے جایداد مذکور کا قبضہ پہلے متعود ضہ کے حق پر حاصل کیا ہے مع جملہ حقوق کنز میکر ادر چایام ترقیات کہ اوس مین کیجے اور مینے تمہارے ساتہہ جملہ حساب دکتاب لگان کا فیصلہ ۱۸۶۶ء تک بابت سن مذکور کے کیا ہے اور مینے تمکو بیعانہ لگان مبلغ ۱۲ر ۷ر ۱۲ بلاسود ادا کیا ہے اس لئے مین بذریعہ تحریر ہذا کے اقرار کرتا ہون کہ جایداد مذکور پر قابض رہونگا اور تمکو وہ سالانہ لگان ادا کرتا رہونگا جسکا اقرار تمہارے ساتہہ کیا گیا ہے یعنے دس پارا شالی جسکا اندازہ مطابق مروجہ تنز میپارا کے کیا جاتا ہے جسکی مالیت مبلغ صہ ر ہے اور ۴ ر پائی واسطے کیلون کے خوشہ کے شالی مذکور ۵ ماہ کانی ۱۸۶۷ء (دوازدہم ۱۸۶۱ء) سے پہلے ادا کیا جاتا ہے کیلون کا خوشہ شروع اونام پر۔ اور مین تمسے اوس کی رسید حاصل کرونگا بعد انقضاے ایک سال کے مین اقرار کرتا ہون کہ تمہارے ساتہہ لگان کے حساب دکتاب کا تصفیہ کرونگا اور تمسے بیعانہ لگان واپس لونگا اور اگر کوئی لگان باقی ہو تو وہ زرمذکور مین سے منہا کیا جائیگا اور تمسے ترقیات کنز میکر ادرچایام کی قیمت حاصل کرونگا اور جایداد کا قبضہ تمہارے حوالہ کرونگا اور یہہ چیٹ لگان تمسے واپس لونگا اوس مقدار لگان مین سے جو مطابق چیٹ لگان تحریر کردہ تنباما کے واجب الادا ہے چہہ پارا شالی بطور معاوضہ دعوے ترقیات کے مجہے چہوڑ دیا گیا ہے مین بذریعہ تحریر ہذا کے اقرار کرتا ہون کہ اوس حساب مین کسی رقم کا دعوے نہ کرونگا اور نہ مجہے اوس حساب مین کسی قیمت کے دیئے جانے کی ضرورت ہے"۔

منصف ضلع نے یہ راے ظاہر کی کہ شرط مندرجہ دستاویز محولہ بالا جو بدین مضمون ہے کہ مزارعہ کو کسی ترقیات کا دعوے نہ کرنا چاہیئے خلاف شرائط ایکٹ معاوضہ ترقیات مزارعان مالابار ۱۸۸۷ء کے ہے اور وہ بطور ایک جایز شرط کے قایم نہین رہسکتی چنانچہ اوس نے ایک کمشنر واسطے تعین مالیت اون ترقیات کے مقرر کیا جو اراضی پر کیگئی تہین اور اوس نے ایک ڈگری قبضہ بہ تطبیق ادائگی منجانب مدعی مقدار مالیت ترقیات معہ خرچہ کمیشن کے صادر کی یہہ ڈگری سبارڈنیٹ جج نے بر طبق اپیل کے

سنہ ۱۹۰۷ء

اوتھنبکنا کتہ لوتھبالا

بنام

تھنر تھاپل کتھالی

وغیرہ

کے سمجھا رکھی تھی۔

مدعی نے اپیل ثانی رجوع کیا۔

مسٹر سی کرشنن منجانب اپیلانٹ۔

سندرایا منجانب رسپانڈنشان۔

سبرامنیا ایار صاحب جج:۔ گو مقدار متنازعہ مقدمہ ہذا خفیف ہے تاہم وہ سوالات جو اوٹھائے گئے ہیں غیر اہم نہیں ہیں۔

واقعات مقدمہ ہذا مختصراً حسب ذیل ہیں:۔

وہ زمین جس کے قبضہ کی نالش مدعی (اپیلانٹ) نے مقدمہ ہذا میں کی ہے بہت عرصہ سے تھیلڈ مدعی کے منتقل کنندہ سے مدعا علیہ ملے کے باپ کے حق میں بروئے پٹہ کے منتقل کی تھی۔ بعد وفات اپنے پدر کے مدعا علیہ ملے کو اراضی مذکور کا قبضہ حاصل ہوا لیکن سنہ ۱۹۰۱ء میں اوس نے بحق مالک اراضی کے دستاویز الف تحریر کی۔ بروئے دستاویز مذکور کے یہ حکم دیا گیا تھا کہ مدعا علیہ ملے کو چاہیے کہ اراضی مذکور پر ایک سال کے واسطے قابض رہے اور بعد میعاد مذکور کے اوس کا قبضہ واپس کر دے۔ دستاویز مذکور میں یہ بھی بیان کیا گیا تھا کہ مالک اراضی نے یہ اقرار کیا ہے کہ مدعا علیہ ملے کو اراضی مذکور کا قبضہ اوس لگان سے کمتر لگان پر دیگا جو کسی قدر ۲ روپیہ سالانہ کے ہے جسکی قیمت قریباً ۔ ہے اور جو بروئے اوس دستاویز کے واجب الادا تہا بوقت عطا کیے جانے قبضہ اراضی مذکور بحق پدر مدعا علیہ ملے کے تحریر کی گئی تھی۔ اور مدعا علیہ ملے نے یہ اقرار کیا تھا کہ وہ اون ترقیات کا دعوے نہ کریگا جو بعد نفاذ مدراس ایکٹ ا سنہ ۱۸۸۷ء کے کی گئی تہیں۔ ترقیات مذکور کی قیمت قریباً ۱۲۰۰ روپیہ کے ہوتی تہی اور اوس کے ادا کیے جانے کی بابت مدعی کو عدالت ماتحت سے ڈگری ملی تہی گو دستاویز الف میں معاوضہ مذکور کے متعلق شرط کی گئی تہی۔

سوال اوّل جو فیصلہ طلب ہے یہ ہے کہ آیا آخری شرط مندرجہ دستاویز الف بروئے دفعہ ایکٹ مذکورہ بالا کے ناجائز ہے دفعہ مذکور حسب ذیل الفاظ میں ہے: "کوئی امر مندرجہ کسی معاہدہ مابین مالک اراضی و مزارعہ جو بعد یکم جنوری سنہ ۱۸۸۶ء کے کیا گیا ہو مزارعہ کے استحقاق ترقیات میں مخل انداز نہ ہوگا اور نہ اوسے زائل کریگا اور اس استحقاق میں کہ ترقیات مذکور کے معاوضہ کا دعوے مطابق احکام ایکٹ ہذا کے کرے"

وہ حجت جو اپیلانٹ کی طرف سے اس عذر کی تاکید میں کی گئی ہے کہ عدالت ماتحت نے معاوضہ کے دلاپانے میں غلطی کی ہے یہ ہے کہ "الفاظ ترقیات کے کرنے اور اون کے معاوضہ کا دعوے کرنیکا" صرف بحوالہ اون ترقیات کے استعمال کیے گئے ہیں جو آئیندہ کی جانی ہیں اور اوس معاوضہ کے جو اون کی نسبت واجب الادا ہوگا

۱۸۹۷ء

اوتہنکنا گہتہ اتیا
جنام
تہزیتبار ایل کنہالی
وغیرہ

گردہ معاہدہ جو اون ترقیات کے معاوضہ کے متعلق ہو جو پہلے سے کیگئی ہون دفعہ مذکور کی ذیل مین نہین ۲ (۲)
اور فقرہ زیر بحث مندرجہ دستاویز الف جسکا تعلق گذشتہ ترقیات کے ساتھ ہے جایز ہے بیشک یہ ملذ
نمایشی ہے بلکہ میری راے مین درست نہین ہے ۔

اس امر کی ضرورت کہ واضعان قانون نے کامل طور پر مزارعان ملابار کو اون کے اس اختیار سے محروم
کرنے کی نسبت کارروائی کی ہے کہ اپنے مالکان اراضی کے ساتھ معاہدات دربارہ ترقیات کے کرین شہور مقامی
وجوہات کے باعث پیدا ہوئی تہی بہت سی زمین واقعہ ملابار مزروعہ یا بنجر بمقابلہ دیگر اشخاص کے بہت کم جنکی
ملکیت ہے آبی لوگ جو زیادہ تر کاشتکاران ہین اپنی روزی کمانے کیلیے جو اراضی جسکی وہ خواہش
کرتے ہین انہیون سے حاصل کرتے ہین جبتک کہ زمین کی اسقدر خواہش نہ تہی اوس وقت تک مزارعان
کی حیثیت ایسی بری نہ تہی لیکن تحت مقابلہ قبضہ اراضی کے باعث جو کسی قدر عرصہ سے ہو رہا ہے معاملہ کی
نوعیت بدل گئی ہے ۔ بیدخلی ہائے جنکے ساتھ بہت سے جرایم کا ارتکاب ہوتا ہے عام طور پر عمل مین
آئی ہین اور اون ترقیات کا معاوضہ جو مزارعان سے کیجاتی تہین اصلی معاوضہ ترقیات سے بہت کم دیا جاتا
ہے ایسے امور کا مسدود کرنا لازمی تہا اور مزارعان کی حالت امداد کے قابل تہی ۔ پہلا فعل واضعان قانون کا
ان معاملات مین مفید تبدیلی کرنیکے لیے ایکٹ ۱ ۱۸۸۷ء تہا ۔ ان واقعات کی موجودگی مین یہ باور کرنا مشکل
ہے کہ واضعان قانون کا منشاء صرف اون معاہدات کے روکنے کا رہا جو ان ترقیات کے متعلق ہون جو بعد کیے
جانے معاہدات کے کیجائین اس مین شبہ نہین کہ بہت سے مزارعان ملابار جو جاہل ہین شاید اس قدر قابل ان
ترقیات کے معاوضہ کے حاصل کرنے کے قابل ہو سکتے تہے جو پہلے سے کیگئی ہون یہ امر بہی اغلب ہے کہ مزارعان
کی خواہش واسطے حاصل کرنے زمین کے بغرض کاشت بروقت پیدا کرنے مزارعت ہائے کے اون کو یہ
تحریک کرتی ہوگی آیندہ ترقیات کے معاوضہ کے دعوے کو ترک کرین لیکن بخلاف ازین یہ امر بہی فراموش
کرنا چاہیے کہ اوس زمین کے رکہنے کی خواہش جو ایکدفعہ حاصل کیگئی ہو اور جس مین ترقیات کیگئی ہون مزارعان
مذکور کے واسطے بالعموم اوس خواہش سے زیادہ تر سخت ہے جو کسی زمین کے اولاً حاصل کرنیکے واسطے ہوتی ہے
اس لیئے اس امر کا اغلب ہونا کہ مزارعان کو مناسب طور پر ایسی ترقیات کے معاوضہ کی نسبت معاہدہ کرنے
کی تحریک ہوتی ہے جو پہلے سے کیگئی ہون بلاشبہ طور پر ویسا ہی قدرتی ہے جیسا کہ اون ترقیات کے معاوضہ کی نسبت
معاہدہ کرنا ہے جو آیندہ کیجانی ہون ۔ اس لیے بلحاظ ایسی وجوہ دفعہ زیر بحث کے اسین کچہہ شبہ نہین ہو سکتا کہ واضعان
قانون کا منشاء ایسے معاہدات کی نسبت امتناع کرنیکا تہا جو نہ صرف آیندہ بلکہ گذشتہ ترقیات کے ساتہہ
بہی واقع ہوسکتے ہون ۔ اسکی تائید مزید ان احکام دفعہ ۴ ایکٹ مذکور سے ہوتی ہے دفعہ مذکور کا اثر یہ ہے کہ

۱۸۹۰ء

اوتہنگنا کبتو اصیلا
بنام
تیز جیناد ایکلانی
وغیرہ

مزارعہ کو بروقت بیدخلی کے کسی رواج کے رو سے نقصان نہ پہونچے جبکے کہ رو سے وہ اپنے استحقاق معاوضہ اون ترقیات سے محروم کیا جا سکے جو اوس نے دوران مزارعت مین کی ہون اور خواہ وہ اوس نے خود کی ہون یا اوس کے جانشین ماسبق نے پس جب واضعان قانون نے اس طرحپر رواج کے اطلاق کو اون ترقیات کے متعلق خارج کیا ہے جو پیوستہ مزارعت کے شروع ہونے سے بیدخلی کیوقت تک کیگئی ہون تو آیا یہہ قرار دیناسناسب ہوسکتا ہے کہ ایک مزارعہ بذریعہ معاہدہ کے اپنے آپ کو اون ترقیات کے معاملہ مین بیچا سکتا ہے جو اوس نے دوران مزارعت مین کی ہون لیکن قبل عمل مین آنے معاہدہ کے ۹۔ دفعہ ۷ کے وسعت کو اسطرحپر محدود کرنا تارست ہوگا اور اوس سے صریح منشاء واضعان قانون کی خلاف ورزی ہوگی اس لئے وہ شرط مندرجہ دستاویز الف جسپر مدعی نے انحصار کیا ہے ناجایز قرار دیجانی چاہئے اور وہ کسی طرحپر ترقیات زیر بحث کے معاوضہ کے استحقاق مین مخل نہین ہوسکتی۔

دوسرا سوال فیصلہ طلب یہہ ہے کہ آیا اوس معاوضہ کی مقدار کے معلوم کرنے مین جو ادا کیا جاتا ہے یہہ امر واقعہ کے لگان واجب الادا زیر دستاویز الف اوس لگان سے کم تہا جو بروئے پہلی دستاویز کے واجب الادا تہا بطور ایک ایسے امر کے ملحوظ رکہا جانا چاہئے جو ضمن (ج) دفعہ ۵ ایکٹ مذکور کی ذیل مین آتا ہو۔

اس امر کی بنسبت مدعی کیطرف سے دو طرحپر عذر کیا گیا تہا اولاً یہہ کہ ضمن مذکور کا حصہ اول مقدمہ سے متعلق ہوتا ہے اور کہ حسب منشاء حصہ مذکور بروئے واقعات موجودہ کے یہ ایک کمی لگان کی کیگئی تہی جو مالک اراضی نے بحق مزارعہ کے کی تہی جسکے کہ واسطے حسب ضابطہ معاوضہ مالک اراضی کو ملنا چاہئے تہا۔ اس امر کے معلوم کرنے کے واسطے کہ اس عذر مین کسقدر وقعت ہے اوس اصلی حیثیت کو ملحوظ رکہنا ضروری ہے جو فریقین دستاویز الف کی بروقت تحریر دستاویز مذکور کے بمقابلہ ایک دوسرے کے تہی قبل اوس کے تحریر کئے جانے کے وہ مزارعت جو مدعا علیہ ۳ کے باپ کے حین حیات مین شروع ہوئی تہی اور جو مدعا علیہ نمبر ۳ نے جاری رکہی تہی ایک مزارعت سالانہ معلوم ہوتی ہے لیکن سنہ ۱۸۶۹ء مین معلوم ہوتا ہے کہ مزارعت مذکور باہمی رضامندی مالک اراضی و مزارعہ سے ختم کیگئی تہی اور اون لگان ہائے کا حساب و کتاب جو مزارعت مذکور کے رو سے واجب الادا تہے فیصل کیگیا اور بقایا واجب الادا ادا کیا گیا تہا اوس کے بعد دستاویز الف تحریر کیگئی تہی جسکی شرائط خواہ وہ ویسی ہی ہون جیسی کہ دستاویز اول کی تہین صریح طور پر ایک جدید مزارعت کے پیدا کرنے کو ظاہر کرتی ہین۔ جیسا کہ قبل ازین ظاہر کیگیا ہے اوس کی شرائط مختلف ہین کیونکہ مزارعت بروئے دستاویز الف کے ایک خاص سال کیواسطے تہی گو مزارعہ بطور امر واقعہ کے زیادہ عرصہ تک قابض رہا تہا۔ آیا یہہ کہا جاسکتا ہے کہ ان واقعات کی موجودگی مین ایک بدکمی لگان ہوگئی تہی؟ الفاظ مذکور سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ذمہ داری کم کیگئی تہی جو اوس معاہدہ کے رو سے

۱۸۹۶ء

اردھنکنا کبتہ اودیالا
بنام
تمر ہنیا ... وغیرہ

پیدا ہوتی تھی جسکے کہ رو سے اوس جائیداد کا پٹہ دیا گیا تھا جس مین ترقی ہوگئی تھی اس مین شبہ نہین کہ اراضی کے کمتر لگان پر پٹہ مین دینے سے جو بطور لگان کے دستاویز الف مین محفوظ کیا گیا تھا مالک اراضی نے ایک مہربانی کا اظہار بحق مزارعہ کے کیا تھا لیکن مہربانی نکورہی تھی جسکے رو سے مزارعہ کسی حدتک کسی شئے واجب الادا مہر بردے اوس پٹہ کی ذمہ واری سے سبکدوش نکیا گیا تھا جسکے کہ رو سے ترقیات ہوگئی تھین۔ نتیجہ یہہ ہے کہ واقعات جنپر انحصار کیا گیا ہے وہ کمی لگان ... کی حد تک نہ پہونچتے تھے جیسا کہ مدعی نے عذر کیا ہے۔

عذر دوم یہہ ہے ... کمی لگان نہ کی گئی تھی تاہم مالک اراضی نے مزارعہ کو جب منشا ماآخری حصہ ضمن مذکور کے فایدہ پہونچایا تھا۔ ... لفظ ... فایدہ ... مندرجہ حصہ مذکور لفظ ... دیگر ... سے موصوف کیا گیا ہے اور قرینہ عبارت از قسم حال ... بردے ... اصول ... قسم کے لفظ ... دیگر ... سے مراد ... دیگر از قسم مذکور ... ہے لیکن اس امر سے جسکا ذکر ... بجز اوسکی لگان کے کیا گیا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ فایدہ جو مدعا علیہ ملا کو پہونچایا گیا ہے جبکہ اوس کو زمین پر قابض رہنے کی اجازت بردے دستاویز الف کے کمتر لگان پر دیگئی ہے ایک ایسا فایدہ تھا جو مدعا علیہ مذکور کو کلاً یا جزواً کسی موجودہ ذمہ داری سے سبکدوش نہ کرتا تھا پس ایسا فایدہ ... کمی یا ترک لگان ... کے مساوی قرار نہین دیا جا سکتا یعنے وہ خاص اقسام فایدہ جنکے شمار کئے جانے سے پہلے عام الفاظ ... فایدہ ضمن مذکور مین استعمال کئے جاتے ہین اور جن سے ایک کلی یا جزوی سبکدوشی موجودہ ذمہ داری سے مفہوم ہوتی ہے اس لئے ضمن مذکور کا آخری حصہ بہی متعلق نہین ہوتا۔

بالآخر دربارہ خرچہ عطا کردہ بحق رسپانڈنٹان ... ادا کردہ بحق کمشنر کے جو نسبت معلوم کرنے مالیت ترقیات کے مقرر کیا گیا تھا میری یہ رائے نہین ہے کہ کافی وجہ اوس اختیار تمیزی مین دست اندازی کرنے کی موجود ہے جسکا استعمال عدالتہائے ماتحت نے کیا ہے (ملاحظہ ہو ... (۱)۔

اس لئے مین اپیل دوم ہذا کو معہ خرچہ خارج کرتا ہون۔

ڈیویس صاحب جج — سوال اول جو مدعی (اپیلانٹ) نے اوٹھایا ہے یہہ ہے کہ آیا مدعا علیہ ملا پر بردے اقرار مندرجہ دستاویز الف کے لازم تھا کہ اپنی ترقیات کے معاوضہ کا مطالبہ نہ کرے بجز اسکے دفعہ ... معاوضہ ترقیات مزارعان ... بابت ... کے یہہ حجت کیگئی تہی کہ دفعہ مذکور صرف اون ترقیات سے متعلق ہوتی ہے جو بعد تاریخ معاہدہ کے کیجائیں لیکن میری رائے مین اوس کا منشا صریح طور پر اون ترقیات سے متعلق ہونیکا ہے جو

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۸ صفحہ ۲۹۴۔

۱۸۹۷ء
ادیکن کہتا انہ
بنام
تہرہیتا ازال کہنا
وغیرہ

بعد یکم جنوری سنہ ۱۸۶۲ء کے کیجاوین خواہ معاہدہ ولی ترقیات سے پہلے یا اون کے بعد کیا گیا ہو۔ معاہدہ صورت حال مین سنہ ۱۸۹۱ء مین کیا گیا تہا لیکن اوس کا تعلق ایسی ترقیات کے ساتہہ ہے جو مسلمہ طور پر یکم جنوری سنہ ۱۸۶۲ء کے بعد کیگئی ہون۔ اس لئے مین یہہ قرار دیتا ہون کہ وہ پرمسے دفعہ۔ ایکٹ مذکور کے ناجائز تہا اور اس لئے مدعا علیہ پر قابل پابندی نہ تہا اور نہ اون اشخاص پر جو اوس کی وساطت سے دعویدار ہون ۔

دوسرا سوال یہہ اوٹہایا گیا ہے کہ آیا مدعی معاوضہ واجب الادا مین سے اوس کمی کی مالیت کو وضع کرنیکا مستحق نہین ہے جو اوس نے بعوض ترقیات مذکور کے لگان مین کی تہی بمقدار کمی مذکور ۴ پارا شالی فی سال تہی اور یہ کم کردہ شرح لگان پانچ سال تک ادا کیجاتی رہی تہی چنانچہ ۲۰ پارا شالی کا دعوے مد بارہ کمی مذکور کے زیر ضمن (ج) دفعہ ۶۔ ایکٹ مذکور کے کیا گیا ہے۔ میری رائے مین مدعی صحیح طور پر مالیت ترقیات واجب الادا مین سے کمی مذکور کے وضع کرنیکا مستحق ہے۔ حجت یہہ کیگئی تہی کہ کمی لگان مذکور اس غرض کیواسطے کہ وہ ایک بہتر مجرائی مالیت ترقیات کی نسبت موجودہ لگان مین کیجانی چاہئے تہی نہ کہ بمطابق ایک جدید اقرارنامہ لگان کے تحریر کئے جانے کہ جیسی کہ دستاویز الف تہی۔ لیکن میری رائے مین دستاویز الف صرف تجدید پرانے پٹہ کی تہی جو مدعا علیہ نمبر ا کے باپ کو سنہ ۱۸۵۹ء سے حاصل تہا اس لئے وہ بطور ایک مسلسل پرانے پٹہ کے متصور کیجانی چاہئے نہ کہ بطور ایک جدید پٹہ کے اگر صورت دگرگون بہی ہوتی اور مدعا علیہ نمبر ا یک شخص جدید تہا تاہم اوس نے کمی مذکور بربنائے پٹہ اول کے بعوض اون ترقیات کے حاصل کی ہوتی جو اوس نے پہلے مزارعہ سے حاصل کی تہین جبکہ کہ قایم مقام وہ ترقیات مذکور کے لحاظ سے تہا اور اس لئے مجہکو یہہ امر بالکل غیر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آیا بربنائے پرانی پٹہ یا جدید پٹہ کے کمی مذکور کا دعوے کیا جا سکتا ہے۔ اصل امر واقعہ یہہ ہے کہ بعوض ترقیات مذکور کے جو اراضی پر موجود نہین جسکی قیمت اب مالک اراضی کو چاہئے کہ مزارعہ کو عطا کرے شخص موخر الذکر نے کمی لگان حاصل کی تہی۔

اب صرف یہ امر باقی ہے کہ آیا مدعی پر کل خرچہ کمیشن ڈالا جانا چاہئے یعنے مبلغ [illegible] جو کمشنر کی فیس تہی میری یہہ رائے ہے کہ چونکہ مدعا علیہم نے ایسی رقم کا دعوے کیا تہا جو اوس رقم کے دوچند سے بہی زیادہ تہی جو کمشنر نے اون کے حق مین واجب الادا قرار دی ہے اس لئے کمشنر کی فیس اون کے مابین مساوی تقسیم کیجانی چاہئے کیونکہ دونون فریق مقدمہ یکسان کامیاب ہوئے ہین۔

سنہ ۱۸۹۷ء
اوتہنکا کہتہ ازتہا
بنام
تہنوتہا ڈایل
کہنالی وغیرہ

نتیجہ یہ ہے کہ رقم واجب الاداء بغرض معاوضہ ترقیات منجانب مدعی مین سے ۴۰۰ پاراشلی کی قیمت
یعنے ۳۰۰ کی لگان کم کیجاتی چاہیے اور کمشنر کی فیس واجب الادا منجانب مدعی بحق مدعا علیہم مبلغ ۱۰۰ سے
گہٹ کم کیجاتی ہے ان ترمیمات کے ساتہہ مین اپیل دوم ہذا کو معہ خرچہ علے اقتساب کے خارج کرتا ہون ۔
زیر دفعہ ۵۷۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی سبرامنیا ایار صاحب کا فیصلہ کامیاب ہوتا ہے اور اپیل دوم معہ خرچہ
خارج کیا جاتا ہے ۔

اپیل دیوانی
باجلاس جناب آنریبل سر آرتھر جے ایچ کالنس نیٹ چیف جسٹس و جسٹس بنسن صاحب

سنہ ۱۸۹۷ء
۳۰ نومبر

ادیا پلائی (اپیلانٹ) اپیلانٹ **بنام** تہنگا تل (رسپانڈنٹ) رسپانڈنٹ ٭

ایکٹ سرٹیفکٹ جانشینی ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۸۹ء دفعات ۹ (۱) حکم اجرائے سرٹیفکیٹ تابع ضمانت دیے جانے
کے اپیل ۔

ایک درخواست سرٹیفکیٹ جانشینی زیر ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۸۹ء پیش کیے جانیکے بعد ایک حکم بہ ارادہ اجرائے
سرٹیفکیٹ کے بشرط بیان امر صادر کیا گیا تہا کہ سائل ضمانت داخل کرے فریق مخالف نے اس حکم کی ناراضی سے اپیل کیا
نتیجہ یہ ہوا کہ اپیل ہو سکتا تہا ۔

اپیل زیر دفعہ ۱۵ فرمان شاہی بناراضی فیصلہ سبرامنیا ایار صاحب جج بمقدمہ اپیل متفرق دیوانی ۹
سنہ ۱۸۹۶ء معرض نامنظوری اپیل بناراضی حکم ڈی ایم اسفال صاحب ڈسٹرکٹ جج بمقدمہ درخواست دیوانی متفرق
۵۲۲ سنہ ۱۸۹۵ء ۔

درخواست مذکور عدالت ضلع مین زیر ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۸۹ء بیوہ لنگا پلا متوفی نے رجوع کی تہی
اور اوس کی تردید اوس کے غیر منقسم برادر منے کی تہی بردے اوس حکم کے جس کی ناراضی سے اپیل کیا گیا ہے
صاحب جج ضلع نے یہہ ہدایت کی تہی کہ سرٹیفکیٹ واسطے بیوہ کے اوس کی طرف سے ضمانت دیے جانے پر
جاری کیا جائے بیوہ نے ایسا ہی کیا

٭ اپیل فرمان شاہی نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۹۶ء

۱۸۹۶ء

اپلا پلانی
بنام
تہنا لال

متوفی کے بھائی نے انکوٹنٹا نے اپیل کیا اور اسکا اپیل بغرض سماعت سبرامنیا ایا صاحب جسٹس کے روبرو پیش ہوا
جنہون نے حسب ذیل فیصلہ صادر کیا:۔

سبرامنیا ایا صاحب جسٹس:۔ رسپانڈنٹ کی طرف سے حجت کی گئی ہے کہ وہ حکم جسکی
ناراضی سے اپیل کیا گیا ہے ایک درمیانی حکم تھا جسکی ناراضی سے کوئی اپیل نہین ہو سکتا (ملاحظہ
ہو بھگوانی بنام منی لال (۱)) یہ امر ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعد ضمانت کے دیے
جانے کے صاحب جج ضلع نے ۲ اکتوبر سنہ ۱۸۹۵ء کو ایک حکم شعر عطائے سرٹیفکیٹ صادر کیا تھا اسلیئے مین
اپیل ہذا کو معہ خرچہ خارج کرتا ہون۔

اپیلانٹ نے اب زیر دفعہ ۱۵ فرمان شاہی اپیل کیا ہے۔

سبرامنیا ایا منجانب اپیلانٹ۔

حکم:۔ ہم ضلع جج کے ساتھ اس امر پر اتفاق نہین رکھتے کہ اپیل نہین ہو سکتا بمقدمہ
الہ آباد جسپر انہون نے انحصار کیا ہے عدالت ہذا کے ایک بنچ نے مقدمہ وینکٹا سامی نائک بنام چنا نارائن نائک
(۲) مین فیصلہ کیا تھا اور معلوم ہوتا ہے کہ اس فیصلہ کی اطلاع صاحب ضلع جج مذکور کو نہین دیگئی۔

ہم اس فیصلہ عدالت ہذا سے اتفاق کرتے ہین۔

تاہم واقعات کے رو سے ہم کوئی وجہ اپیل کی معلوم نہین کر سکتے۔ کوئی بیان حلفی یا دیگر شہادت
بابت اظہار اس امر کے موجود نہین ہے کہ صاحب جج ضلع نے کسی ایسے گواہ کا بیان لینے سے انکار
کیا تھا جسکا بیان دلانا اپیلانٹ چاہتا ہو۔

وکیل فریقین کی سماعت کیگئی تہی۔

ہم اپیل ہذا کو خارج کرتے ہین

---

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۴ صفحہ ۲۱۴۔

(۲) اپیل متفرقہ نمبر ۱۳۲ سنہ ۱۸۹۴ء (غیر رپورٹ شدہ)

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس مسٹر آرتھر جان ایچ کالنس صاحب چیف جسٹس و شفرڈ صاحب جسٹس

۱۷ جنوری ۱۸۹۷ء

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند **بنام** ریتنا رام [illegible]

مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ ۱۰ ۱۸۸۲ء دفعہ [illegible] ہر حکم سزا کا جو برٹش انڈیا مین صادر کیا گیا ہو اسوقت تک ملتوی رکھا جانا جبتک کہ سکو سزا صادر کردہ میسور ختم ہو جائے۔

ایک مجسٹریٹ برٹش انڈیا مجاز ہے کہ ایک ایسا حکم سزا [illegible] کرے جو بعد اختتام میعاد حکم سزا میسور کے موثر ہوتا ہو۔

مقدمہ ارسال کردہ بغرض حصول احکام ہائیکورٹ زیر دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری منجانب [illegible] صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کوئمباٹور۔

ایک ایسے شخص کی تجویز جو میسور کے جیل مین چھہ سال کی قید سخت بھگت رہا تھا تحصیلدار مجسٹریٹ [illegible] نے مقدمہ تلسذرہ ۱۲۵ سنہ ۱۸۹۱ء مین جرم سرقہ بخانہ کے [illegible] اور اسپر تجویز جرم کیا اور اسکو چھہ ماہ کی قید سخت کے برداشت کرنیکا حکم دیا گیا تھا جو اس حکم [illegible] کی میعاد کے ختم ہونے کے بعد [illegible] جسکو وہ میسور کے جیل مین بھگت رہا تھا مجسٹریٹ ضلع کو اس امر کی نسبت شک تھا کہ آیا اس حکم سزا کا جو عدالت برٹش انڈیا مین دیا گیا ہو اسوقت تک ملتوی رکھا جانا جائز ہے [illegible] ایک ریاست غیر کے حکم کی تعمیل مین قید ہو چنانچہ اُسنے مقدمہ کی رپورٹ احکام [illegible] کی۔

پبلک پراسیکیوٹر مسٹر [illegible] منجانب سرکار۔

حکم :- ہماری رائے مین مجسٹریٹ مجاز [illegible] ایسا حکم سزا صادر کرے جو صرف اسوقت موثر ہو سکتا تھا جبکہ ایک ریاست غیر کے حکم سزا کی میعاد ختم ہو جائے۔

اسلئے ہم دست اندازی کرنے سے انکار کرتے ہین۔

* مقدمہ نگرانی فوجداری ۵۴۹ سنہ ۱۸۹۲ء۔

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس سر آرتھر جے ایچ کالنس صاحب چیف جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

۳۰ اکتوبر سنہ ۱۸۹۶ء

ملکہ معظمہ قیصر ہند **بنام** راما لنگام وغیرہ ۱۰

تجویز فوجداری بعدالت سشن۔ بیان بعض گواہان کا جبکہ لیا گیا ہو تجویز کا ملتوی کیا جانا۔

بعض اشخاص پر عدالت سشن مین جرم ڈکیتی کی تجویز کیگئی تہی۔ سات گواہان کا بیان استغاثہ کی طرف سے مجسٹریٹ سپرد کنندہ نے لیا تہا اور ان سے بوقت تجویز کے گواہی دینے کا مچلکہ لیگیا تہا۔ بعد پانچ گواہان کا بیان لینے کے جج نے جوری سے سوال کیا کہ آیا وہ مزید شہادت لینا چاہتے ہین اور انکی یہ بیان کرنے پر کہ وہ شہادت کو معتبر نہین سمجھتے اور مقدمہ کو ملتوی کرنا چاہتے ہین صاحب جج نے ایک رائے مشعر بریت قلمبند کی۔

تجویز ہوئی کہ طریقہ اختیار کردہ غلط تہا اور کہ کوئی آخری رائے دربارہ دریغ ہونے یا ناکافی ہونے شہادت استغاثہ کے اُسوقت تک قائم نہی جا سکتی تہی جبتک کہ باقی دو گواہان کا بیان نلیا جاتا۔

مقدمہ ہذا کی مسل کا معائنہ ہائیکورٹ نے زیر دفعہ ۴۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری بمقدمہ قلمبندہ ۳۸ سنہ ۱۸۹۶ء مندرجہ کاغذات عدالت سشن تجویز کیا ہے۔

دس اشخاص کی تجویز جرائم بلوہ و ڈکیتی و نقصان رسانی کے متعلق کیگئی تہی۔ الزامات جرائم بلوہ و نقصان رسانی سے پبلک پراسیکیوٹر نے عدالت کی منظوری سے زیر دفعہ ۴۹۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری دست برداری کی تہی۔ تجویز جرم ڈکیتی بعد بیان لینے پانچ گواہان استغاثہ کے بند کیگئی تہی جبکہ جوری نے یہ بیان کیا تہا کہ وہ شہادت کو معتبر نہین سمجھتے اور ملزمان بری کئے گئے تہے۔

ہائیکورٹ نے مقدمہ مذکورہ کی مسل کو زیر دفعہ ۴۳۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری طلب کی۔

پبلک پراسیکیوٹر (مسٹر ایل) منجانب سرکار۔

راما نوجاراؤ منجانب مستغیث۔

کرشنا سامی ایار منجانب ملزمان۔

تجویز۔ سشن جج نے پانچ گواہان استغاثہ کا بیان لیکر جبکہ کوئی اور بلاواسطہ شہادت جرم کی موجود تہی جوری سے یہ سوال کیا تہا کہ آیا وہ مزید شہادت لینا چاہتے ہین اور اونکے یہ بیان کرنے پر کہ وہ شہادت کو معتبر نہین سمجھتے اور مقدمہ کو بند کرنا چاہتے ہین صاحب جج نے جوری کی رائے مشعر بریت قلمبند کی ہم اُس

---

* مقدمہ نگرانی فوجداری نمبر ۴۴۴ سنہ ۱۸۹۶ء

ضابطہ کو پسند نہیں کرسکتے جو سشن جج نے اختیار کیا ہے - وہ بروے حکم قانونی کے جائز نہیں [illegible]
بعض اوقات کی موجودگی میں بے انصافی کی حد تک پہونچتا ہے

یہ معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ ہذا میں دو دیگر گواہان کا بیان محض [illegible] رد کر لیا گیا تھا اور [illegible] بلکہ
لیا گیا تھا کہ بروقت تجویز کے شہادت دیں اور انکی شہادت تسلیم کی گئی [illegible]
بالمقابل [illegible] مختلف [illegible] اختیار کرتی - کوئی آخری رائے دربارہ [illegible] شہادت استغاثہ کے
اُسوقت تک صاحب جج یا جوری کو اختیار نکرنی چاہیے تھی جبتک کہ کل شہادت [illegible]
[illegible] اسپر غور کرتے اور صاحب جج کو چاہیے تھا کہ جوری کو اس میں احتیاط کرنے کی ہدایت کرتے لیکن اگر شہادت استغاثہ
کے اختتام پر پبلک پراسیکیوٹر نے اپنے استحقاق ترتیب شہادت کو زائل کر دیا ہو جبکہ انکو ایسا حق حاصل تھا اور ان
بعد جوری یہ رائے ظاہر کرے کہ شہادت ناقابل اعتبار ہے اور صاحب جج اونکے ساتھ اس معاملہ میں اتفاق کرے
تو ہم یہ نہیں کہہ سکتے جیسا کہ صورت حال میں مشورہ دیا گیا ہے کہ صاحب جج کیواسطے غیر ضروری تھا کہ باضابطگی
ترتیب مقدمہ [illegible] جوری پر غور کرتا - اس صورت میں انکی رائے فوراً بطور جوری کی رائے کے تسلیم کیجاتی
لیکن ہماری صریح طور پر یہ رائے ہے کہ ایسا اُسوقت تک نکیا جانا چاہیے جبتک کہ کل شہادت استغاثہ حسب
ضابطہ طور پر قلمبند نکیجاے - صورت حال میں بلحاظ شہادت قلمبند کردہ کے اور جملہ واقعات کے ہم [illegible]
[illegible] ضابطہ کے ظاہر کرنے کے اور کچھ ضروری نہیں سمجھتے جو آئندہ کیواسطے سشن جج کو اختیار کرنا چاہیے -

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس [illegible] صاحب جسٹس و باڈم صاحب جسٹس

[illegible] اپیلانٹ **بنام** [illegible] رسپانڈنٹ

مجموعہ ضابطہ دیوانی [illegible] دفعہ [illegible] - قائم مقام قانونی - نالش بخلاف وارث و قابض جائداد متوفی کے -

جبکہ ایک فریق بذریعہ نالش زر نقد بحیثیت وارث و قابض جائداد متوفی مدیون کے کیگئی ہو اور یہ ثابت کیا گیا ہو کہ اُسنے کافی ترکہ واسطے ادائیگی قرضہ کے حاصل کیا ہے تو ایک ذاتی ڈگری اُسکے برخلاف صادر کی جاسکتی ہے -

اپیل [illegible] نمبر [illegible] ۱۸۹۵ء -

۱۸۹۶ع
ملا مظفر قنبو
بنام
راما لنگم

اپیل دوم بنام نفی ڈگری مسٹر ٹامسن صاحب ڈسٹرکٹ جج مالابار شمالی بمقدمہ اپیل عدد ۴۹۵ سنہ ۱۸۹۴ع بدرستی ترمیم ڈگری کے راما نا تہا ایا منصف ضلع کنانور بمقدمہ ابتدائی عدد ۳۹۱ سنہ ۱۸۹۳ع۔

نالش ہذا واسطے دلا پانے قیمت اُن اشیا کے جو مدعی سے خرید کیگئی تہین بخلاف مدعا علیہ کے بحیثیت وارث و قایم مقام قانونی خریدار اشیاء مذکور کے کیگئی تہی منصف ضلع نے ایک ذاتی ڈگری اُسکے بخلاف صادر کی تہی جو بر طبق اپیل کے صاحب جج ضلع نے ترمیم کی تہی اور وہ ایسی ڈگری مین تبدیل کیگئی تہی جو اُسکے برخلاف بحیثیت قایم مقام متوفی کے صادر کیگئی تہی۔ مدعی نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

مسٹر سی کرشنن منجانب اپیلانٹ۔

سنکرا مینن منجانب ریسپانڈنٹ۔

تجویز: صاحب جج اس امر کے بیان کرنے مین غلطی پر ہے کہ مدعا علیہ پر صرف بحیثیت قایم مقام متوفی کے نالش کیگئی تہی اُسپر دراصل بحیثیت وارث اور قابض ترکہ متوفی کے نالش کیگئی تہی۔ نالش مین یہ ثابت کیا گیا تہا کہ مدعا علیہ نے کافی ترکہ واسطے ادایگی قرضجات متدعویہ کے حاصل کیا تہا۔ عدالت اول ایک ذاتی ڈگری کے اُسکے برخلاف نالش حصول قرضہ مذکور مین صادر کرنے مین درستی پر تہی اور یہ ضروری نہ تہا کہ مدعا علیہ کی ذاتی ذمہ داری کے معلوم کرنیکے واسطے کارروائیات اجرا تک انتظار کیا جائے جیسا کہ دفعہ ۲۵۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین حکم دیا گیا ہے۔ مقدمہ منگالوری گرودیاو بنام نرائین رنگیاہ (۱) بہ نسبت مقدمہ بانگی بنام دہنولال (۲) بحوالہ صاحب جج کے زیادہ تر متعلق ہوتا ہے۔ اسلئے ہمکو چاہئے کہ عدالت اپیل ماتحت کی ڈگری کو منسوخ کرکے منصف ضلع کی ڈگری کو بحال رکہین۔ مدعا علیہ (ریسپانڈنٹ) کو چاہئے کہ مدعی کا خرچہ عدالت ہذا و عدالت اپیل ماتحت ادا کرے۔ اس سے یادداشت مذرات کا بہی فیصلہ ہوجاتا ہے جو خارج کیجاتی ہے۔

---

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۳ صفحہ ۳۵۸۔

(۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۳۴۵۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس ڈیویس صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

وینکیا (رسپانڈنٹ) اپیلانٹ بنام رنگا واچرلو (اپیلانٹ) رسپانڈنٹ*

۱۸۹۶ء

مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۲۴۴ و ۵۸۳ - ایکٹ میعاد ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء ضمیمہ ۲ دفعہ ۱۷۹ - درخواست بازیافت عرصہ میعاد فریب -

درخواستہائے جو واسطے حصول بازیافت بروجہ ڈگری کے مطابق دفعہ ۵۸۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کیگئی ہوں - کارروائیات باجراء ڈگری مذکور ہیں اور وہ تابع مد ۱۷۹ ضمیمہ ایکٹ میعاد کے ہیں -

اپیل زیر فرمان شاہی دفعہ ۱۵ ابنا رضی فیصلہ پارکر صاحب جسٹس بمقدمہ اپیل بنارضی حکم ۱۳ سنہ ۱۸۹۵ء مشعر تنسیخ حکم کے سی منا دیپل راجا ایکٹنگ ڈسٹرکٹ جج نلور بمقدمہ اپیل دیوانی متفرق ۳ سنہ ۱۸۹۴ء مشعر بحالی حکم پی اوی نرائینیا منصف ضلع کاویلی صادرہ برطبق درخواست اجراء ۱۴۴ سنہ ۱۸۹۴ء۔

درخواست ہذا زیر دفعات ۲۴۴ و ۵۸۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی مدعا علیہ ابتدائی نالش ۱۲۷ سنہ ۱۸۷۹ء مندرجہ بعدالت منصف ضلع کاولی نے واسطے حصول بازیافت کے کی تہی -

منصف ضلع نے درخواست مذکور کو بوجہ ہونے نامنظور کیا تہا کہ وہ بروئے بارہ سالہ قاعدہ میعاد کے زائد المیعاد تہی - اُس نے سائل کے اس عذر کو نامنظور کیا تہا کہ وہ بذریعہ فریب کے ڈگری کا اجراء کرنیسے بازرکہا گیا ہے -

صاحب جج ضلع نے منصف ضلع کے فیصلہ کو بحال رکہا - سائل نے ایک اپیل ہائیکورٹ میں رجوع کیا جو بغرض سماعت پارکر صاحب جسٹس کے روبرو پیش ہوا جنہوں نے بیان کیا ہے کہ مجہے کچہہ شبہ نہیں ہے کہ وہ کارروائیات جو واسطے حصول بازیافت کے زیر دفعہ ۵۸۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کیگئی ہیں کارروائیات باجراء ڈگری ہیں - خود درخواست ہذا زیر دفعہ ۲۳۰ رجوع کیگئی ہے اور اجراء بروئے بارہ سالہ قاعدہ کے زائد المیعاد ہوگا الا جبکہ مدعا علیہ بذریعہ فریب یا جبر کے ڈگری کا اجراء کرانیسے بازرکہا گیا ہو - اُسنے اُن بیانات فریب کا حوالہ دیا جو سائل نے دیئے تہے اور بالآخر اُسنے صاحب جج ضلع کے حکم کو منسوخ کرکے مقدمہ کو بغرض تجویز جدید واپس بہیجا -

رسپانڈنٹ نے اپیل حال زیر فرمان شاہی رجوع کیا -

---

* اپیل زیر فرمان شاہی ۳۹ سنہ ۱۸۹۶ء

۱۸۹۷ء
وینکیا
بنام
رنگا داہ۔

سیشاگری ایار منجانب اپیلانٹ۔

راجیندر راو صاحب منجانب رسپانڈنٹ۔

تجویز۔ ہمین اس امر مین کوئی شبہ نہین ہے کہ صاحب جج اس امر کے قرار دینے مین درستی پر ہے کہ درخواست ہائے حصول بازیافت زیر ڈگری مطابق دفعہ ۲۳۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کارروائیات باجراء ڈگری مذکور ہین اور وہ میعاد کے تابع مد ۱۷۹ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد کے ہین۔ یہ رائے مطابق اُس رائے کے ہے جو مقدمہ سندرام بنام سیتارام (۱) مین اختیار کیگئی تہی۔

اپیلانٹ کے وکیل نے اُس رائے پر انحصار کیا ہے جسکا حوالہ مقدمہ کروپا زمیندار بنام سداشیو (۲) مین دیا گیا ہے جو بدین مضمون ہے کہ فاضل ججان کی رائے مقدمہ مذکور مین یہ تہی کہ ایک ایسی ہی صورت مین درخواست تابع مد ۱۷۸ کے تہی مگر وہ رائے صرف ضمنی رائے ہے جسکا فیصلہ مقدمہ کے ساتھ کوئی تعلق نہین یکے از ججان فیصل کنندہ مقدمہ مذکور وہ فاضل جج ہے جسکے حکم بمقدمہ ہذا مین فیصل کیا گیا ہے کہ مد ۱۷۹ ایسی مد ہے جو مناسب طور سے متعلق ہوتی ہے۔ اسلیئے اپیل ناکامیاب رہتا ہے اور ہم اُسے مع خرچہ خارج کرتے ہین۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سبرامنیا ایار صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

۲۹ مارچ ۱۸۹۷ء

راجا گوندان (مدعا علیہ) اپیلانٹ **بنام** رنگیا گوندان (مدعی) رسپانڈنٹ*

ایکٹ ایصال لگان ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۶۵ء مدراس) دفعہ ۱۰ - میعاد - نالش واسطے دلاپانے اُس جائداد کے جو ناجائز طور پر قرق کیگئی ہو۔

مدعی نے بعض جائداد کے دلاپانیکی نالش کی جو ناجائز طور پر مدعا علیہ نے جو اوسکا زمیندار تہا قرق کرائی تہی یا علی السبیل البدلیت اسکی قیمت کے دلاپانیکی۔ مدعا علیہ نے کوئی پٹہ مدعی کا پیش نکیا تہا لیکن قرقی متعلقہ طور پر بذیر ایکٹ ایصال لگان عمل مین آئی تہی۔ نالش تاریخ قرقی ناجائز سے عرصہ چہ ماہ کے اندر رجوع کیگئی تہی تجویز ہوئی کہ نالش بہ ایکٹ ایصال لگان دفعہ ۸۰ کے زائد المیعاد نہین ہے۔

اپیل دوم بنا راضی ڈگری ڈبلیو جی ٹمیٹ صاحب ڈسٹرکٹ جج سالیم بمقدمہ اپیل نمبر ۱۰۱ سنہ ۱۸۹۵ء مشعر بحالی ڈگری سید تاج الدین صاحب منصف ضلع ناماکل بمقدمہ ابتدائی نمبر ۴۶۹ سنہ ۱۸۹۳ء۔

---

(۱) انڈین لا رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۴۳۵۔ (۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۶۶

* اپیل دوم نمبر ۱۳۱ سنہ ۱۸۹۶ء۔

سنہ ۱۸۹۷

راجاگوندن
بنام
رنگیا گوندن

مدعا علیہ نے اپیل کیا ہے -

ہم صاحب جج ضلع سے اس امر میں اتفاق نہیں کر سکتے کہ اپیلانٹ نے مسلمہ طور پر زیر ایکٹ ایصال لگان عمل نہیں کیا تھا بلکہ اسکی خلاف ورزی کی تھی - مقدمہ سرینواسا بنام ایپر وسنار (۱) مقدمہ حال سے مختلف وجہ پر مبنی ہے مقدمہ مذکور میں سب کلکٹر ضلع نے یہ قرار دیکر کہ وہ ضروریات جن پر عمل کرنا بموجب ایکٹ مذکور کے لازم تھا ملحوظ رکھی گئی تہیں قرقی کو رفع کر دیا تھا اور جائداد کے واپس دینے کی ہدایت کی تہی - بنا، دعویٰ وہ انکار تھا جو اسی جائداد سے بعد صدور حکم مذکور کے کیا گیا تھا - امر مذکور کسی طرح بطور ایک ایسے امر کے متصور نہیں ہو سکتا جو مسلمہ طور پر زیر ایکٹ مذکور کیا گیا ہو - یہ صریح طور پر ایک ناجائز قبضہ جائداد بلالحاظ کسی احکام ایکٹ مذکور کے ہے - صورت حال میں وہ قرقی جو کیگئی تہی مالک ہی نے زیر احکام ایکٹ مذکور کی تہی یہ امر واقعہ کہ کوئی پٹہ پہلے سے پیش نکیا گیا تھا گو وجوہ قرقی میں خلل انداز ہو سکتا ہے اسکی اس نوعیت کو تبدیل نہیں کرتا کہ وہ ایک امر مسلمہ طور پر زیر ایکٹ مذکور کیا گیا تہا - اس لیئے ہم اس وجہ کے ساتھ اتفاق نہیں کرتے جس پر صاحب جج ضلع نے اپنے فیصلہ کو مبنی رکہا ہے لیکن ہم دیگر وجوہات پر یہ قرار دیتے ہیں کہ دفعہ ۸ متعلق نہیں ہوتی -

وہ خاص میعاد جو بروئے دفعہ مذکور کے مقرر کیگئی ہے ان جماعت ہائے نالشات تک محدود کیجانی چاہیئے جو دفعہ مذکور میں خاص کیگئی ہیں یعنے نالشات (۱) بغرض لا پانے زر ادا کردہ و (۲) بغرض حصول ہرجانہ کسی ایسے امر کے جو مسلمہ طور پر زیر ایکٹ مذکور کیا گیا ہو - نالش حال واسطے دلا پانے خاص جائداد منقولہ کے تہی اور اسلیئے وہ دفعہ ۸ کی ذیل میں نہیں آتی - ہمیں اس امر سے اطمینان ہے کہ نالش مطابق اس منشا کے رجوع نکیگئی تہی تاکہ اس میعاد سے محفوظیت حاصل کیجائے جو بروئے دفعہ ۸ کے مقرر کیگئی ہے - نالش واسطے دلا پانے ایک چبوترہ اور ایک کانسی کے برتن کے تہی اور کسی طرف سے یہ بیان نکیا گیا تہا کہ جائداد قبل رجوع نالش کے فروخت کیگئی تہی محض یہ امر واقعہ کہ علی سبیل البدل جائداد کی قیمت کا دعویٰ کیا گیا تہا اصلی نوعیت نالش کو تبدیل نہیں کرتا جو واسطے دلا پانے خاص جائداد منقولہ کے تہی چونکہ دفعہ ۸ متعلق نہیں ہوتی اس لیئے میعاد وہ ہے جو بروئے دفعہ ۴۹ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد کے مقرر کیگئی ہے اور نالش زائد المیعاد نہیں -

اس لیئے ہم ڈگری عدالت ہائے ماتحت کو بحال رکھکر اپیل دوم کو معہ خرچہ خارج کرتے ہیں -

---

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲ صفحہ ۳۲ -

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سبرامنیا آیار صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

سنہ ۱۸۹۷ع
۷ و ۸ اپریل

راما سامی گونا تیار وغیرہ (مدعا علیہم) اپیلانٹان بنام مرو گیسا مالی وغیرہ (مدعیان) ریسپانڈنٹان*

دیوالیہ۔ حکم سپردگی۔ قرقی مابعد۔ واپسی درخواست دیوالہ۔ امانت اسناد رہنان۔

ایک مدیون ڈگری عدالت دادرسی دیوالیہ مدراس سے دیوالیہ قرار دیا گیا تھا اور ایک حکم سپردگی صادر کیا گیا تھا۔ اسکی جائداد کا ایک جزو بعد میں بعلت اجراء ایک ڈگری کے قرق کیا گیا تھا۔ اسکے بعد اسکی درخواست دیوالہ نامنظور کیگئی تھی اور حکم سپردگی منسوخ کیا گیا تھا۔ اسی تاریخ پر ایک دائن کی دستاویز امانت تحریر کیگئی تھی جسکا اسناد مدعیان تھے۔ اب انہوں نے کارروایات اجراء و نیلام جائداد بعلت اجراء مذکور بعد از تاریخ دستاویز امانت مذکور کے منسوخ کرانیکی نالش کی۔

تجویز ہوئی کہ نالش چل نہ سکتی تھی۔

اپیل دوم بناراضی ڈگری ٹی راما چندر راؤ سب آرڈینیٹ جج ترچناپلی بمقدمہ اپیل نمبر ۲۶۵ سنہ ۱۸۹۲ع منسوخ ڈگری ٹی ایم رنگاچیریر منصف ضلع ترچناپلی بمقدمہ ابتدائی نمبر ۲ سنہ ۱۸۹۰ع۔

عرضیدعوے میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ بعض جائداد ہائے غیر منقولہ متنازعہ حال وینکیتا توکر کی ملکیت تھیں اور اُسنے ہائیکورٹ مدراس میں ایک درخواست ۱۱ جنوری سنہ ۱۸۸۶ع کو دیوالیہ قرار دیئے جانیکے واسطے رجوع کی تھی جسپر اُسی دن ہائیکورٹ نے ایک حکم صادر کیا تھا جسکے سبب سے جائداد ہائے آفیشل اسائینی کی تفویض میں دیگئی تھیں۔ اسکے بعد وینکیتا توکر نے ایک اقرار نامہ دائنان کے ساتھ تحریر کیا تھا جسکے سبب سے مدعیان اور ایک شخص لنگا چیریر انکے قرضخواہات کا ایفا کرنیکے واسطے اسناد مقرر کئے گئے تھے اور کہ بموجب دستاویز صلحنامہ (تحریر کردہ ۱۷ دسمبر سنہ ۱۸۸۶ع) کے جائداد ہائے متنازعہ آفیشل اسائینی کیطرف سے بہت سے دائنان کی رضامندی سے اسناد کے نام منتقل کیگئی تھیں اور کہ مدعا علیہ نمبر ۱ کے اندائیان نے بعلت اجراء اپنی ڈگری بخلاف وینکیتا توکر کے جائداد متنازعہ حال کو ۲۳ جنوری و ۲ فروری سنہ ۱۸۸۶ع کو قرق کرایا اور مدعیان نے قرقی مذکور کے منسوخ کرانیکی درخواست کی لیکن انکی درخواست ۳ جولائی سنہ ۱۸۸۹ع کو خارج کیگئی تھی۔ ازاں بعد جائداد ہائے مذکور نیلام کیگئی تھیں جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مدعا علیہ نمبر ۱ نے جائداد نمبر ۱ اور مدعا علیہ نمبر ۲ نے

* اپیل دوم نمبر ۱۶۲۳ سنہ ۱۸۹۵ع۔

جائداد نمبر ۲ ما اور مدعا علیہ نمبر ۳ نے جائداد نمبر ۵ خرید کر لی۔ اس لئے مدعیان نے یہ استدعا کی کہ کاسد وایات اجرا اور نیلام منسوخ کئے جانے چاہئیں۔

منصف ضلع نے نالش کو خارج کیا لیکن اُسکی ڈگری بر طبق اپیل کے سب آرڈینیٹ جج سے منسوخ ہوگئی تھی۔ جسنے فیصلہ بحق مدعیان کیا۔

مدعا علیہم نے اپیل دوم حال رجوع کیا۔

کرشنا سامی آیار منجانب اپیلانٹان۔

تیاگرا جا آیار منجانب ریسپانڈنٹ۔

تجویز: ۔ مدعیان نے بطور اسناد معتبر کردہ منجانب نیکیتا لوکر بزمن الیفاؤ اسکے ترمیمات کے ایک نالش واسطے منسوخ کرانے قرقی جائداد تو کر کے دائر کی جو اسکے دعشان میں سے ایک نے کرائی تہی اور نیز واسطے منسوخی بعض نیلامہائے بروئے قرقی مذکور کے قبل جاری ہونے حکم قرقی کے توکر نے کمشنر دیوالہ مدراس کے پاس ایک خواست دیوالیہ قرار دیئے جانیکے کی تہی اور ایک حکم تفویضی صادر کیا گیا تہا۔ بعد کئے جانے قرقی کے درخواست دیوالہ خارج کیگئی تہی اور حکم تفویضی منسوخ کیا گیا تہا۔ حکم قرقی مذکور کی نسبت کوئی عذر اُس وقت سے پہلے نہ کیا گیا تہا اور نہ وہ واپس لیا گیا تہا جبکہ حکم تفویضی منسوخ کیا گیا تہا۔ بعض جائدادہائے قرق کردہ بعد میں بتعمیل قرقی مذکور کے فروخت کیگئی تہیں اور مدعا علیہم نے خرید کی تہیں۔ باقی جائداد تابع قرقی کے رہی تہی۔ مدعیان بذریعہ ایک تاریخ ہی تاریخ کے جسپر کہ حکم تفویضی منسوخ کیا گیا تہا اسناد معتبر کئے گئے تہے۔ انہوں نے یہ عذر کیا ہے کہ چونکہ قرقی دوران حکم تفویضی میں کیگئی تہی۔ اسلئے مدیون ڈگری کو کوئی ایسا حق حاصل نہ تہا جسپر قرقی مذکور موثر ہو سکتی تہی اس لئے وہ انکے مقابلہ میں ناجائز تہی۔

ہماری رائے میں یہ حجت درست نہیں ہے۔ شرط مندرجہ دفعہ ۔ ایکٹ دیوالیہ (۱۱ اور ۱۲ وکٹوریہ باب ۲۱) کا اثر یہ تہا کہ ڈگری کی جائداد پہر اُسکی تفویض میں تاریخ صدور حکم تفویضی سے آگئی تہی اور وہ تابع اُن جملہ افعال کے تہی جو منتقل الیہ نے یا اُسکی طرف سے کسی اَور نے دوران حکم تفویضی میں کئے تہے۔

اس لئے ہماری یہ رائے ہے کہ قرقی مناسب طور سے اُسکے جاری کئے جانیکی تاریخ سے توکر کی جائداد پر موثر تہی لیکن بہر صورت وہ بالعزور حکم تفویضی کے منسوخ ہوتے ہی موثر ہوگئی تہی۔ پس صورت میں وہ بہر کیف قبل اُس وقت کے موثر ہوگئی تہی جبکہ مدعیان نے بروئے دستاویز امانت کے کوئی حق حاصل کیا تہا۔ اس لئے سب جج کی ڈگری منسوخ کیجانی چاہیئے اور منصف ضلع کی ڈگری

۱۸۹۷
راماسامی کوتا ریار
بنام
مرگیسا مدالی

شعر و تسمی نالش سوال کیجانی چاہیئے مدعیان کو چاہیئے کہ مدعاعلیہم کا کل خرچہ ادا کرین نالش کا فیصلہ جو بات مذکورۂ بالا پر کیا گیا ہے اس لئے ہمارے واسطے اس امر کا فیصلہ کرنا ضروری نہین ہے جسکی بحث ہمارے روبرو بہ تفصیل کیگئی ہے کہ آیا دفعہ ۴۲ ایکٹ دادرسی خاص نالش ہذا کی مانع ہے۔

صیغۂ اپیل دیوانی

باجلاس سبرامنیا آیار صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

۱۸۹۷
۹ و ۱۳ اپریل

شکراسا آیار (مدعاعلیہ نمبر ۲) اپیلانٹ بنام راما سامی آیانگر و دیگر کس دیگر (مدعی و مدعاعلیہم نمبر ۱) ریسپانڈنٹان[*]

انعام جو ملحق بعہدہ سوروتی تنگر کے ہو۔ عطائے اراضیات انعام سمجھے۔ دو شخص کے نالش منجانب قابض عہدہ مذکور کے واسطے دلاپانے اراضی کے۔

اراضیات انعام جو معاوضہ عہدہ تنگر بنائی تہین بذریعہ ... کے طور پر عطا کیگئی تہین۔ ماہ نومبر سنہ ۱۸۹۰ء مین مدعاعلیہ کو یہ اطلاع دیگئی تہی کہ نصف اراضیات کا پٹہ اسکے نام جاری کیا جائیگا اور دعوی مین دوالیاسی ... کیا گیا تہا۔ ماہ اپریل سنہ ۱۸۹۱ء مین (الو فیصل سے پنے اس تعتیب کے جو کیگئی تہی) مدعی بلحو تینا تنگر کے معزز کیا گیا تہا۔ اور اسنے سنہ ۱۸۹۴ء مین نالش واسطے منسوخی اس پٹہ کے رجوع کی جو ... کے نام جاری کیا گیا تہا اور واسطے جاری کئے جانے ایک پٹہ کے خود اسکے حق مین ان اراضیات کی نسبت جو اس پٹہ مین شامل تہین اور نیز انکا قبضہ دلاپانے کی۔

تجویز ہوئی کہ مدعی دادرسی متدعویہ کا مستحق نہ تہا۔

اپیل دوم بنا راضی ڈگری ڈبلیو ڈوما گو صاحب ڈسٹرکٹ جج مدورا بمقدمہ اپیل نمبر ۴۴۴ سنہ ۱۸۹۵ء بترمیم ڈگری وی کپو سامی آیار منصف ضلع ترومنگلام بمقدمہ ابتدائی نمبر ۵۰ سنہ ۱۸۹۴ء۔

مدعی نے بعض اراضی کے دلاپانیکی نالش کی جو ایک جزو اس معاوضہ کا بنائی تہی جو سوروتی عہدہ تنگر کے ملحق تہا اور وہ اراضی سوضعہ تہدایام پیٹی مین واقع تہی جو اسکے قبضہ مین تہا۔

عہدۂ تنگر موضعہ تہدایام پیٹی مشترک طور پر فیصل کے وقت سے سنہ ۱۸۲۳ء تک دو اشخاص کے قبضہ مین تہا جو مختلف خاندانہائے کے رکن تہے جنکے کہ قائم مقامان علی الترتیب مدعی اور مدعاعلیہ نمبر ۲ مین اور اراضیات منیبام کا استعمال بہلادی حصص مین قابضان عہدۂ مذکور سے کیا جاتا تہا۔ سنہ ۱۸۲۳ء مین مدعاعلیہ نمبر ۲ کا بہائی بباعث بدعملی کے معزول کیا گیا تہا

[*] اپیل دوم نمبر ۵۴۷ سنہ ۱۸۹۶ء۔

سنہ ۱۹۲۷ء

ستارا ستایار
بنام
راماسامی اینگر

اور اس وقت کے بعد سنہ ۱۹۰۲ء تک جبکہ مدعا علیہ نمبر ۲ کا حق نسبت نصف عہدہ مذکور کے عہدہ داران مال نے تسلیم کیا تھا فرائض مذکور کی تعمیل مدعی کے باپ اور مدعی سے ہوتی تھی قبضہ اراضیات کے کیجاتی تھی۔ ماہ فروری سنہ ۱۹۲۰ء مین بعد تنازعہ زیر ریگولیشن ۷ سنہ ۱۸۳۱ء کے مدعا علیہ نمبر ۲ باضابطہ طور پر تھمگر دوم بذریعہ حکم ڈپٹی کلکٹر مورخہ ۲۲ ہر جنوری سنہ ۱۹۲۰ء کے مقرر کیا گیا تھا لیکن نگرانی علاوہ ہو کیوقت جو ہی سال لگی تھی یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ موضع مذکور کیواسطے صرف ایک ہی تھمگر کافی ہے چنانچہ مدعا علیہ نمبر ۲ معزول کیا گیا تھا اور مدعی منجانب ڈپٹی کلکٹر کے ۱۸ اگست سنہ ۱۹۲۰ء کو تنہا مقرر کیا گیا تھا۔ کلکٹر نے ڈپٹی کلکٹر کے حکم کو منسوخ کرکے مدعا علیہ نمبر ۲ کو بطور تنہا تھمگر کے ۳ جنوری سنہ ۱۹۲۱ء کو مقرر کیا لیکن برطبق اپیل مدعی کے بورڈ مال نے ۲۰ اپریل سنہ ۱۹۲۱ء کو کلکٹر کے حکم کو منسوخ کرکے ڈپٹی کلکٹر کے اس حکم کو بحال کیا جسکے روسے مدعی بطور تنہا تھمگر کے مقرر کیا گیا تھا۔ اس اثنا میں ایکٹ ابواب ۳ بہ ۸ سنہ ۱۹۲۳ء ضلع مذکور سے متعلق کیا گیا تھا اور القاء اراضیات حق الخدمت وغیرہ کے عمل کرتے ہوئے کمشنر انعام نے ایک پٹہ بحق مدعا علیہ نمبر ۲ کے دربارہ نصف ان اراضیات کے جاری کیا جو عہدہ تھمگر موضع متدامپٹی کا انعام بناتی تھیں۔ اس پٹہ کی تاریخ ۳ مئی سنہ ۱۹۲۴ء ہے اور ماہ اگست سنہ ۱۹۲۴ء مین کلکٹر ضلع نے حکم دیا کہ اراضیات مذکور نصف نصف میں تقسیم کیجائیں جسپر مدعی نے نالش حال بخلاف مدعا علیہ نمبر ۲ کے بطور قائم مقام پٹہ مذکور دربارہ نصف اراضیات کے اور بخلاف سکرٹری آف سٹیٹ ہند کے بطور مدعا علیہ نمبر ۱ رجوع کی۔ دو داد رسی ہائے جنکی استدعا مدعی نے کی ہے یہ تہین کہ پٹہ مذکور جو مدعا علیہ نمبر ۲ کو عطا کیا گیا ہے منسوخ کیا جائے اور خود اسکا استحقاق ان اراضیات کی نسبت قائم کیا جائے جو پٹہ مذکور مین شامل ہیں اور کہ ان اراضیات کا پٹہ بھی خود اسکے نام جاری کیا جائے اور ایک حکم امتناعی مدعا علیہم کے برخلاف جاری کیا جائے جسکے ذریعہ سے وہ اراضیات کو تقسیم کرنے سے باز رکھے جائیں

منصف ضلع نے نالش کو خارج کیا۔

برطبق اپیل کے صاحب جج ضلع نے منصف ضلع کے فیصلہ کو منسوخ کرکے ایک ڈگری حسب استدعا بخلاف سکرٹری آف سٹیٹ ہند اور مدعا علیہ نمبر ۲ کے صادر کی۔

مدعا علیہ نمبر ۲ نے اپیل دوم حال رجوع کیا۔

پتابھی رام آیار و مہادیو ایار منجانب اپیلانٹ۔

سواسامی ایار منجانب ریسپانڈنٹ نمبر ۱۔

۱۹۱۴ء
راسیایار
بنام
راماسامی ایانگر

تجویز:- مدعی کو (اُنکو) اُنکی تنخیص) عہدۂ مذکور کی انعام تہی اور گورنمنٹ نے اُسکو بطور ملحق بعہدۂ مذکور کے جدا کیا تہا سنہ ۱۸۳۲ع سے بہت عرصہ پیشتر دو تمگر ہائے موجود تہے جو مختلف خاندانہائے کے رکن تہے یعنے خاندان مدعی و خاندان مدعاعلیہ نمبر ۲ کے مدعاعلیہ نمبر ۲ کا برادر سنہ ۱۸۷۳ء میں عہدۂ مذکور سے معزول کیا گیا تہا۔ خاندان مدعی کل فرض عہدۂ مذکور کی تعمیل کرتا رہا تہا اور وہ اُس حد تک مدعی عارضی قابض اُس حد تک متصور کیا جاتا تہا جہانتک کہ فرایض وانعام ملحق بہ خاندان مدعاعلیہ نمبر ۲ کا تعلق تہا۔ ایکے بعد مدعاعلیہ نمبر ۲ نے زیر ریگولیشن ۶ سنہ ۱۸۳۱ء نالش کرکے بنا استحقاق نسبت خالی عہدہ اپنے برادر کے اور اُسکے انعام کے قایم کرا دیا۔ اس فیصلہ کی تعمیل میں وہ واقعی طور پر عہدہ پر قابض کیا گیا تہا اور اُسنے ایک حصہ انعام کا حاصل کیا تہا۔ یہ امر سنہ ۱۸۹۰ء کے شروع میں کیا گیا تہا اُسی سال گورنمنٹ نے یہ ریزولیوشن نافذ کیا کہ ہردو عہدہ ہائے مذکور کی ملحقہ اراضیات تقسیم کیجائیں اور ایک تنہا شخص ہر دو عہدہ ہائے کی تعمیل کیواسطے مقرر کیا جائے اور اُسکو تنخواہ نقد ادا کی جائے اولاً مدعاعلیہ نمبر ۲ اُس عہدہ کیواسطے مقرر کیا گیا تہا لیکن بالآخر مدعی مقرر کیا گیا تہا۔ ان کاروایات کے دوران ہی میں کاروایات واسطے تقسیم انعام کے کیگئی تہین اور مدعاعلیہ نمبر ۲ کو ماہ نومبر سنہ ۱۸۹۰ء میں اطلاع دیگئی تہی کہ نصف اراضیات کا پٹہ اُسکے نام پر جاری کیا جائیگا اور ماہ مئی سنہ ۱۸۹۱ء میں ایسا ہی کیا گیا تہا۔ مدعی بطور تنہا قابض عہدہ کے ماہ اپریل سنہ ۱۸۹۱ء میں مقرر کیا گیا تہا۔ مدعی یہ عذر کرتا ہے کہ چونکہ اُس وقت جبکہ مئی سنہ ۱۸۹۱ء میں پٹہ جاری کیا گیا تہا صرف وہی تنہا عہدۂ مذکور پر قابض تہا۔ اس لیئے صرف وہی کل اراضیات کا پٹہ حاصل کرنیکا مستحق تہا۔ اس رائے کو عدالت اپیل ماتحت نے منظور کیا ہے لیکن ہم اُسکی تائید نہیں کرسکتے۔ وہ درست تاریخ معلوم نہیں ہوتی جبکہ اراضیات کے تقسیم کرنیکا ریزولیوشن نافذ کیا گیا تہا لیکن یہ امر بالضبط پیشتر قبل اُس وقت کے کیا گیا تہا جبکہ مدعی بطور تنہا تمگر کے مقرر کیا گیا تہا۔ یہ امر بھی صریح ہے کہ تقسیم اس بنا پر کیگئی تہی کہ ہر ایک تمگر نصف اراضی کا مستحق تہا۔ ان واقعات کی موجودگی میں صرف یہی مناسب طریق تہا جو گورنمنٹ اختیار کرسکتی تہی اور ہم معلوم نہیں کرسکتے کہ کن وجوہات پر مدعی اُسکی نسبت تنازعہ کرسکتا ہے۔

ہماری یہ رائے ہے کہ نصف اراضی کا مدعاعلیہ نمبر ۲ کے نام عطا کیا جانا مطابق اُس اصول کے تہا جو مقدمہ اجلاس کامل وینکٹا بنام راما (۱) محولہ صاحب جج ضلع میں قایم کیا گیا ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۸ صفحہ ۲۴۹۔

سنہ ۱۸۹۶ع
سکار اسپا یار
بنام
راما سوامی ایانگر

کیونکہ معاعلیہ نمبر ۲ کا حق جو بہ بعث نالش زیر ریگولیشن ۲۵ سنہ ۱۸۳۱ع کے قایم کیا گیا تھا کبھی بعد میں منسوخ نہیں کیا گیا تھا اور نہ حکام مال نے ضبط کیا تھا تقرر مدعی بلوریتہا مگر ماہ اپریل سنہ ۱۸۹۱ع میں ہرگز اس غرض سے نہیں کیا گیا تھا کہ معاعلیہ نمبر ۲ کے استحقاق نصف اراضیات میں خلل انداز ہو۔ وہ صرف ایک فعل مصلحت گورنمنٹ کیطرف سے واسطے مناسب تر تعمیل فرائض عہدۂ مذکور کے تہا اور وہ معاعلیہ نمبر ۲ کے حقین صرف تقرر مذکور کی تاریخ سے خلل انداز ہو سکتا تھا ہماری رائے میں یہ مناسب نہیں ہے اور نہ کوئی سند ہی اسکے قرار دینے کی موجود ہے کہ مدعی کے تقرر ماہ اپریل سنہ ۱۸۹۱ع کا اثر ایسا بین طور پر ہوا تہا جس سے معاعلیہ نمبر ۲ کا وہ حق زائل ہو سکے جو اُسے بہ رُوئے ایک ناقبل حکم کے نصف اراضیات کے متعلق مفوض ہوا تہا۔ اس لیے ہم کو چاہیئے کہ صاحب جج ضلع کی ڈگری کو منسوخ کر کے منصف ضلع کی ڈگری کو بحال کرین۔ ریسپانڈنٹ نمبر ۱ کو چاہیئے کہ اپیلانٹ کا خرچہ عدالت ہذا و عدالت اپیل ماتحت ادا کرین۔

ضمیمہ اپیل فوجداری

باجلاس سر آرتھر جان ایچ کالنس صاحب نائٹ چیف جسٹس و شفرڈ صاحب جسٹس

سنہ ۱۸۹۶ع
...ر جولائی

ملکۂ معظمہ قیصر ہند بنام موتہیا۔ *

مجموعہ ضابطہ فوجداری - ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ع دفعہ ۸۰ - ایکٹ عہد شکنی ۱۳ ایکٹ ۱۳ سنہ ۱۸۵۹ع - وارنٹ

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۸۰ ان وارنٹ ہائے سے متعلق ہے جو بہ رُوئے ایکٹ عہد شکنی سنہ ۱۸۵۹ع کے جاری کئے گئے ہون اور انکا اجرا اُس عدالت کے حدود اختیار سے باہر ہو سکتا ہے جسنے کہ وہ جاری کئے ہون۔

مقدمہ ہذا کا استصواب احکام ہائیکورٹ کے واسطے کے سی مناودن راجہ ایکٹنگ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اننتاپور نے زیر دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کیا ہے۔

مقدمہ حسب ذیل بیان کیا گیا تہا:-

مقدمہ ہذا میں مجسٹریٹ ضلع کورگ نے ایک وارنٹ واسطے گرفتاری ایک شخص موتہیا نیگا باشندہ لنانا کوٹا تعلقہ دہرما ورام ضلع ہذا کے جاری کیا تہا اس بنا پر کہ اُسنے ایک پیشگی قریباً مبلغ ۵۰ کے

* مقدمہ نگرانی فوجداری نمبر ۴، سنہ ۱۸۹۶ع۔

۱۸۹۶ء
ملکۂ معظمہ قیصرِ ہند
بنام
سوتھیا

ایک مزدور بھرتی کرنیوالے موسوم بہ ہمبا شتری سے بزرید اس قرارنامہ کے حاصل کی تھی کہ وہ ابری کانی اسٹیٹ میں ۲۵ مارچ ۱۸۹۶ء سے ۲۵ مارچ ۱۸۹۷ء تک اس مزدوری پر کام کریگا جو وہان رایج ہے اور دیگر لوگون کو دیجاتی ہے اور وہ معاہدہ مذکور کی تعمیل کرنے سے قاصر رہا ہے ۔ وارنٹ مذکور میں یہ ہدایت کیگئی تھی کہ وہ مجسٹریٹ ضلع کے روبرو پیش کیا جانا چاہیئے اِلّا جبکہ وہ مبلغ سو کی ضمانت اور دستکا مچلکہ اسکے روبرو ۱۱ دسمبر ۱۸۹۶ء کو حاضر ہونیکے واسطے مہیا کرسکے ۔ اس شخص نے ہیڈ اسسٹنٹ مجسٹریٹ کے روبرو درخواست کی کہ اس کو ضمانت داخل کرنے کیواسطے مہلت دیجاوے اور اسے ایک دن کا ریمانڈ دیا گیا تھا اور بعد ضمانت پیش کرنیکے رہا کیا گیا تھا ۔

یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا احکام مجموعہ ضابطہ فوجداری ۱۸۸۲ء متعلق بہ وارنٹ ہاے ایسے وارنٹ ہاے سے متعلق ہیں جو زیر ایکٹ ۱۳ سنہ ۱۸۵۹ء جاری کئے گئے ہوں اور کہ آیا ایک وارنٹ زیر ایکٹ مذکور کی تعمیل اس عدالت کے حدود حقیقیہ سے باہر کیجا سکتی ہے جسنے کہ اُسے صادر کیا ہو ۔ الفاظ دفعہ ۸۳ مجموعہ مذکور غیر محدود ہیں اور اس حد تک معلوم ہوتا ہے کہ وہ جملہ وارنٹ ہاے کے متعلق ہیں بخلاف ازین وہ ایسے وارنٹ ہاے تک بھی محدود کئے جاسکتے ہیں جو بروے مجموعہ مذکور جاری کئے گئے ہوں بموجب دفعات ۷۵ و ۹۳ کے جو کل باب مذکور سے متعلق معلوم ہوتی ہیں ۔ یہ امر قابل لحاظ ہے کہ گو ایک وارنٹ زیر دفعہ ۱ ایکٹ ۱۳ سنہ ۱۸۵۹ء جاری کیا جاسکتا ہے تاہم اُس وقت تک کسی جرم کا ارتکاب نہیں ہوتا جبتک کہ ایک مجسٹریٹ نے ایک حکم جاری کیا ہو اور اسکی تعمیل نہ کیگئی ہو لیکن یہ امر نہایت سخت معلوم ہوتا ہے کہ وہ خاص ضابطہ جو بروے ایکٹ مذکور کے مقرر کیا گیا ہے جسکے روسے بعض صورتون مین تعزیری احکام دیوانی معاہدہ کی خلاف ورزی سے متعلق کیئے ہیں اُن بیچارہ مزدورون سے متعلق ہونیکے قابل قرار دیئے جانے چاہئیں جو اپنے گھرون سے سینکڑون کوس کے فاصلہ پر ہوتے ہیں اور ایسی خلاف ورزی کے استغاثہ کی جوابدہی نہیں کرسکتے ۔ اس لئے میں یہ استدعا کرتا ہون کہ بمقدمہ ایک مستند فیصلہ کے یہ فیصل کیا جانا چاہیئے کہ آیا موجودہ قانون کے بموجب ایسا ضابطہ جائز ہے مین یہ بھی استدعا کرتا ہون کرتا ہون کہ وارنٹ صورت حالین زیر دفعہ ۸۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی جاری کردہ معلوم ہوتا ہے ؟

پبلک پراسیکیوٹر (مسٹر پاول) منجانب سرکار ۔

حکم ۔ سماعی صریح طور پر یہ رائے ہے کہ دفعہ ۸۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری ایسے وارنٹ ہاے سے متعلق ہے جو زیر احکام ایکٹ ۱۳ سنہ ۱۸۵۹ء کے جاری کئے گئے ہون کوئی الفاظ دفعہ مذکور میں موجود نہیں جنکے روسے اس کا اطلاق وارنٹ ہاے جاری کردہ بموجب مجموعہ مذکور تک محدود کیا گیا ہو ہمارے نزدیک اُن حوالہ سے جو وارنٹ ہاے مجموعہ مذکور کا دفعات ۷۵ و ۹۳ میں

دیا گیا ہے وہ شے نہیں پیدا ہو سکتی جسکا اظہار کیا گیا ہے۔ یہ قیاس نہیں کیا جا سکتا کہ جب مجموعہ ضابطہ فوجداری ۱۸۸۲ء نافذ تھے تو وہ دفعات مجموعہ ہائے مذکور جو مجموعہ حال کی دفعہ ۳۰ کے ہم مضمون تھیں وارنٹ جاری کردہ زیر ایکٹ ۱۳ بابت ۱۸۵۹ء کے متعلق تھیں۔ اس نوعیت قانون کے تبدیل کرنے کا منشاء مجموعہ ۱۸۸۲ء میں تھا یہ قرار دینا کہ کوئی حکم باب ۶ مجموعہ مذکور الیہ وارنٹ ہائے سے متعلق نہیں ہوتا یہ نتیجہ پیدا کرتا ہے کہ انکے جاری کرنے یا انکی تعمیل کئے جانے کے متعلق کوئی حکم نہیں دیا گیا ہے۔ لہذا ضروری نہیں ہے کہ آیا زیر ایکٹ ۱۳ فسخ معاہدہ ہے کہ جرم کا ارتکاب ہوتا ہے ہماری رائے میں نیت مذکورہ کی صراحت سے ظاہر ہوتا ہے کہ واضعان قانون کا یہی منشاء تھا لیکن بہرحال ایکٹ مذکور کے ذریعہ مجسٹریٹ کو اختیار دیا گیا ہے کہ استغاثہ کئے جانے پر ایک وارنٹ جاری کرے اور سوال صرف یہ ہے کہ آیا احکام مجموعہ ضابطہ فوجداری وارنٹ مذکور سے متعلق ہوتے ہیں ہماری رائے میں احکام مذکور متعلق ہوتے ہیں۔

ضمیمہ اپیل دیوانی

باجلاس سبرامنیا آیار صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

پاروتھی امل (مدعیہ) اپیلانٹ **بنام** سندرامل (مدعا علیہ) ریسپانڈنٹ ...

دہرم شاستر۔ تقسیم مابین بیوہ اور ماں آخری وارث ذکور کے۔ بیوہ کا حق ماں کی وفات پر۔

ایک مالک اراضی کی بیوہ اور ماں نے جو لاولد فوت ہوا تھا اسکی اراضی کو ۱۸۸۶ء میں اپنے مابین تقسیم کیا ماں نے اپنا حصہ اراضی مذکور ۱۸۹۲ء میں فروخت کر دیا اور وہ ۱۸۹۱ء میں فوت ہوئی۔ بیوہ نے اب ۱۸۹۳ء میں ایک نالش واسطے دلا پانے جائداد کے مشتری مذکور سے دائر کی۔

تجویز ہوئی کہ نالش زائد المیعاد نہ تھی اور مدعیہ دلا پانے کی مستحق تھی۔

اپیل دوم بنا راضی ڈگری ایس رسل صاحب ڈسٹرکٹ جج چنگل پٹ بمقدمہ اپیل نمبر ۲۰۲ ۱۸۹۴ء مشعر تنسیخ ڈگری پی ایس گرومرتھی ایار منصف ضلع پوناملی بمقدمہ ابتدائی نمبر ۲۶۴ ۱۸۹۳ء۔

نالش واسطے دلا پانے قبضہ اراضی معہ زر واصلات کے جو ماہ دسمبر ۱۸۹۰ء سے شمار کیا گیا تھا۔ آخری مالک ذکور اراضی متنازعہ کا شوہر مدعیہ تھا جو لاولد فوت ہوا تھا اور علاوہ اپنی بیوہ کے مسماۃ اکیال اپنی ماں

---

* اپیل دوم نمبر ۹۸۹ ۱۸۹۴ء۔

۱۷ نومبر
بارسیو بیرن
و
بالمنڈ گونڈن

تجویز ہوئی کہ مرتہن کا ایفا کیا گیا تھا اور مدعی نالش کرنیکا مستحق نہ تھا۔

اپلیٹ دوم بنا رہنی ڈگری ریم لی سندرا ڈسٹرکٹ جج کوسیاکوٹ بمقدمہ اپیل نمبر ۵۹ سنہ ۱۸۹۲ء
شعر ترمیم ڈگری ایس کرشنا سامی ایار منصف ضلع اروڈ مقدمہ ابتدائی نمبر ۱۲۴ سنہ ۱۸۹۴ء۔

نالش واسطے دلا پانے زر اصل مع سود واجب الادا بربنا رہن مورخہ ۳ مئی سنہ ۱۸۹۱ء کے جو مدعا علیہم نمبر ۱ و ۲ نے بحق مدعی و مدعا علیہ نمبر ۳ کے تحریر کیا تھا۔ راہنان نے یہ عذر کیا کہ رہن کا ایفا کیا گیا تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ تین سال قبل رجوع نالش ہذا کے انہوں نے مدعا علیہ نمبر ۳ کو رقم واجب الادا بربنا رہن ادا کر دی تھی اور انہوں نے اس سے ایک رسید لکھوالی تھی لیکن مدعی اس وقت موجود نہ تھا اور اسنے زر مذکور وصول نہ کیا تھا اور مدعا علیہ نمبر ۳ اس رقم کی وصولی کیواسطے اسکا ایجنٹ نہ تھا۔ منصف ضلع نے نالش کو خارج کیا لیکن اسکی ڈگری بر فیصلہ اپیل کے ڈسٹرکٹ جج سے منسوخ ہوگئی تھی جسنے ایک ڈگری بحق مدعی صادر کی تھی۔

راہنان نے اپلیٹ دوم عدالت میں رجوع کیا۔

سادیو آیار منجانب اپیلانٹان۔

کستوری رنگا ئنگر منجانب رسپانڈنٹ نمبر ۱۔

تجویز:۔ وہ سوال جو اپیل ہذا میں اٹھایا گیا ہے یہ ہے کہ آیا وہ ادائگی جو اُن دو اشخاص میں سے ایک کے حق میں کیگئی ہو جو شترک طور پر بر وئے ایک رہن نامہ کے اُسکے مستحق تھے بطور ایک جائز ایفاء قرضہ کے اس نالش میں بطور عذر کے پیش کیجا سکتی ہے جو دوسرے شخص حقدار بروئے دستاویز مذکور نے رجوع کی ہو۔ قرار دیا گیا ہے کہ وہ فریق جسنے ادائگی مذکور حاصل کی تھی مدعی کیطرف سے ایجنٹ نہ تھا بخلاف ازیں بظاہر نہیں کہا گیا کہ کوئی فریب مدعا علیہم کیطرف سے کیا گیا تھا جنہوں نے کہ ادائگی مذکور کی تھی۔ اپیلانٹ کے وکیل نے اپنے اس عذر کی تائید میں کہ ادائگی بحق ایک مشترک داین کے جائز ایفاء قرضہ کا بخلاف دوسرے شریک کے ہے دفعہ ۳۸ ایکٹ معاہدہ اور مقدمہ انگلستان ولیمس بنام کلسال (۱) کا حوالہ دیا ہے۔ چند شریک معاہدین میں سے ایک کی نسبت آمادگی ظاہر کرنیکے نتائج قانونی وہی ہیں جو ان سب کی نسبت آمادگی ظاہر کرنیکے ہیں۔ یہ عبارت آخری فقرہ دفعہ مذکور کی ہے۔ دفعہ مذکور کے جزو اول میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ جہاں تعمیل کرنیکی آمادگی ظاہر کیگئی ہو اور وہ قبول نہ کیگئی ہو تو معاہد پر بوجہ عدم تعمیل کے مواخذہ نہیں ہو سکتا

(۱) مین ووڈز لی رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۲۶۴۔

۱۸۶۹ء

بابیہ میرن
بنام
راماناگوندن

نتیجہ یہ ہے کہ جب وہ مشترک معاہدہم مین سے ایک کے پاس آمادگی ظاہر کیگئی ہو اور اُسنے اُسے قبول نہ کیا ہو تو معاہد اپنے معاہدہ کی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جاتا ہے۔ اِس مسئلہ کے ساتھ اُس رائے کی تطبیق کرنا مشکل ہوگا جو بارڈ سینیئر جج نے اختیار کی ہے جو یہ ہے کہ مدعاعلیہم بسبب اُس آمادگی کے سبکدوش نہ ہوئے تہے جو ایک ایسے فریق کے حق مین کیگئی تہی جو مشترک طور سے دیگر کے ساتھ حق رکھتا تہا۔ لیکن رسپانڈنٹ نمبر ا کی طرف سے یہ بحث کیگئی ہے کہ دفعہ ۴۵ ایکٹ مذکور کے روسے بذریعہ اظہار حق چند مشترک معاہدہم کے دربارہ تعمیل کے دیون پر لازم قرار دیا گیا ہے کہ قبل کامل ایفاء کے حاصل کرنیکے اُن سب کا اطمینان کیا جاوے۔ یہ بہی ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ امر واقعہ کہ وہ اُن ایک مرتہن تہا اہم فرق پیدا کرتا ہے۔ بنسبت دفعہ ۴۵ کے ہم یہ معلوم نہین کر سکتے کہ وہ استقرار کہ چند مشترک معاہدہم بتعمیل کے مستحق ہین قانون انگلستان کے نا مطابق ہے یا جبتک کہ اُسکی تعبیر اسطرحپر نکیجاوے کہ اُنکے بعد سے مشترک حقوق بروئے معاہدہ جداگانہ حقوق مین مبدل ہو جاتے ہین اسوقت وہ خلاف احکام آخری فقرہ دفعہ ۴۳ کے ہے۔ دفعہ مذکور کی یہ تعبیر کرنا کہتے کس حد تک پہنچتا ہے کہ جہان معاہدہ ایک سے زیادہ اشخاص کے حق مین کیا گیا ہو تو انکی نسبت یہ متصور کیا جانا چاہئیے کہ وہ جداگانہ طور پر اُنکے بعد سے مستحق مین کیونکہ وہ مشترکا اور منفرداً مستحق نہین ہو سکتے۔ (دیکھئے بنام ولسن (۱) وتنما رپلن اینڈ لیک صاحبان طبع سوم صفحہ ۱۷۴) اِس امر کے قیاس کرنیکی کوئی وجہ موجود نہین ہے کہ واضعان قانون کا یہی منشاء تہا۔

ایک ایسا ہی عذر مقدمہ ہنسیرد کمار ملک بنام راجندر لال منشی (۲) مین بہی بحوالہ دفعہ ۴۳ ایکٹ مذکور کے اٹہایا گیا تہا اور جو اشخاص ذمہ دار قرضہ کے ذمن پر موثر ہوتا تہا۔ وہ امر جسکا فیصلہ مقدمہ مذکور مین مقدمہ کنگ بنام ہور (۳) کی سند پر کیا گیا تہا یہ تہا کہ ایک ڈگری بمقابلہ ایک مشترک دیون کے اُس نالش کی مانع تہی جو بعد ازان بخلاف دیگر دیونان کے دائر کیگئی تہی۔ عدالت نے اِس عذر کے قبول کرنیسے انکار کیا تہا کہ بعد نفاذ ایکٹ معاہدہ کے فیصلہ مقدمہ کنگ بنام ہور (۳) غیر متعلق ہو گیا تہا۔ کیونکہ دفعہ ۴۳ کا اثر یہ ہے کہ ایک معاہدلہ اپنے معاہدہم مین سے ایک یا دو کے برخلاف جداگانہ طور پر دو یا زیادہ نالشات رجوع کر سکے۔ دفعات ۴۲ و ۴۳ و ۴۵ کو ملا کر پڑہنے سے ہمین یہ معلوم ہوتا ہے کہ واضعان قانون نے عام قاعدہ قانون پسماندگی کے برخلاف یکسان طور پر مشترک دائنان کی صورتین اور نیز مشترک برادران کی صورت مین قرار دیا ہے۔ نیز دفعہ ۴۴ مین ایکٹ مذکور مین قانون انگلستان کے اُس قاعدہ کو منسوخ کیا گیا ہے جسکے کہ مطابق ایک مشترک مدیون کی سبکدوشی

(۱) ایکسچیکر رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۷۲۳۔

(۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۳ صفحہ ۳۵۳۔

(۳) میسن و ولزبی رپورٹ جلد ۱۲ صفحہ ۴۹۴۔

۱۹۰۶
سامیا پلائی
بنام
میناکشی پلائی

انکے شریک دیونان کو بہی سبکدوش کردیتی ہے ہماری رائے مین اس مسئلہ کی کوئی بنا موجود نہین ہے کہ واضعان قانون کا منشا رہن سے تجاوز کرنیکا تہا اور یہ کہ حقوق یا ذمہ واریہائے مشترک کے تسلیم کرنیسے بالکل انکار کیا جائے ہماری یہ رائے ہے کہ اس صریح عبارت کو موثر کیا جانا چاہیئے جو دفعہ ۴۳ مین استعمال کیگئی ہے اور کہ سوال مذکورۂ بالا کا جواب اثبات مین دیا جانا چاہیئے۔ اگر اسکی تعبیر بطور خیر کیجائے تو وہ دفعہ ۴۷ کے نامطابق ہے جسمین یہ قاعدہ درج ہے کہ ایکمین جیسے اسباب چند مشترک مالکان سے حاصل کیا ہو اسباب مذکور کو ایک مالک حوالہ بلا رضامندی جملہ مالکان کے کرنیکا مجاز ہے۔ نیز یہ امر مطابق مقدمہ کامن لا ویلیس بنام کلسال (۱) کے ہے اور جہانتک ہم معلوم کرسکتے ہین وہ کسی اور مقدمہ کے خلاف نہین ہے سوائے ایک کے جسکا حوالہ ریسپانڈنٹ نے بھی تائید مین دیا جاسکتا ہے اور جسکا ذکر کرنا ہم مناسب سمجہتے ہین کیونکہ مبادا یہ خیال کیا جائے کہ وہ نظرانداز کیا گیا ہے ہم مقدمہ شیڈز بنام شیڈز (۲) کا حوالہ دیتے ہین جسکے ہم واقعات مطابق مقدمہ ویلیس بنام کلسال (۱) کے ہین یعنی دونو مقدمات مین یکے از مشترک دیونان کا جو نالش مین شامل ہوا تہا بذریعہ ادائگی یا دیگر طور پر ایفاء کیا گیا تہا۔ مقدمہ ویلیس بنام کلسال (۱) مین یہ عذر مذکور جائز قرار دیا گیا تہا۔ مقدمہ شیڈز بنام شیڈز (۲) مین بیان جوابدعوی صرف اس مدعی کے مقابلہ مین جائز قرار دیا گیا تہا جسکا ایفاء کیا گیا تہا۔ مقدمات محولہ فیصلہ مقدمہ شیڈز بنام شیڈز (۲) ہماری رائے مین اس نتیجہ کی بالکل تائید نہین کرتے جو اخذ کیا گیا تہا انسے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ القاعدہ اشخاص جو اشخاص ثالث کو روپیہ قرض دینیمین شریک ہین مزارعان متصور کئے جاتے ہین اور نیز قرضہ اور کسی دیگر کفالت کے جو انکے متعلق ہو۔ بعض مقدمات مین اس قیاس کا حوالہ دیا گیا ہے جو بحق مزارعت مشترک کے بخلاف قاعدہ لیس مانڈگی کے ہے۔ مگر مقدمہ ولسن بنام وئیس (۳) جسکا بہی حوالہ دیا گیا ہے بدین مضمون ہے کہ خریدار جائداد مرہونہ استحقاق مذکور کے قبول کرنے پر مجبور نہین کیا جاسکتا جب یہ معلوم ہو کہ اس روپیہ کی رسید پر جو رہن کے ایفاء کیلئے ادا کیا گیا تہا صرف یکے از مرتہنان نے دستخط کئے تہے لارڈ جسٹس نائیٹ بروس صاحب نے اس امر کے قرار دینے مین کہ جائداد کا ایفاء بذریعہ ایسی رسید کے ہوا تہا پر غور طریق سے اس سوال کی نسبت رائے ظاہر کرنے سے پہلو تہی کی ہے کہ جو ایک نالش زرہن مین پیدا ہو سکتا ہے بصورتحالیکہ ممکن ہے کہ خریدار جائداد مرہونہ نے درست طور پر اسوجہ پر تکمیل سے انکار کیا ہو کہ مدعی یکے از مرتہنان رسید زرہن کے دینے کو تیار نہ تہا

(۱) مین وولز لی رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۲۶۴۔ (۲) لارپورٹ کوئینز بنچ ڈویژن جلد ۲۲ صفحہ ۵۴۰۔
(۳) دی جیکیس چانسری واستنتہ رپورٹ چانسری جلد ۴ صفحہ ۲۴۵۔

مدعا علیہ نمبر ۲ کے مدعا علیہ نمبر ۳ نے جائداد مذکور کے بیچ کرنیکا معاہدہ کیا تھا ۔ مدعا علیہ نمبر ا نے نالش کی جوابدہی کی اور مدعا علیہم نے یہ عذر کیا کہ رہن مذکور بلا بدل مدعا علیہ نمبر ۲ کے دعوی کو پسپا کرنیکے واسطے تحریر کیا گیا ہے جو راہن کا ایک دائن تھا ۔

منصف ضلع نے ایک ڈگری بحق مدعی صادر کی ۔ بر طبق اپیل کے صاحب جج ضلع نے قرار دیا کہ رہن مذکور کا زربدل ادا کیا گیا تھا لیکن ان واقعات پر غور کرنیکے بعد جو شہادت سے ظاہر ہوتے تھے اُنہنے بیان کیا کہ :-

" ان جملہ واقعات کا اثر مجموعی طور سے بحق مدعی اور مدعا علیہ نمبر ا کے یہ ظاہر کرنیکا ہے کہ اُنہوں نے سازش کرکے اس نیت سے عمل کیا ہے کہ مدعا علیہ نمبر ۲ کے دعوی کو بذریعہ دستاویز متنازعہ کے پسپا کیا جائے ۔

" اس لیئے میں یہ قرار دیتا ہوں کہ معاملہ مذکور گو کہ وہ بلا بدل نہیں کیا جاسکتا مگر اُسکا زربدل بہت کم تھا بلحاظ مجموعی طور پر واقعات موجودہ کے جسکے مدعی نے نیکنیتی سے نہ کیا تھا اور کہ وہ ایک ایسا معاملہ تھا جو مدعا علیہ نمبر ۲ کے دیونات کو پسپا کرنیکی غرض سے تحریر کیا گیا تھا ۔ آخری فقرہ دفعہ ۵۳ ایکٹ انتقال جائداد کی تحفظیت حاصل کرنیکے واسطے مدعی کو چاہیئے تھا کہ نیکنیتی سے اور بعوض زربدل کے جائداد کو منتقل کرتا مگر ان دو شرائط کی تعمیل مقدمہ ہذا میں نہیں کیگئی "

نتیجہ یہ ہوا کہ صاحب جج ضلع نے منصف ضلع کی ڈگری کو منسوخ کرکے نالش کو خارج کیا ۔

مدعی نے اپیل کیا ۔

رام چندر راؤ صاحب و رام کرشن آیار بجانب اپیلانٹ ۔

بیناہی رام آیار و سوامی آیار بجانب ریسپانڈنٹان ۔

تجویز :- بر طبق واقعات قرارداد ڈسٹرکٹ جج کے ہماری یہ رائے نہیں ہے کہ اُسکا نتیجہ جائز تھا کہ معاملہ مذکور بطور ایک فریب بحق دائنان کے کیا گیا تھا ۔

صاحب جج نے قرار دیا ہے کہ رہن کا معاوضہ دیا گیا تھا لیکن اُنکی یہ رائے ہے کہ بباعث عدم موجودگی نیکنیتی کے مقدمہ دفعہ ۵۳ ایکٹ انتقال جائداد کی ذیل میں آتا ہے ۔ حوالہ نیکنیتی صرف شرط مندرجہ دفعہ مذکور میں دیا گیا ہے ۔

اولاً یہ معلوم کیا جانا چاہیئے کہ آیا دائنان کے پسپا کرنیکی نیت حسب منشاء حصہ اول دفعہ مذکور موجود تھی ۔ جب یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک دستاویز نیکنیتی سے تحریر نہیں کیگئی تو اُس سے یہ مراد ہے کہ وہ صرف برائے نام تحریر کیگئی تھی اور اصلی منشاء فریقین کا یہ ہوتا ہے کہ بظاہری منتقل کنندہ خود اُسکے فائدہ کو حاصل کرتا ہے

سامیا ... بنام ... ایزاکی ... یلانی

سنہ ۱۸۹۶ء
راما سامیا یانی
بنام
اینیڈرین پلّائی

ملاحظہ ہو یکطرفہ گمیس (۱) کسی امر سے یہ ظاہر نہیں ہے تک مقدمہ ہذا مین ان معنون مین نیک نیتی موجود تہی دفعہ ۵۳
درست طور پر سمجہی اور متعلق نہین کیجا سکتی جبتک کہ ان مقدمات انگلستان کا حوالہ نہ دیا جائے جن پر کہ دفعہ مذکور
دراصل مبنی ہے۔

ہمکو چاہئے کہ صاحب جج ضلع کی ڈگری کو منسوخ کر کے منصف ضلع کی ڈگری کو بحال کرین۔

ریسپانڈنٹان کو چاہئے کہ ہر دو عدالتہاے اپیل کا خرچہ ادا کرین۔

سپیشل اپیل دیوانی

باجلاس شفرڈ صاحب جسٹس و ڈیویس صاحب جسٹس

۱۰ اکتوبر سنہ ۱۸۹۶ء

سیتاراما ایکس دیگر (مدعیان) اپیلانٹ بنام چناپا (مدعا علیہ) ریسپانڈنٹ[*]

تجویز وصیت۔ تقرر اوصیاء مفہوماً۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۷ و ۵۳۔ ترمیم عرضیدعوی

بذریعہ شامل کرنے ایک جدید مدعی کے بر طبق اپیل دوم۔

مدعیان نے سنہ ۱۸۹۴ء مین ایک نالش واسطے دلا پانے جایداد متروکہ ترکہ موصی کے دائر کی اور دعوی کیا کہ
وہ بروے ایک وصیت کے اوسکے اوصیا ہین۔ جایداد مذکور کی نسبت بیان کیا گیا تہا کہ وہ موصی نے
سنہ ۱۸۹۳ء مین مدعا علیہ کی تفویض مین دی تہی۔ وصیت مین کوئی صریح تقرر اوصیاء کا بیان نکیا گیا
تہا لیکن اسمین یہ حکم تہا کہ مدعیان کو چاہئے کہ جایداد کی حفاظت بدوران نابالغیت ایک پسر کے کرتے
رہین جو موصی کا متبنی بنایا جانا تہا اور اُنپر یہ فرض عاید کیا گیا تہا کہ اُن اشخاص کے واسطے گذارہ مہیا
کرین جو اُسمین موسوم تہے۔

تجویز ہوئی (۱) کہ مدعیان مفہوماً اوصیاء مقرر کئے گئے تہے۔

(۲) کہ بر بناے واقعات مقدمہ کے عرضیدعوی کی ترمیم بر طبق اپیل دوم سنہ ۱۸۹۶ء مین اسطرح کیجانی چاہئے تہی کہ پسر
متبنی بطور مدعی کو معہ یکے از مدعیان حال کے بطور اُسکے رفیق قریب ترکے قایم کیا جاتا۔

اپیل دوم بنا راضی ڈگری اے جے سیول صاحب ڈسٹرکٹ جج ارکاٹ شمالی بمقدمہ اپیل نمبر ۴۰۶ سنہ ۱۸۹۵ء بشمول
بحالی ڈگری ٹی ساسی ایار منصف ضلع چیتور بمقدمہ ابتدائی نمبر ۴۲۱ سنہ ۱۸۹۴ء۔

مدعیان نے بطور اوصیاء وصیت راما پانیور دکے ایک نالش واسطے دلاپانے اسکے بہائی سے بعض جواہر

(۱) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۱۲ صفحہ ۴۱۴۔

[*] اپیل دوم نمبر ۱۴۸۵ سنہ ۱۸۹۶ء۔

سیشاما بنام چناپا

کے دایر کی جنکی نسبت بیان کیا گیا تہا کہ وہ انکی تقولیت مین ہین جسمین سنہ ۵ نومبر سنہ ۱۹۰۳ء کو ویشنا نے وصیت پیش کردہ حسب ذیل تہی :- وصیت مورخہ ۲۹ اکتوبر سنہ ۱۹۰۳ء [illegible] پایانیو وغیرہ -

"۱ - چونکہ ہمارے یہان دو زوجہ ہین [illegible] رواج اپنی قوم کی شادی کی ہے اور چونکہ ہم باعث تقاضاے عمر [illegible] مذکورہ سباما اور لکشماما کو بخوشی ساتہہ ہمنے مطابق [illegible] چاہیے کہ دونون اسی محل واقعہ بلور مین سکونت پذیر رہین جہانکہ ہم اب رہتے ہین اور انکو چاہیے کہ ہماری وفات کے بعد جملہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کو معہ اُن جملہ حقوق کے استعمال کرتی رہین جو ہمکو انکی نسبت حاصل ہین اور جن جائداد کے پرکہ ہم ہین اُن دستاویز تقسیم کے قابض ہین جو مابین ہمارے اور ہمارے برادر چناپا نیو کے تحریر کیگئی ہے -

۲ - چونکہ سباما کے بطن سے جو ہماری زوجگان مین سے ہے ایک لڑکی پیدا ہوئی ہے اسلئے ہماری دوسری زوجہ لکشماما کو چاہیے کہ اسکی مرضی کے مطابق عمل کرتی رہے اور جب تک تمہارے بطن سے میری حیات مین کوئی اولاد نرینہ نہو تمکو چاہیے کہ میرے رشتہ دارون مین سے کسی ایسے لڑکے کو متبنی بناؤ جسکو سباما پسند کرے اور اسکے بعد تمکو چاہیے کہ ایک اور لڑکے کو متبنی بناؤ اور علی ہذا القیاس اس طرح ہمارے خاندان کو قایم رکہو -

"۳ - ہمارا داماد ایم - آر - آر - وائی - آینگار وشیشاما یانیو جو مین مہانایکن بلور زمیندار ہیگا و ہم اور میرا خسر ایم - آر - آر - وائی وینکٹاپایانیو رواتغادار موپی ریدیا پلی کو چاہیے کہ جائداد ہاے مذکور کی حفاظت اسوقت تک کرتے رہین جبتک کہ پسر متبنی مذکور بالغ ہو جاے اور اسکے اہتمام کے قابل ہو اشخاص مذکور معیان حال ہین -

"۴ - لکشمی کو جو ہماری حفاظت مین بہت عرصہ تک معہ اپنے تین بچون دو پسران سرنگاپنی وکمارا اموو اور ایک دختر جانکی کے رہی ہے معہ اُن بچون کے جو بعد مین اُسکے بطن سے بوساطت میرے پیدا ہون چاہیے کہ میری زوجگان کے ساتہہ محل واقعہ بلور مین رہے -

"۷ - اُن اشخاص کو جو جائداد ہاے مذکور کی حفاظت کر رہے ہین اور میرے پسر متبنی کو بعد حصول سن بلوغ کے چاہیے کہ جائداد ہاے مذکور کا قبضہ حاصل کرے اور اونکو چاہیے کہ لکشمی کی اولاد موجودہ کو اور آیندہ اولاد کو کسیقدر مناسب رقم جائداد ہاے مذکور مین سے ادا کرین جو انکے اخراجات کے واسطے ضروری ہو -

"۸ - اُن اشخاص کو جو جائداد ہاے مذکور کی حفاظت کرین چاہیے کہ اُن مین سے جملہ اخراجات ہماری اصلی عورت کی دختر اور پسر متبنی اور ہماری زوجگان اور ہمارے خاندان کے ادا کرین "

منصف ضلع نے قرار دیا کہ وصیت اصلی نہ تہی اور اُسنے نالش کو خارج کیا -

۱۸۹۷ء
سستامما
بنام
چیٹا

برطبق اپیل کے صاحب جج ضلع نے منصف ضلع کے فیصلہ کو اس وجہ پر بحال رکھا (جو مدعاعلیہ نے اٹھائی تھی) کہ اگر وصیت اصلی بھی ہو تاہم مدعیان کو کوئی حق نالش کے قائم رکھنے کا حاصل نہیں ہے۔

مدعیان نے اپیل دوم حال رجوع کیا۔

سندر ایار منجانب اپیلانٹان۔

سری رنگاچیریہ منجانب رسپانڈنٹ۔

تجویز۔ ہمارا اس امر کی نسبت اطمینان نہیں ہے کہ یہ ایک ایسا مقدمہ ہے جسمین مدعیان ٹرسٹ کے مستحق بطور اوصیاء مفہوم ہو سکتے ہین۔ وہ فرائض جنکی تعمیل کرنیکی ہدایت مدعیان کو کیگئی ہے خاص طور پر ایک وصی کے فرائض نہیں ہین۔ انکو اہتمام جائیداد کے کرنے کی ہدایت نہیں کیگئی۔ بلکہ انکو بطور گارڈین اُس لڑکے کے عمل کرنیکو کہا گیا ہے جو تبنیت مین لیا جانا تہا۔ ہماری رائے مین یہ امر بالکل صریح ہے کہ کوئی نیت اُن کی تفویض مین کسی جائیداد کے دیئے جانیکی نہ تھی۔ انکو صرف یہ ہدایت کیگئی تہی کہ دوران نابالغیت پسر متبنیٰ تک جائیداد کی حفاظت کرین۔ ان وجوہات پر ہماری یہ رائے ہے کہ نالش ناجائز طور پر مدعیان کے نام سے بطور اوصیا کے رجوع کیگئی ہے لیکن چونکہ عذر مذکور عدالت اول مین نکیا گیا تہا اور وہ بظاہر خود صاحب جج نے کیا تہا اسلئے ہماری یہ رائے ہے کہ نالش خارج کیجانی چاہیئے تہی بلا اس امر کے کہ مدعیان کو ترمیم کرنیکا موقعہ دیا جاتا۔ ہم اس مرحلہ مین ترمیم کی اجازت دیتے ہین جو ہماری رائے مین صاحب جج کو دینی چاہیئے تہی اور اگر اوسکی اجازت دیجاتی تو نالش زائد المیعاد ہونیکے خطرہ سے محفوظ ہوجاتی۔ ترمیم مذکور اسطرح کیجائیگی کہ نابالغ پسر کا نام بطور مدعی کے قائم کیا جائیگا اور یکے از مدعیان حال بطور اوس کے قریب ترکے ہوگا۔

صاحب جج کی ڈگری منسوخ کیجانی چاہیئے اور اپیل واقعات پر فیصل کئے جانیکے واسطے واپس دیا جانا چاہیئے۔ خرچہ کا حکم ڈگری نظر ثانی کردہ مین دیا جائیگا۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر سبرامنیا ایار صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

۲۷ ستمبر ۱۸۹۷ء

بویانا (مدعی) اپیلانٹ **بنام** بالاجی راؤ (مدعاعلیہ) رسپانڈنٹ*

ایکٹ میعاد۔ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء دفعہ ۱۴۔ تعطیل مندرجہ گزٹ۔ میعاد کا محسوب کیا جانا۔

---

*اپیل بنا رضی حکم اپیل نمبر [illegible] سنہ ۱۸۹۶ء۔

۹۷ ۱۸ء

لوپا[illegible]

بنام

بالاجی راؤ

اس میعاد کے محسوب کرنے مین جو بروے قانون عدالت ضلع مین اپیل کرنیکے واسطے عطا کیگئی ہے اپیلانٹ مستحق ہے کہ اُس دن کو منہا کرے جو ایک تعطیل مندرجہ گزٹ کا دن ہو۔ گو صاحب جج ضلع نے اُس دن کچہری کی ہو۔

اپیل بناراضی حکم ای جے سیول صاحب ایکٹنگ ڈسٹرکٹ جج ارکاٹ شمالی بمقدمہ اپیل متفرقہ نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۵ء جسکی رو سے وہ اپیل زائد المیعاد قرار دیجا کر خارج کیا گیا تہا جو بناراضی حکم [illegible] ساہی ایار منصف ضلع چتور برطبق درخواست اجراء نمبر ۱۷۱۹ سنہ ۱۸۹۵ء کے رجوع کیا گیا تہا۔

پنوسامی ایانگر وبسرامنیا ایار منجانب اپیلانٹ۔

رسپانڈنٹ کیطرف سے کوئی وکیل نتہا۔

تجویز۔ ہماری یہ رائے نہین ہے کہ یہ امر واقعہ کہ صاحب جج ضلع نے ایک تعطیل مندرجہ گزٹ کے دن کچہری کی تہی اس امر کے واسطے کافی ہے کہ اپیلانٹ کو اُس دن کے کالعدم متصور کرنیکا اُس میعاد کے محسوب کرنے مین جو قانونًا اپیل کے رجوع کرنیکے واسطے مقرر کیگئی ہے مستحق بنائے۔

اسلئے ہم صاحب جج ضلع کے حکم مشعر نامنظوری اپیل کو منسوخ کرکے اُنسے ہدایت کرتے ہین کہ اب اُسکو منظور کرکے اُسکا فیصلہ مطابق قانون کے کرے۔

خرچہ نتیجہ مقدمہ پر عائد ہوگا۔

صیغہ اپیل فوجداری ۔ اجلاس کامل

باجلاس سر آرتہر جے ایچ کالنس صاحب نائٹ چیف جسٹس و شپرڈ صاحب جسٹس و سبرامنیا ایار صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

۲۳ دسمبر ۱۸۹۶ء و ۲۴ فروری و ۱۸ اکتوبر ۱۸۹۷ء

بمقدمہ نگرانی فوجداری نمبر ۲۷۴ سنہ ۱۸۹۶ء

گنتا پلی ایالاما **بنام** گنتا پلی یلایا ٭

بمقدمہ نگرانی فوجداری نمبر ۵۵۵ سنہ ۱۸۹۶ء

پیریا نیاگم **بنام** کرشنا چٹی ٭

مجموعہ ضابطہ فوجداری۔ ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۴۸۸۔ گذارہ ۔ زناء۔

زناء منجانب شوہر کو ایسا زناء نہو جو زیر مجموعہ تعزیرات ہند قابل سزا ہوتا ہو ایک کافی وجہ اس امر کی بناتا ہے کہ زوجہ اپنے شوہر سے جدا ہو اور وہ اُسکو زیر دفعہ ۴۸۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری گذارہ کا دعوی کرنیکے قابل بناتا ہے۔

٭ نگرانی فوجداری نمبر ۲۷۴ و نمبر ۵۵۵ سنہ ۱۸۹۶ء۔

سنہ ۱۸۹۷ء ۶
گنتاپلی اپالا
بنام
گنتاپلی یلایا

مقدمات ہذا کا استصواب باحکام ہائیکورٹ کیواسطے زیر دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹنگ سشن جج گوداوری وسشن جج تنجور نے علے الترتیب کیا ہے۔

ہر ایک مقدمہ مذکور مین مجسٹریٹ نے شوہر کو زیر دفعہ ۴۸۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری حکم دیا ہے کہ ماہانہ گذارہ اپنی زوجہ کو ادا کرے جسنے یہ بیان کیا تہا کہ وہ زنا کار ہے - ایک صورت مین یہ بیان کیا گیا تہا کہ زنا ایک بیعقی کے ساتہہ کیا گیا ہے اور دوسری صورت مین ایک کنجنی کے ساتہہ جو کئی سال تک انکے شوہر کے ساتہہ رہتی رہی تہی سشن ججان مذکور نے مقدمات کی رپورٹ اسوجہ سے کی ہے کہ وہ زنا جسکا بیان کیا گیا ہے اُس تعریف جرم زنا کی ذیل مین نہین آتا جو مجموعہ تعزیرات ہند مین درج ہے اور جسکا حوالہ دفعہ ۴۸۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین دیا گیا ہے۔

مقدمات مذکور بغرض صدور احکام شفرڈ صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس کے روبرو پیش ہوئے جنہون نے ذیل کا حکم استصوابی اجلاس کامل مین ارسال کیا :-

حکم استصواب از اجلاس کامل :- چونکہ وہ سوال جو مقدمات ہذا مین شامل ہے کسیقدر اہم ہے اور ہم اُس فیصلہ کے ساتہہ متفق نہین جو مقدمہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام سنا تہا اچاری (۱) مین کیا گیا ہے اسلئے ہمنے یہ ارادہ کیا ہے کہ سوال ذیل کا استصواب اجلاس کامل سے کیا جائے:-

آیا وہ زنا منجانب شوہر جو ایسا نہو جسکے رو سے ایک تجویز جرم زیر مجموعہ تعزیرات ہند کیجا سکے باینہمہ ایک کافی وجہ اس امر کی بناتا ہے کہ زوجہ شوہر سے جدا ہو جائے اور وہ بروئے احکام مجموعہ ضابطہ فوجداری کے گذارہ کا دعوے کرنیکے قابل ہو؟

مقدمات مذکور بغرض سماعت برطبق استصواب مذکور اجلاس کامل کے روبرو پیش ہوئے-

فریقین کی طرف سے کوئی وکیل نتہا۔

کالنس صاحب چیف جسٹس :- میری رائے مین معنی لفظ "زنا" مندرجہ دفعہ ۴۸۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کو اُس تعریف تک محدود کرنا غلط ہے جو لفظ مذکور کی نہائیت محدود طور سے دفعہ ۴۹۷ مجموعہ تعزیرات ہند مین کیگئی ہے - زنا ایک جرم زیر دفعہ مذکور ہے جسکا ارتکاب صرف اُس شخص سے کیا جا سکتا ہے جو کسی اور کی عورت کے ساتہہ بلا رضامندی شوہر اُس عورت کے کیا جائے -

دفعہ ۴۸۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین زوجہ کے گذارہ کا حکم دیا گیا ہے اور اُسمین یہ حکم ہے کہ ایک مجسٹریٹ ایک حکم گذارہ زوجہ کے حق مین صادر کر سکتا ہے گو شوہر اس امر پر رضامندی ظاہر کرے کہ وہ

(۱) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۷ صفحہ ۲۶۰-

سنہ ۱۹۳۴ء
گنتا پلائی اپالاما
بنام
گنتا پلائی یلایا

عورت کو اس شرط پر گذارہ دیگا اگر وہ اسکے ساتھہ رہے در حالیکہ مجسٹریٹ کا اطمینان اس امر کی نسبت ہو جائے کہ شوہر زنا کا ہے ۔ لفظ زنا کا استعمال دفعہ مذکور مین عام معنون مین کیا گیا ہے یعنی جبکہ ایک شادی شدہ مرد ایک ایسی عورت کے تہہ جماع کرے جو اوسکی زوجہ نہو مجھکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس تعبیر مین بر خلاف آخری الفاظ دفعہ ۴۸۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے فعل دفعہ نہین ہوتا بلکہ وہ اسکے مطابق ہین ۔ یہ امر ممکن ہے کہ قرینہ عبارت یا مضمون مختلف نیت ظاہر کرتی ہو بلحاظ جزو اول دفعہ ۔ مشکل یہ ہے کہ اس امر کے فیصل کرنے مین پیدا ہوتی ضرور ہے کہ کوئی صورت مین شوہر کا زنا زوجہ کو گذارہ کا دعوی کرنے کا قابل بننے کیلئے کافی وجہ ہے ۔ قوم ہنود کے مابین کنچنی کا رکھنا تسلیم کیا گیا ہے اور کنچنیان ممکن طور پر خاص حیثیت حاصل کرسکتی ہین ۔ پس اگر ایک شوہر ایک داشتہ کو ایک مکان مین اپنی عورت سے علحدہ رکھے تو یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا ایسا فعل زوجہ کو علحدہ گذارہ کے مستحق بناتا ہے ۔ لیکن اگر وہ کنچنی کو اوسی گھر مین رکھے جس مین اُس کی زوجہ ہے اور زوجہ مذکور کے خلاف منشاء ہو اور اوس کی عزت مین فرق آئے تو میری رائے مین اسوجہ پر زوجہ زیر دفعہ ۴۸۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری جداگانہ گذارہ کی مستحق ہوسکتی ہے ۔

مین سوال مستصوبہ کا جواب اثبات مین دیتا ہون ۔

شفرڈ صاحب جسٹس :- مین اُن آراء مین کچھہ بھی ازداد کرنا نہین چاہتا ہون مین دربارہ اطلاق تعریف لفظ زنا مصرحہ مجموعہ تعزیرات ہند کے ظاہر کی ہین ۔ اس سوال کا حل کرنا کہ کونسا فعل منجانب شوہر زناکاری ہے کی[1]

---

[1] میری رائے مین ہم ایسی نامناسب تعبیر عبارت واضعان قانون کی کرنیکے پابند نہین ہین جیسی کہ سشن جج نے کی ہے زنا مطابق مجموعہ تعزیرات ہند کے ایک ایسا فعل ہے جو صرف مرد سے کیا جاسکتا ہے ۔ وہ ایک ایسا جرم ہے جسکا ارتکاب ایک شخص ثالث ایک شوہر کے بخلاف اوسکی زوجہ کے متعلق کرتا ہے ۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین لفظ زنا کا استعمال وسیع تر اور عام معنون مین کیا گیا ہے ۔ شوہر یا زوجہ کوئی اس جرم کا مرتکب ہوسکتا ہے ۔ وہ کسی فریق کی طرف سے غرض ازدواج کا توڑنا ہے نہ کہ ایک شخص ثالث کا جرم جسکے ساتھہ دفعہ ۴۸۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کا تعلق ہے ۔ اگر سشن جج کی رائے درست ہو تو نتیجہ یہ ہوگا کہ شوہر پر مناسب طور سے زنا کا الزام مقدمہ گذارہ مین لگایا نہین جاسکتا جبتک کہ جملہ شرائط دفعہ ۴۹۷ مجموعہ تعزیرات ہند بشمولیت عدم موجودگی رضامندی منجانب دیگر شوہر کے ثابت نکیجائین ۔ یہ امر میری رائے مین بیجا ہے ۔ دفعہ ۴۹۷ مجموعہ تعزیرات ہند و دفعہ ۴۸۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کا مقابلہ کرنے سے میری رائے مین ہم یہ سمجھنے کے مستحق ہین کہ دفعہ اول الذکر مین صرف ایک قسم زنا کا ذکر ہے مگر دفعہ موخر الذکر مین زنا سے مراد کسی فریق کی طرف سے ازدواجی عقد کو توڑنا ہے اسلئے مین دست اندازی کرنے سے انکار کرتا ہون ۔

سنہ ۱۸۹۶ء
گنتاپلی ایالاما
بنام
گنتاپلی یلایا

حد تک حسب منشاء مجموعہ ضابطہ فوجداری پہونچتا ہے اس نتیجہ سے زیادہ تر سخت نہین ہو جاتا کہ تعریف
مندرجہ تعزیرات ہند متعلق نہین کیجا سکتی سالفاظ مذکور سے ایک مسلسل طریق عمل ظاہر ہوتا ہے نہ کہ کاہے بگاہے
افعال خلاف تہذیب۔ لیکن اس قسم کا طریق عمل جو مطابق خیالات مغربی کے ایک نہایت ہی فحش افعال کے نہایت
شنیع ہے اہل ہنود یا اہل اسلام سے اسقدر حقارت کی نظر سے نہین دیکھا جاتا اس مین شبہ نہین کہ استحقاق
گذارہ جو بموجب مجموعہ ضابطہ فوجداری کے قابل مؤثر کرانے کے ہے ایک ایسا حق ہے جو بلا لحاظ ذاتی قانون فریقین
کے موجود ہوتا ہے۔ حکم مذکور اس حکم کے مشابہ ہے جو بروئے قانون مساکین انگلستان کے دیا گیا ہے جسکے کرو سے
وہ بچے جنکو کوئی حقوق کامن لا کے دربارہ گذارہ کے اپنے باپ کے قبضہ مین حاصل نہین گذارہ کا دعوی اپنے باپ
کے برخلاف مجسٹریٹ کے روبرو کر سکتے ہین (ملاحظہ ہو بیزلے بنام فورڈ (۱))۔
مگر یہ امر واقعہ کہ استحقاق مذکور سٹیٹیوٹ پر مبنی ہے نہ کہ ذاتی قانون پر میری رائے مین اس امر کا مانع نہین
ہے کہ ایک خاص قوم کی رسم و رواج کو واسطے معلوم کرنے معنی لفظ "زناء" کے ملحوظ رکھا جائے مین خیال
نہین کر سکتا کہ لفظ مذکور کا منشاء ایسے فعل سے بہی متعلق ہو سکتا ہے جسکو وہ قوم جسکے اراکین فریقین مقدمہ ہین
بلحاظ امر ازدواج کے جرم نہ سمجہتی ہون۔ تابع ان آراء کے عام سوال کا تعلق میری یہ رائے ہے کہ سوال متصوبہ کا
جواب اثبات مین دیا جانا چاہئے۔

سبرامنیا ایار صاحب جسٹس:۔ زناء بروئے مجموعہ تعزیرات ہند کے ایک ایسا فعل ہے جسکا
مرتکب صرف مرد ہو سکتا ہے وہ ایک ایسا جرم ہے جسکا ارتکاب ایک شخص ثالث نے بخلاف ایک شوہر کے
اسکی زوجہ کے متعلق کیا ہو۔ اگر جیسا کہ مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام منا تہا اچاری (۲) مین قرار دیا گیا ہے
ان محدود معنون کو لفظ زناء مندرجہ دفعہ ۴۸۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی تعبیر مین اختیار کیا جائے تو نتیجہ
یہ پیدا ہوگا کہ شوہر پر مناسب طور سے زناء کا الزام ایک مقدمہ گذارہ مین نہین لگایا جا سکتا جبتک کہ جملہ
شرائط دفعہ ۴۹۷ مجموعہ تعزیرات ہند کی تعمیل نکیگئی ہو۔ مگر واضعان قانون کا منشاء ممکن طور پر یہ نہین
ہو سکتا۔ کیونکہ اس بات سے اس زوجہ کے حق مین کوئی فرق عائد نہین ہوتا جسکو کہ شوہر نے ترک کردیا
ہو یا گذارہ دینے سے انکار کیا ہو کہ آیا وہ عورت جسکے کہ ساتہہ وہ رہتا ہے ایک شادی شدہ عورت ہے یا
نہین اور اگر وہ شادی شدہ ہے تو آیا اُسکا شوہر اس زناء کو برا سمجہتا ہے یا نہین؟۔ جہانتک کہ زوجہ
کا تعلق ہے اوسکو یکسان تکلیف ہے۔ اسلئے جبکہ دفعہ ۴۹۷ مجموعہ تعزیرات ہند مین صرف ایک ہی
خاص قسم کے زناء کا ذکر کیا گیا ہے یہ امر صریح ہے کہ دفعہ ۴۸۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری لفظ زناء کا استعمال وسیع تر

(۱) لا رپورٹ کوئینز بنچ جلد ۳ صفحہ ۵۵۹ (۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۹ صفحہ ۲۶۰۔

۱۸۹۶ء

گنتاپلی اپالاما
بنام
گرتاپلی یلایا

اور عام معنون مین کیا گیا ہے یعنی بالارادہ جماع مابین بجز از فریقین ازدواج اور کسی ایسے شخص کے خواہ وہ شادی شدہ ہو یا نہ ہو جو مجرم کے اپنے زوج کے علاوہ کوئی اور ہو یہ تعبیر اُس تعبیر دفعہ ۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے کسی جزو کے نامطابق نہیں ہے جسکا کہ حوالہ مقدمہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام ہناتہا اچاری (۱) مین دیا گیا ہے کیونکہ گو آخری فقرہ دفعہ مذکور مین بیان کیا گیا ہے کہ اُن جملہ الفاظ و فقرات مستعملہ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی نسبت جنکی تعریف مجموعہ تعزیرات ہند مین کیگئی ہے لیکن جنکی تعریف دفعہ ۴ کے جزو اول مین نہین کیگئی یہ متصور کیا جانا چاہئے کہ اُنکے معنی وہی ہین جو بروئے مجموعہ تعزیرات ہند کے اُنکی طرف منسوب کئے گئے ہین تاہم یہ حکم بروئے الفاظ کے اُس حد کی تابع ہونی چاہئے جو دفعہ مذکور کے پہلے فقرہ مین درج ہے جو یہ ہے کہ "جبتک مضمون یا قرینہ عبارت سے مختلف نیت ظاہر نہو" بلحاظ قرینہ عبارت کے مختلف نیت مفہوم نہین ہوسکتی یہ خیال کرکے کہ جرم زنا زیر دفعہ ۴۹۷ مجموعہ تعزیرات ہند جیسا کہ قبل ازین راے ظاہر کیگئی ہے ایک جرم بخلاف شوہر ہے مگر زیر دفعہ ۴۸۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری لفظ مذکور سے ایسی صورت زنا کا اظہار کیا گیا ہے جہانتک نقصان زوجہ کو پہونچایا گیا ہو اور بلحاظ اس امر کے کہ آخری فقرہ دفعہ ۴ بذریعہ ایک نشان وقف کے اُس جزو دفعہ مذکور سے کامل طور پر جدا کیا گیا ہے جسمین الفاظ محدود کنندہ "جبتک وغیرہ وغیرہ" واقع ہین۔ یہ باور کرنا مشکل ہے کہ واضعان دفعہ مذکور کا منشا یہ تھا کہ فقرہ مذکور اُس حد کی تابع متصور نکیا جانا چاہئے جو دفعہ کے جزو اول مین خاص کیگئی ہے۔ اسلئے مذکورہ بالا حد تک وہ نتیجہ جو مقدمہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام ہناتہا اچاری (۱) مین اخذ کیا گیا ہے قائم نہین رہ سکتا لیکن یہ سمجھا نہ جانا چاہئے کہ فیصلہ نگرانی فوجداری نمبر ۱۸ سنہ ۱۸۹۶ء سے جسکا کہ حوالہ دیا گیا ہے اور جسپر متوسامی ایار صاحب جسٹس نے انحصار کیا ہے مقدمہ مذکور مین اختلاف کیا گیا تھا۔ حال جیسے مقدمات مین اس امر کا فیصلہ کہ آیا وقت زیادہ وجہ جو زوجہ نے اپنے شوہر کے ساتھ رہنے سے انکار کرنیکی بیان کی ہے بہتر اور قرین عقل ہے مناسب یہ ہے کہ مجسٹریٹ اس قوم کی سوشل عادات کو ملحوظ رکھے جسکے کہ اراکین فریقین ہین

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۷ صفحہ ۲۶۰۔ مسٹر ترنر صاحب چیف جسٹس نے قرار دیا گیا ہے کہ جرم کا مرتکب اس حد تک اہل ہنود نے تسلیم کیا ہے کہ اگر ایک شوہر گھر مین کسی لونڈی کو رکہے تو وہ زوجہ کو گذارہ کا دعوے کرنے کے مستحق نہین بناتا اگر اسکا شوہر اوسکو گھر مین رکہتا اور اُسکے ساتھ مطابق اُسکی حیثیت کے سلوک کرنا پسند کرے تو حکم منسوخ کیا جاتا ہے اور اوسکو ایک جدید حکم کے صادر کرنے کی ہدایت کیجاتی ہے۔

سنہ ۱۹۰۶ء

کینتا بلی اپالا

بنام

گنتاپلی پاپایا

اگر قوم مذکور جیسی کہ صورت اہل ہنود کی ہے کامل طور سے حرم کا رکہنا ناپسند کرتی ہو اور اوسکو ایسا سمجھتی ہو جس سے رکہی ہوئی عورت کو بہی ایک حیثیت اور حقوق حاصل ہوتے ہوں (دیکھو مقدمہ راز بنام کاشی بائی (۱)) یہ امر واقعہ کہ شوہر کے گہر میں ایک مرد ہے بذاتہ زوجہ کو جداگانہ گزارہ کا دعوے کرنے کا قابل نہیں بناتا۔ سوال ہر ایک صورت میں یہ ہوگا کہ آیا شوہر کا طریق طرز عمل ایسا ہے کہ زوجہ بلحاظ اپنی حیثیت اور ذاتی اعزاز کے اس مکان میں رہ سکتی ہے اگر یہ ممکن ہو اور شوہر اوسکو گہر میں رکہنا پسند کرتا ہو تو مجسٹریٹ جداگانہ گزارہ کا حکم دینے سے انکار کر سکتا ہے اس لئے میں سوال مستفسرہ کا جواب اثبات میں دینے میں اتفاق کرتا ہوں۔

منن صاحب جسٹس: مجہو اس امر میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ سوال پیش کردہ کا جواب اثبات میں دیا جانا چاہئے۔ اس میں شبہ نہیں کہ آخری الفاظ دفعہ ۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری میں یہ حکم ہے کہ کوئی لفظ جو مجموعہ مذکور میں استعمال کیا گیا ہو لیکن جسکی تعریف اس میں نہ کیگئی ہو بالضرور وہ معنے رکہیگا جو بروئے مجموعہ تعزیرات ہند کے اوسکی طرف منسوب کئے گئے ہیں لیکن یہ حکم تابع شرح کے الفاظ دفعہ ۴ کے ہے جسمیں یہ بیان کیا گیا ہے کہ "جب تک مختلف نیت مضمون یا سیاق عبارت سے ظاہر نہو" معلوم ہوتا ہے کہ اس حد کو اُن فاضل ججان نے نظر انداز کیا ہے جنہوں نے مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام منا بہا اچاری (۲) کو فیصل کیا تہا۔

صورت حال میں مضمون اور سیاق عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ لفظ زنا مندرجہ دفعہ ۴۸۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری زیادہ تر وسیع معنے بہ نسبت اوس لفظ زنا کے رکہتا ہے جسکی تعریف دفعہ ۴۹۷ مجموعہ تعزیرات ہند میں کیگئی ہے مجموعہ تعزیرات ہند میں اوس سے مراد ایک ایسا جرم ہے جسکا ارتکاب ایک مرد نے بخلاف دوسرے مرد کے اوسکی زوجہ کے متعلق کیا ہو۔ وہ ایک ایسا جرم ہے جسکا ارتکاب ایک عورت سے نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن مجموعہ ضابطہ فوجداری میں صریح طور پر زنا منجانب زوجہ کا ذکر ہے اسوجہ سے خواہ کسی اور وجہ سے نہو یہ کہنا ناممکن ہے کہ لفظ زنا مندرجہ دفعہ ۴۸۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے وہ محدود معنے ہیں جو اوسکی طرف بروئے دفعہ ۴۹۷ مجموعہ تعزیرات ہند کے منسوب کئے گئے ہیں۔

نیز زنا کا ارتکاب بروئے مجموعہ تعزیرات ہند کے اوس شخص سے نہیں کیا جا سکتا جو ایک غیر شادی شدہ عورت کے ساتہہ جماع کرے یا بیوہ یا اوس شادی شدہ عورت کے ساتہہ جسکا شوہر اوسمیں رضامندی ظاہر کرے لیکن یہ امور بروئے عام عقل کے اوس زنا میں خلل اندازی نہیں کر سکتے جسکا ذکر مجموعہ ضابطہ فوجداری

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۳ صفحہ ۲۶۔ (۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۲۶۰۔

مین کیا گیا ہے ر دو زنا جسکا ذکر مجموعہ مذکور مین کیا گیا ہے میری رائے مین لفظ مذکور کے عام معنو نہین ہے۔ یعنی رشتہ ازدواج کا کسی فریق سے توڑنا۔

لیکن یہ نہ سمجھا جانا چاہیے کہ میرا منشا یہ ظاہر کرنیکا ہے کہ مجسٹریٹ کو گذارہ کی ڈگری صادر کرنی چاہیے خواہ عورت اپنے شوہر کے ساتھ رہنے سے محض اسوجہ پر انکار کرتی ہو کہ وہ کہا جاتا ہے فعل زنا کا مرتکب ہوتا ہے یا کہ اسنے ایک حرم گہر مین رکہی ہے (الفاظ "زنا کا ہونا" سے ایک مسلسل طریق عمل مفہوم ہوتا ہو) مزید برآن مجسٹریٹ کو اختیار تمیزی حاصل ہے وہ مجاز ہے دنکا دسپر ضروری ہے، کہ ایک حکم صادر کرے۔ پس اوسکو اختیار تمیزی حاصل ہے۔ اوس قوم کے سوشل خیالات کو ملحوظ رکہے جسکی کہ اراکین فریقین ہون حرم کا رکہنا بعض حدود کے اندر ہندو دہرم شاستر و شرع محمدی دونو کے تسلیم کیا گیا ہے اور ہر دو اقوام کے لوگون سے وہ حقارت کی نظر سے نہین دیکھا جاتا پس نتیجہ یہ ہے کہ حرم کا رکہنا جملہ واقعات کی موجودگی مین اور بلا نظر مجسٹریٹ کیطرف سے ایک کافی وجہ اس امر کی متصور نہ کیجانی چاہیے کہ ایک زوجہ اپنے شوہر کے ساتھ رہنے سے انکار کرے گو یہ امر بالکل صریح ہے کہ ایک مجسٹریٹ بعض واقعات کی موجودگی مین اوسکو ایک کافی وجہ متصور کرنے اور زوجہ کو جداگانہ گذارہ دلانے کا مجاز ہے مجسٹریٹ کو چاہیے کہ ہر ایک مقدمہ کے واقعات کی پیروی کرے اور حسب ضابطہ طور پر اوس قوم کے رسم ورواج کو ملحوظ رکہے جسکے کہ اراکین فریقین ہون۔ بدین آرائے مین استصواب ہذا کا جواب اثبات مین دیتا ہون

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر آرتہر جے ایچ کالنس صاحب نائٹ چیف جسٹس و شفرڈ صاحب جسٹس

کماراکا تاپایانام بہادر (مدعا علیہ) اپیلانٹ بنام سیتہالا نیمد (مدعی) رسپانڈنٹ *

ایکٹ میعاد۔ ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء دفعات ۲ و ۱۲ ۔ ایکٹ وصولیابی لگان۔ ایکٹ ۸ ۱۸۶۵ء (مدراس) دفعات ۱۸ و ۶۹۔ اُس عرصہ میعاد کا منہا کرنا جو اُس فیصلہ کی نقل کے حاصل کرنے مین صرف ہوا ہو جسکی کہ نارضی سے اپیل کیا گیا ہے۔

ایک مزارعہ نے جسکی جائداد بقایا لگان کی علت مین قرق کیگئی تہی زیر دفعہ ۱۸ ایکٹ وصولیابی لگان بطور اپیل کے بنا رامنی قرقی مذکور کے ایک نالش کی۔ عدالت مال نے فیصلہ اوسکے حق مین کیا مالک

* اپیل دوم نمبر ۱۱۰۳ ۱۸۹۶ء

۱۸۹۶ع

کمار اکاپا نیار بنام سیتھ نانی

ارامنی نے ایک اپیل زیر دفعہ ۶۹ زائد از عرصہ تیس یوم بعد از تاریخ کے رجوع کی جبکہ فیصلہ صادر کیا گیا تہا اوس نے یہ دعوی کیا کہ وہ وقت جو اوس فیصلہ کی نقل کے حاصل کرنے مین صرف ہوا ہے جسکی کہ نارضی سے اپیل کیا گیا ہے اُس عرصہ تیس یوم کے محسوب کرنے مین منہا کیا جانا چاہیئے جو اپیل کے واسطے مقرر ہے۔

تجویز ہوئی کہ اپیلانٹ منہائی مذکور کے کرنیکا مستحق نہ تہا اور کہ اپیل زائد المیعاد تہا۔

اپیل دوم بنارضی ڈگری ای جے سیول صاحب ایکٹنگ ڈسٹرکٹ جج ارکاٹ شمالی بمقدمہ اپیل نمبر ۲۳۲ سنہ ۱۸۹۵ع مشعر بحالی ڈگری آر الیف گریلے صاحب ہیڈ اسسٹنٹ کلکٹر ارکاٹ شمالی متعلقہ نالش نمبر ۶۲ سنہ ۱۸۹۴ع۔

مدعی راجہ کالاہستی کا مزارعہ تہا جسنے مدعی کی جائداد منقولہ کو لگان واجب الادا بحق خود کے عوض قرق کرایا تہا نالش حال اوسنے ہیڈ اسسٹنٹ کلکٹر کے روبرو بطور اپیل بنارضی قرقی مذکور کے دائر کی تہی۔ ۱۰ اپریل سنہ ۱۸۹۵ع کو ہیڈ اسسٹنٹ کلکٹر نے ایک فیصلہ بحق مدعی صادر کیا۔ مدعا علیہ نے صاحب جج ضلع کے پاس بزیر دفعہ ۶۹ ایکٹ مذکور اپیل کیا۔ اپیل مذکور ۲۸ مئی کو داخل کیا گیا تہا۔ ۳۰ یوم کے قاعدہ میعاد کے عذر کے جواب مین اپیلانٹ نے یہ دعوی کیا کہ وہ عرصہ منہا کیا جانا چاہیئے جو فیصلہ کی نقل کے حاصل کرنے مین صرف ہوا ہے صاحب جج ضلع نے قرار دیا کہ اپیلانٹ اِس منہائی کے کرنیکا مستحق نہ تہا اور اُس نے اپیل کو زائد المیعاد قرار دیکر خارج کیا۔

مدعا علیہ نے اپیل دوم رجوع کیا۔

مسٹر سٹیفن ایڈری وسندر ایار منجانب اپیلانٹ

مہادیوا ایار منجانب رسپانڈنٹ۔

کالنس صاحب چیف جسٹس:- اپیل بعدالت اپیل ماتحت زیر دفعہ ۶۹ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۶۵ع رجوع کیا گیا تہا اور عذر یہ کیا گیا تہا کہ وہ زائد المیعاد ہے کیونکہ وہ کلکٹر کے فیصلہ سے عرصہ تیس یوم سے زائد عرصہ کے بعد رجوع کیا گیا ہے۔ اپیلانٹ نے یہ عذر کیا تہا کہ وہ عرصہ جو فیصلہ کی نقول کے حاصل کرنے مین صرف ہوا ہے منہا کیا جانا چاہیئے پس سطرح پر اپیل مین المیعاد ہو جاتا ہے وہ سوال جو تصفیہ طلب ہے یہ ہے کہ آیا دفعہ ۱۲ ایکٹ میعاد اوس اپیل سے متعلق ہوتی ہے جو زیر دفعہ ۶۹ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۶۵ع ایکٹ وصولیابی لگان رجوع کیا گیا ہو۔ دفعہ ۶۹ مین یہ حکم ہے کہ اپیل صاحب جج ضلع کے پاس اُن جملہ احکام کی نارضی سے ہوسکیگا جو کلکٹر نے زیر ایکٹ ہذا صادر کیئے ہون مگر شرط یہ ہے کہ اپیل تاریخ فیصلہ کلکٹر سے عرصہ تیس یوم کے اندر پیش کیا جائے یہ امر اسقدر قابل اظہار ہے کہ دفعہ مذکور کے رو سے یہ ضروری نہین ہے کہ اپیلانٹ کو بروقت داخل کرنے اپیل کے اسکے ساتھ اُس ڈگری یا فیصلہ کی نقل بہی داخل کرنی چاہیئے جسکی کہ نارضی سے اپیل کیا گیا۔

۱۸۹۰ء
کمار اناتھ پانجا
بنام
ستیبھا لائیندہ

پہلے مقدمات مین قرار دیا گیا ہے بعد نفاذ ایکٹ میعاد ۱۸۷۷ء کے نافذ رہا تھا اور خاص ضوابط پر تبدیلی عبارت دفعہ ۶ مجموعہ حال کا جیسی کہ دفعہ ۲ ایکٹ ۱۸۶۵ء کے ساتھ مقابلہ کیگئی ہے۔ مقدمہ سید محی الدین حسن صاحب (۱) میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ کوئی حکم ایکٹ لگان مین مطابق اوس حکم سند رجہ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے موجود نہین جسکے روسے اپیلانٹ کو لازم ہے کہ درخواست اپیل کے ساتھ ایک نقل ڈگری کی داخل کرے جسکی ناراضی پر اپیل کیا گیا ہے پس اسصورت مین میری رائے مین نتیجہ یہ ہے کہ دفعہ ۲ ایکٹ میعاد کوئی علاقہ نہین رکھتی یہی رائے منقدمہ اجلاس کامل الہ آباد فضل محمد بنام پھول کوار (۲) مین اختیار کیگئی تھی جہانکہ ایک اپیل بر بنیت ۱۰ فرمان شاہی زیر بحث تھا۔

ایک اور وجہ جسپر فیصلہ صاحب جج ضلع کی تائید ہوسکتی ہے یہ ہے کہ ایکٹ ۸ بابت ۱۸۶۵ء ایک ایسا قانون ہے جو ایک خاص امر کے متعلق ہے اور جہانتک کہ اوسکے احکام کا تعلق ہے وہ ایک مکمل مجموعہ قانون ہے۔ ایکٹ مذکور کا عنوان یہ ہے کہ ایکٹ بغرض اجتماع و ترقی ان قوانین کے جو ضابطہ وصولیابی لگان پر حاوی ہین اور جنکے بدولت نالشات منجانب مالک اراضی یا مزارعہ کے واسطے فیصل کرانے تنازعات متعلق بہ بقایا لگان و دیگر سوالات مابین مالک و مزارعہ کے رجوع کیجا سکتی ہین۔ ایسی سرسری نالشات کے واسطے دفعہ ۱۰ مین یہ حکم ہے کہ وہ تاریخ بنائے دعوے سے عرصہ تیس یوم کے اندر رجوع کیجانی چاہئین۔ دفعہ ۱۴ مین ایک سرسری نالش منجانب مزارعہ کے متعلق حکم ہے جسکو مالک اراضی نے نیلام بہ علت بقایا لگان کی دہمکی دی ہو ایسی نالش تصور وار پر نوٹس کی تعمیل کئے جانے سے عرصہ ایک ماہ کے اندر رجوع کیجانی چاہئے۔ دفعہ ۶۹ محولہ بالا مین ایک عام حکم دربارہ اپیل بحضور صاحب جج بناراضی فیصلہ کلکٹر زیر ایکٹ مذکور کے درج ہے۔ دفعہ ۷ مین ایک نالش وصولیابی زر ادا کردہ یا کسی ایسے فعل کے ہرجانہ کی نالش کا ذکر ہے جو بر روئے ایکٹ ہذا کے کیا گیا ہو اور اوس مین یہ ہدایت کیگئی ہے کہ کوئی ایسی نالش بعدالت دیوانی تاریخ پیدا ہونے بنائے دعوے سے عرصہ چھ ماہ کے اندر رجوع کیجانی چاہئے۔ میری یہ رائے ہے کہ وہ آرائے جو مقدمہ انود اپرشاد مکرجی بنام کرسٹو کمار موئترا (۳) مین ظاہر کیگئی ہین ایکٹ ہذا سے متعلق ہین۔ مقدمہ مذکور مین حکام عالیمقام جوڈیشل کمیٹی نے ایکٹ میعاد (۱۴ بابت ۱۸۵۹ء) کی نسبت بہ تعلق ایکٹ لگان بنگال ایکٹ ۱۰ بابت ۱۸۵۹ء کے کارروائی کی ہے حکام عالیمقام کی یہ رائے تھی کہ اپیل زیر ایکٹ موخر الذکر تابع احکام ایکٹ مذکور کے ہے نہ کہ احکام عام قانون کے اونہون نے

(۱) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۸ صفحہ ۴۴۔

(۲) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۱۹۲۔

(۳) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۵ صفحہ ۹۰۔

ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۵۹ء کو ایک مختص الامر اور مکمل ایکٹ ضابطہ درباره تجویز سوالات متعلق بہ لگان و دخیلکاری اراضی مفصلات کے متصور کیا تھا جسکے کہ تل بیع جملہ کارروائیات بحضور کلکٹر متصور گئی تھیں۔ مطابق اس فیصلہ کے کلکتہ ہائیکورٹ کے اجلاس کامل نے یہ تجویز کی ہے کہ احکام دفعہ ۱۴ ایکٹ میعاد اُس مدعی کو فایدہ نہیں پہونچا سکتے جو بخلاف اپنے مزارع کے زیر ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۵۹ء کارروائی کرتا ہو (ملاحظہ ہو مقدمہ نگندر و ناتھ ملک بنام متھورا موہن پرہی) [1] دفعہ ۱۴ مطابق دفعہ ۱۲ کے ایکٹ مذکور کے حصہ سوم مین واقع ہے جسکا عنوان ”عرصہ میعاد کا محسوب کرنا“ ہے اور جہانتک کہ سوال حال کا تعلق ہے کوئی تمیز مابین عبارت ہر دو دفعات مذکور کے نہیں کیجا سکتی۔

نسبت کس حیثیت کے جو دفعہ ۶ ایکٹ سنہ ۱۸۷۷ء پر مبنی ہے مین اُس رائے پر اصرار کرتا ہوں جو مینے مقدمہ ویرا ما بنام ابیاد [2] مین ظاہر کی تہی صورت حال یہ ہے کہ دفعہ ۱۵ مین یہ مسئلہ ما گیگی ہے کہ ہم بجائے الفاظ ”تاریخ فیصلہ کلکٹر سے“ مندرجہ دفعہ ۶ کے الفاظ ”اس تاریخ سے جب کہ فیصلہ مذکور کی نقل حاصل کیجائے“ پڑھیں۔ یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ کس طرح یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ عرصہ تیس یوم جو بروے قانون مختص الامر مندرجہ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۶۵ء کے مقرر کیا گیا ہے دفعہ ۶۹ مین احکام دفعہ ۱۲ ایکٹ میعاد کے پڑہنے سے متاثر نہیں ہوتا۔ میری رائے مین یہ کہنا درست نہیں ہے کہ واضعان قانون نے احکام ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء کی عبارت کیطرف حوالہ دیا ہے۔ کیونکہ جیسا کہ دفعہ ۳ ایکٹ مذکور مین بیان کیا گیا ہے یہ کہنا ایک بات ہے کہ کمتر عرصہ میعاد جو خاص طور پر کسی جماعت مقدمات کے واسطے مقرر کیا گیا ہے باوجود ایکٹ مذکور کے متعلق کیا جانا چاہئے اور یہ کہنا اور بات ہے جیسا کہ ایکٹ سنہ ۱۸۷۷ء مین بیان کیا گیا ہے کہ عرصہ میعاد جو بروے ایک موجودہ ایکٹ کے خاص طور پر مقرر کیا گیا ہے کسی احکام ایکٹ سنہ ۱۸۷۷ء کے رو سے متاثر یا متبدل نہوگا ان وجوہات کے رو سے میری یہ رائے ہے کہ اپیل ہذا معہ خرچہ خارج کیا جانا چاہئے۔

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۳۶۸۔
(۲) ” ” مدراس جلد ۸ صفحہ ۹۹۔

کمارا آکاپا نیانم
بنام
سیتھا لابدو

ضیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سبرامینا ایار صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

کمالاکل (مدعی) اپیلانٹ **بنام** پیرومیرا لوائی روتہن (مدعا علیہ) رسپانڈنٹ نمبر ۱

۱۳ و ۲۸ اپریل ۱۸۹۶ء

ایکٹ معاہدہ ایکٹ ۹ ۱۸۷۲ء دفعہ ۷۳ رسود نالش واسطے دلاپانے زر واجب الادا بروئے معاہدہ زبانی کر

مدعیہ نے ایک رقم واجب الادا بروئے زبانی معاہدہ معہ سود کے دلاپانے کی نالش کی۔ کوئی اقرار نامہ یا رواج جسکے

رو سے استحقاق سود عطا ہوتا ہو بیان نہ کیا گیا تہا اور نہ کوئی تحریری مطالبہ یا نوٹس زیر ایکٹ سود دیا گیا تہا

تجویز ہوئی کہ مدعیہ سود کے دلاپانے کی مستحق نہ تہی۔

اپیل دوم نباراضی ڈگری ٹی راما سامی ایانگر سبارڈینیٹ جج مدورا (مغربی) بمقدمہ اپیل نمبر ۲۰۴ ۱۸۹۵ء مشتمر ترمیم

ڈگری وی کپو سامی ایار منصف ضلع ترومنگلام بمقدمہ ابتدائی نمبر ۵ ۱۸۹۴ء

مدعیہ نے مبلغ الاصل معہ سود کے دلاپانے کی نالش کی جو بابت لگان واجب الادا منجانب مدعا علیہ اور اوسکے

سود بشرح ۱۲ فیصدی فیسال کے واجب الادا تہے۔ کوئی اقرار نامہ ادائیگی سود موجود نہ تہا اور نہ کوئی نوٹس

بدیں مضمون دیا گیا تہا کہ سود عاید کیا جائیگا۔ منصف ضلع نے ایک ڈگری حسب منشاء عابد نیقرار داد صادر کی کہ

مدعیہ بطور ہرجانہ کے سود کی مستحق ہے۔

سبارڈینیٹ جج نے ڈگری مذکور کی ترمیم بذریعہ نامنظور کرنے استدعائی سود کے کی۔ مدعیہ اپیلدم حال

رجوع کیا۔

زنگا چیریر منجانب اپیلانٹ۔

مسٹر این سبرامنیام منجانب رسپانڈنٹ۔

تجویز: سوال مقدمہ ہذا مین یہ ہے کہ آیا مدعیہ نمبر ۱ جسکے حق مین ایک رقم بروئے معاہدہ زبانی کے

واجب الادا تہی سود قبل تاریخ ارجاع نالش کی مستحق ہے۔

کوئی اقرار نامہ یا رواج ایسا بیان نہ کیا گیا تہا جسکے رو سے سود کا حق عطا کیا گیا ہو اور یہ تسلیم کیا

گیا تہا کہ کوئی تحریری مطالبہ بدیں مضمون کہ سود کا دعوے کیا جائیگا زیر ایکٹ ۳۲ ۱۸۳۹ء بطور نوٹس کے ارسال

نہ کیا گیا تہا۔

ان واقعات کی موجودگی مین یہ قرار دیا جانا چاہئے کہ سود کی ڈگری عطا نہین کیجا سکتی۔

ضمیمہ اپیلدوم نمبر ۲۶۷ ۱۸۹۶ء

سنہ ۱۸۹۷ء
کمالا تل
بنام
پیرد میر الوائی ہوتین

فیصلہ عدالت اپیل و فیصلہ ہاوس آف لارڈس بمقدمہ لنڈن چیتھم اینڈ ڈوور ریلوے کمپنی بنام سوتھ ایسٹرن ریلوے کمپنی (۱) سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انگلستان مین بروئے کامن لا کے سود بطور ہرجانہ کے حال جیسے مقدمات مین نہین دلایا جا سکتا۔ یہ امر کہ اس ملک کا قانون بھی اہم طور پر یہی متصور کیا جانا چاہیے جوڈیشل کمیٹی کے فیصلہ بمقدمہ جگومہن گھوس بنام قیصری چند (۲) سے ظاہر ہوتا ہے۔ سکاٹلینڈ صاحب چیف جسٹس وہالوے صاحب جسٹس نے وسیع الفاظ مین یہ قرار دیا ہے کہ بصورت عدم موجودگی ایک مطالبہ تحریری کے سود تاریخ رجوع نالش تک اُن رقوم کی نسبت عطا نہین کیا جا سکتا جو بروئے تحریری دستاویز کے واجب الادا ہون اور جنکی ادائیگی مین ناجایز طور پر التوا کیا گیا ہو۔ فاضل ججان موصوف نے یہ نتیجہ باوجود اوس طریق عمل کے اخذ کیا تھا جس کو انہون نے سالہا سال سے عدالتہائے مفصل مین مروج قرار دیا تھا جسکی رو سے اُن جملہ مطالبات کی نسبت سود دلایا جاتا تھا جنکی ادائیگی مین نامناسب التوا کیا گیا ہو اور طریق عمل کی نسبت ججان موصوف نے مجبوراً یہ ظاہر کیا تھا کہ اوسکی تائید بروئے سندات کے نہین ہوتی۔

مگر مدعیہ نمبر ۱ کیطرف سے یہ عذر کیا گیا تھا کہ قانون متعلق بہ این مر ایکٹ معاہدہ کے نافذ ہونے کے بعد تبدیل ہو گیا ہے اوسکی دفعہ ۷۳ معہ تمثیل (ن) پر انحصار کیا گیا تھا۔ اس مین شبہ نہین کہ دفعہ مذکور مقدمات فسخ معاہدہ ادائیگی زر نقد سے متعلق ہے لیکن دفعہ مذکور کی یہ تعبیر کرنا کہ اوسکی رو سے اُن صورتون مین بھی سود عطا کیا گیا ہے جنمین کہ وہ مطابق احکام ایکٹ ۳۲ سنہ ۱۸۳۹ء کے عطا نہین کیا جا سکتا گویا یہ قرار دینا ہے کہ ایکٹ موخر الذکر دراصل ایکٹ اول الذکر کے رو سے منسوخ کیا گیا ہے۔ یہ امر اس اصول کے کہ "عام الفاظ خاص الفاظ سے کم نہین کئے جاتے" بالکل خلاف ہے بحوالہ اس اصول کے بوول صاحب جسٹس نے مقدمہ مکہ بنام جینیس (۳) مین یہ رائے ظاہر کی تہی کہ "یہ ایک اہم قاعدہ تعبیر سٹیٹیوٹہائے کا ہے کہ سٹیٹیوٹ مابعد کی نسبت عام الفاظ مین ایسی تعبیر نہ کی جانی چاہیے کہ اوسکے رو سے کوئی خاص ماقبل سٹیٹیوٹ منسوخ کیا گیا ہے الا جبکہ صریح الفاظ سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ نیت بہی تہی یا جبتک کہ ایسی نیت ضروری مفہومیت سے ظاہر نہو" ان مقدمات مین مفہوماً منسوخ ہونے کے خلاف قیاس کی وجہ جوڈ صاحب وی ایس چانسلر نے بیان کی ہے یہ ہے کہ "ایک خاص ایکٹ کے نافذ کرنے مین واضعان قانون کی توجہ اس خاص صورت کیطرف راغب کیگئی تہی جس سے متعلق کئے جانیکا منشا ایکٹ مذکور کا تہا

(۱) سنہ ۱۸۹۳ء مقدمات اپیل صفحہ ۴۲۹۔

(۲) مورز انڈین اپیل جلد ۹ صفحہ ۲۲۰۔

(۳) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۳۶۹۔

(۴) لا رپورٹ کامن پلیز جلد ۲ صفحہ ۳۲۹۔

۱۸۶۹ء
گنگا
بنام
پیرزمین سوائی
اودھو

اور انہوں نے ہر خاص صورت کے جملہ واقعات پر غور کر کے انکے متعلق حکم دیا ہے ۔ اور جدید گورنمنٹ کو یہ
یہ خیال نہ کیا جانا چاہیے کہ انہوں نے بذریعہ ایک عام ایکٹ معدودۂ مابعد کے در صورتیکہ کوئی ایسی نیت ظاہر
نہیں کی گئی ہی خود اپنے محقق الامر ایکٹ کو منسوخ کیا ہے حالانکہ انہوں نے اسطرحپر غور سے بنایا تہا اور
اسکی نگرانی کی ہی " (مسٹر جیرالڈ بنام چیپیس (۱)) ۔ صورت حالیہ میں ایکٹ ۴۲ سنہ ۱۸۳۹ء ان ایکٹہا میں سے
میں سے ایک نہیں ہے جو ضمیمہ ایکٹ معاہدہ میں بطور منسوخ شدہ کے خاص کئے گئے ہیں اور کوئی
صریح الفاظ دفعہ ۲ میں ایسے موجود نہیں جنسے پہلے ایکٹ کے منسوخ کرنیکی نیت ظاہر ہوتی ہو ۔ مسائل
کوئی اصلی اختلاف مابین ہر دو کے موجود نہیں ہے کیونکہ بہتر طور سے دفعہ ۲ کو بذریعہ قرار دینے اس
امر کے موثر کیا جاسکتا ہے کہ عطائے سود بطور ہرجہ بربنائے دفعہ مذکورہ ان صورتہائے سے متعلق
نہیں کہ یہ خطیہ بلا انصاف وزری احکام دوسرے ایکٹ کے کیا جاسکتا ہو ۔ اور اس سے بہی کم ایکٹ مذکور
کی نسبت یہ قرار دیا جاسکتا ہے کہ اس میں کسی طرحپر اس تمثیل سے خلل واقع ہوتا ہے جسپر کہ انحصار
کیا گیا ہے ۔ کیونکہ ایک تمثیل کا اقتدار نہیں ہو سکتا جسقدر کہ ان دفعات کا ہوتا ہے جو فی الواقع ایک
ایکٹ کو بناتی ہوں (ملاحظہ ہو ننگ رام بنام موہن لال (۲) وکیلاش چندر گھوس بنام سناتن چنگ بردی
(۳)) اگر صورت اسکے خلاف بہی ہوتا ہم یہ امر صریح ہے کہ واضعان تمثیل مذکور ۔ اس امر پر غور نہ کر رہے تہے کہ کن
شرائط اور حدود کے تابع بصورت فسخ معاہدہ ادائیگی زر کے سود عطا کیا جانا چاہیے ۔ انکا منشا صرف یہ
ظاہر کرنیکا تہا کہ اگر باعث فسخ معاہدہ از قسم مذکور کے ایک شخص اپنے آپ کو ناقابل ادائیگی زر ضمانت کے
سمجھے اور وہ برباد ہو جائے تو وہ اس نوعیت کے نقصان کا ہرجہ حاصل نہیں کر سکتا اور سود کا حوالہ بغرض
اظہار اس امر کے دیا گیا تہا کہ صرف وہی جائز ہرجہ واجب الوصول فسخ معاہدہ کیصورت میں تہا ۔

اس لئے اپیل ہذا ناکامیاب رہتا ہے اور معہ خرچہ کے خارج کیا جاتا ہے ۔

---

(۱) لا جرنل چانسری جلد ۳ صفحہ ۸۲ ۔
(۲) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۴۰۷ ۔
(۳) " " کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۱۳۲ ۔

۱۸۷۹ع

کرشنن نمبودری
بنام
رامن مینن

کو اس رقم میں مجرا دلانگا جو میعاد کے ختم ہونے پر بطور فیس تجدید کے واجب الادا ہوگی"

عدالتہائے ماتحت نے قرار دیا کہ اقرارنامہ مذکور ثابت ہوگیا ہے اور انہوں نے نالش کو خارج کیا۔

مدعی نے اپیل دوم عدالت ہذا میں رجوع کیا۔

سندرا آیار منجانب اپیلانٹ۔

مسٹر [illegible] منجانب ریسپانڈنٹ نمبر ۱

تجویز: ہم اپیلانٹ کے اس عذر کو تسلیم نہیں کرسکتے کہ دستاویز متنازعہ بباعث غیر رجسٹری شدہ ہونیکے ناقابل پذیرائی شہادت ہے۔ ہماری رائے مین یہ ایک رسید اس رقم کی وجہ نہین جو واسطے پیدا کرنے استحقاق حسب منشاء دفعہ ۱۷ ایکٹ رجسٹری کے ادا کیگئی ہو۔ بلکہ یہ ایک اقرارنامہ تجدید اور اس امر کی شہادت ملتی ہے کہ بطور فیس تجدید کے وہ رقم مجرا دیجاویگی جو مدعی کیطرف سے بحق مدعا علیہ کے بروقت تحریر کئے جانے دستاویز کے واجب الادا ہو۔ اقرار دیا۔ اور اسطرح پر مجرا دینے رقم کے ہماری رائے مین ایسی رسید نہ تھی جسکا ذکر دفعہ مذکور مین ہے۔

اگر وہ ایسی رسید بھی ہوتا ہم دستاویز مذکور اقرارنامہ تجدید کی شہادت کے طور پر قابل پذیرائی ہے اور ہماری رائے مین وہ جزو دستاویز اس جزو سے جدا ہوسکتا ہے جو رسید کی حد تک پہنچتا ہو۔

نیز یہ حجت کیگئی ہے کہ اگر اقرارنامہ تجدید ہوا بھی تھا تاہم وہ جائز نہ تھا کیونکہ فیس تجدید کی مقدار مقرر نہ کیگئی تھی۔

اسکی نسبت ہم یہ رائے ظاہر کرتے ہین کہ گو دستاویز کی عبارت بہت صریح نہین ہے تاہم ہم یہ نہین کہہ سکتے کہ وہ اس عذر کے نامطابق ہے کہ فیس تجدید وہ رقم تھی جو دستاویز مین بیان کیگئی تھی یعنی مبلغ [illegible] سو سو۔ اگر اپیلانٹ کا عذر حال بہتر وجہ پر مبنی ہوتا تو وہ اغلباً عدالتہائے ماتحت مین اٹھایا جاتا لیکن ہم دیکھتے ہین کہ وہ در اصل کسی عدالت مین اٹھایا نہ گیا تھا۔

اس لیئے اپیل ہذا ناکامیاب ہوتا ہے اور ہم اسے معہ خرچہ خارج کرتے ہین۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر آرتھر جے ایچ کالنس صاحب چیف جسٹس و شفرڈ صاحب جسٹس

۱۸۹۵ء
۲۶ و ۲۶ فروری

پرنا ل چند (مدعا علیہ نمبر ۳) اپیلانٹ بنام وینکٹا سبّا راؤ لو (مدعی) ریسپانڈنٹ۔*

رہن متقدم۔ رہن اوّل کا ڈگری مین مخلوط ہونا۔ مرتہن مابعد کا حق دوبارہ زندہ کرنے مواخذہ ماقبل کے۔

جہانکہ ایک مواخذہ ماقبل موجود ہو اور مرتہن مابعد اُسکے ایفا کیواسطے روپیہ ادا کرے لیکن اُسکے زندہ کرنے مین اُسکا فائدہ ہو تو اُسکے متعلق قیام مواخذہ مذکور مین اس امر واقعہ سے خلل واقعہ نہین ہوتا کہ مواخذہ ماقبل نے اسوقت ایک ڈگری کیصورت اختیار کرلی ہے۔ ایڈمس بنام انجل (۱) کی پیروی کیگئی۔

اپیل دوم بنارضی ڈگری ایس رسّل صاحب ڈسٹرکٹ جج چنگل پٹ بمقدمہ اپیل نمبر ۴۲ سنہ ۱۸۹۳ء مشعر بحالی ڈگری آر سرودو تہامار ادسٹنٹ ضلع پونامّلی بمقدمہ ابتدائی نمبر ۳۴۲ سنہ ۱۸۹۲ء۔

واقعات مقدمہ ہذا کافی طور پر اغراض رپورٹ ہذا کے واسطے تجویز ہائیکورٹ سے ظاہر ہوتے ہین۔

سنکرن نیار منجانب اپیلانٹ۔

رام چندر راؤ صاحب منجانب ریسپانڈنٹ۔

تجویز:۔ ریسپانڈنٹ (مدعی) اُس رہن کو موثر کرانا چاہتا ہے جو اُسکے حق مین ۱۵ دسمبر سنہ ۱۸۹۱ء کو تحریر کیا گیا تھا۔ مبلغ الف روپیہ کی رقم جو اُسنے ادا کی تھی واسطے ایفا اُس رقم کے ادا کی تھی جو بذریعہ ڈگری ۲۰ مارچ سنہ ۱۸۹۱ء حاصل کردہ سبّاریدی بربنائے رہن تحریر کردہ سنہ ۱۸۸۶ء کے واجب الادا تھی۔ اپیلانٹ ایک درمیانی مواخذہ کا قابض تھا جو ۴ فروری سنہ ۱۸۹۱ء کا تحریر کردہ تھا اور اُسپر بھی ۴ نومبر سنہ ۱۸۹۱ء کو ایک ڈگری حاصل کیگئی تھی۔ اس لیئے قبل تاریخ رہن بحق ریسپانڈنٹ کے دو ڈگریات رہن موجود تھین ایک بحق سبّاریدی کے اور دوسری بحق اپیلانٹ کے۔ یہ امر بطور امر واقعہ کے قرار دیا گیا ہے کہ ریسپانڈنٹ کا منشا بروقت ادا کرنے مبلغ الف روپیہ کے بعوض ایفا ڈگری ماقبل کے یہ تھا کہ مواخذہ ماقبل کو زندہ رکھے اور قرار دیا گیا ہے کہ وہ اُس حد تک اپیلانٹ کے برخلاف تقدم کا مستحق ہے جسکا مواخذہ مابین دو مواخذجات کے ہے۔

* اپیل دوم نمبر ۱۴۲ سنہ ۱۸۹۵ء۔

(۱) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۵ صفحہ ۶۳۴۔

۱۸۹۷ء
پنچانل چیٹر
بنام
نتیکنا ساپلو

برطبق ساعت اپیل کے ہمارے روبرو یہ حجت کیگئی تھی کہ چونکہ ستارہ کا رہن اُس ڈگری مین مخلوط ہو گیا تھا جو اُسکی بنا پر صادر کیگئی تھی اور ڈگری مذکور کا ایفار کیا گیا ہے اس لیئے اُس کو خود اپنے فائدہ کیواسطے زندہ رکھنے کی نیت مناسب طور سے رسپانڈنٹ کیطرف منسوب نہین کیجاسکتی - باوجود اُس مخالف رائے کے جو مقدمہ غیر رپورٹ شدہ مین ظاہر کیگئی ہے ہماری یہ رائے ہے کہ وہ اصول جسپر رسپانڈنٹ نے اپنے دعوے تقدم کو مبنی رکھا ہے اِس امر واقعہ سے تبدیل نہین ہوا کہ وہ رقم جو اُسنے ادا کی تھی واسطے ایفار ایک زرِ رہن واجب الادا بر روئے ڈگری کے ادا کیگئی تھی - رسپانڈنٹ کے واسطے یہ ظاہر کرنا کافی ہے کہ ایک موجودہ مواخذہ ماقبل موجود تھا اور اُسکا روپیہ اُسکے ایفار کیلئے دیا گیا تھا اور کہ اُس کا اس مین فائدہ تھا کہ مواخذہ ماقبل ابتک زندہ رکھا جائے - یہ نہین کہا جاسکتا کہ اُس کو کوئی کمتر حق واسطے زندہ رکھنے مواخذہ کے حاصل تھا کیونکہ اُسنے ایک ڈگری کیصورت اختیار کرلی تھی یہی امر مقدمہ ایڈمس بنام انجل (۱) مین واقعہ ہوا تھا اور نہ صورت حالیہ مین یہ کہا جاسکتا ہے کہ رسپانڈنٹ نے کسی ایسے فعل کا ارتکاب کیا تھا جسکے رو سے اُسکی یہ نیت ظاہر نہ ہوئی تھی کہ اُس طریق کو اختیار کیا جائے جسکے اختیار کرنے مین صریحاً اُس کا فایدہ تھا - اپیل ہذا معہ خرچہ خارج کیا جاتا ہے -

صیغۂ اپیل دیوانی

باجلاس سبرامنیا آیار صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

۱۸۹۷ء
۶ اگست و ۲ ستمبر

متود (مدیون ڈگری) اپیلانٹ بنام لوکے دیکس ویگر (ڈگریدار و خریدار نیلام) رسپانڈنٹان مجموعہ ضابطہ دیوانی - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۲۴۴ (ج) - فریقین نالش - خریدار نیلام -

بعض اراضی بعلت اجرای ڈگری عدالت سب ڈسٹرکٹ جج کے نیلام کیگئی تھی اور سرٹیفکٹ نیلام جاری کیا گیا تھا ایک سوال بعد مین دربارہ اس امر کے پیدا ہوا کہ کونسی جائداد واقع نیلام کیگئی ہے خریدار نیلام نے ایک درخواست عدالت مین گذرانی اور ایک حکم صادر ہوا جسکے رو سے سرٹیفکٹ کی ترمیم کیگئی - مدیون ڈگری نے عدالت ضلع مین اپیل کیا جسمین اُسنے ڈگریدار اور خریدار نیلام کو رسپانڈنٹان بنایا -

اپیل اس وجہ پر خارج کیا گیا تھا کہ کوئی اپیل ہو نہین سکتا -

(۱) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۵ صفحہ ۶۳۴ -
٭ اپیل از حکم اپیل نمبر ۲ سنہ ۱۸۹۶ء -

۱۸۹۷ء
محمود
بنام
لوکے

تجویز ہوئی کہ سوال مذکور ایسا نہ تھا جسکا فیصلہ بموجب دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کیا جاسکتا تھا اسلیئے عدالت اپیل ماتحت کا فیصلہ درست تھا۔

اپیل بنا راضی حکم ایچ ٹی راس ایڈیشنل صاحب ڈسٹرکٹ جج ملابار متعلق اپیل متفرق نمبر ۲۹ سنہ ۱۸۹۶ء منسوخی حکم ایم سرینواس راؤ سب آرڈینیٹ جج کوچین مورخہ ۲ اگست ۱۸۹۶ء [illegible] صادرہ بابت درخواست متفرق نمبر ۲۳۴ سنہ ۱۸۹۶ء بمعاملہ اجراء ڈگری متعلق ابتدائی نمبر ۹ سنہ ۱۸۹۵ء۔

واقعات مقدمہ ہذا جیسے کہ وہ صاحب جج ضلع نے بیان کئے ہیں حسب ذیل ہیں۔

میونسپلٹی کوچین نے کسیقدر رقم ایک شخص کیہی کو اسکے مکان پر کپر یل ڈالنے کیلئے قرض دی اور شخص مؤخر الذکر نے بطور کفالت کے میونسپلٹی کے پاس مکان مذکور اور وہ زمین رہن کردی جس پر کہ وہ واقعہ تھا۔ اسکی وفات پر مدعاعلیہم نمبر ۱ لغایت نمبر ۳ پر بطور اسکے قایم مقامان کے ایک نالش بربنا رہن مذکور کیگئی تھی اور ایک ڈگری صادر کیگئی تھی جسکی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ وہ غلطی سے صادر ہوئی تھی جس میں صرف زمین ہی بلا عمارت کے ذمہ وار بنائی گئی تھی۔ زمین مذکور نیلام کیجا کر بعوض مبلغ [illegible] کے خرید کیگئی تھی اشتہار نیلام و سرٹیفکٹ نیلام میں ڈگری کے الفاظ کی پیروی کیگئی تھی اور عمارت کا کوئی ذکر نہ کیا گیا تھا اسکے بعد خریدار نیلام نے عدالت میں ایک درخواست واسطے ترمیم سرٹیفکٹ نیلام کے اس وجہ پر گذرانی کہ جو شئے درحقیقت نیلام کیگئی تھی عمارت معہ زمین تھی۔ اور سب آرڈینیٹ جج نے جبکہ فریقین [illegible] کی بابت مدعی سے ماسوا اپیلانٹ اور مدعاعلیہ نمبر ۱ کے اور بعد لینے شہادت کے اپنا اطمینان اس امر کی نسبت کیا کہ جو شئے درحقیقت نیلام اور خرید کیگئی تھی وہ عمارت معہ زمین تھی چنانچہ انہوں نے سرٹیفکٹ نیلام کو ترمیم کیا۔ اس حکم کی ناراضی سے مدعاعلیہ نمبر ۱ نے اپیل کیا ہے اور انہوں نے نہ صرف مدعی (میونسپلٹی) بلکہ خریدار نیلام کو بھی فریق اپیل بنایا ہے۔

صاحب جج نے یہ قرار دیا کہ سوال ایسا نہ تھا جس سے دفعہ ۲۴۴ متعلق ہو سکتی ہو اور اسلئے کوئی اپیل بنا راضی حکم سب آرڈینیٹ جج کے نہ ہو سکتا تھا گو مدعاعلیہ نمبر ۱ مجاز ہے کہ ایک درخواست نگرانی کے رو سے چارہ جوئی کرے چنانچہ انہوں نے اپیل کو خارج کیا۔

مدیون ڈگری نے اپیل حال رجوع کیا جسمیں ڈگریدار و خریدار نیلام بہر دو فریق بنائے گئے۔

سندرایار منجانب اپیلانٹ۔

میسر اینیا سستری منجانب ریسپانڈنٹان۔

سنہ ۱۸۹۷ء

ستود
بنام
لوکے

تجویز: بعض جائداد غیر منقولہ عدالت سب آرڈینیٹ جج کوچین سے ایک ڈگری کے اجرا میں نیلام کی گئی تھی جو بربنائے ایک بین نامہ تحریر کردہ اپیلانٹ کے میونسپل کمشنران کوچین نے اسکے برخلاف حاصل کی تھی۔ نیلام مذکور منظور کیا گیا تھا لیکن قبل جاری کئے جانے سرٹیفکیٹ نیلام کے تنازعات دربارہ اس امر کے شروع ہوئے تھے کہ آیا بعض عمارات بطور جزو جائداد نیلام کردہ کے سرٹیفکیٹ میں شامل کیجانی چاہئیں۔ بعد سماعت کرنے بیانات خریدار نیلام و دیگر مدیاران و مدیون ڈگری کے عدالت سب آرڈینیٹ جج نے ایک حکم بدین ہدایت صادر کیا کہ عمارات مذکور سرٹیفکیٹ میں شامل کیجاتی چاہئیں۔ اپیلانٹ نے ایک اپیل بناراضی حکم عدالت ضلع رجوع کیا لیکن اپیل اس وجہ پر نامسموع کیا گیا تھا کہ کوئی ایسا اپیل ہو نہیں سکتا۔ اپیلانٹ کیطرف سے یہ عذر کیا گیا تھا کہ وہ رائے جو عدالت ضلع نے ظاہر کی ہے درست ہے کیونکہ سوال تنازعہ ایک ایسا سوال ہے جو دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی ذیل میں آتا ہے۔

یہ عذر بجا ہی نہیں ہو سکتا۔ اگر تنازعہ مذکورہ میں ایک سوال جواز نیلام شامل ہوتا تو بلا شبہ بطور فیصلہ جوڈیشل کمیٹی بمقدمہ منسوبہ بنام کاسی (۱) کے تابع ہوتا۔ لیکن نیلام کی نسبت کسی فریق نے بروقت صدور حکم زیر بحث اعتراض نہ کیا تھا اور نہ اسکی نسبت عذر کیا جا سکتا تھا۔ تنازعہ اس امر کے متعلق تھا اور ہے کہ آیا بروئے نیلام مذکور کے صرف اُس زمین ہی کا حق جسکا ذکر سرٹیفکیٹ میں کیا گیا ہے خریدار نیلام کے نام منتقل ہوا تھا جیسا کہ اپیلانٹ عذر کرتا ہے یا کہ آیا جیسا کہ خریدار عذر کرتا ہے عمارات کا حق بھی منتقل ہوا تھا۔ اگر پہلا عذر منظور کیا جائے تو وہ فریق جسپر اسکا اثر پڑیگا خریدار نیلام ہوگا اگر بخلاف اسکے موخر الذکر عذر بحال رکھا جائے تو اس فیصلہ کا نقصان اپیلانٹ کو ہوگا کیونکہ کسی صورت میں ڈگریدار کے استحقاق میں خلل واقع نہ ہوگا لیکن نیلام بدستور رہتا ہے۔ اس لیئے مقدمہ ہذا میں کوئی سوال تنازعہ مابین ڈگریدار و مدیون ڈگری مرقوم نہیں ہے جیسے کہ اپیلانٹ کیطرف سے استدعا کیگئی ہے۔ سوال تنازعہ در اصل ایک سوال مابین مدیون ڈگری و خریدار نیلام کے ہے۔ اس لیئے دفعہ ۲۴۴ مجموعہ مذکور متعلق نہیں ہوتی اور صاحب جج ضلع کا نتیجہ درست ہے۔

اپیل ہذا معہ خرچہ خارج کیا جاتا ہے۔

(۱) لا رپورٹس انڈین اپیل جلد ۱۹ صفحہ ۱۶۶۔

۱۹۰۶ء
ستیہ بالا جتی
بنام

ایک حصہ سیابہتی کو اور ایک حصہ اوجتی کو جو مدعی کا باپ تہا اور ایک حصہ مدعا علیہ نمبر ۸ کو اور ایک ... مدعا علیہم نمبر ۹ کو چنانچہ بعض جایداد منقولہ تقسیم کیگئی تہی لیکن بعض مدعا علیہم کے عذر کرنے پر ثالثان جملہ جایداد کو تقسیم نہ کر سکے تہے صاحب جج نے بیان کیا ہے کہ مدعی نالش ... کہ جایداد حسب مرقومہ بالا اس تبدیلی کے ساتھ کیجاے کہ چونکہ سیابتی بعد فیصلہ ثالثی کے فوت ہوا تہا اس لئے اوس کا حصہ مدعا علیہ نمبر ۷ و مدعا علیہم نمبر ۹ کے نام منتقل ہونا چاہئے مدعا علیہم نمبر ۸ ... باقی ... کیونکہ اوس کے قبضہ مین بعض جایداد خاندانی تہی ...

مدعا علیہم نمبر ۱ لغایت نمبر ۳ و نمبر ۵ لغایت نمبر ۷ نے دعوے کی تردید نہ کی بعد صاحب جج ضلع نے قرار دیا کہ مدعا علیہم نمبر ۸ و نمبر ۹ نے اس امر مین اتفاق کیا تہا کہ تقسیم ثالثان سے کیجائے بعد ازان ... بعض جایداد کو حاصل کیا تہا اور دیگر برادران کو باقی جایداد کے حاصل کرنے کی اجازت دی تہی چنانچہ اوس نے یہہ قرار دیا کہ وہ اب فیصلہ ثالثی کی تردید نہین کر سکتے اور اوس نے ایک ڈگری بدین مضمون صادر کی کہ جایداد خاندانی تقسیم کیجائے اور کہ اوس کا ۳/۲۲ حصہ مدعی کے حوالہ کیا جائے اور کہ وقتی تقسیم برضامندی معرفت کلکٹر کے صیغہ اجرائے مین کیجائے جسکو کل جایداد کی بابت معلوم کرنی چاہئے اور اوس مقدار کی جو مدعی نے حاصل کی ہے اور ازان بعد اوس کو جایداد کی تقسیم کرنی چاہئے اور مدعی کو کل جایداد کا ۳/۲۲ حصہ دلایا جانا چاہئے۔

مدعا علیہم نمبر ۸ و نمبر ۹ نے اپیل حال رجوع کیا۔

سیشاگری ایار منجانب اپیلانٹان۔

سبرامنیا ایار منجانب ریسپانڈنٹان نمبر ۱ لغایت نمبر ۵۔

سواگنا نامدالیار منجانب ریسپانڈنٹ نمبر ۶۔

کرتہندا ما ایا منجانب ریسپانڈنٹان نمبر ۷ و نمبر ۸۔

تجویز: سوال اول یہہ ہے کہ نالش ہذا کیسی ہے۔ آیا وہ ایک نالش واسطے موثر کرانے فیصلہ ثالثی کے ہے یا کہ واسطے تقسیم جایداد خاندانی کے یا بہ بنائے معاہدہ اربارہ قبول کرنے اون حصص کے جو ثالثان نے مقرر کئے ہین ؟ صاحب جج نے اوس کو بطور ایک نالش بہ بنائے معاہدہ قبول کرنے حصص مقررکردہ ثالثان کے متصور کیا ہے لیکن ہم یہہ معلوم نہین کر سکتے کہ مدعی کا یہی منشا رہتا اور اوس نے اسی بات کا دعوے کیا تہا ہماری رائے مین نالش ہذا ایک نالش واسطے موثر کرانے فیصلہ ثالثی کے مع علے سبیل البدل اس دعوے کے ہے کہ جایداد خاندانی تقسیم کیجائے۔

چونکہ فیصلہ ثالثی صادر ہوچکا ہے اس لئے یہ امر صریح ہے کہ دعوے تقسیم علے سبیل البدل کا معیاد

۱۹۱۰ء

ستیار ا پاچتی بنام ... سوا پاچتی

نہین ہو سکتا ملاحظہ ہو گرشتا پا بنام بالا رام پا ۱۱) جسکے ساتھہ ہم اتفاق کرتے ہین -

ہمارے روبرو یہہ حجت کیگئی تہی کہ نالش واسطے موثر کرانے فیصلہ ثالثی کے چل نہین سکتی کیونکہ مناسب طریق اور صرف ایک ہی طریق جس کی پیروی مدعی کر سکتا تہا یہہ تہا کہ زیر دفعہ ۵۲۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کارروائی کرتا مگر مجوزہ فیصلہ مقدمہ گوپی ریدی بنام مہانتری یہی (۲) اور اوس ظاہری اتفاق رائے کے جو عدالت ہذا مین مقدمہ پلانیا پاچتی بنام سایا پاچتی (۳) سے مقدمہ سہا نا نا بنام لنگا نا (۴) تک ظاہر کیا گیا ہے - ہماری یہ رائے ہے کہ وہ ضابطہ جسکی ہدایت مجموعہ ضابطہ دیوانی مین کیگئی ہے ایک نالش بغرض موثر کرانے فیصلہ ثالثی کا مانع نہین ہے اس لئے ہم یہہ قرار دیتے ہین کہ مدعی اس امر کی نسبت کامیابی کا مستحق ہے -

اس مین کچہہ شبہہ نہین کہ فیصلہ ثالثی صادر کیا گیا تہا (دستاویز الف) حجت یہہ کیگئی تہی کہ وہ ایک نامکمل فیصلہ ثالثی تہا اور موثر نہ کیا جا سکتا تہا مگر ہماری یہ رائے ہے کہ فیصلہ ثالثی نہایت مکمل ہے لیکن بیان یہہ کیا گیا ہے کہ اوسپر صرف استقراریہ ڈگری صادر کیجا سکتی ہے اور کہ ڈگری صاحب جج متعلقہ بحیثیت نتیجہ مین فیصلہ ثالثی سے تجاوز کیا گیا ہے مگر فریقین نے بروقت قایم کئے جانے تنقیحات کے اس امر مین رضامندی ظاہر کی تہی کہ جب حصص معلوم کئے گئے تہے تو واقعی تقسیم جایداد خاندانی کی معرفت کمشنر صیغہ اجرائے مین کیجانی چاہئے تہی اور اسی بات کی ڈگری صاحب جج نے صادر کی ہے - ہماری رائے مین اوس مین کوئی ناجایز امر نہین ہے -

ازان بعد یہہ عذر کیا گیا ہے کہ یہ امر نالش مین یا ثالثان سے تصفیہ نہین کیا گیا کہ کونسی جایداد خاندانی کی تقسیم کمشنر سے کیجانی چاہئے - ہم صرف یہہ کہہ سکتے ہین کہ کوئی سوال اس امر کے متعلق عدالت ماتحت مین اوٹہایا نہ گیا تہا اور ہم کو یہہ قیاس کرنا چاہئے کہ اگر کوئی تنازعہ اس امر کی نسبت تہا بہی تو وہ ترک کیا گیا تہا اور کہ وہ جایداد جسکا ذکر عرضیدعوے مین کیا گیا ہے ایسی جایداد ہے جسکی کہ تقسیم کیجانی ہے -

بالآخر یہہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کب سے تقسیم موثر سمجہی جانی چاہئے - تاریخ فیصلہ ثالثی سے یا کہ تاریخ ڈگری عدالت ماتحت سے کیونکہ اول الذکر صورت مین سباپاتہی چٹی کا حصہ اوس کے ورثاء کے نام منتقل ہوگا بجائے شرکاء کے جیسا کہ اپیلانٹ نے عذر کیا ہے مگر ہماری یہہ رائے ہے کہ فیصلہ ثالثی (دستاویز الف) کی پیروی فوراً بذریعہ واقعی تقسیم بعض جایداد ہائے منقولہ کے کیگئی تہی اسلئے اوسی وقت تقسیم عمل مین آئی تہی اور وہ حصہ جو سباپاتہی کو عطا کیا گیا تہا اوس کے ورثاء کے نام منتقل ہوتا ہے -

ہم کو چاہئے کہ عدالت ماتحت کی ڈگری کو بحال رکہین اور اپیل ہذا کو معہ خرچہ خارج کرین .

---

(۱) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۲۵۰

(۲) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۴ صفحہ ۹۹ -

(۳) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۱۱۹

(۴) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۲۲۴ -

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر سبرامنیم ایّر صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

سنہ ۱۸۹۶ع
۱۱ اپریل

ونیکٹارامیا دیکسر دیگر (مدعیان) اپیلانٹان بنام ونیکٹا لکشما اماں (مدعا علیہا) رسپانڈنٹ۔

ایکٹ میعاد ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع ضمیمہ ۲ مد ۱۴۱۔ نالش منجانب وارث بازگشت بر طبق وفات وارث اناث

قبضہ مخالفانہ۔ دہرم شاستر قانون وراثت۔

ایک ہندو سنہ ۱۸۷۸ع مین فوت ہوا اور اپنے پیچھے (۱) ایک دختر جو سنہ ۱۸۸۶ع مین فوت ہوئی اور

جو کہ مدعیان کی دادی تہی اور (۲) ایک فوت شدہ دختر بحیات خود کا پسر جو دوسرا مدعی ہے۔ اور (۳) ایک

فوت شدہ پسر بحیات خود کی بیوہ جو مدعا علیہا ہے چہوڑ گیا۔ اب مدعیان نے سنہ ۱۸۹۳ع مین اوس کی

اراضی کا قبضہ پانیکی نالش کی جسپر مدعا علیہا اوس کی وفات سے قابض تہی۔

تجویز ہوئی کہ نالش زائد المیعاد نہ تہی اور مدعیان ایک ڈگری کے مستحق ہے۔

اپیل دوم بنا راضی ڈگری ڈبلیو جی انڈرڈ صاحب ڈسٹرکٹ جج گنجام بمقدمہ اپیل نمبر ۲ سنہ ۱۸۹۵ع منضمن

تنسیخ ڈگری پی سبیا منصف ضلع مدنا پلی بمقدمہ ابتدائی نمبر ۱۳ سنہ ۱۸۹۳ع

نالش واسطے دلاپانے اوس اراضی کے جو ابتداءً مگپا جیا پا کی ملکیت تہی جو سنہ ۱۸۷۸ع مین فوت ہوا تہا اور اپنے

پیچہے (۱) سبا بال دختر کو جو سنہ ۱۸۸۶ع مین ایک پسر سبا رایڈو چہوڑ کر فوت ہوئی تہی جو فوت ہو چکا ہے اور مدعی

نمبر ۱ کا باپ تہا۔ اور (۲) ونیکٹا راسیا مدعی نمبر ۲ اپنے نواسہ کو جو اوس کی ایک فوت شدہ دختر کا پسر تہا اور (۳)

ونیکٹا لکشما اماں مدعا علیہا کو جو اوس کی بہو یعنی اوس کی ایک فوت شدہ لڑکی کی بیوہ تہی چہوڑ گیا تہا۔ مدعا علیہا نے

ابا جیاپا کی وفات پر جایداد کا قبضہ حاصل کر لیا تہا اور اوس نے اب عذر کیا ہے کہ نالش زائد المیعاد ہے۔

منصف ضلع نے اس عذر کو نامنظور کر کے قرار دیا تہا کہ مدعیان دلاپانے کے مستحق ہین چنانچہ اوس نے

ایک ڈگری صادر کی تہی۔

صاحب جج ضلع نے بر طبق اپیل کے اوس کی ڈگری کو منسوخ کیا اس امر پر کہ نالش زائد المیعاد ہے۔

مدعیان نے اپیل دوم حال رجوع کیا۔

رامچندر راو صاحب منجانب اپیلانٹان۔

بہاشیام ایّر و رامچندر راو منجانب رسپانڈنٹان۔

---

* اپیل دوم نمبر ۱۴۵ سنہ ۱۸۹۶ع۔

۱۸۹۶ء
دینکٹاراجیا
بنام
دینکٹاکشا

تجویز :- صاحب جج ضلع نے قانون کو درست طور پر بیان کیا ہے لیکن وہ اوس کو مناسب طور پر متعلق کرنے سے قاصر رہا ہے -

آخری مالک ذکور ۱۸۴۸ء مین فوت ہوا تہا اور مدعا علیہما نے فوراً جایداد کا قبضہ حاصل کیا تہا - آخری مالک ذکور کی دختر جو حق قبضہ کی تہی ۱۸۹۲ء مین فوت ہوئی تہی نالش حال منجانب ورثائے بازگشت بغرض حصول قبضہ ۱۸۹۳ء مین رجوع کیگئی تہی - زیر دفعہ ۱۴۲ ضمیمہ ۲ - ایکٹ میعاد نمبر ۱۵ ۱۸۷۷ء ورثائے بازگشت کو ۱۲ سال کی میعاد تاریخ وفات دختر سے حاصل تہی اس لئے ان کی نالش صحیح طور پر بمیعاد تہی (ملاحظہ ہو سری ناتہہ کر بنام پرسند کمار گہوس (۱) شام لال متر بنام امارندر ناتہہ بوس (۲) کرسنداس گوندجی بنام رنبدا بنداس پرشوتم (۳) کنتا بنام وردا (۴) تاثی بنام لاڈو (۵) رام کالی بنام کدار ناتہہ (۶) - ریسپانڈنٹان نے مقدمہ پریوی کونسل لچہمن کنور بنام منورتہ رام (۷) پر انحصار کیا ہے اگر مقدمہ مذکور یک فیصلہ بحوالہ دفعہ ۱۴۲ ضمیمہ ایکٹ حال (۱۵ ۱۸۷۷ء) یا ہم مضمون دفعہ ایکٹ ۹ ۱۸۷۱ء کے ہوتا تو وہ متعلق ہوسکتا تہا لیکن یہ امر ہمیں ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ ایسا ہی ہے اور تواریخ مندرجہ بیان امور واقعہ سے ہم یہ نتیجہ اخذ کرتے ہین کہ حقوق ورثائے بازگشت مقدمہ مذکور مین زیر ایکٹ ۱۴ ۱۸۵۹ء کے زائد المیعاد ہوگئے تہے قبل اس کے کہ احکام ایکٹ ۹ ۱۸۷۱ء موثر ہوئے تہے -

اس لئے ہم کو چاہئے کہ صاحب جج ضلع کی ڈگری کو منسوخ کرین اور منصف ضلع کی ڈگری کو بحال کرین - اپیلانٹان کو چاہئے کہ اپنا خرچہ عدالت ہائے اپیل ماتحت وصول کرین -

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر سبرامنیا ایار صاحب جسٹس و مسٹر بنسن صاحب جسٹس

۳ اپریل ۱۸۹۷ء

بنام

تیاپا وغیرہ (مدعیان نمبر ۱ و ۲ و ۳) اپیلانٹان - **بنام** اسیر وتہاپا و دیسیتار و دیگر (مدعا علیہم نمبر ۱ و ۲) ریسپانڈنٹان -

ایکٹ وصولیابی مالگذاری - ایکٹ ۲ ۱۸۶۴ء (مدراس) دفعہ ۳۸ - نیلام بعلت بقایائے مالگذاری - خرید بینامی -

ایک خریدار نیلام بعلت بقایائے مالگذاری نے اراضی کے قبضہ کی نالش کی - عذر یہ کیا گیا تہا کہ اوس کی خرید بینامی طور پر ان اشخاص کے واسطے کیگئی تہی جنسے مدعا علیہم نے حق حاصل کیا ہے -

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۳۲ (۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۴۰۰ (۳) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۳ صفحہ ...
(۴) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۲۱۷ (۵) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۹ صفحہ ۱۰۰ - (۶) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ... صفحہ ۱۵۶ (۷) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۵۱ -

سنہ ۱۸۹۷ء

ستیا راجا بنام اسیرو تہا پادیسیا و دیگر کس دیگر

تجویز ہوئی کہ ایکٹ وصولیابی مالگذاری کی دفعہ ۳۸ مدعا علیہ کو اس عذر کے اوٹھانے سے باز نہ رکھتی تہی اور چونکہ وہ بیانات جنپر عذر مذکور مبنی رکہا گیا تہا ثابت کئے گئے ہین اسلئے نالش خارج کیجانی چاہئے ۔

اپیل دوم بنا راضی ڈگری ایس گوپالا چیر سبارڈینیٹ جج تنی ولی مقدمہ اپیل نمبر ۴۷ سنہ ۱۸۹۴ء مشعر بحالی ڈگری وی کے دایتا چیر منصف ضلع ٹوٹی کورین مقدمہ ابتدائی نمبر ۴۲۵ سنہ ۱۸۹۱ء

نالش واسطے دلاپانے قبضہ بعض اراضی معہ زر واصلات کے اراضی متنازعہ زیر ایکٹ وصولیابی مالگذاری بعلت بقایا مالگذاری واجب الادا منجانب مالک اراضی کے نیلام کیگئی تہی اور وہ مدعی کے متوفی کے باپنے ۲۸ اکتوبر سنہ ۱۸۶۹ء کو خرید کی تہی ۔

قبضہ خریدار نے کبہی حاصل نہ کیا تہا اور عذر یہ کیا گیا تہا کہ خرید بنامی طور پر ایماء مدعا علیہ نمبر ۱ کے کیگئی تہی ۔

منصف ضلع نے قرار دیا کہ مدعا علیہ اس عذر کو کرسکتا تہا اور کہ وہ ثابت کیا گیا ہے اور کہ مدعا علیہ نمبر ۱ اور اوس کے ایماء عرصہ بارہ سال تک مخالفانہ طور سے قابض رہے ہین چنانچہ اوس نے نالش کو خارج کیا ۔

سبارڈینیٹ جج نے برطبق اپیل کے قرار دیا کہ نالش زائد المیعاد تہی لیکن اوس نے ڈگری کو اوس دوسری وجہ پر بحال رکہا جسپر کہ منصف ضلع نے اپنے فیصلہ کو مبنی رکہا تہا ۔

مدعی نے اپیل دوم حال رجوع کیا ۔

کرشنا سامی ایار منجانب اپیلانٹ ۔

سوا سامی ایار منجانب ریسپانڈنٹ نمبر ۱ ۔

تجویز ۔ عذر یہہ کیا گیا ہے کہ چونکہ مدعی کے باپنے اراضی کو ایک نیلام بعلت بقایاء مالگذاری مین خرید کیا تہا اس لئے دفعہ ۳۸ ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۶۴ء (ایکٹ وصولیابی مالگذاری) مدعا علیہم کو اس امر کے ثابت کرنے سے باز رکہتی ہے کہ خرید در اصل مدعی کے باپکے کلیتاً اپنے واسطے نہ کی تہی بلکہ عام ایماء دیہہ کیطرف سے کی تہی ۔ الفاظ دفعہ ۳۸ یہہ ہین کہ ایسے سرٹیفکیٹ نیلام مین جائداد نیلام کردہ اور خریدار کے نام کا ذکر کیا جانا چاہئے اور وہ ایک قطعی شہادت امر واقعہ خرید کی جملہ عدالت ہائے مین ہوگا جہانکہ اوس کا ثابت کرنا ضروری ہوگا اور کوئی ثبوت کلکٹر کی مہر یا دستخط کے متعلق ضروری نہ ہوگا الا اوس صورت مین جبکہ اوس عدالت کو جسکے روبرو وہ پیش کیا جاسے اوس کی اصلیت کی نسبت شبہ کرنیکی وجہ حاصل ہو ۔

نیت صریح طور پر یہہ تہی کہ کوئی عذر اس قسم کا نہ اوٹہایا جائے کہ تصور وار کافی بذریعہ نیلام کے منتقل نہ ہوا تہا عبارت دفعہ مذکور مین کوئی ایسا امر موجود نہین ہے جسکے رو سے یہہ عذر اوٹہایا جاسکے کہ

۱۸۹۶ء
ستیارایارو وغیرہ
بنام
امیرتہا راپادیا
وغیرہ دیگر

واضعان قانون کا منشاء دفعہ مذکور سے اس بات کے متعلق ثبوت پیش کرنیسے باز رکہنے کا تہا کہ وہ شخص جسکا نام سرٹیفکٹ مین درج ہے ایسا شخص نہین ہے جسنے بروے خرید کے حق حاصل کیا تہا۔

جہان ایسا منشا ہو وہان واضعان قانون نے ایک صریح حکم باظہار اوس کے صادر کیا ہے مثلاً دفعہ ۳۱۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی۔

اس لئے وہ شہادت جسکے متعلق عذر کیا گیا ہے درست طور پر قبول کیگئی تہی اور بروے قرارداد کے نالش درست طور پر خارج کیگئی تہی ہم اپیل ہذا کو معہ خرچہ خارج کرتے ہین۔

چیف اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر ا صبرامنیا ایار صاحب جسٹس و ڈیوس صاحب جسٹس

یکم ستمبر ۱۸۹۶ء

کٹہی مرا کار جابی (مدعاعلیہا) اپیلانٹ **بنام** کٹی اتا (مدعیہ) رسپانڈنٹ *

مجموعہ ضابطہ دیوانی ۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۵۸۷ ۔ مضامین مراتب فیصلہ عدالت اپیل کے ۔ عدالت اپیل کا فرض دوبارہ امتحان کرنے درستی قرارداد کے بصورت عدم موجودگی یادداشت عذرات کے ۔

ایک جج نے مقدمہ کو مزید شہادت کے لئے جانے اور ایک جدید قرارداد کے بربنا سوال امر واقعہ کے قلمبند کئے جانیکے پہلے بہیجا اوس پر لازم تہا کہ قرارداد مذکور کی درستی کا امتحان کرے اور نیز فیصلہ مین وہ وجوہات بیان کرے جنکی بموجب اوسنے قرارداد مذکور کو منظور یا نامنظور کیا ہے۔

اپیل دوم بنا راضی ڈگری ایچ پیچ اڈفیل صاحب ڈسٹرکٹ جج مالابار جنوبی مقدمہ اپیل نمبر ۶۱۲ سنہ ۱۸۹۵ء مشعر ترمیم ڈگری ٹی وی اننتن نیار منصف ضلع کتنڈ مقدمہ ابتدائی نمبر ۱۲۰ سنہ ۱۸۹۵ء۔

مدعیہ نے بطور مطلقہ عورت مدعاعلیہ کے مبلغ ۱۳ روپیہ بابت حق مہر اور مبلغ ۲۸ روپیہ ۱۱ آنہ ۱۲ پائی بابت اوس کرہی کے دلاپانے کا دعوے کیا جو مدعاعلیہ کو ان کے ازدواج کے وقت سنہ ۱۸۷۱ء مین دیگئی تہی۔ بیان یہ کیا گیا تہا کہ طلاق ماہ اپریل سنہ ۱۸۷۳ء مین دیاگیا تہا لیکن مدعاعلیہ نے طلاق سے انکار کیا اور وجہ مذکور پر اوس نے واپسی کرہی کی ذمہ واری سے انکار کیا بنسبت دعوے مہر کے اوس نے عذر کیا کہ اوس نے پہلے سے اوس کا ایفاء بذریعہ خرید کرنے زمین کے مدعیہ کے واسطے کر دیا ہے ۔

* اپیل دوم نمبر ۵۵ سنہ ۱۸۹۶ء۔

۱۸۹۷ء

کہنی دراکا چاچی
بنام
کمی اما

منصف ضلع نے قرار دیا کہ نہ تو وہ طلاق جسکا ذکر مدعیہ نے کیا ہے اور نہ ایفائے دعوٰی مہر شہادت سے ثابت ہوتا ہے اور اوس نے ایک ڈگری صرف مبلغ ۔۔۔ کی صادر کی۔

مدعیہ نے ایک اپیل عدالت ضلع مین رجوع کیا اور مدعاعلیہ کیطرف سے کوئی یادداشت عذرات داخل نہ کی گئی تھی۔

صاحب جج ضلع نے بر طبق اپیل کے حکم دیا کہ ایک مزید گواہ کی شہادت امر طلاق کے متعلق لیجانی چاہئے اور مدعاعلیہ کو اجازت دیجانی چاہئے کہ اوس کی شہادت کی تردید کیواسطے شہادت پیش کرے حکم مذکور مین وہ تاریخ مقرر کیگئی نہین جسکے کہ اندر جو ۔۔۔ رداد واپس کیجانی چاہئے تہی اور عذرات کئے جانے چاہئین تہے۔

منصف ضلع نے اس حکم کی تعمیل کی اور یہ قرارداد قلمبند کی کہ وہ طلاق جسکا ذکر مدعیہ نے کیا ہے درست ہے کوئی یادداشت عذرات مدعاعلیہ نے اس قرارداد کے متعلق داخل نہ کی اپیل کے بغرض سماعت پیش ہونے پر صاحب جج ضلع نے حسب ذیل فیصلہ صادر کیا:۔

"اب عدالت ماتحت نے مزید شہادت پر یہہ قرار دیا ہے کہ اوسکا پہلا فیصلہ غلط تہا اور کہ طلاق حسب بیان مدعیہ فی الواقعہ عمل مین آئی تہی اپیل منظور کیا جاتا ہے اور عدالت ماتحت کی ڈگری بدین ہدایت ترمیم کیجاتی ہے کہ مدعیہ ایک ڈگری حسب مستدعا معہ کل خرچہ کے حاصل کرے"

مدعاعلیہ نے اپیل دوم علی وجوہات ذیل پر پیش کیا:۔

۱۔ عدالت اپیل ماتحت نے تنقیحات قائم کردہ پر قرارداد ہائے قلمبند نہین کین۔

۲۔ فیصلہ عدالت اپیل ماتحت احکام دفعہ ۵۷۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے مطابق نہین ہے

۳۔ عدالت اپیل ماتحت کو چاہئے تہا کہ اپیل کے منظور کرنے کی وجوہات بیان کرتی۔

۴۔ عدالت اپیل ماتحت کو منصف کی قرارداد متعلق تنقیح اول بحال نہ رکہنی چاہئے تہی۔

۵۔ مدعاعلیہ کا عذر طلاق عذر ادائیگی مہر کے نامطابق ہے وہ اُس عذر کے کرنیکا مستحق نہ تہا۔

سندسا ایار منجانب اپیلانٹ۔

گوونداسینن منجانب ریسپانڈنٹ۔

تجویز:۔ گو کوئی یادداشت عذرات نہ تہی تاہم صاحب جج پر لازم تہا کہ درستی قرارداد کے متعلق امتحان کرتا اور یہہ نتیجہ اخذ کرتا کہ آیا اوس نے اوس کو منظور کیا ہے یا نہین الّا جبکہ اوس کی درستی کو اوس فریق نے

سنہ ۱۸۹۷ء
کہنی مرکار جاجی
بنام
کٹی اما

تسلیم کیا ہوتا جبکے کہ وہ برخلاف تہی یعنے صورت حال مین مدعاعلیہ کے کسی امر سے یہہ ظاہر نہین ہوتا کہ وہ اسطرح پر تسلیم کیگئی تہی اور صاحب جج نے امر زیر بحث کے متعلق کوئی رائے ظاہر نہین کی اسلئے ہم کو چاہئے کہ ڈگری کو منسوخ کرکے اپیل کو مطابق قانون فیصل کئے جانے کیواسطے واپس بہیجین (ملاحظہ ہو اسید علی بنام سلیمبیبی (۱) و ممتازبیگم بنام فتح حسین (۲) و بہگوان بنام کیسر کوجی (۳) و نیز ملاحظہ ہو امچند گوند مانک بنام سوتو سدا شیو سرکہوت (۴)) خرچہ نتیجہ مقدمہ پر عائد اور منعقب ہوگا۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر سبرامنیا ایار صاحب جسٹس و ڈیوس صاحب جسٹس

یکم و ار ستمبر سنہ ۱۸۹۸ء

آلبور (مدعاعلیہ ۲) اپیلانٹ **بنام** انتہارا مسیار (مدعی) رسپانڈنٹ

ایکٹ وصولیابی لگان - ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۶۵ء (مدراس) دفعات ۱۸ و ۳۹ و ۴۰ - قرقی بعلت بقایائے لگان - نالش واسطے منسوخی قرقی کے - نیلام مابعد -

ایک مالک اراضی نے اپنے مزارعہ کے مقبوضہ کو بعلت بقایائے لگان سنہ ۱۸۹۰ء مین قرق کرایا - اور بلا میعاد کے اندر جو بیروے دفعہ ۱۸ ایکٹ وصولیابی لگان کے مقرر کیگئی ہے اوس نے ایک درخواست نیلام کلکٹر کے پاس گذرانی اور اوس نے دیگر ضابطہ مقرر کردہ ایکٹ مذکور کی بہی تعمیل کی اراضی نیلام کیگئی تہی لیکن نیلام اس وجہ سے منسوخ کیا گیا تہا کہ وہ بیضابطہ طور پر عمل مین آیا ہے - زان بعد مالک اراضی نے سنہ ۱۸۹۴ء مین ایک درخواست کلکٹر کے پاس واسطے نیلام جدید کے گذرانی (جو منظور کیگئی تہی) - نیلام جدید بلا ایک جدید نوٹس زیر دفعہ ۳۹ بحق مزارعہ دیئے جانے کے عمل مین آیا اب مزارعہ نے اوس نیلام کے منسوخ کرانیکی نالش کی ہے -

تجویز ہوئی کہ مدعی نیلام کو منسوخ کرانیکا مستحق نہ تہا -

اپیل دوم بنا راضی ڈگری ایف ایچ ہمینٹ صاحب ڈسٹرکٹ جج تنجور مقدمہ اپیل نمبر ۱۲۲ سنہ ۱۸۹۶ء مشعر تنسیخ ڈگری این سمبا سیوا ایار منصف ضلع ترودلی مقدمہ ابتدائی نمبر ۳۱۲ سنہ ۱۸۹۵ء -

مدعی ایک مزارعہ جایداد واقعہ تنجور کا تہا جسکا کہ رسیور مدعاعلیہ ۱ تہا - مدعاعلیہ ۲ خریدار اقصیات مقبوضہ مدعی اوس نیلام مین تہا جو ماہ جنوری سنہ ۱۸۹۵ء مین عمل مین آیا تہا -

---

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۳۸۳ - (۲) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۳۹۱ -
(۳) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۷ صفحہ ۴۲۸ - (۴) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۱۵۵ -

رنا پا چیٹی
بنام
چیانام چیٹی

اب مدعی نے تنسیخ نیلام مذکور کی نالش کی ہے معلوم ہوتا تہا کہ ریسیور نے مدعی کے مقبوضہ کو بقایا لگان کی علت بابت ماہ جولائی ۱۸۸۵ء میں قرق کرایا تہا۔ مدعی نے ایک سرسری نالش واسطے رفع کرانے قرقی کے دائر کی تہی۔ اس نالش کا انجام سمجہ ریسیور کے رہوا تہا جسنے جائداد کو ماہ دسمبر ۱۸۹۲ء میں نیلام کرالیا تہا۔ اسکے بعد مدعی نے ایک سرسری نالش بابت تنسیخ نیلام مذکور کے دائر کی تہی اور وہ صرف اس وجہ پر کامیاب ہوا تہا کہ نیلام اس تاریخ پر نکیا گیا تہا جو ابتدا مقرر کیگئی تہی۔ بلکہ ایک ملتوی کردہ تاریخ پر عمل میں آیا تہا۔ اسکے بعد ریسیور نے ایک جدید نوٹس نیلام جاری کرایا اور جائداد مقروقہ کو نیلام کرایا۔ یہی وجہ اصلاح نالش ہذا کی ہے۔

منصف ضلع کی یہ رائے تہی کہ قرقی اس وجہ سے منسوخ ہوگئی تہی کہ ایک ڈگری منسوخی نیلام صادر ہوئی تہی اور اُسنے قرار دیا کہ نیلام حال ایک ناجائز نیلام تہا اور اُسنے ایک ڈگری حسب منشاء نالش صادر کی۔

صاحب جج ضلع نے بر طبق اپیل کے اُسکی ڈگری کو مسترد کیا اور نیلام کو اس وجہ پر منسوخ کیا کہ درخواست نیلام اُس میعاد کے اندر نکیگئی تہی جو بروئے دفعہ ۱۰ ایکٹ وصولیابی لگان ۱۸۶۵ء کے مقرر کیگئی ہے اور اُسنے قرار دیا کہ کارروائیاں درمیانی اُس میعاد کو وسیع نہ کرتی تہیں جو بروئے دفعہ مذکور کے عطا کیگئی ہے اور اُسنے ذیل کی وجہ ظاہر کی۔

یہ نیلام ثانی کی درخواست ۱۸۹۴ء میں کیگئی تہی اور قرقی جائداد نیلام کردہ کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ وہ ماہ جولائی ۱۸۸۹ء میں کیگئی تہی۔ عدالت ماتحت کی یہ رائے ہے کہ اُس میعاد کی نسبت کوئی حد مقرر نہیں ہے جسکے اندر بعد عمل میں آنے قرقی کے درخواست نیلام کیجاسکتی ہے۔ میری رائے میں عدالت ماتحت کی یہ رائے بالکل غلط ہے۔ دفعہ ۴۱ کے رو سے صریح طور پر حکم دیا گیا ہے کہ نیلام جائداد غیر منقولہ بروئے اُن قواعد کے کیا جانا چاہیئے جو جائداد منقولہ کے واسطے مقرر کئے گئے ہیں۔ کیونکہ قواعد مذکور دفعہ ۱۰ میں درج ہے ایک درخواست کلکٹر کے پاس ایک ایسے شخص کی نسبت کیجانی چاہیئے جسکے رو سے نیلام کی ہدایت کیجائے اور وہ درخواست اُس میعاد کے اندر کیجانی چاہیئے جو دفعہ ۱۰ کے رو سے مقرر کیگئی ہے۔ دفعہ ۴۱ میں کوئی ایسا امر نہیں ہے جس سے یہ مفہوم ہوتا ہو کہ احکام دفعہ ۱۰ اُس میعاد کے متعلق نہیں ہیں جسکے اندر درخواست کیجانی چاہیئے۔ اسمیں شبہ نہیں کہ الفاظ ایکٹ ۸ ۱۸۶۵ء ذو معنی اور نادرست ہیں لیکن ایکٹ مذکور کی تعبیر مناسب طور پر کیجانی چاہیئے۔ یہ امر صریح ہے کہ واضعان ایکٹ کا دفعہ ۴۱ میں یہ حکم دینے سے کہ نیلام جائداد غیر منقولہ اُن قواعد کے تابع ہونا چاہیئے جو نیلام جائداد منقولہ کے واسطے مقرر کئے گئے ہیں یہ منشاء تہا کہ ایک ہی ضابطہ کی پیروی ہر دو صورتوں میں کیجانی چاہیئے۔ نہ صرف بر وقت عمل میں آنے نیلام کے بلکہ ابتدائی کارروائیات میں بہی جو واسطے نیلام کرانے جائداد مقروقہ کے بوساطت کلکٹر کیجاتی ہیں۔ یہ قیاس کرنا بیجا ہوگا کہ واضعان قانون کا منشاء یہ تہا کہ بعد ایک مرتبہ نوٹس زیر دفعہ ۳۹ ایکٹ مذکور جاری کئے جانیکے مالک اراضی کئی سال بعد جائداد کو بلا کسی جدید نوٹس کے جاری کرانیکے نیلام کرا سکتا ہے تاوقتیکہ

۲۹ ...
نلیا چیٹی
بنام
پیامبرام چیٹی

عام اشتہار نیلام کے دیئے جانیکے حکم کا حکم دفعہ ۱۸ ایکٹ مذکورہ میں ہے۔

مدعا علیہ نمبر ۳ نے اپیل دوم حال رجوع کیا۔

پتابھی رام آیار منجانب اپیلانٹ۔

سندرا آیار منجانب ریسپانڈنٹ

تجویز:۔ صورت حالین بابر تسلیم کیا گیا ہے کہ پہلی درخواست جو کلکٹر کے روبرو نیلام کیواسطے زیر دفعہ ۴ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۶۵ع دیگئی تھی وہ اُس میعاد کے اندر دیگئی تھی جو دفعہ ۱۸ ایکٹ مذکورہ سے مقرر کیگئی ہے اور کہ وہ نیلام جو تعمیل درخواست مذکور کے عمل میں آیا تھا اُس وجہ پر منسوخ کیا گیا تھا کہ اُسکے عمل میں لانے میں بیضابطگی کیگئی ہے بعد منسوخی نیلام کے مالک اراضی نے پہر کلکٹر کے پاس ایک درخواست نیلام جدید گذرانی تھی اور مزارعہ کو انکی نسبت نیلام کا نوٹس دوبارہ زیر دفعہ ۳۹ نہ دیا گیا تھا عدالت اپیل ماتحت نے قرار دیا ہے کہ ایسا نوٹس ضروری تھا یا بالفاظ دیگر یہ کہ وہ جملہ کارروائیات جو بضابطہ نیلام کے عمل میں آنے تک کیگئی تہین عملی طور پر کالعدم تہین اور کہ مالک اراضی کو از سر نو کارروائی شروع کرنی چاہیئے تھی۔ ہم اس رائے کو قبول نہین کر سکتے۔ مالک اراضی کیطرف سے بیضابطگی نیلام کا قصور وار نہ تھا اور وہ عدالت سے یہ کہنے کا مستحق تھا کہ غلطی کو درست کیا جائے اور مناسب نیلام کا حکم دیا جائے۔ دوسری درخواست جو کلکٹر کے روبرو دیگئی تھی بہ تسلسل ابتدائی درخواست نیلام کے متصور کیجانی چاہیئے جو مستقل طور پر درست تھی۔ عذر یہ کیا گیا ہے کہ جدید نوٹس نیت نیلام مزارعہ کو دیا جانا چاہیئے تھا لیکن مزارعہ ایک فریق قصوروار تھا اس لیئے وہ مالک اراضی کی نسبت کمتر وقعت کا مستحق ہے جو بالضرور اس ضابطہ کے استعمال کئے جانیسے التوا میں ڈالا جائیگا۔ اس لئے ہم کو یہ قرار دینا چاہیئے کہ جدید نوٹس زیر دفعہ ۳۹ ایکٹ مذکور کا بھی مزارعہ دیا جانا قانوناً ضروری نہ تھا قبل اسکے کہ مالک اراضی کی درخواست نیلام بضابطہ کی بجائے نیلام ناجائز کے کلکٹر کے پاس دیگئی ہو۔ چنانچہ ہم صاحب جج ضلع کی ڈگری کو منسوخ کر کے منصف کی ڈگری کو بحال کرتے ہین ریسپانڈنٹ کو چاہیئے کہ اپیلانٹ کا خرچہ عدالت ہذا و عدالت اپیل ماتحت ادا کرے۔

تمام شد انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲۰ بابت سنہ ۱۸۹۷ع

مطبوعہ راست گفتار امرتسر

جنرل لا بکس ایجنسی

انڈکس روئدادات ترجمہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲۰ بابت ماہ فروری سنہ ۱۸۹۷ء

نام فریقین مقدمہ	نام صیغہ	دفعات ایکٹہائے متعلقہ	عنوان مقدمہ	نمبر صفحہ
پروا شی امل بنام سامی ناتھا گر وکل وغیرہ	سنگل [illegible]	دفعہ ۱۱۸ ضمیمہ دوم ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء	ایکٹ میعاد ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء ضمیمہ ۲ مد ۱۱۸۔ نالش دربارہ قبضہ کے منجانب بیوہ اہل ہنود کے بحیثیت وارثہ۔ مدعا علیہ نے بقبض بروئے ایک مبینہ تبنیت کے۔ میعاد۔	۴۰
بہاریتہ نانو مینن بنام تہرو تھیپلی کمپن مینن وغیرہ	ایضاً	دفعہ ۳۲۵ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء	قانون ملابار۔ تبنیت منجانب کرناون تارو دمرد کنستیام کے۔ عدم موجودگی رضامندی منجانب باقی تارو کے۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۲۵۔ قائمقام قانونی۔	۵۱
سینی چتیار بنام سنتھانا تھن چتیار	اپیل دیوانی اجلاس کامل	دفعہ ۳ و ۱۷ (د) ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۷ء و دفعہ ۳۶ ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۷ء	ایکٹ رجسٹری۔ ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۷ء دفعات ۳ و ۱۷ (د) استحقاق واقعہ اراضی۔ کرکٹی۔ پٹہ۔ کلیب۔ دادرسی خاص ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۷ء دفعہ ۳۶۔ حکم امتناعی۔	۵۸
متھو وچیار گمو نتھ راجیندر وچا جالی تھورائی بنام وینکٹا چلم چیٹی وغیرہ	اپیل دیوانی	دفعہ ۹۰ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء	ایکٹ انتقال جائداد ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۹۰۔ نالش منجانب مرتہن شکمی کے۔ ڈگری نیلام۔	۳۵
وینکٹی نایک بنام مورو کیا چیتی	اجلاس کامل اپیل دیوانی	دفعہ ۱۴ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء دفعہ ۴۳ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء	ایکٹ میعاد ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء دفعہ ۱۴۔ اسی قسم کا اور سبب۔ بنائے دعویٰ کا اشتمال بیجا۔ عدم موجودگی اجازت زیر مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۴۳۔	۴۸

بمنظوری گورنمنٹ آف انڈیا

جلد (۵) نمبر (۳)

ترجمہ

انڈین لا رپورٹ

سلسلہ مدراس جلد ۲۰ بابت ۱۸۹۷ع

از صفحہ ۶۰ لغایت ۹۷

متضمن

مقدمات منفصلہ حکام عالی مقام پریوی کونسل و ہائیکورٹ

بابت ماہ مارچ ۱۸۹۷ع

زیر نگرانی

شیخ غلام رسول انچارج نیر ایجنسی

تالیف ہوکر

مطبع ارسطا گفتار امرتسر

جنرل لا ایجنسی

مین

کارپردازان مطبع کی اہتمام سی طبع ہوکر شائع ہوا

بمنظوری گورنمنٹ آف انڈیا

ترجمہ

انڈین لا رپورٹ

سلسلہ مدراس جلد ۲۰ بابت سنہ ۱۹۰۰ء

از صفحہ ۷ و لغایت ۱۲۰

متضمن

مقدمات منفصلہ حکام عالی مقام پریوی کونسل و ہائیکورٹ

بابت ماہ اپریل سنہ ۱۸۹۷ء

زیر نگرانی

شیخ غلام رسول انچارج فیرسچینی

تالیف ہو کر

مطبع راست گفتار امرتسر
جنرل لا بکس کمپنی

میں
بکارپرداز مطبع کے اہتمام سے طبع ہو کر شائع ہوا

بمنظوری گورنمنٹ ہند

ترجمہ

رسالہ (۵) انڈین لا رپورٹ

سلسلہ مدراس جلد ۲۰ بابت ۱۸۹۷ء

از صفحہ ۔۔۔ تا صفحہ ۔۔۔

متضمن

مقدمات منفصلہ حکام عدالت مقابلہ پریوی کونسل و ہائیکورٹ

بابت ماہ مئی ۱۸۹۷ء

زیر نگرانی

شیخ غلام رسول ایڈیٹر و پروپرائیٹر

تالیف ہوکر

مطبع [illegible] امرتسر

جنرل پبلک ایجنسی

میں

مکرر ازان مطبع کے اہتمام سے طبع ہوکر شائع ہوا

تتمہ

انڈین لاء رپورٹ

سلسلہ مدراس جلد ۳ بابت ۱۹۰۷ء

از صفحہ ۵ لغایت ۱۶۶

متضمن

مقدمات منفصلہ حکام عالی مقام پریوی کونسل و ہائیکورٹ

بابت ماہ جون جولائی ۱۹۰۷ء

زیر نگرانی

شیخ غلام رسول انچارج افیسر ایجنسی

تالیف ہوکر

مطبع راست گفتار امرتسر
جنرل لاء بکس ایجنسی

میں

کارداران مطبع کی اہتمام سے طبع ہوکر شایع ہوا

منظوری گورنمنٹ آف انڈیا

ترجمہ

جلد (۵) انڈین لا رپورٹ نمبر (۳)

سلسلہ مدراس جلد ۲۰ بابت ۱۸۹۷ء

از صفحہ ۱۶۷ لغایت ۲۳۴

متضمن

مقدمات منفصلہ حکام عالی مقام پریوی کونسل وہائیکورٹ

بابت ماہ اگست ۱۸۹۷ء

زیر نگرانی

شیخ غلام رسول انچارج آفیسر ایجنسی

تالیف ہو کر

مطبع راست گفتار امرتسر

جنرل لا بکس ایجنسی

میں

کاپی داران کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

بمنظوری گورنمنٹ آف انڈیا

ترجمہ

سلسلہ نمبر (۹) انڈین لا رپورٹ

سلسلہ مدراس جلد ۲۰ بابت سنہ ۱۸۹۷ع

از صفحہ ۴۳۵ لغایت ۴۶۲

متضمن

مقدمات منفصلہ احکام عالی مقام پریوی کونسل و ہائیکورٹ

بابت ماہ ستمبر ۱۸۹۷ع

زیر نگرانی

شیخ غلام رسول انچارج آفس ایجنسی

تالیف ہو کر

مطبع راست گفتار امرتسر
جنرل لا ایجنسی

میں

کاہن داس کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

انڈکس دیلف وار ترجمہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۳ بابت ماہ ستمبر ۱۸۷۹ء

نام متخاصمین	نام صیغہ	دفعات ایکٹہائے متعلقہ	عنوان مقدمہ	نمبر صفحہ
ایلرا وستائی انبوارلو بنام کرشنا مورتی	اپیل ثانی	دفعہ ۵-ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء دفعہ ۷۷-ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۷ء	ایکٹ میعاد-ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء دفعہ ۵-نالش زیر دفعہ ۷۷-ایکٹ رجسٹری-ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۷ء اطلاق ایکٹ میعاد دفعہ ۵-رجاع نالش افتتاح عدالت پر-	۲۴۹
ارو مولم پلائی بنام ارونا چلم پلائی	″	دفعات ۳۵ و ۴۱ و ۴۱م-ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۷ء	رجسٹری وصیت نامہ بعد وفات موصی-تحقیقات منجانب رجسٹری کنندہ عہدہ دار کی دربارہ ناقابلیت موصی کے-ایکٹ رجسٹری دفعات ۳۵ و ۴۱ و ۴۰-	۲۴۴
النگارن چی بنام لکشمانن	″	دفعہ ۱۰-ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۴۲ء	رہن ایکٹ انتقال جائداد دفعہ ۱۰-تجدید رہن-تقدم مواخذات مابعد پر-	۲۴۴
سیرل ایان بنام لاکری سامی بنگا دتیا-	″	مد ۱۳۲ ضمیمہ ۲ ایکٹ ۱۵-سنہ ۱۸۷۷ء	میعاد مد ۱۳۲-ایکٹ میعاد-تمسک واسطے ادائیگی کے کسی خاص تاریخ پر عدم ادائیگی سود پر کل رقم کا عندالطلب واجب الادا ہونا-واجب الادا عندالطلب کے معنے-	۲۴۵
سبرامنیا چی بنام پریا دیکان اور بالوتر	″	دفعہ ۱۹-ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء	ایکٹ میعاد دفعہ ۱۹-تسلیم کرنا-بیان جس پر مدیون نے دستخط کئے ہوں-	۲۴۹
پیلائی کونن بنام مسا کونن	″	X	دہرم شاستر-نالش منجانب ایک خریدار از شریک حصہ دار کے-ڈگری واسطے حصہ شریک مندرجہ جائداد کے-	۲۴۳
سرراجہ ویرا ورا بتو طو انل راجہ جیا لکشمی دیوی گرو بنام سرراجہ ویرا ویرا بتو طو انل سریا	پریوی کونسل	X	دہرم شاستر-ناقابل تقسیم ہونیکا ثابت ہونا-تقسیم ایک کنبہ خاندان مشترکہ کا ایک وقت پر کس شے تقسیم علیحدگی کو-	۲۵۶
شنکیلی ویلایتا چیابتیار بنام سند زقم ماز	اپیل ثانی	۱۰ و ۱۱-ایکٹ جنگلات مدراس نمبر ۵ سنہ ۱۸۸۲ء	ایکٹ جنگلات مدراس دفعات ۱۰ و ۱۱-دعوی نسبت غیر مسدود روانی ایک قدرتی ندی کی-افسر مبر دنسبت جنگلات کا اختیار سماعت-	۲۴۹
کلیاپا گوندن بنام وینکٹا چلپا تھیون	″	دفعہ ۳۸-ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۶۴ء مدراس	مدراس ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۶۴ء دفعہ ۳۸-نیلام لعات تقاضا مالگزاری-بحالی نیلام بعد تاریخ-	۲۵۳
ملکہ معظمہ بنام کنیایا	اپیل جرائم	دفعہ ۳ ایکٹ ۱۳ سنہ ۱۸۵۹ء ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء	وارنٹ نالش جاری کردہ زیر ایکٹ ۱۳ سنہ ۱۸۵۹ء-تعمیل جو اختیار سماعت سے باہر کیجاوے مجموعہ ضابطہ فوجداری کے دفعہ ۸۳-	۲۳۵
ماناو کرامانیا بنام راماپاتر-	اپیل ثانی	X	معاہدہ رواج جو بطور ایک شرط معاہدہ کے ایزاد کیا گیا ہو-طریق عمل دریافتہ ایک خاص محال کے-	۲۷۵
مہادیوی بنام نیلا سنی	″	ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۰ء	دہرم شاستر-بو برہمن-انتقال منجانب بیوہ بغرض مذہبی-امر فیصل شدہ فیصلہ برنباء استحقاق کاروائیات زیر ایکٹ حصول اراضی سنہ ۱۸۷۰ء میں-	۲۶۹
نیلاپا ریدی بنام رامالنگاچی ریدی	″	دفعہ ۵۰-ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۷ء	رجسٹری-ایکٹ رجسٹری مندرجہ سنہ ۱۸۷۷ء دفعہ ۵۰-بیعنامہ کا گم ہو جانا-	۲۵۰

بمنظوری گورمنٹ آف انڈیا

چشمہ
جلد (۵) انڈین لا رپورٹ نمبر (۱۰)

سلسلہ مدراس جلد ۲۰ بابت ۱۸۹۷ء

از صفحہ ۲۸۳ لغایت ۳۰۴

متضمن

مقدمات منفصلہ حکام عالی مقام پریوی کونسل و ہائی کورٹ

بابت ماہ اکتوبر ۱۸۹۷ء

زبان انگریزی سے

شیخ غلام رسول انچارج آفیسر ایجنسی

تالیف ہوکر

مطبع راستگفتار جنرل لابکس ایجنسی امرتسر

مین

کارپردازان مطبع کے اہتمام سے طبع ہوکر شائع ہوا

حصہ تمام

انڈین لا رپورٹ

سلسلۂ مدراس جلد ۲۰ بابت سنہ ۱۸۹۷ء

از صفحہ ۳۳۹ لغایت ۵۰۰

متضمن

مقدمات منفصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل و ہائیکورٹ

بابت ماہ دسمبر ۱۸۹۷ء

زیر نگرانی

شیخ غلام رسول انچارج ایجنسی

تالیف ہو کر

مطبع راست گفتار امرتسر

جنرل لاایکس ایجنسی

میں

کارپردازان مطبع کے اہتمام سے طبع ہو کر شایع ہوا